تشریحات بخاری (اردو)

افادات

- قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

ترتیب:

حضرت مولانا محمد عبد القادر قاسمی مدظلہ

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

1/1

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً

تشریحات بخاری (اُردو)

جلد ہفتم

افادات

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ° شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ

مرتبہ

اُستاد العلماء مولانا محمد عبد القادر قاسمیؒ فاضل دیوبند

ناشر
کتب خانہ مجیدیہ ملتان

طبع اوّل ۲۰۰۷ء

نام کتاب ———— تشریحات بخاری جلد ہفتم
افادات ———— قطب عالم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
———— شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
ترتیب، ترجمہ، تشریح ———— حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب قاسمی
ناشر ———— کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
تعداد ———— ایک ہزار
صفحات ———— 675
پرنٹر ————
قیمت مجلّد ————

ملنے کے پتے

مکتبۃ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی ☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

فہرست مضامین تشریحات بخاری (جلد ہفتم)

2/1

سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حُرُمٌ وَاحِدُ هَا حَرَامٌ فَبِمَا نَقْضِهِمْ بِنَقْضِهِمْ الَّتِي كَتَبَ اللهُ الَّتِي جَعَلَ اللهِ تَبُوْءَ تَحْمِلَ وَقَالَ غَيْرُهُ الْاِغْرَاءُ التَّسْلِيْطُ دَائِرَةٌ دَوْلَةٌ أُجُوْرَهُنَّ مُهُوْرَهُنَّ مَخْمَصَةٌ مَجَاعَةٌ قَالَ سُفْيَانُ مَافِي الْقُرْاٰنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْئٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ الخ مَنْ اَحْيَا هَا يَعْنِيْ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيْعًا شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وسنة المهيمن الا مين القران امين اى امين علے كل كتاب قبله.......

ترجمہ حرم کی واحد حرام ہے فَبِمَا نَقْضِهِمْ ما مصدریہ ہے التی کتب بمعنے التی جعل اللہ کے معنی ہے تبوء کے معنی اٹھانے کے ہیں اغراء کے معنی مسلط کرنا ہے دائرہ کے معنی گھومنے کے ہیں اجور ھن کے معنی حق مہر کے ہیں مخمصہ کے معنی بھوک کے ہیں حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت مجھ پر سب سے زیادہ سخت نہیں ہے تم کچھ نہیں ہو جب تک توراۃ اور انجیل پر عمل پیرانہ ہوں۔ احیاھا کہ جس نے ان کے نفس کے قتل کو حرام سمجھا مگر حق کے ساتھ۔ تو اس نے اس کی وجہ سے تمام لوگوں کو زندہ کیا شرعۃ کے معنی راستہ اور طریقہ کے ہیں مھیمن کے معنی امین کے ہیں قرآن بھی امین ہے کہ جس قدر کتابیں اس سے پہلے اتری ہیں ان سب کا امین ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ مھیمن بمعنے محافظ چونکہ امین بھی حفاظت کرتا ہے اس لئے اسے بھی مھیمن کہتے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ حرم ۸۱۔۶۶۲ اس کا واحد حرام ہے حرمت نہیں ہے۔ جعل اللہ یعنی اس جگہ فرض کے معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ تقدیر اور تعین کے معنی میں ہے تبوء تحمل یعنی تبوء اس جگہ کو وطن بنالینا کے معنی نہیں بلکہ حمل کے معنی ہیں۔ اور تبوء کے لفظ سے تعبیر کرنے میں اس حمل کے معنی کا لحاظ ہے۔ جس سے اس طرف اشارہ ہے۔ کہ اس کبیرہ کے جرم کا ارتکاب کرنے میں وہ اس میں گھس گیا۔ جیسے مکان متمکن کا احاطہ کرلیتا ہے۔ گویہ کہ وہ مجرم اس کبیرہ کے احاطہ میں آگیا۔ اجور ھن کے معنی مھور ھن کے اس لئے کئے گئے تاکہ جواز متعہ کا وہم نہ ہو اور مہر کو اجر سے تعبیر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس کی ادائیگی کی ترغیب دینا ہے۔ کیونکہ بضعہ (اندام نہانی) کا عوض ہے۔ تو حق مہر کا روکنا ایسا ہوگا جیسے مزدور کی اجرت کو روک دیا جائے۔ جو واقعی معیوب ہے۔ من احیاھا جب احیا زندہ کرنا رب تعالیٰ کی صفت خاصہ تھی جس کو مجاز پر محمول کرنا واجب تھا اس لئے اس کے معنی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اثم حرم جلالین میں ہے محرمون اور جمل میں ہے۔اثم حرم جمع حرام صفت مشبہ بمعنے اسم فاعل ہے کتب اللہ لکم طبری فرماتے ہیں قدرھا لا بسکنی بنی إسرائیل۔تبوء باثمي واثمك ای تحمل اثمي و اثمك الخ تبوء کے بارے میں میں راغب فرماتے ہیں۔اصل بواء مساوات الا جزاء فی المکان جیسے نبوت کے معنی منافات الاجزا کے ہیں۔اجورھن مھورھن ۔حضرت گنگوہیؒ نے آیات قرآنیہ کے جو نکات بیان فرمائے ہیں دیگر شراح حضرات کی شروح اس سے خالی ہیں۔ جوازالمتعه خازن میں ہے کہ آج حرمت متعہ پر سب امت کا اجماع ہے کتاب وسنت نے اسکی حرمت بیان فرمائی ہے اور یہ سب اہل علم کا قول ہے لارخصه منهاالمضطرولاغيره احيا ها خازن میں بھی ہے کہ مجازی معنی نجات من الهلاك کے ہیں۔

باب قوله اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

حديث(٤٢٥٥)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ اِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ آيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَا تَّخَذْ نَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّي لَاَ عْلَمُ حَيْثُ اُنْزِلَتْ وَاَ يْنَ اُنْزِلَتْ وَاَيْنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ اُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَاِنَّا وَاللهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَاَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمْ لَا (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) الحديث ....

ترجمہ۔یہود نے حضرت عمر سے کہا کہ ایک آیت جس کو تم لوگ پڑھتے ہو اگر وہ ہمارے اندر نازل ہوتی تو ہم اسے عید منا لیتے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کس لئے یہ اتری کہاں اتری اور جناب رسول اللہ ﷺ اسوقت کہاں تھے جب یہ آیت اتری تو عرفہ کا دن تھا عرفات کا میدان تھا اللہ کی قسم ہم سب عرفات میں تھے۔سفیان کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں وہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ الخ ہے۔

باب قَوْلِهِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا اٰمِّيْنَ عَامِدِيْنَ اَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَسْتُمْ وَتَمَسُّوْهُنَّ وَالّٰتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالْاِفْضَاءُ النِّكَاحُ...

ترجمہ۔تیمم کے معنی قصد کرنا آمین قصد کرنیوالے امت تفعیل اور تیممت تفعل ایک معنی میں ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں لامستم تمسو هن دخلتم افضاء کے معنی نکاح کے ہیں۔

حديث(٤٢٥٦)حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا

ترجمہ۔حضرت عائشہ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں۔کہ کسی سفر میں ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔یہاں تک کہ ہم لوگ جب مقام بیداء ذات الجیش

بِالْبَیْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌلِی فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی التِمَاسِہٖ وَاَقَامَالنَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْاعَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَاءٌ فَاَتَی النَّاسُ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِؓ فَقَالُوْا: اَلَا تَرٰی مَاصَنَعَتْ عَائِشَۃُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَاءٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَکْرٍؓ وَرَسُوْلُ اللہ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَہٗ عَلٰی فَخِذِی قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْ اعَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَۃُؓ فَعَا تَبَنِي اَبُوْ بَکْرٍؓ وَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَقُوْلَ وَجَعَلَ یَطْعَنُنِيْ بِیَدِہٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا یَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّامَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی فَخِذِیْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِمَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃَ التَّیَمُّمِ فَتَیَمَّمُوْا الخ فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَمَا ھِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَالَّذِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَاِذَالْعِقْدُتَحْتَہٗ...

کے پاس پہنچے۔ تو میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا۔ جناب رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش کے لئے رک گئے۔ دوسرے لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ رک گئے۔ جبکہ وہ نہ کسی چشمہ پر تھے اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے آکر شکایت کرنے لگے کہ آکر دیکھتے نہیں کہ حضرت عائشہؓ نے کیا کام کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو اس حال میں روک رکھا ہے کہ نہ تو وہ کسی چشمے کے پاس ہیں اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی موجود ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ڈانٹ پلائی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہہ ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ سے میری کمر میں چوکے دیتے رہے اور مجھے ہلنے جلنے سے جناب رسول اللہ ﷺ کے میری ران پر ہونے نے روک دیا پس جناب رسول اللہ ﷺ جب صبح کو اٹھے تو پانی نہیں تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی تو سب لوگوں نے تیمّم کیا حضرت اسید بن حضیرؓ نے فرمایا کہ اے آل ابی بکر یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ میرا ہار اس کے نیچے تھا۔

حدیث (۴۲۵۷) حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سُلَیْمَانُ عَنْ عَائِشَۃَؓ سَقَطَتْ قِلَادَۃٌلِی بِالْبَیْدَاءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِیْنَۃَ فَاَنَاخَ النَّبِیُّ ﷺ وَنَزَلَ فَثَنٰی رَأْسَہٗ فِیْ حِجْرِیْ رَاقِدًا اَقْبَلَ اَبُوْ بَکْرٍؓ فَلَکَزَنِیْ لَکْزَۃً شَدِیْدَۃً وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ بیدا میں میرا ہار گر گیا جبکہ ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھلا دی اتر پڑے اور سونے کی حالت میں اپنا سر میری جھولی میں رکھ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے تو مجھے سینہ پر سخت مکے لگائے اور فرمانے لگے کہ تو نے اپنے ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک لیا جناب رسول اللہ ﷺ کے

فِیْ قِلَادَةٍ فِیَ الْمَوْتُ لِمَکَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ قَدْ اَوْ جَعَنِیْ ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَسْتَیْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ یُوْ جَدْ فَنَزَلَتْ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَاقُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ .... فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ لَقَدْ بَارَکَ اللّٰہُ لِلنَّاسِ فِیْکُمْ یَاآلَ اَبِیْ بَکْرٍ مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَرَکَةٌ لَھُمْ......

ہونے کی وجہ سے تو مجھے موت نے آگھیرا۔ کہ والد نے مجھے بہت درد پہنچایا۔ پھر جب نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو صبح کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ پانی تلاش کیا گیا جو نہ مل سکا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی و۔ یاأیھا الذین آمنوا اذا قمتم الخ تو اسید بن حضیرؓ نے فرمایا کہ اے آل ابی بکر تمہاری وجہ سے اللہ تعالے نے لوگوں کو برکت عطا فرمائی۔ تم لوگوں کے لئے برکت ہو۔

باب قول اللہ فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ

حدیث..(۴۲۵۸) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ وَحَدَّثَنِیْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ یَوْمَ بَدْرٍ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَقُوْلُ لَکَ کَمَاقَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْ سٰی فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّاھٰھُنَاقَاعِدُوْنَ وَلٰکِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَکَ فَکَاَنَّہٗ سُرِّیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَرَوَاہُ وَکِیْعٌ..اَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰالِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن حضرت مقدادؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ۔ ہم آپؐ کو ایسے نہیں کہیں گے۔ جیسے بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا رب جاکر لڑے۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن آپ چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ پس گویا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے فکر مندی دور ہو گئی۔

باب قولہ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا الخ اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰہِ اَلْکُفْرُبِہٖ

حدیث(۴۲۵۹)حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدُاللّٰہِ، عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّہٗ کَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَبْنِ عَبْدِالْعَزِیْزِ فَذَکَرُوْا وَذَکَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْاَقَادَتْ بِھَاالْخُلَفَاءُ، فَالْتَفَتَ اِلٰی اَبِیْ قِلَا بَةَ وَھُوَ خَلْفَ ظَھْرِہٖ فَقَالَ مَاتَقُوْلُ یَاعَبْدَاللّٰہِ بْنَ زَیْدٍ اَوْقَالَ مَاتَقُوْلُ

ترجمہ۔ ابو قلابہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے حدیث قسامۃ کو ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ خلفاءؓ نے بھی اس قسامۃ کے مطابق فیصلہ کیا تو عمر بن عبدالعزیزؒ ابی قلابہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جو ان کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے

يَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ: مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ اِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ اِحْصَانٍ، اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، بِغَيْرِ نَفْسٍ، اَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ فَقَالَ عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا اَنَسٌ بِكَذَا وَ كَذَا قُلْتُ اِيَّايَ حَدَّثَ اَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ: هٰذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِيْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَخَرَجُوْا فِيْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَى الرَّاعِيْ فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوْا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَخَوَّفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِيْ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا اَنَسٌ قَالَ: وَقَالَ يَا اَهْلَ كَذَا اِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَا اُبْقِيَ هٰذَا فِيْكُمْ وَمِثْلُ هٰذَا ونقل هذا الحديث........

فرمانے لگے اے عبداللہ بن زید یا ابو قلابہ تم کیا کہتے ہو میں نے کہا میں تو سمجھتا ہوں کہ اسلام کے اندر کسی شخص کا قتل کرنا حلال نہیں جبتک کہ وہ شادی کے بعد زنا نہ کرے یا کسی جی کو ناحق قتل نہ کرے۔یا اللہ اور اس کے رسولؐ سے ڈاکہ زنی کے ذریعہ لڑائی مول لے۔حضرت عنبسہ نے فرمایا۔کہ ہمیں تو حضرت انسؓ نے یہ عرنیین والی حدث بیان کی ہے۔میں نے کہا مجھے ہی حضرت انسؓ نے حدیث بیان کی فرمایا کہ عکل اور عرینہ کے لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زبانی کلامی اسلام کا کلمہ پڑھا کچھ عرصہ بعد پھر کہنے لگے کہ ہمیں اس ملک کی آب و ہوا موافق نہیں ہے۔جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمارے اونٹ چراہ گاہ کی طرف گئے ہوئے ہیں تو ان کے یہاں چلے جاؤ۔ان کے دودھ اور پیشاب کو پیو چنانچہ وہ لوگ گئے اور ان کے پیشاب اور دودھ کو پیا اور تندرست ہو گئے۔اور چرواہے پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔پس ان کے قصاص کے جرائم میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی تھی۔کہ انہوں نے ناحق ایک جی کو قتل کیا۔اور ڈاکہ زنی کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑائی مول لی۔اور جناب رسول اللہ ﷺ کو سخت پریشان کیا۔کہ آپؐ کے راعی کو قتل اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔تو عنبسہ نے تعجب کرتے ہوئے سبحان اللہ کہا تو ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کیا تم مجھے روایت کرنے میں تہمت لگاتے ہو۔عنبسہ نے کہا۔حضرت انسؓ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی تھی۔ابو قلابہ کہتے ہیں عنبسہ نے کہا اے شام والو بے شک تم خیر برکت کے ساتھ رہو گے جب تک یہ یا اس جیسا آدمی تمھارے اندر موجود ہے۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ماتقول یا ابا قلابہ ...خلاصہ یہ ہے کہ ابو قلابہ نے موجبات قتل کو صرف تین میں بند کر دیا جن میں قسامۃ داخل نہیں ہے۔تو قسامۃ میں قتل جائز نہیں ہے پھر عنبسہ نے حدیث عرنیین کو بیان کر کے قتل کو ڈاکہ زنی میں بند کر دیا کہ محاربین قتل ہوئے۔ حالانکہ ان تینوں امور میں سے کوئی بھی اس میں نہیں تھا۔عنبسہ کا مقصد یہ تھا۔کہ جواز قتل ان تین میں منحصر نہیں ہے جیسا کہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔تو ابو قلابہ نے اس کا جواب دیا کہ عرنیین ان تینوں امور سے خارج نہیں ہیں۔

تو حدیث سے حصر پر اشکال پیدا نہیں ہوتا۔ پھر عنبسہ کا سبحان اللہ کہنا۔ تعجب کے لیے ا ور ابو قلابہ کے کلام کی تصدیق کے لیے ہے۔ لیکن چونکہ یہ کلمہ کبھی انکار کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔اس لئے ابو قلابہ نے سوال کیا کہ تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو تو انہوں نے کہا نہیں۔

حضرت انسؓ نے یہ حدیث تو ہمیں بھی بیان کی تھی۔ تو ابو قلابہ کے دعوی کی تصدیق کر دی کہ قسامۃ سے قتل کو چھوڑ دیا جاتا ہے احناف کا مسلک بھی یہی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے قادت بھاالخلفاء صحیح نہیں ہے اس لیے کہ نہ تو جناب رسول اللہ ﷺ اور نہ ہی خلفاء میں سے کسی نے قسامۃ پر قصاص لیا۔ بلکہ عبد الملک بن مروان نے قسامۃ پر قصاص لیا تھا جس کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مشورہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ قطب گنگوہیؒ کے افادہ کی تائید حدیث باب کرتی ہے۔ نیز باب القسامۃ میں آرہا ہے کہ عنبسہ نے کہا۔ لا ولکن جئت بالحدیث علی وجھه وھو المذھب۔۔ احنافؒ اور شوافعؒ کا یہی مسلک مشہور ہے۔ البتہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ قسامۃ کی بعض صورتوں میں قصاص کے قائل ہیں۔

یاد رہے کہ اکثر شراح کے نزدیک مشہور یہ ہے عمر بن عبدالعزیزؒ قسامۃ کے قائل نہیں تھے۔ اور امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے لیکن میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ دونوں حضرات قسامۃ کا انکار کرتے ہیں۔ نفس قسامۃ کا انکار نہیں کرتے۔ احناف کا مسلک بھی یہی ہے۔ قسامۃ جائز۔ قصاص بعد القسامۃ ناجائز ہے۔

بَاب قَوْلِهٖ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

حدیث (٤٢٦٠) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَاَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثنيتها يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ الحدیث.....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔کہ حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ربیع نے انصار کی ایک نوجوان لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا تو اس کی قوم قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انس بن مالکؓ کے چچا انس بن النضرؓ نے کہا یا رسول اللہ واللہ میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائیگا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے انس کتاب اللہ کا فیصلہ قصاص ہے۔ بعد ازاں قوم راضی ہو گئی اور انہوں نے دیت قبول کرلی جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالے ان کی قسم کو پورا کر دیں۔

باب قوله يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

حديث (۴۲۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جو شخص تجھے یہ بیان کرے کہ جناب محمد ﷺ نے اتری ہوئی وحی میں سے کوئی چیز چھپائی ہے تو اس نے وہ جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول رب کی طرف سے جو کچھ آپ کی طرف اتارا جائے اس کی تبلیغ کرو۔

باب قوله لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ

حديث (۴۲۶۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت لایئواخذکم اللہ۔ اس آدمی کے اس قول کے بارے میں اتری جو اپنی بات میں لا واللہ بلی واللہ یعنی واللہ ایسا نہیں ہے واللہ ایسا کیوں نہیں ہے۔

حديث (۴۲۶۳) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا اَرٰى يَمِيْنًا اُرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ. وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے باپ کسی قسم کو توڑا نہیں کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالے نے قسم کا کفارہ نازل فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جس چیز پر قسم کھائی اور مجھے معلوم ہوا کہ اس کے خلاف کرنا بہتر ہے تو میں اللہ تعالے کی رخصت کو قبول کر لیتا اور جو بہتر ہوتا وہی کرتا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ یمین لغو کی تعریف میں بین الائمہ اختلاف ہے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو قسم بطور عادت کے بلا قصد انسان کی زبان سے نکل جائے وہ یمین لغو ہے۔ کیونکہ انسان کو بچپن سے قسم کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ بچپن میں ہمیں قسم کھانے پر مار پڑتی تھی۔ امام شافعیؒ اسے یمین لغو کہتے ہیں جو بلا قصد بطور عادت کے ہو۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ انسان اپنے ظن غالب کے مطابق اپنے زمانہ ماضی کے کسی فعل کے خلاف پر قسم کھائے یعنی زمانہ ماضی میں کام کیا جو اسے یاد نہیں رہا۔ اس پر قسم کھالی کہ میں نے نہیں کیا یہ یمین لغو ہے۔ اگر جان بوجھ کر قسم کھالیتا ہے۔ کہ میں نے نہیں کیا۔ حالانکہ کر چکا ہے۔ تو اسے یمین غموس کہتے ہیں۔ اور آئندہ زمانہ کے لئے جو کرنے نہ کرنے کی قسم کھائے۔ یہ یمین منعقدہ ہے

یہ آیت قرآن مجید میں دو مقام پر آئی ہے۔ ایک سورہ بقرہ میں ۔ بماکسبت قلوبکم۔ اس سے یمین غموس مراد ہے۔ یمین لغو میں کسب قلب کو دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ اور سورۃ مائدہ میں۔ عقدت ایمانکم۔ یہ مستقبل کے لئے ہے۔ یہ یمین منعقدہ ہے۔ جس کے توڑنے پر دس مساکین کے طعام کا کفارہ ہے حدیث میں جو یمین لغو کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تفسیر کیخلاف ہے۔ لیکن در حقیقت مخالف نہیں۔ کیونکہ یمین کی جس قسم میں قصد اثم کو داخل ہو وہ یمین غموس ہے۔ اگر گناہ کا قصد نہ ہو تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو قسم کھانے کا قصد نہ ہو۔ یا ظن غالب کے طور پر قصد کیا۔ لیکن گناہ کا قصد نہیں تو یہ دونوں یمین لغو ہیں۔ لوگوں نے اس کے افراد میں سے ایک کا ذکر کیا دوسرے کا نہیں حضرت عائشہؓ بھی ان دو میں سے ایک کو لیتی ہیں۔ تو یمین بغیر کسب وبغیر قصد اثم دونوں یمین لغو ہیں۔ قصد کا نہ ہونا اور ظن غالب دونوں داخل ہیں۔

باب قوله يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

ترجمہ ۔ اے ایمان والو جو چیزیں اللہ نے حلال کی ہیں ان میں سے پاکیزہ کو حرام نہ کرو۔

حدیث (٤٢٦٤) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيْ؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَالِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذَالِكَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْءَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَاَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ....

ترجمہ ۔ حضرت عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد پر جاتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ پس ہم نے کہا کیا ہم خصی نہ ہو جائیں۔ تو آپؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ اور اس کے بعد ہمیں متعہ کی اجازت دیدی کہ ہم عورت سے کپڑے کے بدلے شادی کرلیں۔ پھر تائید میں لاتحرموا۔ آیت کو پڑھا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ عرب میں رطوبت کم ہے اور حرارت زیادہ ہے۔ جو مردوں میں قوت رجولیت زیادہ پیدا کرتی ہے۔ رطوبت کم کرنے والی ہوتی ہے۔ حرارت اور خشکی کی وجہ سے قوت رجولیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ سفر میں دو تین ماہ رہنے کی وجہ سے بغیر عورت کے صبر نہیں کرسکتے۔ بنابریں انہوں نے خصی ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ تاکہ قوت باہ کم ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اجازت نہیں دی کیونکہ ایک تو اس سے نسل انسانی کم ہوتی ہے۔ دوسرے اللہ تعالے کی خلق کو بدلنا ہے۔ اور تیسرے کفران نعمت ہے کہ اللہ تعالے نے اسے مرد پیدا کیا اور یہ قوت مردی کو ضائع کر رہا ہے۔ جو کبھی موجب ہلاکت بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ تو آپؐ نے نکاح متعہ کی اجازت دی جو غزوۂ خیبر میں منسوخ ہو گیا۔ پھر غزوۂ اوطاس میں محض تین دن کے لئے اجازت ہوئی پھر ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گیا۔ کتاب وسنت سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ ابن مسعودؓ کا لاتحرموا۔ سے استدلال اجازت کے وقت کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے۔ حرمت المتعہ ابداً کی روایت ان کو

نہیں پہنچی جب حرمت متعہ ابدی کی اطلاع ہوئی تو ابن مسعودؓ نے رجوع کر لیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اجازت اضطرار کی بناپر تھی۔ ابن عباسؓ اباحۃ المتعہ کے قائل تھے۔ بعد میں رجوع کر لیا۔ (کذافی مسلم)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لایؤ اخذ کم اللہ ۶۶۴۔۷ یہ حضرت عائشہ کا اجتہاد ہے کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے امام شافعیؒ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیونکہ وہ نزول قرآن کے وقت موجود تھیں اور غیر کی بنسبت مراد آیت کو بہتر جاننے والی ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کا اجتہاد ہے حدیث مرفوع نہیں ہے اگر اشکال ہو کہ حدیث ابوداؤد مرفوع ہے تو کہا جائے گا کہ خود امام ابوداؤد نے حدیث کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے۔ تو قطب گنگوہیؒ کا کہنا صحیح ہوا کہ کوئی حدیث مرفوع اس بارے میں نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا تحرموا ۶۶۴۔۲۱ آیت سے مقصد خصی ہونے سے روکنا ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس جگہ تو شیخؒ نے لابعد سے ذکر فرمایا ہے۔ لیکن کتاب النکاح میں جزم و یقین سے بیان کیا ہے کہ اس آیت سے تبتل اور خصی ہونے کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور اکثر مفسرین کا میلان اسی طرف ہے۔ اگرچہ احتمال یہ ہے کہ حرمت متعہ مراد ہو۔ چنانچہ جلالین میں اس تبتل والی حدیث کو بیان کیا ہے۔ ابن کثیر میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت منقول ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا نقطع مذا کیر نا ونترك شهواتنا کہ ہم اپنے آلۂ تناسل کاٹ دیں گے اور اپنی نفسانی خواہشات چھوڑ دیں گے۔

باب قوله إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَزْلَامُ الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ، وَالنُّصُبُ أَنْصَابٌ يَذْبَحُونَ عَلَيْهَا وَقَالَ غَيْرُهُ الزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ وَالْاسْتِقْسَامُ أَنْ يُجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهَى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوبٍ يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا، وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقُسُومُ مِنْهُ الْمَصْدَرُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ الازلام وہ تیر تھے جس سے معاملات میں اپنی قسمت طلب کرتے تھے۔ نصب وہ آستان (مورتیاں) جن پر جاکر جانور ذبح کرتے تھے۔ غیر ابن عباسؓ نے فرمایا الزلم تیر جس کے پر لگا ہوا نہ ہو ازلام کا مفرد ہے۔ اور استقسام یہ ہوتا ہے کہ وہ تیروں کو گھماتے تھے پس اگر وہ روک دیتے تو رک جاتے اور جن امور کے کرنے کا وہ حکم دیتے وہ کرتے تھے اور تیروں پر کئی طرح کی نشانیاں لکھ رکھی تھیں جن سے اپنی قسمت طلب کرتے تھے۔ اس کا مجرد قسمت آتا ہے۔ قسوم اس کا مصدر ہے۔

حدیث(۴۲۶۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَاِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ اَشْرِبَةٍ وَمَا فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ شراب کی حرمت اس حال میں نازل ہوئی کہ بے شک مدینہ میں ان دنوں پانچ قسم کی شراب چالو تھی جن میں انگور کی شراب نہیں تھی۔

حدیث(۴۲۶۶) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِىْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ فَاِنِّىْ لَقَائِمٌ اَسْقِىْ اَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا اَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا اَنَسُ قَالَ فَمَا سَاَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ..

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہماری شراب سوائے فضیخ کے اور کوئی نہیں ہوتی تھی۔ جسے کھجور کے ڈوکے سے بنایا جاتا تھا پس میں کھڑے ہو کر ابو طلحہؓ اور فلاں فلاں کو پلا رہا تھا کہ ایک آدمی نے آکر کہا۔ کیا تمہیں خبر نہیں پہنچی۔ وہ بولے وہ کیا خبر ہے اسنے کہا کہ شراب حرام قرار دی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے انسؓ شراب کے ان مٹکوں کو انڈیل دو حضرت انسؓ فرماتے ہیں اس آدمی کی خبر کے بعد نہ تو انہوں نے کسی سے اس کی حرمت کے متعلق پوچھا اور نہ ہی باربار اس کے متعلق رجوع کیا پھر شراب کی طرف انہوں نے رجوع نہ کیا۔

حدیث(۴۲۶۷) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ اُنَاسٌ غَدَاةَ اُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَاءَ وَذَالِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا..

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ احد کی صبح کو کچھ لوگوں نے شراب لی پھر اسی دن سب شہید ہو کر قتل ہوئے۔ یہ حرمت شراب سے پہلے کا واقعہ ہے۔

حدیث(۴۲۶۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَؓ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِىِّ ﷺ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِىَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ..

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ سے ممبر نبی اکرم ﷺ پر سنا فرماتے تھے۔ امابعد اے لوگو شراب کی حرمت نازل ہو چکی ہے وہ پانچ قسم کی ہے انگور سے۔ کھجور سے۔ شہد سے۔ گندم اور جو سے اور اور شراب جو عقل کو نشہ کی وجہ سے چھپالے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ قداح۔ بغیر بھالے کے جو تیر ہے۔ ان پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ کسی پر افعل کسی پر لا تفعل اور کوئی خالی ہوتا تھا۔ غرضیکہ جب کسی شخص کو کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہوتا تو وہ یہ تیر پھینکتا تھا۔

نصاب۔وہ گاڑے ہوئے پتھر کبھی تو ان پر مورت ہوتی اور کبھی مورت نہیں ہوتی تھی جن کے نام پر آستانوں پر جانور ذبح کئے جاتے تھے یحیل۔ بمعنے یدیر ہر پھینکنے والا ہر باری پر سود رہم لیتا تھا۔ یہ ایک قسم کا جوا اور لاٹری تھی۔ خمر دراصل انگور کی شراب کو کہتے تھے۔ ورنہ ہر اناج کی شراب کا نام الگ تھا۔ البتہ مجازاً ایک دوسرے پر اطلاق کر لیتے تھے۔ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اس وقت خمر یعنی انگور کی شراب نہیں تھی۔ حضرت امام اعظمؒ خمر العنب کو نجس العین قرار دیتے ہیں اس کا ایک قطرہ بھی نجس العین ہے قابلہ وکثیرہ حرام نشہ آور ہو یا نہ ہو۔ علاج معالجہ۔ قوت حاصل کرنے اور شغلی طور پر ہر طرح سے حرام ہے۔ حضرت امام صاحبؒ نے جس قدر تشدد اس شراب کے بارے میں کیا ہے اور شراب کی کسی قسم کے بارے میں اتنا تشدد نہیں کیا۔ مگر افسوس غیر مقلد اسی پر امام صاحبؒ کو مطعون کرتے ہیں اگر انگور کے علاوہ کوئی اور شراب ہو۔ بشرطیکہ اس کی مقدار قلیل نشہ آور نہ ہو۔ تو تداوی اور تقوی کے لیے جب صالح حکیم حاذق کہہ دے تو جائز ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شراب کی سب اقسام برابر ہیں۔ قلیل کثیر ہر حالت میں حرام ہے۔ اسی پر فتوی ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ حضرت امام صاحبؒ انگور کی شراب کے علاوہ دوسری خمور کو نجاستہ خفیفہ پر محمول کرتے ہیں۔ آپ کا استدلال ابن عمرؓ کی روایت سے ہے جس میں ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت خمر عنب نہیں تھی۔ حکم منع میں کوئی اختلاف نہیں البتہ تخفیف میں اختلاف ہے۔

فضیخ...بسر (ڈوکہ) کا نچوڑ ہے۔ اھرق هذه القلال۔ یہ امتثال امر کی بے نظیر مثال ہے۔ کہ ادھر حکم حرمت پہنچا اور صحابہ کرام نے شراب کے مٹکوں کو اوندھا کر دیا۔ شراب مدینہ کی گلیوں میں ندی کی طرح بہ رہی تھی۔ کیونکہ مسلمان کی شان میں ارشاد نبوی ہے۔ المؤمن کجمل الف حیث قید انقاد حیث انیخ اناخ (الحدیث) مومن کی مثال نکیل دار اونٹ کی طرح ہے۔ جدھر کھینچا جائے کھچا چلا جائے۔ جہاں بٹھلا دیا جائے بیٹھ جائے۔ جمہور کا استدلال حدیث باب کے آخری الفاظ سے ہے۔ الخمر ماخامر العقل شراب وہ ہے جو عقل کو چھپا لے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فما سألو عنها ۶۶۴۔۱۹ اس حدیث سے صحابہ کرام کی شان امتثال واضح ہوتی ہے۔ کہ جہاں شریعت کا حکم پہنچا اس پر عمل پیرا ہو گئے۔ جس سے روکا فوراً اس سے رک گئے۔ رضی اللہ عنہم۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرات صحابہ کرام کے قلوب میں آنحضرت ﷺ کی انتہائی درجہ کی عظمت تھی کتاب الشروط میں عروہ بن مسعود کی تقریر گذر چکی ہے۔ حکایات صحابہ میں کئی روایات ہیں۔ جن سے شان صحابہ نمایاں ہوتی ہے۔ کہ امتثال امر میں سبقت کرنے والے تھے۔

باب قوله لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

حدیث(۴۲۶۹)حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعمَانِ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْخَمرَ الَّتِیْ اُهْرِیْقَتْ الْفَضِیْخُ وَزَادَنِیْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِیْ النُّعْمَانِ قَالَ کُنْتُ سَاقِیَ الْقَوْمِ فِیْ مَنْزِلَ اَبِیْ طَلْحَةَفَنَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ فَاَمَرَ مُنَا دِیًافَنَادَی فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَاخْرُجْ فَانْظُرْ مَاهٰذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ یُنَادِیْ اَلَااِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِیْ اذْهَبْ فَاهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِیْ سِکَكِ الْمَدِیْنَةِقَالَ وَکَانَتْ خَمْرُهُمْ یَوْمَئِذٍ الْفَضِیْخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللهُ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَاطَعِمُوْا.....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں جو شراب انڈیلی گئی وہ فضیخ تھی جو کھجور کے ڈوکے کی ہوتی ہے۔ روایت میں زائد ہے کہ میں ابو طلحہ کے گھر میں قوم کو شراب پلانے والا تھا۔ کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ تو آنحضرت ﷺ نے ایک اعلان کرنیوالے کو حکم دیا جس نے اعلان کرنا شروع کیا حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا اے انس باہر جاکر دیکھو کہ یہ کیسی آواز ہے میں نے واپس آکر کہا کہ منادی اعلان کر رہا ہے کہ شراب حرام ہو چکی ہے۔ تو مجھے انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ اور اسے گرادو تو شراب مدینہ کی گلیوں میں ندی کی طرح بہہ رہی تھی۔ اور ان دنوں لوگوں کی شراب فضیخ یعنی کھجور والی تھی کچھ لوگ احد کی لڑائی میں قتل ہو گئے کہ یہ شراب انکے پیٹوں میں تھی۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ

ایمان والے جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں جو کچھ حرمت سے قبل انہوں نے کھایا پیا اس پر گناہ نہیں ہے۔

باب قوله لَاتَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَاِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ۔

حدیث (۴۲۷۰)حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْ لُ اللهِ ﷺ خُطْبَةً مَاسَمِعْتُ مِثْلَهَاقَطُّ قَالَ لَوْتَعْلَمُوْ نَ مَااَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًاوَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا قَالَ فَغَطّٰی اَصْحَابُ رَسُوْ لِ اللهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ حَنِیْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ فُلَا نٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ لَاتَسْاَلُوْ اعَنْ اَشْیَا ءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤکُمْ .رَوَاهُ النَّظْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَعَنْ شُعْبَةَ.....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا خطبہ دیا کہ اس جیسا خطبہ نہیں سنا آپؐ نے فرمایا اگر تم لوگ وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور بہت روتے اصحاب رسول ﷺ نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا جب کہ روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی تو ایک آدمی نے پوچھا میرا باپ کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا فلاں جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بہت پوچھ گوچھ نہ کرو۔

حدیث (۴۲۷۱) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اسْتِهْزَآءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ اَبِیْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ اَيْنَ نَاقَتِیْ فَاَنْزَلَ اللهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ سے بطور مذاق کے سوال کرتے تھے کوئی کہتا میرا باپ کون ہے۔ کوئی کہتا جس کی اونٹنی گم ہوتی تھی کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔ تو اللہ تعالے نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو بہت چیزوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو۔ اگر وہ ظاہر ہو گئیں تو تمھیں بری لگیں گی یہاں تک ساری آیت کی تلاوت سے فارغ ہوئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لھم حنین ۶۶۵۔۳ یہ رونا اس خدشہ کے پیش نظر تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے کہیں اللہ تعالے ناراض نہ ہو جائیں۔ استہزاء یہ مزاق کا موقع اس لئے ملتا کہ آنحضرت ﷺ اپنی خوش خلقی اور نرم مزاجی کی وجہ سے ایسی باتیں سن لیتے تھے۔ اور یہ ابتداءً اسلام میں تھا۔ بعد میں تو یہ حال ہو گیا کہ آپ ﷺ کی مجلس میں ایسے خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ سخط رسو له ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ سے کہا تھا۔ کہ کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے سے اللہ کی ناراضگی سے بے خوف ہو جاتی ہو۔ سیبه حسن الخلق ؒ یہ آپؐ کے اخلاق حسنہ مشہور تھے۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ استہزاءً سے حقیقۃً ٹھٹھا مخول مراد نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو کفر ہے۔ بلکہ وہ کلام مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کی شان میں بظاہر گستاخی ہو جیسے آج میں نے کیا کھایا میرے گھر کیا پکے گا جیسے عبداللہ بن خدافہ نے پوچھا تھا میرا باپ کون ہے۔ حالانکہ انہیں علم تھا جس پر ان کی والدہ نے فرمایا اگر آپؐ کسی اور کا نام لے دیتے تو تو نے مجھے ساری قوم کے سامنے رسوا کر دیا تھا۔

باب قوله مَاجَعَلَ اللهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَاسَائِبَةٍ وَّلَاوَصِيْلَةٍ وَّلَاحَامٍ وَاِذْقَالَ اللهُ يَقُوْلُ قَالَ اللهُ وَاِذْ هٰهُنَا صِلَةٌ اَلْمَائِدَةُ اَصْلُهَا مَفْعُوْلَةٌ كَعِيْشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنٰى مِيْدَبِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِیْ يَمِيْدُنِیْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُتَوَفِّيْكَ مُمِيْتُكَ...

ترجمہ۔ اذ قال اللہ میں لفظ قال یقول کے معنی میں ہے اور اذ کا لفظ اس جگہ صلہ ہے یعنی زائد ہے کیونکہ اذ ماضی کے لئے ہوتا ہے۔ اس جگہ مستقبل مراد ہے۔ مائدہ دستر خوان کو کہتے ہیں یہاں فاعل بمعنی مفعول کے ہیں جیسے عیشۃ راضیہ میں بمعنی مرضیہ کے ہے اور تطلیقۃ بائنۃ میں ای مطلقہ مبانۃ لیکن قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مثال صحیح نہیں بائنہ اپنے اصلی معنی قاطعہ کے ہے۔ اور اس کا مادہ اگر ماد یمید ہے جس کے معنی حرکت دینے کے ہیں تو وہ دستر خوان ہے

جس پر کھانا چنا ہوا ہو۔ صاحب دستر خوان کی طرف خیر کو حرکت دی جاتی ہے۔ یا ماد- مید عطیہ کے معنی میں ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں متوفیک آپکو وفات دینے والا ہے یا مارنے والا ہے۔ اب نہیں بلکہ آئندہ زمانہ میں۔ اگر اب وفات ہو جائے تو پھر یہود کا مقصد پورا ہوتا ہے تسلی کہاں ہوئی۔

حدیث(۴۲۷۲)حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِیْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلَا يَحْلُبُهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِیْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْئٌ قَالَ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ الْخُزَاعِیَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيْلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِیْ اَوَّلِ نَتَاجِ الْاِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّیْ بَعْدُ بِاُنْثٰى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهُمْ لِطَوَاغِيْتِهِمْ اِنْ وَصَلَتْ اِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْاِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَاِذَا قَضٰى ضِرَابَهٗ وَدَعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَاَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْئٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامِیَ وَقَالَ لِیْ اَبُوالْيَمَانِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ........

ترجمہ۔ حضرت سعید بن مسیبؒ تابعی فرماتے ہیں کہ بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں کہ جس کا دودھ بتوں کے نام روک لیا جاتا تھا۔ لوگوں میں سے۔ کوئی اس کا دودھ نہیں دوہ سکتا تھا۔ اور سائبہ وہ اونٹنی جس کو بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے اس پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچتا تھا۔ کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے ان سانڈھوں کا رواج ڈالا۔ وصیلۃ۔ وہ نوجوان اونٹنی جو پہلے پہل مادہ بچہ جنے پھر اس کے بعد بھی دوسرا مادہ جنے تو اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے کہ یہ ایک مادہ دوسری مادہ سے مل گئی ہے۔ جن کے درمیان کوئی نر نہیں ہے۔ والحام۔ وہ سانڈھ اونٹ ہوتا تھا جو ایک محدود جفتی کرتا تھا جب اس کی وہ جفتی کی تعداد پوری ہو جاتی۔ مثلاً دس ہے۔ تو اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ اور اس کو بار برداری سے معافی دے دیتے کہ اس پر کوئی چیز نہ لادی جاتی تھی۔ اور اس کا نام حام تھا کہ اسنے آپ کو بچالیا۔ باقی دو سندوں سے اس حدیث کو مرفوع کر دیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

<u>تشریح از شیخ مدنیؒ</u>۔ اذقال اللّٰه ..میں اذا زائدہ ہے۔ جو تحسین کلام کے لئے لایا گیا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام سے حوار یین نے کہا کہ اللہ تعالے سے دعا کیجئے جو ہم پر آسمان سے ایسا دستر خواں نازل کرے جس پر کھانا چنا ہو۔

مائدہ ...ماد- مید حرکت کرنے کے معنی میں ہے۔ یا مائدہ بمعنی میدہ ہے۔ حرکت دیا ہوا تو مجاز عقلی ہو گا۔ یا مجاز لغوی ہے۔

کہ اسم فاعل بمعنی اسم مفعول ہے۔مائدہ وہ دستر خوان جس پر کھانا چنا ہو جو عالی جگہ سے سائل کی طرف اتارا جائے۔متوفیک کے معنی حضرت ابن عباسؓ ممیتك کے لیتے ہیں۔اس کی دو تفسیریں ہیں۔توفی کے معنی ہیں کسی اجل یا کام کا پورا کرنا۔حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ جب ان کے حواریوں نے بیوفائی کی۔کہ ان میں سے ایک شخص دشمنان عیسی یہود سے جاملا۔اور قتل کا ارادہ کرنے والوں کو آپ کا اتہ پتہ بتایا۔تو اس پر باری تعالے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چار بشارتیں دی ہیں۔ دو بالفعل اور دو مستقبل کے لئے ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ ہم آپکو ان غداروں کے درمیان سے اٹھالیتے ہیں۔کیونکہ انسان جب لوگوں کی بے وفائیوں سے تنگ آجاتا ہے۔تو وہاں سے منتقل ہونا چاہتا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کی خاطر اپنی ساری زندگی صرف کردی۔جگہ جگہ جاکر تبلیغ کی۔اپنے لئے کوئی گھر نہ بنایا۔لوگ پھانسی پر لٹکانے کے لئے تیار ہوگئے۔تو فرمایا..من انصاری الی اللہ ...بارہ حواریوں نے کہا..نحن انصار اللہ... لیکن ان میں سے بھی ایک خائن نکلا۔پھر بھی حضرت عیسی علیہ السلام صابر رہے۔انہیں پر عمل پیرا رہے۔لیکن یہ عمل بھی غیر مؤثر ثابت ہوا ہو اسرائیل نے کچھ عرصہ بعد پھر تلوار اٹھالی۔چنانچہ ریڈنگ یہودی نے تلوار اٹھاکر برطانیہ کو تہس نہس کردیا۔غرضیکہ حضرت عیسی علیہ السلام سے باری تعالی فرماتے ہیں۔کہ اب ہم آپ کو یہاں سے منتقل کریں گے۔اگرچہ ابن عباسؓ یہاں متوفیك.. کا یہ معنے نہیں لیتے۔لیکن...اللہ یتوفی الانفس....میں اور...اللہ الذی یتوفکم باللیل...میں فرمایا گیا۔جس میں یقیناً میت کے معنے نہیں لے گئے بلکہ توفی کے معنی پورے کرنے کے لئے گئے ہیں۔

قادیانیوں نے حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ممیتک کا سہارا لیا حالانکہ اگر حضرت عیسی علیہ السلام فوت ہو چکے ہوتے تو صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آخر زمانہ میں نزول مسیحؑ ہوگا۔اس سے مرزا قادیانی کا مسیح بنا کیسے لازم آگیا۔

حضرت امام بخاریؒ نے قول ابن عباسؓ کو تعلیقاً ذکر کیا ہے کوئی سند بیان نہیں کی۔امام بخاریؒ تو مرسل حدیث سے دلیل نہیں پکڑتے۔ تعلیقات کیسے مستدل بن گئیں۔توجب انکے نزدیک روایت صحیح نہیں ہوئی تو استدلال کیسا۔یہ تو ایسا ہوا۔غف۔ میرا نام محمد یوسف بلکہ توفی کے معنی اقامت فی الارض کے ہیں۔تو توفی بالفعل مراد ہوئی۔اگر متوفی کے معنی ممیتک کے بھی ہوں تو اس میں زمانہ کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اسم فاعل تو حال اور مستقبل دونوں کو شامل ہوتا ہے۔تو یہاں معنی ہوں گے ممیتک فی المستقبل اور رافعک بالفعل یقینی بات ہے کہ جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع آسمانی کے کئی سال بعد نصاری کو غلبہ حاصل ہوا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ نے کسی نصرانیہ عورت سے شادی کی جس سے بچہ پیدا ہوا۔پھر جاکر غلبہ حاصل ہوا۔تو تمھارا ابھی یہی دعوی ہے۔ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا انتقال ہوگا۔لیکن نزول من السما کے بعد بیاہ کریں گے۔ان کے بچے پیدا ہونگے۔چالیس سال تک حکومت کریں گے۔ساری دنیا میں اسلام پھیلے گا۔پھر وفات ہوگی۔اور آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔یہ سب تقریر اس وقت ہے جب حضرت ابن عباسؓ کا قول ثابت ہو جائے۔ورنہ پہلے تو وہی قابل بحث ہے۔

قادیانی بھی یہی کہتے کہ مرزا قادیانی کے سوا آج تک کسی نے مسیح ہونے کا دعویٰ نہین کیا۔لیکن اکاذیب مرزا مشہور ہیں۔

ایسے جھوٹے کو مسیح کون مانتا ہے۔اگر سوال ہو کہ پھر حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے ..انی متوفیک ..کیوں فرمایا گیا۔وجہ وہی ہے کہ جب بے چینی لاحق ہو۔قوم سے تنگ آگئے تو تسلی دی گئی کہ موت دینے والا میں ہوں۔یہ لوگ آپ کو نہیں مار سکتے۔فی الحال ہم آپکو اپنی طرف اٹھالیتے ہیں۔اٹھاتے وقت نیند طاری کردی گئی۔وماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لھم بل رفعه الله الیه نہ تو انہوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل کیا نہ ہی پھانسی پر لٹکایا بلکہ انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا۔کہ عیسیٰ کا حواری مقتول ہوا۔بلکہ اللہ تعالے نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔آنحضرت ﷺ کی تبلیغ جب کارگر ثابت ہوئی۔لوگ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہونے لگے۔تو آپؐ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔پریشانی دور ہوگئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔یسیبو نھا...۶۶۵۔۷ قطب گنگوہیؒ نے اگرچہ اس کا تعرض نہیں کیا لیکن مولانا مکیؒ نے اس جگہ بسط سے تقریر لکھی ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ سائبہ یا ہر وہ جانور یا مال جو غیر اللہ کے لئے چھوڑ دیا جائے۔تو جب تک اس پر کوئی قبضہ نہ کرے وہ مالک کے ملک سے خارج نہیں ہوتا۔اگرچہ وہ خود بھی کہے کہ میں نے اپنے ملک سے اسے نکال دیا۔جب کوئی شخص مالک کی اجازت سے قبضہ کرلے گا تب مالک کے ملک سے خارج ہوگا۔اور قابض کے ملک میں داخل ہوگا جب مالک نے اس نیت فاسدہ کے ساتھ دوسرے کو قبض کرا دیا ہے تو اس کا قبضہ مخلوط بالمعصیۃ یعنی گناہ سے خلط ہوجائے گا۔جس سے مقبوض کے اندر حرمت پکی ہوجائے گی۔کہ وہ کبھی مرتفع نہ ہوسکے گی البتہ اگر مالک قابض کے قبضہ سے پہلے اپنی نیت بدل لے۔تو پھر حرمت رفع ہوجائے گی۔یہ مال مغضوب کی طرح ہوجائے گا۔البتہ مال مغضوب کی حرمت اجازت مالک سے ساقط ہوجائے گی۔مال لغیر اللہ کی حرمت مؤبدہ رہے گی۔اذ قال الله قال بمعنی یقول کے ہے اور اذ زائدہ ہے جو فعل محذوف کا صلہ ہے۔جملہ یقول اللہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

تطلیقه بائنه ۔۔اس میں مبانہ بمعنے مبانہ کے ہے۔اسم فاعل بمعنے اسم مفعول جیسے مائدہ بمعنے میدہ کے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ قال بمعنے یقول ہے۔اذ صلہ۔سے مراد یہ نہیں کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔بلکہ مراد یہ ہے کہ معنی اصلی ماضی کے مراد نہیں۔مضارع مراد ہے۔اور متن متین میں ہے۔کہ حروف زیادہ کو حروف الصلہ بھی کہتے ہیں۔کیونکہ یہ حروف زیادہ فصاحت کا وسیلہ بنتے ہیں۔مؤکدات اور محسنات اور تطلیقہ بائنہ بمعنے مقطعہ کے ہے۔ تو امام بخاریؒ کی تمثیل صحیح ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ متو فیك ممیتك ۶۶۵۔۹ اس میں آپ کی موت کا بیان ہے۔کہ کب ہوگی۔رفع سے پہلے کی توفی کا اس میں ذکر نہیں۔تاکہ مشہور کا خلاف لازم آئے۔کیونکہ آپ تو زندہ اٹھائے گئے۔حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام پر دشمنوں کی ایذارسانی سخت ہوگئی اور وہ تنگ ہوگئے۔تو اللہ تعالے نے وحی بھیجی۔کہ یہ لوگ آپ کو نہیں مار سکتے۔ مارنے والا تو میں ہوں۔پس آپ صبر کریں۔یہاں تک کہ آپ کا اجل آجائے۔پھر مزید احسان جتلایا کہ میں اپنی طرف آپ کو اٹھانے والا ہوں۔

3/1

تاکہ مصائب برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ کہ بس خلاصی کا زمانہ موت کے زمانہ سے بالکل قریب ہے۔ پھر دوسرا انعام ذکر فرمایا کہ مطهرك من الذين كفروا یعنی میں آپ کو کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔ ان کی گندیاں آپ تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ تو تین مراتب ہو گئے۔ متوفیک۔ پہلا مرتبہ ہے جس میں خلاصی کی نوید ہے۔ لیکن اس میں تاخیر ہے۔ دوسرا مرتبہ رافعک کا ہے۔ اس میں مدد ونصرت کی جلدی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ اور تیسرا مرتبہ مطہرک میں نصرت کا وعدہ ہے۔ لیکن اس میں تعجل نہیں ہے۔ بہر حال ان مراتب میں یکے بعد دیگر ترقی ہے۔ جس میں آپکی ذات کے محفوظ ہونے کے وعدے مکمل ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد چوتھا انعام آپکے متبعین پر ذکر فرمایا۔ تاکہ اپنی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد متبعین کی فکر نہ رہے۔ ان کے متعلق بشارت سنادی۔ کہ وہ قیامت تک کفار پر غالب رہیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جلالین میں ہے۔ متوفيك اى قابضك ورافعك الى من الدنيا من غير موت۔ اور جمل میں دو توجیہ بیان کی گئیں۔ ایک تو یہ کہ۔ انى متوفى اجلك ومؤخرك وعاصمك من ان يقتلك الكفار الى ان تموت حتف انفك من غير ان تقتل با يدى الكفار رافعك الى سمائى ۔۔۔ اور دوسری توجیہ میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اصل میں رافعک الی و متوفیک کیونکہ پہلے رفع سماء ہوئی۔ اس کے بعد وفات ہو گی۔ اور واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ گویا توفی کو اگر موت کے معنی میں لیا جائے۔ تو وہ بعد رفعہ ونزولہ الی الارض کے ہے۔ اور بیضاوی کی عبارت۔ متوفيك اى مستوفى اجلك ومؤخرك الى اجلك المسمى عاصما اياك من قتلهم ۔۔۔ اس لئے فیض الباری میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ تقدیم و تاخیر کلام فصیح میں ہوتی رہتی ہے۔ جیسے واسجدی وارکعی میں ہے۔ اور آپ نے احادیث و آثار متواترہ نزول عیسی کے بارے میں نقل فرمائے ہیں۔ بلکہ اس پر امت کا اجماع نقل ہے۔ اور کتب احادیث کے اندر لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعى ۔۔ جس میں عیسی کے لفظ کی زیادتی ہے۔ وہ غلط ہے۔ مطہرک۔ کے معنی جلالین میں مبعدک اور جمل میں ہے۔ مبعدك اى مخرجك من بينهم۔ کہ انکے درمیان سے آپ کو نکالنے والا ہوں وجاعل الذين اتبعوك او صدقوا ابيوتك من المسلمين والنصارى ۔۔ اور جمل میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خطاب عیسی علیہ السلام کو ہے اور دوسرا یہ کہ یہ خطاب محمد ﷺ کو ہے۔ من الذين كفروا پر وقف تام ہو گا۔ عقیدۃ الاسلام میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے بھی یہ چار مراتب بحر محیط سے نقل کئے ہیں۔ کہ اولاً عیسیٰ کو خبر دی کہ اللہ تعالے ہی آپ کو وفات دیگا۔ آپ کے دشمنوں کو غلبہ نہیں دے گا۔ وہ آپ تک پہنچ نہیں سکیں گے دوسرے درجہ میں بشارت دی۔ کہ آسمان کی طرف اٹھا کر ملائکہ میں رکھا جائیگا۔ جہاں مدت العمر آسانی کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول رہیں گے تیسرے درجہ میں بشارت ہوئی کہ۔ کفار کے زمرہ سے آپ کو اولاً آخراً پاک رکھا جائیگا یہ زمانہ رفع اور نزول تک کو شامل ہو گا۔ چونکہ توفی اور رفع ایک زمان کے ساتھ خاص تھا اس لیے ان کو مقدم کیا گیا۔ پھر تطہیر کو لائے۔ جو باقی ازمنہ کو شامل ہے۔ اسے مؤخر لائے۔ ان تین بشارتوں کے بعد جو آپ کی ذات سے متعلق تھیں۔ چوتھے درجہ پر متبعین کی فوقیت کی بشارت دی تاکہ اس سے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور دل کو سرور حاصل ہو۔ اس بشارت کو سب سے آخر میں لائے۔ کیونکہ اس کا تعلق

آپ کی ذات سے نہیں۔ بلکہ اتباع کے ساتھ تھا۔ تو اس طرح آپ کو سرور علے سرور حاصل ہوا۔

باب قوله وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَادُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

ترجمہ۔ جبتک میں ان کے اندر رہا میں ہی ان کا نگران تھا جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ہی ان پر نگران تھے کیونکہ آپ تو ہر چیز پر گواہ ہیں۔

حدیث (۴۲۷۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ (الخ) قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَيُقَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ اے لوگو! تم قیامت کے دن اللہ تعالے کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ جبکہ تم ننگے پیر ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے ہوئے ہو گے۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ ترجمہ جیسے ہم نے پہلی پیدائش کی اسی طرح ہم دوبارہ انہیں لوٹائینگے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جس کو ہم کرنے والے ہیں۔ غرلا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حشر بجمیع اجزا ہوگا پھر فرمایا خبردار مخلوق میں سے پہلا شخص جس کو پہلے پہل پوشاک پہنائی جائے گی وہ ابراھیمؑ ہونگے۔ اور یہ کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے۔ جنہیں بائیں طرف لے جایا جائیگا جس پر میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں فرمایا جائیگا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ دین میں نئی باتیں پیدا کیں۔ تو میں ایسے کہونگا جیسے عبد صالح عیسیٰؑ نے فرمایا کہ جبتک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا کہ یہ لوگ برابر اپنی ایڑیوں کو پھرتے رہے جب سے کہ آپؐ ان سے جدا ہوئے۔

باب قَوْلِهِ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ

حدیث (۴۲۷۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّكُمْ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن

3/2

مَحْشُوْرُوْنَ وَاِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ كَمَاقَالَ الْعَبْدُالصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

اٹھائے جاؤ گے۔ اور کچھ لوگوں کو دائیں جانب لے جایا جائیگا تو میں ایسے کہونگا جیسے عبد الصالح عیسیٰؑ نے فرمایا کنت علیھم شھیدا

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ غیر اللہ کے نام جو جانور چھوڑے جاتے ہیں۔ وہ جائز نہیں۔ آج کل جو لوگ چڑھاوے چڑھاتے ہیں وہ مالکان کے ملک سے نہیں نکلتے۔ اگر مجاورین کے ملک کو دیں تو پھر وہ انہیں بیچ سکتے ہیں۔ البتہ ان چڑھاووں کی وجہ سے لوگ مبتلا بالشرک ہو جائیں گے۔ یُکْسٰی یَوْمَ القیامۃ ابراھیم۔۔ یہ آپ کو جزوی فضیلت حاصل ہوئی۔ یا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے کفن کو زمین نہیں کھائیگی۔ آپؐ تو اسی کفن میں محشور ہونگے۔ دوسرے لوگ جو ننگے اٹھینگے ان میں سب سے پہلے ابراھیمؑ کو پوشاک پہنائی جائے گی کیونکہ لوجہ اللہ انہیں ننگا کر کے آگ میں ڈالا گیا تھا۔

اصحابی۔۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ مدینہ مکہ اور بحرین کے علاوہ باقی سب جگہ رخنے ڈالے گئے یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ کہ اسود عنسی بھی نبوت کا دعویدار تھا۔ جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے تین دن پہلے مارا گیا۔ بعض لوگ اسؓ کے بھی معتقد ہو گئے۔ طلیحہ متنبی کے بھی متبع تھے۔ بعض لوگ جاہلیت کی طرف لوٹ گئے۔ بعض اسلام پر تو رہے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ کو ایک سال تک ان سے قتال کرنا پڑا۔ بعض مرتدین مارے گئے۔ اکثر اسلام کی طرف واپس آگئے۔ اس کے متعلق یارب اصحابی فرمایا جارہا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فلماتوفیتنی۔۔ اس سے پہلے جو توفی مذکور ہے۔ یہ توفی اس سے عام ہے۔ اولی یہ ہے کہ اسے رفع پر محمول کیا جائے۔ موت پر حمل نہ کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ لماتوفیتنی ای بالرفع الی السمأ۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ کہ انی متوفیك ورافعك۔۔ توفی کا معنی ہے کسی چیز کو پورا پورا لینا۔ موت بھی اس کی ایک قسم ہے۔ اور جلالین میں ہے فلماتوفیتنی اقبضتنی با الرفع الی السماء۔۔ صاحب جمل فرماتے ہیں۔ اخذتنی وافیا باالرفع الی السماء او متوفی یستعمل فی اخذالشیٔ وافیا اوکاملا والموت نوعٌ منه۔۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں تو پھر فلماتوفیتنی۔ کیوں فرمارہے ہیں۔ لیکن یہ سوال اس صورت میں ہے جبکہ سوال وجواب یوم رفعہ الی السماء ہو لیکن اگر سوال وجواب قیامت کے دن ہو جیسا کہ شیخ اور جمہور فرماتے ہیں۔ تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ مَعْرُوْشَاتٍ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذَالِكَ لانذركم يعنى اهل مكه حَمُوْلَةً مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا وَلَلَبَسْنَا لَشَبَّهْنَا يَنْأَوْنَ يَتَبَاعَدُوْنَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ اُبْسِلُوْا اُفْضِحُوْا بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ اَلْبَسْطُ الضَّرْبُ اسْتَكْثَرْتُمْ اَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ جَعَلُوا اللهَ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيْبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْاَوْثَانِ نَصِيْبًا اَمَّا اشْتَمَلَتْ يَعْنِىْ هَلْ تَشْتَمِلُ اِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَتُحِلُّوْنَ بَعْضًا مَسْفُوْحًا مُهْرَاقًا صَدَفَ اَعْرَضَ اُبْلِسُوْا اُوْيِسُوْا وَاُبْسِلُوْا اُسْلِمُوْا سَرْمَدًا دَائِمًا اسْتَهْوَتْهُ اَضَلَّتْهُ تَمْتَرُوْنَ تَشُكُّوْنَ وَقْرًا صَمَمٌ وَاَمَّا الْوِقْرُ فَاِنَّهُ الْحِمْلُ اَسَاطِيْرُ وَاحِدُهَا اُسْطُوْرَةٌ وَاِسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرَّهَاتُ اَلْبَأْسَاءُ مِنَ الْبَأْسِ وَيَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ جَهْرَةً مُعَايَنَةً الصُّوَرِ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَسُوَرٌ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوْتٍ وَيَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تُرْحَمَ جَنَّ اَظْلَمَ يُقَالُ عَلَى اللهِ حُسْبَانُهٗ اَيْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ حُسْبَانًا مَرَامِيَ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ مُسْتَقَرٌّ فِى الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعٌ

ترجمہ۔ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ لم تکن فتنتهم میں فتنہ معذرت کے معنی میں ہے انکی عذرداری یہ ہوگی واللہ اینماکنامشرکین انشاء جنات معروشات۔۔وہ انگور وغیرہ جنکو چھتوں پر چڑھایاجاتا ہے۔لانذرکم به میں خطاب اہل مکہ کو ہے۔حمولة جن پر باربرداری کی جاتی ہے۔ للبسنا بمعنے خلط ملط کردیا۔ینادون بمعنے دور ہونا۔تبسل ابسلوا بمعنے رسوا ہونا۔باسطواابسط کے معنی مارنے کے ہیں۔استکثرتم کہ تم نے بہتوں کو گمراہ کیاذرامن الحرث کھیتی پیدا تو اللہ تعالے نے کی۔لیکن ان لوگوں نے اپنے پھلوں اور اموال میں سے کچھ حصہ تو اللہ کے لئے کر دیا۔ کچھ حصہ شیطان اور بتوں کے لئے۔امااشتملت۔جب وہ ارحام نر اور مادہ پر مشتمل ہیں تو بعض کو حرام اور بعض کو حلال کیوں قرار دیتے ہو۔یا سب حرام یا سب حلال یہ تفریق کیسی دمامسفو حا۔بہایا ہواخون۔صدف۔بمعنے روگردانی کرنا ابلسواناامید ہونا۔سلموا۔۔سپرد کئے گئے۔سرمد۔کے معنی ہمیشہ۔استهوته ۔۔گمراہ کردیا۔تمترون ۔۔شک کرنا وقرتو ۔۔بہرے پن کو کہتے ہیں اور وقر بکسر الواو بوجھ کے معنی ہیں۔اساطیر ۔۔جمع اسطورة کی ہے استطارہ بھی کہتے ہیں۔جس کے معنی اباطیل کے ہیں۔باساء۔۔بأس بمعنے سختی کے ہے اور بؤس۔نعمت کی ضد کو بھی کہا جاتا ہے۔

فِی الرَّحِمِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ ... جھرۃ آنکھوں کے سامنے۔ صور صورت کی جمع ہے جیسے سورۃ کی جمع سور ہے۔ ملکوت ملک کے معنی میں ہیں۔ جیسے کہتے ہیں

رھبوت رحموت سے بہتر ہے۔ ڈرانا مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔ اور کہے تیرا ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔ جن۔ کے معنی تاریک ہونا۔ علی اللہ حسبانا۔ یعنی اللہ کے ذمہ ہے۔ ان کا حساب اور۔ حسبان۔ ان ستاروں کو بھی کہتے ہیں۔ جو شیطان کے لئے چونکا لیتے ہیں مستقر۔ قرار کی جگہ باپ کی پیٹھ ہے۔ نطفہ اور لانت ماں کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔ القنو بمعنے خوشہ کھجور تثنیہ اور جمع قنوا ن ہے جیسے صنو اور صنوا ن۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ ملک اور ملکوت میں مادہ تو ایک ہے۔ واؤ اور تا کی زیادتی سے معنی میں کثرت آنی چاہیے تھی۔ لیکن فرماتے ہیں۔ کہ جیسے رھبوت اور رحموت میں زیادتی معنی نہیں ہے۔ ایسے یہاں بھی تغیر نہیں آیا۔ ترھب خیر من ان ترحم۔ کہا جاتا ہے کہ حاکم گرم بھلا اور تاجر نرم بھلا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فتنتھم۔ ۶۶۵۔ ۷۔ یعنی مضاف محذوف ہے۔ معذرۃ فتنتھم وہ جرائم مراد ہیں جن کا انہوں نے دنیا میں ارتکاب کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ فتنہ سے وہ معذرت مراد ہے جس کے ذریعہ وہ خلاصی کا وہم کرینگے لیکن قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ جرائم سے کر کے مضاف محذوف مانا ہے۔ اس کی تائید امام رازیؒ کے قول سے ہوتی ہے۔ کہ فتنہ سے مراد اس جگہ ان کا مت پرستی میں مبتلا ہونا ہے۔ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے ۔۔۔شر کھم فی الدنیا ۔۔۔از گنگوہیؒ للبسنا۔ اشتباہ پڑ جانا۔ یعنی اگر ہم فرشتہ اتارتے تو وہ بھی بشکل انسان ہوتا۔ کیونکہ فرشتہ کو اصلی شکل میں دیکھنے کی انسان میں طاقت نہیں ہے۔ اگر انسانی شکل میں آتا تو ہم جنس نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم و تعلم کا مقصد پورا نہ ہوتا۔ جب انسانی شکل میں آتا تو پھر وہی سوال وارد ہوتا جیسے انسان کے بھیجنے پر ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ خازن میں ہے کہ۔ بشر کو طاقت نہیں کہ فرشتہ کو اسکی اصل شکل میں دیکھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتے انبیاء علیھم السلام کے پاس بشری صورتوں میں آتے رہے۔ جیسے جبرائیلؑ دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ باسطوا ایدیھم۔ بسط سے اس جگہ ضرب مراد ہے۔ یعنی موت کے وقت ہاتھ پھیلا کر مارینگے۔ یاعذاب دینگے۔ اور صاحب جمل فرماتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب کفار کی ارواح نکلنا نہ چاہینگی تو فرشتے انہیں ماریں گے۔ یہاں تک کہ ارواح نکل آئیں۔ سرمدا دائما۔ ۶۶۶۔ ۴۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ظاہر یہ ہوا کہ مصنفؒ کا مقصد اس سے اس تعارض کو رفع کرنا ہے۔ جو بظاہر سورہ انعام اور سورہ قصص کی آیات میں ہوتا ہے۔ کیونکہ سورہ انعام میں ہے جعل اللیل سکنا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات سکون اور قرار سے متصف ہے۔

نیز ! لیل سرمد کے ساتھ بھی متصف ہے چنانچہ لیل سرمد کہا جاتا ہے۔ اور سورہ قصص میں تصریح ہے کہ رات کو قرار نہیں۔ ان جعل اللیل سرمدا۔ حاصل جواب یہ ہے کہ سرمد اگرچہ اس جگہ دوام کے معنی میں ہے۔ لیکن جہاں لیل کی صفت ہے وہاں دوام کے معنی نہیں بلکہ وہاں طول مراد ہے۔ اس طرح سکون بھی رات کی صفت فی حدذاته ہی نہیں ہے۔ بلکہ جو انسان اور جانور اس میں سکون پکڑتے ہیں اس کے اعتبار سے ہے۔ اگر لیل ساکن ہوتی تو پھر ہمیشہ رہتی۔ کبھی ختم نہ ہوتی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابو عبید فرماتے ہیں کہ جو چیز منقطع نہ ہو اسے سرمد کہتے ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ اس سرمد کا ذکر مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تو سورہ قصص میں واقع ہے۔ تو قطب گنگوہیؒ نے رفع تعارض کی توجیہ بیان کر کے سب شراح سے سبقت لے گئے کہ سکون اور قرار آیت میں دوام کے معنی میں نہیں جیسا کہ لیل سرمد سے اسم ہوتا ہے بلکہ طول کے معنی ہیں تو اللہ تعالے نے رات اور دن کو اپنی دو نعمتیں قرار دیا جو یکے بعد دیگر آتی ہیں کیونکہ دن کو تھکا ماندا انسان رات میں سکون حاصل کرتا ہے تو کسب معاش کے لئے ضوء نھار کی ضرورت ہے۔ راحت و سکون کے لئے رات کی تاریکی ضرورت ہے۔ فبای آلاء ربکما تکذبان.....

رھبوت خیر من رحموت. تشریح از قطب گنگوہیؒ حاصل یہ ہے کہ مقام خشیت مقام رجا سے اعلے اور افضل ہوتا ہے کیونکہ ڈرنے والا کچھ کرے گا۔ امید رکھنے والا تو مشقتیں برداشت نہیں کرتا۔ اسلئے قرآن مجید میں انذار ابشار سے زیادہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ ملکوت میں واؤ اور تا زائد تانی ہیں۔ مبالغہ کے لئے جیسے رھبوت اور رحموت میں مبالغہ ہے۔ ڈراتے رہو تاکہ دین حاصل کرے رحم نہ کرو کہیں تعلیم چھوڑ نہ دے۔

باب قوله وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ

حدیث (۴۲۷۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيهِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ اِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ........

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیب کی چابیاں پانچ ہیں۔ ترجمہ آیت اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی بارش برساتا ہے وہی جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کمائیگا اور نہ ہی کوئی جی یہ جانتا ہے کہ کس زمین میں اس کی موت واقع ہو گی بیشک اللہ تعالے خوب جاننے والا خبردار ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ اس آیت میں غیب کو عام رکھا گیا ہے۔ یعلم مافی البر والبحر اسی طرح ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین عموم پر دلالت کرتے ہیں کہ جمیع جزئیات کا علم اسی کو ہے۔ مفاتح۔ بمعنے مفتح کی ظرف مکان ہے یا مفتح کی یا مفتاح کی جمع ہے۔

اگر مفاتح کی جمع ہے تو غیب کو امتعہ منقلہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ عندہ ۔ حصر کیلئے مقدم کیا گیا۔ لایعلمہا الاھو۔ سے تاکید کردی گئی۔ تو جب غیب کی چابیاں اللہ تعالے کے پاس ہوں۔ تو ان خزانوں کا علم بھی اسی کو ہوگا۔ اس کے بعد غیب کی جزئیات کا ذکر کیا گیا۔ غیب کی تخصیص اسلئے کی گئی کہ اس کا مقابل شاہد ہے۔ جو کہ درپردہ نہیں ہے یا دلائل عقلیہ سے معلوم ہوتا ہے اس آیت سے پانچ اشیا کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے سورہ نمل کی آیت لایعلم من فی السموات والارض الغیب الااللہ۔ سے تعمیم ثلث ہوتی ہے۔ ماتدری نفس۔ کو تکرار سے اس لئے لایا گیا تاکہ تعمیم معلوم ہو غرضیکہ ان مختلف آیات سے باری تعالے کا کلیات وجزئیات سب کا احاطہ کرنا معلوم ہوتا ہے۔ اہلسنت والجماعۃ کا یہی مسلک ہے۔ اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے۔ کہ ۔الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر۔

فلاسفہ نے علم بالجزئیات کے متعلق کچھ بحث کی ہے جو صحیح نہیں۔ وہ علم الجزئی علے وجہ الجزئی کا انکار کرتے ہیں۔ مگر وہ علم الجزئی علے وجہ الکلی کا وہ بھی انکار نہیں کرتے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ باری تعالے کا جان لینا یہ جمیع جزئیات کے علم کو متلزم ہے اور یہ علم دائما ہے وہ ہر جزئی کا بالتفصیل علم نہیں مانتے حالانکہ باری تعالے پر کوئی کیفیت مخفی نہیں۔ بلکہ ہر جزئی اور ہر کلی کو جانتے ہیں۔ اس کے بعد اب مخلوقات میں سے کسی کا ان مغیبات کو جاننا اسکی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو علم بالذات ہے۔ مخلوقات میں سے کسی کو ان مغیبات کا علم ذاتی نہیں۔ بلکہ جیسے اس کا وجود عطائی ہے۔ ایسے اس کا علم جزی وکلی اعطائی ہے۔ اس کے بعد مخلوق میں سے کسی ایک فرد کا جمیع اشیا کے علم اعطائی کے اعتبار سے احاطہ کر سکتا ہے یا نہیں اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ تمام اشیا کا احاطہ کسی کے لئے ممکن نہیں ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مخلوقات میں سے جس کو بھی جس قدر اشیا کا علم دیا گیا ہے۔ ان میں سے سب سے اعلم کون ہے۔ اہلسنت والجماعۃ کا مسلک یہ ہے کہ علوم شرعیہ میں سب سے اعلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ اعطیت علم الاولین والاخرین ۔ مجھے اولین اور آخرین سب کا علم دیا گیا ہے۔ علوم شرعیہ کی قید اس لئے لگائی گئی تاکہ وہ علوم نکل جائیں جن سے آپ منزہ ہیں چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔ اللھم انی اعوذبک من علم لاینفع وماعلمناہ الشعروماینبغی لہ ۔ شعر بھی علم ہے انسان اسے قابل مدح سمجھتا ہے۔ لیکن مقام نبوت کے مناسب نہیں ہے اسطرح نجوم۔ کہانت۔ سحر وغیرہ مقام نبوت کے مناسب نہیں ہیں بلکہ یہ علوم رذیلہ۔ یا جو علوم شان نبوت اور مقام قرب کے مناسب نہیں ان میں کوئی دوسرا آپ سے اعلم ہو جائے۔ شعر میں متنبی اعلم ہو۔ یا ھدھد کہتا ہے۔ احاطت بمالم تحط بہ۔ اور آپ کا ارشاد ہے۔ ان من العلم لجھلا۔ غرضیکہ اگر آپ ان علوم کے عالم نہ ہوں۔ تو یہ نہ آپ کی شان کو بڑھا سکتے ہیں اور نہ گھٹا سکتے ہیں۔ اب اس سے ہر ہر جزئی کا احاطہ کرنا بھی خارج ہو گیا ہے۔ اولیا اللہ کو آنحضرت ﷺ کے طفیل میں بہت تھوڑا حصہ مل رہا ہے۔ جو ہماری نسبت سے بہت بڑا ہے۔ نیز ! آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ انما انا قاسم واللہ یعطی ۔ اللہ دیتا ہے میں بانٹنے والا ہوں۔ وہ بھی علوم شرعیہ ہونگے کیونکہ مکونات کا علم باری تعالے کے لئے ضروری ہے۔ مقام نبوت کے لئے ضروری نہیں۔ اسی طرح احاطہ جزئیات باری تعالے کا خاصہ ہے شان نبوت کے خلاف ہے۔ تو اب لایظہر علے غیبہ احد الا من ارتضی۔ استدلال صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ الا میں استثناء منقطع ہے تو پھر لکن من ارتضی من رسول کے معنی ہونگے۔ اگر استثنا متصل ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالے اپنے برگزیدہ بندوں پر

علم غیب ظاہر کر دیتے ہیں۔ جو عندہ مفاتیح الغیب معارض ہے جس کا جواب یہ ہے کہ ہر جزئی و کلی کا علم علی وجہ الاتم تو باری تعالےٰ کو ہے بعض اولیا اور انبیا کو جو مکونات کا علم دیا جاتا ہے۔ وہ نہ محیط ہے نہ علے وجہ الاتم ہے۔ بلکہ بما شاء ہے۔ تو جہاں علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ وہ احاطہ اور علے وجہ الاتم کی نفی ہے۔ اس پر فرمایا ولا یحیطو ن بشئ من علمه الا بماشاء۔ کے ساتھ احاطہ ہو جاتا ہے۔ اور جو نصوص علم غیب ثابت کریں۔ وہاں علم غیب علے وجہ من الوجوہ ہو۔ یہی ہمارے اکابر کا مسلک ہے۔ جہلاء نے یہ خبر پھیلادی۔ کہ جب پیر مرشد ہر فعل کو ہر حرکت و سکون کو جانتا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ بطریق اولی جانتے ہونگے۔ لیکن یہ جاہل لوگ علم ذاتی اعطائی ازلی وغیرہ کا کوئی فرق نہیں کرتے۔ حالانکہ ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ لوگ اولیا کی بہت کرامتیں واقعیہ اور غیر واقعیہ بیان کرتے ہیں۔ کرامت کا تو انکار نہیں لیکن ان کی وجہ سے جاہلوں کے عقائد میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ جاہل پیر اپنے جاہل مرید معتقد بنانے کے لئے اپنی کرامات پیش کرتا ہے اس طرح مرید نے اپنے پیر کے لئے علم ثابت کیا۔ جس نے شیخ عبد القادر جیلانی کو آڑ بنایا اور انکے لئے علم ثابت کرنے میں آنحضرت ﷺ کو آڑ بنایا۔ قیاس دوڑا یا کہ جب ان اولیا کو علم ہے تو آپؑ کو کیوں نہ ہوگا۔ اس لئے آپ عالم ماکان و یکون ہیں۔ حالانکہ آپؑ خود علم نجوم علم کہانت۔ سحر اور۔ شر کی نفی فرمارہے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کے متعلق شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں بگفت احوال ما برق جہاں است دمے پیدا و دیگر دم نہاں است۔ گہے بر طارم اعلے نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ دیدم۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل لا دائما۔ واقعہ افک میں آنحضرت ﷺ مہینہ بھر پریشان رہتے ہیں۔ وحی کے آنے پر تسلی ہوتی ہے۔ اونٹ کے نیچے حضرت عائشہؓ کا ہار پڑا ہے۔ آپ کو علم نہیں ہوتا۔ حضرت مرزا مظہر جاناںؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ باری تعالےٰ نے ہمیں تمام روئے زمین کی سیر مثل کف دست کرائی۔ لیکن یہ حالت ہمیشہ کی نہیں ہے۔ کبھی کبھی ہوتی ہے۔ اس تقریر پر اگر شبہ ہو۔ کہ جو چیز مقام نبوت کے لائق نہیں ہے۔ وہ مقام الوہیت کے لائق کیسے ہوگی۔ تو کہا جائے گا کہ باری تعالےٰ تو ہر صالح۔ طالح۔ اچھی اور بری سب چیز کے خالق ہیں خالق کو اپنی مخلوق کی ہر ہر جزئی کا علم ضروری ہے۔ اور ہر بری اور اچھی چیز کا پیدا کرنا باعث کمال ہے۔ منصب نبوت کے لئے ہر جزئی کا علم ضروری نہیں۔ مناسبات نبوت کا علم ضروری ہے۔ تو علوم شرعیہ کی قید ان وجوہ سے ضروری ہوئی۔ مفاتح الغیب۔ میں الف ولام استغراق کا ہونا چاہئے۔ کیونکہ عہد کا کوئی مقام نہیں۔ مفاتح کا جمع ہونا بھی اسی کا متقاضی ہے۔ کہ استغراق ہو۔ لیکن روایت کے اندر پانچ اشیا کا ذکر ہوا اگرچہ ان میں حصر نہیں مگر بعض لوگ اسے حصر پر محمول کرتے ہیں۔ جو تکلف سے خالی نہیں۔ پانچ کا ذکر اس لئے ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے ان کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ تو ان کا ذکر کرنا ماز اد کی نفی نہیں کرتا۔ یا ان لوگوں میں جن پر یہ آیت اتری۔ ان کے مباحث ان پانچ چیزوں میں ہوا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ یہاں حصر ہے۔ اور نہ حصر ہونا چاہیے۔ آیت میں استغراق معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بعض محدثین نے کہا کہ آیت میں استغراق ہے۔ اور روایت میں خصوصیت ہے۔ حالانکہ وہ اس کے بعض افراد ہیں۔ اکثر محدثین کا یہی قول ہے۔ اور بعض محدثین کے نزدیک مفاتح الغیب میں الف لام عہد کا ہے۔ ان سے وہ مفاتح الغیب مراد ہیں جو حدیث میں ہیں۔ مصنفؒ کی رائے یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ مفاتح ان میں بند ہیں کیونکہ مفاتح وہ ہوں جن کا تعلق مبدأ سے بھی ہو

اور منتھا عالم یعنی معاد کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہوں۔ معاد سے متعلق علم ساعۃ ہے اور جو مغیبات خاص نوع انسانی کے مبداء اور معاد سے متعلق ہوں وہ لا تدری نفس بای ارض تموت میں ہے اور بعض مغیبات معاش تمام عالم سے تعلق رکھتے ہیں وہ ینزل الغیث میں ہے۔ اور ماذا تکسب غدا معاش نوع انسانی کے ساتھ خاص ہے خلاصہ یہ ہوا۔ کہ مغیبات دو قسم ہیں۔ بعض کا تعلق عالم کے شخص اکبر سے ہے اور بعض کا تعلق شخص اصغر سے ہے۔ تو یہ پانچ قسم کے تعلقات ہوئے۔ باقی مغیبات ان کے ساتھ بطور جزئی کے تعلق رکھتے ہیں یا بطور اولویۃ کے تعلق رکھتے ہیں تو اس طرح حصر صحیح ہو گیا۔ مگر یہ تکلف ہے۔ جن کو علم دیا گیا وہ جمیع جوانب کا نہیں۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تو دوسرے لوگوں کا علم اولا علم نہیں اگر ہے تو محیط نہیں۔ پھر ذاتی نہیں۔ غرضیکہ ہر طرح سے مخلوق کا علم ناقص ہے البتہ آنحضرت ﷺ مخلوق میں سے اعلم ہیں۔ وہ بھی علوم شرعیہ کے اعتبار سے۔

باب قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًامِّنْ فَوْقِكُمْ (الخ) يَلْبِسَكُمْ يَخْلِطَكُمْ مِنَ الْاِلْتِبَاسِ يَلْبِسُوا يَخْلِطُوا شِيَعًا فِرَاقًا۔

ترجمہ۔ وہی اس پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیج دے بس خلط ملط ہو شیعاً فرقے۔

حدیث (۴۲۷۶) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَمَّانَزَلَتْ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَالْقَادِرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا اَهْوَنُ اَوْقَالَ هٰذَا اَيْسَرُ .

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت قل ھو القادر نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہلکا یا یہ آسان ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ وھو القادر علی ان یبعث۔ یہ عذاب بھی بہت سخت ہے۔ اس کے متعلق آپ کی دعا قبول ہوئی بوجھك ای بذاتك اومن تحت ارجلك ... یعنی دھنس جائیں۔ یہ بھی سخت عذاب ہے۔ اس کے متعلق بھی آپؐ کی دعا قبول ہوئی او یلبسکم شیعا۔ یہ پہلے دو عذابوں کی بہ نسبت اھون البلیتین ہے۔ اسکے متعلق آپ کی دعا قبول نہیں ہوئی کہ آجتک جھگڑے فساد۔ قتل و قتال برابر چل رہا ہے۔

باب قوله لَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

حدیث (۴۲۷۷) حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُبْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ لَمَّانَزَلَتْ وَلَمْ يَلْبِسُوْااِيْمَانَهُمْ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ لم یلبسوا والی آیت نازل ہوئی تو آپؐ کے اصحاب نے فرمایا کہ ہم میں سے

بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ......

کس نے ظلم نہیں کیا۔ پس آیت نازل ہوئی کہ شرک بڑا ظلم ہے

باب قَوْلِهٖ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

حدیث (۴۲۷۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰي الحديث ....

حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کسی بندے کے لائق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حدیث (۴۲۷۹) حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰي ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ کسی بندے کے لائق نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

باب قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (الاية)

حدیث (۴۱۷۰) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى. اَنَّهٗ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ اَفِي (سورة ص) سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا وَوَهَبْنَا اِلٰى قَوْلِهٖ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ عَنْ مُّجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت مجاہد نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کیا سورہ صاد میں سجدہ ہے! انہوں نے فرمایاہاں ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی کہ ان انبیاؑ کی آپؐ پیروی کریں پھر فرمایا داودؑ انہیں میں سے تھے۔ یزید بن ھارون نے مزید کہاکہ مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہاتو فرمایا کہ تمہارے نبیؐ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہیں حکم دیا گیا کہ آپؐ ان کی اقتدا کریں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ ابن عباسؓ کے قول کے مطابق سورہ ص میں سجدہ ہے۔ جس میں حضرت داؤد علیہ السلام کو ان امور پر تنبیہ کی گئی جو ان کی شایان شان نہیں تھے ۔وہ قصہ جو امرأۃ عوریا۔ کا قاضیؒ بیضاویؒ نے نقل کیا ہے۔ وہ اسرائیلی واقعہ ہے جس کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے البتہ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی خواہش ان کو ضرور تھی جس پر متنبہ کیا گیا۔

حضرت داؤدؑ بالاخانہ میں عبادت میں مصروف تھے کہ دو آدمی محراب پھلانگ کر آئے باقی واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ نعجہ دنبے کی مؤنث دنبی کو کہتے ہیں۔ اور نعجہ کبھی عورت کو بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت داؤدؑ نے جب فیصلہ سنایا۔ تو وہ سائل مسکرادئے۔ اور کہا۔ لقد حکم علی نفسہ جس کو حضرت داؤدؑ نے سمجھ لیا۔ اور سجدہ میں گر گئے۔ ابھی تک کوئی عملی صورت پیش نہیں آئی تھی بلکہ ایک داعیہ پیدا ہوا۔ در نزدیکاں رابیش بود حیرانی کے مطابق تنبیہ کی گئی۔ جس کے شکریہ میں آپ نے سجدہ کیا۔ اور فرمایا کہ ہم اقتداءً سجدہ کرتے ہیں امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ دونوں اس پر متفق ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سجدہ تلاوت چودہ ہیں۔ امام مالکؒ گیارہ فرماتے ہیں۔ اور امام احمدؒ پندرہ کے قائل ہیں۔ امام اعظمؒ عزائم میں سے سورہ حج کے اندر ایک سجدہ کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ سورہ حج میں دو سجدے مانتے ہیں۔ سورہ ص۔ کا سجدہ عزائم میں سے نہیں مانتے۔ نماز میں ہو تو نہ کرے۔ خارج صلوۃ پڑھے تو پھر سجدہ کرے۔ حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ۔ آنحضرت ﷺ نے آیت سجدہ۔ ص۔ کو پڑھا اور خود سجدہ کیا۔ جسے ابن عباسؓ فرمارہے ہیں کہ آپ کو ان انبیاء کی اقتداء کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اور ہمیں آپ کی اقتدا کا حکم ہے۔ لھذا ہمیں بھی سجدہ کرنا پڑے گا۔ ابن عباسؓ کی یہ روایت احناف کی حجت ہے۔ اور سجدہ حج کے دوسرے سجدے کے متعلق امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔ وہ تلاوت کا سجدہ نہیں بلکہ۔ وارکعوا۔ کے قرینہ سے سجدہ صلوتیہ ہے۔

باب قَوْلِهِ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلَّ ذِي ظُفُرٍ الْبَعِيرُ وَالنَّعَامَةُ وَالْحَوَايَا الْمَبْعَرُ وَقَالَ غَيْرُهُ هَادُوا صَارُوا يَهُودًا وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَى هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر کھر والا اونٹ اور شتر مرغ ہے۔ حوایا۔ سے انتڑیاں مراد ہیں۔ ھادوا یہودی بن گئے۔ ھدنا ہم نے توبہ کی اور ھائد کا معنی توبہ کرنے والا ہے۔

حدیث (۴۲۸۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ لَمَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوهَا وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ ..مثلہ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں اللہ تعالے یہود کو مارے جب اللہ تعالے نے ان پر جانوروں کی چربی کو ان پر حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلایا پھر اس کو بیچ کر کھانے لگے۔

باب قَوْلِهِ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

حدیث (۴۲۸۲) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذَلِكَ حَرَّمَ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔ اسی وجہ سے بے حیائی کے

الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَاوَمَابَطَنَ وَلَاشَيْئٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذَالِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِاللهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللهِ وَكِيْلٌ حَفِيْظٌ وَمُحِيْطٌ بِهٖ قُبُلًا جَمْعُ قَبِيْلٍ وَالْمَعْنَى اَنَّهٗ ضُرُوْبٌ لِلْعَذَابِ، كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيْلٌ زُخْرُفُ كُلُّ شَيْئٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَاَمَّاالْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَمَاحَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَاَمَّاحَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ .....

ظاہری باطنی سب کاموں کو حرام قرار دیا اور اللہ تعالے کے نزدیک اپنی تعریف سے زیادہ کوئی پسندیدہ چیز نہیں ہے اس لئے اپنی مدح خود فرمائی ہے۔ میں نے ابو دائل سے پوچھا کیا تو نے اسے حضرت عبداللہؓ سے سنا اس نے کہا ہاں پھر میں نے کہا کہ انہوں نے آپ کی طرف نسبۃ کر کے اسے مرفوع کیا انہوں نے کہا ہاں۔ کیا امام بخاری مشکل الفاظ کے معانی بیان کرتے ہیں۔ علے کل شئی وکیل میں وکیل بمعنے حفاظت کرنے والا اور گھیرا ڈالنے والا۔ قبلا۔ قبیل کی جمع ہے۔ جس کے معنی صنف اور قسم کے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ یہ عذاب کی قسمیں ہیں۔ ان میں سے عذاب کی ہر قسم کو قبیل کہا گیا۔ زخرف۔ ہر وہ شئی جس کو تم خوبصورت بناؤ۔ اور اس میں جڑاؤ کرو حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ تو یہ زخرف ہے۔ حرث۔ حجر۔ کھیتی حرام ہر روکی ہوئی چیز کو حجر مجور کہتے ہیں۔ اور حجر اس عمارت کو بھی کہتے ہیں جس کو تم نے بنایا ہو۔ مؤنث گھوڑی کو بھی حجر کہتے ہیں۔ عقل کو بھی حجر اور حجی کہتے ہیں۔ اور حجر ثمود کا علاقہ بھی ہے اور زمین کا جو حصہ تم الگ کر لو اس کو بھی حجر کہتے ہیں اسی وجہ سے حطیم البیت کا نام حجر رکھا گیا۔ گویا کہ وہ محطوم کے معنی میں ہے۔ جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے اور حجر الیمامہ ایک منزل اور پڑاؤ کا نام ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ غیرت یہ ہے کہ اپنے محبوب میں کسی کی شرکت کو گوارا نہ کرے یہ وصف غیرت ہے۔ باری تعالے سب سے زیادہ غیرت والے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالے سے زیادہ کوئی مدح کو پسند کرنے والا نہیں۔ اسلئے حمد وثنا کو عبادت کہا گیا ہے۔ وکیل حفیظ محیط ۲۶۷-۲ وکالت اس جگہ اپنے اصلی معنی میں نہیں۔ بلکہ اس سے وہ دو صفیں مراد ہیں جو وکیل کے لئے لازم ہیں۔ ایک حفاظت نگرانی۔ دوسرے۔ احاطہ کرنا۔ تاکہ اسے سپرد کردہ کام میں تصرف کرنے کا پورا اختیار مل جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ صاحب جمل فرماتے ہیں وکیل بمعنے متولی امور یعنی اپنے تمام امور اللہ کے سپرد کر دو اور عبادت اسی میں منحصر ہو۔ قطب گنگوہی ؒ نے فرمایا کہ اس جگہ توکیل شرعی مراد نہیں ہے۔ بلکہ لغوی معنی ہیں۔ انه ضروب للعذاب..

یعنی عذاب کی کئی قسمیں ہیں۔اور انواع ہیں۔ میرے نزدیک یہ تفسیر اپنے محل پر نہیں۔بلکہ یہ سورہ کہف میں جو آتا ہے۔یأیتهم العذاب قبلا۔ صاحب جلالین فرماتے ہیں قبلا بمعنے مقابلہ۔وعیاناوهو القتل یومٔ بدر چنانچہ علامہ عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ سورہ کہف قبلا بمعنے اصناف العذاب کے ہے۔اس جگہ کاتب نے سہوا نقل کر دیا ہے۔

باب قَوْلِهٖ هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمْ لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِوَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ باب لَايَنْفَعُ نَفْسًااِيْمَانُهَا۔

حديث(٤٢٨٣)حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِ بِهَا فَاِذَا رَاٰهَاالنَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ لَايَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ . . .

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کریگا۔جب لوگ اس منظر کو دیکھیں گے تو لوگ بھی اس وقت روئے زمین پر ہو نگے سب ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کا ایمان کسی جی کو فائدہ نہیں دیگا۔جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا۔

حديث (٤٢٨٤)حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ ..عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَاالنَّاسُ اٰمَنُوْ ا اَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِيْنَ لَايَنْفَعُ نَفْسًااِيْمَانُهَا ثُمَّ قَرَ اَ الْاٰيَةَ.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاںتک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئینگے حالانکہ اس وقت کا ایمان سود مند نہ ہوگا۔پھر آیت کو پڑھا گویا کہ یہ حضور موت کا ایمان ہے۔جو فائدہ مند نہیں ہوتا۔

سُوْرَةُ الاَعْرَافِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرِيَشًا الْمَالُ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهِ عَفَوْا كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ اَلْفَتَّاحُ الْقَاضِيْ اِفْتَحْ بَيْنَنَا اقْضِ بَيْنَنَا نَتَقْنَا الجبل رَفَعْنَا اِنْبَجَسَتْ انْفَجَرَتْ مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ آسٰى اَحْزَنُ تَأْسَ تَحْزَنْ وَقَالَ غَيْرُهُ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اَنْ تَسْجُدَ يَخْصِفَانِ اَخَذَ الْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهُ اِلٰى بَعْضٍ سَوْاٰتِهِمَا كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ هٰهُنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ اِلٰى مَا يُحْصٰى عَدَدُهَا الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ قَبِيْلُهُ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ اِدَّارَكُوْا اجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْاِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ يُسَمّٰى سُمُوْمًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَاُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَاِحْلِيْلُهُ غَوَاشٍ: مَا غُشُّوْا بِهٖ نُشُرًا مُتَفَرِّقَةً نَكِدًا قَلِيْلًا يَغْنَوْا يَعِيْشُوْا حَقِيْقٌ حَقٌّ اسْتَرْهَبُوْهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ تَلْقَفُ تَلْقَمُ طَائِرُهُمْ حَظُّهُمْ طُوْفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں وریاشا ریش کی جمع ہے۔ مال کے معنی ہیں دعا وغیرہ میں زیادتی کرنے والون کو اللہ تعالے پسند نہیں کرتا۔ عفوا کا معنی کثیر ہو گئے۔ اور ان کے مال بہت ہو گئے۔ الفتاح کے معنی فیصلہ کرنے والا۔ افتح بیننا ہمارے درمیان فیصلہ فرما۔ نتقنا الجبل پہاڑ کو اٹھایا انبجست بمعنے پھٹ گیا۔ متبر کے معنی نقصان کے ہیں۔ اسی غم کھانا۔ تاس۔ غم نہ کھا۔ ابن عباسؓ کے غیر نے یہ تفسیر کی ہے ان لا تسجد۔ میں لا زائد ہے۔ ان تسجد۔ کے معنی ہیں۔ یخصفان جنۃ کے پتوں کو لپیٹنے لگے۔ اور پتوں کو ایک دوسرے پر چپکانے لگے۔ سواتھما۔ تنگ شرمگاہ سے کنایہ ہے۔ الی حین۔ اس جگہ یوم القیامۃ مراد ہے عرب کے نزدیک حین کا لفظ ایک گھڑی سے لیکر غیر متناہی عدد تک چلا جاتا ہے۔ ریاش وریش ایک ہیں ظاہر لباس کو کہتے ہیں قبیلہ سے اس کی وہ جماعت مراد ہے جس میں سے وہ خود ہے ادارکوا۔ جمع ہوتا ہے۔ انسان کا ہر تنگ سوراخ مسام کہلاتا ہے خواہ وہ جانور کا ہو۔ سموم جمع سم کی ہے اور وہ سوراخ۔ ۹۔ ہیں دو آنکھیں۔ دو نتھنے۔ ایک منہ دو کان۔ وبر اور آلہ تناسل غواش۔ جس سے ڈھانپے جائیں غاشیہ کی جمع ہے۔ نشرا۔ کے معنی متفرقہ کے ہیں۔ نکدا۔ معنی تھوڑا۔ یغنوا۔ آباد ہونا حقیق بمعنے حق کے ہے۔

لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهِ الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِيْ إِسْرَائِيلَ يَعْدُوْنَ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ تَعْدُ تُجَاوِزْ شُرَّعًا شَوَارِعَ بَئِيسٍ شَدِيْدٍ أَخْلَدَ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ نَأْتِيْهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا مِنْ جِنَّةٍ مِنْ جُنُوْنٍ فَمَرَّتْ بِهٖ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ يَنْزَغَنَّكَ يَسْتَخِفَّنَّكَ طَيْفٌ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ يَمُدُّوْنَهُمْ يُزَيِّنُوْنَ وَخِيْفَةً خَوْفًا وَخُفْيَةً مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالْآصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيْلٌ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا......

استر ھبوا۔ رھبۃ سے ہے۔ جسکے معنی خوب کے ہیں۔ تلقف لقمہ بنالینا۔ طائر ھم۔ بمعنے ان کا حصہ۔ طوفان۔ سیلاب کو بھی کہتے ہیں۔ اور موت کثیر کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ القمل۔ جوئیں جو چھوٹی چیچڑی کے مشابہ ہوں۔ عروش۔ عمارت کی چھت سقط۔ بمعنے شرمسار ہونا گویا کہ اپنے ہاتھ میں گرایا گیا اسباط۔ بنو اسرائیل کے قبائل۔ یعدون اور متعدون۔ کے معنی آگے بڑھنے کے ہیں۔ تعد۔ تجاوز کرنا۔ شرعا سڑکیں جو پانی پر بنائی جائیں۔ بئیس کے معنی سخت۔ اخلد۔ بیٹھ گیا پیچھے ہٹ گیا۔ سنستدرجھم۔ آہستہ آہستہ ہم انکی جگہ آئیں گے۔ جیسے ارشاد ہے کہ اللہ تعالے کا عذاب اس جگہ سے آیا جہاں سے انہیں گمان نہیں تھا۔ مابصاحبھم من جنۃ۔ میں جنہ بمعنے جنون کے ہے فمرت بہ۔ حمل بر قرار رہا یہا نتک کہ اسکو پورا کیا۔ ینزغنک خفیف کردیا۔ طیف وہ وسوسہ جو نازل ہو۔ طائف اس کا واحد ہے یمدونہم خوبصورت بنادیا ۔ خفیہ کے معنی خوف کے۔ خفیہ کے معنی پوشیدہ کے۔ آصال۔ اصیل کا واحد ہے۔ عصر سے مغرب کے درمیان جیسے۔ بکرۃ واصیلا۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔

تشریح از شیخ مدنی۔ الحلم۔ چیچڑے کو کہتے ہیں۔ اس کے کئی اقسام ہیں۔ الحلم سب سے بڑا چیچڑا۔ قرادۃ۔ جو حلم سے قدرے چھوٹا ہو۔ حنانہ۔ جو قرادۃ سے چھوٹی ہو۔ قمامہ۔ جو حنانہ سے چھوٹی ہو۔ یہ ایک قسم کا عذاب تھا جو قبطیوں پر بوجہ نافرمانی کے نازل ہوا تھا۔

تشریح از قطب گنگوہی۔ تا تیھم من ما منھم ۔یہ معنی مابعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے کئے گئے ہیں۔ من حیث لا یعلمون کیونکہ جو شخص کسی نہ جاننے والے کو پکڑتا ہے۔ گویا کہ وہ اپنی جگہ سے پکڑا گیا۔ فاتاھم اللہ۔ معنی میں اتحاد کی وجہ سے لایا گیا ہے۔ یمدونھم یزینون .... سے ان کے کھینچنے کا طریقہ بیان کیا۔ کہ ان کے آبا کو گمراہ کرنے کا یہ طریقہ تھا۔ خیفہ اور خفیہ کو فرق بیان کرنے کے لئے لایا گیا

تشریح از شیخ زکریا۔ استدراج درجہ بدرجہ کسی کو پکڑنا۔ یمدونھم۔ صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ گمراہی میں کفار کے بھائی شیطان ان کو کھینچتے ہیں تو یہ۔ الذین اتقوا۔ بمقابل ہونگے۔ سورہ اعراف کے اول میں ہے۔ تضرعا و خفیہ اور آخر میں تضرعا و خیفۃ انکا فرق بیان کیا۔ افضل العبادات میں اخفا ہے یا اظہار اس میں تفصیل ہے بعض وقت اظہار افضل ہوتا ہے اور بعض وقت اخفا افضل ہوتا ہے۔

باب قول اللّٰہ عز وجل اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ

حدیث (۴۲۸۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ ھٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهٗ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ فَلِذَا لِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبَّ اِلَیْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰہِ فَلِذَالِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ نے اس حدیث کا رفعہ کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالے سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اسی وجہ سے اس نے بے حیاؤں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہری یا باطنی ہوں اور کوئی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالے سے زیادہ اپنی مدح پسند ہو یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی حمد و ثنا بیان فرمائی

باب وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرِنِیْ اَعْطِنِیْ

ترجمہ۔ جب موسیٰؑ ہمارے وعدے پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا۔ تو کہنے لگے اے میرے رب مجھے دیجئے تاکہ میں آپ کی طرف دیکھوں فرمایا تو مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر پہاڑ اپنی جگہ پر بر قرار رہے تو قریب ہے کہ آپ بھی مجھے دیکھ لیں۔ پس جب انکے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی۔ تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمانے لگے تیری ذات پاک ہے۔ میری آپ سے توبہ ہے میں تو سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ارنی معنے اعطنی کے ہے۔

حدیث (۴۲۸۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْیَهُوْدِ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَقَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ وَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِیْ وَجْهِیْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ مَرَرْتُ بِالْیَهُوْدِیْ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ فَقُلْتُ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ فَاَخَذَتْنِیْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَكُوْنُ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک یہودی آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے چہرہ پر تھپڑ رسید تھا۔ کہنے لگا یا محمدؐ! تیرے اصحاب انصار میں سے ایک آدمی نے مجھے چہرے پر تھپڑ مارا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ تو لوگوں نے اسے بلایا۔ آپؐ نے پوچھا تو نے اس کے چہرہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے کہنے لگا یارسول اللہ میرا گزرا س یہودی کے پاس سے ہوا میں نے سنا یہ کہہ رہا تھا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں میں سے چن لیا۔ میں نے کہا۔ محمد ﷺ پر بھی تو مجھے غصہ آیا جس پر میں نے تھپڑ رسید کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انبیا علیھم السلام

4/1 اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَفَاقَ قَبْلِىْ اَمْ جُزِىَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ الحديث ...

کے درمیان میری برتری ظاہر نہ کرو۔ کیونکہ لوگ جب قیامت کے دن بے ہوش ہونگے۔ تو سب سے پہلے مجھے بیہوشی سے افاقہ ہوگا۔ پس میں کیا دیکھونگا کہ حضرت موسی علیہ السلام عرش الہی کے ایک پائے کو تھامے ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ مجھ سے پہلے ان کو افاقہ ہوایا کوہ طور کی جھلک کا انہیں بدلہ دیا گیا کہ وہ محفوظ رہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ لطم۔ چپت رسید کرنا۔ یہ چپت اس لئے لگائی کہ اس یہودی نے موسی علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی تھی حالانکہ۔ آنحضرت ﷺ افضل الرسل بلکہ افضل البشر ہیں۔ صاعقہ۔ متعدد ہونگے کیونکہ مختلف احکام جاری کرنے ہیں جیسے ریل گاڑی چلتی ہے اوراس کے لئے سیٹی بجتی ہے پہلامرتبہ توفناعالم کے لئے صور پھونکا جائے گا۔ دوسری مرتبہ مردوں کو قبور سے اٹھایا جائیگا۔ تیسری مرتبہ سفارش کے لئے۔ اورچوتھی مرتبہ حساب کے لئے ہوگا۔ حشر الناس کے لئے جب صاعقہ ہوگا تو سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کو ہوش آئیگی تو موسی علیہ السلام کو عرش الہی تھامے ہوئے دیکھیں گے۔ یہ ان کی فضیلت جزئیہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی فضیلت کلیہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لاتخیرونی من الانبیاء۔ یاتواس وقت کاارشاد ہے جب آپ کوانا سید ولد آدم کا علم نہیں تھا۔ یاایسی فضیلت بیان کی جائے جس سے دوسرے حضرات کی تنقیص ہوتی ہو۔ ویسے تو تلك الرسل فضلنابعضهم على بعض .. خودارشادربانی ہے۔ بہر حال دوسرے حضرات کی اہانت کا پہلونہ ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ارنی اعطنی ..۲۲۸..۶۔ اس تفسیر کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ ارنی۔ افعال قلوب میں سے ہے۔ جس کے دومفعول ہوتے ہیں۔ اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اس کا مفعول محذوف ہو۔ بخلاف اعطاءؔ کے کہ اس کا مفعول عموماً مقدر ہوتا ہے۔ اس لئے ارنی بمعنی اعطنی کے کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دیگر مفسرین حضرات کو مفعول ثانی مقدر ماننے کی ضروری پیش آئی ہے۔ چنانچہ صاحب جلالین فرماتے ہیں۔ ارنی نفسك انظر اليك صاحب جمل فرماتے ہیں کہ معنی میں لكنى من رؤيتك فان فعلت بى ذالك انظراليك۔ اس طرح شرط وجزا کنایہ ہوگا دیگر مفسرین نے بھی مفعول ثانی مقدر مانا ہے۔ ابن عباسؓ نے ارنی کے معنی اعطنی کے بیان فرمائے ہیں ضرورت اس لئے پیش آئی کہ شرط اور جزاءمیں اتحاد لازم نہ آئے۔ اس لئے مولاناؒ فرماتے ہیں کہ رؤیت سے رؤیۃ قلبی نہیں بلکہ رؤیت بصری مراد ہے۔ معنی ہونگے۔ اعطنی رؤيتك بالنصر انظر اليك ......

باب قوله اَلْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

حدیث(۴۲۸۷)حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْكَمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَائُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ ......

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زیدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بارشی چھتری من سلوی میں سے ہے۔اس کا پانی آنکھ کی بیماریوں کیلئے شفاء ہے

باب قوله قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

حدیث(۴۲۸۸)حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ، سَمِعْتُ اَبَاالدَّرْدَاءُؓ يَقُوْلُ كَانَتْ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ مُحَاوَرَةٌ فَاغْضَبَ اَبُوْبَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ فَانْصَرَفَ عُمَرَ عَنْهُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ يَسْئَلُهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى اَغْلَقَ بَابَهُ فِيْ وَجْهِهٖ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍؓ اِلٰى رَسُوْ لِ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ الدَّرْدَاءِؓ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُوْ لُ اللهِ ﷺ اَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُؓ عَلٰى مَا كَا نَ مِنْهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْخَبَرَ قَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِؓ وَغَضِبَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَجَعَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَقُوْلُ وَاللهِ يَارَسُوْلَ اللهِ لَاَنَا كُنْتُ اَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْ لِيْ صَاحِبِيْ هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْ لِيْ صَاحِبِيْ اِنِّيْ قُلْتُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ...فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍؓ صَدَقْتَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ غَامَرَ سَبَقَ بِالْخَيْرِ.........

ترجمہ۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ تکرار ہو گئی جس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو ناراض کر دیا وہ غضبناک ہو کر چلے گئے حضرت ابوبکرؓ انکے پیچھے پیچھے چل پڑے ان سے معافی طلب کرتے تھے۔لیکن حضرت عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔حتی کہ اپنے آگے دروازہ بند کر لیا۔جس پر حضرت ابوبکرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں ہم لوگ آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمھارا ساتھی شاید کسی سے جھگڑا کر کے آیا ہے۔ادھر حضرت عمرؓ کو اپنے کئے پر پشیمانی لاحق ہوئی۔وہ بھی آئے اور سلام کر کے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔اور اپنا واقعہ جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ واقعہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ پر ناراض ہونے لگے۔لیکن حضرت ابوبکرؓ برابر کہتے جارہے تھے یارسول اللہ میں نے ہی ان پر ظلم کیا تھا۔کیونکہ البادی اظلم ہوتا ہے۔لیکن اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھی کو چھوڑنے والے ہو کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑنے والے ہو سنو!جب میں کہتا تھا ترجمہ آیت اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تو تم کہتے تھے کہ آپؐ نے جھوٹ کہا۔اور ابوبکرؓ کہتے تھے آپؐ نے سچ کہا۔

امام بخاریؒ اس غامر کے معنی بھلائی میں سبقت کرنے والا کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ سابق بالخیر یہ تفسیر اس جگہ کے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ غامر پانی کی کثرت کے لئے آتا ہے۔ بلکہ اس جگہ مناسب معنی یہ ہیں کہ غالب فی الخصومۃ۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ غامر سابق بالخیر۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ روایت میں اس کے یہی معنی مراد ہیں بلکہ غرض یہ بتلانا ہے کہ غامر اس معنی میں بھی آتا ہے۔ اور روایت کو بھی اس معنی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ۔ غامر۔ کی تفسیر۔ سابق بالخیر۔ سے کرنا مستغرب ہے۔ لیکن قطب گنگوہیؒ نے جواب دیا کہ امام بخاریؒ کی غرض غامر کے دوسرے معنی بتلانا مقصود ہے۔ امام کرمانی اور علامہ عینیؒ دونو فرماتے ہیں کہ غامر باب مفاعلہ سے ہے۔ اسی سبق بالخیر او خاصم اور امام راغبؒ فرماتے ہیں غمر کے اصلی معنی کسی شی کے اثر کو زائل کرنا ہے۔ اسلئے اس ماء کثیر کو غمر۔ کہتے ہیں جس کے سیلاب کا اثر زائل ہو گیا ہو۔ رجل سخی اور تیز رو گھوڑے کو بھی تشبیہا غامر کہتے ہیں۔ مولانا مکیؒ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ غامر کے معنی میں سخت جھگڑے میں داخل ہوا۔ اور یقینی بات ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا جھگڑا خیر ہی کے اندر ہو گا اس لئے غامر بمعنے سابق بالخیر کے لئے ہیں۔

باب قوله وَخر مُوسٰی صعقا فيه اَبُوْ سعيد وَاَبُوْهُرَيْرَه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ یعنی اس بارے میں حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

بَاب قَوْلِهٖ حِطَّةٌ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ

حدیث (۴۲۸۹) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ. فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ تم لوگ بیت المقدس کے دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطۃ کہتے ہوئے آؤ تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے لیکن انہوں نے دونوں کو تبدیل کر دیا۔ اپنی سرینوں کے بل داخل ہوئے۔ اور حطۃ کی بجائے دانہ ہے خوشہ کے اندر کہنے لگے گویا کہ انہوں نے پوری مخالفت کی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ادخلوا الباب سجدا ۶۶۸۔۲۸ باب سے مسجد کا وہ دروازہ مراد ہے جو کپڑے کا بنا ہوا ان کے ہمراہ تھا۔ حکم یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک دروازے پر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ لوگ اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل کرنے والے ہیں اور جھک رہے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ باب سے باب القریۃ۔ یا باب القبہ مراد ہے۔ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ بیت المقدس میں حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی میں داخل نہیں ہوئے۔ البتہ اس کے بعد داخل ہوئے ہیں۔ قبہ۔ خیمہ کا ایک چھوٹا سا گول گھر تھا جو بمنزلہ محراب کے تھا۔ لیکن عام طور پر مفسرین کے نزدیک باب بیت المقدس یا باب اریحا ہے سجدا ای منحنین جھکتے ہوئے داخل ہو۔ متواضع ہو کر نفس سجود مراد نہیں۔

باب قوله خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ الْعُرْفَ وَالْمَعْرُوْفَ

حدیث (۴۲۹۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِؒ... اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حَذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُؓ وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَؓ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِاَبْنِ اَخِيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُؓ حَتّٰى هَمَّ ان يوقع عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ خُذِ الْعَفْوَ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُؓ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصنؓ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس مہمان ہوئے یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اپنے قریب رکھتے تھے اور قراء قرآن حضرات ہی حضرت عمرؓ کی مجالس کے ساتھی ہوتے تھے اور انہیں سے انکا مشورہ ہوتا تھا۔ خواہ وہ ادھیڑ عمر ہوں یا نوجوان ہوں تو حضرت عیینہ نے حر بن قیس اپنے بھتیجے سے کہا کہ حضرت امیر المؤمنین کے پاس تمہارا ایک مقام ہے میری ان سے ملاقات کروا دو انہوں نے کہا عنقریب تمہاری ملاقات کرا دونگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حر نے عیینہ کے لئے حضرت عمرؓ سے ملاقات کا وقت لے لیا جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اے ابن خطابؓ یہ کیا مصیبت ہے واللہ نہ تو آپ ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کرتے ہیں جس پر حضرت عمرؓ ناراض ہو گئے یہانتک کہ انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا تو حر نے کہا اے امیر المؤمنین اللہ تعالے نے اپنے نبیؐ سے

فرمایا ہے معاف کرنا شیوہ بناؤ مشہور بات کا حکم کرو اور جاہلوں سے درگذر کرو۔ یہ جاہلوں میں سے ہے اس پر گرفت نہ کریں۔ واللہ! جب حضرت عمرؓ سے حرنے یہ آیت تلاوت کی تو ذرا بھی آگے نہ بڑھے کیونکہ کتاب اللہ کے حکم پر وہ رک جانے والے تھے۔

حدیث (۴۲۹۱) حَدَّثَنَا يَحْيىٰ عَنِ ابْنُ الزُّبَيْرِؓ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِؓ قَالَ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ خذ العفو کہ اللہ تعالے نے اسے لوگوں کے اخلاق کے لئے ہی نازل فرمایا ہے اور عبداللہ کی سند میں ہے کہ عبداللہ ابن الزبیر نے فرمایا اللہ تعالے نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے۔ کہ اخلاق الناس میں سے معاف کرنے کو اختیار کریں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ خذ العفو۔ عیینہ بن حصن اپنے قبیلہ کا مطاع تھا۔ تھا جاہل لیکن ان کا بھتیجا حر بن قیس نہایت سمجھدار تھا۔ جس کی بنا پر حضرت عمرؓ نے انہیں اپنی پارلیمنٹ کا ممبر بنا رکھا تھا۔ کہ ان سے مشورہ لیتے تھے۔ عیینہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا۔ یہ مال ملنے کی شکایت کرتا تھا۔ حالانکہ اب تو اس کا حصہ نہیں رہا تھا۔ اسکی شکایت پر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا۔ جب حر بن قیس نے خذ العفو۔ آیت پڑھی تو فوراہی غصہ ہرن ہوگیا۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ غصہ آئے تو فوراً اسے ضبط کر لیا جائے۔ الکاظمین الغیظ۔ خصوصاً جہال کی باتوں پر صبر کرنا چاہیے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَوْلُهُ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ الْاَنْفَالُ الْمَغَانِمُ قَالَ قَتَادَةُ رِيْحُكُمُ الْحَرْبُ يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ .....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں انفال سے غنیمتیں مراد ہیں۔ تذھب ریحکم میں قتادہ ریح سے مراد لڑائی لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نافلہ کے معنی عطیہ کے ہیں۔

حدیث (۴۲۹۲) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِیْمِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ نَزَلَتْ فِیْ بَدْرٍ الشَّوْکَۃُ الْحَدُّ مُرْدِفِیْنَ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ ای جَاءَ بَعْدِیْ ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وجربوا ولَیْسَ ھٰذَا من ذَوْقِ الْفَمِّ فَیَرْکُمَہٗ یَجْمَعُہٗ شَرِّدْ فَرِّقْ وَاِنْ جَنَحُوْا طَلَبُوْا اسلم واسلم والسلام واحد یُثْخِنَ یَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاھِدٌ مُکَاءً اِدْخَالُ اَصَابِعِھِمْ فِیْ اَفْوَاھِھِمْ وَتَصْدِیَۃً الصَّفِیْرُ لِیُثْبِتُوْکَ لِیَحْبِسُوْکَ ......

ترجمہ حدیث۔ سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ انفال کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ بدر کی لڑائی کے بارے میں اتری ہے غیر ذات الشوکۃ۔ شوکہ کے معنی۔ حد۔ وہ قافلہ تھا۔ مردفین۔ معنے فوج کے بعد فوج۔ دراصل ردفنی مجرد ہو یا ردفنی مزید ہو دونوں کے معنی کہ میرے بعد آیا۔ ذوقوا۔ سے منہ کا چکھنا نہیں عذاب کا بھگتنا اور اس کا تجربہ کرنا ہے۔ یرکمہ۔ جمع کرنا۔ شرد کے معنی جدا کرنا۔ جنحوا۔ طلب کرنا سلم اسلم۔ اور سلام تینوں ایک کے ہیں جس کے معنی سلامتی کے ہیں۔ یثخن کے معنی غلبہ حاصل کرنا۔ مجاہدؒ کی تفسیر ہے مکا کے معنی ہیں اپنی انگلیوں کو اپنے مونہوں میں ڈالنا یا تالی بجانا۔ تصدیہ کے معنی سیٹی بجانا۔ یثبتوک کا معنی قید کرنا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ۹۲۶۔۱۲ انفال کی تفسیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عموماً نفل کا اطلاق خصوصی اس انعام پر ہوتا ہے۔ جو امام کسی سپاہی کی خدمات پر دیتا ہے۔ جو یہاں مراد نہیں ہے۔ اور نافلہ کے ترجمہ میں عطیہ کا ذکر لغوی معنی پر تنبیہ کرنے کیلئے ہے۔ تصدیہ الصفیر۔ اس تفسیر کے مطابق مکا اور تصدیہ میں یہ فرق ہوگا کہ مکا میں انگلیوں کو منہ میں داخل کر کے سیٹی بجائی جاتی ہے۔ اور تصدیہ میں بغیر ادخال کے ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ نفل بالفتح اور نفل بسکون الفا غنیمت کی اس زیادتی کو کہتے ہیں جو کسی غازی کو دیا جاتا ہے۔ تصدیہ اور مکا میں امام بخاریؒ کی تفسیر کی بنا پر فرق بیان کرنے کی ضرورت پڑی ورنہ عام مفسرین مکا تالی بجانا کو اور تصدیہ سیٹی بجانا کو کہتے ہیں۔ جلالین میں ہے کہ مکا سیٹی ہے اور تصدیہ تالی بجانا ہے۔

باب اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ قَالَ ھُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِیْ عَبْدِالدَّارِ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالے کے نزدیک برے چوپایہ وہ بہرے اور گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے۔ یہ عبد الدار کے لوگ تھے۔

باب قَوْلِهٖ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۔

ترجمہ۔ استجیبوا کے معنی بغیر طلب کے قبول کرنے کے ہیں ۔ لمایحییکم جو تمھارے حال کے مطابق ہو اصلاح کرے۔

حدیث (۴۲۹۳) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰیؓ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّیْ فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَانِیْ فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰی صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَأْتِیْ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ ثُمَّ قَالَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهٗ وَقَالَ مُعَاذٌ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٰذَا وَقَالَ هِیَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید بن المعلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ تو آپ نے مجھے بلایا میں نے جب تک نماز نہ پڑھ لی۔ آپ کے پاس نہ آیا پھر حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا میرے پاس آنے سے تم کو کس چیز نے روکا کیا اللہ تعالے نے یہ نہیں فرمایا اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو۔ جب وہ تمہیں بلائیں پھر فرمایا کہ اپنے باہر نکلنے سے پہلے تمہیں ایک سورۃ سکھلاؤ نگا۔ جو قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے جب رسول اللہ ﷺ جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا پھر معاذ نے دوسری سند سے اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے کہا وہ سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ جو سات آیات ہیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لمایحییکم یصلحکم ۲۶۶۔۱۹ جب حیوۃ کے حقیقی معنی نہیں لئے جاسکتے تو معنی مجازی کی طرف رجوع کیا۔ جس سے وہ امور اور احکام مراد ہیں جو اخروی حیات میں فائدہ بخش ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کیونکہ حیوۃ دنیا کا استجابہ سے کوئی تعلق نہیں اس لئے صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ امر دین مراد ہے جو حیات ابدی کا سبب ہے۔ سدی نے اس سے ایمان اور قتادہ نے قرآن مراد لیا ہے کہ وہ حیات قلوب کا باعث ہے۔ بعض نے حق اور بعض نے شہادت مراد لی ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

ترجمہ۔ جبکہ قریش مکہ نے کہا اے اللہ! اگر یہ جو کچھ محمد ﷺ کہہ رہے ہیں

فَامْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَاسَمَّى اللهُ مَطَرًافِي الْقُرْاٰنِ اِلَّا عَذَابًا وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَاقَنَطُوْا

تیرے پاس سے حق ہے۔ تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل فرمایا ہم پر دردناک عذاب لے آ۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالے نے مطر عذاب کے لئے استعمال کیا ہے اہل عرب بارش کو غیث کہتے ہیں۔

ترجمہ آیت کہ ان کے ناامید ہونے کے بعد اللہ تعالے بارش نازل کرتا ہے۔

حدیث (٤٢٩٤) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقُّ الخ فَنَزَلَتْ وَمَاكَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ..

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ابو جہل عمر بن ھشام نے کہا تھا کہ اگر یہ حق ہے تو ہم پر پتھر برسا۔ جس پر اگلی آیت اتری کہ جب تک آپ محمد ﷺ ان کے درمیان ہیں یا وہ استغفار کرتے رہیں گے اللہ تعالے ان کو عذاب میں مبتلا نہیں کریگا۔ اللہ تعالے ان کو عذاب کیوں نہ دے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ فامطر علینا یہ ابو جہل کی انتہائی بے عقلی ہے وگرنہ اگر قرآن مجید کی حقانیت ثابت ہو جائے تو ھدایت کی دعا مانگتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے کسی شخص سے پوچھا کہ زیادہ بے وقوف کون ہے۔ تو اس نے جواب دیا جنہوں نے یہ کہا تھا ان کان ھوالحق۔ جس پر امیر معاویہؓ خاموش ہوگئے۔ کیونکہ یہ جواب قریش نے دیا تھا۔

باب قَوْلِهٖ تعالى وَمَاكَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

حدیث (٤٢٩٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقُّ الخ فَنَزَلَتْ وَ مَاكَانَ اللهُ الخ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا اے اللہ ہم پر پتھر برسا تو ماکان اللہ لیعذبھم والی آیت نازل ہوئی۔

باب قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدين كله لله

حدیث (٤٢٩٦) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ. عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَجُلًا جَاءَهٗ فَقَالَ يَا اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَاذَكَرَ اللهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا اِلٰى اٰخِرِالْاٰيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ اَلَّا تُقَاتِلَ كَمَاذَكَرَ اللهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا اُقَاتِلُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اِلٰى آخِرِ الاية قَالَ فَاِنَّ اللهَ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِذْ كَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا يَقْتُلُوْهُ وَاِمَّا يُوْثِقُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَاٰى اَنَّهٗ لَا يُوَافِقُهٗ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّؓ وَعُثْمَانَؓ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ مَاقَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّؓ وَعُثْمَانَؓ اَمَّا عُثْمَانُؓ فَكَانَ اللهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ اَنْ تَعْفُوْا عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّؓ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَخَتَنُهٗ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَهٰذِهٖ ابْنَتُهٗ اَوْ بِنْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ..

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا اے ابو عبد الرحمٰن! اللہ تعالے نے جو اپنی کتاب میں ذکر فرمایا تو نے اسے نہیں سنا۔ ترجمہ اگر مؤمنوں کے دوگروہ آپس میں لڑ پڑیں تو صلح کرا ڈالو۔ پس آپ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب دیا بھتیجے! اس آیت سے دھوکہ کھا کر میں قتال نہ کروں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اس آیت سے دھوکہ دیا جاؤں کہ ترجمہ۔ جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کریگا اس کی سزا جہنم ہے۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ ان سے اس وقت تک لڑتے رہو جبتک کہ فتنہ ختم نہ ہو ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ اس کو ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے دور میں کر چکے ہیں جبکہ اسلام تھوڑا تھا۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے بارے میں ہوتی تھی یا تو کفار اسے قتل کر دیتے تھے یا اسے باندھ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اسلام کثیر ہو گیا تو اب کوئی فتنہ اور آزمائش نہیں رہی پس جب اس نے دیکھا کہ ابن عمرؓ کسی طرح اس کی رائے کی موافقت نہیں کرتے۔ تو پھر کہنے لگا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا میں علیؓ اور عثمانؓ کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ سنو! حضرت عثمانؓ کو تو اللہ تعالے معاف کر چکے۔ تم ہو کہ اسے معافی دینا پسند نہیں کرتے۔ رہ گئے حضرت علیؓ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اور آپؐ کے داماد ہیں۔ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ سامنے انکی بیٹی کا مکان ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

حدیث (٤٢٩٧) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَؒ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍؒ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا اَوْاِلَيْنَا

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک خارجی

ابْنُ عُمَرَ ؓ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ قَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ لِلْمُلْكِ .....

آدمی نے ان سے کہا کہ فتنہ کی لڑائی میں آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا جانتے ہو فتنہ کیا چیز ہے۔ حضرت محمد ﷺ مشرکین سے قتال کرتے تھے۔ مشرکین کے پاس جانا فتنہ تھا کہ وہ قتل کرتے تھے یا قید کرتے تھے وہ دین کے لئے تھا تمھارے قتال کی طرح نہیں کہ یہ تو ملک کے لئے ہے۔

تشریح از قطب گنگوھیؒ۔ اغتر بھذہ الایۃ ۶۷۰۔۹ یعنی میں اس آیت کو ظاہر سے پھیرتا ہوں۔ اور اس کی تاویل کرتا ہوں۔ یعنی اس آدمی نے جو دعوی کیا تھا اس کو تسلیم کر لیا جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ قتل جائز ہے جیسا کہ تمھارا گمان ہے تو جائز پر عمل کرنا واجب نہیں۔ اگر یہ قتل جائز نہیں تو پھر ہمیشہ کا عذاب لازم ہے۔ تو جلب منفعت سے دفع مضرت ضروری ہے۔ کیونکہ معاملہ جب حرام اور واجب میں آجائے تو پھر اس کا چھوڑ دینا واجب ہے۔ اقدام سے گریز کرنا چاہیے۔ حتی لا تکون فتنہ ۶۷۰۔۱۱ حضرت ابن عمرؓ نے آیت کو مورد کے ساتھ خاص نہیں کیا کہ قتال صرف مشرکین سے کرنا ہے۔ حالانکہ مورد خاص ہوتا ہے۔ حکم عام ہوتا ہے۔ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے۔ بلکہ مقصود ابن عمرؓ کا یہ ہے کہ آیت کا مورد وہ ہونا چاہیے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔ یہ بلکل واضح ہے۔ جس مین کوئی خفا نہیں اس پر اس قتال کو قیاس نہ کیا جائے۔ جس میں القیاس ہو۔ اب حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ کے ساتھ قتال کرنا مشتبہ ہے۔ نہیں معلوم کہ حق پر کون ہے۔ اگر چہ قرینہ یہ ہے کہ ابن الزبیرؓ حق پر ہیں۔ اور حجاج بن یوسف باطل پر ہے۔ لیکن مظنون کو قیقن پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ کہ میں اس دھوکہ مین نہیں پڑتا۔ کہ آیت میں تاویل کر کے ظاہر کو چھوڑ دوں۔ کیونکہ اصلاح بین المسلمین کی کوشش وہ کرے جس کو مدافعت کی طاقت ہو۔ اور فریقین پر غلبہ رکھتا ہو۔ جب مجھے وہ طاقت حاصل نہیں تو میں ان سے قتال کیسے کر سکتا ہوں۔ علیحدگی مناسب ہے۔ بلکہ ان حالات میں اگر میں قتال میں شمولیت کروں۔ تو فتنہ کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ علامہ عینیؒ اور کرمانیؒ کا کہنا یہ ہے۔ کہ میرا اس آیت میں تاویل کر کے قتال سے رک جانا بہتر ہے۔ دوسری آیت میں تاویل کرنے سے جس میں ہر مؤمن کے قتل پر سخت وعید ہے۔ جزاء ہ جھنم العبرۃ لعموم اللفظ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے احنافؒ کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے۔ خصوص سبب کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جیسا کتب فقہ میں مرقوم ہے اور اصح بھی یہی ہے۔ چنانچہ آیت ظھار سلمہ بن صخر کے بارے میں اتری۔ آیت لعان ہلالؓ کے بارے میں۔ اور آیت قذف حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں اتری۔ لیکن ان کا تعدیہ دوسروں کی طرف ہوا۔ اس پر امام سیوطیؒ نے اتقان میں بڑی بحث کی ہے۔

باب قول اللہ یا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ

حدیث (۴۲۹۸) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ الآیۃ فَکُتِبَ عَلَیْھِمْ اَنْ لَا یَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَۃٍ فَقَالَ سُفْیَانُ غَیْرَ مَرَّۃٍ اَنْ لَا یَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِائَتَیْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ الآنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ ... فَکَتَبَ اَنْ لَا یَفِرَّ مِائَۃٌ مِنْ مِائَتَیْنِ وَزَادَ سُفْیَانُ مَرَّۃً نَزَلَتْ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ .. قَالَ سُفْیَانُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ وَاُرَی الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ مِثْلَ ھٰذَا لحدیث.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری ترجمہ۔ کہ اگر تم میں سے بیس ۲۰ صبر کرنے والے ہوئے تو وہ دوسو ۲۰۰ پر غالب آجائیں گے تو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا کہ ایک آدمی دس ۱۰ کے مقابلہ سے نہ بھاگے اور سفیان نے کئی مرتبہ کہا کہ بیس ۲۰ دوسو ۲۰۰ کے مقابلہ سے نہ بھاگیں پھر آیت نازل ہوئی ترجمہ کہ اب اللہ تعالے نے تم سے تخفیف فرمائی۔ اب ان پر فرض کیا گیا کہ سو ۱۰۰ آدمی دوسو ۲۰۰ کے مقابلہ سے نہ بھاگیں۔ اور سفیان نے ایک مرتبہ یہ لفظ زائد کہے کہ حرض المؤنین علے القتال کہ مؤمنوں کو قتال پر آمادہ کریں تو سفیان اور ابن شبرمۃ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی اسی طرح ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ علم خداوندی کے متعلق لوگوں کو شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہاں پر فرمایا گیا۔ الآن خفف اللہ عنکم... کہ جب لڑائی سے بھاگنا کبائر میں سے ہے۔ یہاں ضعف کی وجہ سے پہلا حکم منسوخ ہوا کہ پہلے تھا کہ دس کے مقابل ایک پیچھے نہ ہٹے۔ اب ہے کہ دو کے مقابل میں ایک کو پیچھے ہٹنا جرم ہے۔ تو جیسے۔ الآن کا تعلق خفف سے ہے۔ ایسے علم سے بھی ہے۔ تو اشکال ہوتا ہے کہ کیا پہلے اللہ تعالے کو علم نہیں تھا۔ اور دوسری جگہ پر ہے۔ لما یعلم اللہ الذین جاھدو امنکم۔ اور کہیں فرمایا گیا۔ کان اللہ به علیما۔ تو ان الفاظ کا ماضی اور حال کی وجہ سے علم باری تعالے میں حدوث کا شبہ ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ ازلی قدیم ہے۔ تو بعض حضرات نے جواب دیا کہ یہاں مجاز مرسل ہے یعنی جیسے رحمت اور غضب ہیں۔ معانی حقیقیہ نہیں بلکہ معانی مجازیہ لئے جاتے ہیں۔ کہ ان میں نتائج کا اعتبار ہوتا ہے حدوث اور انفعالیۃ مقصود نہیں ہوتی۔ ایسے علم حادث کا استعمال بھی بطور عواقب کے ہے۔ کہ علم بالشئ سے تمیز مقصود ہے۔ و علم ان فیکم ضعفا او میزاہ فیکم ضعف۔ یعنی علم تو باری تعالے کو ازل سے تھا۔ لیکن اس کا ظہور اس وقت کیا۔ تو سب جگہ یہی معنی ہونگے کہ علم سے تمیز من الناس مراد ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس جگہ بھی علم باری مقید بالحال والاستقبال والماضی ہے۔ اس سے حقیقی علم مراد نہیں بلکہ مجازی تمیز بین الناس ہوگا تو اس سے حدوث لازم نہیں آئیگا۔ یہ توجیہ بلا تکلف ہر جگہ چلتی ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ علم سے امتحان مراد ہے۔۔۔ یعلم من یتبع الرسول ای لیمتحن من یتبع الرسول اور علم اور امتحان میں علاقہ سببیت کا یا لزوم کا ہے اس لئے امتحان مراد ہوا۔ مگر یہ توجیہ ہر جگہ نہیں چلتی۔ جیسے۔ الان خفف۔ میں یہ توجیہ نہیں چل سکتی۔ کیونکہ امتحان لینے کی وجہ سے تغیر نہیں ہو سکتا۔

تیسری توجیہ یہ ہے کہ علم بمعنے رؤیۃ کے ہے۔اور رؤیۃ وجود مرئی کے بعد ہوتی ہے۔علم باری تعالے کا قدیم ہے۔لیکن رؤیۃ صفات تکوینیہ میں سے ہے۔یا صفت قدیم اور اس کا تعلق حادث ہے۔ تولمایعلم اللہ۔ بمعنے لیری اللہ الذین جاھدو ا...... توصفت رؤیۃ قدیم ہوگی اس کا تعلق حادث سے ہوگا۔یہ توجیہ بھی تقریباہر جگہ چل سکتی ہے۔عموما محدثین یہ تین توجیہات بیان کرتے ہیں۔کہ علم بمعنے تمیز امتحان اور رؤیۃ۔

چوتھی توجیہ یہ ہے کہ مجاز لغوی ہے۔جس قدر صیغے حال مستقبل یا ماضی کے ہیں ان سب کو ماضی کے معنی میں لیا جائے تو لمایعلم اللہ معنی میں لماعلم اللہ کے ہوگا۔ لنعلم من یتبع الرسو ل ..میں ..لعلمنامن یتبع الرسو ل۔لیکن یہ مجاز لغوی بھی ہر جگہ نہیں چل سکتا۔جیسے الآن علم ا ن فیکن ضعفا۔کیونکہ علم ازلی ہے الان اس کے خلاف ہے۔

پانچویں توجیہ۔یہ ہے کہ معنی حقیقی مراد ہیں پھر علم دو قسم ہے۔اجمالی اور تفصیلی۔اجمالی تو قدیم ہے اور تفصیلی حادث ہے اس پر اشکال ہوگا۔کہ علم اجمالی میں بعض چیزیں مخفی ہوتی ہیں اور علم تفصیلی میں وہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔تو اگر حال اور مستقبل کے صیغوں میں علم تفصیلی لیا جائے۔تو ماضی کے صیغوں میں علم اجمالی ہوگا۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ازل میں بعض چیزیں باری تعالے پر مخفی رہیں۔اگر مخفی ہوں تو پھر خلق اور تقدیر کیسے ہوگی۔اس کا جواب یہ ہے کہ باری تعالے کا علم اجمالی اور تفصیلی ہمارے علم اجمالی تفصیلی جیسا نہیں کہ اس پر اشکال ہو بلکہ باری تعالے کا علم اجمالی منشا کے اعتبار سے ہے۔یعنی جس علم کا منشا ذات باری تعالے ہو۔وہ علم اجمالی ہے جیسے باری تعالے کو اپنا اور اپنی صفات ذاتیہ کا علم ا زل میں بتمام صفاتہ ہوا۔ا س کی وجہ سے خلق ہے۔تو منشا عالم ا س وقت ذات وصفات ہونگے۔جب منشا معلومات ہوں تو جب وہ چیزیں دنیا میں پائی جائینگی۔تو علم باری تعالے بوجود الاشیا۔کماھی علیہ۔تفصیلی ہوگا۔یہ حادث ہوگا۔اس کی مثال ہمارے ہاں یہ ہے کہ۔جب کوئی انجینیر مکان بناتا ہے تو پہلے وہ اپنے ذہن میں مکان کا نقشہ مرتب کرتا ہے پھر کاغذ پر کھینچ کر اس میں تغیر و تبدل کرتا ہے نقشہ کے مطابق بعدا زا ں مکان بناتا ہے۔مکان بناتے وقت ایک نقشہ اس کے سامنے متحضر ہوتا ہے جو اس کاغذ والے نقشہ کا اثر ہوتا ہے اور کاغذ والا نقشہ ذہن کا اثر ہے۔بعینہ اگر چہ ہمارا علم ناقص ہے۔لیکن باری تعالے کا کامل علم کی صورت یہ ہوئی کہ قبل الخلق پہلے ایک نقشہ عالم متحضر ہوا۔پھر کتاب مبین کی صورت میں کاغذ پر کھینچا گیا۔پھر اس کا استحضار بعد وجود الاشیا ہوا یہ علم حادث ہے۔اور یہی ذریعہ ثواب وعقاب ہے۔اور مدح وملامت کا باعث ہے۔ا نسان جو جزا وسزا کا مستحق بنتا ہے۔وہ وجود خارجی کے بعد ہوتا ہے اور یہ علم تفصیلی ہے جسے علم حالی کہتے ہیں۔اور یہ اس اجمالی علم باری تعالے سے زیادہ واضح نہیں ہے۔بلکہ وہی چیزیں اس میں ہیں بنابریں کہیں باری تعالے اپنے علم اجمالی کو یوں بیان کرتے ہیں کان اللہ بکل شئ علیما اور کہیں علم تفصیلی لنعلم من یتبع الرسول یہ محققین کی رائے ہے۔اور یہی اقرب ہے۔

چھٹی توجیہ۔یہ ہے کہ جس قدر مکونات ہیں ا ن سب کا علم باری تعالے کو ہے۔باعتبار علم ا زلی کے تمام چیزیں وہاں موجود ہیں لیکن یہ چیزیں باعتبار تکوین کے آپس میں مرتب ہیں۔اور علم باری میں سب کے ساتھ تعلق ایک ہی وقت ہوا۔تو وجود مکونات میں ترتیب ہوئی۔

اس بنا پر کبھی تو باری تعالے اپنے علم ازلی کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں اس وقت ماضی۔حال اور استقبال کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور کبھی ترتیب کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں ایک ہی چیز میں مختلف اعتبارات ہوتے ہیں۔اس لئے اس جگہ مختلف صیغے استعمال کرنے کی نوبت آتی ہے۔جیسے علم ان فیکم ضعفا ...باری تعالے کا ارشاد ہے کہ تمھارے اندر ضعف پیدا ہوا تو ہم نے پہلے حکم کو بدل دیا۔رحمت کا یہی تقاضا ہے۔اگر علم ازلی کے اعتبار سے ہو تو ماضی کا صیغہ استعمال ہو گا۔اگر ترتیب کا لحاظ ہو تو پھر حال اور مستقبل کا صیغہ استعمال ہو گا۔ یہ قول تقریبا معیتہ دہریہ والوں کا ہے کہ سب چیزیں بیک وقت موجود تھیں۔حال۔استقبال اور ماضی ہمارے اعتبار سے ہے وہاں کوئی زمانہ نہیں تھا۔اس کی مثال وہ اس رسی سے بیان کرتے ہیں جو چھت پر ہو۔جو حصہ اس کا سامنے آئیگا۔اسے حال کہا جاتا ہے۔اور جو گذر گیا اسے ماضی کہا جاتا ہے تو طوفان نوح وغیرہ وہ موجود مانتے ہیں لیکن زمانہ کے احاطہ سے بالاتر مانتے ہیں یہ اشراقیہ اور صوفیا کا قول ہے۔مگر مشائیہ نے اس کی مٹی بہت پلید کی۔کیونکہ اشراقیہ کا یہ قول سمجھ سے بالکل بالاتر ہے۔زمانہ کی قید سے بالاتر کیسے مانا جاسکتا ہے۔کیونکہ ہم اس زمانہ میں مقید ہیں۔ہمارے سامنے یہی زمانہ آئیگا۔یہ توجیہ بھی اقرب الی التحقیق ہے۔ساتویں توجیہ۔یہ ہے کہ کبھی علم بالواسطہ ہوتا ہے۔اور کبھی بلاواسطہ ہوتا ہے۔جیسے کبھی نار کا علم دخان کے ذریعہ سے ہوا۔اور کبھی بغیر دخان کے۔لیکن علم بالواسطہ اور بلاواسطہ کبھی ایک دوسرے میں محو ہو جاتے ہیں۔جیسے کبھی نار کو بھی دیکھا اور دخان کو بھی دیکھا۔وہاں واسطہ کا خیال بھی نہیں ہوتا۔باری تعالے کو علم بالواسطہ بھی ہے اور بلاواسطہ بھی ہے۔جب علم ازلی کو بیان کیا جائیگا تو وہ علم بلاواسطہ ہے اور جب علم لایزالی ہو تو وہ بالواسطہ ہو گا۔کہ باپ کے ذریعہ سے بیٹے کا علم ہوا جب ہم سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ علم بالواسطہ کے ذریعہ ہوتی ہے کیونکہ ہماری عادت یہی ہے کہ ہم علم بالواسطہ کے ذریعہ سمجھ سکتے ہیں اور کبھی علم بلاواسطہ کے ذریعہ اپنی زبان میں ہم سے گفتگو کرتے ہیں۔الآن خفف اللہ ....سے ہماری زبان میں گفتگو کی جارہی ہے علم ازلی میں باری تعالے کو سب چیزوں کا علم تھا۔

آٹھویں توجیہ یہ ہے۔کہ مجاز بالحذف ہے۔لنعلم ای یعلم رسولنا وعبادنا...ایسے علم۔ان فیکم ضعفا اوعلم رسول اللہ و المؤمنون ان فیکم ضعیفا۔اور بسا اوقات افعال انبیاء اور مؤمنین کو باری تعالے نے اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔جیسے۔مارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی ....

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ واری الامر بالمعروف ....یعنی جب آمرون بالمعروف والناھون عن المنکر مخالفین سے نصف یا ان سے اکثر ہوں تو امر نہی واجب ہے۔اگر کم ہوں تو واجب نہیں اگرچہ افضل یہ ہے کہ پھر امر و نہی کرنا چاہئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے اندر بہت تفصیل لکھی ہے منجملہ شروط کے یہ بھی ہیں کہ اگر امر و نہی پر قادر ہو عاجز دل میں تو برا سمجھ سکتا ہے۔عمل میں نہیں لاسکتا۔صرف عجز حسی نہیں بلکہ اگر تکلیف پہنچنے کا خدشہ ہو تب بھی وجوب ساقط ہے اگر فائدہ کی توقع نہ ہو تب بھی وجوب ساقط ہے لیکن پھر بھی مستحب ہے کہ شعائر اسلام کا اظہار کرے افضل الجهاد کلمة حق عند السلطان جائر

باب قَوْلِهِ الآنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ

حدیث(٤٢٩٩)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الله عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُوْنَ شَقَّ ذَالِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَايَفِرَّوَاحِدٌمِنْ عَشَرَةٍفلماجَاءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ الآنَ خَفَّفَ اللهُ عَنْكُمْ ....قَالَ لَمَّاخَفَّفَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدَرِ مَاخُفِّفَ عَنْهُمْ ..

ترجمہ ۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔کہ جب آیت ان یکن منکم نازل ہوئی۔ تومسلمانوں پر گراں گزراجب کہ ان پر یہ فرض کردیا گیا کہ ایک آدمی دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے پھرجب تخفیف آئی کہ اب ہم نے تم سے تخفیف کردی تو فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے ان سے عدد میں تخفیف کردی تو اس قدر صبر میں بھی ان سے تخفیف کردی گئی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ضعف سے یاتوضعف بدن مراد ہے۔یاضعف بصیرۃ ہے۔ابن عباسؓ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالے پہلے پہل مسلمانوں کوبڑاصبر دیا تھا۔ جبکہ وہ تھوڑے تھے۔ بہت ہوگئے توصبر میں کمی آگئی۔

سُوْرَةُبَرَاءَة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِيجَتَهٗ كُلَّ شَيْءٍ اَدْخَلْتَهٗ فِيْ شَيْءٍ الشُّقَّةُ السَّفَرُ الْخَبَالُ الْفَسَادُ وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ لَاتَفْتِنِّيْ لَا تُوَبِّخْنِيْ كَرْهًا وَكُرْهًا وَاحِدٌ مُدَّخَلًا يُدْخَلُوْنَ فِيْهِ يَجْمَعُوْنَ يُسْرِعُوْنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ ائْتَفَكَتْ اِنْقَلَبَتْ بِهَا الْاَرْضُ اَهْوٰى اَيْ اَلْقَاهُ فِيْ هُوَّةٍ عَدْنٍ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَيُقَالُ فِيْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ اَلْخَوَالِفُ

ترجمہ۔ولیجہ کے معنی گھسیٹنا جبکہ کسی چیز کو دوسری میں زبردستی داخل کرے۔ شقہ۔کے معنی سفر کے ہیں۔ خبال کے معنی خسارے کے ہیں۔اور خبال موت کو بھی کہتے ہیں لاتفتنی یعنی مجھے ڈانٹ ڈپٹ مت کرو۔ کرھا او کرھا ایک میں زبردستی کرنا۔مدخلا سرنگ داخل ہونے کی جگہ یجمعون۔ جلدی کرنا۔ المؤتفکات۔ قوم لوط کی وہ بستیاں جوالٹ دی گئیں۔ جس سے زمین بدل گئی کہ عالی سافل ہوگئے اور پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور سورہ نجم میں والمؤتفکۃاھوی

الْخَالِفُ الَّذِيْ خَلَفَنِيْ فَقَعَدَ بَعْدِيْ وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِيْنَ وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُوْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ، فَارِسٌ وَفَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَهَوَ الِكُ الْخَيْرَاتُ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ مُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ الشَّفَا شَفِيْرٌ وَهُوَ حَدُّهُ وَالْجُرُفُ مَاتَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْأَوْدِيَةِ هَارٍ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَتْ مِثْلُهُ لَأَوَّاهٌ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ: إِذَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ..

یہ اسطر دا ذکر ہوا۔اھو ا عمیق گڑھا میں ڈالا۔عدن کے معنی ہمیشہ رہنا۔عدنت بارض الرحمت فیہ۔اس سے معدن کان کو کہتے ہیں۔جس سے سونا چاندی نکا لا جاتا ہے۔اور کہا جاتا ہے۔ معدن صدق یعنی سچائی کی کان جہا ں سے صدق پھوٹتا ہے الخوا لف خالف کی جمع ہے وہ شخص جو مجھے پیچھے چھوڑ کر میرے بعد بیٹھ جائے۔اس سے یخلفہ ہے جو باقی رہنے والے کے معنی میں آتا ہے۔اور یہ بھی جائز ہے۔کہ خوالف سے عورتیں مراد ہوں۔اور یہ خالفہ کی جمع ہو۔اگرچہ یہ جمع مذکر کا صیغہ ہے۔مگر اس وزن پر جمع صرف دو آتے ہیں۔فارس کی جمع فوارس اور ھالک کی جمع ھوالک ہے۔اگرچہ شاہق کی جمع شوا ھق اور نا کس کی جمع نواکس ہے اور داجن کی جمع دواجن ہے۔مگر یہ پانچوں فواعل فاعل کی جمع شاذ ہیں۔الخیرات کا واحد خیرۃ جس کے معنی فضیلت کے ہیں تو خیرات بمعنے فواضل کے ہوگا۔مرجونؔ۔یعنی پیچھے کئے ہوئے الشفا اور شفیر کے معنی کنارہ کے ہیں۔الجرف سیلابوں اور وادیوں سے جو حصہ پھٹ جائے۔ھار بمعنے گرنے والا۔کہا جاتا ہے تھورت البئر جبکہ کنواں گر جائے۔انھارت بھی اس کی طرح ہے یعنی گرنے کے معنی ہیں۔لاواہ۔خوف اور ڈر کے مارے بہت آہ وزاری کرنے والا چنانچہ شاعر کہتے ہیں ؎ کہ جب میں رات کے وقت اس اونٹنی پر کجاوہ کسنے کے لئے اٹھتا ہوں۔تو وہ غمناک آدمی کی طرح آہیں بھرتی ہے

تشریح از شیخ مدنی ؒ۔ ھوہ۔بمعنے گڑھا۔خوا لف جمع خالف کی وہ شخص جو دوسرے کے قائم مقام ہو۔اسی وجہ سے اولاد کو خوا لف کہتے ہیں۔اگر خوا لف خالفہ کی جمع ہے تو پھر اس سے عورتیں مراد ہونگی۔لیکن اس صورت میں اشکال ہوگا کہ فواعل کے وزن پر صرف چند صیغے آتے ہیں۔اواہ۔کثرت سے آہ آہ کرنے والا۔انسان کو جب کثرت سے تکلیف پہنچے یا کسی پر رحم آئے تو آہ آہ کرتا ہے۔یہا ں پر حضرت ابراھیم ؑ خوف باری تعالے اور امت پر شفقت کی وجہ سے آہ آہ کرنے والے تھے۔

تشریح از قطب گنگوہی ؒ۔اھوی۔۱۷۔۲۔یہ لفظ اس سورت کا نہیں ہے۔بلکہ سورۂ نجم کا ہے جس کو تائید کے لئے لائے ہیں کیونکہ المؤتفکات سے سقوط اور انقلاب مراد ہے۔جیسا کہ المؤتفکہ اھوی۔میں صراحۃ گرنے کے معنی لئے گئے ہیں۔وا ن کان جمع الذکور اس سے اشارہ ہے کہ خوالف کا جمع خالفہ کی ہونا شاذ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ قطب گنگوہی ؒ کے افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری ؒ نے اولا والموتفکات ذکر کیا جو سورہ براۃ میں وارد ہے صاحب جمل نے اس کے معنی المنقلبات۔ الٹی ہوئی بستیاں کیا ہے۔ جن کو اللہ تعالے نے اوپر نیچے کر دیا۔ وہ قوم لوط کی بستیاں تھیں لیکن سورۂ نجم میں اس لفظ کا ذکر واضح ہے۔ المؤتفکۃ اھوی۔ جس کے بارے میں صاحب جلالین فرماتے ہیں ۔وھی قریٔ قوم لوط اھوی اسقطھابعد رفعھا الی السماء مقلوبۃالی الارض ....عام مفسرین نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ کہ اھوی۔ کے معنی ہر اٹھانے کے بعد الٹا گرانا۔ اور ھوہ۔ کے معنی گہرے گڑھے کے ہیں جو غار بن جائیگا۔ اشار بذالك ..خوالف ..خالف کی جمع ہے۔ خالف وہ شخص جو کسی کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ارشاد ربانی ہے۔ فاقعدوا الخالفین اخلفه فی العابرین جس کے میت ہو گئی ہو اس کے لئے دعا کی جاتی ہے پھر امام بخاری ؒ خوالف کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ خالفہ کی جمع ہو تو عورتیں مراد ہونگی جو پچھلے گھر میں رہ جاتی ہیں لیکن اس پر اشکال تھا جس کا جواب دیا کہ فواعل پر جمع فاعلہ شاذ ہے۔ اور حافظ ؒ فرماتے ہیں کہ آیت میں عاجز مرد عورتیں اور بچے مراد ہیں۔

باب قَوْلِهٖ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُذُنٌ يُصَدِّقُ تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَ تُزَكِّيْهِمْ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ فِی الْقُرَان وَالزَّكٰوةَ الطَّاعَةَ وَالْاِخْلَاص لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ لَا يَشْهَدُوْنَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُضَاهُوْنَ يُشَبِّهُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابن عباس ؓ اذن کے معنی وہ آدمی جو ہر سنی ہوئی بات کی تصدیق کرے۔ یطھر ھم ویز کیھم اسطرح قران مجید میں بہت آتا ہے۔ زکوۃ کے معنی طاعت اور اخلاص کے ہے لایؤتون الزکوۃ کہ کلمہ توحید کی شہادت نہیں دیتے۔ یضاھؤن ان کی مشابہت کرتے ہیں۔

حدیث (۴۳۰۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلَالَةِ وَآخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَائَةُ...

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ آخری آیت جو اتری وہ کلالہ کے بارے میں ہے اور آخری سورہ نازل ہونے والی سورہ براۃ ہے۔

باب قَوْلِهٖ فَسِيْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ۔سِيْحُوْا ۔سِيْرُوْا ۔

حدیث (۴۳۰۱) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ فِیْ تِلْكَ الْحَجَّةِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اس حج ۹ھ کے موقع پر اطلاع کنندگان

5/1

فِی الْمُؤَذِّنِیْنَ بَعَثَهُمْ یَوْمَ النَّحْرِ یُؤَذِّنُوْنَ بِمِنیٰ اَنْ لَا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ قَالَ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ وَاَمَرَهٗ اَنْ یُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَؓ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِیٌّؓ یَوْمَ النَّحْرِ فِیْ اَهْلِ مِنیٰ بِبَرَاءَةٍ وَاَنْ لَا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ قال ابو عبدالله اٰذَنَهُمْ اَعْلَمَهُمْ...

میں بھیجا تھا جنہوں نے دسویں کے دن منیٰ کے مقام پر یہ اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کریگا اور نہ ہی کوئی ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کریگا۔ حمید بن عبد الرحمٰن فرماتے ہیں کہ بعد ازاں جناب رسول اللہ ﷺ حضرت علی بن ابی طالبؓ کو ان کے پیچھے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ براءۃ کا اعلان کریں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ بھی ہمارے ساتھ دسویں کے دن منیٰ والوں میں براءت کا اعلان کرتے تھے اور یہ کہ کوئی مشرک اس سال کے بعد حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کرے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں آذنھم کا معنی کہ ان کو اعلان سنایا۔

باب قَوْلِهٖ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ آذَنَهُمْ اَعْلَمَهُمْ

حدیث (۴۳۰۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَؒ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَؓ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ فِیْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِی الْمُؤَذِّنِیْنَ بَعَثَهُمْ یَوْمَ النَّحْرِ یُؤَذِّنُوْنَ بِمِنیٰ اَلَّا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ قَالَ حُمَیْدٌ ثُمَّ اَرْدَفَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ فَاَمَرَهٗ اَنْ یُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَؓ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِیٌّؓ فِیْ اَهْلِ مِنیٰ یَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةٍ وَاَنْ لَا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس سال مجھے حضرت ابو بکرؓ نے اعلان کرنے والوں میں بھیجا جنہوں نے یوم النحر منیٰ کے اندر یہ اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کرے حمیدؒ فرماتے ہیں کہ ان کے پیچھے جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو بھیجا جن کو براءۃ کے اعلان کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ہمارے ساتھ یوم النحر اھل منیٰ کے اندر براءۃ کا اعلان کیا۔ اور یہ بھی کہ کوئی مشرک اس سال کے بعد حج نہ کرے نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے۔

باب قوله اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ

حدیث (۴۳۰۳) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَابَكْرٍؓ بَعَثَهٗ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ خبر دیتے کہ حضرت ابو بکرؓ نے انہیں اس حج کے زمانہ میں بھیجا جس میں

اَمَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَنْ لَايَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَايَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُوْلُ يَوْمَ النَّحْرِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ مِنْ اَجْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ..

جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں حجۃ الوداع سے پہلے امیر بنا کر بھیجا تھا ایک ایسی جماعت میں جو لوگوں کے اندر اعلان کرتی تھی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے حمید فرماتے تھے یوم النحر یوم الحج الاکبر۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث کی وجہ سے۔

باب فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ

حدیث (۴۳۰۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَابَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِلَّاثَلٰثَةٌ وَلَامِنَ الْمُنَافِقِيْنَ اِلَّااَرْبَعَةٌ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ اِنَّكُمْ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلعم تُخْبِرُوْنَا لَانَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُبَقِّرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ اَعْلَاقَنَا قَالَ اُوْلٰئِكَ الْفُسَّاقُ اَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اَرْبَعَةٌ اَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْشَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَاوَجَدَ بَرْدَهٗ...

ترجمہ۔ حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ ؓ کے پاس تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس امت کے اصحاب میں سے صرف تین باقی رہ گئے ہیں اور منافقین میں سے صرف چار رہ گئے۔ جس پر ایک دیہاتی بولا کہ آپ لوگ جناب محمد ﷺ کے صحابہ ہیں جو ہمیں ایسی خبریں سناتے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں اور ہمارا عمدہ مال چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ تو بدمعاش لوگ ہیں۔ اب ان میں سے صرف چار باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو بہت بوڑھا ہے۔ اگر وہ ٹھنڈا پانی پی لے تو فساد معدہ کی وجہ سے اس کی ٹھنڈک نہ پائے یہ اس کی دنیا کی سزا ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَايُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔۔ الاية

حدیث (۴۳۰۵) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃ ؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ تم میں سے ایک کا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا اژدھا بن جائے گا۔

5/2

حدیث(۴۳۰۶)حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰی اَبِیْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَۃِ قُلْتُ مَا اَنْزَلَکَ بِھٰذِہِ الْاَرْضِ قَالَ کُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ قَالَ مُعَاوِیَۃُ مَا ھٰذِہٖ فِیْنَا مَا ھٰذِہٖ اِلَّا فِیْ اَھْلِ الْکِتَابِ قَالَ قُلْتُ اِنَّھَا لَفِیْنَا وَفِیْھِمْ ...

ترجمہ۔ حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں۔کہ مقام ربذہ میں میرا گذر حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس سے ہوا۔تو میں نے پوچھا آپ کو اس زمین میں کونسی چیز لے آئی انہوں نے فرمایا ہم شام کے ملک میں تھے۔کہ میں نے یہ آیت پڑھی ترجمہ جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑ کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالے کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے بارے میں نہیں۔بلکہ اہل کتاب کے بارے میں ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہ آیت ہمارے اور ان اہل کتاب دونوں کے بارے میں ہے۔دربار خلافت میں شکایت کے بعد مجھے یہاں بھیجا گیا

باب قَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ

حدیث (۴۳۰۷)قَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَعِیْبٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ فَقَالَ ھٰذَا قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الزَّکٰوۃُ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ جَعَلَ اللّٰہُ طُھْرًا لِلْاَمْوَالِ ......

ترجمہ۔ حضرت خالد بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ جارہے تھے کہ انہوں نے فرمایا۔یہ وعید زکوۃ کے حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔جب زکوۃ کا حکم نازل ہوا تو اللہ تعالے نے اسے اموال کی طہارت کا ذریعہ بنادیا۔

باب اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَاللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ الْقَیِّمُ ھُوَ الْقَائِمُ

حدیث (۴۳۰۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدُ الْوَھَّابِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ السَّنَۃُ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَۃِ وَذُوالْحَجَّۃِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ....

ترجمہ۔ حضرت ابن ابی بکرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ زمانہ پھر پھرا کر اسی شکل پر آگیا ہے جس دن اللہ تعالے نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا۔سال بارہ مہینہ کا ہے۔ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔تین متصل ہیں۔ذیقعدہ۔ذوالحجہ اور محرم اور مضر والا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

باب قَوْلِهٖ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَعَنَا نَاصِرُنَا السَّكِيْنَةُ فَعِيْلَةٌ مِنَ السُّكُوْنِ

حدیث (۴۳۰۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے حدیث سنائی کہ غار ثور میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ تو میں نے مشرکوں کے قدموں کو دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی ایک نے اپنا قدم اٹھالیا تو ہمیں دیکھ لیگا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان دو کے متعلق تمھارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

حدیث (۴۳۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ اَبُوْهُ الزُّبَيْرُ وَاُمُّهُ اَسْمَاءُ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ اَبُوْبَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ اِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ اِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ جُرَيْجٍ........

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ بات اس وقت کہی جب انکے درمیان اور ابن الزبیرؓ کے درمیان بیعت کے بارے اختلاف واقع ہوا تو میں نے کہا کہ انکی عظمت کا میں معترف ہوں کہ ان کا باپ زبیر ہے ان کی والدہ اسماؑ ہے۔ اور ان کی خالہ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین ہے۔ اور ان کا نانا ابو بکرؓ اور انکی دادی حضرت صفیہ ہے۔ میں نے سفیان سے کہا اس کی سند بیان کرو تو انہوں نے حدثنا کہا تھا کہ انسان نے ان کو مشغول کر لیا۔ ابن جریج نے کچھ نہ کہا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ رفع قدمه. رفع سے مراد قدم کی طرف دیکھنا ہے۔ اور عادت یہ ہے کہ قدم اس وقت تک نہیں اٹھتا جب تک انسان اس جگہ کو نہ دیکھ لے جہاں سے قدم اٹھایا ہے اور جہاں رکھا ہے۔ خصوصا ان پہاڑوں میں تو یہی معاملہ ہوتا ہے شاعر کہتا ہے ترجمہ۔ چلنے سے پہلے اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ کا اندازہ کرلے کیونکہ جو غفلت سے پھسل کر کیچڑ پر چڑھا وہ گہرے پانی میں گھس گیا

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مسلم میں اس کی تصریح ہے کہ ان سے اگر کسی نے اپنے قدموں کو دیکھ لیا تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا اور حضرت ابو بکرؓ نے جب ان کی آواز سنی تو گھبرا گئے جس پر آپؐ نے فرمایا۔ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ۔ گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی وہ ہماری مدد کرنے والا ہے۔ شعر کی تحقیق یہ ہے کہ۔ قدر۔ امر کا صیغہ ہے۔ رجل۔ سے قدم مراد ہیں خطو کے معنی چلنے کے ہیں اور قدم اٹھانے کے ہیں۔ زلق کیچڑ کو کہتے ہیں۔ الجا۔ گہرے پانی میں گھسنا۔ قلت ابوہ الزبیر یہ ابن عباس کا مقولہ ہے کہ میں تو انہیں خلافت کا اھل سمجھتا ہوں یہ بات انہوں نے اپنے دل میں کہی۔ اسنادہ۔ اسناد کا سوال اس لئے کیا انہوں نے روایت عنعنہ سے ذکر کیا تھا

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ہذہ مقولۃ ابن عباس۔سے قطب گنگوہیؒ نے قسطلانی کارد کیا ہے جو اسے ابن ابی ملیکہ کا مقولہ قرار دیتے ہیں۔اور حافظؒ نے اصابہ میں اور امام بخاریؒ نے خود ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے۔جس میں وہ ابن الزبیرؓ کے متعلق فرماتے ہیں ۔عفیف الاسلام قاری القرآن ابوہ حواری رسول اللہ صلعم وامہ بنت الصدیق وجدتہ صفیۃ عمۃ رسول اللہ صلعم وعمۃ ابیہ خدیجہ بنت خویلہ۔اسنادہ چونکہ سائل کی رکاوٹ کی وجہ سے تحدیث نہ ہو سکی تو احتمال تھا کہ شاید درمیان میں کوئی واسطہ ہو۔اس لئے امام بخاریؒ نے دوسرے طریق سے حدیث کی تخریج ابن جریج سے کر دی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔یزید کی وفات کے بعد جب حضرت عبداللہ بن الزبیر نے خلافت کا دعوی کیا۔تو اہل حجاز۔عراق مصر اور خراسان کے اور شام کے اکثر مسلمانون نے انکی بیعت کرلی۔پھر شام پر مروان بن الحکم کا غلبہ ہو گیا۔اور انہوں نے ضحاک بن قیس کو جو ابن الزبیر کی طرف سے گورنر تھا اسے قتل کر دیا۔حضرت محمد بن حنفیہ اور ابن عباسؓ حضرت حسینؓ کی شہادت کے زمانہ سے مکہ میں مقیم تھے تو ابن الزبیرؓ نے ان دونوں حضرات کو بیعت کی دعوت دی۔انہوں نے کہا ہم اس وقت تک بیعت نہیں کریں گے جبتک مسلمان ایک خلیفہ پر متفق نہیں ہو جاتے۔خواہ وہ آپ ہی کیوں نہ ہوں۔ابن زبیرؓ نے ان دونو حضرات پر سختی کی بلکہ محاصرہ کر کے جلانے کا پروگرام بنایا۔جس کی خبر مختار ثقفی کو پہنچی اس نے ایک لشکر بھیج کر ان حضرات کی خلاصی کرائی۔اور ابن الزبیرؓ سے قتال کے لئے کہا۔تو وہ دونوں رک گئے اور طائف چلے گئے۔ان دونوں حضرات کا لوگوں پر کافی اثر رسوخ تھا۔ابن الزبیرؓ کی ان حضرات پر سختی کی وجہ سے لوگوں نے ان کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

حدیث(۴۳۱۱)حَدَّثَنِی عَبْدُ اللہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ ابْنُ اَبِی مُلَیْکَۃَ وَکَانَ بَیْنَھُمَا شَیْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقُلْتُ اَتُرِیْدُ اَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَیْرِؓ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللہِ فَقَالَ مَعَاذَ اللہِ اِنَّ اللہَ کَتَبَ ابْنَ الزُّبَیْرِ وَبَنِی اُمَیَّۃَ مُحِلِّیْنَ وَاِنِّی وَاللہِ لَا اُحِلُّہٗ اَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَایِعْ لِابْنِ الزُّبَیْرِ فَقُلْتُ وَاَیْنَ بِھٰذَا الْاَمْرِ عَنْہُ اَمَّا اَبُوْہُ فَحَوَارِیُّ النَّبِیِّ ﷺ یُرِیْدُ الزُّبَیْرَؓ وَاَمَّا جَدُّہٗ فَصَاحِبُ الْغَارِ یُرِیْدُ اَبَابَکْرٍؓ وَاُمُّہٗ ذَاتُ النِّطَاقِ یُرِیْدُ اَسْمَاءَ اَمَّا خَالَتُہٗ

ترجمہ۔ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ میں کچھ چپقلش تھی۔میں صبح سویرے حضرت ابن عباسؓ کے پاس پہنچا میں نے پوچھا کہ کیا آپ ابن الزبیرؓ سے قتال کر کے حرم اللہ کو حلال کر رہے ہیں۔انہوں نے جواب دیا اللہ کی پناہ! یہ تو اللہ تعالے نے ابن الزبیر اور بنو امیہ کے لئے مقدر کر دیا ہے کہ وہ حرم پاک کی بے حرمتی کریں۔واللہ! میں تو کبھی اس کی بے حرمتی نہیں کروں گا۔انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابن الزبیرؓ کی بیعت کر لو میں نے کہا کہ وہ اس خلافت کے معاملہ سے دور نہیں ہیں۔بلکہ حقدار ہیں۔پھر ان کے فضائل گنوائے کہ ان کا باپ جناب نبی اکرم ﷺ کا حواری یعنی حضرت زبیرؓ

فَاُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَاَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَاَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْاِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْاٰنِ وَاللّٰهِ اِنْ وَصَلُوْنِيْ وَصَلُوْنِيْ مِنْ قَرِيْبٍ وَاِنْ رَبُّوْنِيْ رَبَّنِيْ اَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَاٰثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْاُسَامَاتِ الْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ اَبْطُنًا مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ بَنِيْ تُوَيْتٍ وَبَنِيْ اُسَامَةَ وَبَنِيْ اَسَدٍ اِنَّ ابْنَ اَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِيْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَاِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ .....

انکا نانا غار کا ساتھی ہے۔ یعنی ابو بکرؓ انکی والدہ کو ذات النطاقین کا لقب ملا ہے یعنی حضرت اسماؓ اور انکی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ ہے۔ اور انکی پھوپھی حضرت خدیجہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہے۔ یہ مجازاً کہا ورنہ وہ انکے باپ زبیر کی پھوپھی ہیں اور جناب نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ انکی حقیقی دادی ہے۔ انکے باپ کی ماں ہے۔ پھر خود انکا اپنا یہ حال ہے کہ اسلام میں پاکدامن ہیں۔ قرآن کے قاری ہیں۔ واللہ اگر ان امویوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ ایک قریبی رشتہ دار سے اچھا سلوک کریں گے۔ کیونکہ عبد المطلب امیہ کا چچازاد بھائی ہے۔ جو مروان بن حکم کا دادا ہے۔ اور عبد المطلب ابن عباس کا دادا ہے۔ اگر وہ میری تربیت کریں گے تو شریف ہم عصروں کی تربیت کریں گے کہ ہمارا اور ان کا کفو ایک ہے لیکن ابن الزبیرؓ نے ہماری بجائے بنو تویت۔ بنو اسامہ اور بنو حمید جو بنو اسد کے قبائل ہیں اور خویلد بن اسد ابن زید کا دادا ہے۔ انکو اختیار کیا ہے اب ابو العاص کا بیٹا عبد الملک بن مروان مقابل میں آکر فخر سے آگے آگے چلتا ہے اور ابن الزبیرؓ کا حال یہ ہے کہ وہ دم دبا کر پیچھے ہٹ رہا ہے اکڑ کر مقابلہ نہیں کرتا۔

حديث (۴۳۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِيْ اَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ لَاُحَاسِبَنَّ نَفْسِيْ لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِاَبِيْ بَكْرٍؓ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا اَوْلٰى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنُ اَخِيْ خَدِيْجَةَ وَابْنُ اُخْتِ عَائِشَةَ فَاِذَا هُوَ يَتَعَلّٰى عَنِّيْ وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنِّيْ

ترجمہ۔ ابن ابی ملیکہ خبر دیتے ہیں کہ ہم ابن عباسؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ابن الزبیر کے حال پر تعجب نہیں کرتے۔ کہ اس خلافت کے معاملہ کے لئے اٹھ کھڑا ہے۔ پس میں کہتا ہوں کہ جسقدر میں نے اس کی معاونت کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہے اسقدر میں نے شیخین۔ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے فضائل بیان نہیں کئے۔ حالانکہ وہ ہر بھلائی کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ان کے مناقب لوگوں میں مشہور ہیں۔ ابن الزبیر کے نہیں ہیں میں تو کہتا ہوں کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔

اَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَفْسِيْ فَيَدَعُهُ وَمَا اُرَاهُ يُرِيْدُ خَيْرًا وَاِنْ كَانَ لَابُدَّ اَنْ يَرُبَّنِيْ بَنُوْ عَمِّيْ اَحَبُّ اِلَيَّ اِنْ يَرُبَّنِيْ غَيْرُهُمْ.......

اور حضرت زبیر کے بیٹے۔ اور ابو بکر صدیقؓ کے نواسے اور خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھتیجے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں۔ بایں ہمہ وہ میرے سے اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہیں۔ مجھے اپنے خواص میں سے نہیں سمجھتے۔ میرا گمان تو یہ تھا کہ میں اس نیاز مندی کو اپنے سے ظاہر کروں اور ان کو چھوڑ دوں اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ میری اس روگردانی کو اچھا سمجھیں گے اگرچہ ضروری ہے کہ میرے چچازاد بھائی بنوامیہ میرے وارث نہیں۔ یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اس سے کہ بنو عم کے علاوہ کوئی اور لوگ میرے وارث بنیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ بنوامیہ عبد مناف میں بنو عبدالمطلب کے شریک ہیں کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے عبد شمس کی اولاد میں سے بنوامیہ ہیں۔ مطلب اور ھاشم جن سے بنو ھاشم ہیں۔ بنوامیہ سے حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؒ کا نسب زیادہ قریب ہے۔ بنواسد کی نسبت جو خویلد کا باپ ہے۔ واللہ ان وصلونی ... یہاں کلام میں تقدم و تاخر ہے۔ اثر التویتات۔ مقدم ہے۔ اور ان وصلوتی مؤخر ہے۔ قد نیته۔ یعنی تبختر کی چال۔ توی ذنبه ... کتا جب تنگ ہوتا ہے۔ تو وہ دم سمیٹ لیتا ہے۔ یہ کنایہ ہے کہ مالی امور سے عاجز ہو گیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ عبدالملک بن مروان نے عراق وغیرہ ان سے چھین لیا ان کے بھائی مصعب کو قتل کر دیا ابن الزبیر مجبور ہو کر مکہ میں شہید ہو گئے۔ اس روایت کی تفصیل اگلی روایت کرتی ہے۔ یتعلی علی یعنی میرے پاس روگردانی کر کے برتری حاصل کرنا چاہتا ہے یربینی غیر هم ... تربیت کے معنی جس طرح پرورش کے آتے ہیں۔ ایسے سزا دینے اور حکم دینے کے بھی آتے ہیں۔ یہاں دونو معنی ہو سکتے ہیں۔ غرضیکہ ان تینوں روایات کو ملانے سے معنی زیادہ واضح ہوتے ہیں۔ اور تیسری روایت میں دوسری روایت کے مقابل میں تربیہ کے معنی سختی کرنے کے ہو سکتے ہیں۔ مگر ظاہر معنی پرورش کرنے کے ہیں۔

بَاب قَوْلِهِ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ

حدیث (۴۳۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ بُعِثَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ اَرْبَعَةٍ وَقَالَ اَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ ...

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت علیؓ نے کچھ مال بھیجا جس کو آپؐ نے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ میں انکی دل رکھنی کرنا چاہتا ہوں ایک آدمی ذوالخویصرہ اٹھ کر کہنے لگا آپؐ نے انصاف نہیں کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے نکل جائیں گے۔

باب قَوْلِهِ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَلْمِزُوْنَ يَعِيْبُوْنَ جُهْدَ هُمْ وَ جَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ

حدیث (۴۳۱۴) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ لَمَّا اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ اِنْسَانٌ بِاَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید انصاریؓ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں صدقہ وخیرات کا حکم دیا جاتا تو ہمارے پاس مال ہوتا نہیں تو ہم بار برداری محنت مزدوری کرتے تو ابو عقیل نصف صاع۔ دو سیر گندم لائے تو دوسرا انسان اس سے زیادہ لایا تو منافقین کہتے ۔ اللہ تعالے اس تھوڑے سے صدقے سے بے پرواہ ہے اور جو زیادہ لایا ہے اس لئے ایسا نام و نمود کے لئے کیا ہے۔ تو آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ۔ منافقین میں سے بعض وہ لوگ جو ان مؤمنین پر عیب چینی کرتے ہیں جو صدقات میں فرماں برداری کرنے والے ہیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی عیب لگاتے ہیں جو اپنی طاقت سے زیادہ نہیں رکھتے۔

حدیث (۴۳۱۵) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ اَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَاِنَّ لِاَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ اَلْفٍ كَاَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ . . .

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاری فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ و خیرات کا حکم دیتے ہم میں سے ایک محنت مزدوری کر کے ایک سیر گندم لے آتا۔ اور آج ان میں سے ایک کے پاس ایک لاکھ روپے ہے پھر بھی خیرات نہیں کرتا راوی کہتے ہیں کہ اس سے اپنی ذات کی طرف اشارہ تھا کہ ہم آج مال کثیر کے مالک ہیں لیکن خرچ کرنے سے ہچکاتے ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ مافعل ھذا الاخر کہتے ہیں کے وہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ تھے اور بعض نے حضرت عثمان بن عفانؓ کا نام لیا جنہوں نے دو ہزار درہم اور بعض نے چار ہزار درہم لانے کا ذکر ہے تو منافقین نے کہا کہ یہ تو ریاکاری کی وجہ سے دے رہے ہیں۔

باب اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

حدیث (۴۳۱۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا مخلص صحابی عبد اللہ بن

جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ اَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيْصَهُ يُكَفِّنْ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ..وَسَاَزِيْدُهُ عَلَى السَّبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ.....

عبد اللہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ آپ اپنی قمیص مبارک عطا فرمائیں تاکہ وہ اس میں اپنے باپ کو کفنا سکے پس آپ نے قمیص عطا کر دی پھر اس نے دوسری درخواست کی کہ آپ انکی نماز جنازہ پڑھادیں آپ نماز پڑھانے کے ارادہ سے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کا کپڑا پکڑ کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں جس کے لئے دعا کرنے سے تیرے رب نے آپ کو روک دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالے نے مجھے اختیار دیا ہے کہ آپ ان منافقین کے لئے مغفرت طلب کریں۔ یا نہ کریں اگر آپ ستر دفعہ بھی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالے انہیں معاف نہیں کریگا۔ آپ نے فرمایا میں ستر سے زیادتی کرلونگا فرمایا وہ تو منافق ہے فرماتے ہیں بہر حال جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کا نماز جنازہ پڑھی جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ۔ کہ ان منافقین میں سے جو بھی مر جائے آپ انکی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ اگرچہ عرف میں اس طرز کلام کے معنی یہی ہیں کہ آپ ان کے لئے استغفار مت کریں لیکن لغت کے اعتبار سے کلمہ او کی وجہ سے تخییر مراد ہو سکتی ہے۔ اور ایسے۔ سبعین مرۃ کے عرفی معنی روکنے کے ہیں لیکن لغت میں یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ستر دفعہ بھی استغفار کرنے پر مغفرت نہیں کرینگے۔ اس سے زائد میں قبول ہو گی یا یہ مسکوت عنہ کے درجہ میں ہے۔ اسی بنا پر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے دامن پکڑ لیا کیونکہ عرفی معنی کے اعتبار سے اس سے ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر جیسے فقہا فرماتے ہیں کہ ایک کلام کے سو معانی ہوں ان میں سے ننانوے میں کفر کا احتمال ہو۔ اور صرف ایک معنی میں اسلام کا احتمال ہو تو الاسلام یعلو ولا یعلی کے تحت ایسے شخص کو مسلمان کہا جائیگا۔ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی۔ اسی طرح آپ نے بھی تو مقتضائے نبوت کے مطابق معانی قریبہ کو ترک کر کے معانی بعیدہ کو اختیار کیا۔ لیکن جب ممانعت صراحۃً آگئی تب آپ رک گئے۔ اگر شبہ ہو کہ قرآن مجید میں۔ ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار اور یاایها النبى جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم کے تغلیظی الفاظ موجود ہیں بایں ہمہ آپ کبھی رئیس المنافقین کے لئے قمیص عطا فرماتے ہیں کبھی نماز پڑھاتے ہیں کبھی استغفار کرتے ہیں۔ حالانکہ عبد اللہ بن ابی

منافقین کا سردار ہے۔ قصۂ افک میں اس نے طوفان برپا کیا۔ غزوہ احد میں اپنے تین سو افراد کو الگ کر کے لے گیا۔ غرضیکہ اس نے آپ کی آٹھ سالہ مدنی زندگی کو تلخ کر دیا تھا۔ یہ حسن سلوک آپؐ کے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تھا۔ جن سے لوگوں کو یقین ہو گیا۔ کہ آنحضرت ﷺ میں نفسانیت اور انانیت نہیں ہے۔ یقیناً یہ نبی ہیں جیسے بابر نے کہا کہ اسلام احسان اور تلطف کی تلوار سے پھیلا۔ ہم ان اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر خود اس کے قبیلہ کے ہزاروں آدمی مسلمان ہو گئے۔ بلکہ سب اہل عرب پر اس کا گہرا اثر پڑا۔ چند منافقین رہ گئے ورنہ سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ یہ تبلیغی مصالح تھے جو بار آور ثابت ہوئے۔

حدیث (۴۳۱۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُاللهِ بْنُ اُبَيِّ بْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ تُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا وَ كَذَا قَالَ اُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ ؓ فَلَمَّا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَتَانِ مِنْ بَرَائَةَ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِلٰى قَوْلِهِ وَهُمْ فٰسِقُوْنَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَاللهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ...

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے جناب رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا جب آپ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ کے لئے کھڑے تو میں کود کر آپ کی طرف گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ جس نے فلاں دن اس اس طرح کہا تھا۔ اس کی باتیں گنوا تا تھا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا اے عمر! میرے سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ پس جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا۔ جس کو میں نے پسند کر لیا اگر مجھے علم ہو تا کہ ستر دفعہ سے زائد کرنے پر اللہ تعالے اس کی مغفرت فرمادیں گے تو میں اس سے بھی زیادہ کرتا بہر حال جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر جب فارغ ہو کر پھرے تو ابھی تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہونگے سورہ براۃ کی دو آیات نازل ہوئیں۔ کہ آپ ان منافقین کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھائیں اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔ کیونکہ یہ لوگ بہت فاسق بد معاش ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی جرأت پر تعجب ہوا جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر کی تھی حالانکہ مصلحتیں تو اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

باب قَوْلِهِ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ

حدیث(۴۳۱۸) حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ جَاءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُ قَمِیْصَهٗ وَاَمَرَهٗ اَنْ یُکَفِّنَهٗ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ یُصَلِّیْ عَلَیْهِ فَاَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ اِنَّمَا خَیَّرَنِیَ اللّٰهُ اَوْ اَخْبَرَنِی اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ قَالَ سَاَزِیْدُهٗ عَلٰی سَبْعِیْنَ قَالَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّیْنَا مَعَهٗ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْهِ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب عبد اللہ ابن ابی کی وفات ہوئی۔ تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ مخلص صحابی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے انہیں اپنی قمیص دے کر حکم دیا کہ اس کو اس قمیص میں کفناؤ۔ پھر آپؐ اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور فرمایا آپؐ اس کا نماز جنازہ پڑھتے ہیں جو منافق ہے۔ اور اللہ تعالے نے آپؐ کو انکی بخشش طلب کرنے سے روک دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں مجھے اللہ تعالے نے اختیار دیا ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ اگر آپؐ استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ستر مرتبہ ان کے لئے مغفرت طلب کریں پھر بھی اللہ تعالے ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ آپؐ نے فرمایا میں ستر پر زیادہ کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی ہم نے بھی آپؐ کے ہمراہ نماز پڑھی پھر آپؐ پر یہ آیت اتاری گئی لا تصل علی احد ولا تقم علی قبرہ ......

باب قَوْلِهٖ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَکُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ

حدیث(۴۳۱۹) حَدَّثَنَا یَحْیٰی اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِیْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ نِّعْمَةٍ بَعْدَ اِذْ هَدَانِیَ اللّٰهُ اَعْظَمَ مِنْ صِدْقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا اَکُوْنَ کَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ کَمَا هَلَكَ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا حِیْنَ اُنْزِلَ الْوَحْیُ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ.....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کعب بن مالک سے میں نے سنا جبکہ وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ فرماتے ہیں کہ واللہ! اسلام کی ہدایت کے بعد اللہ تعالے کی نعمتوں میں مجھ پر سب سے بڑا انعام اللہ تعالے کا یہ ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سچ سچ کہدیا میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا

تو میں بھی ایسے ہلاک ہو تا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے جبکہ ان کے بارے میں وحی اتاری گئی۔ ترجمہ۔ کہ جب آپ لوگ ان کے پاس واپس آئیں گے تو یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم لوگ ان سے درگزر کرو پس اے مسلمانو! اب آپ اگر ان سے روگردانی کرلیں۔ یہ گندے لوگ ہیں ان کا ٹھکانا جھنم ہے۔ جو ان کے کئے کی سزا ہو گی۔

باب قوله يحلفون لكم لترضوا عنهم فان ترضوا عنهم فان الله لا يرضى عن القوم الفاسقين وقوله وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللهُ اَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

حديث (۴۳۲۰) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ.... حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَنَا اَتَانِيْ اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِيْ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُمْ ....

ترجمہ۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات دو آنے والوں نے مجھے آکر اٹھایا تو ہم ایک ایسے شہر تک پہنچے جس کو ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی اینٹ سے بنایا گیا تھا۔ پس وہاں ہمیں کچھ ایسے آدمی ملے جن کے آدھے تمھارے دیکھے ہوئے میں سے بہت ہی خوبصورت اور آدھے تمھارے دیکھے ہوئے میں سے بدترین شکل کے تھے۔ تو ان دو فرشتوں نے ان بدصورت لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ چنانچہ انہوں نے جاکر غوطہ لگایا۔ پھر جب وہ ہمارے پاس لوٹے تو وہ بدصورتی ان سے زائل ہو چکی تھی۔ پس وہ بہترین شکل میں ہو گئے تھے انہی فرشتوں نے مجھے کہا کہ یہ عدن کا باغ ہے اور یہ آپ کا گھر ہے۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ وہ لوگ جن میں سے کچھ خوبصورت تھے اور کچھ بدشکل تھے پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے کچھ نیک اور کچھ برے عمل خلط ملط کئے تھے۔ سو اللہ تعالے نے انہیں معافی دے دی۔

باب قَوْلِهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

حدیث(۴۳۲۱)حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ سَعِیْدِابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّاحَضَرَتْ اَبَاطَالِبِ الْوَفَاةُدَخَلَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ وَعِنْدَهُ اَبُوْ جَهْلٍ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَفَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَیْ عَمِّ قُلْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ اُحَاجُّ لَکَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَیَا اَبَاطَالِبِ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِعَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْکَ فَنَزَلَتْ مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ.......

ترجمہ۔ حضرت سعید بن میبؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی موت کا وقت آیا تو جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ جبکہ اسکے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے چچاجان آپ کلمہ لاالہ الااللہ پڑھ کر اللہ کی توحید کا اقرار کر لیں۔ تاکہ میں اس کی بدولت تیرے لئے اللہ تعالے کے پاس جھگڑ سکوں۔ جس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے اس سے کہا کہ۔ اے ابو طالب کیا تم ملۃ عبدالمطلب سے روگردانی کر رہے ہو تو وہ رک گیا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تیری بخشش کی دعا کرتا رہونگا جب تک کہ مجھے تمھاری دعا سے نہ روکا جائے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ کہ نبی اور مومنوں کے لائق نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت طلب کریں۔ اگرچہ وہ انکے قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ بعد اس کے کہ ان پر واضح ہو گیا وہ تو جہنمی لوگ ہیں۔

باب قَوْلِهٖ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُهَاجِرِیْنَ

حدیث(۴۳۲۲)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَعَلَی الثَّلَاثَةِالَّذِیْنَ خُلِّفُوْا..قَالَ فِیْ آخِرِ حَدِیْثِهٖ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَةًاِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمْسِکْ بَعْضَ مَالِکَ فَهُوَخَیْرٌلَّکَ.

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ اپنی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالے نے ان تین آدمیوں کی توبہ قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا تو آخر حدیث میں انہوں نے فرمایا بیشک میری توبہ میں سے یہ ہی کہ میں اپنے مال سے الگ تھلگ ہو جاؤں جو جہاد میں شرکت سے مانع رہا اور میرا سارا مال اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال کا کچھ حصہ روک لو وہ تمھارے گزر بسر کے لئے بہتر ہو گا۔

باب قَوْلِهٖ وَعَلَی الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا

حدیث(۴۳۲۳)حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍؓ هُوَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ تِیْبَ

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ جو ان تین آدمیوں میں سے ایک تھے جنکی توبہ قبول ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ کبھی

عَلَيْهِمْ اَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى وَكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ اِلَّا ضُحًى وَكَانَ يَبْدَءُ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كَلَامِيْ وَكَلَامِ صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ اَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ الْاَمْرُ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ اَوْ يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهٖ ﷺ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْاٰخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ شَاْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ اَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ اَفَلَا اُرْسِلُ اِلَيْهِ فَاُبَشِّرُهُ قَالَ اِذًا يَحْطِفُكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى اِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْفَجْرِ اٰذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَكَانَ اِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا خلفنا عَنِ الْاَمْرِ الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ

کسی غزوہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہے سوائے ان دو غزوے یعنی غزوہ عسرۃ اور غزوہ بدر کے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں پکا عہد کر لیا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے چاشت کے وقت سچ ہی کہوں گا اور آنجناب ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو چاشت کے وقت تشریف لاتے ابتدا مسجد سے کرتے وہاں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے اور میرے دونوں ساتھیوں سے سلام وکلام بالکل روک دیا تھا۔ اور ہمارے سوا دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے کسی کے کلام کرنے سے نہیں روکا تھا پس لوگ ہمارے سلام وکلام کرنے سے بچتے تھے کچھ عرصہ تک میں اسی حال پر ٹھہرا رہا۔ یہانتک کہ معاملہ لمبا ہو گیا۔ اور مجھے سوائے اس کے کسی چیز کا غم نہیں تھا۔ کہ اگر میں مر گیا تو جناب رسول اللہ ﷺ میرا جنازہ نہیں پڑھینگے۔ یا جناب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا میں تو لوگوں سے اسی حال میں رہا تو ان میں سے نہ تو کوئی بعد ازاں میرے سے کلام کرے گا اور نہ کوئی ہماری نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ پس اللہ تعالے نے اپنے نبی اکرم ﷺ پر ہماری توبہ کے متعلق وحی اس وقت نازل فرمائی کہ ابھی رات کا آخری تیسرا حصہ باقی تھا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھے۔ اور حضرت ام سلمہؓ میرے بارے میں اچھی رائے رکھنے والی تھی اور میری اعانت کرنے والی تھیں۔ یا میرا لحاظ رکھنے والی تھیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ حضرت کعبؓ کی توبہ قبول ہو گئی انہوں نے فرمایا کیا میں ابھی اس کے پاس آدمی بھیج کر بشارت سنادوں۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت تو لوگ آپ لوگوں پر

اعْتَزَرُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ اللهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَزَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ اَحَدٌ قَالَ اللهُ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ...

ازدہام کر دیں گے پس تمہیں بقیہ رات کی نیند سے روک دینگے بہر حال جب جناب رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے ہماری توبہ اللہ تعالے کے قبول کر لینے کی اطلاع دی اور آنحضرت ﷺ جب کبھی خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور ایسے چمکتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور ہم وہ تین لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے ہمارے معاملہ کو ان لوگوں کے معاملہ سے پیچھے کر دیا گیا تھا جن لوگوں کی معذرت کی بنا پر توبہ قبول کر لی گئی تھی یہاں تک اللہ تعالے نے ہمارے لئے توبہ کا حکم نازل فرمایا۔ پس جب ان لوگوں کا ذکر کیا جاتا جن پیچھے رہ جانے والوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ بولا اور غلط طور پر عذر داری بیان کی۔ تو ان کو اس برے طریقہ سے یاد کیا جاتا جس برے طریقہ سے کوئی یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتے ہیں جب آپ لوگ ان کے پاس واپس لوٹے تو یہ لوگ تمہاری طرف عذر بہانے کریں گے آپ فرمادیں عذر معذرت مت کرو۔ ہم تم پر اعتبار نہیں کرتے۔ ہمیں تمہاری باتوں سے اللہ تعالے نے خبر دار کر دیا ہے۔ پس اب تو اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو۔

باب قوله يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ تعالے سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

حدیث (۴۳۲۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَ اللهِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْلَاهُ اللهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا فَاَنْزَلَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ......

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ اپنی حدیث بیان کرتے ہیں جبکہ وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے فرماتے ہیں فرمایا اللہ کی قسم! میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس کو اللہ تعالے نے سچی بات کہنے میں اچھی طرح آزمایا ہو۔ جس طرح مجھے اس نے آزمایا جب سے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سچائی کا ذکر کیا اس وقت سے آج تک میں نے کبھی بھی جھوٹ کہنے کا قصد نہیں کیا۔ پس اللہ تعالے نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی۔ لقد تاب اللہ سے لیکر کونوا مع الصادقین تک۔

باب قوله لَقَدْ جَاۤئَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمُ مِنَ الرَّأْفَةِ

حدیث(۴۳۲۵)حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ...

اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّؓ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْ بَكْرٍؓ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ عُمَرُؓ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍؓ اِنَّ عُمَرَؓ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنْ تَجْمَعُوْهُ وَاِنِّيْ لَاَرٰى تَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ قُلْتُ لِعُمَرَؓ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُؓ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُؓ يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِيْ وَرَاَيْتُ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍؓ وَعُمَرُؓ عِنْدَهٗ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍؓ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ اَزَلْ اُرَاجِعُهٗ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَؓ

ترجمہ۔ حضرت عزید بن ثابت الانصاری جو ان لوگوں میں سے تھے جو وحی الٰہی لکھا کرتے تھے فرماتے ہیں۔ کہ یمامہ کی لڑائی میں صحابہ کرام کے قتل ہو جانے کے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ نے میرے پاس قاصد بھیجا جبکہ حضرت عمرؓ آپؐ کے پاس تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ میرے پاس آکر کہنے لگے کہ یمامہ کی لڑائی میں صحابہ کرام کا قتل سخت کثرت سے ہو گیا۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر اسی طرح قرا صحابہ کرامؓ کا قتل کئی لڑائیوں میں سخت ہو تا رہا تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائیگا۔ کیونکہ جب حافظ قرآن نہیں رہیں گے تو قرآن کیسے باقی رہے گا۔ تو میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ قرآن مجید کو اوراق میں جمع کرو میری رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کو اوراق اور سینوں سے جمع کر لیا جائے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں وہ کام کیسے کروں جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا واللہ یہ بہتر کام ہے۔ جس میں امت کی بھلائی ہے پھر برابر وہ بار بار اسے دہراتے رہے یہانتک کہ اللہ تعالے نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔ اور میں بھی وہی سمجھنے لگا جو حضرت عمرؓ نے سمجھا تھا حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ان کے پاس چپکے بیٹھے تھے بات نہیں کرتے تھے۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے زید۔ تم نوجوان سمجھدار ہو۔ اور ہم نے کبھی جھوٹ کی تہمت بھی تم پر نہیں لگائی اور آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتے رہے ہیں۔

فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْاَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اِلٰى اٰخِرِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِىْ جُمِعَ فِيْهَا الْقُرْاٰنُ عِنْدَ اَبِىْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ مَعَ خُذَيْمَةَ اَوْ اَبِىْ خُزَيْمَةَ فان تولوا فقل حسبی اللہ لاالہ الاھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ....

پس آپ قرآن مجید کو تلاش کر کے جمع کریں پس اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کی نقل مکانی کرنے کی تکلیف دیتے۔ تو وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا۔ جسقدر جمع قرآن ثقیل تھا۔ جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر بھی میں نے ٹالنے کے لئے کہا کہ آپ دونوں شیخ وہ کام کیوں کرتے ہیں جسکو جناب نبی اکرم ﷺ نے نہیں کیا تو ابو بکرؓ بولے واللہ یہ کام بہتر ہے۔ پس میں برابر اسے دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے میرا سینہ بھی اس کام کیلئے کھول دیا۔ جس کے لئے اللہ تعالے نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے سینہ کو کھولا تھا۔ پس میں اس کام کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پس میں نے لکھے ہوئے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا تو میں اسے کاغذ کے ورقوں سے کتیف کی ہڈیوں سے اور کھجور کی چھڑیوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری دو آیات مجھے خزیمہ انصاری کے پاس ملیں۔ اس کے سوا میں نے اور کسی کے پاس ان کو لکھا ہوا نہ پایا۔ لقد جاءکم رسول تو یہ صحیفے حضرت ابو بکرؓ کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے ان کو وفات دی۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے انہیں وفات دے دی۔ پھر حضرت عمرؓ کی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔ عثمان بن عمرو نے اس کی متابعت کی ہے۔ اور سند کے آخر میں کہا۔ مع خزیمہ یا مع ابی خزیمہ۔ دوسری آیت۔ فان تولوا فقل حسبی اللہ لاالہ ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ---ہے۔

تشریح از مدنیؒ۔ جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوئی تھی اس میں ایک ہزار سے زائد مسلمان شہید ہوئے بعض نے بارہ سو بتائے ہیں۔ اور بعض نے چودہ سو۔ ان میں سے زیادہ تر حفاظ تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ حفاظ اگر اس طرح لڑائیوں میں کام آتے رہے تو پھر قرآن مجید کی حفاظت کا کیا انتظام ہو گا شیخین میں مشورہ ہوا حضرت زید بن ثابت انصاری کاتب وحی کو قرآن جمع کرنے کا حکم ہوا۔ جس نے پہلے تو اسے بدعت سمجھا پھر شیخین کی طرح اللہ تعالے نے ان کا بھی شرح صدر کر دیا تو جمع قرآن فی المصاحف کا کام شروع ہوا اس سے معلوم ہوا کہ محض وہی کام سنت نہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہوا ہو اور جو نہ ہوا ہو وہ بدعت ہو بلکہ ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز مامور بہ کا موقوف علیہ ہے وہ اگر واجب ہے تو یہ بھی واجب اگر وہ فرض ہے تو یہ بھی فرض ہو گا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمیں قرآن مجید پڑھنے کا حکم ہے اہل لسان کو زبر زیر لگانے کی ضرورت نہیں ہے عجمیوں میں قرآن مجید زبر زیر کے ساتھ پڑھا جائیگا

وہ آجر ضرور ہونگے۔ایسے ہم لوگ قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے مامور ہیں۔جو جمع کرنے پر موقوف ہے تو جمع قرآن بدعت نہ ہوگا رقاع جمع رقع کی معنے ٹکڑے کے خواہ وہ کاغذ کا ہو یا چڑے کا۔عسب عسیب کی جمع ہے۔کھجور کی شاخ جو جوڑی ہوتی ہے اس پر قرآن مجید لکھا جاتا تھا بہر حال اس طرح حضرت عثمانؓ کے دور میں صرف لغۃ قریش پر جمع کرنے کا اتفاق ہوا تا کہ امت میں اختلاف رونما نہ ہو اسلیئے وہ جامع القران کہلائے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَاخْتَلَطَ فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ مُحَمَّدٌ ﷺ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ تِلْكَ آيَاتُ يَعْنِيْ هٰذِهِ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ الْمَعْنٰى بِكُمْ دَعْوَاهُمْ دُعَاءَ هُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاتَّبَعَهُمْ وَاَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ عَدْوًا مِنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ وَالْعَنْهُ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَاَمَاتَهٗ اَحْسَنُوْا الْحُسْنٰى مِثْلُهَا

ترجمہ۔فاختلط به نبات الارض۔یعنی پانی کے ذریعہ ہر قسم کی انگوری پیدا ہوئی۔اور کفار کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اولاد اختیار کی۔وہ پاک ہے اولاد سے بے پرواہ ہے وہ سب کام خود چلانے والا ہے اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے۔ان لهم قدم صدق میں زید بن اسلم کہتے ہیں کہ اس سے جناب محمد ﷺ مراد ہیں مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے خیر مراد ہے تلك ایات کہا جاتا ہے کہ تلك سے اسم اشارہ قریب مراد ہے اور آیات سے قرآن مجید کی نشانیاں مراد ہیں۔اور اس کے مثل ہے جرين بهم ربكم دعواهم معنے دعاء هم احيط معنے ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔اسی سے۔احاطت به خطيئته ہے۔فا تبعهم واتبعهم باب افتعال اور افعال ایک ہیں عدوا عدوان مجاہد کی تفسیر ہے۔لو یعجل اللہ جیسے انسان اپنی اولاد اور مال سے کہتا ہے اے اللہ تو اس میں برکت نہ دے اور اس پر لعنت کر۔یقضی الیهم اجلهم کہ جس پر

حُسْنَی وَزِیَادَةٌ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَیْرُہٗ النَّظَرُ اِلٰی وَجْهِهٖ الْکِبْرِیَاءُ الْمُلْكُ ..... بد دعا کی گئی اس کو ہلاک کر دے۔ اور اس کو موت دے دے احسن الحسنی ۔ میں حسنی تو نیکی کا بدلہ نیکی اور زیادة سے مغفرت مراد ہے۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ زیادہ سے مراد اللہ تعالے کی ذات کی طرف دیکھنا ہے۔ اور لہ الکبر یاء ۔ سے ملک مراد ہے۔ قدم کے معنی پیش خیمہ کے ہیں۔ اور جب صدق سے مراد خیر ہو تو پھر قدم بمعنے مقدم کے ہو گا یعنی خیر کو ان کے لئے پہلے سے رکھ رکھا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ فنبت ۶۷-۶۶ فاختلط ۔ کا ظاہر تقاضا کرتا تھا کہ اختلاط سے پہلے نبات کا وجود ہو۔ اسلئے اسکی تفسیر کی ضرورت پیش آئی کہ اختلاف سے نبت مراد ہے۔ چونکہ انگوری کا اُگنا جلدی ہوتا ہے۔ تو گویا کہ جب پانی اترا اس نبات اگ گئی اس کو فاختلط الماء بالنبات سے تعبیر کیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس کی توضیح یوں ہے کہ سورہ یونس میں اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ انمامثل الحیو ۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض ممایا کل الناس الایۃ چونکہ اصل باء میں الصاق ہے۔ تو ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبات الارض پانی سے مل گئی گویا کہ اس کا وجود اختلاط سے پہلے کا ہے۔ حالانکہ اختلاط کے بعد انگوری پیدا ہوتی ہے۔ تو ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر اختلط بمعنے نبت سے فرمائی پھر شیخ گنگوہیؒ نے اسکی توجیہ میں فرمایا کہ انگوری کے جلدی اگنے کو اختلط سے تعبیر کیا گیا۔ اور عام مفسرین کے نزدیک یہ باسببیۃ کا ہے۔ چنانچہ جلالین میں ہے۔ فا ختلط بہ او بسببہ نبات الارض ۔ کہ بعض بعض سے چپک گیا امام رازیؒ کی اس کی تفسیر میں دو احتمال ہیں۔ ایک تو باسبیت کی ہے فاختلط بہ نبات الارض او بسبب ھذ الماء النازل من اسماء یعنی بارش کی وجہ سے قسم قسم کی انگوریاں پیدا ہوئیں جو ایک دوسرے سے مل گئیں ۔ گویا وہ نزول المطر سے پہلے نہیں اگی تھیں دوسرا احتمال یہ ہے کہ بیج اگ تو گیا لیکن اس میں نمو نہیں آیا تھا۔ جب بارش اتری اور یہ انگوری اس سے مل گئی اس اتصالی کی وجہ سے اب انگوری پھوٹ پڑی یقال تلک آیات ۶۷-۱۔ از قطب گنگوہیؒ۔ یعنی ھذہ سے یہ بتلانا ہے۔ کہ لفظ تلک اگرچہ اسم اشارہ بعید کے لیے موضوع ہے لیکن اس جگہ یہ مراد نہیں۔ بلکہ یہی قرآنی آیات مراد ہیں دوسری کتب سماویہ کی آیات مراد نہیں ہیں تاکہ بعد کے معنی صحیح ہو سکیں۔ جیسے اس جگہ اسم اشارہ قریب کی جائے اسم اشارہ بعید کو رکھا گیا ہے۔ ایسے۔ جرین بکم ۔ کی جائے۔ بھم ۔ کو رکھا گیا ہے۔ تو تشبیہ محض وضع کلمہ و موضع کلمہ اخری کے اندر ہوئی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ۔ تلك آیا ت الکتا ب الحکیم ۔ میں تلک سے ھذہ ہے۔ اور وہ آیات اعلام القرآن ہیں۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسم اشارہ جو غائب کے لئے ہو وہ کبھی حاضر کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے ۔

عربی دان حضرات اس کا نکتہ خوب سمجھتے ہیں۔ مثلہ او مثل المذکور وجہ مماثلت یہ ہے کہ جیسے تلک بمعنے ھذہ کے ہے۔ ایسے بہم بمعنے بکم کے ہے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے صرف الکلام من الخطاب الی الغیبتہ ہے اور پہلے اسم اشارہ کو غائب سے حاضر کی طرف پھیر اگیا ہے اور اس میں نکتہ کلام میں مبالغہ پیدا کرنا ہے۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے اس مقام کا جو حق ادا کیا ہے۔ دیگر شراح نے اُس محل کا حق ادا نہیں کیا بلکہ سرے سے اسے ذکر ہی نہیں کیا۔ احسنوا الحسنی وزیادۃ۔ ص۶۷۷۔ ۴۔ از شیخ گنگوہیؒ۔ چونکہ زیادۃ اس بات پر موقوف تھی کہ جو اجر احسان پر ملتا ہے۔ اسکی تعیین ہو جائے تاکہ زیادہ کی مقدار معلوم ہو سکے۔ تو فرمایا۔ مثلھاحسنی۔ یعنی محسنین کو ایک تو حسنی کو بدلہ حسنی ملے گا۔ اور اس پر مزید بر ان انعام بھی ہو گا۔ تو مثلھاحسنی۔ میں حسنی یا تو ضمیر مجرور کا بیان ہے۔ یا نسبۃ المثل الی ضمیرہ سے تمیز واقع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مثلھاحسنی کا معنی ہے کہ مثل الحسنة جزائها تو حسنی سے جزأ مراد ہوئی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس جملہ کی تفسیر تین الفاظ کی تفسیر کی محتاج ہے۔ پہلا لفظ تو للذین احسنوا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے۔ للذین ذکرو اکلمه لااله الاالله۔۔۔۔ دوسر الفظ الحسنی۔ ہے ابن انباری فرماتے ہیں کہ یہ احسن کی تانیث ہے۔ اور اہل عرب ہر حالت محبوبہ پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ زمخشری کہتے ہیں۔ المثو بة الحسنی مراد ہے۔ اور تیسرا لفظ زیادہ ہے جس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔

بَاب قَوْلُهُ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتّٰى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَائِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ نُنَجِّيْكَ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ۔

حدیث (۴۳۲۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ اَنْتُمْ اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْا۔۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے اس کا شکریہ ادا کر رہے ہیں تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا تم لوگ ان کی بجسبۃ موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہو پس تم بھی روزہ رکھو۔

سُوْرَۃُ ھُوْدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ اَبُوْمَیْسَرَۃَ الْاَوَّاہُ الرَّحِیْمُ بِالْحَبَشِیَّۃِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَادِیَ الرَّأْیِ مَاظَھَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاھِدٌ الْجُوْدِیُّ جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَۃِ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّکَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ یَسْتَھْزِؤُوْنَ بِہٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَقْلِعِیْ اَمْسِکِیْ عَصِیْبٌ شَدِیْدٌ لَاجَرَمَ بَلٰی وَفَارَ التَّنُّوْرُ نَبَعَ الْمَآءُ وَقَالَ عِکْرِمَۃُ وَجْہُ الْاَرْضِ..

ترجمہ۔ ابو میسرۃ فرماتے ہیں کہ حبشی زبان میں اواہ کے معنی رحیم کے ہیں۔ ابن عباس کی تفسیر ہے۔ بادی الرای کے معنی جو بات ہمارے سامنے ظاہر ہوئی۔ اور مجاہد فرماتے ہیں کہ جودی جزیرہ عرب میں موصل کے قریب ایک پہاڑ ہے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ انک لانت الحلیم قوم کا مقصد آپ سے مذاق کرنا تھا۔ ابن عباس کی تفسیر ہے اقلعی اے آسمان اپنا پانی روک لے۔ عصیب کے معنی سخت اور لا جرم بمعنے بلی کیوں نہیں کے ہے۔ وفار التنور۔ پانی ابل پڑا اور عکرمہ فرماتے ہیں کہ تنور سے روئے زمین مراد ہے۔

باب اَلَا اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْہُ وَقَالَ غَیْرُہٗ

وحاق بمعنے نزل یحیق بمعنے ینزل یؤس فعول کے وزن پر مایوس ہونے والا مجاہد کی تفسیر ہے۔ تبتئس بمعنے تحزن یثنون صدورھم سینہ پھیرنے سے مراد حق بات میں شک وشبہ پیدا کرنا۔ یستخفو امنہ یعنی اللہ تعالےٰ سے چھپنا چاہتے ہیں اگر ان کا بس چلے

حدیث (۴۳۲۷) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقْرَأُ اَلَا اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنْھَا فَقَالَ اُنَاسٌ کَانُوْا یَسْتَحْیُوْنَ اَنْ یَّتَخَلَّوْا فَیُفْضُوْا اِلَی السَّمَآءِ وَاَنْ یُّجَامِعُوْا نِسَآءَ ھُمْ فَیُفْضُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَنَزَلَ ذٰلِکَ فِیْھِمْ.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے سنا کہ وہ۔ الایثنونی صدورھم پڑھتے تھے۔ محمد بن عباد فرماتے ہیں میں نے اس آیت کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کچھ لوگ جب پاخانہ پیشاب کے لئے جاتے ہیں تو انہیں حیا آتی تھی کہ وہ آسمان کی طرف رخ کر لیں گے اپنی بیوں سے ہمبستری کرتے وقت بھی آسمان کی طرف رخ ہو جائیگا۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری

حدیث (۴۳۲۸) حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَءَ اَلَا اِنَّھُمْ تَثْنَوْنِیْ صُدُوْرُھُمْ قُلْتُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے الاانھم مثنونی پڑھا تو میں نے کہا اے ابو العباس یہ الاتثنونی۔ کیا چیز ہے انہوں نے فرمایا

يَا اَبَاالْعَبَّاسِ مَاتَثْنُوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهٗ فَيَسْتَحِيْ اَوْيَتَخَلّٰى فَيَسْتَحِيْ فَنَزَلَتْ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ .....

کہ آدمی جب اپنی بیوی سے جماع کر تا تھا تو اسے حیادامنگیر ہوتی یا پاخانہ پھر تا تو حیا گھیر لیتی جس پر یہ آیت نازل ہوئی الا یثنو نی ....

حدیث(۴۳۲۹)حَدَّثَنَاالْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌوقَالَ قَرَءَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلٰى حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُوْنَ يُغَطُّوْنَ رُؤُوْسَهُمْ سِيْءَ بِهِمْ سَاءَظَنُّهٗ بِقَوْمِهٖ وَضَاقَ بِهِمْ ذرعا باضيا فه بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ بِسَوَادٍوَقَالَ مُجَاهِدٌ اُنِيْبُ اَرْجِعُ.....

ترجمہ۔ عمرو فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے الا انھم یثنون صدورھم علی۔کی قرأت کی ہے۔یستغشون۔ یعنی وہ اپنے سروں کو ڈھانپ لیتے تھے۔سیئ بھم کہ ان کا اپنی قوم کے متعلق برا گمان ہوا۔وضاق۔یعنی مہمانوں کی وجہ سے ان کا سینہ تنگ ہوا۔بقطع من الیل۔یعنی رات کی تاریکی میں مجاہد نے انیب کے معنی ارجع کے کئے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ شك وامتروأ فى الحق۔سے ثنی کی تفسیر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس بات پر تنبیہ کرنا ہے ان لوگوں کے سینہ پھیرنے کا سبب کیا تھا کہ جب ان کو اللہ تعالی کے علم میں شک وشبہ گذرا تو اسکی وجہ سے سینہ پھیرنے لگے تا کہ اللہ تعالی سے چھپ جائیں۔تو حق سے مراد اللہ تعالے کا وہ علم ہوا جو ہر چیز کو احاطہ کرنے والا ہے۔دونوں روایتوں سے یہ ثابت ہوا کہ آیت کا نزول مؤمنین اور کافرین دونوں کے بارے میں ہے۔لیکن فرق یہ ہوگا کہ مؤمن لوگ تو سخت خشیۂ الہی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے اور کفار منافقین کو علم الہی میں شک تھا تو اب یہ اشکال نہ رہا۔کہ مؤمن صفات الہیہ کے علم سے کیسے جاہل رہ سکتا ہے۔نیز ! یہ حال سب مؤمنوں کا نہیں تھا بلکہ بعض کا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ۔یثنو ن ثنی سے مشتق ہے جس کے معنی حق میں شک وشبہ کرنے کے ہیں عینیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ثنی صدر سے پہلو بچانا ہے۔حافظؒ فرماتے ہیں شک وامترأ۔یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ منافقین جب منافقانہ کلام کرتے۔تو راز داری کے لئے ایک دوسرے کے سینہ کو قریب کر لیتے تھے تا کہ اللہ تعالے کو اطلاع نہ ہو سکے جس کی وہ اپنے نبی کو خبر کر دیں گے۔تو اس پر آیت نازل ہوا چنانچہ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی جو شیریں زبان اور نہایت چالاک تھا۔چکنی چپڑی باتیں آپؐ سے کرتا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔کہ دشمنی اور عداوت کی وجہ سے اپنے سینہ کی باتوں کو چھپاتے ہیں۔اور بعض کافر گھر میں داخل ہو کر پردہ لٹکا لیتے پیٹھ کو ٹیڑھا کرتے اور کپڑے سے منہ کو چھپا لیتے اور کہتے کہ کیا اللہ تعالے ان حالات میں ہمارے دلوں کے حالات کو جانتا ہے۔

اس پر آیت نازل ہوئی اور صاحب جمل نے بھی اس کا نزول منافقین کے بارے میں کہا ہے البتہ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ حیادار مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو پہلے قول پر مذمت ہوگی۔ دوسرے قول پر مدح ہوگی۔

باب وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ

حدیث (۴۳۳۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارَ وَقَالَ اَرَئَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَافِىْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ اے انسان! تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا ہاتھ اوپر ہے جس میں ہمیشہ رات اور دن خرچہ میں کمی نہیں کرتا فرمایا دیکھتے نہیں ہو جب سے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اسوقت سے کس قدر خرچ کررہے ہیں۔ جس نے آپ کے ہاتھ کے اندر کے مال کو کم نہیں کیا۔ جبکہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اور آپکے ہاتھ میں ترازو ہے جس کو نیچے اور اوپر کرتے رہتے ہیں کسی کی روزی بڑھادی کسی کی کم کردی۔ اعتراك ۔ عروت سے باب افتعال ہے۔ جس کے معنے پیش آنا لگ جانا۔ اور اسی سے۔ یعروہ ہے اور اعترانی ہے۔ اخذبنا صیتھا کے معنی ملک اور بادشاہی کے ہیں۔ عنید او عنود اور عاند۔ تینوں کے ایک معنی ہیں۔ اور یہ تجبر کی تاکید ہے۔ استعمرکم۔ یعنی تمھیں اس میں آباد کیا۔ اعمرته الدار فھی عمری کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ حویلی اور مکان اس کو آباد کرنے کیلئے دیدیا۔ نکرھم اور انکرھم واستنکرھم۔ یعنی مجرد افعال اور استفعال تینوں میں ایک معنی ہیں۔ اوپرا سمجھا۔ حمید مجید ماجد اور محمود کا فعیل ہے۔ حمد سے گویا فعیل فاعل اور مفعول کے معنی میں ہے۔ سجیل سخت اور بڑے کے معنی میں کہتے ہیں سجیل اور سجین میں لام اور نون زائد ہونے میں مشابہ ہیں۔ چنانچہ تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے ورجلة یضربون البیض ضاحیة ضربا تو اصی به الابطال سجینا۔ ترجمہ۔ بہت سے پیادے ہیں جو دشمنوں کی کھوپڑیوں پر چاشت کے وقت ایسی سخت تلوار زنی کرتے ہیں جس کے بہادر لوگ ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں۔ والی مدین ای الی اھل مدین۔ مدین ایک شہر ہے جیسے وسئل القریة معنی اہل القریة کے ہے اور سل العیر۔ معنی میں سل اھل العیر کے ہے۔ واراء کم ظھریا پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ یعنی اسکی طرف توجہ نہ کی۔ اور کہا جاتا ہے جب کوئی آدمی اپنی ضرورت پوری نہ کرسکے۔ تو کہتے ہیں۔ ظھرت بحاجتی کہ تونے میری ضرورت کو پیٹھ کے پیچھے کردیا۔ اور ظھریا۔ کے اس جگہ معنی یہ ہیں کہ کوئی جانور یا برتن لے لیتے جس سے عند الضرورت مدد لیتے۔ اراذلنا سقاطنا۔ یعنی ہمارے کمین لوگ۔ اجرامی اجرمت کا مصدر ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ افعال مجرد کے معنی میں ہے۔ اجرمت جرمت واحد ہیں۔ علی اجرامی۔ میرا اجرم میرے ذمہ ہے۔ الفلک اور فلک واحد اور جمع دونوں کے لئے ہے معنے کشتی۔ واحد سفینہ اور جمع سفن۔ مجراھا ٹھہرنے کی جگہ یہ اجریت کا مصدر ہے

اور ارسیت حبست کے معنی میں ہے اور مرساھا۔ بھی پڑھا گیا ہے۔ جو رست سے ہے۔بسم اللہ مجریھا و مرساھا کہ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور رکنا ہے۔ ھمادونوں جگہ محذوف ہو کر مبتدا ہوگا ۔اور ایک قرأۃ میں مجریھا و مرسیھا۔ پہلی قرأۃ میں دونوں مصدر تھے۔اس قرأۃ میں دونوں اسم فاعل ہونگے۔ یہی من فعل بھا کے ہیں۔اور سورہ سبأ میں جو فی قدور راسیات۔ آیا ہے تو وہاں راسیات کے معنی ثابتات کے ہیں کہ پکی ہوئی ہنڈیا ۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ھو تاکید التجبر ص ۶۷۸۔ا۔ یعنی جبار عنید دو مترادف الفاظ تاکید کیلئے لائے گئے ہیں والظھری ھھنا۔ یعنی اس جگہ عون اور مدد کے معنی میں مستعمل ہیں۔ ھھنا سے اشارہ آیت کے ظاہر کی طرف نہیں ہے۔ کیونکہ جو معنی ھھنا کے بعد بیان کئے ہیں۔وہ آیت میں مراد نہیں ہیں قولہ مجریھا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ دو نسخے ہیں جن کے اندر خلط ملط واقع ہوا ہے ایک تو مجریھا و مرسیھا ۔ من فعل بہ ہے۔دوسرا۔مجرھا و مرسھا من فعل بہ ناسخ نے پہلے کا تعلق دوسرے سے کر دیا جو غلط ہے حواشی کتب سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جو عبارت اس نسخہ میں موجود ہے۔او من فعل بہ مجہول کے صیغہ کے ساتھ وہ فعل متعدی ہے فعل مجہول نہیں ہے ۔ کیونکہ باب افعال کا اصل تعدیہ ہے۔ تو مجہول بول کر متعدی مراد لینا صحیح ہو گیا۔ تو جب معنی یہ ہوئے مجریھا و مرسیھا۔ فاعل من فعل متعدی کے وزن پر پڑھا جائے تو پھر اس کا باب افعال سے ہونا ظاہر ہے۔ مگر یہ تکلیف ہے۔ البتہ غلطی سے بچنے کے لئے یہ توجیہ صحیح ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تاکید کا فائدہ شیخ نے ذکر فرمایا باقی شراح کا کلام اس سے خالی ہے صاحب جمل فرماتے ہیں عنید کا معنی سرکش۔ عنود۔عنید۔ عاند اور معاند سب کے ایک معنی ہیں مخالف اور مقابلہ کرنے والا۔ حمید مجید میں حامد اور محمود کے اندر مبالغہ بیان کیا گیا ہے۔ا لظھری ۔ مولانا مکیؒ فرماتے ہیں۔کہ ا لظھری ھھنا۔ یعنی ہمارے کلام میں نہ کہ آیت مذکورہ ہیں۔ دابہ اور دعا کو ظھریا اس لئے کہا گیا کہ توبرا وغیرہ انسان ہمیشہ اپنے پیچھے رکھتا ہے۔ اور دابہ کو کجاوے کے پیچھے چرنے کے لئے باندھ دیتا ہے۔ توان میں سے ہر ایک پیٹھ کے پیچھے ہوا۔ مجریھا۔ سے امام بخاریؒ نے مجریھا و مرسھا۔ کہ اللہ کے نام سے ہی اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے۔ اس کلام کی شرح میں شراح کے کلام میں خلط ملط ہو گیا۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو عبارت کی تصحیح کی ہے وہ نہایت واضح ہے کرمانیؒ فرماتے ہیں مجرا ھا ای مسیرھا و مرسا ھا ای موقفھا ۔دونوں مصدر ہیں۔ اجرا اور ارسا کے معنی میں ہیں اور بفتح المیم بھی قرأۃ ہے۔ سیر اور حبس کے مبنی للفاعل یہی معنی من فعل بھا کے ہیں۔ اور بلفظ المجہول بھی ہے۔ ای مجری بھا اور علامہ عینیؒ نے بضم المیم دونوں کو مصدر میمی قرار دیا ہے۔ اور بفتح المیم کوفیوں کی قرأۃ ہے۔ اور قسطلانیؒ نے بضم المیم و سکون الیاء و کسر الراء قرأۃ نقل کی ہے۔

باب قولہ وَيَقُولُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ

اشھاد کا واحد شاہد ہے جیسے اصحاب کا واحد صاحب ہے۔

حدیث(٤٣٣١)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ اِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَوْقَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّجْوَى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُدْ نَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهٖ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُوْلُ رَبِّ اَعْرِفُ يَقُوْلُ اَعْرِفُ مَرَّ تَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَاَغْفِرُ هَالَكَ الْيَوْ مَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيْفَةُ حَسَنَا تِهٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ اَوِالْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُؤُسِ الْاَشْهَادِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْ اعَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ . .

ترجمہ۔حضرت صفوان بن محرز فرماتے ہیں کہ دریں اثنا حضرت ابن عمرؓ طواف کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی سامنے آگیا کہنے لگا اے ابو عبدالرحمٰن یا اے ابن عمرؓ کیا آپ نے نجوی کے بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں جناب نبی اکرم ﷺ سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے کہ مؤمن اپنے رب کے قریب ہو گا۔اور هشام کا قول ہے کہ مؤمن اپنے رب کے اتنا قریب ہوگا کہ اللہ تعالے اپنا کنارہ اس پر رکھ دیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائیں گے۔کہ کیا فلاں گناہ کا اعتراف کرتے ہو۔وہ کہے گا کہ اے رب میں اسے پہچانتا ہوں۔دو مرتبہ کہیگا۔پس اللہ تعالے فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں اس پر پردہ پوشی کی تھی۔آج میں اسے معاف کرتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کے رجسٹر لپیٹ دیے جائیں گے۔لیکن دوسرے لوگ یا کفار کو لوگوں کے سامنے پکارا جائیگا ترجمہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے خلاف جھوٹ کہا تھا۔خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَااَخَذَالْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ـ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهٗ اَعَنْتُهٗ ـ

ترجمہ۔تواحد کے معنی مدد کے ہوئے ترکنوا بمعنی جھکاؤ۔فلو لا کان فھلا کان کے معنی میں ہے اور اترفو بمعنے ہلاک کئے گئے۔اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زفیر کے معنی سخت آواز اور شھیق کے معنی کمزور آواز۔

حدیث(٤٣٣٢)حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّا لِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَ هٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ وَكَذَالِكَ اَخْذُ رَبِّكَ.......

ترجمہ۔حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔بیشک اللہ تعالے ظالم کو ڈھیل دیتا ہے یہانتک کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے چھوڑتا نہیں ہے۔نگیر دنگیر د اگر گیر سخت گیر د۔پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ جب وہ کسی ظالم بستی والوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہوتی۔

باب قوله واقم الصلوٰة طرفي النهار وزلفا من الليل ان الحسنات يذهبن السيئات ذالك ذكرى للذاكرين۔۔

ترجمہ۔ زلفا ساعات بعد ساعات یکے بعد دیگرے رات کی گھڑیاں جو قریب قریب ہوں اسی سے مزدلفہ کا نام رکھا گیا کہ آدم اور حوا کے قریب ہونے کی جگہ ہے اور زلف درجہ بعد درجہ کو کہتے ہیں اور زلفی قربی کے معنی میں مصدر ہے۔ ازدلفوا کے معنی جمع ہونا ازلفنا اجمعنا۔

حديث (۴۳۳۳) حدثنا مسدد.... عن ابن مسعود ان رجلا اصاب من امرأة قبلة فاتی رسول الله ﷺ فذكرله ذلك فانزلت عليه واقم الصلوٰة قال الرجل الى هذه قال لمن عمل بها من امتي ....

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ۔ کہ نماز کو دن کے دونوں کناروں میں ادا کرو اور رات کی گھڑیوں میں نماز پڑھو بیشک نیکیاں انسان کی برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ اس آدمی نے پوچھا یہ خاص میرے لئے ہے۔ آپؐ نے فرمایا میری امت کا جو شخص بھی اس پر عمل کریگا ان سب کیلئے ہے۔

سورۃ یوسف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ل فضیل عن حصین عن مجاهد متكا الاترج وقال فضيل الاترج با لحبشية۔۔ یعنی حبشی زبان میں سیب کو متکا کہتے ہیں۔ ابن عیینہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے۔ متکا ہر وہ چیز ہے جس کو چھری سے کاٹا جائے۔ اور قتادہ کی تفسیر ہے۔ لذو علم۔ وہ عالم جو اپنے علم مطابق عمل کرنے والا ہے۔ اور ابن جبیر فرماتے ہیں کہ صواع وہ فارسی پیالہ جس کے دونوں کنارے ملتے ہوں۔ عجمی لوگ اس سے پانی ہیں۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ تفندون۔ جاہل قرار دینا۔ اور غیر ابن عباس کی تفسیر ہے غیابہ۔ ہر وہ چیز جو تجھ سے کسی چیز کو چھپالے۔

وہ غیابۃ ہے۔ الجب۔ اس کنویں کو کہتے ہیں جس کی منڈیر نہ بنی ہو۔ بمؤمن لنا۔ ہمیں سچا سمجھنے والا نہیں ہے۔ اشدہ۔ پختگی کہ نقصان کے شروع ہونے سے پہلے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ بلغ اشدہ ۔ وبلغوا اشدھم ۔ اپنی پختگی کو پہنچ گئے۔ اور بعض نے تفسیر یوں کی ہے۔ کہ اشد جمع ہے۔ جس کا واحد شد ہے۔ متکا۔ وہ تکیہ جس کا تو سہارا لیکر شراب پینے کے لئے یا کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ تو انہوں نے ان لوگوں کے قول کو باطل قرار دے دیا۔ تو اس کا معنی سیب کرتے ہیں۔ اور کلام عرب میں اترج کا لفظ مستعمل نہیں ہے۔ جب ان پر حجت قائم کی گئی کہ متکا۔ تو گو تکیہ کے لئے کلام عرب میں مستعمل ہے۔ تو وہ اس سے برے قول کی طرف بھاگے۔ کہنے لگے یہ تو متک بسکون التاء ہے حالانکہ متک کے معنی تو فرج کے کنارے کے ہیں۔ چنانچہ عورت کے لئے متکاء اور مرد کے لئے ابن المتکاء کہا جاتا ہے۔ پس اگر وہاں مجلس میں سیب تھے تو وہ تکیہ لگانے کے بعد استعمال ہوئے شغفھا۔ کہا جاتا ہے کہ الی شغافھا۔ اور شغاف دل کے غلاف کو کہتے ہیں۔ تو معنی ہوئے کہ یوسف کی محبت عورت کے غلاف قلب تک پہنچ چکی ہے۔ اور ایک قرأۃ میں شعفھا۔ تو یہ مسعوف میں سے ہوگا۔ وہ شخص جس کو کسی کی محبت نے جلا دیا ہو۔ اصب الیھن۔ انکی طرف میلان کرونگا۔ اضغاث احلام۔ وہ خواب جنکی کوئی تعبیر نہ ہو۔ اضغاث۔ ضغث کی جمع ہے۔ نمیر۔ میرۃ سے ہے۔ طعام وغلۃ کا لینا۔ کیل بعیر۔ یعنی وہ بوجھ جس کو اونٹ اٹھا سکے۔ آوی الیہ۔ یعنی اپنی طرف ملا لیا۔ السقایۃ۔ بھرتی کرنے کا آلہ ہے تفتوء۔ لاتزال کے معنی میں ہے۔ حرضا محرضا۔ غم نے تجھے پگھلا دیا ہے۔ تحسسو بمعنے خبر کی ٹوہ لگاؤ۔ مزجاۃ بمعنے تھوڑی۔ غاشیۃ۔ وہ سخت عذاب جو بڑا ہو۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ متکا ۔ اور متکاء بھی ہے جو متکاء پڑھتے ہیں وہ تکیہ کے معنی لیتے ہیں۔ اور متکا بسکون التاء پڑھتے ہیں وہ اس کے معنی اترج (سیب) کے لیتے ہیں۔ جو لوگ اس کے معنی اترج کے لیتے ہیں ان کے قول کو باطل اس لئے قرار دیا گیا کہ کلام عرب میں متکا کا معنی اترج۔ مستعمل نہیں۔ تو قائلین نے جواب دیا کہ ہم تو اسے متکا بسکون التاء پڑھتے ہیں۔ جس کے معنی اترج کے ہیں تو ابو عبیدہ نے ان پر رد کیا۔ کہ متک کے معنی تو شرمگاہ کے کنارے کے آتے ہیں یہ معنی تو اترج سے بھی بڑے ہیں۔ کیونکہ متکاء تو ختنہ کرنے والی عورت کو کہا جاتا ہے۔ اور قرأۃ متواترہ کے بھی خلاف ہے۔ مصنفؒ نے ابو عبیدہ کی روایت مبہم نقل کی ہے۔ جس سے تعقید مرتفع نہیں ہوئی کیونکہ متکا کی تفسیر پہلے خود اترج سے نقل کر چکے ہیں۔ حالانکہ ابو عبید کا قول غلط ہے۔ کہ متکا ترنج کے معنی پر مستعمل نہیں ہے۔ بلکہ یہ لغت حبشہ میں مستعمل ہے۔ چونکہ سیب تکیہ لگانے کے بعد لائے جاتے ہیں۔ اس لئے متکا اور متکاء دونوں صحیح ہونگے۔ تو طعام کا نام بطور متکا بطور استعارہ کے رکھا گیا۔ متکاء اسم مفعول ہے۔ اتکاء سے ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ لذو علم۔ ۶۷۹۔۱ اس تفسیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ علم وہی معتبر ہے جس کی غایت عمل ہو۔ اور جو علم عمل سے خالی ہو علم نہیں ہے۔ چونکہ مقام مدح کا ہے۔ اس لئے ذو علم عامل بما علم مراد ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آگے لما علمناہ ہے اگر ان دو لفظوں کے الگ الگ معنی نہ کئے جائیں تو تکرار لازم آئیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ لایکون عالماوہ عالم نہیں ہے بعض حضرات نے بماعلمناہ۔ میں ما کو مصدریہ یا موصولہ قرار دیا ہے۔ کہ ہماری تعلیم کی وجہ سے وہ لوگ خود عالم ہوئے۔ تو اس میں کوئی خاص مدد نہیں ہے۔ بس توجیہ شیخ گنگوہیؒ کی بہتر رہے گی۔ کہ ذو علم سے عمل اور بماعلمناہ سے تعلیم مراد ہو۔ الذی یلتقی طرفاہ ایسا پیالہ جس کے دونوں جانب سرے پر مل جاتے ہوں وہ ہو سکتا ہے جیسے فقراء لمباسا پیالہ یعنی کاسۂ گدائی لیکر دروازوں پر پھرتے رہتے ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ وہ چاندی کا تھا اور بعض میں ہے کہ سونے کا تھا جس سے بادشاہ پانی پیتا تھا۔ اور وہ جوہر سے مرصع بھی تھا۔ لیس فی کلام العرب الاترج۔ از شیخ گنگوہیؒ یعنی متکاً اترج کے معنی میں کلام عرب میں نہیں ہے۔ ظاہر کلام امام بخاریؒ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اترنج کلام عرب میں نہیں ہے۔ تو شیخ نے تنبیہ فرمادی کہ متکاً کی تفسیر اترنج سے کرنا کلام عرب میں نہیں ہے کیونکہ گفتگو متکاً کے بارے میں ہو رہی ہے۔ اترنج کے بارے میں نہیں ہو رہی۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ قراۃ متواترہ متکاً ہے۔ اور متک بسکون التا قراۃ شاذہ ہے۔ جس کی تفسیر اترنج سے کی گئی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ قراۃ شاذہ غلط ہے کیونکہ بتک نفظ ٹھسل ہے۔ اور اسکی اترنج سے تفسیر کرنا غلط ہے کیونکہ کلام عرب میں متک اترنج کے معنی میں نہیں آیا علاوہ ازیں مصر کی عورتوں کا کھانا اترنج نہیں تھا وہ کوئی اور چیز تھی جس کو چھری سے کاٹا جاتا تھا۔ جیسے گوشت وغیرہ اگر تسلیم بھی کرلیا جائے۔ کہ وہ طعام اترنج تھا تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے تکیے لگائے گئے بعد ازاں سیب ہاتھ میں لیکر اس کو چھری سے کاٹا جاتا ہوگا۔ تو متکاً پہلے اور اترنج بعد میں ہوگا۔ تو اب متک کی طرف لفظ کو لے جانے کی کیا ضرورت رہ گئی۔ فان کان ثم اترنج فانہ بعد المتکا ۔ ص ۶۷۹۔۷ از شیخ گنگوہیؒ یہ تسلیمی جواب ہے کہ متکاً کلام عرب میں اترنج کے معنی میں ہو تو پھر بھی لفظ اتکاً سے خلاصی ممکن نہیں اسلئے کہ معنی ہونگے کہ امراۃ العزیز نے تکیہ لگانے کے بعد ان کو اترنج دیئے تو اس تقدیر پر بھی لفظ اتکاً ضروری ہوا۔ لھذا متکاً تا مشدد سے عدل کرنا مناسب نہیں ہے۔ تو متکاً بمعنے موضع الاتکاً کے ہوگا۔ اور اگر متک بسکون التا بمعنے طرف بظر بھی مراد ہو۔ تو پھر بھی معنی صحیح ہیں۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ مؤلف نے متکاً باب تفعیل کا مفعول لیا اور لوگوں نے مضاف محذوف کرلیا۔ کہ موضع وضع البظر معنی مجلس یا تکیہ جو بھی ہو مراد ہو سکتا ہے۔ یا اطلاق حال اور مراد محل ہوگا۔ تو قطب گنگوہیؒ نے اصلاح کردی کہ متک کے مراد بظر نہیں بلکہ موضع وضع البظر ہے بعینہ متکاً ہے۔ تفتؤا ای لاتزال تو کلمہ لا اس جگہ مقدر ہوگا (از شیخ گنگوہی)

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تفتؤ کے معنی تزال کے ہیں۔ لا حرف نفی محذوف ہے۔ دیگر شراح نے بھی یہی توجیہ بیان کی ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ

حدیث (۴۲۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا شریف بیٹا شریف کا پوتا شریف کا اور پڑپوتا شریف کا وہ یوسفؑ ہے جو یعقوبؑ کے بیٹے اسحاقؑ کے

يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ... پوتے اور ابراھیمؑ کے پڑپوتے تھے جو شرافت کا مجسمہ تھے۔

باب قَوْلِهٖ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَإِخْوَتِهٖ اٰيٰتٌ لِلسَّآئِلِيْنَ

حدیث(۴۳۳۵)حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ...عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عنداللہ سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو ان میں سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ انہوں کہا ہم اس کے متعلق آپؐ سے سوال نہیں کررہے کہ خاندانی شرافت یوسف علیہ السلام کو حاصل ہے کہ جو خود نبی تھے اللہ کے نبی کے بیٹے اور اللہ کے نبی کے پوتے اور خلیل اللہ کے پڑپوتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس حسبی شرافت کے متعلق نہیں پوچھتے۔ تو آپؐ نے فرمایا عرب کے نسبی کانوں کے متعلق دریافت کرتے ہو۔ انہوں نے کہاہاں اسی سے ہمارا سوال ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ دور جاہلیۃ میں جو لوگ تم میں سے بہتر تھے وہی اسلام میں بہتر ہونگے بشرطیکہ دین میں سمجھ پیدا کرلیں ابو سامہ نے متابعت کی۔

باب قَوْلِهٖ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ سَوَّلَتْ بمعنی زَيَّنَتْ

حدیث(۴۳۳۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ کے بارے میں جب اہل افک نے جو کہا۔ تو اللہ تعالے نے آپ کو بری قرار دیا ان کی حدیث کا ایک ایک ٹکڑا ان حضرات نے مجھے بیان کیا جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو پاکدامن ہے تو اللہ تعالے عنقریب تیری پاکدامنی کا اظہار فرمادیں گے اگر تو نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ تعالے سے معافی مانگو اور اس کی طرف توبہ کرو۔ تو میں نے کہا واللہ میری مثال تو یوسفؑ کے باپ کی طرح ہے۔ جنہوں نے فرمایا تھا۔ ترجمہ میرے لئے

مَاتَصِفُوْنَ وَاَنْزَلَ اللهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ.....

توصبر جمیل ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر میں اللہ تعالےٰ سے مدد مانگتی ہوں اور اللہ تعالےٰ نے الذین جاؤ بالافك دس آیات براۃ میں نازل فرمائیں۔

حدیث (۴۳۳۷) حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنِيْ اُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ اُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا وَعَائِشَةُؓ اَخَذَتْهَا الْحُمّٰى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثُ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُؓ قَالَتْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ بل سولت لكم انفسكم امر افصبر جميل....

ترجمہ۔ حضرت ام رومان جو حضرت عائشہؓ کی والدہ ماجدہ ہیں حدیث بیان کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ دریں اثنا میں اور حضرت عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عائشہؓ کو سخت بخار نے آگھیرا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا شاید اس تھمت والی بات کی وجہ سے ہے جو بیان کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اور حضرت عائشہؓ اٹھکر بیٹھ گئیں کہنے لگیں میرا اور تمھارا حال یعقوبؑ اور ان کے بیٹوں کی طرح ہے پھر آیت بل سولت لکم انفسکم امر افصبر جمیل پڑھی۔

بَاب قَوْلِهٖ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا هيتلك قَالَ عِكْرِمَةُ هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ۔

حدیث (۴۳۳۸) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ هَيْتَ لَكَ قَالَ اِنَّمَا نَقْرَءُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا .....

ترجمہ۔ یعنی ابن مسعودؓ فرماتے ہیں هيتلك ہم اس کو ایسے پڑھیں گے جیسے ہمیں سکھایا گیا ہے۔ مثواہ کے معنی مقام کے ہیں۔ الفیا بمعنے وجدا پالیا۔ الفوا آباء ھم جمع غائب اور الفینا جمع متکلم ہے اور ابن مسعودؓ سے بل عجبت دونوں طرح سے مروی ہے ویسخرون وہ مذاق کرتے تھے۔

حدیث (۴۳۳۹) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اَبْطَؤُا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْاِسْلَامِ قَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ قریش جب اسلام لانے میں جناب نبی اکرم ﷺ سے پیچھے ہٹ گئے اور دیر کردی۔ تو آنحضرت ﷺ نے بددعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ سات سالہ قحط سالی سے میری طرف سے کفایت فرما جس طرح سات سال قحط سالی کے یوسفؑ کے زمانہ میں تھے

اَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ قَالَ اللّٰهُ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ.

چنانچہ قریش کو اس قدر قحط سالی نے تنگ کیا ہر چیز کو جلا کر رکھ دیا۔ یہاں تک مرداروں کی ہڈیاں کھانے لگے۔ اور حالت یہاں تک پہنچی کہ آدمی آسمان کی طرف نگاہ کرتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان اسے مثل دھواں کے نظر آتا چنانچہ اس کو اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ ترجمہ پس اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان واضح دھواں لائے گا اور دوسری جگہ اللہ تعالے فرماتے ہیں بیشک ہم تھوڑی مدت کے لئے عذاب کھولنے والے ہیں بیشک تم پھر اس کی طرف لوٹ کر آنے والے ہو۔ پس قیامت کے دن ہی ان سے عذاب کھول دیا جائیگا فرمایا دھواں بھی گذر چکا ہے۔ اور بدر کی سخت پکڑ بھی گذر چکی ہے۔

قالت هيت لك۔ ص ۶۸۰۔۔۔ ۴۔۔۔ از قطب گنگوہیؒ۔ ابن مسعودؓ نے اسے بضم التا پڑھا ہے دوسرے فتح التا سے پڑھتے اور اسی پر ابو وائل کے اعتراض کا دارومدار ہے۔ کہ جمہور کا اختلاف کیا۔ جیسا کہ ابن مسعود نے جمہور کا خلاف بل عجبت کے اندر کیا ہے کہ جمہور تاء کا فتح پڑھتے ابن مسعود ضمہ پڑھتے ہیں۔ مؤلفؒ سورہ صافات کی آیت کو محض اختلاف کی نظیر بیان کرنے کے لئے لائے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ قسطلانیؒ نے ہیت لک۔ میں نو قرأت ذکر فرمائی ہیں۔ جن میں سے چار شاذ ہیں اور پانچ معروف ہیں۔ اور صاحب جمل نے اختلاف قرأت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ سب اس کلمہ کی لغات ہیں اور یہ کلمہ اسم فعل بمعنے ھلم ہے یعنی لک میں لام تبین کے لئے ہے۔ اور بعض نے اقول لک نکالا ہے۔ اگر اشکال ہو۔ کہ بل عجبت ویسخرون۔ سورۃ صافات کی آیت ہے مؤلف اس کو یہاں پر کیسے لایا۔ تو جواب یہ ہے کہ محض بیان کے لئے کہ جیسے ابن مسعود ھیت کی تا پر ضمہ پڑھتے ہیں ایسے عجبت کی تا پر بھی ضمہ پڑھتے ہیں ھیت عجبت اور ترجمہ اور حدیث میں مناسبت اس طرح ہوئی کہ ابو سفیان نے حضور ﷺ کو صلہ رحمی کا واسطہ دیکر معافی کی درخواست کی۔ چنانچہ آپؐ نے قوم کو معاف کر دیا جس طرح یوسف علیہ السلام نے امراۃ العزیز کو معاف کر دیا۔

باب قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ

ترجمہ۔ حاشا سے پاکدامنی بیان کی ہے اور استثنا ہے حصحص کے معنی واضح کے ہیں۔

حدیث (۴۳۴۰) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالے لوطؑ پر رحم فرمائے کاش وہ رکن شدید اللہ تعالےٰ کی طرف پناہ پکڑتے اور اگر میں

وَلَوْلَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ يُوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ اَحَقُّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ ؑ اِذْقَالَ لَهٗ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ الحديث ...

جیل خانہ میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ یوسفؑ رہے۔ تو میں رہائی کی دعوت کو ضرور قبول کر لیتا اور ہم ابراھیم سے زیادہ شک کے لائق ہیں جبکہ اللہ تعالے نے ان سے فرمایا کیا آپ ایمان نہیں رکھتے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ سوال اس لئے کیا ہے تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ اللہ تعالے کے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس امرد نوجوانوں کی شکل میں پہنچے آپ کی قوم اغلام بازی کی عادی تھی۔ فرمایا هذا يوم عصيب حضرت لوطؑ نے ان سے کہا کہ هؤلاء بناتى۔۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اپنی لڑکیوں کو زنا کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن بناتی سے خود انکی اپنی بیویاں مراد ہیں۔ اور بڑے بوڑھوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر عورت کو بیٹی کر کے پکارتے ہیں اور نوجوان کو بیٹا کہتے ہیں۔ ایسے لوطؑ نے فرمایا کہ اس کام کے لئے تمھاری بیویاں موجود ہیں ان سے شہوات پوری کر وورنہ انکی دو چار لڑکیاں ساری قوم کو کیسے پوری ہو سکتی تھی۔ بہر حال قوم نے ایک نہ سنی۔ جس پر لوطؑ نے فرمایا لو كان لى بكم قوة اگر مجھے تمھارے مقابلہ کی طاقت ہوتی۔ سا وى الى ركن شديد حضرت لوطؑ بابل کے رہنے والے ہیں۔ وہاں سے حضرت ابراھیمؑ اور بی بی سارہؓ کے ساتھ ہجرت کر کے آگئے۔ جو کہ حضرت سارہ کے بھائی لگتے تھے۔ ان کو قبیلہ سدوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ ان کے پاس کوئی خاندانی قبیلہ نہیں تھا جیسے شعیبؑ کے پاس قبیلہ تھا جو انکی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو ستایا گیا تو بنو ھاشم آپؐ کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کی حمایت میں اس کا قبیلہ نہ ہو ان ظاہری اسباب پر نظر کرتے ہوئے لوطؑ نے فرمایا آوى الى ركن شديد۔ حالانکہ یہ انکی شان کے مطابق نہ تھا اللہ تعالے سے مدد طلب کرتے جیسے ابراھیمؑ کو منجنیق پر بٹھلا کر آگ میں پھینکا گیا۔ تو جبرائیلؑ امداد کے لئے پہنچے جس پر ابراھیمؑ نے فرمایا۔ کہ علمك بحالى يغنى عن سو الى۔۔ تو لوطؑ کو بھی گھبراہٹ کا اظہار کرنے کی بجائے اللہ تعالے سے مدد طلب کرنی چاہیے تھی کیونکہ اللہ تعالے ان کے بھیجنے والے تھے وہی ان کے ذمہ وار تھے۔ اس لئے آپ پر رحم فرما رہے ہیں۔ گناہ نہیں تھا۔ بہر حال رکن شدید اللہ تعالے سے غافل ہو گئے۔ لو لبثت فى السجن یوسف علیہ السلام نے رہائی پانے والے قیدی ساتھی سے خود کہا تھا۔ اذكرنى عند ربك کہ میری رہائی کیلئے ان سے کہنا اور خود ہی رب اسجن احب الى فرمایا جس دعا کو باری تعالے نے قبول فرمایا اللہ تعالے کی ذات بے نیاز ہے۔ نزدیکاں بیش بود حیرانی کے مطابق جب اللہ تعالے سے غافل ہوئے تو اسقدر بے اعتنائی ہوئی کہ سات سال یا بارہ سال تک قید خانہ میں رکھا یہ ایک بات کا خمیازہ تھا کہ بادشاہ کو کیوں کہلا بھیجا۔ اذكرنى عند ربك۔ بہر حال تضرع اور عاجزی کے بعد توجہ ہوئی۔ بادشاہ کو خواب کی تعبیر کے لئے ان کی ضرورت پڑی تو اکڑ کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ رضا بالقضا کے خلاف تھا۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر داعی میرے پاس آتا تو میں فوراً ساتھ ہو جاتا۔ بظاہر آنحضرت ﷺ میں عدم استقلال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بعض حضرات نے کہا کہ یہ آپؐ تواضعاً فرما رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ

7/1

آنحضرت ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام سے ایک الزام کا دفعیہ کر رہے ہیں کہ ان کا یہ اقدام جاہ عزت کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ان میں صبر کی اسقدر قوت تھی۔ جو مجھ میں نہیں ہے۔ تو آپؐ نے ان کی شان کو بڑھایا یہ دونوں جواب مصنفین کے ہیں۔ محققین حضرات فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ میں شان عبدیت نمایاں تھی۔ جن میں شان عبدیت زیادہ ہو وہ زیادہ محبوب ہوتا ہے چنانچہ آپ کی افضلیت شان عبدیت سے بیان کی جاتی ہے۔ اور خطاب بھی عبدیت سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ۔ عبدیت سلوک کا اعلیٰ مقام ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ معبود و محبوب جو کچھ کہے یا جو کچھ کرانا چاہے۔ بسر و چشم اسے قبول کرنا چاہیے۔ اس کو مقام رضا بالقضا کہتے ہیں۔ اس درجہ میں۔ حضرت یوسف علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے کم ہیں۔ کہ راضی ہیں ہم اس میں صنم جس میں ہو تیری رضا انہوں نے اس مقام کا خلاف کیا ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے مصائب میں کبھی آہ وزاری نہ کی تھی مرض بڑھتا گیا تو ندا آئی جبتک آہ وزاری نہیں کرو گے شفا نصیب نہیں ہوگی۔ اس لئے تضرع وزاری پر رحمت باری متوجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر تم گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالے تمھیں برباد کر کے ایسے لوگوں کو لائینگے جو معاصی کا ارتکاب کریں گے۔ جس پر شان غفاری کا مظاہرہ ہوگا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ غفور کا لفظ لایا ہی اس لئے ہے تاکہ تم گناہ کرو اور ہم بخشیں جیسے بادشاہ اپنے ندیم سے اپنی شیون کے مطابق کلام کرتا ہے۔ احکم الحاکمین بھی کل یوم ھو فی شان ہیں تو آنحضرت ﷺ نے توکل کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور تضرع و دعا کو بھی نہیں چھوڑا۔

باب قَوْلِهِ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ

حدیث (۴۳۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ وَ هُوَ يَسْاَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ قَالَ قُلْتُ اَكُذِبُوْا اَمْ كُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا اَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ اَجَلْ لَعَمْرِيْ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَاْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت عروہؓ سے فرمایا جبکہ وہ ان سے اس آیت انستیئس الرسل۔ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ میں نے کہا کیا کذبوا ہے یا کذبوا ہے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کذبوا میں نے کہا کہ ان کو تو یقین تھا کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا چکی ہے۔ تو گمان کے کیا معنی ہیں انہوں نے کہا کہ میری زندگی کی قسم ان کو تو یقین تھا گمان نہیں تھا۔ پس میں نے ان سے کہا تو پھر تو ظنوا انہم قد کذبوا صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی پناہ ! اللہ کے رسول اپنے رب سے ایسا گمان نہیں کر سکتے تو میں نے پوچھا پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا وہ رسولوں کے پیروکار تھے جو اپنے رب پر ایمان تو لے آئے۔ اور رسولوں کی تصدیق بھی کی لیکن جب ان پر مصائب کا دور لمبا ہو گیا اور اللہ کی مدد

اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ اَنَّ اَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُاللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ.....

ان سے پیچھے رہ گئی تو رسول تو اپنی تکذیب کرنے والی قوم سے مایوس ہو گئے اور رسولوں نے گمان کیا کہ کہیں انکے اتباع انکی تکذیب نہ شروع کر دیں۔ایسے موقعہ پر اللہ تعالے کی مدد ان کو پہنچی۔

حدیث (۴۳۴۲) حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ.....
اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوْا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَاللّٰهِ نَحْوَهُ......

ترجمہ۔ حضرت امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عروہؒ نے خبر دی کہ میں نے کہا کہ شاید کذبوا مخفف ہو مشدد ہو تو انہوں نے فرمایا اللہ کی پناہ۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِیْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِیْ يَنْظُرُ اِلٰى خَيَالِهٖ فِی الْمَاءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ ....

ترجمہ۔ابن عباس کی تفسیر ہے۔الباسط کفیہ۔ مشرک کی مثال ہے جو اللہ تعالے کے ساتھ دوسرے معبود کی عبادت بھی کرتا ہے۔اس پیاسے کی طرح ہے۔جو دور سے اپنے خیال کے مطابق پانی دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ اسے حاصل کرے لیکن اس پر قدرت نہیں ہوتی۔غیر ابن عباس کی تفسیر سخر بمعنے ذلل کے ہے کہ کام میں لگا دیا۔متجاورات۔کہ معنی قریب ہونے والے۔المثلات۔کا مفرد مثلہ ہے۔جس کے معنی مشابہ اور مماثل کے ہیں اللہ تعالے فرماتے ہیں مگر مانند ان لوگوں کے واقعات کے جو گزر چکے ہیں۔بمقدار۔ میم مصدریہ ہے۔قدر کے معنی اندازے کے ہیں معقبات۔وہ نگران فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہتے ہیں۔اسی سے عقیب اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے کے نشان قدم پر آجائے چنانچہ کہا جاتا ہے عقبت فی اثرہ شدید المحال۔ سخت عذاب والا۔کباسط کفیہ۔پانی کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے۔تاکہ پانی پر قبضہ کرے رابیا۔ربا۔یربو سے ہے جس کے معنے زیادہ ہونے اور بڑھنے کے ہیں متاع ہر وہ چیز جس سے تو فائدہ حاصل کرے جفا بمعنے جھاگ اجفأت القدر اس وقت بولتے ہیں جب ہنڈیا ابل رہی ہو اور اس پر جھاگ چڑھ آئے پھر ٹھر جائے تو جھاگ بلا فائدہ پہنچائے چلی جاتی ہے

7/2

پس اسی طرح اللہ تعالے حق کو باطل سے الگ کر لیتا ہے۔ المھاد کے معنی بستر کے ہیں۔ یدرؤن۔ دفع کرنا کہتے ہیں درأتہ ای دفعتہ سلام علیکم یہ یقولون کا مقولہ ہے۔ والیہ متاب۔ اس کی طرف میرا لوٹنا ہے۔ افلم ییأس واضح نہیں ہوا۔ قارعۃ۔ مصیبت۔ فاملیت۔ ڈھیل دینا یہ ملی اور ملاوۃ سے مشتق ہے۔ اسی سے ملیا ہے جس کا معنی طول مدت کے ہیں۔ وھجرنی ملیا۔ اور فراخ اور لمبی زمین کو ملا من الارض کہتے ہیں اشق بمعنے اشد سخت کے معنی ہیں۔ یہ مشقت سے ماخوذ ہے معقب مغیر آگے مجاہد کی تفسیر ہے۔ متجاورات۔ قریب قریب یہ اچھے اور عمدہ ٹکڑے ہیں۔ اور اس میں سے خبیث زمین شور ہے۔ صنوان دو کھجور کے درخت یا اس سے زیادہ جن کی جڑ ایک ہو۔ بغیر صنوان جو تنہا ہو۔ لماء واحد پانی ایک ہے۔ ثمرات مختلف ہیں۔ یہ ہو آدم کے نیک اور خبیث کی مثال ہے۔ جن کا باپ ایک ہوتا ہے۔ اسحاب الثقال۔ بھاری بادل وہ جس میں پانی ہو۔ کباسط کفیہ۔ یعنی زبان سے پانی کو پکارتا ہے اور ہاتھ سے اشادہ کرتا ہے مگر وہ ریلے کا پانی کبھی اس کے پاس نہیں آیگا سالت اودیۃ بقدرھا۔ کہ وادی کا پیٹ اپنی وسعت کے مطابق بھر جاتا ہے۔ زبدا رابیا۔ سیلاب کی جھاگ لوہے اور زیور کا کھوٹ جو اوپر چڑھ کر آتا ہے۔

باب قَوْلِهٖ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَاتَغِيْضُ الْاَرْحَامُ ۔ غیض بمعنے نقص کم ہونا

حدیث (۴۳۴۳) حَدَّثَنِیْ اِبْرٰهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ خَمْسٌ لَایَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَایَعْلَمُ مَافِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ وَلَایَعْلَمُ مَاتَغِیْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَایَعْلَمُ مَتٰی یَاْتِی الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَاتَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَلَایَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں جن کو اللہ تعالے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہوگا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رحموں مین کیا کمی ہوتی ہے۔ اس کا سوا اللہ تعالے کے کسی کو علم نہیں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی سوائے اللہ تعالے کے۔ اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں اس کی موت آئے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ ینظر الی الماء بعض حضرات نے کہا کہ ینظر الی ظلہ فی الماء کہ پانی میں اپنا سایہ دیکھ کر کہیگا کہ مجھے پانی لادو۔ یہ مشرک کی مثال بیان کی گئی۔ یقبض علے الماء یہ دوسری توجیہ ہے۔ جس میں مجاز بالحذف نہیں ہے۔ کباسط کفیہ۔ یدعو یہ باسط کے معنی میں تصرف کیا۔ کہ اس کے معنی پکارنے کے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ کذلك یمیز الحق کہ ہنڈیا کے ابال کی طرح باطل کا شور و غل ہوتا ہے۔ بعد ازاں ایسے مٹ جاتا ہے کہ اس کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ پہلے تو یہ جاننا چاہیئے کہ امام بخاریؒ نے سورۃ کی آیات کی لغات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ حق وباطل کی تمیز کو مثال سے واضح کیا ہے۔ اما الذبد فیذھب۔ اسی طرح حق باقی رہتا ہے۔ باطل چلا جاتا ہے۔ جس کا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔ توانزل من السماء۔ یہ قران کی مثال ہے اوراودیہ قلوب کی مثال ہے۔ اور قلوب اپنی صلاحیت کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اماالزبد یہ باطل کی مثال ہے۔ جو کچھ بھی فائدہ بخش نہیں ہے۔ اور قطب گنگوہیؒ نے زبد المتاع کو غوغا باطل سے تشبیہ دی ہے۔ جو پہلے پہل تو بہت شور وغل برپا کرتا ہے آخر میں فنا ہو جاتا ہے۔

سُوْرَةُ اِبْرَاھِیْمَ ؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ ھَادٍ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاھِدٌ صَدِیْدٌ۔ پیپ اور خون کو کہتے ہیں۔ ابن عینیہ کی تفسیر ہے۔ اذکر وا نعمت اللہ علیکم سے اللہ تعالے کے وہ انعامات مراد ہیں جو اس نے تم پر کئے یا وہ حوادث ہیں جن میں تم مبتلا ہوئے۔ اور مجاہد فرماتے ہیں۔ من کل ماسالتمو ہ یعنی جنکی طرف تم رغبت کرتے ہو۔ یبغو نھاعوجا۔ یعنی ان کے لئے ٹیڑھا پن تلاش کرتے ہو۔ تاذن اور اذنکم دونوں کے معنی اعلام اور بتلانے کے ہیں۔ ردو االیدیھم۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے۔ جو اموارت الھیہ سے اپنے آپکو روکتے ہیں۔ مقامی۔ جہاں اللہ تعالے نے ان کے سامنے آپ کو کھڑا کریگا۔ من ورائه قدام آگے کے معنی ہیں۔ لکم تبعا۔ اس کا مفرد تابع ہے۔ جیسے غائب کی جمع غیب آتی ہے۔ بمصر خکم۔ استصر ختی مجھ سے مدد طلب کی۔ یستصر خه مضارع صراخ سے ولا خلال یہ خاللتہ خلالا کی مصدر ہے۔ جائز ہے کہ خله کی جمع خلال ہو۔ اجتثت جڑ سے اکھیڑ دی گئی۔

باب قَوْلِهٖ شَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ

حدیث (۴۳۴۴) حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اَخْبِرُوْنِیْ بِشَجَرَۃٍ تُشْبِهُ اَوْ کَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا مجھے ایسا درخت بتلاؤ جو مسلمان آدمی کے مشابہ ہے کہ نہ تو اس کا پتہ گرتا ہے۔

لَایَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَاتُؤتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَاَیْتُ اَبَابَکْرٍؓ وَّعُمَرؓ لَایَتَکَلَّمَانِ فَکَرِهْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هِیَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: یَا اَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَامَنَعَكَ اَنْ تَکَلَّمَ؟ قَالَ لَمْ اَرَکُمْ تَکَلَّمُوْنَ فَکَرِهْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ اَوْاَقُوْلَ شَیْئًا قَالَ عُمَرُؓ لَاَنْ تَکُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کَذَا وَکَذَا۔۔

اور نہ ہی وہ ہر وقت پھل دیتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے جی میں آیا کہ وہ درخت کھجور ہے لیکن میں شیخین ابو بکرؓ و عمرؓ کو دیکھا کہ وہ نہیں بول رہے تو میں نے بات کرنا پسند نہ کیا۔ جب ان حضرات نے کچھ نہ بتلایا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ پس جب کھڑے ہونے لگے تو میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے ابا جان! میرے جی میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ تو انہوں نے فریا پھر تم بولنے سے کیوں رک گئے انہوں نے فرمایا کہ آپ حضرات میں سے کوئی نہیں بول رہا تھا تو میں نے بولنا پسند نہ کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم یہ کہہ دیتے تو میرے لئے اس چیز یعنی سرخ جانوروں سے زیادہ پسندیدہ ہوتا۔

باب قوله یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

حدیث (۴۳۴۵) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَاسُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ.

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مسلمان سے پوچھا جائیگا تو وہ گواہی دیگا کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہی اللہ تعالے کے قول کا مطلب ہے کہ اللہ تعالے ایمان والوں کو قول ثابت پر دنیا کی زندگی اور آخرت میں قائم رکھے گا۔

باب قَوْلِهٖ اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ کُفْرًا اَلَمْ تَعْلَمْ کَقَوْلِهٖ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا اَلْبَوَارُ اَلْهَلَاكُ بَارَیَبُوْرُ بَوْرًا قَوْمًا بُوْرًا هٰلِکِیْنَ۔۔۔

ترجمہ۔ الم تعلم بھی الم تر کی طرح ہے جیسے الم تر کیف الم ترالی الذین خرجوا ہے یعنی رؤیۃ بالابصار ممکن نہیں اسلئے مضاف محذوف ہو او بدلو اشکر نعمة اللہ کفرا اور بوار کے معنی ہلاکت ہے جو باب نصر ینصر سے ہے۔قوما بورا ہلاک ہونے والی قوم۔

حدیث(۴۳۴۶)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ "أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا قَالَ وَ هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ ...

ترجمہ۔ حضرت عطاؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا کہ الم ترالی الذین بدلو ا کا مصداق کفار اہل مکہ ہیں۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ اَلْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللهِ وَعَلَيْهِ طَرِيْقُهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ "لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ أَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ وَقَالَ غَيْرُهُ كِتَابٌ مَعْلُوْمٌ أَجَلٌ لَوْمَا تَأْتِيْنَا هَلَّا تَأْتِيْنَا شِيَعٌ أُمَمٌ وَالْأَوْلِيَاءُ أَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُهْرَعُوْنَ مُسْرِعِيْنَ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ قَالَ سُكِّرَتْ غُشِّيَتْ بُرُوْجًا مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَوَاقِحَ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً حَمَاءٍ جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ تَوْجَلْ تَخَفْ دَابِرَ آخِرَ الْإِمَامُ كُلَّمَا أَتْمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ الصَّيْحَةُ الْهَلَكَةُ

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ صراط علی مستقیم۔ سے مراد یہ ہے کہ حق سب اللہ کے طرف لوٹتا ہے اور اسی کی طرف حق کا راستہ ہے۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے لعمرک تیری زندگی کی قسم! قوم منکرون۔ جن کو لوط علیہ السلام نے اوپرا سمجھا۔ غیر ابن عباس کی تفسیر ہے کتاب معلوم سے اجل اور موت معلوم مراد ہے۔ لوما بمعنے ھلا کے ہے۔ شیع امتیں اور دوست کو بھی شیع کہتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ یہرعون بمعنے جلدی کرنے والے۔ متوسمین۔ دیکھنے والے سکرت ابصارھم یعنی انکی آنکھیں ڈھانپ دی گئیں۔ بروجا۔ سورج اور چاند کی منزلیں۔ لواقح۔ ملاقح ملقحہ کی جمع ہے۔ ارسلنا الریاح لواقح۔ پانی کا بوجھ اٹھانے والی ہوائیں بھیجیں۔ حما۔ حماء کی جمع ہے۔ بدبودار گارا مسنون پلٹا ہوا۔ لاتوجل ڈرو مت۔ دابر معنے آخر۔

الامام وہ چیز جس کا تو قصد کرے اور اس سے ہدایت حاصل کرے۔ صیحہ۔ سے ہلاکت کی چنگھاڑ مراد ہے۔

بَاب قَوْلِهٖ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ

حدیث (۴۳۴۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهٗ صَفَوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ اَنْ يَرْمِيَ بِهَا اِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقُهٗ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِيَ بِهَا اِلَى الَّذِيْ يَلِيْهِ اِلَى الَّذِيْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا اِلَى الْاَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلَى الْاَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ .. الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ اس روایت کو جناب نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ آسمان کے اندر کسی معاملہ کا فیصلہ کرتے ہیں تو فرشتے اللہ تعالےٰ کے فرمان کی تابعداری میں اپنے پروں کو اس طرح مارتے ہیں جس طرح چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے یہ علی مدینی کا قول تھا غیر علیؒ نے صفوا ن پڑھا ہے۔ بہر حال اللہ تعالےٰ اپنا وہ قول فرشتوں تک پہنچاتے ہیں۔ پس جب ان کے دلوں سے گھبر ہٹ دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تمھارے رب نے کیا کہا۔ تو ایک دوسرے کو وہ بات حق بتلاتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے فرمائی وہ بلند وبر تر ہے۔ تو اس کلمہ کو چوری کرنے والے جن سن لیتے ہیں۔ اور سمع کے چوری کرنے والے اس طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے اسکو بیان کیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں کشادگی پیدا کر دی اور ایک کو دوسرے پر کھڑا کر دیا۔ پس بسا اوقات شہاب ثاقب اس سننے والوں کو پالیتا ہے۔ اپنے ساتھی تک پہنچانے سے پہلے پہلے تو اسے جلا دیتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ اسے نہیں پاتا تو وہ اپنے ساتھ والے تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اپنے نیچے والے تک پھینکتا ہے۔ یہانتک وہ اس کلمہ کو زمین تک ڈال دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سفیان فرماتے ہیں کہ زمین تک پہنچا دیتا ہے تو وہ جادوگر کے منہ تک ڈال دیا جاتا ہے۔ جو اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنی طرف سے ملاتا ہے جس کی وجہ سے اسکی بات کو سچا سمجھا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں چیز کی خبر نہیں دی تھی۔ تو پس ہم نے اس کو سچ پایا یہ اس کلمہ کی وجہ سے ہوا جو انہوں نے آسمان سے سنا تھا

حدیث (۴۳۴۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِذَا قَضَى اللهُ الْاَمْرَ وَقَالَ عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ قَالَ سَمِعْتَ عِكْرِمَةَ سَمِعْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اِنَّ اِنْسَانًا رَوٰى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ اَنَّهُ قَرَءَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَءَ عَمْرٌو فَلَا اَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا اَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالے کسی معاملہ کا فیصلہ فرماتے ہیں راوی کے الفاظ ہیں کہ وہ کلمہ جنات جو تشی سے سن کر جادوگر کے منہ میں ڈال دیتے ہیں اور دوسری سند میں عکرمہ سے ہے کہ جادوگر کے منہ میں ڈال دیتے ہیں پھر ایک سند میں حضرت ابو ھریرۃؓ سے فزع کے الفاظ منقول ہیں پھر حدیث کے مرفوع ہونے کے بارے میں عمرو سے سمعت کے الفاظ مروی ہیں اور سفیان سے حدثنا کے۔

باب قَوْلِهٖ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ

حدیث (۴۳۴۹) حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ..

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اصحاب حجر سے فرمایا کہ تم لوگ اس قوم پر داخل ہو تو روتے ہوئے داخل ہو۔ اگر تم نہیں روتے تو پھر سرے سے ان پر داخل نہ ہو۔ کہیں تم پر بھی وہ مصیبت نازل نہ ہو جائے جو ان پر نازل ہوئی۔

باب وَقَوْلِهٖ لَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

حدیث (۴۳۵۰) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَدَعَانِيْ فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللهُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید بن المعلی فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے جناب نبی اکرم ﷺ کا گذر ہوا آپ نے مجھے بلایا تو میں نے جبتک نماز نہ پڑھ لی آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ جب میں آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے پوچھا تجھے میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا میں نے کہا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا آپؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالے کا یہ ارشاد نہیں ہے۔

ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَھَبَ النَّبِیُّ ﷺ لِیَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَکَّرْتُہٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ . .

ترجمہ۔ کہ اے ایمان والو! اللہ تعالے اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہو پھر فرمایا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے میں تجھے ایک ایسی سورت سکھلاؤنگا جو قرآن مجید میں سب سے بڑے درجہ والی سورۃ ہے تو جب آپؐ مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کرنے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا آپؐ نے فرمایا وہ سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ یہی سبع مثانی اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

حدیث (۴۳۵۱) حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُمُّ الْقُرْاٰنِ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ . .

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ام القرآن ہی السبع المثانی والقرآن العظیم ہے۔

باب قَوْلِهِ الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ الْمُقْتَسِمِیْنَ الَّذِیْنَ حَلَفُوْا وَمِنْہُ لَا اُقْسِمُ اَیْ اُقْسِمُ وَتُقْرَأُ لَاُقْسِمُ قَاسَمَهُمَا حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ یَحْلِفَالَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقَاسَمُوْا تَحَالَفُوْا۔۔۔

ترجمہ۔عضین کا معنی قسمیں کھانے والے ہیں اس سے ہے لااقسم یعنی قسم کھاتا ہوں لیکن اسے لااقسم پڑھا جائیگا قاسمھا کے معنی ان کیلئے قسم کھائی اور ان دونوں نے اس کے لئے قسم نہیں اٹھائی۔ مجاہد کہتے ہیں تقاسموا کے معنی باہمی قسم اٹھانا ہے۔

حدیث (۴۳۵۲) حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْکِتَابِ جَزَّؤُهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ . . .

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ الذین جعلوا القرآن عضین سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو حصے بخرے کر دیا بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا۔

حدیث(۴۳۵۳)حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللہِ بْنُ مُوسٰی عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ کَمَا اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ قَالَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَ کَفَرُوْا بِبَعْضٍ اَلْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ المقتسمین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کا کفر کیا وہ یہود ونصاری ہیں۔

باب قَوْلِهٖ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَأْتِیَکَ الْیَقِیْنُ قَالَ سَالِمٌ الْمَوْتُ

سُوْرَةُ النَّحْلِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرَائِیْلُ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ فِیْ ضَیْقٍ یُقَالُ اَمْرٌ ضَیْقٌ وَضَیِّقٌ مِثْلُ هَیْنٍ وَهَیِّنٍ وَلَیْنٍ وَلَیِّنٍ وَمَیْتٍ وَمَیِّتٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ اِخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِیْدُ تَکَفَّأُ مُفْرَطُوْنَ مَنْسِیُّوْنَ وَقَالَ غَیْرُهٗ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللہِ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذَالِکَ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللہِ شَاکِلَتِهٖ نَاحِیَتِهٖ قَصْدُ السَّبِیْلِ الْبَیَانُ الدِّفْءُ مَا اسْتَدْفَأْتَ تُرِیْحُوْنَ بِالْعَشِیِّ وَتَسْرَحُوْنَ بِالْغَدَاةِ بِشِقِّ یَعْنِیْ مَشَقَّةً عَلٰی تَخَوُّفٍ تَنَقُّصٍ اَلْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً

ترجمہ۔روح اللہ اور روح الامین۔جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ضیق کے معنی تنگی یہ صفت یا کے سکون اور یا کی تشدید دونوں سے آتا ہے جیسے ھین وھین اور میت ومیت ہے ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔تقلبھم کے معنی آنے جانے کے ہیں مجاہد فرماتے ہیں کہ تمید کے معنی جھکاؤ کے ہیں۔مفرطون پیچھے رکھے ہوئے۔غیر مجاہد کی تفسیر ہے۔ فاذا قرأت میں تقدیم تاخیر ہے کیونکہ استعاذہ قرأۃ سے پہلے ہوتا ہے۔اور اس استعاذہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے پر بھروسہ کیا جائے شاکلہ کے معنی طرف کے ہیں۔ قصد السبیل سے مراد بیان ووضاحت ہے۔ الدفئ وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے۔ تریحون شام کو واپس لوٹنا اور تسرحون صبح کو جانوروں کو

وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ الْاَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ سَرَابِيْلَ قُمُصٌ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وامَاسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ فَاِنَّهَاالدُّرُوْعُ دَخَلًابَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يصح فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفَدَةً مِنْ وَلَدِ الرَّجُلِ السَّكَرُ مَاحُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَااَحَلَّ اللهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ اَنْكَاثًا هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ اِذَا اَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْاُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيْعُ ....

چرانے کے لیئے جانا۔ بشق کا معنی مشقت ہے۔ تخوف معنی گھٹنا۔ انعام کا لفظ مذکر اور مؤنث دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اسی طرح نعم کا لفظ بھی جو انعام کا مفرد ہے۔ سرابیل قیمیں جس سے سردی گرمی کا بچاؤ ہوتا ہے۔ اور جنگ میں بچاؤ کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جنہیں زرہ کہا جاتا ہے۔ دخلا۔ ہر وہ چیز جو ٹھیک نہ ہو۔ وہ دخل ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حفدہ آدمی کی اولاد کو کہتے ہیں۔ السکر جس کے پھل سے نشہ آور چیز بنائی جائے۔ اور رزق حسن جو اللہ تعالیٰ نے حلال بنایا ہے۔ ابن عینیہ صدقہ سے تفسیر نقل کرتے ہیں انکاثا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ایک بے وقوف عورت تھی جو کاتنے کے بعد اٹیا کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کان ابراھیم امة واحدہ میں امہ کے معنی خیر اور بھلائی کی تعلیم دینے والا اور قانت کے معنی فرمانبردار کے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ فاستعذ باللہ ص ۶۸۳۔۱۵ اس میں بظاہر تقدیم وتاخیر ہے کیونکہ قرأۃ اور استعاذہ میں وہ ترتیب نہیں ہے جو آیت کے اندر مذکور ہے۔ بلکہ استعاذہ قرأۃ پر مقدم ہوتا ہے۔ بنابریں یہ تاویل جمہور کی تاویل کے خلاف نہیں ہوگی کیونکہ جمہور اذا قرأت کے معنی اذا اردت القرآۃ کے لیتے ہیں تو دونوں کا مال ایک ہوگا۔ مؤلف کا کلام بھی اس کا انکار نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ نے کلام امام بخاریؒ اور قول جمہور میں تطبیق بیان کر دی۔ کہ اذا اردت القرأۃ کے معنی ایک ہیں ظاہر آیت پر ابن سیرین اور داؤد ظاہری کا عمل ہے کہ وہ قرأۃ قرآنی کے بعد استعاذہ کرتے ہیں۔ صاحب جمل فرماتے ہیں۔ کہ قرأۃ سے پہلے استعاذہ اکثر فقہا اور محدثین کا مسلک ہے۔ جس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ استعاذہ کے ذریعہ وسوسہ سے بچنے کی ضرورت تو قرأۃ سے پہلے ہے۔ جب تلاوت ہوگئی پھر کیا ضرورت باقی رہی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ شاکلتہ ص ۶۸۳۔۱۶ او نیتہ یہ لفظ اس سورت کا نہیں ہے غالباً اس مقام پر اس کے لانے کی وجہ یہ ہو۔ کہ قرأۃ قران میں مقصود محض اللہ کی رضا ہو۔ نام ونمود یا اور کوئی غرض نہ ہو۔ بنابریں اس مناسبت سے شاکلہ کا ترجمہ نیت بہتر ہوگا اور دوسرے مقام پر ناحیہ مناسب ہے۔ تاکہ فائدہ کے بعد دوسرا فائدہ حاصل ہو تو اس توجیہ پر نیتہ کا نسخہ مناسب ہوگا۔ ناحیہ غیر مناسب رہیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شاکلۃ کا لفظ سورۃ نحل میں نہیں بلکہ سورۃ بنی اسرائیل میں وارد ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے اس کو اس جگہ ذکر نہیں کیا سورۃ بنی اسرائیل میں ذکر کیا ہے۔ جہاں شاکلۃ کے معنی ناحیۃ کے لئے ہیں۔ اور حافظؒ نے دونوں جگہ ذکر کیا ہے شاکلہ کے معنی مثل کے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ السکر ماحرم من ثمرتها احسانات بیان ہو رہے ہیں جو نشہ آور پھل نہیں ہیں۔ احسان بندی توان سے ہوگی۔ شاید یہاں وہی۔ مقدار مراد ہو جو نشہ آور نہ ہو۔ تو احسان جتلانا صحیح ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے چونکہ آیت مکیہ ہے اور محرمات کی تحریم مدینہ میں ہوئی ہے۔ لھذا نزول آیات کے وقت ان نعمتوں کا احسان جتلانا صحیح ہو جائیگا۔ حرمت بعد میں آئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن عباسؓ کی تفسیر سے سکر سے مراد وہ پھل مراد ہونگے۔ جن سے نشہ آور حرام چیزیں بنتی ہیں اور رزق حسن سے اللہ تعالے کے حلال کردہ ثمرات مراد ہونگے اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں اگرچہ یہ آیت تحریم سے پہلے کی ہے لیکن کراھۃ پر دال ہے۔ تو آیت میں عتاب اور منت دونوں کا ذکر ہوا۔ اور سورۃ مائدہ کی آخری آیت مدنی تحریم کے لئے ہوگی۔ اسلئے قطب گنگوہیؒ نے دونوں اقوال کو اختیار کر کے آیت کی توجیہ بیان فرمائی ہے۔

باب وَقَوْلِهِ مِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ

حدیث (٤٣٥٤) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوا أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ کنجوسی اور سستی۔ اور اس بڑھاپے سے جس میں قوی اور عقل میں نقص آئے۔ اور قبر کے عذاب سے دجال کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں

سُوْرَةُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث (٤٣٥٥) حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ سَمِعْتُ

ترجمہ۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سورۃ بنی اسرائیل

ابن مسعودؓ قال في بني اسرائيل والكهف ومريم انهن من العتاق الاول وهن من تلادي وقال ابن عباسؓ فسينغضون يهزون وقال غيره نغضت سنك اي تحركت وقضينا الى بني اسرائيل اخبرناهم انهم سيفسدون والقضاء على وجوه وقضى ربك امر ربك ومنه الحكم ان ربك يقضي بينهم ومنه الخلق فقضاهن سبع سموات نفيرا من ينفر معه وليتبروا يدمروا ما علوا حصيرا محبسا محصرا فحق وجب ميسورا لينا خطأ اثما وهو اسم من خطئت والخطاء مفتوح مصدره من الاثم خطئت بمعنى اخطات لن تخرق لن تقطع واذهم نجوى مصدر من ناجيت فوصفهم بها والمعنى يتناجون رفاتا حطاما واستفزز استخف بخيلك الفرسان والرجل والرجالة واحدها راجل مثل صاحب وصحب وتاجر وتجر حاصبا الريح العاصف والحاصب ايضا ما ترمي به الريح ومنه حصب جهنم يرمى به في جهنم وهو حصبها ويقال حصب في الارض ذهب والحصب مشتق من الحصباء والحجارة تارة مرة وجماعة تيرة وتارات لاحتنكن لاستاصلنهم يقال احتنك فلان ما عند فلان من علم استقصاه طائره حظه

اور کہف اور مریم کے بارے میں فرمایا کہ یہ پہلی عمدہ سور توا
میں سے ہیں۔اور قصص انبیا اور اخبار امم کے اعتبار سے قد
ہیں۔اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ ینغضون کے معنی حرکت
دینے کے ہیں۔اور غیر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نغضت سند
جب دانت اپنی جگہ پر ٹھہرتے ہوئے حرکت کرنے لگے
قضینا کے اس جگہ معنی خبر دینے کے ہیں ویسے قضا کئی معانی میں
آتا ہے۔قضی ربک یعنی تیرے رب نے حکم دیا۔اور ایک معن
ان میں سے فیصلہ کرنے کے بھی ہیں۔جیسے یقضی بینہم اور ایک
معنی پیدا کرنے کے بھی ہیں۔جیسے فقضاهن سبع سموات او خلقھ
نفیرا قوم اور قبیلہ کا وہ شخص جو کسی کے ساتھ چل پڑے لیتبرو
جو سرکشی کرے اسکو ہلاک وبرباد کردے۔حصیرا باندھنے کی
جگہ۔فحق بمعنے وجب میسور بمعنے نرم بات خطاء گناہ کے معن
ہیں۔یہ خطئت کا اسم ہے اور خطأ بفتح الخا اسکی مصدر ہے گناہ کے
معنی ہیں۔اور خطئت بمعنے اخطئت کے متعدی رہے۔لن تخرق
خرق کے معنی پھاڑنا منقطع کرنا۔واذھم نجوی۔یہ ناجیت بمعن
سرگوشی کرنا کی مصدر ہے جس سے ان کا حال بیان کیا ہے کہ و
آپس میں سرگوشی کرتے ہیں۔رفاتا ریزہ ریزہ کرنا۔استفز
دوڑ آنا۔خیل گھوڑے والرجل اور رجالہ بمعنے پیدل جس کا واح
راجل ہے۔جیسے صاحب کی جمع صحب اور تاجر کی جمع تجر آتی ہے
حاصبا وہ سخت آندھی جو کنکریاں اڑانے والی ہو۔حاصب اسی ہو
کو کہتے ہیں جو کنکریاں اڑائے اسی سے حصب جہنم ہے یعنی ج
ایندھن جہنم میں پھینکا جائے وہ حصب ہے اور حصب فی الارض
اس وقت کہتے ہیں جب زمین میں چلا جائے۔اور حصب حصبا
سے مشتق ہے۔پتھر کی کنکریاں۔تارۃ باری کے معنی میں ہیں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِى الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حُجَّةٌ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ لَمْ يُحَالِفْ اَحَدًا ......

جسکی جمع تارات اور تیر کی آتی ہے۔ لاحتنکن یعنی جڑ اکھیڑ کر رکھ دونگا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ فلاں کے پاس جو کچھ علم تھا فلاں اس کی انتہا کو پہنچ گیا۔ طائرہ کے معنی حصہ کے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی سلطان کا لفظ آیا ہے اس کے معنی حجۃ اور دلیل کے ہیں۔ ولی من الذل ذلت کا والی جو کسی سے حلف عہد معاہدہ نہ کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ علو مفعول لقوله يدمروا ۶۸۳۔ ۲۷ از شیخ زکریاؒ اور امام بخاریؒ نے ليتبروا کی تفسیر يدمروا سے کی ہے۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے تنبیہ فرمائی کہ ماعلوا اس کا مفعول ہے اور ما سے شہر مراد ہیں جن پر ان کا غلبہ ہوا۔ چنانچہ صاحب جلالین فرماتے ہیں ليتبروا ای يهلكوا ماعلوا ای ماغلبوا عليه صاحب جمل نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ اور امام راغب فرماتے ہیں تدمیر کے معنی کسی شے پر ہلاکت کو داخل کرنا ہے۔

باب قوله اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام

حدیث (۴۳۵۶) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِهٖ بِاِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرَائِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں جس رات آپ کو سیر کرائی گئی آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو پیالے شراب اور دودھ کے لائے گئے۔ جن کی طرف آپؐ نے دیکھا پھر ان میں سے دودھ کے پیالے کو لے لیا۔ جبرائیلؑ نے فرمایا۔ کہ اس اللہ کے لئے حمد و ثنا ہے۔ جس نے آپ کو فطری امر کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اگر آپؐ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ غوت امتك۔ وجہ یہ ہے کہ نبیؑ اور امت میں درخت اور دانے کی نسبت ہے۔ نبی جو فعل کرے گا اس کا امت پر اثر پڑے گا اگر بالفرض آپؐ شراب کو پی لیتے تو امت کا میلان بھی آپؐ کے میلان کی وجہ سے خمر کی طرف ہو جاتا۔

حدیث (۴۳۵۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِى الْحِجْرِ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے میں نے سنا جبکہ قریش نے معراج کے بارے میں مجھے جھٹلادیا تو میں حطیم کے اندر کھڑا ہو گیا۔

فَجَلَّى اللهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ .....

اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس جو میرے لئے کھول دیا تو میں اس بیت المقدس کی نشانیوں کو دیکھ دیکھ کر ان کو بتلاتا تھا اور

یعقوب بن ابراہیم کی سند میں ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جبکہ بیت المقدس کی طرف مجھے سیر کرائی گئی۔ نحو اور قاصف کے معنی ہر وہ آندھی جو جس چیز پر گذرے اسے توڑ کے رکھ دے۔

باب ولقعد کرمنا بنی آدم کرمنا

وَاَكْرَمْنَا وَاحِدٌ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ عَذَابَ الْحَيٰوةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ خِلَافَكَ وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ وَنَاٰى تَبَاعَدَ شَاكِلَتِهٖ نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكْلِهٖ صَرَّفْنَا وَجَّهْنَا قَبِيْلًا مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيْلَ الْقَابِلَتُه لِاَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتُقْبِلُ وَلَدَهَا خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ اَنْفَقَ الرَّجُلُ اَنْفَق وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ قَتُوْرًا مُقَتِّرًا الانفاق لِلْاَذْقَانِ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْفُوْرًا وَافِرًا تَبِيْعًا ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيْرًا خَبَتْ طَفِئَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تُبَذِّرْ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ رِزْقٍ مَثْبُوْرًا مَلْعُوْنًا لَا تَقْفُ لَا تَقُلْ فَجَاسُوْا تَيَمَّمُوْا يُزْجِي الْفُلْكَ يُجْرِي الْفُلْكَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ الْوُجُوْهِ.....

ترجمہ۔ کرمنا اور اکرمنا ایک معنی ہیں۔ عزت دینا۔ ضعف الحیٰوۃ سے مراد زندگی اور موت کا عذاب مراد ہے۔ خلافک اور خلفک دونوں برابر ہیں تیرے پیچھے نای کے معنی دور ہونا شاکلتہ کے معنی کنارہ۔ شکلتہ سے مشتق ہے کہ میں نے اس سے کنارہ کشی کی۔ صرفنا پھیر دیا متوجہ کیا قبیلا کے معنی سامنے دیکھنا قابلہ کو دایا بھی اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ والدہ کے سامنے ہوتی ہے۔ اور اس کے بچے کا استقبال کرتی ہے خشیۃ الانفاق جب آدمی خرچ کرتا ہے تو مفلس ہو جاتا ہے۔ نفق الشی جب کوئی چیز چلی جائے۔ قتورا کنجوسی کرنے والا اذقان ذقن کی جمع ہے دونوں جبڑوں کے جمع ہونے کی جگہ (ٹھوڑی) اور مجاہد کی تفسیر ہے موفورا بمعنے پورا۔ تبیعا بدلہ لینے والا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مدد کرنے والا کے معنی ہیں خبت بجھ جانا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں لاتبذر غلط طریقہ پر خرچ نہ کرو ابتغاء رحمۃ رزق طلب کرنا۔ مثبورا معنی ملعون. لاتقف بمعنے نہ کہہ فجاسوا قصد کرنا یزجی الفلک کشتیوں کو چلاتا ہے یخرون للاذقان چہروں کے بل گرتے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ قولہ وقیل القابلہ ص ۶۸۴ ۔ ۱۴۔ یہاں سے آیت کی تفسیر کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ قبیلا کی مناسبت سے دائی کو قابلہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بھی بالمقابل سامنے ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا کی تفسیر میں جلالین کے اندر ہے۔ مقابلہ وعیانا چنانچہ امام بخاریؒ نے بھی معائنہ مقابلہ سے تفسیر کی ہے۔ قیل القابلہ۔ سے توہم پیدا ہوتا تھا کہ شاید یہ بھی قبیلہ کی تفسیر ہے۔ تو قطب گنگوہیؒ نے اس وہم کا دفعیہ کردیا کہ یہ تفسیر نہیں بلکہ مقابلہ کہ مناسبت سے قابلہ کا ذکر آگیا۔ کہ وہ بھی فرج کے سامنے ولادت کے وقت بیٹھتی ہے۔ چنانچہ عینی میں ہے۔ کہ قابلہ وہ عورت ہے جو عند الولادۃ بچہ کو لیتی ہے اس کا استقبال کرتی ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ آیت کے اندر لفظ قبیل بمعنے مقابلہ کے ہے قبیل قابلہ کے معنی میں بھی آتا ہے اگرچہ وہ اس جگہ مراد نہیں ہے۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے قبیل اور قبول قابلہ کو کہتے ہیں۔

باب قَوْلِهٖ وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الْاٰيَةَ

حدیث (۴۳۵۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ اِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ کو جب وہ مالدار ہو جاتے تھے تو کہتے تھے کہ امر بنو فلاں۔ کہ فلاں قبیلہ امیر ہو گیا۔ اور حمیدی کی سند میں صرف امر ہے۔

باب قوله ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا

حدیث (۴۳۵۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا ذَالِكَ يُجْمَعُ النَّاسُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا۔ پس آپ کی طرف بازو کا گوشت اٹھا کر لایا گیا جو آپ کو پسندیدہ تھا۔ جس میں سے آپؐ نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس وجہ سے ہوگا سب لوگ جمع ہونگے۔ پہلے پچھلے سب ایک میدان میں جمع ہونگے جن کو پکارنے والا سنا سکے گا اور آنکھ ان میں سرایت کر جائے گی اور سورج بہت قریب ہو جائے گا۔ تو لوگوں کو

8/1

مِنَ الْغَمِّ والكرب مالايطيقون ولايحتملو ن
فَيَقُوْلُ النَّاسِ اَلَاتَرَوْنَ مَاقَدْ بَلَغَكُمْ اَلَاتَنْظُرُوْنَ مَنْ
يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ
عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَأْتُوْ نَ آدَمَّ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ
اَبُوالْبَشَرِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ
وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَفَسَجَدُوْالَكَ اشْفَعْ لَنَااِلٰى رَبِّكَ
اَلَاتَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ اَلَاتَرٰى اِلٰى مَاقَدْبَلَغَنَا
فَيَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ
يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَد
نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْ ا
اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْ ا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْ نَ نُوْحًا
فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحِ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ فِيْ اَهْلِ
الْاَرْضِ قَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًاشَكُوْرًااِشْفَعْ لَنَا اِلٰى
رَبِّكَ اَلَاتَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ
غَضِبَ الْيَوْ مَ غَضَبًالَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ
يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ
دَعَوْتُهَاعَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْ اِلٰى
غَيْرِيْ اذْهَبُوْااِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ
يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَ رْضِ
اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ
لَهُمْ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًالَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ

اندوہ اور پریشانی اسقدر پہنچے گی جس کی وہ لوگ نہ طاقت رکھیں گے اور نہ اسے برداشت کر سکیں گے پس لوگ کہنے لگیں گے کہ کیا تم اس کو دیکھتے نہیں ہو جو تمھیں پہنچ چکی پس کوئی ایسا شخص دیکھو جو تمھارے رب کی طرف تمھاری سفارش کرے تو ایک دوسرے کو کہیں گے کہ۔ حضرت آدمؑ کے پاس جاکر فریاد کرو پس وہ آدمؑ کے پاس آئیں گے ان سے کہیں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے دست قدرت سے تمھیں پیدا کیا۔ اور اپنی روح تمھارے اندر پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا جنہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ پس آپ اپنے رب کی طرف ہماری سفارش کریں۔ کیا آپ اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم لوگ مبتلا ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ کس حد تک ہم تک پہنچ چکی ہے تو حضرت آدمؑ فرمائیں گے کہ میرے رب آج اسقدر غضبناک ہیں کہ اس سے پہلے اس جیسا غصہ کبھی نہیں آیا اور نہ ہی اس کے بعد ایسا غصہ کبھی آئیگا۔ اور یہ کہ مجھے اس سے درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا۔ مگر میں نے کہانہ مانا پس مجھے تو اپنی ذات کی فکر پڑی ہے تین مرتبہ فرمائیں گے۔ تم میرے سوا کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے اے نوح علیہ السلام بیشک آپ تو زمین والوں کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں۔ اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے عبد شکور کہہ کر ذکر فرمایاہے۔ پس آپ ہمارے لئے اپنے رب کے پاس سفارش کریں۔ کیا آپ اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جس میں لوگ مبتلا ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ میرا رب آج اسقدر غصہ میں ہے کہ ایسا اس سے پہلے کبھی غضبناک نہ ہوئے تھے۔

مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ اِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا عِيْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا اَلَا تَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَانَحْنُ فِيْهِ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَاحِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَابَيْنَ

اور نہ ہی اس کے بعد ایسے کبھی غضبناک ہو نگے۔ مجھے تو ایک دعا کا اختیار تھا جس کو میں اپنی قوم کے خلاف استعمال کر چکا۔ اب تو مجھے اپنی ذات کی فکر پڑی ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ پس لوگ ان کے پاس آکر کہیں گے اے ابراہیمؑ! کہ آپ اللہ کے نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ جو زمین والوں کی طرف بھیجے گئے۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کے پاس سفارش کریں۔ کیا آپ اس مصیبت کو نہیں دیکھ رہے جس میں ہم لوگ مبتلا ہیں۔ وہ ان سے فرمائیں گے۔ کہ میرا رب آج اسقدر ناراض ہے ایسا غصہ آپ کو نہ ہی پہلے آیا اور نہ کبھی بعد میں آیگا میں تو بظاہر تین جھوٹی باتیں کہہ چکا ہوں جن کو ابو حبان راوی نے حدیث میں بیان کیا ہے۔ مجھے تو اپنی ذات کی فکر ہے۔ تو میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰ کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کو اللہ تعالے نے اپنی رسالت اور ہمکلامی سے لوگوں پر نوازا ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کریں۔ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ پس فرمائیں گے کہ میرا رب آج اسقدر غصہ میں ہیں کہ آج سے پہلے اور آج کے بعد ایسے غضبناک کبھی نہیں ہوئے۔ میں تو ایک ایسے جی دار کو قتل کر چکا ہوں جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں تھا۔ مجھے تو اپنی پڑی ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ تو وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاکر ان سے کہیں گے کہ اے عیسیٰؑ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کا وہ کلمہ ہیں جن کو اس سے حضرت بی بی مریمؑ کی طرف ڈالا اور آپ نے

8/2

الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى.....

لوگوں سے اس وقت کلام کیا جبکہ آپ گہوارے میں تھے اور بالکل بچے تھے ۔آپ ہمارے لئے سفارش کریں ۔جس حال میں ہم لوگ ہیں کیا آپ اس کو نہیں دیکھ رہے تو حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ آج میرا رب اسقدر غضبناک ہے۔ کہ ایسا غصہ نہ کبھی پہلے آیا اور نہ کبھی ایسا بعد میں آیئگا۔ اور آپ نے کسی گناہ کا تو ذکر نہ کیا البتہ پھر بھی نفسی نفسی کہتے رہے۔ فرمایا میرے غیر کے پاس جاؤ بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں جاؤ لوگ جناب محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ اور آکر کہیں گے کہ اے محمد ﷺ ! آپ تو اللہ کے رسول ہیں۔ اور خاتم الانبیا ہیں۔ جنکی اگلی پچھلی لغزشیں اللہ تعالے نے معاف کر دی ہیں۔ آپ اپنے رب کی طرف ہماری سفارش کریں۔ جس حال میں ہم ہیں۔ کیا آپ اسکو نہیں دیکھ رہے تو میں چل پڑوں گا۔ اور عرش الٰہی کے نیچے آکر اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤنگا۔ پھر اللہ تعالے میرے اوپر اپنی تعریفات کو کھول دیگا اور اپنے حسن کی تعریف کے وہ کلمات کھول دیگا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولے ہونگے بعد ازاں کہا جائیگا اے محمد ! اپنا سر اٹھاؤ جو مانگو گے دیا جائیگا۔ جس کی سفارش کروگے قبول کی جائیگی۔ تو میں اپنا سر اٹھاتے ہوئے کہونگا اے میرے رب میری امت کی بخشش کر دے اے میرے رب میری امت کی بخشش کر دے تو حکم ہوگا کہ اے محمد ﷺ ! کہ جنت کے دروازوں سے دائیں جانب کے دروازے سے اپنی امت کے ان لوگوں کو داخل کیجئے جن پر کوئی حساب نہیں ہے۔ اور وہ لوگ اس کے سوا دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے شریک ہونگے پھر فرمایا قسم ہے اس ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ جنت کی دہلیزوں میں سے چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جس قدر مکہ اور حمیر کے درمیان ہے۔ یا جتنا مکہ اور بصری کے درمیان ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اول الرسل اس لئے کہا گیا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام تو صرف اپنی اولاد کی طرف مبعوث ہوئے۔ جو کفار نہیں تھے ۔بلکہ ان کو حکم تھا کہ اپنی اولاد کو ایمان اور اطاعت الٰہی کی تعلیم دیں۔ اسی طرح حضرت ادریسؑ اور شیثؑ کا حال تھا۔ بخلاف نوحؑ کے کہ ان کو کفار اہل ارض کی طرف مبعوث کیا گیا۔ جنہوں نے سب سے زیادہ مدت پائی اور سخت اذیتیں برداشت کیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی گناہ ذکر نہیں ہوا۔ البتہ نسائی میں ہے کہ مجھے الٰہ بنایا گیا اور یہ بھی روایات میں آیا ہے کہ آج اگر اللہ تعالے میری مغفرت کر دے تو مجھے یہی کافی ہے اور حمیر قبیلہ کا شہر صنعا مراد ہے اور بصری شام کا شہر ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا

حدیث (۴۳۶۰) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ الْقِرَاۃُ فَکَانَ یَاْمُرُ بِدَابَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَکَانَ

ترجمہ ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ جناب اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ پر زبور کا پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا چنانچہ جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے تھے

يَقْرَأُ قَبْلَ اَنْ يَفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ ... تو وہ قرآن کو زین کے جانے سے پہلے پہلے پڑھ لیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ زبور کا معنی مکتوب ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر جو کتاب اتاری گئی اسکی ڈیڑھ سو سورتیں تھیں جن میں نہ کوئی حکم تھا نہ حلال اور حرام تھا سب کی سب آیات وسور تسبیحات اور تحمیدات پر مشتمل تھیں جن کو وہ طی زبان کی وجہ سے تھوڑی دیر میں پڑھ لیتے تھے

باب قوله قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا۔

حدیث (۴۳۶۱) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْاَشْجَعِيُّ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الاية

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ انسانوں میں سے جنوں کی عبادت کرتے تھے جن تو مسلمان ہو گئے۔ لیکن یہ لوگ اپنے دین پر ڈٹے رہے اشجعی نے قل ادعوا کے الفاظ زائد نقل کئے۔

باب قوله اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ

حدیث (۴۳۶۲) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ كانوا يَعْبُدُوْنَ فَاَسْلَمُوْا ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ الذین یدعون آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جنوں کے کچھ لوگوں کی عبادت کی جاتی تھی جو مسلمان ہو گئے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا جو قول بیان ہوا ہے وہ اگلی آیت کے مطابق ہے جس کو اس جگہ لانے کی وجہ مصنفؒ نے ذکر دی۔ کہ اشجعی نے قل الدعوا۔ کی زیادتی کی ھے جس سے ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت ہو جاتی ہے۔ یعنی الی ربھم الوسیلۃ کی تفسیر میں ابن مسعودؓ کا قول مطابق ہے۔ کہ جن تو مسلمان ہو گئے لیکن انسان عابدین نے جن معبودین کی پیروی نہ کی اور وسیلہ کے معنی قربت کے ہیں۔

باب قوله وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

حدیث (۴۳۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ وما جعلنا الرؤیا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس رؤیا سے رؤیا قلبی نہیں بلکہ رؤیا بصری

اُرِیَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ... الحدیث .

مراد ہے جو لیلۃ الاسرا میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دکھلایا گیا اور شجر ملعونہ سے زقوم (تھوہر) کا درخت مراد ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ رؤیا کا اطلاق رؤیا قلبی اور بصری دونوں پر ہوتا ہے۔ رؤیا عین تو باعث فتنہ ہے۔ رؤیا قلبی باعث فتنہ نہیں بن سکتا۔ اس سے اہل السنۃ والجماعۃ نے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا معراج جسمانی ہے۔ روحانی نہیں۔ روایت نہایت قوی ہے اور آیت اسی پر دلالت کرتی ہے جس کو حضرت ابن عباسؓ فرمار ہے ہیں۔

باب قَوْلِهٖ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ مُجَاهِدٌ صَلٰوةُ الْفَجْرِ

حدیث (۴۳۶۴) حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ . عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ فَضْلُ صَلٰوةِ الْجَمِیْعِ عَلٰی صَلٰوةِ الْوَاحِدِ خَمْسَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَّتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ اقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۔ الاية

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جماعت کی نماز کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے پر پچیس درجہ زیادہ ہے۔ اور رات اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے تھے اگر تم چاہو تو دلیل میں یہ آیت پڑھ لو۔ کہ فجر میں قران پڑھنا حاضر کیا ہوا ہے۔ کہ اس پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں چونکہ پہرہ بدلتا ہے۔

باب قَوْلِهٖ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

حدیث (۴۳۶۵) حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبَانٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جُثًی كُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِیَّهَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اشْفَعْ یَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ الشَّفَاعَةُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذٰلِكَ یَوْمَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگ قیامت کے دن جماعتیں بن بن کر پھر رہے ہونگے یہانتک کہ ہر امت پہلے اپنے نبی کی اتباع میں جائینگے کہیںگے اے فلاں! ہماری سفارش کر اے فلاں نبی ہماری سفارش کر یہانتک کہ سفارش جناب نبی اکرم ﷺ تک پہنچے گی پس وہ مقام شفاعت ہے۔ جس مقام محمود پر اللہ تعالے آپؐ کو فائز کریگا۔

حدیث (۴۳۶۶) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شخص اذان سننے کے بعد

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ حَمْزَةُ (الخ)

یہ دعا مانگے کہ اے اللہ جو اس مکمل دعا کا اور قائم ہونے والی نماز کا رب اور مالک ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ قرب اور برتری عطا فرما۔ اور آپؐ کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائیگی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ملا علی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ والدرجۃ الرفیعہ کی زیادتی جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کو میں نے کسی روایت میں نہیں دیکھا۔

باب قوله وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا يَزْهَقُ يَهْلِكُ

حديث (۴۳۶۷) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ. عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ.....

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ مورتیاں رکھی ہوئی تھیں جن کو آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے چوک دیتے تھے تو وہ زمین پر گر جاتی تھی۔ آپؐ فرماتے تھے حق آگیا باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل مٹنے والا ہے۔ حق آگیا باطل نہ اب ظاہر ہوگا اور نہ واپس آئیگا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ باوجودیکہ مورتیاں اور بت شیشے کے ساتھ دیواروں میں جمادئے گئے تھے لیکن وہ آپ کی لکڑی کے اشارہ سے گر پڑتے تھے۔ یہ آپ کا معجزہ تھا ورنہ ان کا گرانا ممکن تھا۔

باب قَوْلِهٖ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ

ترجمہ۔ روح کے بارے میں یہ لوگ آپؐ سے سوال کرتے ہیں۔

حديث (۴۳۶۸) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ اِذْ مَرَّ الْيَهُوْدُ فَقَالَ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک کھیتی میں تھا جبکہ آپؐ ایک کھجور کی ٹہنی کا سہارا لئے ہوئے تھے کہ یہود کی

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ مَارَابَكُمْ اِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَايَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالُوْا سَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَاَمْسَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِيْ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْىُ قَالَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الاية).....

کی ایک جماعت کا گذر ہوا وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کرو تو ایک نے کہا کہ تمھیں اس کی طرف کیا فکر ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ آپؐ کہیں کوئی ایسا جواب نہ دے دیں جس کو تم ناپسند کرو۔ بہر حال فیصلہ ہوا سوال کرنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے روح کے بارے میں آپؐ سے سوال کیا۔ آپ نبی اکرم ﷺ جواب دینے سے رک گئے کوئی جواب نہ دیا میں سمجھ گیا کہ آپؐ پر وحی ہو رہی ہے۔ تو میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آیت پڑھی ترجمہ۔ یہ لوگ آپؐ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں آپؐ فرمادیں کہ وہ میرے رب کے حکم میں سے ہے۔ تمھیں تو بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَلَاتَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَاتُخَافِتْ بِهَا

حدیث (۴۳۶۹) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَاتَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ. قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ ﷺ وَلَاتَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ اَىْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَاتُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَاتُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰالِكَ سَبِيْلًا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ ولاتجهر بصلوتك کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب جناب رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں چھپے ہوئے ہوتے تھے جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قران مجید پڑھتے وقت اپنی آواز کو بلند کرتے تھے جب کفار مشرکین سن لیتے تو قران مجید کو اس کے اتارنے والے کو اور جو اسے لے آیا ہے ان سب کو گالی دیتے تھے۔ تو اللہ تعالے نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ نماز میں اپنی قراۃ کو بلند آواز سے نہ پڑھو۔ کہ جسے مشرکین سن کر قران کو گالی دینے لگیں۔ اور نہ ہی اپنے اصحاب سے اتنا آہستہ پڑھو کہ ان کو سنا نہ سکو۔ بلکہ جہر اور مخافتہ کے درمیان ایک راستہ تلاش کرو۔

حدیث (۴۳۷۰) حَدَّثَنِیْ طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ ولاتجهر بصلاتك قَالَتْ اُنْزِلَ ذٰلِكَ فِي الدُّعَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ولاتجهر بصلوتك یہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ دعا نہ اونچی آواز میں ہو نہ پست میں بلکہ درمیانی حالت ہو۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ بَاخِعٌ مُهْلِكٌ اَسَفًا نَدَمًا الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيْمُ الْكِتَابُ مَرْقُوْمٌ مَكْتُوْبٌ مِنَ الرَّقْمِ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَا اَنْ رَبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا شَطَطًا اِفْرَاطًا اَلْوَصِيْدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ مُؤْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ اٰصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَهُ بَعَثْنَاهُمْ اَحْيَيْنَاهُمْ اَزْكٰى اَكْثَرُ وَيُقَالُ اَحَلُّ وَيُقَالُ اَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ لَمْ تَنْقُصْ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيْمُ اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ اَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهٖ فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا وَقَالَ غَيْرُهُ وَاَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْئِلًا مَحْرِزًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا لَا يَعْقِلُوْنَ .....

ترجمہ۔ مجاہد تقرضھم کی تفسیر تترکھم سے کرتے ہیں کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑ دے ثمر کے معنی سونے اور چاندی کے ہیں۔ اور غیر مجاہد نے کہا کہ ثمر ثمرہ کی جمع ہے۔ باخع کے معنی ہلاک کرنے والا۔ اسف۔ کے معنی پشیمانی اور کہف پہاڑی غار کو کہتے ہیں۔ رقیم کے معنی کتاب کے ہیں۔ جو رقم سے مشتق ہے۔ مرقوم بمعنے مکتوب۔ ربطنا علی قلوبھم کہ ہم نے ان کے دلوں میں صبر القا کیا۔ جیسے لولا ان ربطنا علی قلبھا۔ حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں ہے۔ شططا کے معنی زیادتی کے ہیں۔ وصید۔ گھر کے صحن کو کہتے ہیں۔ جس کی جمع وصائد اور وصد آتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وصید کے معنی دروازے کے ہیں۔ مؤصدۃ اسی سے ہے جس کے معنی ڈھکا ہوا آصد الباب ہمزہ اور واؤ دونوں سے مستعمل ہے۔ بعثناھم کے معنی ہیں ہم نے ان کو زندہ کیا۔ اور ازکی کے معنی اکثر کے ہیں اور بعض نے زیادہ حلال کے معنی کئے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ جو زیادہ برکت والا ہو۔ ابن عباسؓ اکلھا۔ تینوں پر رفع پڑھتے ہیں۔ لم تظلم کے معنی ہیں کمی نہیں ہوئی۔ اور سعید نے ابن عباسؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے۔ الرقیم کہ تانبے کی ایک تختی تھی جس پر حاکم وقت نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اسے اپنے خزانہ میں محفوظ کر لیا تھا فضرب اللہ علی آذانھم۔ کہ مطلب یہ ہے کہ وہ پوری طرح سو گئے۔ اور غیر ابن عباس کی تفسیر ہے الت ماضی۔ اور تئل مضارع کے معنی نجات دینے کے ہیں۔ یعنی موئل کے معنی نجات کی جگہ اور مجاہد کی تفسیر میں موئلا کے معنی حفاظت کی جگہ کے ہیں لایستطیعون السمع سے

مراد یہ ہے کہ وہ سمجھتے نہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ رقیم رقم سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی لکھنے کے ہیں۔ان حضرات کو اصحاب کہف بھی کہا جاتا ہے۔اور اصحاب رقیم یہ چند نوجوان تھے جو توحید کے عقیدہ کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے چھپ گئے۔بادشاہ وقت نے ان کے نام لکھوا کر خزانہ میں رکھوا لئے تھے۔ جیسے شق القمر کا واقعہ لکھا ہوا چین اور مالابار کے خزانہ میں پایا گیا۔ جس کی بنا پر مالابار کا بادشاہ مسلمان ہو گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لہ ثمر ص ۶۸۷۔۳ کیونکہ دونوں پتھر پھلوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔اس لئے ثمر کی تفسیر ذھب اور فضہ سے کی گئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام راغبؒ بھی فرماتے ہیں۔ کہ ثمر ثمار کے معنی میں ہے۔اور اس سے مال فائدہ بخش مراد ہے۔ نیز ثمر درخت کے ہر اس فائدہ کا نام ہے جسے کھایا جائے۔ مفرد ثمر اور جمع ثمار اور ثمرات ہے۔اور حافظؒ نے مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ قران مجید میں جہاں کہیں ثمر بضم الثاءَ ہے اس سے مراد مال ہے۔اور جو بفتح الثاءَ ہے اس سے نبات مراد ہے۔ تو شراحؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ ثمر کے معنی میں اختلاف ہے۔ درخت کے پھل کو بھی ثمر کہتے ہیں۔اور مال ذھب وفضہ کو بھی ثمر کہتے ہیں۔ بعثناھم ص ۶۸۷۔۶

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں بعث سے بعث بعد الموت مراد نہیں بلکہ اس نیند سے بیدار کرنا مراد ہے۔ جس میں اصحاب کہف مبتلا تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ اصحاب کہف بادشاہوں کی اولاد تھے جن کا مسئلہ بعث میں اختلاف ہو گیا۔ کہ بعث روح اور جسد دونوں کا ہو گا۔یا صرف روح کا ہو گا۔ تو اللہ تعالے نے ان پر موت طاری کر کے بعد ازاں انہیں زندہ کر کے دکھلا دیا کہ روح اور جسد دونوں کا احیاء ہو گا۔تحسبھم ایقاظا وھم رقود۔اسی پر دال ہے۔اور قطب گنگوہیؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ احیاء سے مراد ایقاظ من المنام مراد ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

حدیث (۴۳۷۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ وَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ.....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور فاطمہؓ کو رات کے وقت بیدار کر کے فرمایا۔ کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہماری ارواح اللہ کے قبضہ میں ہیں۔بیدار کرنا نہ کرنا اس کے اختیار میں ہے جس پر آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی کہ انسان جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ روایت میں اختصار ہے حضرت علیؓ کے جواب پر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ حضرت علیؓ تشریعات کو تقدیر سے رد کر رہے ہیں حالانکہ تقدیر تو صرف پریشانی کو دفع کرنے کے لئے ہوتی ہے حکام شرعیہ سے تکوینی امور سے بچنے کیلئے تقدیر کی وضع نہیں ہے۔ بلکہ رنج وغم کے افراط اور خوشی کے افراط کے لئے ہے۔ اگر احکام شرعیہ میں بھی تقدیر کو استعمال کیا جائے تو پھر انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد فوت ہو جائیگا۔ رجما بالغیب جو واضح نہ ہو۔ فرطا۔ بمعنے ندامت اور پشیمانی۔ سرادقھا۔ میں ضمیر نار کی طرف راجع ہے جس کے سرا پردہ بھی دنیا کے سرا پردہ کی طرح ہیں۔ وہ حجرہ جس کو قناتوں سے گھیر لیا جائے۔ یحاورہ۔ محاورہ سے ہے۔ باہمی باتیں کرنا۔ لکنا ھواللہ ربی۔ اصل میں لکن انا ھواللہ ربی تھا۔ الف کو تخفیف کے لئے حذف کر کے ایک نون کو دوسرے میں مدغم کر دیا گیا۔ اس طرح لکنا بن گیا۔ زلقا۔ پھسلنا۔ جس میں قدم نہ جم سکے۔ ھنالک الولایۃ یہ ولی کی مصدر ہے۔ عقبا۔ عاقبۃ عقبی اور عقبہ ایک ہیں جس کے معنی آخرت کے ہیں۔ قبلا۔ قبلا۔ اور قبلا۔ تینوں لغات ہیں جس کے معنی نئے سرے سے کرنے کے ہیں۔ لید حضوا۔ زائل کریں۔ دحض کے معنی پھسلنے کے ہیں۔

باب قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۔ زمانہ اور اس کی جمع احقاب آتی ہے۔

حدیث (۴۳۷۲) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰىؑ قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اِنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى يَارَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهٖ قَالَ تَاْخُذُ مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهٗ

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا۔ کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ خضرؑ والے وہ موسیٰ بنو اسرائیل والے نہیں ہیں۔ کوئی دوسرے ہیں۔ جس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس اللہ کے دشمن نے ٹھیک نہیں کہا۔ مجھے تو حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن بنی اسرئیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں کونسا آدمی زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ جس پر اللہ تعالےٰ ناراض ہوئے کہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف کیوں نہ لوٹایا۔

فِیْ مِکْتَلٍ فَحَیْثُ مَافَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِیْ مِکْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ بِفَتَاهُ یُوْشَعَ ابْنِ نُوْنٍ حَتّٰی اِذَا اَتَیَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِی الْمِکْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِی الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا وَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جِرْیَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَیْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ نَسِیَ صَاحِبُهٗ اَنْ یُّخْبِرَهٗ بِالْحُوْتِ فَانْطَلَقَا بَقِیَّةَ یَوْمِهِمَا وَلَیْلَتِهِمَا حَتّٰی اِذَا کَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوْسٰی لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَ نَالَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ یَجِدْ مُوْسٰی النَّصَبَ حَتّٰی جَاوَزَ الْمَکَانَ الَّذِیْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ فَقَالَ لَهٗ فَتَاهُ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِیْهُ اِلَّا الشَّیْطَانُ اَنْ اَذْکُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ فَکَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَلِمُوْسٰی وَفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوْسٰی ذٰلِكَ مَا کُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّ اعلٰی آثَارِهِمَا قصصا قال رجعا یقصان اثارهما حَتّٰی اَنْتَهَیَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُسَجًّی ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَیْهِ مُوْسٰی فَقَالَ الْخَضِرُ وَاَنّٰی بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ نَعَمْ اَتَیْتُكَ لِتُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا

واللہ اعلم کہہ دیتے۔ تو اللہ تعالے نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ موسی علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ فرمایا تو ایک بڑی مچھلی اپنے ہمراہ لیکر اسے زنبیل میں ڈال دے پس جہاں تم اس مچھلی کو گم پاؤ پس وہی تمہارا منزل مقصود ہے انہوں نے بھون بھان کر زنبیل میں ڈال دی پھر چل پڑے اور آپ کے ہمراہ آپ کا شاگرد نوجوان یوشع بن نون بھی چل پڑا یہاں تک کہ جب صخرۃ تک پہنچے تو دونوں نے سر رکھا اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل کے اندر تڑپی اور اس سے نکل کر سمندر میں جا گری۔ جس نے سرنگ کی طرح سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا کہ اللہ تعالے نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا جو طاق آلے کی طرح ہو گیا۔ پس جب موسی علیہ السلام بیدار ہوئے تو آپ کا ساتھی مچھلی کے متعلق بتلانا بھول گیا تو وہ دونوں بقیہ دن رات چلتے رہے جب دوسری صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ ناشتہ لاؤ۔ ہمیں تو اس سفر سے بہت تھکاوٹ محسوس ہوئی ہے۔ حالانکہ موسیٰ کو اس سے پہلے تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی۔ جبتک اس مکان سے آگے نہ گذر گئے جس کا اللہ تعالے نے انہیں حکم دیا تھا پس شاگرد نے آپ سے کہا کہ دیکھئے جب ہم نے صخرہ (پتھر) کے پاس پڑاؤ کیا تھا۔ تو میں مچھلی کے متعلق بتلانا بھول گیا اور یہ سب شیطان کا کام ہے۔ کہ اس نے آپ سے ذکر کرنا بھلوا دیا وہ مچھلی تو عجیب انداز میں سمندر کے اندر راستہ بنا کر چلی گئی۔ فرماتے ہیں کہ وہ مچھلی کیلئے تو راستہ بنا۔ موسیٰ اور ان کے شاگرد کے لئے تعجب کا باعث بنا جس پر موسیٰ نے فرمایا اسی کو تو ہم طلب و تلاش کر رہے تھے۔

يَا مُوْسٰى اِنِّىْ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَاتَعْلَمُهٗ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَ اللّٰهُ لَااَعْلَمُهٗ فَقَالَ مُوْسٰى سَتَجِدُنِىْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْأَلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ لَمْ يَفْجَأْ اِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُوْمِ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ فِى الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِىْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَهُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ اِذْ اَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهٗ بِيَدِهٖ فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى

تو اپنے نشان قدم پر الٹے واپس لوٹے یہاںتک کہ اس پتھر کے پاس پہنچ گئے۔ اس راستہ کے اندر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آدمی کپڑے سے لپٹا ہوا چت لیٹا ہوا ہے۔ جن پر موسیٰ نے سلام کیا جس پر خضرؑ نے فرمایا کہ اس سرزمین کے اندر سلام کہاں سے آگیا تو انہوں نے فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا موسی ہو اسرائیل! میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں۔ تاکہ ہدایت کی وہ بات جو اللہ تعالے نے آپ کو سکھلائی ہے۔ وہ آپ مجھے بھی سکھلائیں انہوں نے فرمایا۔ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اے موسی! کہ میں اللہ تعالے کے سکھلائے ہوئے ایک علم پر ہوں جس کو آپ نہیں جانتے اور آپ کو جو علم اللہ تعالے نے سکھلایا ہے اسے میں نہیں جانتا۔ تو موسی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ میں آپ کی حکم عدولی نہیں کرونگا۔ تو حضرت خضرؑ نے فرمایا اگر آپ میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو اس وقت کسی چیز کے متعلق سوال نہ کریں جبتک میں خود اس کا آپ سے تذکرہ نہ کروں پس دونوں سمندر کے کنارے چل رہے تھے کہ ایک کشتی کا گذر ہوا جن سے سوار ہونے کے متعلق انہوں نے بات چیت کی جس پر ان لوگوں سے خضرؑ کو پہچان کر بغیر کرایہ کے انہیں سوار کر لیا۔ پس جب یہ دونوں کشتی میں سوار ہوئے۔ تو تھوڑی دیر گذری تھی کہ خضرؑ نے کلھاڑے سے کشتی کے ایک تختہ کو توڑ دیا۔ جس پر موسیٰؑ نے فرمایا ان لوگوں نے بغیر کرایہ کے ہمیں سوار کیا آپ انکی کشتی توڑ پھوڑ کر انہیں غرق کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ایک عظیم کام کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ هٰذَا اَشَدُّ مِنَ الْاُوْلٰى قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَاتُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ نِ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَاَقَامَهُ بِيَدِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى قَوْمٌ اَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُوْنَا وَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ اِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ تَأْوِيْلُ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰى كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَءُ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ......

کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ فرمایا آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ فرمائیں۔ اور مجھے میرے معاملہ میں تنگی کی تکلیف نہ دیں راوی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہلی موسیٰؑ کی بھول تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ایک چڑیا آئی جو کشتی کے ایک کنارے پر آکر بیٹھی اور اس نے سمندر میں سے چونچ مار کر پانی پی لیا جس پر خضرؑ نے فرمایا۔ کہ میرا اور آپ کا علم اللہ تعالےٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا اس چڑیا نے دریا میں سے کمی کر دی ہے۔ پس دونوں حضرات کشتی سے نکل کر ساحل سمندر پر چل رہے تھے۔ کہ خضرؑ نے ایک لڑکے کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کو پکڑا اور اپنے ہاتھ کی مدد سے اسے توڑ کر قتل کر دیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا۔ کہ آپ نے پاکباز جان کو بغیر کسی قصاص کے قتل کر دیا۔ یہ تو آپ نے اوپرا کام کیا فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ یہ اعتراض پہلے سے زیادہ سخت تھا۔ موسیٰؑ نے فرمایا اگر میں نے اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو آپؐ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا آپ کو میرے پاس سے عذر قوی حاصل ہو گیا ہے۔ پس دونوں چل پڑے۔ ایک بستی والوں کے پاس پہنچ کر ان سے کھانا طلب کیا جنہوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ ان دونوں حضرات نے اس بستی کی دیوار کو اس حال میں پایا کہ وہ ٹوٹنا چاہتی تھی۔ یعنی جھکی ہوئی تھی۔ تو حضرت خضرؑ نے کھڑے ہو کر اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا جس پر موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس ہم لوگ آئے پس نہ انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا اور نہ ہماری مہمانداری کی۔ کاش! آپ اس کام پر کچھ اجرت لے لیتے تو ہمیں کھانا خرید کرنے میں مدد حاصل ہوتی فرمایا پس یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے۔ پھر ان تینوں کی تعبیر بتائی کہ جس پر آپ صبر نہ کر سکے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰؑ کچھ اور صبر کر لیتے تو اللہ تعالےٰ ہمیں ان دونوں حضرات کے اور حالات بیان فرماتے۔ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ یہ آیت بھی پڑھتے تھے ترجمہ۔ کہ ان کے آگے

ایک بادشاہ تھا جو صحیح سالم کشتیوں کو چھین لیتا تھا۔ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے۔ ترجمہ۔ کہ وہ لڑکا کافر تھا اس کے ماں باپ مؤمن تھے ممکن ہے بچے کی محبت میں ان کے ایمان کا امتحان ہوتا۔

بَاب قَوْلِهٖ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ

سربا سرنگ کے معنی ہے۔ یسرب چلنا اسی سے سارب با لنہار ہے دن میں چلنے والا۔

حدیث (۴۳۷۳) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سَعِيدٍ قَالَ اَنَا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهٖ اِذْ قَالَ سَلُونِي قُلْتُ اَيْ اَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ نَوْفٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ لَيْسَ بِمُوسٰى بَنِي اِسْرَائِيلَ اَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَاَمَّا يَعْلٰى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُوسٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتّٰى اِذَا فَاضَتِ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلّٰى فَاَدْرَكَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْ رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ قِيلَ بَلٰى قَالَ اَيْ رَبِّ وَاَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ اَيْ رَبِّي اجْعَلْ لِي عَلَمًا اَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ لِي عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ وَقَالَ لِي يَعْلٰى قَالَ خُذْ نُونًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَاَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهٗ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا اُكَلِّفُكَ

ترجمہ۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے گھر میں ان کے پاس تھا کہ آپ نے فرمایا مجھ سے سوال کرو۔ میں نے کہا اے ابو العباس اللہ تعالے مجھے آپ پر قربان کرے۔ کوفہ میں ایک قصہ گو آدمی ہے جس کو نوف کہا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ موسیٰ بنو اسرائیل نہیں ہے۔ البتہ عمرو کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ کے اس دشمن نے جھوٹ کہا یعلی کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابی بن کعبؓ نے حدیث بیان کی فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کو وعظ سنائی۔ یہاںتک کہ لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دل رقیق ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام جب واپس ہوئے۔ تو ایک آدمی ان سے آکر ملا اور کہنے لگا۔ کہ اے اللہ کے رسول! روئے زمین پر کیا کوئی ایسا شخص ہے جو آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو آپؐ نے فرمایا نہیں جس پر اللہ تعالے نے ان پر عتاب فرمایا کہ انہوں نے علم کو اللہ تعالے کے سپرد کیوں نہ کیا۔ کہا کیوں نہیں ایسا آدمی موجود ہے۔ تو انہوں نے پوچھا اے میرے رب وہ کہاں ہے۔ فرمایا مجمع البحرین میں۔ پوچھا اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرمائیں جس کے ذریعے میں اس کو

اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنِیْ بِحَیْثُ یُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِیْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِذْقَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ یُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَیْسَتْ عَنْ سَعِیْدٍ قَالَ فَبَیْنَمَا هُوَ فِیْ ظِلِّ صَخْرَةٍ فِیْ مَكَانٍ ثَرْیَانَ اِذْ تَضَرَّبَ الْحُوْتُ وَمُوْسٰی نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا اُوْقِظُهٗ حَتّٰی اِذَا اسْتَیْقَظَ نَسِیَ اَنْ یُّخْبِرَهٗ وَتَضَرَّبَ الْحُوْتُ حَتّٰی دَخَلَ الْبَحْرَ فَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْیَةَ الْبَحْرِ حَتّٰی كَاَنَّ اَثَرَهٗ فِیْ حَجَرٍ، قَالَ لِیْ عُمَرُ هٰكَذَا كَاَنَّ اَثَرَهٗ فِیْ حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَیْنَ اِبْهَامَیْهِ وَاللَّتَیْنِ تَلِیَانِهِمَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَیْسَتْ هٰذِهٖ عَنْ سَعِیْدٍ اَخْبَرَهٗ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَلٰی طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلٰی كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ مُسَجًّی بِثَوْبِهٖ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهٗ تَحْتَ رِجْلَیْهِ وَطَرَفَهٗ تَحْتَ رَأْسِهٖ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ مُوْسٰی فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ هَلْ بِاَرْضِیْ مِنْ سَلَامٍ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَاْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ اَمَا یَكْفِیْكَ اَنَّ التَّوْرٰاةَ بِیَدَیْكَ وَاَنَّ الْوَحْیَ یَاْتِیْكَ یَا مُوْسٰی اِنَّ لِیْ عِلْمًا لَا یَنْبَغِیْ لَكَ اَنْ تَعْلَمَهٗ وَاِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا یَنْبَغِیْ لِیْ اَنْ اَعْلَمَهٗ فَاَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهٖ

جان سکوں۔ عمرو کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے فرمایا جس جگہ تمھاری مچھلی تم سے جدا ہو جائے وہاں پر وہ اللہ کا بندہ موجود ہے یعلی کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ ایک مردہ مچھلی لے لیں جس جگہ اس میں روح پھونکی جائے۔ وہ مقام ہے۔ تو انہوں نے ایک مچھلی کو لیا اور اسے بھون کر ایک زنبیل میں ڈال دیا۔ اور اپنے نوجوان شاگرد سے فرمایا کہ میں تمھیں اور کوئی تکلیف نہیں دیتا سوائے اس کے کہ جہاں تم سے مچھلی جداء ہو جائے اس مقام کی مجھے اطلاع دینا۔ اس نے کہا کہ یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں ہے پس یہی اللہ عزوجل کا قول ہے۔ اذقال موسی لفتاہ ۔ وہ نوجوان یوشع بن نون تھے۔ اس کی عبارت سعید سے مروی نہیں ہے فرمایا دریں اثنا کہ حضرت موسیٰ ایک تروتازہ مکان جو پتھر کے سائے میں تھے کہ مچھلی تڑپی۔ جبکہ حضرت موسیٰ سوئے ہوئے تھے تو نوجوان شاگرد نے سوچا کہ میں آپ کو بیدار نہ کروں یہانتک کہ آپ خود نہ جاگ اٹھیں جب آپ جاگ اٹھیں گے تو آپ کو اس واقعہ کی اطلاع کر دونگا۔ مچھلی پھڑ پھڑا کر سمندر میں داخل ہو گئی۔ تو اللہ تعالے نے اس سے سمندر کا بہاؤ روک لیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا نشان قدم پتھر میں ثبت ہو گیا ہے اور عمرو کے الفاظ یہ ہیں کہ پتھر میں نشان ایسے پڑ گئے کہ انہوں نے اپنے دونوں انگوٹھوں اور ان دو انگلیوں کے درمیان حلقہ بنالیا جو انگوٹھا کے متصل ہیں۔ تو موسیٰ نے فرمایا ہمیں تو اس سے سخت تھکاوٹ پہنچی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالے تھکاوٹ تمھارے سے دور فرمائے اور یہ سعید سے مروی نہیں ہے۔ کہ شاگرد نے حضرت موسیٰ کو واقعہ کی خبر دی تو دونوں واپس لوٹے اور خضر علیہ السلام کو پالیا۔ عثمان بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ وہ سمندر کے

مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَاعِلْمِي وَعِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ كَمَا اَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ اَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ اِلٰى اَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْاٰخَرِ عَرَفُوْهُ فَقَالُوْا عَبْدُاللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيْدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَانَحْمِلُهٗ بِاَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيْهَا وَتَدًا قَالَ مُوْسٰى اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتِ الْاُوْلٰى نِسْيَانًا وَالْوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَاتُؤَاخِذْنِيْ بِمَانَسِيْتُ وَلَاتُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيْدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُوْنَ فَاَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيْفًا فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَرَءَ هَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ اَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ سَعِيْدٌ اَجْرًا نَاكُلُهٗ وَكَانَ وَرَائَهُمْ وَكَانَ اَمَامَهُمْ قَرَءَ هَا ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُوْنَ عَنْ غَيْرِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ هُدَدُ بْنُ

درمیان ایک سبز رنگ کے غالیچہ پر بیٹھے تھے۔ سعید بن جبیرؒ کے الفاظ ہیں کہ وہ اپنے کپڑے سے اس طرح ڈھکے ہوئے تھے کہ کپڑے کا ایک حصہ تو اپنے دونوں پاؤں کے نیچے کر لیا تھا اور دوسرا کنارہ اپنے سر کے نیچے کر لیا تھا۔ تو حضرت موسیٰ نے ان پر سلام کہا۔ تو انہوں نے اپنا چہرہ کھولا۔ فرمایا کہ میرے ملک میں یہ کیسا سلام ہے۔ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں موسیٰ فرمایا موسیٰ بنو اسرائیل ہیں۔ فرمایا ہاں! فرمایا کیا حال ہے۔ کیسے آنا ہوا فرمایا میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ ہدایت سکھلائیں جو آپ کو سکھلایا گیا ہے۔ فرمایا کیا وہ تورات جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ آپ کو کافی نہیں ہے اور وہ وحی جو آپکے پاس آتی ہے وہ کافی نہیں ہے۔ اے موسیٰ! میرے پاس ایک ایسا علم ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں ہے کہ آپ اسے جانیں۔ اور آپ کے پاس ایسا علم ہے جو میرے جاننے کے لائق نہیں ہے۔ ایک پرندہ نے سمندر سے اپنی چونچ میں پانی لیا۔ خضر فرمانے لگے کہ واللہ میرا اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے۔ جیسا اس پرندہ نے سمندر سے اپنی چونچ میں پانی لیا ہے۔ بہر حال یہ دونوں حضرات ایک کشتی میں سوار ہوئے تو چھوٹی چھوٹی کشتیاں دیکھیں جو اس کنارے کے لوگوں کو اٹھا کر دوسرے کنارے اور اس کنارے کے لوگوں کو اس کنارے پہنچاتے تھے تو انہوں نے آپ کو پہچان لیا۔ کہنے لگے یہ تو اللہ کا نیک بندہ ہے۔ ہم نے سعید سے کہا کہ انکی مراد خضرؑ ہیں فرمایا ہاں! کہا ہم ان کو اٹھا کر لے جانے کا کرایہ نہیں لینگے۔ لیکن انہوں نے کشتی کو توڑ کر اس میں ایک میخ ٹھوک دی اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے کشتی کو اس لئے پھاڑ دیا

9/1 بُدَدٍ الْغُلَامُ الْمَقْتُوْلُ اسْمُهٗ يَزْعُمُوْنَ جَيْسُوْرٌ مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا فَاَرَدْتُّ اِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهٖ اَنْ يَّدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْا اَصْلَحُوْهَا فَانْتَفَعُوْا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ سَدُّوْهَا بِقَارُوْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِ كَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اَنْ يَّحْمِلَهُمَا حُبُّهٗ عَلٰى اَنْ يُّتَابِعَاهُ عَلٰى دِيْنِهٖ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا هُمَا بِهٖ اَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْاَوَّلِ الَّذِيْ قَتَلَ خَضِرٌ وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا اُبْدِلَا جَارِيَةً وَاَمَّا دَاؤُدُ بْنُ اَبِيْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اِنَّهَا جَارِيَةٌ... الحدیث

کہ آپ کشتی والوں کو ڈبو ڈالیں۔ آپ نے تو ایک اوپرا کام انجام دیا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں۔ کہ امرا بمعنے منکرا کے ہے۔ فرمایا۔ میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ ہمارے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ پہلا اعتراض۔ بھول چوک سے۔ دوسرا شرط کے طور پر اور تیسرا جان بوجھ کر تھا چنانچہ فرمایا کہ میری بھول چوک پر آپ گرفت نہ کریں۔ اور میرے معاملہ میں سختی کر کے مجھے تکلیف نہ دیں۔ وہ دونو ایک لڑکے سے ملاقی ہوئے تو خضرؑ نے اسے قتل کر دیا۔ یعلی راوی فرماتے ہیں کہ سعید کے الفاظ ہیں۔ کہ کچھ لڑکوں کو کھیلتے ہوئے پایا تو ایک کافر عقلمند لڑکے کو پکڑ کر اسے لٹا دیا اور اسے چھری سے ذبح کر دیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ آپ نے ایک پاکباز جان کو ناحق قتل کر دیا جس نے کوئی گناہ کا عمل نہیں کیا تھا حضرت ابن عباسؓ اس کو زکیہ زاکیہ پڑھتے تھے جس سے مراد مسلمان ہیں جیسے کہتے ہیں غلاما زکیا پھر وہ دونوں چل پڑے ایک دیوار کو پایا جو ٹوٹنے کی وجہ سے گرنے کا ارادہ رکھتی تھی جس کو آپ نے سیدھا کھڑا کر دیا۔ سعید نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اپنا ہاتھ اونچا کر کے ٹھیک کر دیا۔ یعلی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ سعید نے کہا کہ انہوں نے اپنے دو ہاتھوں سے لیپ کر کے سیدھا کر دیا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ سعید کہتے ہیں کہ ایسی اجرت جس کو ہم کھانے کے لئے استعمال کرتے۔ وکان وراءھم۔ ورائے کے معنی امام یعنی آگے کے ہیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ نے امامھم کی قرأت کی ہے۔ ملک۔ غیر سعید سے مروی ہے کہ وہ بادشاہ ھدد بن بدد تھا اور قتل کیا۔ جانے والا لڑکا کہتے ہیں کہ جیسور تھا۔ بہر حال وہ بادشاہ ہر کشتی کو چھین کر لے لیتا تھا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ جب کشتی اس کے پاس سے گزرے تو عیب ناک ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔ پس جب یہ لوگ اس سے آگے بڑھ جائیں گے تو کشتی کو ٹھیک کر لیں گے اور اس سے نفع حاصل کریں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے شیشہ سے اس سے پر کر لیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے اسے بھر دیا۔ کان ابواہ مومنین۔ لڑکا کافر تھا۔ ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ کافر لڑکا ان کو سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کر دے۔ کیونکہ اس بچہ کی محبت والدین کو اس کے دین اختیار کر لینے پر آمادہ کر دیتی۔ تو ہمارا ارادہ ہوا کہ ان کا رب ان کو ان سے بہتر پاکباز اور جوان پہلے بچہ کی بنسبت زیادہ رحم کرنے والا ہو۔ غیر سعید کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اس بچہ کے بدلے ایک لڑکی عطا فرمائی۔ داؤد بن ابی عاصم بہت سے حضرات سے نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ لڑکی تھی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ سرادق۔ سراپردہ کا معرب ہے۔ سراپردہ وہ قنات جو چاروں طرف کھڑی کی جائے اس کو عربی میں سرادق کہتے ہیں۔اذقال موسى لفتاه كذب عدو الله۔لفظ عدو اللہ کا اطلاق نوف بکالی پر حقیقی معنی میں نہیں ہے۔بلکہ زجر اور تغلیظاً ہے کہ غصہ میں یہ الفاظ استعمال فرمایا۔علے كبد البحر ۔اى وسط البحر ۔حالانکہ آپ صخرۃ پر تھے۔ تو کہا جائے گا کہ محاذی وسط البحر کے معنی ہیں۔یا یہ کہ پہلے وسط میں تھے۔ پھر پتھر پر دیکھا۔تو وسط بحر سے جزیرہ مراد ہو گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ سرادقہا۔ مقصد یہ ہے کہ سرادق کا اطلاق اس مقام پر مجازاً ہے۔کہ سرے سے مراد فصیل اور وہ دیوار ہے جو احاطہ کئے ہوئے ہو۔وجہ یہ ہے کہ اگر حقیقی معنی پر حمل کیا جائے تو پھر حرارت کا نفوذ ممکن نہیں ہو گا۔نیز ! روایات میں تصریح ہے کہ جھنم کے فصیلوں کی چوڑائی اور اس کے باقی طبقات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو سرادق سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جھنم کے سرادق چار دیواریں ہیں۔ جنکی کشادگی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ قال ذكر الناس يو ما۔ قال کا فاعل یا نبی اکرم ﷺ ہیں۔یا راوی ہیں۔پھر موسیٰؑ نے جو سائل کے جواب میں اعلم نفسی فرمائی وہ اپنے گمان کے مطابق فرمائی۔ نفس الامر کے اعتبار سے نفی نہیں فرمائی۔ تو یہ ان روایات کے خلاف نہیں ہو گا۔جس میں هل تعلم احد ااعلم منك۔کیونکہ یہ سوال جواب مجیب کے اعتقاد اور اس کے علم کے مطابق ہے۔خواہ وہ اپنے علم کی تصریح کرے یا نہ کرے۔تو اب ان دونوں جملوں میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔هل تعلم احد ااعلم منك۔اور هل احد اعلم منک۔ کیونکہ ان کا مآل ایک ہے۔ یہی صورت دونوں کے جواب میں ہو گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے تین مقام پر اس حدیث پر بحث کی ہے۔کتاب العلم میں۔کتاب الانبیا میں۔اور تیسرا یہ مقام ہے ذبح بالسکین ۔بعض روایات میں آیا کہ سر پھوڑ دیا۔ ممکن ہے۔کہ تھوڑا تھوڑا کاٹا ہو۔اور کچھ حصہ اس کے بدن کے ساتھ لٹکتا ہوا رہ گیا ہو ممکن ہے۔ پہلے پتھر سے سر کو پھوڑا ہو پھر چھری سے ذبح کر دیا ہو تو اس طرح روایات میں تطبیق ہو جائیگی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔لو شئت لاتخذت عليه اجر ا ص۶۸۹...۱۸۔یہاں پر دو اشکال ہیں ایک تو یہ کہ ہاتھ سے اشارہ کر کے دیوار کو ٹھیک کر دینا یہ قلیل عمل تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اجرت لینے کا مشورہ دیا حالانکہ وہ مقدور رقم انکی غذا کو کافی نہیں ہو سکتی تھی۔کیونکہ یہ تین حضرات تھے اور اجرت نہایت قلیل ہوتی۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ اشارہ بالید سے پہلے اگر ان لوگوں سے معاملہ طے کر لیا جاتا۔ تو وہ یقیناً اتنی مقدار اجرت مقرر کرتے جو ان تینوں کی غذا کو کافی ہوتی۔تو اس طرح انکی غذا کا انتظام ہو جاتا۔دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھوک پر صبر کیوں نہ کیا۔ جلدی اسباب کی فکر میں پڑ گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام مستغنی رہے۔حالانکہ صاحب شریعت موسیٰ علیہ السلام بالیقین ان سے افضل تھے۔

تواس کا جواب یہ ہے کہ توکل ترک اسباب کا نام نہیں ہے۔بلکہ ترک اعتماد کا نام ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے اگرچہ اسباب کی طرف نظر کی لیکن ان پر اعتماد نہیں کیا۔ تو موسی علیہ السلام کا توکل خضر علیہ السلام کے توکل سے زیادہ ہوا۔ کیونکہ انہوں نے اسباب کو بالکل چھوڑ دیا۔اور حضرت موسیٰ کا توکل اسباب کو پیش نظر رکھ رکھا تھا۔ یہ اپنے اپنے مرتبہ کی بات ہے۔ نیز! حضرت خضر علیہ السلام کو تو موضع غذا اور مطعم منکشف ہو گیا تھا کہ وہ کہاں ہے۔اس لئے وہ نہ گھبرائے۔اور حضرت موسی نبی اللہ پر وہ منکشف نہ ہو بلکہ مخفی رہا۔اس لئے پریشان ہو کر اسباب کے اختیار کرنے کا حکم دیا۔ان سب امور میں بہر صورت اللہ تعالے پر اعتماد تھا۔کہ وہ ضرور اسباب مہیا کر دیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ توکل کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ توکل ترک الکسب بالبدن اور ترک التدبیر بالقلب اور سقوط علی الارض کو کہتے ہیں وہ جاہل ہیں۔ کیونکہ یہ شریعت میں حرام ہے بلکہ اسباب مقطوعہ۔ مظنونہ۔اور موہومہ سب کو اختیار کیا جائے۔اور اس کی دلیل حضرت صدیق اکبرؓ کا طریقہ ہے جو انہوں نے بیعت خلافت کے بعد اختیار کیا کہ کپڑوں کی گٹھڑی لے کر بازار چلے گئے۔ تاکہ کسب معاش کریں۔ جس کو مسلمانوں نے ناپسند کیا۔اور آپ کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ تو صدیق اکبرؓ پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے توکل کو چھوڑ دیا۔بلکہ بر توکل زانوئے اشتر بہ بند پر عمل کیا البتہ طریق کسب کی کچھ شرائط ہیں کہ بقدر ضرورت پر کفایت کرے حریص نہ ہو فخر و کبر کے لئے حاصل نہ کرے ذخیرہ نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے در ثمین میں لکھا ہے کہ میں نے خواب میں جناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اسباب کا اختیار کرنا افضل ہے یا ترک اسباب احسن ہے۔ تو دل ترک اسباب کی طرف مائل تھا اور طبیعت اسباب کے اختیار کرنے کی طرف مائل تھی چنانچہ مولانا گنگوہیؒ نے کوکب میں لکھا ہے کہ توکل کا اعلے مرتبہ یہ ہے کہ اسباب کا ارتکاب کیا جائے۔ شرط یہ ہے کہ ان پر اعتماد نہ ہو بھروسہ پھر بھی اللہ تعالے پر ہو۔ کیونکہ امام رازیؒ ان آیات کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ تینوں مسائل اس بات میں مشترک ہیں کہ انبیاء اللہ علیہم السلام کے احکام ظاہر پر مبنی ہوتے ہیں۔ جن کے بندے مکلف گردانے جاتے ہیں۔اور خضرؑ کے واقعات بواطن پر مبنی تھے جن کا انسان مکلف نہیں ہے۔اللہ تعالے نے انسان کو قوت عقلیہ عطا فرمائی ہے جس سے وہ امور ظاہر یہ میں غور کرنے سے بواطن کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔اس اعتبار سے خضرؑ کو اعلم کہا گیا۔ورنہ امت میں سے اعلم حضرت موسی علیہ السلام تھے۔ رحماء من الرحیم۔۶۸۹۔۲۷ از قطب گنگوہیؒ امام بخاریؒ نے دو توجیہات پر تنبیہ فرمائی ہے پہلی تو یہ ہے کہ رحم رحم سے مشتق ہے۔ رحم کشف کے وزن پر ہے۔ جو رحمت سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ یہ صیغہ صفت کا ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ رحم رحیم سے ہے۔اور رحیم رحمت سے مشتق ہے۔ تو جب رحیم کی بنا مبالغہ پر ہے۔اور رحم بھی مبالغہ پر دلالت کرتا ہے تو مناسب ہے کہ رحم کا اشتقاق رحیم سے ہو۔ رحمت سے نہ ہو۔ کیونکہ رحمت مبالغہ سے خالی ہے۔اور رحم مبالغہ پر مشتمل ہے۔ البتہ اس صورت میں مشتق سے اشتقاق لازم آئے گا۔ جو نقصان دہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ اشتقاق کا معنی ہے کہ۔ دو لفظوں میں حروف اصلیہ کے اندر مناسبت پائی جائے۔ یہی ضابطہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ کرمانیؒ اور علامہ عینیؒ تو فرماتے ہیں کہ رحم رحم سے مشتق ہے۔ جس کے معنی قرابۃ کے ہیں جو رحمت سے زیادہ مبالغہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ رحمت صرف رقۃ قلب کو کہتے ہیں۔ وہ قرابۃ کو بھی متلزم ہے البتہ اس کے برعکس رحمت قرابۃ کو متلزم نہیں۔ اشتقاق کے بارے میں قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کون احد اللفظین شار کالآخر فی المعنی بنتا ہے۔ اور کتاب الانبیاء میں امام بخاریؒ کا قول گزر چکا ہے۔ کہ حطیم البیت کو حجر اس لئے کہتے ہیں۔ کہ محطوم سے مشتق ہے۔ جیسے قتیل بمعنے مقتول آتا ہے۔ اور باب صفت النار میں ہے۔ الحصب مشتق من الحصباءٗ۔

باب قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَاۗءَنَا۔ اِلٰى قَوْلِهٖ عَجَبًا

صنعا کے معنی عملا کے ہے۔ اور حولا بمعنے تحول بدلنے کے ہے۔ قال ذلك ماكنا نبغ۔۔ امر و نكرا داهية۔ ایک مصیبت ہے نقص اور منقاض جیسے کہ دانت ٹوٹتا ہے۔ لتخذت اور اتخذت دونوں ایک ہیں۔ رحما رحیم سے ہے جو رحمۃ سے زیادہ مبالغہ پر مشتمل ہے اور یظن گمان کیا جاتا ہے۔ یہ رحیم سے مشتق ہے اور مکہ معظمہ کو ام الرحم کہا جاتا ہے۔ وہاں رحمت سے مشتق ہے۔ کہ اس مکہ میں رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

حدیث (۴۳۷۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ.. عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍؓ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ اِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعَمُ اَنَّ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ.. حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ قَامَ مُوْسٰى خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقِيْلَ لَهٗ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا. فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ وَاَوْحٰى اِلَيْهِ بَلٰى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ اَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيْلُ اِلَيْهِ. قَالَ تَأْخُذُ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُ مَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَاتَّبِعْهُ وَقَالَ فَخَرَجَ مُوْسٰى وَمَعَهٗ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ بیشک نوف البکالی کہتا ہے کہ موسی بنی اسرائیل خضرؑ والا موسی نہیں ہے وہ کوئی اور ہے تو فرمایا کہ اللہ کے دشمن نے ٹھیک نہیں کہا۔ ہمیں حضرت ابی بن کعبؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی ہے۔ فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل۔ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے کون زیادہ علم رکھنے والا ہے فرمایا میں! جس پر اللہ تعالے ناراض ہوئے۔ کہ انہوں نے اللہ تعالے کی طرف علم کو نہ لوٹایا اور آپ کی طرف وحی کی گئی کیوں نہیں۔ ہاں مجمع البحرین میں میرے بندوں میں سے ایک بندہ ہے جو تیرے سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ پوچھا اے میرے رب! ان تک پہنچنے کا راستہ کیسے ہے۔ فرمایا کہ زنبیل میں ایک مچھلی لو جہاں مچھلی کو گم پاؤ وہاں اس کے پیچھے چلے جاؤ فرماتے ہیں کہ

وَمَعَهُمَا الْحُوْتُ حَتّٰى انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَ لَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوْسٰى رَأْسَهٗ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِيْ حَدِيْثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِيْ اَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ .يُقَالُ لَهَ الْحَيٰوةُ لَا يُصِيْبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ اِلَّا حَيِيَ فَاَصَابَ الْحُوْتُ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوْسٰى قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَاءَ نَا الْاٰيَةَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ مَا اُمِرَ بِهٖ قَالَ لَهٗ فَتَا هُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ الْاٰيَةَ .قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِيْ آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوْتِ فَكَانَ لِلْفَتٰى عَجَبًا وَّلِلْحُوْتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ اِذَا هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى قَالَ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ .قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ قَالَ بَلْ اَتَّبِعُكَ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا

حضرت موسیٰؑ روانہ ہوئے آپؑ کے ہمراہ آپؑ کا شاگرد نوجوا
یوشع بن نونؑ بھی تھا۔ اور ان کے ساتھ مچھلی بھی تھی پس جس
یہ حضرات صخرہ کے پاس پہنچے تو وہاں اس کے پاس پڑاؤ کیا۔
موسیٰؑ نے سر رکھا اور سو گئے۔ سفیان غیر عمرو کی حدیث میں کہ
ہیں۔ کہ صخرہ کے بنیاد میں ایک چشمہ تھا جسے عین الحیوۃ کہا جاتا
اس کے پانی کا کچھ حصہ کسی کو لگ جاتا تو وہ زندہ ہو جاتی پس مچھ
کو بھی اس چشمہ کے پانی کا کچھ حصہ لگ گیا۔ پس وہ پھڑکی ا
زنبیل سے باہر نکل کر سمندر میں داخل ہو گئی۔ جب موسیٰ
بیدار ہوئے تو اپنے شاگرد سے فرمایا کہ صبح کا کھانا لے آؤ۔ راو
کہتے ہیں کہ موسیٰؑ کو تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ
کردہ جگہ سے آگے بڑھ گئے۔ آپؑ کے شاگرد یوشع بن نو
بولے دیکھئے جب ہم نے پتھر کے پاس پڑاؤ کیا تھا تو میں مچھلی
متعلق بتلانا بھول گیا ا لآیہ تو دونوں الٹے پاؤں واپس لو
تو سمندر میں آنے کی طرح ایک سوراخ پایا جو مچھلی کی گذر
تھی۔ جو نوجوان کے لئے تعجب کا باعث تھا۔ اور مچھلی کے
سرنگ تھا۔ پس یہ دونوں حضرات جب پتھر کے پاس پہنچے تو
دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے حضرت مو
نے اسے سلام کیا۔ وہ بولا اس تری زمین میں سلام کہاں
آگیا۔ فرمایا میں موسیٰؑ ہوں۔ پوچھا موسیٰ بنو اسرائیل فرمایا
فرمایا کیا میں آپ کے پیچھے پیچھے اس شرط پر چل سکتا ہوں کہ
کچھ ہدایت اللہ تعالے نے آپ کو سکھلائی ہے وہ آپ
سکھلادیں۔ حضرت خضرؑ نے ان سے فرمایا آپ بھی اللہ
طرف سے ایک علم رکھتے ہیں جو آپ کو اللہ تعالے نے سکھ
ہے جس کو میں نہیں جانتا اور میں اللہ تعالے کے علم میں۔

سفینۃُ فعرفَ الخضرُ فحملوھم بغیرِ نولٍ ؛یقولُ
بغیرِ اجرٍ فرکبا السفینۃَ قالَ ووقعَ عصفورٌ علی
حرفِ السفینۃِ فغمسَ منقارہُ البحرَ فقالَ الخضرُ
لموسٰی ماعلمُک وعلمی وعلمُ الخلائقِ فی علمِ
اللہ الاّ مقدارَ ماغمسَ ھذا العصفورُ منقارہُ قالَ
فلم یفجأْ موسٰی اذْ عمدَ الخضرُ الی قدومٍ فخرقَ
السفینۃَ فقالَ لہُ موسٰی قومٌ حملونا بغیرِ نولٍ
عمدتَ الی سفینتھم فخرقتَھا لتغرقَ اھلَھا لقدْ
جئتَ الآیۃ فانطلقا اذا ھما بغلامٍ یلعبُ معَ الغلمانِ
فاخذَ الخضرُ برأسہِ فقطعہُ قالَ لہُ موسٰی اقتلتَ
نفساً زکیۃً بغیرِ نفسٍ لقدْ جئتَ شیئاً نکراً قالَ الم
اقلْ لکَ انّکَ لنْ تستطیعَ معیَ صبراً الی قولہِ فابوا
انْ یضیّفوھما فوجدا فیھا جداراً یریدُ انْ ینقضَّ
قالَ بیدہِ ھکذا فاقامہُ فقالَ لہُ موسٰی انّا دخلنا
ھذہِ القریۃَ فلم یضیّفونا ولم یطعمونا لو شئتَ
لتخذتَ علیہِ اجراً قالَ ھذا فراقُ بینی وبینکَ
سانبئکَ بتأویلِ مالم تستطعْ علیہِ صبراً فقالَ
رسولُ اللہِ ﷺ وددنا انّ موسٰی صبرَ حتّٰی یقصَّ
علینا من امرِھما قال وکانَ ابنُ عباسٍ یقرأُ وکانَ
امامھم ملکٌ یأخذُ کلَّ سفینۃٍ صالحۃٍ غصباً
امّا الغلامُ فکانَ کافراً ۔۔۔۔الحدیث

ایک علم رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھلایا ہے جس کو آپ نہیں جانتے فرمایا کیوں نہیں میں آپ کی پیروی کرونگا۔ فرمایا اگر تم میرے ساتھ چلتے ہو۔ تو جبتک اس کا تذکرہ میں خود تم سے نہ کروں تم کسی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرو۔ سمندر کے کنارے کنارے دونوں چل پڑے۔ ان کے پاس سے ایک کشتی کا گذر ہوا۔ حضرت خضرؑ پہچان لئے گئے۔ تو ان لوگوں نے ان کو بغیر کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا۔ پس کشتی میں سوار یہ سفر کر رہے تھے کہ ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آکر بیٹھی۔ جس نے سمندر میں اپنی چونچ کو ڈبویا تو خضرؑ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ آپ کا علم اور میرا علم بلکہ تمام مخلوق کا علم اللہ تعالےٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے۔ جس قدر اس چڑیا نے اپنی چونچ کو ڈبویا ہے۔ پس موسیٰؑ نہ ٹھہرے تھے کہ خضرؑ نے ایک کلھاڑا لیکر کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ تو موسیٰؑ بولے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں بغیر کرایہ کے سوار کیا۔ آپ نے انکی کشتی کو پھاڑ دیا تاکہ کشتی والوں کو ہلاک کر دیں۔ یہ آپ نے اوپرا کام کیا۔ پھر چل پڑے تو ایک بچہ بچوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا۔ خضرؑ نے اس کو سر سے پکڑا اور اس کا سر کاٹ ڈالا ۔ حضرت موسیٰؑ بولے آپ نے ایک پاکباز جی کو بغیر کسی جی کے قتل کر دیا۔ آپ نے تو ایک اوپرا معاملہ کیا فرمایا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہنے پر صبر نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول تک کہ ان بستی والوں نے انکی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے اس بستی میں ایک دیوار کو دیکھا جو جھکی ہوئی تھی۔ جس کو ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے بلکل سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ بولے ہم اس بستی میں داخل ہوئے ان لوگوں نے نہ ہماری مہمانی کی

اور نہ ہمیں کھانا کھلایا۔ کاش آپ ان سے کچھ اجرت لے لیتے تو بہتر ہوتا۔ فرمایا پس یہ آپ کے اور میرے جدائی کا وقت ہے۔ آپ کو ان باتوں کی تعبیر بتلاؤں گا جس پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہم چاہتے تھے کہ موسیٰ صبر کرتے تو ہمیں ان دونوں کے معاملہ میں سے اللہ تعالے کچھ اور بیان فرماتے۔ ابن عباسؓ کان اما مھم کی قرأۃ کرتے تھے۔ کہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر سالم کشتی کو چھین لیا کرتا تھا اور وہ لڑکا کافر تھا۔

باب قَوْلِهٖ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا

حدیث (۴۳۷۵) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبِیْ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا هُمْ حَرُوْرِيَّةٌ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى اَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا وَاَمَّا النَّصَارٰى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ ......

ترجمہ۔ حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے پوچھا کہ قل ھل ننبئکم سے کیا حروریہ فرقہ مراد ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں زیادہ کھانے میں اعمال کے اعتبار سے پڑنے والے وہ یہودی اور نصرانی ہیں یہودی تو اس لئے کہ انہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جھٹلایا نصرانیوں نے بہشت کا انکار کیا کہتے ہیں۔ کہ اس میں نہ کھانا ہوگا نہ پینا اور حروریہ فرقہ خوارج وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالے سے عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیا اور حضرت سعدؓ ان کا نام فاسق رکھتے تھے۔

باب قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

حدیث (۴۳۷۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهٗ لَيَأْتِی الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَؤُا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ مِثْلَهٗ ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن ایک ایسا بڑا آدمی جو موٹا ہوگا وہ آئیگا لیکن اللہ تعالے کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہیں ہوگا پڑھ لو یہ آیت کریمہ۔ ترجمہ ہم قیامت کے دن نہ ان کے لئے کوئی وزن قائم کریں گے۔ دوسری سند سے بھی ایسا ہی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بات یہ ہے کہ ترازو توان لوگوں کے لئے قائم ہوگا جن کے اعمال ملے جلے ہیں۔ کچھ نیک اور کچھ برے لیکن کفار کے لئے تو میزان ہی نصب نہ ہوگی۔ یہ ان کی حقارت کی طرف اشارہ ہے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

كٓهٰيٰعٓصٓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَبْصِرْ بِهِمْ وَاَسْمِعِ اللّٰهُ يَقُوْلُهٗ وَهُمُ الْيَوْمَ لَايَسْمَعُوْنَ وَلَايُبْصِرُوْنَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرِ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ اَسْمَعُ شَيْءٍ وَاَبْصَرُهٗ لَاَرْجُمَنَّكَ لَاَشْتِمَنَّكَ وَرِئْيًا مَنْظَرًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ تَؤُزُّهُمْ تُزْعِجُهُمْ اِلَى الْمَعَاصِيْ اِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِدًّا عِوَجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ وِرْدًا عِطَاشًا اِثَاثًا مَالًا اِدًّا قَوْلًا عَظِيْمًا رِكْزًا صَوْتًا غَيًّا بُكِيًّا جَمَاعَةُ بَاكٍ صِلِيًّا صَلٰى يَصْلٰى نَدِيًّا وَالنَّادِيْ مَجْلِسًا وقال مجاهد فليمدد فليدعه.......

ترجمہ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ ابصر بھم واسمع یہ جملہ اللہ تعالے فرمائیں گے حالانکہ وہ لوگ آج کے دن نہ سنتے ہونگے نہ دیکھتے ہونگے۔ گمراہی واضح میں ہونگے۔ واسمع بھم والبصر۔ مراد کفار ہیں جو اس دن حکم الٰہی کو زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہونگے۔ لارجمنک۔ میں ضرور تجھے گالی دونگا وریا۔ کے معنی منظر کے ہیں۔ ابن عینیہ کی تفسیر ہے کہ توزھم کہ شیاطین انکو گناہوں کی طرف بھڑ کاتے ہیں اور مجاہد نے ادا کی تفسیر ٹیڑھے پن سے کی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ الی جھنم وردا۔ سے مراد پیاسے ہیں۔ اثاثا کے معنی مال کے ہیں ادا قول عظیم۔ رکز کے معنی آواز خفی عتیا سرکش بجیا یہ باک کی جمع رونے والا۔ صلیا یصلی داخل ہونا ندیا او نادی کے معنی مجلس کے ہیں۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ فلیمدد پس اسکو چھوڑ دو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ اللہ یقولہ فی الاخرۃ ص۶۹۱۔۸ یعنی یہ کفار آج دنیا میں تو نہ اللہ تعالے کی بات سنتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی نشانیوں کو دیکھتے ہیں۔ لیکن آخرت میں کس قدر سننے والے دیکھنے والے ہونگے۔ تو اس کی تفسیر فی ضلال مبین سے کر دی۔ پھر اسمع بھم والبصر کی تفسیر کرنے کا ارادہ فرمایا تو کہا کفار قیامت کے دن خوب سننے والے دیکھنے والے ہونگے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ کے افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اسمع بھم وابصر فرمائیں گے جس کو یوم یاتوننا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تو لایسمعون لایبصرون یہ فی ضلال مبین کی تفسیر ہو گی۔ تو فسرہ بمعنے عبرہ کے ہو گا کہ کلام الٰہی میں اس کو فی ضلال مبین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عتیا ۱۱-۶۹

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ جیسے بکیا باک کی جمع ہے ایسے عتیاً عات کی جمع ہے۔ لیکن بکیا پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تفسیر کو ترک کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ سورۃ مریم میں دو لفظ ہیں۔ عتیا اور بکیا اشد علی الرحمن عتیا اور خرو اسجدا و بکیا یہ دونوں جمع ہیں۔ ہندی نسخہ میں عتیا موجود ہے باقی شروح میں نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے تو عتیا کی تفسیر نہیں کی۔ لیکن شیخ گنگوہیؒ نے جمع عات کہہ کر تفسیر کر دی۔ بعض نے اسے مصدر کہا ہے۔ اور اس کے معنی جراۃ کے کئے ہیں۔ اور جمل میں ہے کہ جراۃ بمعنے معصیة کے ہے۔ ضال مضل کے عذاب میں فرق ہوا۔ مقلد کے عذاب سے مضل کا عذاب زیادہ ہو گا۔

باب قَوْلِهٖ وَاَنْذِرْ هُمْ يَوْ مَ الْحَسْرَةِ

حدیث (۴۳۷۷) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یُؤْتٰی بالموت کھیأة کبش املح فینادی مناد یااھل الجنة فیشرئبون وینظرون فیقول ھل تعرفون ھذا فیقولون نعم ھذا الموت وکلھم قدراہ ثم ینادی یا اھل النار فیشرئبون وینظرون فیقول ھل تعرفون ھذا فیقولون نعم ھذا لموت وکلھم قدراہ فیذبح ثم یقول یااھل الجنة خلود فلاموت ویا اھل النار خلو د فلامو ت ثم قرء وانذر ھم یو م الحسرة اذ قضی الامر وھم فی غفلہ وھؤلاء فی غفلة اھل الدنیا وھم لایؤمنون.....

ترجمہ ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موت کو ایک رنگدار مینڈھے کی شکل میں لایا جائیگا۔ تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کریگا۔ اے جنت والو! وہ گردن اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ پوچھے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو۔ وہ کہیں گے ہاں یہ تو موت ہے اور ہر ایک ان میں سے اسے دیکھ چکا ہو گا پھر ندا دیگا۔ اے جھنم والو! وہ بھی سر اٹھا کر دیکھیں گے کہیگا کیا اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے ہاں یہ تو موت ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک اسے دیکھ چکا ہو گا۔ پس اسے ذبح کر دیا جائے گا پھر کہیگا اے جنت والو! اب ہیشگی ہے موت نہیں ہو گی۔ اے جھنم والو! ہیشگی ہے موت نہیں ہو گی۔ پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ ان کو حسرت والے دن سے ڈراؤ جس دن معاملہ کا فیصلہ کر دیا جائیگا۔ آج یہ لوگ غفلت میں ہیں یعنی یہ اہل د...

غفلت میں ہیں ایمان نہیں لاتے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ موت کے معنی ہیں مفارقۃ الروح عن الجسد جو ایک عرض ہے۔اس کا ذبح کیسے ہوگا۔ تو بعض حضرات نے فرمایا کہ موت سے فرشتہ مؤکل مراد ہے۔یا کنایہ ہے کہ موت اب نہیں آسکتی۔لیکن محققین حضرات فرماتے ہیں کہ جیسے حیات مخلوق ہے۔ایسے موت بھی مخلوق ہے۔در حقیقت موت مفارقۃ نہیں۔بلکہ مفارقۃ اس کا اثر ہے۔جیسے شمس یعنی دھوپ زوال ظلمت کا نام نہیں بلکہ ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو ظاہرۃ بنفسھا و مظہرۃ لغیرہا ہے۔الحاصل موت مخلوق ہے۔باری تعالے فرماتے ہیں خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم اس کی شکل رنگدار مینڈھے کی ہے جس کی سفیدی زیادہ اور سیاہی کم ہوگی۔ جیسے حیات کی شکل فرس ابلق کی ہوگی۔

باب قوله ومانتنزل الا بامر ربك

حديث(٤٣٧٨)حدثناابو نعيم عن ابن عباسؓ قال قال النبیﷺلجبرائيل مايمنعك ان تزورنا اكثر مما تزور نافنزلت ومانتنزل ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے جزائیلؑ سے فرمایا کہ آپ کو ہم سے اکثر ملاقات کرنے سے کونسی رکاوٹ ہے تو آیت نازل ہوئی ترجمہ کہ ہم تو تیرے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اسی کے لئے ہے جو کچھ سامنے ہے اور جو کچھ پیچھے ہے۔

باب قوله افرأيت الذى كفربایاتنا وقال لاوتين مالا وولدا

حديث (٤٣٧٩) حدثنا الحميدى عن مسروقؓ قال سمعت خبابا قال جئت العاص بن وائل السهمى اتقاضاه حقالى عنده قا ل لااعطيك حتى تكفر بمحمدؐ فقلت لاحتى تموت ثم تبعث قال وانى لميت ثم مبعو ث قلت نعم قال ان لى هناك مالا وولدا فاقضيكه فنزلت هذه الاية افرأيت الذى رواه الثورى ....

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خباب بن الارتؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنے ایک قرضہ کی ادائیگی کا تقاضا کرتا تھا تو وہ کہنے لگا کہ میں تجھے اس وقت تک نہیں دونگا جبتک حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا انکار نہ کروگے میں نے کہا میں تو ایسا کرنیکا نہیں یہانتک کہ تو مر جائے۔اور پھر اٹھایا جائے اس نے کہا اچھا میں مرنے والا ہوں اور پھر اٹھایا جاؤنگا۔ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا وہاں میرے پاس مال او راولاد ہوگا تجھے ادا کر دونگا۔

اس پر یہ آیت اتری ترجمہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا۔ کہتا ہے کہ آخرت میں مجھے مال اور اولاد ملے گی۔

باب قَوْلِهٖ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَالرَّحْمٰنِ عَهْدًا اقَالَ موثقا

حديث (۴۳۸۰) حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ خَبَّابٍؓ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّهَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ سَيْفًا فَجِئْتُ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَااُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَااَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللهُ ثُمَّ يُحْيِيْكَ قَالَ اِذَا اَمَاتَنِى اللهُ ثُمَّ بَعَثَنِىْ وَلِىَ مَالٌ وَوَلَدٌ فَاَنْزَلَ اللهُ اَرَاَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا عبدا قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْاَشْجَعِىُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَامَوْثِقًا.... الحديث

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں لوہار کا کام کر رہا تھا۔ پس میں نے عاص بن وائل کے لئے تلوار بنادی پھر میں اس سے اسکی قیمت کا مطالبہ کرنے کیلئے آیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں اس وقت تک تمھیں قرضہ نہیں دونگا یہانتک کہ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرو۔ میں نے کہا کہ میں تو اس وقت تک محمد ﷺ سے کفر نہیں کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالے تجھے موت دے دے پھر تجھے زندہ کردے اس نے کہا جب اللہ تعالے مجھے ماریگا پھر مجھے زندہ کریگا تو یقیناً میرے پاس مال ہوگا اولاد ہوگی تو اس پر آیت اتری ترجمہ کیا غیب کی اسے اطلاع ہوئی ہے یا اللہ تعالے کے پاس سے اس کو کوئی پروانہ ملا ہے۔ اشجعی نے سفیان سے سیف اور موثقا کا لفظ نقل نہیں کیا۔

باب كَلَّا سَنَكْتُبُ مَايَقُوْلُ ويأتينا وَنَمُدُّلَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

حديث (۴۳۸۱) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًافِى الْجَاهِلِيَّةِوَكَانَ لِىْ دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ وَاللهِ لَااَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللهُ ثُمَّ يُبْعَثَ قَالَ فَذَرْنِىْ حَتّٰى اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثَ فَسَوْفَ اُوْتٰى مَالًا وَوَلَدًافَاَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ.........

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار کا کام کرتا تھا میرا عاص بن وائل پر قرضہ تھا جس کے پاس میں ادائیگی کا مطالبہ کرنے کے لئے گیا تو اس نے کہا کہ یہ قرضہ میں اس وقت تک نہیں دونگا یہانتک کہ تم محمد ﷺ سے کفر کرو۔ میں نے کہا واللہ میں تو کفر نہیں کرونگا۔ یہانتک اللہ تعالے تجھے موت دے اور پھر تجھے زندہ کرے۔ اس نے کہا تم پس اس وقت تک مجھے چھوڑ دو یہانتک کہ میں مر جاؤں پھر زندہ کر کے اٹھایا جاؤں تو عنقریب مجھے مال اور اولاد ملے گی تو پھر میں قرضہ ادا کر دونگا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

باب قوله وَنَرِثُهٗ مَايَقُوْلُ وَيَأْتِيْنَا فَرْدًاالاية قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ الْجِبَالُ هَدًّاهَدْمًا

حدیث(۴۲۷۲)حَدَّثَنَا يَحْيٰی عَنْ خَبَّابٍؓ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ. فَقَالَ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ. قَالَ وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدًا قَالَ فَنَزَلَتْ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي .....

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک لوہار آدمی تھا۔ میرا عاص بن وائل پر قرضہ تھا۔ میں تقاضا کرنے لئے اس کے پاس آیا اس نے کہا میں تو تیرا قرضہ ادا نہیں کرونگا یہانتک تو محمد ﷺ سے کفر کرے میں نے کہا میں آپؐ کے ساتھ کبھی کفر نہیں کرونگا یہانتک کہ تو مر جائے اور پھر زندہ ہو جائے۔ اس نے کہا کیا یقیناً میں مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھایا جاؤنگا۔ تو جب میں مال اور اولاد کی طرف واپس آؤنگا تو تیرا قرضہ ادا کر دونگا تو اس پر یہ آیت اتری۔ یہ کچھ کہہ رہا ہے ہم اسے لکھنے کا حکم دینگے۔ اور اس کو عذاب میں خوب کھینچیں گے اور جو کچھ کہہ رہا ہے اس مال اور دولت کے ہم وارث ہونگے اور یہ ہمارے پاس تنہا آیگا۔

سُوْرَةُ طٰهٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ طٰهٰ يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلَّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ أَزْرِي ظَهْرِي فَيُسْحِتَكُمْ يُهْلِكَكُمْ الْمُثْلٰى تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ بِدِينِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْأَمْثَلَ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلّٰى فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَةً لِكَسْرَةِ الْخَاءِ فِي جُذُوعِ عَلٰى جُذُوعِ خَطْبُكَ بَالُكَ مِسَاسَ مَصْدَرُ مَاسَّهُ

ترجمہ۔ ابن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ نبطی زبان میں طہ کے معنی یا رجل کے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص طہ ہے جو ایک حرف بھی نہ بول سکے یا اس کی زبان میں لکنت ہو جس کی وجہ سے وہ تمتم فا فا کہتا ہو۔ یہی لکنت ہے۔ ازری۔ میری پیٹھ کو مضبوط کرے۔ یسحتکم۔ تمھیں ہلاک کر دے۔ المثلی یہ امثل کی تانیث ہے۔ کہ تمھارے دین کو لے جائیں۔ خذالمثلی۔ کہا جاتا ہے کہ خذالامثل کے معنی میں ہے۔ ثم ائتوا صفا کہتے ہیں کہ کیا آج تم مصلی یعنی وہ جائے نماز جہاں نماز ادا کی جاتی ہے اور جس خوف کو چھپایا۔ خیفہ بمعنے خوف خا کے کسرہ کی وجہ سے۔ خیفہ کی واؤ کو یا

مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهٗ لِنَذْرِيَنَّهٗ قَاعًا يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِىْ مِنَ الْاَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ الْحُلِّيِّ الَّذِىْ اسْتَعَارُوْا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْتُهَا فَاَلْقَيْتُهَا اَلْقٰى صَنَعَ فَنَسِىَ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ اَخْطَاَ الرَّبَّ لَايَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا الْعِجْلُ هَمْسًا حِسُّ الْاَقْدَامِ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى عَنْ حُجَّتِيْ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا فِي الدُّنْيَا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَمْثَلُهُمْ اَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا لَايُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ عِوَجًا وَادِيًا اَمْتًا رَابِيَةً سِيْرَتَهَا حَالَتَهَا الْاُوْلٰى اَلنُّهٰى اَلتُّقٰى ضَنْكًا الشَّقَاءُ هَوٰى شَقِىَ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ طُوًى اسْمُ الْوَادِىْ بِمَلْكِنَا بِاَمْرِنَا مَكَانًا سُوًى مُنْصَفٌ بَيْنَهُمْ يَبَسًا يَابِسًا عَلٰى قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَاتَنِيَا تَضْعُفَا .....

سے بدلا گیا۔ فی جذوع النخل میں فی حرف بمعنے علے کے ہے خطبک تمھارا کیا حال ہے۔ مساس مصدر ہے ماسہ مساساً چھونا لننسفنه ہم اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں پھینک دیں گے۔ قاعا وہ چٹیل میدان جس پر پانی چڑھ جائے اور صفصف ہموار زمین کو کہتے ہیں۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ فی زینۃ القوم سے وہ زیورات مراد ہیں جو فرعون والوں سے مانگ کر لائے تھے قذفتھا میں نے اس کو پھینکا۔ القی بنایا فنسی موسی وہ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ موسی علیہ السلام اپنے رب سے چوک گئے۔ لایرجع کا مرجع عجل (بچھڑا ہے) ھمسا پاؤں کی کھسکھساہٹ۔ حشرتنی اعمی یعنی میری دلیل سے مجھے اندھا کر دیا حالانکہ میں تو دنیا میں بینا تھا ابن عینیہ فرماتے ہیں کہ امثلھم کے معنی اعدلھم درمیانہ راستہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ھضما ظلم نہیں ہوگا۔ کہ اسکی نیکیوں میں سے کمی کی جائے۔ عوجا سے مراد وادی ہے اور امت سے ٹیلا مراد ہے۔ سیرتھا پہلی حالت۔ النھی اولی النھی سے اہل تقوی کے معنی ہیں۔ ضنکا بدبختی۔ ھوی بدبخت ہوا۔ مقدس کے معنی مبارک طوی وادی کا نام ہے بملکنا اپنے حکم سے۔ مکانا سوی ان کے درمیان کا مکان۔ یبسا خشک۔ علی قدر وعدے کے مطابق تینا سستی کرنا القی از قطب گنگوہیؒ بنانے کو القا اس لئے تعبیر کیا گیا کہ زرگر سونے اور چاندی کو پگھلانے کے بعد سانچے میں ڈالتا ہے۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u>۔ فاخرج لھم عجلا۔ مدارک میں ہے کہ سامری نے ان زیورات کے متعلق بنواسرائیل سے کہا کہ حربی کا مال تمھارے لئے حلال نہیں ہے۔ اس لئے ان سے لیکر ایک آگ کے گڑھے میں ڈال کر ان سے بچھڑا تیار کرالیا۔ جس میں حضرت جبرائیلؑ کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی ڈال دی۔ جس سے وہ آواز کرنے لگا۔ اسی کو بنو اسرائیل کا رب کہنے لگا۔ عوجا کی تفسیر وادی سے ہے۔ اس لئے کی کہ وہ پانی کی گذرگاہ ہوتی ہے۔ جو ٹیڑھے پن سے خالی نہیں ہوتی۔

باب قوله واصطنعتك لنفسی

حدیث (۴۳۸۳) حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِلْتَقَی اٰدَمُ وَمُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی لِاٰدَمَ اَنْتَ الَّذِیْ اَشْقَیْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ. قَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ الَّذِیْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَاَنْزَلَ عَلَیْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَنِیْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی اَلْیَمُّ الْبَحْرُ.....

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ اور موسیٰؑ کی ملاقات ہوگئی تو موسیٰؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ آپ وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کی زندگی بدعیش کر دی۔ اور ان کو جنت سے نکلوادیا۔ جس کے جواب میں آدمؑ نے فرمایا کیا آپ تو وہ ذات ہیں جس کو اللہ تعالے نے رسالت کیلئے چھانٹ لیا اور اپنی ذات کے لئے منتخب فرمالیا اور آپ پر تورات نازل فرمائی۔ فرمایاہاں! پوچھا کیا آپ نے اس تورات میں یہ پایا کہ اللہ تعالے نے میرے پیدا کرنے سے پہلے یہ بات مجھ پر لکھدی تھی۔ فرمایاہاں! تو اس طرح آدمؑ موسیٰؑ پر غالب آگئے اور الیم کے معنی سمندر کے ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ حضرت آدمؑ اور موسیٰؑ کی ملاقات کہاں ہوئی ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو دنیا میں آنے کے بعد مشقتیں پیش آئیں۔ لھذا پیدائش سے پہلے تو ملاقات کا امکان نہیں پھر یا تو دنیا میں لیلۃ المعراج ملاقات ہوئی جیسے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی ملاقات لیلۃ المعراج میں سب انبیاءؑ سے ہوئی۔ ایسے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات بھی ہوئی ہو۔ لیکن اشکال ہوگا کہ معراج تو آپ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ تو کہا جائیگا۔ کہ اگرچہ معراج آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے لیکن اسراءمیں ملاقات ہوئی ہو۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ معراج آپ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اور انبیاءؑ کو بھی ہوئی ہے۔ کسی کو کنوئیں میں۔ کسی کو مچھلی کے پیٹ میں۔ وغیرہ وغیرہ مگر ان خصوصیات کے ساتھ کہ آسمانوں پر معراج آپؐ کی خصوصیت ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ ہر دو کی وفات کے بعد ان کو زندہ کر کے ملاقات کرائی گئی ہو۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ کی بعثت ایک اکھڑ قوم کی طرف ہوئی۔ پیدائش بھی ایک آزمائشی وقت میں ہوئی۔ جس کے بعد بہت مصائب جھیلے اور بڑی مشکل سے اپنی قوم کو بچا کر لے گئے۔ ان کی نافرمان قوم کو چالیس سال تک میدان تیہ میں رکھا گیا۔ جس میدان تیہ میں حضرت موسیٰؑ کی وفات ہوئی۔ تو ان مصائب کثیرہ کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ نے حضرت آدمؑ سے شکایت کی کہ اگر آپ گندم دانہ نہ کھاتے ہم آرام سے جنت میں رہتے۔ مصائب کا سامنانہ کرنا پڑتا۔ حضرت آدم تمھیں خلد سے آنا کیا تھا۔ تھے تو دانا پر یہ نہ جانا کہ یہ دانہ کیا تھا۔ جس کا جواب حضرت آدمؑ نے یہ دیا کہ یہ تقدیری امر ہے کہ میری پیدائش سے پہلے اسے میری قسمت میں لکھ دیا گیا میں کیا کر سکتا تھا لیکن اب اشکال یہ ہے کہ۔ یہ جواب تو ہر کافر۔ ہر ڈاکو۔ چور دے سکتا ہے کہ یہ جرم میری قسمت میں لکھا تھا۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجھے

ملامت کیوں کرتے ہو۔ ہاتھ کیوں کاٹتے ہو۔ یہی نہیں بلکہ پھر تو تبلیغ۔ بعثت انبیا اور ارسال کتب سب بے فائدہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی جواب ایک یہودی نے دیا تھا۔ نیز ! فحج آدم موسیٰؑ کہہ کر آنحضرت ﷺ بھی اس جواب کو پسند فرمارہے ہیں لیکن یہ جواب مسئلہ تقدیر کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ انسان مجبور تب ہوتا ہے۔ جبکہ اس سے قدرت سلب ہو جائے۔ حالانکہ باری تعالے نے جیسے انسان کو اردہ اور علم دیا ہے ایسے قدرت بھی عطا کی ہے۔ جو فعل قدرت اور ارادہ کے بغیر صادر ہو گا۔ اس میں انسان مجبور ہے۔ اور جس فعل میں ارادہ اور اختیار کا دخل ہو اس میں انسان مجبور نہیں ہے۔ جیسے رعشہ والے کی حرکت اور غیر رعشہ والے کی حرکت میں واضح فرق ہے۔ ایسے اس میں بھی اگر باری تعالے کوئی صفت ہمارے ارادہ اور قدرت کو سلب کر رہی ہے۔ تو اس میں ہم مجبور ہیں۔ اگر قدرت سلب نہیں تو فعل اختیاری ہے۔

الغرض تقدیر ازلی ہے۔ جس کی تحریر ام الکتاب میں ہو چکی ہے۔ البتہ ہمارے اندر جو قدرت وارادہ ہے۔ وہ مسلوب نہیں ہے نصوص سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ باری تعالے کا ارادہ اور قدرت بھی ہے۔ شیطان نے بھی یہی اعتراض کیا تھا کہ یہ حکم عدولی میری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی۔ تو جواب دیا گیا جب تمھیں حکم ہوا۔ تم نے اپنے اختیار سے دلیل دیتے ہوئے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تمھیں کیسے علم ہو گیا کہ ہم نے یہ لکھا ہے یا نہیں۔ اب اشکال یہ ہے کہ عالم تکلیف میں کسی فعل بد پر کسی کو ملامت کرنے کا یہ فائدہ اس کو اس فعل سے روکنا ہوتا ہے لیکن اب جو موسیٰؑ ملاقات کر رہے ہیں اس سے سوائے اپنے دل کی تسکین کے اور کوئی مقصد نہیں ہو سکتا بنابریں آنحضرت ﷺ فحج آدم کہہ کر بتلا رہے ہیں کہ یہ معاملہ عالم برزخ کا تھا۔ عالم دنیا میں تو حضرت آدمؑ امر تقدیری کہہ کر جواب نہیں دے سکتے تھے کیونکہ عالم تکلیف میں تقدیر کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔ اور عالم برزخ میں ملامت کرنا صحیح نہیں۔

غرضیکہ عالم تکلیف میں حضرت آدمؑ مغلوب تھے اور عالم برزخ میں غالب رہے۔ حضرت موسیٰؑ نے دونوں عالم کے احکام کو ایک جیسا قرار دے دیا تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ عالم تکلیف میں بھی ملامت کرنے کا حق اس وقت رہتا ہے جبکہ معصیت سے توبہ نہ کی ہو اگر توبہ کی ہو اور وہ قبول بھی ہو جائے تو ملامت کرنے کا حق باقی نہیں رہتا حضرت آدمؑ نے توبہ کی جو قبول ہوئی۔ فتاب علیه فرمایا گیا اس طرح حضرت آدمؑ غالب رہے۔ لیکن پھر اشکال ہو گا کہ حضرت موسیٰؑ جیسے اولوالعزم نبی اس سے کیسے غافل رہے۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ سوال وجواب باب ملامت میں سے نہیں ہے بلکہ بطور شکایت کے محض رنج وغم کو دور کرنے کے لئے تقدیر سے استدلال کیا تکالیف شرعیہ میں تقدیر کا سہارا لینا صحیح نہیں ہے۔ تو حضرت موسیٰؑ بطور شکایت کے محض غم دور کرنے کے لئے فرمارہے ہیں اور آدمؑ بھی تقدیر سے استدلال کر کے تسکین و تسلی کر رہے ہیں۔ اس طرح دونوں حضرات کی تشفی و تسلی ہو گئی۔

باب قوله وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ

حدیث (٤٣٨٤) حَدَّثَنِىْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا ہوا تھا آپؐ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں حضرت موسیٰؑ فرعون پر غالب آئے تھے ہم بطور شکریہ کے روزہ رکھتے ہیں جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان کی بنسبۃ حضرت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں پس تم مسلمان بھی اس دن کا روزہ رکھو۔

باب قوله فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى

حدیث (٤٣٨٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰى آدَمَ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ الَّذِىْ اَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَاَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ آدَمُ يَامُوْسٰى اَنْتَ الَّذِىْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ اَتَلُوْمُنِىْ عَلٰى اَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِىْ اَوْ قَدَّرَهٗ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ حضرت آدمؑ سے جھگڑ پڑے کہنے لگے آپ تو وہ آدمی ہیں جس نے اپنی لغزش کے سبب لوگوں کو بہشت سے نکال دیا۔ اور انکی زندگی تلخ کر دی تو آدمؑ نے فرمایا اے موسیٰ ! تو وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالے نے اپنی رسالات اور ہم کلامی سے نوزا۔ کیا آپ مجھے ایسے معاملہ پر ملامت کرتے ہیں جس کو اللہ تعالے نے میری پیدائش سے پہلے مجھ پر لکھ دیا تھا۔ یا فرمایا کہ وہ میری پیدائش سے پہلے میرے لئے مقدر کر دیا گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ اسی طرح حضرت موسیٰؑ پر غالب رہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِیَاءِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث (۴۳۸۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ
عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَهْفُ وَمَرْیَمُ وَطٰهٰ
وَالْاَنْبِیَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ
وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذًا قَطَّعَهُنَّ قَالَ الْحَسَنُ فِیْ فَلَکٍ
مِثْلِ فَلْکَةِ الْمِغْزَلِ یَسْبَحُوْنَ یَدُوْرُوْنَ وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ نَفَشَتْ رَعَتْ یُصْحَبُوْنَ یُمْنَعُوْنَ اُمَّتُکُمْ
اُمَّةً وَّاحِدَةً قَالَ دِیْنُکُمْ دِیْنٌ وَّاحِدٌ وَقَالَ عِکْرِمَةُ
حَصَبُ حَطَبُ بِالْحَبَشِیَّةِ وَقَالَ غَیْرُهٗ اَحَسُّوْا
تَوَقَّعُوْا مِنْ اَحْسَسْتُ خَامِدِیْنَ هَامِدِیْنَ حَصِیْدٌ
مُسْتَاْصَلٌ یَقَعُ عَلَی الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْجَمِیْعُ
لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ لَا یُعْیُوْنَ وَمِنْهُ حَسِیْرٌ وَحَسَرْتُ
بَعِیْرِیْ عَمِیْقٌ بَعِیْدٌ نُکِسُوْا رُدُّوْا صَنْعَةَ لَبُوْسٍ
الدُّرُوْعِ تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ اخْتَلَفُوْا الْحَسِیْسُ وَالْحِسُّ
وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِیِّ
اٰذَنَّاکَ اَعْلَمْنَاکَ اٰذَنْتُکُمْ اِذَا اَعْلَمْتَهٗ فَاَنْتَ وَهُوَ سَوَاءٌ
لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ تُفْهَمُوْنَ
ارْتَضٰی رَضِیَ التَّمَاثِیْلُ الْاَصْنَامُ السِّجِلُّ الصَّحِیْفَةُ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے۔ کہ سورۃ بنی اسرائیل۔ کہف۔ مریم۔ طہ۔ اور انبیاء یہ پہلی عمدہ سورتوں میں سے ہیں جو مکہ میں نازل ہوئیں۔ اور قدیم مضامین پر مشتمل ہیں۔ کہ اجلہ انبیاء کا ان میں ذکر ہے۔ حضرت قتادہؓ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جذاذا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ کل فی فلک یسبحون فلک گول چیز جیسے کاتنے کا تکلہ۔ اسبح کے معنی گھومنے پھرنے کے ہیں ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ نفشت کے معنی چرنے کے ہیں۔ یصحبون روکے گئے امتکم کہ تمہارا دین ایک ہے۔ عکرمہؒ کی تفسیر ہے۔ کہ حصب حبشی زبان میں سوختنی لکڑی کو کہتے ہیں۔ اور غیر عکرمہ کی تفسیر ہے احسست سے ماخوذ ہے توقع رکھنا محسوس اور مشاہدہ کرنا خامدین بجھنے والے۔ حصید جڑ سے کٹا ہوا اس کا اطلاق مفرد تثنیہ اور جمع پر برابر ہوتا ہے۔ لا یستحسرون تھکتے نہیں اسی سے حسیر ہے تھکا ہوا حسرت بعیری میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ عمیق کل فج عمیق بمعنے بعید (دور) نکسوا نکسوا علی رؤسھم الٹے کفر کی طرف پھیر دئے گئے۔ صنعۃ لبوس زرہ کے معنی ہیں۔ تقطعوا امرھم اپنے معاملہ میں اختلاف کیا۔ حسیس حس جرس اور ھمس سب کے ایک معنی ہیں پوشیدہ آواز۔ آذناک ہم نے تم کو اطلاع دی جبکہ آپ اور وہ اس اطلاع میں برابر ہوں۔ کہ تجھے معذور نہ قرار

دیاجائے۔ مجاہد کی تفسیر ہے لعلکم تفلحون شاید کہ تمھیں سمجھادیا جائے۔ ارتضٰی رضی مجرد کے معنی میں ہے۔ التماثیل سے مورتیاں مراد ہیں السجل دستاویز کو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ فی فلک میں بعض لوگ حرف فی کو ظرفیہ قرار دیتے ہیں لیکن مؤلفؒ اسے تشبیہ کے لئے کہہ رہے ہیں فلک المغزل تکلے کی طرح فلک وضعی مراد ہے۔

باب قوله كَمَابَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ

حدیث (۴۳۸۷) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاةً غُرْلًا كَمَابَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ اَلَا اِنَّهٗ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ لَاتَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَاقَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَادُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ شَهِيْدٌ فَيُقَالُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ اِلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ تم قیامت کے دن اللہ بزرگ وبرتر کی طرف ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے ترجمہ آیت۔ جیسے کہ ہم نے اول پیدائش میں ابتدا کی اسی طرح ہم واپس لوٹائینگے یعنی ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے پھر بیشک پہلا شخص جس کو قیامت کے دن پوشاک پہنائی جائیگی وہ ابراہیمؑ ہونگے خبردار! کچھ لوگ میری امت کے لائے جائینگے۔ جنہیں بائیں طرف جہنم کے پکڑا جائیگا۔ میں کہونگا اے میرے رب! یہ تو میرے صحابی ہیں۔ کہا جائیگا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی باتیں داخل کر دیں۔ تو میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰؑ نے فرمایا کہ جبتک میں ان میں موجود رہا تو انکی نگرانی کرتا رہا جب میری وفات ہو گئی تو آپ ہی نگران رہے۔ پس کہا جائیگا کہ یہ لوگ برابر اپنی ایڑیوں پر کفر کی طرف پھرتے رہے۔ جب سے کہ آپ ان سے جدا ہوئے۔ بطور مجاز کے جناۃ العرب کو اصحابی کہا جائیگا جو قبائل عرب آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے۔ مخلص صحابہ نے ان کا مقابلہ کیا۔ مسیلمہ کذاب اسود عنسی کے طلسم کو پاش پاش کیا۔

10
2

سورۃ الحج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ الْمُخْبِتِينَ الْمُطْمَئِنِّينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي أُمْنِيَّتِهِ إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهِ وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ إِلَّا أَمَانِيَّ يَقْرَؤُنَ وَلَا يَكْتُبُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَشِيدٍ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ يَسْطُونَ يُفْرِطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ يَسْطُونَ يَبْطِشُونَ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ أُلْهِمُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ تَذْهَلُ تُشْغَلُ. الحديث

ترجمہ۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ مخبتین کے معنی ہیں مطمئن ہونے والے۔ ابن عباس فی امنیتہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ بات کرتے تھے تو شیطان آپ کی بات میں کوئی چیز ڈال دیتا تھا۔ تو شیطان کی بات کو اللہ تعالے مٹا دیتے اور اپنی آیات کو مضبوط کر دیتے۔ اور کہا جاتا ہے کہ امنیۃ کے معنی قرأت کے ہیں۔ تو الا امانی کے معنی ہونگے پڑھتے ہیں۔ لکھتے نہیں ہیں۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ مشید کے معنی ہیں چونے سے لیپ دیا جائے اور غیر مجاہد کی تفسیر ہے یسطون زیادتی کرتے ہیں۔ حملہ کرتے ہیں یہ سطوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی غلبہ کے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یسطون کے معنی پکڑنے کے ہیں ھدوا کے معنی الہام کئے جانے کے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فلیمدد بسبب میں سبب کے معنی رسی کے ہیں اور الی السماء سے مراد گھر کی چھت ہے۔ تذہل کے معنی مشغول ہونے کے ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ سورۃ نجم کو جب آپ نے پڑھا تو جو لوگ اس وقت موجود تھے جن وانس۔ مشرک۔ مؤمن سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ صاحب جلالین کہتے ہیں۔ کہ جب آپ اس آیت پر پہنچے۔ افرأیتم اللات والعزی۔ تو شیطان نے آپ پر تلك الغرانيق العلى ان شفاعتهن لترتجى القاء کردیا۔ مشرکین نے اپنے بتوں کی مدح سرائی قرار دیا۔ کہ آپ تو ہمارے الہ کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ آج ذکر آگیا ہے۔ اس لئے آپ کی متابعت کرنی چاہئے۔ بنابریں انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ اس روایت کو طبرانی اور حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے جس پر قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے سخت تنقید کی کہ اولا تو یہ روایت ثابت نہیں کہ کبھی شیطانی القا آپکو ہوا ہو اگر روایت

ثابت بھی ہو جائے چونکہ عقل و نقل کے خلاف ہے اس لئے قابل اعتبار نہ ہو گی۔ اس لئے کہ خبر واحد جب خبر متواتر یا قضیہ عقلیہ کے خلاف ہو۔ تو اس کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے یہاں پر نص قطعی سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ پر شیطان کا تسلط نہیں ہو سکتا۔ دوسرے عقل کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اگر شیطان کا تسلط ایسا ہو۔ تو پھر وحی الٰہی میں جو غلط ملط کرانا چاہے وہ کرا سکتا ہے۔ تو وحی پر اعتماد نہیں رہیگا۔ اور خود شیطان کہتا ہے۔ الاعبادك المخلصین ۔ تیرے مخلص بندوں پر میرا تسلط نہیں ہو گا۔ اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ خواب میں شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔ تو پھر یقظہ میں کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ دیگر احادیث بھی اسی مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ الغرض قاضی عیاضؒ اور امام نوویؒ نے بڑی شدومد کے ساتھ انکار کیا ہے۔ چاہیے تھا کہ صاحب جلالین اس روایت کو ذکر نہ کرتے کیونکہ یہ روایت نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ جس پر بعض حضرات نے فرمایا۔ کہ شیطان نے آپؐ سے یہ الفاظ کہلاوائے نہیں بلکہ آپؐ کی آواز میں شیطان نے یہ الفاظ کہے۔ آپ کی آواز نہیں تھی اس صورت میں روایۃً ودرایۃً کوئی محذور لازم نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ غزوۂ احد میں بھی شیطان نے آواز لگائی تھی ا ن محمدا قد قتل ۔ لیکن یہ جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں بھی وحی الٰہی قابل اعتماد نہیں رہتی البتہ تیسرا جواب قرین قیاس ہے۔ کہ ہمیشہ سے عادت چلی آہی ہے۔ کہ اہل حق جب کوئی حق مسئلہ بیان کرتے ہیں تو اہل باطل اہل حق سے بدظن کرنے کے لئے انکی تعلیمات میں اپنی طرف سے بڑھا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جیسے بریلویوں نے اہل دیوبند کو بدنام کرنے لئے غلط باتیں انکی طرف منسوب کی ہیں۔ اور قران مجید میں بھی وجعلنا لكل نبی عدوا من الجن والانس الایتہ۔ بنابریں جب آپؐ کوئی حکم ارشاد فرماتے تو منافقین اور مشرکین آپ کی باتوں میں کمی بیشی کر کے لوگوں کو سناتے جس سے منافرت اور مخالفت بڑھتی تھی۔ تو جب آیت میں اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ۔ فرمایا گیا تو ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تمنی کے معنی قرأ کے لیتے ہیں۔ کہ جب آپؐ قرأۃ کرتے تو شیطان القا کرتا تھا جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ نقل کے وقت کمی بیشی کرتے تھے۔ اور اسی کو نشر کرتے تھے۔ اس نقل کو تمنی سے تعبیر کیا گیا آیت کو اس معنی پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ عند النقل شیاطین جن وانس کمی زیادتی کرتے ہیں۔ تو ابن عباس سے دو تفسیریں منقول ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اتمنی امنیتہ کے معنی حدث کے ہیں۔ یہ معنی ظاہر ہیں۔ دوسرے معنی قرأت کے ہیں کہ جب آپؐ تلاوت کرتے ہیں تو شیاطین قرأۃ کے وقت تو القا نہیں کرتے بلکہ نقل کے وقت القا کرتے ہیں لیکن اس پر شبہ ہوتا ہے کہ روایت میں ہے کہ مشرکین سنتے ہی سجدہ میں گر پڑے پھر سجدہ کرنے کے کیا معنی ہونگے۔ کیونکہ القا تو نقل کے وقت ہوا ہے۔ اس کا جوب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ آیت میں ان کے ائمہ کا تذکرہ آگیا جس کو سن کر خوشی کے مارے سجدہ میں گر پڑے لیکن پھر بھی اشکال ہے کہ الٰہ باطلہ کی مدح سرائی تو نہیں بلکہ یہاں تو استفہام انکاری ہے۔ کفار مکہ تو ان بتوں کو بنات اللہ مانتے تھے۔ جو ان کے معبود بنے ہوئے تھے۔ کفار مکہ بھی اہل لسان تھے اس انکار پر اور محض ذکر پر وہ کیسے خوشی کا اظہار کر سکتے تھے لھذا یہ توجیہ نہیں چل سکتی۔ تو بعض حضرات نے یہ توجیہ بیان فرمائی۔ کہ مشرکین کا سجدہ کرنا کوئی مستبعد نہیں ہے اس لئے کہ کفار بھی اللہ تعالے کی ربوبیتہ کے قائل تھے۔ ان بتوں کو محض وسیلہ کہہ کر پوجتے تھے۔ لیقر بونا الی اللہ زلفی کہا کرتے تھے کہ جیسے بڑے حکام کی رضا حاصل کرنے کے لئے چھوٹے حکام کو راضی کیا کرتے ہیں۔ آج بھی

بہت سے بدعتی پیروں کی پوجا کرتے ہوئے ہر موقعہ پر کہتے ہیں امداد کن امداد کن یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ۔ یہ وہی شرک ہے جسکی خبر آنحضرت ﷺ نے دی کہ جو کچھ بنواسرائیل نے کیا وہ سب کچھ میری امت میں ہو کر رہے گا۔ بہر حال وہ مشرک لوگ بھی اللہ تعالے کو مانتے تھے۔ جب فاسجدوا للہ واعبدوہ۔ کا حکم سنایا ان کو بھی اس سے انکار نہیں تھا وہ تو صرف وحدانیت کے مخالف تھے۔ تو یہ حکم سن کر سجدہ میں گر پڑے۔ تاکہ مسلمانوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے۔ کہ تم اللہ تعالے کو سجدہ نہیں کرتے۔ یہ توجیہ پہلی توجیہات کی بنسبت اقرب الی الحق ہے۔ وہ توجیہات تو عقل و نقل کے خلاف ہیں۔ ایک جواب محققین صوفیاء نے دیا ہے۔ کہ قران مجید کے الفاظ عظمت اور جلال سے بھرے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی قرأت بھی جلال و عظمت سے بھری ہوئی ہے۔ اور بسا اوقات ایک آدمی اپنی روحانی طاقت سے اپنے تھوڑے سے الفاظ سے قلوب کو متاثر کر لیتا ہے۔ جس کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ ان من البیان لسحرا۔ چنانچہ مسٹر گاندھی چند منٹ تقریر کرتا۔ اور سب کچھ منوا لیتا ہے اور سر سید اپنی قوت کلامی کی وجہ سے چند منٹ تقریر کر کے ہزاروں روپے چندہ جمع کر لیتا ہے۔ اور بعض اہل اللہ کے متعلق سنا کہ انہوں نے ایک کلمہ کہا تو لوگ رونے لگے۔ فرشتہ نے حضرت ابراھیمؑ کے سامنے اللہ کا نام لیا تو رونے لگے اور امیر شاہ خان کا واقعہ بھی اسی طرح بیان کیا جاتا ہے چنانچہ ۱۳ھ میں مولانا گنگوہیؒ نے حضرت ابراھیمؑ کے واقعہ کو بیان کیا۔ اور اللہ کا نام لیا تو سب حاضرین جلسہ رونے لگے۔ تو یہ خداداد قوتیں ہیں جن میں تفاوت ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کو یہ قوت کفار سے بہت زیادہ عطا کی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ میں ایک قرأۃ کی قوت تھی۔ دوسرے قرآن کی قوت تیسرے ان لوگوں کی قوت فہم ان تینوں قوتوں نے تمام مجمع کو گھیر لیا۔ جس کی وجہ سے تمام حاضرین سجدہ میں گر پڑے اور یہ حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں اس قسم کی چیزیں پائی جاتی تھیں۔ تو حضرت شاہ ولی اللہؒ اور دیگر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین کا سجدہ کرنا تلک الغرانیق العلی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ قران مجید کی عظمت کے پیش نظر بلا اختیار سجدے میں گر پڑے۔ البتہ امیہ بن خلف نے سجدہ نہ کیا۔ یہ اسکی بدبختی تھی اور اس طرح ہوا کرتا ہے۔ ایک شیخ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے ایک مرید نے جب لعل و جواہر کو دیکھا تو شکایت کی کہ میں آپ کے پاس دنیا کی غرض سے نہیں آیا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ تمھارا قلب تو اس پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ میں نے بارہا توجہ کی۔ لیکن اس کو اس قابل نہیں پایا کہ وہ متاثر ہو۔ ابوجہل نے کتنے معجزات دیکھے لیکن آخر دم تک کافر رہا متاثر نہ ہوا۔ دوسرے معنی تمنی کے آرزو کے ہیں۔ نبی کی بعض آرزوئیں بار آور ہوتی ہیں۔ اور بعض نہیں ہوتیں۔ آپؐ سے کہا گیا کہ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر ڈال دیں یا کوئی کتاب ہمارے پاس آجائے جس کو ہم پڑھ لیں۔ تو اس کے جواب میں فرمایا گیا۔ کہ جب آیات الٰہی ان کے پیش کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں سحر محمد کہ آپ نے جادو کر دیا۔ تو پیغمبر کی تمناؤں کو پورا نہ کیا گیا۔ پیغمبر کی تمنا تھی کہ کسی طرح یہ لوگ اللہ تعالے پر ایمان لے آئیں۔ لیکن یہ تمنا پوری نہ ہوئی تو جب آنحضرت ﷺ نے آرزو کی۔ تو شیطان نے اور آرزوئیں ملا دیں۔ جن کو نسخ کر دیا گیا۔ یہ توجیہ مصنفؒ نے ذکر نہیں فرمائی۔

باب قوله وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى

حدیث (۴۳۸۸) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادِيْ بِصَوْتٍ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا اِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ اَرَاهُ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ اَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَقَالَ جَرِيْرٌ بِسُكْرٰى وَمَا هُمْ بِسُكْرٰى ..... الحديث

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالے قیامت کے دن آدمؑ سے فرمائیگا۔ اے آدم! وہ کہیں گے اے ہمارے رب میں حاضر ہوں۔ پس ایک مہیب آواز سے ندا دی جائیگی کہ اللہ تعالے آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اولاد میں سے ایک جماعت کو جھنم کی طرف نکالیں وہ پوچھیں گے اے میرے رب! وہ جھنمیوں کی جماعت کس قدر ہے۔ حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے میر اگمان ہے۔ نو سو ننانوے ۹۹۹ تو اس وقت حاملہ عورت اپنا حمل گرا دیگی چھوٹا سفید بال ہو جائیگا۔ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ نشہ میں ہونگے جبکہ وہ نشہ والے نہیں ہونگے۔ لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ تو یہ بات لوگوں پر گراں گذری جس سے ان کے چہرے بدل گئے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ یاجوج وماجوج میں سے نو سو ننانوے ہونگے اور تم میں سے ایک ہوگا۔ پھر تم لوگوں میں ایسے ہونگے جیسے کالا بال سفید بیل کے پہلو میں یا سفید بال کالے بیل کے پہلو میں ہوتا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تم جنت کے لوگوں کا ایک چوتھائی ہونگے۔ ہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم جنتیوں کی تہائی ہوگے۔ جس پر ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم جنتیوں کا نصف ہوگے جس پر ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ابو اسامہ نے اعمش سے نقل کیا ہے تری الناس سکاری وماھم بسکاری اور من کل الف تسع مائة وتسع وتسعین اور جریر نے سکری وماھم بسکری پڑھا ہے

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ مغنم واحد ۶۹۴۔۱۸ یہ خطاب جماعت صحابہ کرام کو ہے جس سے مقصود ان کو تسلی دینا ہے تو یاجوج وماجوج

کا امت محمدیہ علیہ السلام سے زیادہ اور کثیر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کثرت کے باوجود وہ امت محمدیہ کی زمین میں سے کیسے سما سکیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ کے افادہ سے ایک وہم کا ازالہ کرنا مقصود ہے۔ وہ یہ کہ جب یاجوج وماجوج اس کثرت کے ساتھ ہونگے تو ان کی رہائش کیلئے دنیا کی اراضی سے کئی گنا اراضی کے اندر وہ سما سکیں گے لیکن ظاہر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ امت محمدیہ سے اضعاف مضاعف ہونگے۔ حالانکہ جمیع امم سے اضعاف مضاعف ہونگے جب کثیر ہوئے تو لازماً وہ پھیلیں گے حضرت قتادہ کی روایت ہے کہ یاجوج وماجوج کے بائیس قبیلہ ہیں اکیس کے آگے تو ذوالقرنین نے دیوار بنادی۔ ایک قبیلہ کسی غزوہ میں غائب ہوگیا۔ وہ ترک ہیں جو سد سکندری کے پیچھے باقی رہ گئے۔ قرب قیامت میں سد سکندری کے گرنے سے وہ دنیا میں پھیل کر فساد برپا کریں گے۔ جن پر قیامت برپا ہوگی۔

باب قوله وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ شَكٍّ

حدیث (۴۳۸۹) حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتْ اِمْرَأَتُهُ غُلَامًا وَ نَتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کوئی آدمی مدینہ آتا اگر اس کی بیوی بچہ جنتی یا اسکی گھوڑی کے بچہ پیدا ہوتا تو کہتا یہ دین ٹھیک ہے۔ اگر بیوی بچہ نہ جنتی اور گھوڑی کے بھی کچھ نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے۔

باب قَوْلِهٖ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ

حدیث (۴۳۹۰) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ فِيْهَا إِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِيْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہذا خصمان۔ حضرت حمزہ اور ان کے ساتھیوں اور عتبہ اور ان کے دو ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ یہ لوگ بدر کی لڑائی میں ھل من مبارز کہتے ہوئے میدان میں نکلے۔

حدیث (۴۳۹۱) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہونگا جو قیامت کے دن گھٹنوں کے بل جھگڑے کیلئے الرحمٰن کے سامنے بیٹھوں گا۔ قیس فرماتے ہیں کہ انہیں کے بارے میں یہ آیت ھذان خصمان۔ نازل ہوئی فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جو بدر کی لڑائی میں آمنے سامنے مقابلہ کے لئے آئے

اَلْيَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ........

حضرت علیؓ۔ حمزہؓ اور عبیدہ جن کے مقابل شیبہ بن ربیعہ عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ تھے۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لَهَا سَابِقُونَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ خَائِفِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بَعِيدٌ بَعِيدٌ فَاسْئَلِ الْعَادِّينَ الْمَلَائِكَةَ لَنَاكِبُونَ الْعَادِلُونَ كَالِحُونَ عَابِسُونَ مِنْ سُلَالَةٍ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ سُلَالَةٌ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُونُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ........

ترجمہ۔ ابن عیینہ کی تفسیر میں ہے کہ سبع طرائق سے سات آسمان مراد ہیں جو فرشتوں کے راستے ہیں۔ لھا سابقون وہ نیک بختی کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ قلوبھم وجلۃ ڈرنے والے۔ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ ھیھات کے معنی بعید کے ہیں فاسئل العادین گننے والے فرشتے مراد ہیں۔ ناکبون راستے سے پھرنے والے۔ کالحون منہ بگاڑنے والے۔ من سلالۃ بچہ یا نطفہ جو اندر سے کھچ کر آتا ہے۔ یقولون بہ جنۃ میں جنہ اور جنون ایک ہے پاگل پن غثاء جھاگ اور ہر وہ چیز جو پانی سے اٹھے اور نفع نہ دے۔

سُورَةُ النُّورِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنْ خِلَالِهِ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ سَنَا بَرْقِهِ الضِّيَاءُ مُذْعِنِينَ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِي مُذْعِنٌ أَشْتَاتًا وَشَتَّى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكٰوةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ

ترجمہ۔ من خلالہ کہ بادل کی تہوں سے پانی نکلتا ہے سنا برقہ میں سنا کے معنی روشنی کے ہیں۔ مذعنین تابعدار مستخزئی جس کے معنی فرمانبردار کے ہیں اشتاتا شتی شتات اور شت کے ایک معنی ہیں مختلف۔ سعد بن عیاض ثمالی کی

ابْنُ عَبَّاسٍ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّیَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِاَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِنَ الْاُخْرٰی فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ سُمِّیَ قُرْاٰنًا وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ تَاْلِيْفَ بَعْضِهٖ اِلٰی بَعْضٍ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا جَمَعْنَاهُ وَاَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ اَیْ مَا جُمِعَ فِيْهِ فَاعْمَلْ بِمَا اَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ اَیْ تَاْلِيْفٌ وَسُمِّیَ الْفُرْقَانَ لِاَنَّهٗ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْاَةِ مَا قَرَاَتْ سَلًی قَطُّ اَیْ لَمْ تَجْمَعْ فِیْ بَطْنِهَا وَلَدًا وَقَالَ فَرَضْنَاهَا اَنْزَلْنَا فِيْهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَاَ فَرَضْنَاهَا يَقُوْلُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلٰی مَنْ بَعْدِكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ ......

تفسیر ہے کہ مشکوہ طاق کو حبشی زبان میں کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سورۃ انزلناھا کے معنی ہم نے بیان کیا۔ کرتے ہیں غیر ابن عباسؓ کا قول ہے کہ قرآن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسکے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس میں سورتیں جمع ہیں اسلئے قرآن ہوا۔ اور سورہ کے معنی ٹکڑا اسکی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ کہ ایک سورۃ دوسری سورت سے منقطع اور الگ ہے۔ جب بعض کو بعض سے ملایا جائے تو قرآن نام رکھا گیا۔ اور ان علینا جمعہ و قرآنہ میں بھی بعض کو بعض سے جوڑنے کے معنی ہیں۔ پس جب ہم اس کو جمع کریں اور اسے باہمی جوڑ دیں تو آپ جمع شدہ کی پیروی کریں یعنی جس کا اللہ تعالے نے آپ کو حکم دیا اس پر عمل کریں جس سے روکا ہے اس سے رک جائیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کے شعر میں قرآن نہیں ہے۔ یعنی جوڑ نہیں ہے۔ اور فرقان اس قرآن کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔ اور عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی بچہ دانی میں کچھ بھی بچہ بچی جمع نہیں کیا اور فرمایا کہ فرضناھا کہ ہم نے اس سورۃ میں مختلف فرائض نازل کئے۔ اور جو تخفیف سے فرضناھا پڑھتا ہو اس کے نزدیک کے معنی ہونگے ہم نے تم پر فرض کر دیا۔ اور ان لوگوں پر بھی جو تمھارے بعد ہونگے مجاہد او الطفل الذین لم یظھروا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چھوٹے ہونے کی وجہ سے وہ عورتوں کی پوشیدگیوں کو نہیں جانتے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ امام بخاریؒ نے قرآن مجید کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ قرآن یا تو قرن بمعنے جمع سے ماخوذ ہے یا قراۃ بمعنے پڑھنے سے ہے۔ اور قرآن کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ قراۃ بمعنے تلاوت کے۔ کہ قرآن یتلو کے معنی میں ہے۔ لیکن امام بخاریؒ اس توجیہ کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔ صرف قراۃ اور قرآن کے معنی لیتے ہیں۔ سلی اس جھلی کو کہتے ہیں جس کے اندر بچہ ہوتا ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۗءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ الايه

حديث (۴۳۹۲) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيدٍؓ اَنَّ عُوَيْمِرًا اَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّؓ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِيْ عَجْلَانٍ فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتٰى عَاصِمٌؓ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ فَسَاَلَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌؓ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌؓ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ حضرت عویمرؓ بنی عجلان کے سردار عاصم بن عدیؓ کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ لوگ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے آدمی کو قابل اعتراض حالت میں پائے۔ اگر وہ اسے قتل کر دیتا تو کیا تم اسے قصاصا قتل کر دو گے یا کیسے کرو گے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں میرے لئے سوال کریں۔ تو حضرت عاصمؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر کہا یارسول اللہ! پھر واقعہ بیان کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے مسائل پوچھنے کو پسند نہ فرمایا واپسی پر جب حضرت عویمرؓ نے ان سے دریافت کیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایسے مسائل کو پسند نہیں کرتے بلکہ عیب ناک سمجھتے ہیں۔ حضرت عویمرؓ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ میں تو اس وقت تک نہیں رکوں گا جبتک اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال نہ کرلوں۔ چنانچہ حضرت عویمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یارسول اللہ اگر کوئی آدمی کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھے تو کیا وہ اسے قتل کر سکتا ہے۔ کہ پھر اس کو آپ لوگ قصاصا قتل کر دینگے یا وہ کیسے کرے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں اللہ تعالے نے قرآن اتارا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اس نے بیوی سے لعان کرنے کے بعد کہا یارسول اللہ! اگر اب میں اس کو اپنے پاس روک لوں تو اس پر ظلم ہو گا۔ پس اسے طلاق دے دی۔

اَلَّذِیْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ تَصْدِیْقِ عُوَیْمِرٍ فَکَانَ بَعْدُ یُنْسَبُ اِلٰی اُمِّہٖ ... الحدیث

تو ان دونوں کے بعد لعان کرنے والوں کیلئے یہی طریقہ مقرر ہو گیا بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ عورت ایسا بچہ پیدا کرے جو کالے رنگ کا ہو۔ سیاہ آنکھوں والا موٹی سرین والا چھوٹی موٹی پنڈلیوں والا تو میرا گمان ہے کہ عویمر نے اس عورت کے خلاف جو کچھ کہا صحیح کہا۔ اگر وہ ایسا بچہ جنے جو سرخ رنگ کے کیڑے کی طرح سرخ ہو تو پھر میرا گمان یہ ہے کہ عویمر نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔ بالآخر اس عورت نے بچہ اسی وصف پر جنا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے عویمرؓ کی تصدیق بیان کی تھی۔ پس اس کے بعد وہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہو کر پکارا جاتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت عویمرؓ قبیلہ بنو عجلان کے آدمی ہیں۔ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو زنا کرتے دیکھا زانی بھاگ گیا تو یہ اپنے سردار عاصم بن عدی کے پاس آئے اور ان سے مسئلہ دریافت کیا وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے سمجھا کہ یہ کوئی فرضی مسئلہ ہے واقعہ نہیں ہے۔ اس لئے آپؐ نے اس کو عیب کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت عاصمؓ کبیدہ خاطر واپس ہوئے تو حضرت عویمرؓ خود مسئلہ پوچھنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ان کے پہنچنے سے پہلے لعان کی آیات نازل ہو چکی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں کو بلا کر پہلے تو انہیں سمجھایا بعد ازاں حضرت عویمرؓ نے پانچ قسمیں کھالیں۔ عورت سے کہا گیا کہ دیکھ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے سخت ہے۔ پہلے وہ ٹھٹکی مگر بعد ازاں اس نے بھی پانچ قسمیں اٹھالیں جس کے بعد حضرت عویمرؓ نے اس عورت کو تین طلاق دے دیں۔ کذبت علیھا ان امسکتھا بعد ذلك۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا نفس لعان سے طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں بلکہ قضاء قاضی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ محض لعان سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ یا تو زوج طلاق دے یا قاضی تفریق کرے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ محض نفس لعان سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کے ملاعنہ کے بعد طلاق پڑ جاتی ہے۔ لیکن روایت میں فکانت سنته لمن کان بعدھما۔ کے الفاظ ہیں جو حضرت امام اعظمؒ کی حجۃ ہے کہ نفس لعان سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ تفریق قاضی کی ضرورت ہے یا زوج طلاق دے دے۔ امام صاحبؒ رجم کے لئے شہادت اور اقرار کو موجب قرار دیتے ہیں۔ حمل کو رجم کا سبب قرار نہیں دیتے۔ باقی حضرات اسے موجب رجم قرار دیتے ہیں۔ وحرہ سرخ رنگ کے گرگٹ کو کہتے ہیں حضرت عویمرؓ کی رنگت بالکل سرخ تھی۔

باب وَالْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ

حدیث (۴۳۹۳) حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِیْعِ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍؓ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ بتلایئے اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی بیوی کے ہمراہ

ى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمَا مَاذُكِرَ فِى الْقُرْاٰنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ
ہٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قُضِىَ فِيْكَ وَفِىْ امْرَأَتِكَ
الَ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
فَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً اَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ
كَانَتْ حَامِلًا فَاَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى اِلَيْهَا
ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِى الْمِيْرَاثِ اَنْ يَّرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ
مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا الحديث ....

زنا کرتا دیکھ کر قتل کر دے تو کیا آپ اسے قصاصاً قتل کر دینگے یا وہ کیا کرے۔ تو اللہ تعالے نے ان کے بارے میں لعان کا حکم نازل فرمایا جو قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ ان دونوں نے لعان کیا اور میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود وحاضر تھا پس آپ نے اس عورت کو جدا کر دیا اب یہی طریقہ ہو گیا کہ دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کر دی جائے۔ وہ عورت حاملہ تھی مرد نے حمل کا انکار کر دیا تو ان کا بیٹا ماں کی طرف منسوب ہو کر پکارا جاتا تھا پھر وراثت کے بارے میں بھی یہی طریقہ رائج ہوا کہ وہ لڑکا ماں کا وارث بنے گا۔ اور ماں اسکی وارث ہو گی۔ پس اللہ تعالے نے اس عورت کے لئے یہ مقرر کر دیا۔

باب قَوْلِهٖ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ

حدیث (۴۳۹٤) حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ
النَّبِىِّ ﷺ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ
الْبَيِّنَةَ اَوْ حَدٌّ فِىْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا رَاٰى
اَحَدُنَا عَلٰى امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ
فَجَعَلَ النَّبِىُّ ﷺ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِىْ ظَهْرِكَ
فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّىْ لَصَادِقٌ
فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِىْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ
جِبْرَائِيْلُ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ
فَقَرَءَ حَتّٰى بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ھلال بن امیہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کا الزام لگایا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا گواہ پیش کرو یا تمھاری پیٹھ پر حد قذف لگائی جائیگی اس نے کہا یارسول اللہ! کیا ہمارا کوئی آدمی جب اپنی بیوی کے ہمراہ کسی کو زنا کرتا دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے کیلئے جائے بہر حال آپ نبی اکرم ﷺ یہی فرماتے رہے کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمھاری پیٹھ پر حد قذف قائم ہو گی۔ جس پر حضرت ھلال نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے۔ بیشک میں اس معاملہ میں سچا ہوں۔ پس ضرور بالضرور اللہ تعالے حکم نازل فرما کر میری پیٹھ کو حد قذف سے بچالینگے۔ تو جبرائیلؑ نازل ہوئے اور آپ پر یہ آیت اتاری گئی۔ الذین یرمون ازواجھم سے

فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَهَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا کَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَکَّأَتْ وَنَکَصَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ سَابِغَ الْاَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَهُوَ لِشَرِیْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهٖ کَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْلَا مَا مَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ لَکَانَ لِیْ وَلَهَا شَانٌ الحدیث ....

ان کان من الصادقین تک پڑھا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے وہاں سے پھر کر اس عورت کی طرف آدمی بھیجا تو حضرت ہلال ؓ نے تو گواہی دے دی جبکہ جناب نبی اکرم ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک نہ ایک ضرور جھوٹا ہے پس کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ پھر وہ عورت اٹھی اور اس نے گواہی دینی شروع کی۔ پس جب وہ پانچویں شہادت تک پہنچی تو لوگوں نے اسے ٹھہرا دیا اور کہا کہ اب یہ آخری شہادت تفریق واجب کرنے والی ہے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ وہ رک گئی اور پیچھے ہٹنے لگی ہمیں گمان ہوا کہ شاید وہ شہادت سے لوٹ رہی ہے پھر کہنے لگی ساری زندگی میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کرونگی پس لعان پوری کرنے میں چلی گئی۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا بچہ جنے جو سرمگی آنکھوں والا کابل سرین والا موٹی پنڈلیوں والا ہو تو وہ شریک بن سحما کا بیٹا ہے۔ چنانچہ اس نے انہی اوصاف والا بیٹا جنا جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ کا فیصلہ لعان والا نہ گذر آہوتا تو پھر میرا اور اس عورت کا ایک حال ہوتا کہ اس پر حد زنا قائم کرتا۔

باب قوله وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ

حدیث (۴۳۹۵) حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا رَمٰی امْرَاَتَهٗ فَانْتَفٰی مِنْ وَلَدِهَا فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاعَنَا کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ قَضٰی بِالْوَلَدِ لِلْمَرْاَةِ فَرَّقَ بَیْنَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس عورت کے بچے سے اپنی نسبت کی نفی کر دی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں خاوند بیوی کو لعان کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے پھر ولد کا فیصلہ عورت کیلئے کیا اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کر دی۔

تشریح از شیخ مدنی ؒ۔ ہلال بن امیہ کا یہ دوسرا واقعہ ہے پہلا واقعہ حضرت عویمرؓ کا تھا دونوں قریب ہیں اور دونوں میں زانی شریك بن سحما ہے۔

باب قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآؤُ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الاية اَفَّاكٌ كَذَّابٌ

حدیث(۴۳۹۶)حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ..عَنْ عَائِشَةَ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ قَالَتْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص واقعہ افک کا سرغنہ بناوہ عبداللہ بن ابی تھا۔ آگے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ کو تلاوت کیا۔

حدیث(۴۳۹۷)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُقْبَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَاقَالُوْا فَبَرَّءَ هَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَاِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَاَنَا اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَاُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ

ترجمہ۔ حضرت عروۃ حضرت عائشہؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب باہر جانا چاہتے ہیں تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے پس جس کے نام کا قرعہ نکل آتا اسے آپ رسول اللہ ﷺ اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ ایک غزوہ یعنی بنی المصطلق میں جب آپؐ جہاد کے لئے جانے لگے تو ہمارے درمیان قرعہ ڈالا اتفاق سے قرعہ میں میرا نام نکلا تو نزول حجاب کے بعد میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں روانہ ہوئی مجھے میرے کجاوہ یا پردہ میں سوار بھی کیا جاتا تھا اور اتارا بھی جاتا تھا۔ بہر حال ہم لوگ بنی المصطلق تک چلتے رہے۔ یہانتک کہ جب آپؐ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوئے۔ اور واپس لوٹے تو ہم لوٹتے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچ گئے ایک رات کوچ کرنے کا اعلان ہوا۔ اعلان کے وقت میں اٹھ کر قضائے حاجت کیلئے چلی گئی یہانتک کہ لشکر سے آگے نکل گئی۔ پس جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئی۔ تو میں اپنے ٹھکانا کی طرف پہنچی کیا دیکھتی ہوں کہ اظفار کے خر مہرہ کا میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کو تلاش کرنے کے لئے گئی تو اس کی تلاش میں مجھے دیر لگ گئی۔ وہ جماعت جو میری سواری پر کجاوہ کسا کرتی تھی

حَتّٰی جَاوَزْتُ الْجَیْشَ فَلَمَّا قَضَیْتُ شَانِیْ اَقْبَلْتُ اِلٰی رَحْلِیْ فَاِذَا عِقْدٌ لِّیْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِیْ وَحَبَسَنِیْ اِبْتِغَاءُهٗ وَاَقْبَلَ الرَّھْطُ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَرْحَلُوْنَ لِیْ فَاحْتَمَلُوْا ھَوْدَجِیْ فَرَحَلُوْہُ عَلٰی بَعِیْرِیَ الَّذِیْ کُنْتُ رَکِبْتُ وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنِّیْ فِیْہِ وَکَانَ النِّسَاءُ اِذْ ذَاکَ خِفَافًا لَمْ یُثْقِلْھُنَّ اللَّحْمُ اِنَّمَا تَاْکُلُ الْعُلْقَۃَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ یَسْتَنْکِرِ الْقَوْمُ خِفَّۃَ الْھَوْدَجِ حِیْنَ رَفَعُوْہُ وَکُنْتُ جَارِیَۃً حَدِیْثَۃَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ عِقْدِیْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَیْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَھُمْ وَلَیْسَ بِھَا دَاعٍ وَّلَا مُجِیْبٌ فَاَمَمْتُ مَنْزِلِیَ الَّذِیْ کُنْتُ بِہٖ وَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ سَیَفْقِدُوْنِیْ فَیَرْجِعُوْنَ اِلَیَّ فَبَیْنَا اَنَا جَالِسَۃٌ فِیْ مَنْزِلِیْ غَلَبَتْنِیْ عَیْنِیْ فَنِمْتُ وَکَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِیُّ ثُمَّ الذَّکْوَانِیُّ مِنْ وَّرَاءِ الْجَیْشِ فَاَدْلَجَ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِیْ فَرَاٰی سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَاَتَانِیْ فَعَرَفَنِیْ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَکَانَ یَرَانِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَیْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِہٖ حِیْنَ عَرَفَنِیْ فَخَمَّرْتُ وَجْھِیْ بِجِلْبَابِیْ وَاللّٰہِ مَا یُکَلِّمُنِیْ کَلِمَۃً وَّلَا سَمِعْتُ مِنْہُ کَلِمَۃً غَیْرَ اِسْتِرْجَاعِہٖ حَتّٰی اَنَاخَ رَاحِلَتَہٗ فَوَطِیَٔ عَلٰی یَدَیْھَا فَرَکِبْتُھَا فَانْطَلَقَ یَقُوْدُ بِیَ الرَّاحِلَۃَ حَتّٰی اَتَیْنَا الْجَیْشَ

اور میرے کجاوہ کو اٹھا کر رکھتے تھے۔ پس انہوں نے میرے اس اونٹ پر کجاوہ کس دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ ان کو گمان ہوا کہ میں ھودج کے اندر ہوں۔ کیونکہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ گوشت ان کو بوجھل نہیں کرتا تھا اس لئے کہ وہ تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں۔ اس لئے جب انہوں نے ھودج کو اٹھایا تو اس کا ہلکا پن انہیں محسوس نہ ہوا اور میں نوخیز لڑکی تھی پس انہوں نے اونٹ کو کھڑا کیا اور چل دئے لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں ان کے ٹھکانوں پر واپس آئی تو نہ وہاں کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا تھا ہو کا عالم تھا پس میں اپنی اس جگہ پر ٹک کر بیٹھ گئی جہاں میرا قیام ہوا تھا مجھے گمان تھا کہ جب وہ لوگ مجھے گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئینگے۔ پس میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی سحری کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گئی۔ حضرت صفوان بن المعطل سلمی ثم ذکوانی لشکر کے پیچھے گری پڑی چیز کو اٹھانے کے لئے رہتے تھے تو وہ اندھیرے میں چل کر صبح کو میرے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ اور سوئے ہوئے انسان کے جسم کو دیکھا تو میرے پاس آئے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پہچان لیا۔ کیونکہ حجاب کے نزول سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ تو جب انہوں نے مجھے پہچانا تو اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا ان کے اس پڑھنے سے میں جاگ اٹھی میں نے فوراً اپنا چہرہ اپنی لمبی چادر سے چھپالیا۔ اللہ کی قسم اس نے میرے ساتھ ایک کلمہ تک نہیں بولا اور نہ ہی میں نے اس سے سوائے اناللہ کے پڑھنے کے کوئی دوسرا کلمہ سنا یہانتک کہ انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھلائی۔ اس کے اگلے ہاتھوں کو میرے اوپر چڑھنے کے لئے روندا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ مجھے لئے ہوئے

بَعْدَ مَانَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ
هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلّٰى الْاِفْكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنُ
السَّلُوْلِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ
شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ
لَااَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَالِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ
اِنِّيْ لَااَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ
اَرٰى مِنْهُ حِيْنَ اَشْتَكِيْ اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ
ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ
فَذَاكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَااَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ
بَعْدَ مَا نَقِهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِيَ اُمُّ مِسْطَحٍ ؓ قِبَلَ
الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَاتَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا اِلٰى
لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا
وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَّلِ فِي التَّبَرُّزِ قَبْلَ الْغَائِطِ
فَكُنَّا نَتَاَذّٰى بِا لْكُنُفِ اَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا
فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ اَبِيْ رُهْمِ بْنِ
عَبْدِ مَنَافٍ وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ اَبِيْ
بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ فَاَقْبَلْتُ اَنَا
وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ قَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَاْنِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ
مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا
بِئْسَ مَاقُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ اَيْ
هَنْتَاهُ اَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَاقَالَ قُلْتُ وَمَاقَالَ قَالَتْ كَذَا

اونٹنی کو کھینچتے ہوئے لشکر تک پہنچ گئے۔ جو عین دوپہر کے وقت سخت گرمی میں پڑاؤ کر چکے تھے۔ پھر تو تہمت لگا کر جنہوں نے تباہ ہونا تھا وہ تباہ ہوئے۔ اور اس تہمت لگانے کا سرغنہ عبداللہ بن ابی تھا۔ پس جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مجھے مہینہ بھر بخار کی شکایت رہی۔ اور لوگ افک والوں کی باتوں کی وجہ سے خوب پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ مجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا البتہ مجھے بیماری میں یہ بات ضرور پریشان کرتی تھی کہ اب کی مرتبہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ لطف مہربانی نہیں دیکھتی تھی۔ جو عموماً میری بیماری کے وقت آپؐ فرمایا کرتے تھے پس اندر تشریف لاتے سلام کر کے پوچھتے کہ اس کا کیا حال ہے پھر واپس چلے جاتے۔ پس اس سلوک سے میں ضرور پریشان ہوتی اور مجھے اس شرارت کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ یہانتک کہ کمزوری کے بعد ایک رات میں بی بی ام مسطح کے ساتھ بیت الخلاءَ کی طرف روانہ ہوئی یہ ہماری قضائے حاجت کی جگہ تھی جس کی طرف ہم صرف رات کے وقت ہی نکلا کرتی تھیں۔ اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ ہم نے گھروں کے پاس پاخانے نہیں بنائے تھے قضائے حاجت کے بارے میں ہمارا اور یہ پہلے عرب لوگوں کا تھا۔ کہ وہ باہر نشیبی جگہ کی طرف جایا کرتے تھے کیونکہ گھروں کے پاس بیت الخلاءَ بنانے سے ہمیں اذیت پہنچتی تھی۔ بدبو سے تنگ پڑتے تھے۔ بہر حال میں اور ام مسطحؓ روانہ ہوئیں۔ وہ ابورھم بن عبد مناف کی بیٹی تھی اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی تھی۔ اور وہ خود حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خالہ لگتی تھی ان کا بیٹا مسطح بن اثاثہ تھا پس میں اور حضرت ام مسطح قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جب اپنے گھر کو واپس لوٹے تو

11/1

وَكَذَا فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ
مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ
عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ
أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ
أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ
النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا
كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا
ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ
أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ
اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ
بِنَوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍؓ حِينَ اسْتَلْبَثَ
الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ
بْنُ زَيْدٍؓ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ
مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلَكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا
عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍؓ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ
عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ
تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَرِيرَةَؓ فَقَالَ
أَيْ بَرِيرَةُؓ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ بَرِيرَةُؓ

اپنی گرم چادر کے اندر حضرت ام مسطح کا پاؤں الجھ گیا جس سے وہ گر پڑیں تو اپنے بیٹے مسطح کو بددعا دینے لگیں کہ اے تو مر جائے میں نے اس سے کہا کہ یہ آپ نے برا کلمہ کہا کیا آپ اس شخص کو کوستی ہیں جو بدر کی لڑائی میں حاضر ہوا۔ وہ فرمانے لگیں او بھولی تم نے نہیں سنا جو کچھ وہ کہتا پھرتا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے تو اس نے مجھے اہل افک کا پورا قصہ سنایا جس نے میری بیماری میں اضافہ کر دیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی اور جناب رسول اللہ ﷺ حسب معمول تشریف لائے اور پوچھا کہ وہ کیسی ہے تو میں نے اجازت طلب کی کہ والدین کے گھر جانا چاہتی ہوں میرا مقصد یہ تھا کہ ماں باپ سے اس خبر کے بارے میں کچھ یقین حاصل کروں تو آپ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں ماں باپ کے گھر پہنچ گئی۔ میں نے ماں سے پوچھا اے امی جان! یہ لوگ کیا باتیں کرتے پھرتے ہیں انہوں نے فرمایا پیاری بیٹی اپنے حال پر رحم کرو۔ واللہ جو عورت اپنے خاوند کے ہاں حسینہ جمیلہ ہو وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ وہ سوکنیں اس پر حسد کی وجہ سے بڑھا چڑھا نہ کریں۔ تو میں نے کہا سبحان اللہ کس قدر تعجب ہے۔ کہ لوگوں میں میری اس بات کا چرچا ہو رہا ہے فرماتی ہیں رات بھر روتے روتے میں نے صبح کر دی کہ نہ میرے آنسو رکتے تھے اور نہ ہی میں نے نیند کا سرمہ لگایا کہ تھوڑی سی نیند بھی آئی نیند اچاٹ ہو گئی۔ صبح تک میں روتی رہی تو آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور اسامہ بن زیدؓ کو بلوایا جبکہ وحی کے آنے میں دیر ہو گئی تو آپؐ ان دونوں حضرات سے اپنی بیوی کو جدا کرنے میں مشورہ لینا

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنْ رَأَیْتُ عَلَیْھَا اَمْرًا اَغْمِصُہٗ عَلَیْھَا اَکْثَرَ مِنْ اَنَّھَا جَارِیَۃٌ حَدِیْثَۃُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِیْنِ اَھْلِھَا فَتَاْتِیْ دَاجِنٌ فَتَاْکُلُہٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاسْتَعْذَرَ یَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ اِبْنِ السَّلُوْلِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ یَعْذُرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ اِذَاہُ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَوَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ مِنْ اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَلَقَدْ ذَکَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَیْہِ اِلَّا خَیْرًا وَمَا کَانَ یَدْخُلُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا مَعِیَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَعْذِرُکَ مِنْہُ اِنْ کَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَہٗ وَاِنْ کَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا اَمْرَکَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عِبَادَۃَ وَھُوَ سَیِّدُ الْخَزْرَجِ وَکَانَ قَبْلَ ذٰلِکَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰکِنِ احْتَمَلَتْہُ الْحَمِیَّۃُ فَقَالَ لِسَعْدٍ کَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰہِ لَاتَقْتُلُہٗ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰی قَتْلِہٖ فَقَامَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَھُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ کَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰہِ لَنَقْتُلَنَّہٗ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِیْنَ فَتَثَاوَرَ الْحَیَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰی ھَمُّوْا اَنْ یَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُخَفِّضُھُمْ حَتّٰی سَکَتُوْا وَسَکَتَ قَالَتْ

چاہتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کو وہ بات بتلائی جو آپؐ کے گھر والوں کی برأت کے بارے میں وہ جانتے تھے۔ اور جو ذاتی طور پر وہ ان کے لئے محبت و پیار کو جانتے تھے فرمایا یا رسول اللہ آپؐ اپنے گھر والوں کو روکے رکھیں ہم سوائے بھلائی کے ان کے اندر کوئی چیز نہیں جانتے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپؐ اس کو طلاق دے دینگے تو اللہ تعالے نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی ان کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ اور معاملہ کی صفائی کے لئے فرمایا کہ انکی باندی سے پوچھ لیجئے۔ وہ آپ کو سچ سچ بتادیگی کیونکہ دن رات ساتھ رہنے والی سے کوئی راز پوشیدہ نہیں ہوتا چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہؓ کو بلوایا ان سے آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی ایسی حرکت دیکھی ہے جس سے تمھیں شک گزرتا ہو حضرت بریرہؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دیکر بھیجا ہے۔ میں نے ان سے کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی جس سے میں ان پر کوئی عیب لگاسکوں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ ایک نوخیز لڑکی ہے گھر والوں کا آٹا گوندکر سوجاتی ہے۔ گھر کی پالتو بکری آکر اسے کھاجاتی ہے۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اسی دن عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں مدد طلب فرمائی۔ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت اس شخص کے خلاف کون میری مدد کرتا ہے جس کی ایذارسانی میرے گھر والوں تک جاپہنچی ہے۔ واللہ میں اپنے گھر والوں کے بارے میں سوائے خیر و بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور یہ لوگ ایک شخص کا نام لیتے ہیں جس کے متعلق میں

فَمَكُثْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ يَظُنَّانِ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ فَبَيْنَاهُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَاَنَا اَبْكِيْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ لِيْ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ اِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَأُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ

خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور وہ کبھی میرے گھر میں میرے بغیر داخل نہیں ہوا۔ اس پر حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمانے لگے یا رسول اللہ میں اس شخص کیلئے آپ کی مدد کرنے کو تیار ہوں۔ اگر وہ اوس کے قبیلہ کا آدمی ہے تو میں اس کی گردن اڑا دونگا۔ اگر ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج میں سے ہے تو آپ حکم دیں آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ فرماتی ہیں خزرج کے سردار سعد بن عبادہ اٹھے اس سے پہلے وہ بہت نیک آدمی تھے۔ لیکن اب اسے قومی حمایت نے برانگیختہ کیا تو حضرت سعدؓ سے کہنے لگے کہ تو نے ٹھیک نہیں کہا۔ اللہ کی بقا کی قسم! تو اس کو قتل نہیں کریگا اور نہ ہی تجھے اس خزرجی کے قتل کرنے کی قدرت ہے۔ تو اسید بن حضیرؓ اٹھ کھڑے ہوئے جو حضرت سعد کے چچازاد بھائی لگتے تھے سعد بن عبادہؓ سے کہا کہ آپ نے ٹھیک نہیں کہا اللہ کی بقا کی قسم! ہم ضرور قتل کریں گے تو منافق اور منافقوں کی پاسداری کرتے ہوئے ان کی طرف سے جھگڑتا ہے اس پر دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اٹھے۔ یہانتک کہ مرنے مارنے پر تیار ہوگئے جناب رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے تھے برابر ان دونوں قبائل کو ٹھنڈا کرتے رہے یہانتک کہ وہ لوگ چپ ہوگئے اور آپ خود بھی چپ ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس دن تو میرا یہ حال تھا کہ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی میں نیند کا سرمہ لگا سکی۔ صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آئے تو میں دو راتیں اور ایک دن کامل رو چکی تھی کہ نہ میں نے نیند کا سرمہ لگایا تھا اور نہ میرے آنسو تھمے تھے۔ میرے والدین کا یہ گمان تھا۔ کہ میرا رونا میرے جگر کو پھاڑ دیگا دریں اثنا یہ دونوں میرے پاس تھے۔ اور میں برابر رو رہی تھی کہ انصار کی

هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِىْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ لَاتُصَدِّقُوْنِىْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّىْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّىْ وَاللّٰهِ مَآاَجِدُلَكُمْ مَثَلًا اِلَّاقَوْلَ اَبِىْ يُوْسُفَ قَالَ فَصَبْرٌجَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِىْ قَالَتْ وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اَعْلَمُ اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّءُ نِى بِبَرَائَتِىْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَاكُنْتُ اَظُنُّ اِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِىْ شَأْنِىْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَأْنِىْ فِىْ نَفْسِىْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِىَّ بِاَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْاَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّءُ نِىَ اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَاخَرَجَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِىْ يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِىْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّاسُرِّىَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سُرِّىَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَاعَائِشَةُ اَمَّااللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاَكِ فَقَالَتْ اُمِّىْ قُوْمِىْ اِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَااَقُوْمُ اِلَيْهِ لَااَحْمَدُ اِلَّااللّٰهَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُبِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ

تھی کہ انصار کی ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی۔ تو وہ میرے پاس آکر بیٹھی اور میرے ساتھ رونے لگی ہم لوگ اسی حال میں تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے سلام کیا پھر بیٹھ گئے۔ فرماتی ہیں کہ اس حادثہ کے بعد آپؐ کبھی میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے اور وحی کا انتظار کرتے کرتے مہینہ گذر گیا۔ کہ میرے بارے میں کوئی وحی نہ آئی تو آپؐ نے بیٹھتے ہی کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر فرمایا امابعد اے عائشہ ! مجھے تیرے بارے میں ایسی ایسی خبریں پہنچی ہیں اگر تو بری اور پاکدامن ہے تو عنقریب اللہ تعالے تیری برأت کا اعلان فرمادینگے۔ اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ تعالے سے معافی مانگو اور اسکی طرف توبہ کرو۔ کیونکہ بندہ جب گناہ کا اقرار کرلے اور اللہ تعالے کی طرف توبہ کرلے تو اللہ تعالے اس کی توبہ قبول کرلیتے ہیں۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو پوری کرلی تو میرے آنسو سمٹ گئے۔ یہانتک کہ ان میں سے ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا تو میں نے ابا جان سے کہا کہ آپ جناب رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں جواب دیں جو کچھ آپؐ نے فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا واللہ میں نہیں جانتا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی بات کا کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی امی جان سے کہا کہ جو کچھ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بارے میں آپ ان کو جواب دیں وہ بھی فرمانے لگیں۔ کہ میں نہیں جانتی کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی بات کا میں کیا جواب دوں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے بولنا شروع کیا۔ میں نوخیز نوجوان لڑکی تھی بہت مرتبہ قرآن نہیں پڑھا تھا میں نے کہا واللہ آپ لوگ یہ بات اسقدر سن چکے ہیں کہ اس نے

الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَاءَتِيْ وَقَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَفَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا ذَا عَلِمْتِ اَوْ رَاَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ اُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْاِفْكِ ...... الحدیث

تمھارے دلوں میں قرار پکڑ لیا ہے۔ اور تم اسے سچا سمجھ چکے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ میں بری اور پاکدامن ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاکدامن ہوں۔ تو آپ لوگ اس بارے میں مجھے سچا نہیں سمجھو گے۔ اور اگر میں اس تہمت کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ میں بری ہوں تم مجھے سچا قرار دو گے۔ میری اور تمھاری مثال تو یوسفؑ کے باپ کے قول کی طرح ہے کہ انہوں نے فرمایا میرے لئے تو صبر جمیل ہے جو کچھ تم کہتے ہو اس میں میں اللہ تعالے سے مدد مانگتی ہوں فرماتی ہیں کہ بعد ازاں میں منہ پھیر کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں میں خوب جانتی تھی کہ میں بری ہوں اللہ تعالے میری برأت کو ضرور ظاہر فرمانے والے ہیں۔ لیکن واللہ میرا یہ گمان نہیں تھا کہ اللہ تعالے میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائینگے جس کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔ کیونکہ میں اپنے دل میں اپنے حال کو اتنا حقیر سمجھتی تھی۔ کہ اللہ تعالے میری براۃ کے معاملہ میں ایسا کلام نازل فرمائینگے جس کی تلاوت کی جاتی رہے گی۔ البتہ مجھے اتنی امید ضرور تھی کہ اللہ تعالے جناب رسول اللہ ﷺ کو نیند میں کوئی ایسا خواب دکھا دینگے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالے میری برأت بیان فرما دیں گے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی رسول اللہ ﷺ کھڑے نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی شخص باہر نکلا تھا۔ کہ آپؐ پر نزول وحی ہونے لگا اور اس سختی نے آپ کو آگھیرا جو عموماً نزول وحی کے وقت گھیر اکرتی تھی۔ یہانتک کہ موتیوں کی طرح پسینہ گرنے لگا۔ حالانکہ یہ سخت سردی کا دن تھا۔ لیکن یہ پسینہ اس وحی کے بوجھ کی وجہ سے تھا۔ جو آپؐ پر نازل ہوئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے وہ حالت کھل گئی تو اس حال میں کھلی کہ آپؐ ہنس رہے تھے۔ پس پہلا کلمہ جو آپؐ بولے یہ تھا کہ اے عائشہؓ! اللہ تعالے نے تجھے بری قرار دے دیا ہے۔ میری ماں بولی جاؤ آپ کی طرف اٹھ کر شکریہ ادا کرو میں نے کہا واللہ! میں آپ کی طرف اٹھ کر نہیں جاؤں گی۔ میں تو صرف اللہ تعالے کا شکر و ثنا کرونگی جس نے آسمانوں سے میری برات نازل فرمائی۔ وہ بھی ایک آیت نہیں پوری دس آیات۔ ان الذین جائوا بالافك .... نازل فرمائیں۔ جب میری برأت اللہ تعالے نے نازل فرمائی تو میرے باپ ابوبکرؓ مسطح بن اثاثہ پر

رشتہ داری اور محتاجی کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ فرمانے لگے حضرت عائشہؓ کے بارے میں جو کچھ اس نے چرچہ کیا ہے۔ اس کے بعد تو میں مسطح پر کچھ بھی خرچ نہیں کرونگا۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل اور وسعت والے رشتہ داروں پر اب امداد روکنے کی قسم نہ کھائیں ۔۔۔ جس پر ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ کیوں نہیں واللہ میں تو اللہ تعالےٰ کی بخشش کو پسند کرتا ہوں۔ تو وہ مالی امداد جو مسطح پر خرچ کرتے تھے واپس لوٹا دی۔ اور فرمانے لگے اب کبھی میں انکی امداد سے ہاتھ نہیں کھینچونگا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے میرے معاملہ کے بارے میں پوچھا فرمایا اے زینب تو اس بارے میں کیا جانتی ہے اور کیا دیکھا ہے انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ میں تو اپنے کانوں اور آنکھوں کو محفوظ رکھتی ہوں۔ نہ میں نے کچھ دیکھا نہ کچھ سنا۔ میں تو بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ فرماتی ہیں حالانکہ یہی ایک بی بی تھی جو ازواج مطہرات میں سے میرا مقابلہ کرتی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے پرہیزگاری کی وجہ سے اسے محفوظ رکھا اور بچالیا۔ البتہ انکی بہن حمنہ انکی وجہ سے لڑتی رہتی تھی۔ تو وہ بھی اصحاب افک کے زمرہ میں آکر تباہ ہو گئی۔

باب قوله وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَمَسَّكُمْ

حدیث (۴۳۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ ؓ اُمِّ عَائِشَةَ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ ؓ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا ۔۔۔ الحديث

ترجمہ۔ حضرت ام رومانؓ حضرت عائشہؓ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

وقال مجاهد تلقونه يرويه بعضكم عن بعض مجاہد کی تفسیر ہے کہ تلقونہ چرچا کرتے تھے تفیضون تم گھستے تھے کہتے تھے۔

باب قوله اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

حدیث (۴۳۹۹) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ؓ تَقْرَءُ اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ ۔۔۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ تلقونہ کو تخفیف تا سے پڑھتی تھیں

باب قوله ولولا اذ سمعتموه قلتم ما يكون لنا ان نتكلم بهذا سبحنك هذا بهتان عظيم

حدیث (۴۴۰۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ

ترجمہ۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی وفات سے تھوڑا سا پہلے حضرت ابن عباسؓ

قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَؓ وَهِيَ مَغْلُوْبَةٌ قَالَتْ اَخْشٰى اَنْ يُّثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيْلَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْ وُجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ اِئْذَنُوْا لَهٗ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ اِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَاَنْتِ بِخَيْرٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِؓ خِلَافَهٗ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَاَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ..... الحديث

ؓ نے داخلہ کی اجازت مانگی۔ جبکہ وہ موت کی پریشانیوں میں مغلوب تھیں فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آکر وہ میری تعریف وثنا نہ شروع کر دیں۔ جس سے عجب کا ڈر ہے۔ پس ان سے کہا گیا وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور مسلمانوں میں سے ذی وجاہت آدمی ہیں۔ فرمایا اچھا آنے دو۔ داخل ہو کر فرمانے لگے آپ اپنے آپ کو اس وقت کس حالت میں پاتی ہیں فرمایا اگر میں پرہیزگار ہوئی تو خیر سے ہوں۔ فرمایا انشاءاللہ آپ تو خیر وبرکت سے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں آپکے سوا آپؐ نے کسی اور باکرہ عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اور تمھاری صفائی آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن الزبیرؓ ان کے خلاف داخل ہوئے کہ ابن عباس خارج ہو رہے تھے۔ اور وہ داخل ہو رہے تھے۔ فرمانے لگیں ابن عباسؓ نے تو داخل ہو کر میری تعریف کر ڈالی جس کا مجھے خدشہ تھا۔ اور میں یہ جانتی ہوں کہ کاش میں بھولی بسری ہوتی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ يثنى على کہ ابن عباسؓ نے میرے پاس آکر میری تعریف کرنی ہے۔ اور عادت ہے کہ تعریف کے وقت عجب اور کبر پیدا ہو جاتا ہے۔ جو کہ عنداللہ نہایت ہی مبغوض ہے۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ بہت سے فضائل اور کمالات کی مالکہ ہیں لیکن اپنی مدح سرائی کی وجہ سے ابن عباسؓ کو اجازت نہیں دیتی۔ بی بی مریمؑ کی طرح فرماتی ہیں کاش میں بھولی بسری ہوتی خلافه کا مطلب یہ ہے کہ بعد خروجه متصلا۔ کہ ان کے باہر چلے جانے کے بعد فوراً یہ داخل ہوئے۔ قيل ابن عم ۶۹۹ از قطب گنگوہیؒ چونکہ حضرت عائشہؓ ابن عباسؓ کو داخلہ کی اجازت نہیں دے رہی تھیں۔ ان کو واپس کرنے کا قصد فرمایا۔ تو اس پر آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ وہ حضور انور ﷺ کے قریبی ہیں۔ اور لوگوں میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ تب انہوں نے اجازت دے دی۔

ولم ينكح بكرا غيرك مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ تم سے محبت کرتے تھے۔ تو سبب کو مسبب کے قائم مقام کیا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا کسی سے محبت کرنا وہ اس کے لئے باعث عزت وفخر ہے۔ اور نجات کا سبب ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مولانا مکی کی تقریر میں ہے کہ مجھے خدشہ ہے کہ وہ آکر میری تعریف کرینگے اس لئے میں اجازت نہیں دیتی تو ان کے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے قرابتہ نبوی اور وجیہ بین المسلمین کے سبب اجازت طلب کی اور ان کے لئے اجازت مانگنے والے ان کے غلام ذکوان تھے۔ اور ذکوان کی روایت میں ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب تھیں اور آنحضرت ﷺ طیب سے ہی محبت کرتے تھے تو آپ حبیبہ بھی ہیں اور طیبہ بھی ہیں۔

حدیث(۴۴۰۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنِ الْقَاسِمِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اِسْتَأْذَنَ عَلٰی عَائِشَةَ نَحْوَهٗ وَلَمْ یَذْکُرْ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ..الحدیث

ترجمہ۔ حضرت قاسمؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی باقی حدیث سابق کی طرح بیان کیا لیکن نسیامنسیا کا ذکر نہیں کیا۔

باب قَوْلِهٖ یَعِظُکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا

حدیث(۴۴۰۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ یَسْتَأْذِنُ عَلَیْهَا قُلْتُ اَتَأْذَنِیْنَ لِهٰذَا قَالَتْ اَوَ لَیْسَ قَدْ اَصَابَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ قَالَ سُفْیَانُ تَعْنِیْ ذَهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَاتُزَنُّ بِرِیْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لٰکِنْ اَنْتَ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابتؓ آکر حضرت عائشہؓ کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو حضرت مسروقؒ نے کہا کہ کیا آپ ایسے شخص کو اجازت دیتی ہیں جس نے آپ کی تہمت میں بھر پور حصہ لیا فرمایا کیا اس کو بہت بڑا عذاب نہیں پہنچا سفیان کہتے ہیں کہ انکی مراد نابینا ہونے سے ہے۔ پس حضرت حسانؓ نے فرمایا پاکدامن ہے عقلمند ہے کبھی کسی شک و شبہ سے متہم نہیں ہوئیں وہ بھولی بھالی عورتوں کے عیوب بیان کرنے سے بھولی ہوگئی ہے فرمایا تم تو ایسے نہیں ہو قصہ افک میں خوب غیبت کی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ولکن انت ۷۹۹۔۸ حضرت عائشہؓ نے یہ کلمہ اس لیے ارشاد فرمایا تاکہ حضرت حسان بن ثابتؓ توبہ واستغفار میں مزید کوشش کریں اور آئندہ ایسے فعل کا ارتکاب کرنے سے اجتناب کریں جو کہ عند اللہ کرامت اور عزت کا باعث ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ حدیث کتاب المغازی میں گزر چکی ہے۔ حضرت عائشہؓ کے قول کی توجیہ جو قطب گنگوہیؒ نے یہاں بیان فرمائی ہے اس سے میری توجیہ بیان کردہ کی تائید ہوتی ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَیُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ

حدیث(۴۴۰۳)حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰی عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَاتُزَنُّ بِرِیْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ .قَالَتْ لَسْتَ کَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِیْنَ مِثْلَ هٰذَا یَدْخُلُ عَلَیْكَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ حضرت مسروق تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آکر تعریفی اشعار پڑھنے لگے۔ حصان رزان۔۔ فرمایا تم تو ایسے نہیں ہو میں نے کہا اے بی بی! آپ بھی تو ایسے آدمی کو اپنے پاس آنے کیلئے چھوڑ دیتی ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا ہے کہ

وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ فَقَالَتْ وَاَیُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰی قَالَتْ وَقَدْ کَانَ یَرُدُّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الحدیث......

جو لوگ اس طوفان کے سرغنہ بنے ان میں سے اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ فرمایا اندھے پن سے زیادہ عذاب اور کیا ہوگا۔ فرماتی ہیں میں اسے اس لئے آنے دیتی ہوں کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ وای عذاب اشد من العمی ۶۹۹۔۱۲ یہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے تسلیمی جواب ہے کہ مانا وہ اس طوفان کا سرغنہ ہے لیکن جو اللہ تعالے نے ان کے لئے سزا کا وعدہ کیا اس کی مشقت برداشت کرنے کی وجہ سے گناہوں سے پاک ہوگیا اس لئے اجازت دے دی۔ یہ حدیث بھی مغازی میں گذر چکی ہے۔

باب قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

حدیث (۴۴۰۴) قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ لَمَّا ذُکِرَ مِنْ شَاْنِیَ الَّذِیْ ذُکِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیَّ خَطِیْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فِیْ اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَهْلِیْ وَاَیْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ مِنْ سُوْءٍ وَاَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا یَدْخُلُ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِیْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِیْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عِبَادَةَ فَقَالَ ائْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی الْخَزْرَجِ وَکَانَتْ اُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍؓ مِنْ رَهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ کَذَبْتَ اَمَا وَاللّٰهِ اَنْ لَّوْ کَانُوْا مِنَ الْاَوْسِ مَا اَحْبَبْتَ اَنْ تَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ حَتّٰی کَادَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب میرے بارے میں تہمت کا چرچا ہونے لگا تو مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اللہ تعالے کی حمد وثنا بیان کی۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر فرمایا امابعد مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنی اہلیہ پر کسی قسم کی برائی کا علم نہیں رکھتا اور جس شخص کے ساتھ انہوں نے تہمت لگائی ہے۔ اس پر بھی کسی طرح کی برائی کا مجھے علم نہیں ہے وہ میرے گھر کبھی اکیلا داخل نہیں ہوا البتہ یہ کہ میں موجود ہوں اور میں جب کسی سفر میں چلا جاؤں تو وہ بھی میرے ساتھ سفر میں غائب رہتا ہے۔ تو حضرت سعد بن عبادۃؓ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے ہم ان لوگوں کی گردنیں اڑادیں۔ بنی خزرج کا ایک آدمی اٹھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کی والدہ اس آدمی کے قبیلہ کی عورت تھی۔ تو اس نے کہا تو نے

أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَاعَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ اَيْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا اَتَسُبِّيْنَ ابْنَكِ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَسُبُّهُ اِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِيْ اَيِّ شَانِيْ قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِيَ الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَرَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ كَاَنَّ الَّذِيْ خَرَجْتُ لَهُ لَا اَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْسِلْنِيْ اِلٰى بَيْتِ اَبِيْ فَاَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ اُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَاَبَابَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَءُ فَقَالَتْ اُمِّيْ مَاجَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَاَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ بِهَا الْحَدِيْثَ وَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَابَلَغَ مِنِّيْ فَقَالَتْ يَابُنَيَّةُ خَفِّضِيْ عَلَيْكِ الشَّانَ فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَلَّ مَا كَانَتِ امْرَاَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا وَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَابَلَغَ مِنِّيْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ اَبِيْ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ صَوْتِيْ

ٹھیک نہیں کہا۔ واللہ اگر وہ اس قبیلہ میں سے ہوتے تو تو کبھی انکی گردنیں اڑانا پسند نہ کرتا۔ بات نے اتنا طول پکڑ لیا کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد کے اندر ہی فساد برپا ہو جاتا مجھے کچھ بھی علم نہیں تھا۔ جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلی میرے ساتھ ام مسطح تھی میرا پاؤں پھسل گیا تو کہنے لگی مسطح تیرا ناس ہو۔ میں نے کہا اے اماں! اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو۔ وہ چپ ہو گئی۔ پھر دوسری مرتبہ میرا پاؤں پھسلا تو پھر اس نے کہا مسطح تیرا ناس ہو۔ میں نے پھر اس سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو۔ پھر تیسری مرتبہ میرا پاؤں پھسلا تو پھر اس نے کہا مسطح تیرا ناس ہو جس پر میں نے اسے ڈانٹا وہ کہنے لگی واللہ! میں تو تیری وجہ سے اس کو برا بھلا کہتی ہوں میں نے پوچھا میرے کون سے حال میں آپ اسے کوستی ہیں فرماتی ہیں کہ اس نے مجھے پوری بات کھول کر سنادی میں نے کہا اچھا یہ ہو چکا ہے۔ اس نے کہا ہاں! واللہ تو ایسا ہو چکا ہے۔ تو میں اپنے گھر واپس لوٹی جس ضرورت کے لئے میں نکلی تھی۔ اس کا تو تھوڑا بہت کچھ بھی میں نے نہ پایا۔ اور مجھے سخت بخار چڑھ گیا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے میرے باپ کے گھر بھیج دیجئے تو آپ نے میرے ساتھ میرا خادم بھیج دیا میں گھر میں داخل ہوئی تو میری والدہ ام رومانؓ کسی کام میں مشغول تھی اور میرے والد ابو بکرؓ اوپر گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے مجھ سے پوچھا کہ پیاری بیٹی! کیسے آنا ہوا میں نے ان کو بتلایا اور وہ بات بھی ذکر کر دی لیکن جو کوفت مجھے پہنچی تھی ان کو تو کچھ احساس بھی نہیں تھا۔ کیونکہ وہ تو مصائب جھیل چکی تھی کہنے لگیں بیٹی! فکر نہ لگاؤ

وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَءُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِاُمِّيْ مَاشَانُهَا
قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِيْ ذُكِرَمِنْ شَانِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ
قَالَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكِ اَيْ بُنَيَّةُ اِلَّا رَجَعْتِ اِلٰى بَيْتِكِ
فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِيْ فَسَأَلَ
عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ لَاوَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًااِلَّا
اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاكُلَ
خَمِيْرَهَا اَوْ عَجِيْنَهَاوَانْتَهَرَهَابَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ
اَصْدِقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ
فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّامَايَعْلَمُ
الصَّائِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ وَبَلَغَ الْاَمْرُ اِلٰى
ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ
مَاكَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ
شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَا يَ عِنْدِيْ
فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلَّى
الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اِكْتَنَفَنِيْ اَبَوَايَ عَنْ يَمِيْنِيْ
وَشِمَالِيْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّابَعْدُ
يَا عَائِشَةُ اِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْءًا اَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ
اِلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ
جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ
فَقُلْتُ اَلَاتَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَذْكُرَ شَيْأً
فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اَبِيْ فَقُلْتُ

اپنے حال کو اپنے اوپر ہلکا کرو کیونکہ واللہ ایسا کم ہی ہوا ہے کہ ایک عورت حسینہ جمیلہ ایسے آدمی کے پاس ہو جو اس سے محبت کرتا ہو۔ اور اس کی سوکنیں بھی ہوں پھر وہ اس پر حسد نہ کریں۔ اور اس کے بارے میں قیل و قال نہ ہو۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے جیسی پریشانی اس کو نہیں پہنچی۔ میں نے پوچھا کیا میرے باپ کو اس واقعہ کا علم ہے۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے پوچھا اور جناب رسول اللہ ﷺ کو اس نے کہا ہاں! اور رسول اللہ ﷺ کو بھی علم ہے۔ میرا دل بھر آیا آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور میں رونے لگی۔ حضرت ابو بکرؓ نے جو اوپر کوٹھے میں قرآن پڑھ رہے تھے میری آواز سنی تو نیچے اتر آئے میری ماں سے پوچھا اس کا کیا حال ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ تہمت والی بات ان کو پہنچ چکی ہے تو حضرت ابو بکرؓ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ فرمانے لگے اے بیٹی! میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ چنانچہ میں واپس آگئی جناب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ تو میری خادمہ سے میرے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس نے کہا واللہ! میں توان پر میں کوئی عیب نہیں جانتی سوائے اس کے وہ سو جاتی ہے۔ گھر کی بکری آکر اس کا آٹا یا خمیر یا گوندھا ہوا آٹا کھا جاتی ہے۔ آپؐ کے کسی صحابی نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو سچ سچ بتلاؤ۔ یہانتک کہ کھلے لفظوں میں اس سے کہا تو وہ بولی سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں اس کے متعلق کوئی عیب نہیں جانتی بلکہ جیسے سنار سرخ سونے کی ڈلی کے متعلق جانتا ہے۔ میں بھی اسی طرح انہیں کھرا سمجھتی ہوں۔ یہ واقعہ اس شخص کو بھی پہنچا جس کے متعلق تہمت لگائی گئی تھی وہ بولا سبحان اللہ! اللہ کی قسم میں نے تو آجتک کسی عورت کے

اَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اُمِّى فَقُلْتُ اَجِيْبِهِ فَقَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّالَمْ يَجِيْبَاهُ تَشَهَّدْتُّ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَاَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَاهُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَّابَعْدُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّىْ لَمْ اَفْعَلْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنِّىْ لَصَادِقَةٌ مَاذَاكَ بِنَافِعِىْ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ وَاُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ وَاِنْ قُلْتُ اِنِّىْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّىْ لَمْ اَفْعَلْ لَتَقُوْلَنَّ قَدْ بَاءَتْ اِعْتَرَفَتْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهَا وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُلِىْ وَلَكُمْ مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوْبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَاتَصِفُوْنَ وَاُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَاِنِّىْ لَاَتَبَيَّنُ السُّرُوْرَ فِىْ وَجْهِهٖ يَمْسَحُ جَبِيْنَهٗ وَيَقُوْلُ اَبْشِرِىْ يَاعَائِشَةُ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ اَشَدَّ مَاكُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِىْ اَبَوَاىَ قُوْمِىْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ لَاوَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمُدُهٗ وَلَا اَحْمُدُكُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِىْ اَنْزَلَ بَرَاءَتِىْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّازَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَيْرًا وَاَمَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِىْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ

کپڑے کا کنارہ نہیں کھولا وہ تو حصور تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ شہید فی سبیل اللہ ہو کر قتل کیا گیا۔ کہ اسے صداقت پر شھادت نصیب ہوئی۔ فرماتی ہیں دوسری صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آکر بیٹھے پس وہ ابھی ہلے نہیں تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ جبکہ آپؐ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آئے تھے۔ پھر اس حال میں میرے پاس تشریف لائے کہ میرے ماں باپ نے میرے دائیں اور بائیں مجھے گھیر رکھا تھا پس آپ نے آتے ہی اللہ تعالے کی حمد وثنابیان فرمائی پھر امابعد کہہ کر فرمایا اے عائشہؓ اگر تو نے برائی کا ارتکاب کیا ہے یا فرمایا کہ تو نے ظلم کیا ہے۔ تو اللہ تعالے کی طرف توبہ کرو وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت آکر دروازے پر بیٹھ گئی تھی۔ میں نے کہا کیا آپ کو اس عورت سے شرم نہیں آتی کہ وہ کیا ذکر کرتی پھرے گی بہر حال جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے وعظ ونصیحت فرمائی میں نے اپنے باپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ جواب دیں انہوں نے فرمایا میں کیا کہہ سکتا ہوں پھر امی جان سے میں نے کہا آپ جواب دیں وہ بھی بولیں میں کیا کہوں جب ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے کلمہ شھادت پڑھا۔ اللہ تعالے کی حمد وثنابیان کی جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر امابعد کہہ کر میں نے بولنا شروع کیا۔ واللہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ واللہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچی ہوں۔ تو تمھارے نزدیک میرا یہ قول مجھے کوئی نفع دینے والا نہیں ہوگا۔ کیونکہ تم خوب چرچا کر چکے ہو۔ اور تمھارے دلوں میں وہ تہمت پلادی گئی ہے کہ وہ اب جم گئی۔ اور اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ برا کام

بْنُ اُبَیٍّ وَهُوَ الَّذِیْ کَانَ یَسْتَوْشِیْهِ وَیَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَ فَحَلَفَ اَبُوْبَکْرٍؓ اَنْ لَایَنْفَعَ مِسْطَحَ بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَایَأْتَلِ اُولِی الْفَضْلِ مِنْکُمْ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ یَعْنِیْ اَبَابَکْرٍؓ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاکِیْنَ یَعْنِیْ مِسْطَحَؓ فِیْ قَوْلِهٖ اَلَاتُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ حَتّٰی قَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ بَلٰی وَاللّٰهِ یَارَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهٗ بِمَا کَانَ یَصْنَعُ ....

کیا ہے۔ اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تو تم لوگ ضرور کہو گے کہ یہ لوٹ آئی اور اپنے اوپر اس نے گناہ اقرار کرلیا واللہ میری اور تمھاری مثال اور کوئی نہیں اور یعقوب علیہ السلام کا نام لیتی رہی لیکن میں اس کے کہنے پر قادر نہ ہو سکی۔ کہا تو یہ کہا کہ ابو یوسف کی مثال ہے جبکہ انہوں نے فرمایا فصبر جمیل۔ اسی گھڑی میں آنحضرت ﷺ پر وحی کا نزول ہونے لگا تو ہم خاموش ہو گئے۔ پس آپؐ سے وہ کیفیت اٹھالی گئی تو میں آپؐ کے چہرہ انور میں خوشی کو واضح دیکھ رہی تھی۔ جبکہ آپؐ پسینہ پونچھتے ہوئے فرمارہے تھے اے عائشہؓ! خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالے نے تمھاری براءۃ نازل فرمادی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں سخت ناراض تھی۔ کہ میرے والدین نے مجھے کہا کہ شکریہ ادا کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ کی طرف اٹھ کر چلی جاؤ۔ میں نے کہا واللہ میں نہ تو آنحضرت ﷺ کے لئے کھڑی ہونگی اور نہ ہی ان کا شکریہ ادا کرونگی۔ اور نہ تم دونوں کا شکریہ ادا کرونگی البتہ میں اس اللہ تعالے کا شکریہ ادا کرونگی جس نے آسمانوں سے میری براءۃ نازل فرمائی تم لوگوں نے تہمت کو سنا تو آپ لوگوں نے اس کا نہ انکار کیا اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی لائے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زینبؓ بنت جحش انکی دینداری کی وجہ سے اللہ تعالے نے اسے بچالیا۔ اس نے سوائے خیر بھلائی کے اور کوئی کلمہ نہ کہا۔ البتہ اس کی ہمشیرہ حضرت حمنہؓ وہ تباہ ہونے والوں میں تباہ ہو گئی۔ جن لوگوں نے اس تہمت کا چرچا کیا ان میں وہ مسطح۔ حسان بن ثابتؓ اور یہ منافق عبداللہ بن ابی وہ اسے بنا سنوار کر اسی کا چرچا کرتا اور اس کے لئے لوگوں کو جمع کرتا تھا۔ ان میں سے اس تہمت لگانے کا سرغنہ وہی منافق اور حمنہ تھی۔ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھالی۔ کہ مسطح کو اب کبھی کوئی فائدہ نہیں پہنچائینگے جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَایَأْتَلِ اُوْلُو الْفَضْلِ الی اخر آیت اس سے ابو بکر صدیقؓ مراد ہیں جنہوں نے خرچہ نہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ اولی القربی والمساکین سے مسطح مراد ہے۔

الی قوله اَلَایُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ حتی کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا واللہ اے ہمارے رب بیشک ہم تو اس کو پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالے ہماری مغفرت کردے۔ چنانچہ جو سلوک وہ ان کے ساتھ کرتے تھے۔ اس کو ان کے لئے لوٹا دیا۔

باب قوله وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ

حدیث (٤٤٠٥) قَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالے پہلی مہاجرہ عورتوں پر رحم فرمائے جب اللہ تعالے نے ولیضربن بخمرھن نازل فرمائی۔ تو انہوں نے اپنی گرم چادروں کو چیر کر دوپٹے بنالئے جن سے انہوں نے اپنے سینے اور گردنیں ڈھانک لیں۔

حدیث (٤٤٠٦) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اَخَذْنَ اُزُرَهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت و لیضربن بخمرھن نازل ہوئی تو مھاجرات نے اپنی چادروں کو کناروں کی طرف سے چیر لیا اوران کے خمار بنا کر گردن اور سینہ کو چھپالیا زمانہ جاہلیۃ میں دوپٹے لٹکتے ہوتے تھے جس سے سینہ اور ہار کھلے نظر آتے تھے اب سینہ اور گردن چھپانے کا حکم نازل ہوا۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَبَاءً مَنْثُوْرًا مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ مَدَّ الظِّلَّ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاكِنًا دَائِمًا عَلَيْهِ دَلِيْلًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ خِلْفَةً مَنْ فَاتَهُ مِنَ الَّيْلِ عَمَلٌ اَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ اَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ اَدْرَكَهُ بِالَّيْلِ وَقَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ اَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ يَرٰى حَبِيْبَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُبُوْرًا وَيْلًا وَقَالَ غَيْرُهُ السَّعِيْرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ الْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيْدُ تُمْلٰى عَلَيْهِ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ اَمْلَيْتُ وَ اَمْلَلْتُ الرَّسُّ الْمَعْدِنُ وَجَمْعُهُ رِسَاسٌ مَا يَعْبَأُ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ غَرَامًا هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَعَتَوْا طَغَوْا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمَاعَاتِيَةٍ عَتَتْ عَنِ الْخُزَّانِ ......

ترجمہ۔ ابن عباس کی تفسیر ہے کہ ھباءً منثورا سے وہ ذرے مراد ہیں جنہیں ہوا اڑاتی ہے مد الظل طلوع فجر سے پہلے طلوع الشمس کے درمیان کا وقت۔ ساکنا کے معنی ہمیشہ اور دلیل سے طلوع شمس مراد ہے۔ خلفۃ جس شخص سے رات کا عمل چوک جائے تو وہ اسے دن میں حاصل کرلے۔ دن کو فوت ہو تو رات کو حاصل کرلے۔ حضرت حسن بصریؒ کی تفسیر ہے۔ ھب لنا من ازواجنا قرۃ اعین یعنی اللہ کی عبادت میں ہماری آنکھ ٹھنڈی کریں کیونکہ مؤمن کے لئے اس سے بڑی آنکھ کی ٹھنڈک کیا ہوگی کہ وہ اپنے محبوب کو اللہ کی عبادت میں دیکھے ابن عباسؓ فرماتے ہیں ثبور کے معنی ہلاکت کے ہیں۔ اور غیر ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ السعیر مذکر ہے۔ تسعر اور اضطرام کے معنی سخت دہکانے کے ہیں۔ تملی علیہ قراملاء کے معنی پڑھنا یہ املیت او امللت سے ماخوذ ہے۔ رس بمعنے کان یہ کنواں تھا یا بستی یا اصحاب الاخدود تھے اس کی جمع رساس آتی ہے مایعبأ کہتے ہیں کہ ماعبأت بہ شیأ یعنی میں نے اس کی کوئی

پرواہ نہیں کی۔ اس پر کوئی اعتبار نہیں کیا۔ غراما بمعنے ہلاک مجاہد کی تفسیر ہے۔ عتوا سرکشی کرنا۔ ابن عینیہ عاتیہ بریح صرصر عاتیہ۔ میں جو عاتیہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنے خازنوں میں سرکشی کی۔ کہ بلا کیل و وزن نکل پڑیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فی طاعۃ اللہ ۱۰۷ ۔ مقصد یہ ہے کہ اس ٹھنڈک سے وہ ٹھنڈک مراد ہے جو طاعت الٰہی کی وجہ سے حاصل ہو۔ پھر ماشئ الخ سے اس پر دلیل قائم کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت حسن بصریؒ سے کسی شخص نے پوچھا کہ ٹھنڈک دنیا کی مراد ہے یا آخرت کی انہوں نے فرمایا دنیا کی کہ بندہ اپنی اولاد اور اہل کو طاعت الٰہی میں مشغول دیکھے۔ چنانچہ جلالین میں ہے۔ تراھم مطیعین لک ۔

باب قَولِهِ الَّذِينَ يُحشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِم إِلَىٰ جَهَنَّمَ

حدیث (۴۴۰۷) حَدَّثَنَا عَبدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ. حَدَّثَنَا اَنَسُ بنُ مَالِكٍؓ اَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ يُحشَرُ الكَافِرُ عَلَىٰ وَجهِهِ يَومَ القِيَامَةِ قَالَ اَلَيسَ الَّذِي اَمشَاهُ عَلَى الرِّجلَينِ فِي الدُّنيَا قَادِرًا عَلَىٰ اَن يُمشِيَهُ عَلَىٰ وَجهِهِ يَومَ القِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَىٰ وَعِزَّةِ رَبِّنَا ..... الحديث

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ کیا کافر قیامت کے دن چہرے کے بل اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا کیا جو ذات دنیا کے اندر دو پاؤں پر چلانے پر قدرت رکھنے والی ہے۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے دن اسی کو چہرے کے بل چلائے حضرت قتادہ نے فرمایا کیوں نہیں ہمارے رب کی عزت کی قسم

باب قوله وَالَّذِينَ يَدعُونَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا آخَرَ

حدیث (۴۴۰۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. عَن عَبدِاللهِ قَالَ سَئَلتُ اَو سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَيُّ الذَّنبِ عِندَ اللهِ اَكبَرُ قَالَ اَن تَجعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَن تَقتُلَ وَلَدَكَ خَشيَةَ اَن يَطعَمَ مَعَكَ قُلتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَن تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَت هٰذِهِ الآيَةُ تَصدِيقًا لِقَولِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَدعُونَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخر ...

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا آنحضرت رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا کہ تو اللہ تعالے کا شریک بنائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کونسا بڑا ہے فرمایا کہ پھر یہ کہ تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیگا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا ہے۔ فرمایا کہ اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔ تو آپؐ کے قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی والذین یدعون ....

12/1

حدیث (۴۴۰۹) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى . اِنَّ سُئِلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيْدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكِّيَّةٌ اُرَاهُ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ......

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے پوچھا گیا کہ جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو کیا اسکی توبہ ہے تو میں نے ان پر یہ آیت پڑھی۔ والذین لایقتلون تو حضرت سعیدؒ نے فرمایا کہ جس طرح تم نے اس آیت کو مجھ پر پڑھا ہے اسی طرح میں نے بھی حضرت ابن عباسؓ پر پڑھا تھا۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت مکیہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مدنی آیت جو سورۃ النساء میں ہے۔ اس نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔

حدیث (۴۴۱۰) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ... عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ فِيْ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيْهِ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيْ اٰخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ مؤمن کے قتل کے بارے میں کوفہ والوں کا اختلاف ہوا۔ تو اس بارے میں میں نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف رحلت کی جنہوں نے فرمایا کہ یہ تو آخری آیت اتری ہے اس کو کسی نے نسخ نہیں کیا۔ یہ حکم انکا زجرا اور تغلیظا تھا۔

حدیث (۴۴۱۱) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ..... عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهٗ وَعَنْ قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَلَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ . قَالَ كَانَتْ هٰذِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالے کے اس قول کے بارے میں پوچھا۔ فجزاءہ جھنم۔ انہوں نے فرمایا واقعی قاتل مومن کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے اور اللہ تعالے کے اس قول کے متعلق پوچھا ولایدعون مع اللّٰہ الھاآخر ۔ تو فرمایا کہ زمانہ جاہلیۃ میں ایسا ہوتا تھا۔

بَابٌ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا

حدیث (۴۴۱۲) حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ ... قَالَ ابْنُ اَبْزٰى سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا.....وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ حَتّٰى بَلَغَ اِلَّا مَنْ تَابَ فَسَاَلْتُهٗ

ترجمہ۔ حضرت ابن ابزی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالی کے اس قول کے متعلق پوچھا گیا ومن یقتل مؤمنا متعمدا۔ اور الذین لایقتلون النفس۔ الذین من تاب تک پہنچے تو ان کے متعلق میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا ہم نے تو اللہ کے برابر بھی کر لیا

فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ اَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ وَاٰتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ..

اور نفس حرام کو بھی قتل کر لیا۔ اور بے حیاؤں کا بھی ارتکاب کیا تو اس پر الا من تاب و آمن ۔ نازل ہوئی کہ توبہ سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

باب اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

حدیث (۴۴۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ... اَمَرَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰى اَنْ اَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ ......

ترجمہ۔ ابن ابزیٰ کے حکم کے مطابق میں نے حضرت ابن عباسؓ سے ان دو آیتوں کے بارے میں دریافت کیا۔ ومن یقتل مؤمنا ۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔ اور ۔ ایت الذین لایدعون یہ شرک والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

باب قوله فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا هلكة

حدیث (۴۴۱۴) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ .... عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ خَمْسَةٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا هِلَاكًا ...

ترجمہ۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ یہ پانچوں نشانیاں گذر چکی ہیں۔ دخان۔ شق القمر۔ روم کا غلبہ۔ اور سخت پکڑ اور ہلاکت ۔ فسوف یکو ن لزاما ای ھلاکا ....

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ دخان سے وہ قحط کا عذاب مراد ہے جو سات سال تک قریش کو پیش آیا۔ اور بطشہ سے بدر کی لڑائی مراد ہے۔ جس میں قریش کی کمر ٹوٹ گئی۔ فسوف یکون لزاما سے بھی وہی بدر میں قریش کی ہلاکت مراد ہے۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَعْبَثُوْنَ تَبْنُوْنَ هَضِيْمٌ يَتَفَتَّتُ اِذَا مُسَّ

حضرت مجاہد کی تفسیر ہے کہ تعبثون کے معنی کرنے کے ہیں

12/2

مُسَحَّرِيْنَ الْمَسْحُوْرِيْنَ اللَّيْكَةُ وَالْاَيْكَةُ جَمْعُ اَيْكَةٍ وَهِيَ جَمِيْعُ شَجَرٍ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِظْلَالُ الْعَذَابِ اِيَّاهُمْ مَوْزُوْنٍ مَعْلُوْمٍ كَالطَّوْدِ كَالْجَبَلِ لِشِرْذِمَةٌ طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ فِي السَّاجِدِيْنَ الْمُصَلِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ كَاَنَّكُمْ الرِّيْعُ الْاَيْفَاعُ مِنَ الْاَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَاَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ الرِّيْعَةِ مَصَانِعَ كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ فَرِهِيْنَ مَرِحِيْنَ فَارِهِيْنَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ تَعْثَوْا وَهُوَ اَشَدُّ الْفَسَادِ وَعَاثَ يَعِيْثُ عَيْثًا الْجِبِلَّةَ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجِبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ ....

ھضیم۔ جب چھویا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مسحرین۔ جادو شدہ۔ اللیکہ اور ایکہ ایکہ کی جمع ہے درختوں کا جھنڈ۔ یوم الظلہ جس دن عذاب الٰہی نے ان پر سایہ ڈالا تھا موزون کا معنی معلوم ہے۔ کالطود۔ بمعنے پہاڑ۔ شرذمۃ کے معنی تھوڑی جماعت۔ الساجدین سے نمازی مراد ہیں ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ لعلکم تخلدون میں لعل بمعنے کان کے ہے۔ الریع زمین کا اونچا ٹیلہ اسکی جمع ریعۃ ارياع آتی ہے۔ اور واحد الریعہ ہے۔ مصانع ہر عمارت مصنعہ ہے۔ فرھین مغرور ہو کر چلنے والے۔ فارھین بھی اسی معنی میں ہے۔ اور کہتے ہیں فارھین کے معنی ماہر کے بھی آتے ہیں۔ تعثوا سخت فساد برپا کرنا۔ عاث۔ یعیث۔ عیثا۔ یعنی اجوف یائی ہے۔ الجبلہ خلق کے معنی میں ہے۔ جبل بمعنے خلق اسی سے جبلا جبلا اور جبلا آتا ہے۔ بمعنے خلق۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ آیت کے الفاظ میں تبنون ہے پھر تعبثون کی تفسیر تبنون سے کرنا تحصیل حاصل ہے۔ غالبا سہو نا قلین ہو گیا اصل میں تبنون عبثا یا تبنون ظلما تھا۔ اس کے ساقط ہونے کی وجہ سے اشکال پیدا ہوا۔ اس طرح لفظ موزون بھی آیت میں نہیں ہے تو سہو ناسخ ہو گا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ھضیم کی تفسیر یفتت سے مقصد یہ ہے کہ۔ ھضیم کا اطلاق صلاحیت کی بنا پر ہے۔ یہ نہیں کہ بالفعل ھضیم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ نخل طلعها هضيم۔ میں حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں تازہ اور نرم خوشہ جب ہاتھ لگاؤ تو پھیل جائے جلالین میں ہے ھضیم لطیف لین۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الليكه والايكة ۷۰۲ ۔ دونوں طرح سے قرأت ہے۔ اللیکہ بھی در اصل ایکہ ہے۔ لیکن ہمزہ میں تخفیف کر دی گئی۔ اور معرف باللام کا اطلاق جمع پر اس لئے ہوتا ہے کہ الف ولام عہد کا ہے اور معہود وہ درخت ہیں جہاں وہ لوگ سکونت رکھتے تھے۔ یا لام استغراق ہے کہ وہ تمام درخت اپنے اجتماع اور آپس میں لپٹ جانے کی وجہ سے گویا کہ وہی درخت ہیں اور کوئی چیز نہیں ہے وھی جمیع شجر۔ یہ مفرد کا ترجمہ ہے۔ جمیع کا نہیں۔ بلکہ جمیع کا معنی مجموع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی طرف سے امام بخاریؒ کے کلام کی بہترین توجیہ ہے ورنہ شراح نے امام بخاری کے کلام کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ مولانا محمد حسن مکی کی تقریر میں ہے کہ قوله جمع ایکة او جماعة اشجار . تو ایکہ کے معنے مطلق اشجار کے ہونگے اور جمع بمعنے جماعت کے ہوگا۔ ظاہر یہی ہے کہ الایکہ اور الایکہ دونوں معروف بلام الاستغراق ہیں۔ جو ایکہ نکرہ کی جمع ہے۔ باعتبار معنی کے اگرچہ یہ معنی یہاں مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اصحاب الایکہ توان کا لقب مشہور تھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ واحد الریعۃ اس میں واحد کی اضافت ریعہ کی طرف سے ہے۔ تو اس صورت میں ریعہ کی یا متحرک ہوگی۔ تو اس سے پہلے جو اتبنون بکل ریع ہے تو یہ اس کا بیان ہوگا۔ البتہ اس صورت میں تکرار لازم آئیگا۔ تو ممکن ہے کہ اضافہ ہو۔ لیکن ریعہ کی یا یا ساکنہ ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ واحد اور ریعہ دونوں کے درمیان ہا ضمیر واقع نہ ہو اگر ان دونوں کے درمیان ضمیر حائل ہو تو پھر عبارت یوں ہوگی۔ واحد ہ الریعۃ۔ تو اس وقت ریعہ بسکون الیا ہونا لازم ہے۔ تو اب اس سے مراد ریعہ اور ریع کے درمیان فرق بیان کرنا مقصود ہوگا۔ کہ الریع اسم جنس ہے۔ اور ریعہ واحد ہے۔ تو وحدت پر نص ہوگی۔ کیونکہ تاء وحدت کی لاحق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ میرے نزدیک کرمانی کے نسخہ میں ہے۔ ارياع واحد الريعہ اور ہندی نسخہ میں ہے ارياع واحد۔ الریعۃ ضمیر کے ساتھ۔ امام راغبؒ فرماتے ہیں الريع المكان المرتفع۔ اونچی جگہ جو دور سے نظر آئے۔ والواحدة ريعة جلالین میں ہے ريع مكان مرتفع اور جمل میں ہے۔ الريع بكسر الرأو فتحها جمع ريعة جس کے لغت میں معنی ہیں المكان المرتفع .....

باب قوله وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ

حدیث (٤٤١٥) قَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ رَاٰى اَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کہ بیشک ابراھیمؑ قیامت کے دن اپنے باپ کو دھوئیں گے کہ ان پر غبار ہے اور دھوئیں کی طرح سیاہی ہے۔

حدیث (٤٤١٦) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَلْقَى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ اَنْ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ ابراھیمؑ کی اپنے باپ سے ملاقات ہوگی۔ تو وہ فرمائیں گے کہ اے میرے رب! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو آپ مجھے رسوا نہیں کریں گے۔ اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ جہنم میں اس حال کے اندر ہو

تو اللہ تعالے فرمائیں گے کہ میں نے کافروں پر جنت کو حرام کیا ہے۔ وہ اس میں داخل نہیں ہونگے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ وَلَاتُخْزِنِیْ ۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں آیات مختلف نازل ہوئی ہیں۔ جب باپ نے وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا. کہا تو آپؑ نے فرمایا۔ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ۔ اور سَلَامٌ عَلَیْکَ۔ کے الفاظ ہیں پھر ابراھیمؑ کی دعا ہے۔ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ اور یہ بھی فرمایا وَلَاتُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۔ لیکن سورۃ توبہ میں ہے۔ مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ کہ مشرک ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا مت کرو۔ تو لوگوں نے حضرت ابراھیمؑ کا تذکرہ کیا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا گیا وَمَاکَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَا اِیَّاہُ کہ ابراھیمؑ کی دعا تو ایک وعدہ پر بنی تھی۔ جب باپ کا شرک اور دشمن الٰہی ہونا واضح ہو گیا تو تبرء منہ .. کہ اس سے بری اور بیزار ہو گئے۔ یہاں بھی روایت مختصر ہے۔ دوسری جگہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ روز قیامت جب ابراھیمؑ کا اصرار بڑھیگا تو انہیں حکم ہو گا کہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھو تو یک بارگی دیکھنے سے انہیں جو کاچہ نظر آئیگا۔ جس پر ابراھیمؑ نفرت کا اظہار کریں گے۔ اور یہ مسخ حسب الاعمال ہو گا۔ اس سے پہلے وہ جبتک انسانی صورت میں تھا۔ تو حضرت ابراھیمؑ نے حسب وعدہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر بیزار ہو گئے۔

باب قولہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ اَیْ مِنْ جَنَاحِکَ

حدیث (۴۴۱۷) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ .. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ صعد النبی ﷺ عَلَی الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَابَنِیْ فِھْرٍ یَابَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِیَنْظُرَ مَاھُوَ فَجَآءَ اَبُوْ لَھَبٍ وَّقُرَیْشٌ فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَاجَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَھَبٍ تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ.....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب کہ آیت وانذر ۔ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ تو آپ نبی اکرم ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے۔ او بنو فہر او بنی عدی یہ قریش کے قبائل جب اکٹھے ہو گئے اس صورت میں کہ اگر کوئی آدمی خود نہیں آسکتا تھا تو اپنا نمائندہ بھیجا تاکہ دیکھے کہ کیا ہے پس ابولہب اور قریش کے لوگ آئے جس پر آپؐ نے فرمایا مجھے بتلاؤ اگر میں تمھیں خبر دوں کہ وادی میں دشمن کا گھوڑ سوار لشکر ہے جو تم پر لوٹ مچانا چاہتا ہے تو کیا تم لوگ مجھے سچا قرار دو گے سب نے کہا ہاں ہم نے آپؐ پر سوائے سچائی کے اور کسی چیز کا تجربہ نہیں کیا تو فرمایا میں تمھیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمھیں ڈرانے والا ہوں۔ جس پر ابولہب بولا! کہ ساری زندگی آپ کیلئے ہلاکت ہو کہ نقل کفر کفر نہ باشد کیا تم نے اسی کے لئے جمع کیا تھا جس پر آیت۔

تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ ... نازل ہوئی۔ کہ ابولھب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود بھی ہلاک ہو۔

حدیث(۴۴۱۸)حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ اَنْزَلَ اللهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَااُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَابَنِىْ عَبْدِالْمَنَافِ لَااُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَاعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَااُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَااُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَافَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ سَلِيْنِىْ مَاشِئْتِ مِنْ مَالِىْ لَااُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا تَابَعَهٗ اَصْبَغُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۔نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے قریش کی جماعت یا اسطرح کا کوئی اور کلمہ فرمایا۔ کہ اپنے آپ کو طاعت کے ذریعہ عذاب الٰہی سے خرید کر لو۔ کیونکہ میں تمھارے لئے اللہ کے عذاب سے کچھ بھی کام نہیں آسکوں گا اے بنو عبد مناف میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا۔اے عباس بن عبد المطلب چچا جان! میں تمھارے کچھ کام نہیں آسکونگا۔اے بی بی صفیہ جناب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا اے فاطمہ، محمد ﷺ کی بیٹی! جو کچھ میرے مال میں سے چاہے تو میرے سے مانگ لے لیکن اللہ کے عذاب سے میں تمھارے لئے کام نہیں آؤنگا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔اگر یہاں اشکال ہو۔ کہ آنحضرت ﷺ حضرت عباسؓ۔بی بی صفیہ اور بی بی فاطمۃ الزھراءؓ سے فرمایا کہ لااغنی عنکم من اللہ شیئا ۔ کہ میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا حالانکہ آپؐ کی شفاعت عامہ اور خاصہ حق ہے۔اس میں گناہوں کی معافی اور عذاب کا دفع ہونا بھی ہے تو پھر لااغنی کہنا کیسے صحیح ہوگا۔ تو ایک جواب تو اس کا یہ ہے کہ ابھی تک آپ کو اپنی شفاعت کبری وصغری کا علم نہیں تھا۔ یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے۔دوسرا جواب یہ ہے کہ شفیع چھڑا نہیں سکتا اس کا کام تو صرف التجا کرنا ہے۔اگر قبول ہو جائے تو فبھا ونعمت۔ ورنہ جبر نہیں کر سکتا۔ تو آپؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ میں چھڑا تو نہیں سکتا۔شفاعت کرونگا وہ اس کے مخالف نہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ آپؐ کی شفاعت اور اس طرح دوسرے اولیاؒ اور صلحاؒ کی شفاعت بغیر اذن اللہ نہیں ہوگی۔ تو آپؐ فرمارہے ہیں کہ میں خود ذاتی طور پر کچھ نہیں کر سکتا۔باری تعالے کا شفاعت کی اجازت دینا اس کا مقصد یہ ہے کہ آپؐ اسے چھوڑانا چاہتے ہیں۔ تو یہ بھی شفاعت کے خلاف نہ ہوگا۔بلکہ باذن اللہ کی قید سے مقید ہے۔ تو لَااُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا بِغَيْرِ اِذْنِ اللهِ ۔

سُوْرَةُ النَّمْلُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْخَبَأ مَاخَبَأْتَ لَاقِبَلَ لَهُمْ لَاطَاقَةَ لَهُمْ الصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهٗ صُرُوْحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ مُسْلِمِيْنَ طَائِعِيْنَ رَدِفَ اقْتَرَبَ جَامِدَةً قَائِمَةً اَوْزِعْنِيْ اجْعَلْنِيْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَكِّرُوْا غَيِّرُوْا وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ يَقُوْلُهٗ سُلَيْمَانُ وَالصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيْرَ اَلْبَسَهَا اِيَّاهُ . . .

ترجمہ۔ خبا وہ چیز جسے تو چھپالے۔ لاقبل۔ بمعنے طاقت۔ الصرح ہر وہ چنائی جو شیشہ سے بنائی جائے۔ یعنی بنیادیں شیشہ کی ہوں۔ اور الصرح محل کو بھی کہتے ہیں جس کی جمع صروح آتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ عرش عظیم وہ شرافت والا تخت مراد ہے۔ جس کی بناوٹ بھی بہتر ہو اور اسکی قیمت بھی گراں ہو۔ مسلمین کے معنی فرمانبردار ہو کر۔ ردف بمعنے قریب ہونا۔ جَامِدَةٌ اَلْجِبَالِ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً اَیْ قَائِمَةً ۔ اوزعنی۔ مجھے ایسی توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں۔ مجاہدؒ کی تفسیر ہے نکروا اسے تبدیل کردو۔ اوتینا العلم یہ حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں۔ الصرح پانی کا وہ حوض جس پر حضرت سلیمانؑ نے شیشہ جڑ دیا تھا۔ یعنی شیشہ سے اسے ڈھانپ لیا تھا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ صرح بمعنے بلاط وہ گارا جس کو شیشے کے ٹکڑوں کے ساتھ ستونوں میں بنایا گیا ہو بلقیس کے تخت کو وادی سبا سے فلسطین میں منگوایا گیا۔ اس سے بلقیس کو نصیحت کرنا مقصود تھا۔ کہ جیسا تیرا تخت تیرا مظہر تھا ایسے شمس یعنی سورج مظہر ایزدی ہے۔ اس تخت کو ہم نے منگوالیا۔ لھذا الشمس جو مظہر ہے اسکی عبادت مت کرو۔ اصل کی عبادت کرو۔ برکۃ بمعنے حوض یہ سمجھانے کا دوسرا طریقہ تھا۔ کہ صرح پنڈلی کھولنے کا محل نہیں ہے بلکہ وہ تو حوض کے پانی کا مظہر ہے۔ پانی میں کشف ساق ہونا چاہیئے۔ مظہر یعنی محل سے وہ معاملہ نہ کرنا چاہیئے جو ذات سے کیا جاتا ہے اب اس کو سمجھ آیا کہ شمس تو صفات باری کا مظہر ہے اس کے ساتھ باری تعالے کا معاملہ نہ کیا جائے یہ توجیہ صاحب نورالانوار کی توجیہ کے مخالف ہے۔ کہ بلقیس جنات کی ملکہ تھی۔ حضرت سلیمانؑ کے پاس اسم اعظم کا اثر تھا۔ جو غیر جنس کے پاس تھا جنات نے سلیمانؑ کو نفرت دلانے کے لئے کہا کہ بلقیس کی تو پنڈلیاں خراب ہیں تو پنڈلیاں دیکھنے کے لئے انہوں نے بلقیس کو اس محل سے گذارا۔ لیکن یہ توجیہ غلط ہے۔ ظاہر آیت اس کا اباکرتا ہے بلکہ حضرت سلیمانؑ اس کو سمجھانا چاہتے تھے۔ اس کے عقل کے

فتور اور پنڈلیوں کے بالوں کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ مسلمین ۷۰۲ ۔ ۲۴ ۔ مسلمین کی تفسیر طائعین سے کرنے کی غرض یہ ہے کہ یہ لازم نہ آئے کہ ملکہ بلقیس کو اولاً اسلام لانے پر مجبور کیا گیا۔ بایں ہمہ حکم یہ تھا کہ اگر وہ جزیہ ادا کریں تو ان سے قبول کر لیا جائے۔ تو اسلام کی تفسیر انقیاد سے اس لئے کی گئی تاکہ دونوں احکام کو شامل ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ نے بھی ابن عباسؓ سے یہی نقل کیا ہے۔ کہ مسلمین ای منا قدین لامر سلیمان علیہ السلام ۔ اور ابن جریج نے مقرین بدین الاسلام ۔ سے تفسیر کی ہے لیکن طبری نے پہلی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ جلالین میں ہے مناقدین یعنی میں اس سے پہلے تو حربی ہونے کی وجہ سے اس کے مال کو لے سکتا ہوں۔ مسلمان ہونے کے بعد یہ اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام تو ان کے مال کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ اوتینا العلم ۷۰۲ ۔ ۲۵ ۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ مفسرین حضرات کے قول کے مطابق بظاہر یہ حضرت سلیمانؑ کا مقولہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر اسے بلقیس کا مقولہ قرار دیا جائے۔ تو پھر یہ تفسیر اوتینا من کل شیٔ ۔ پر مبنی ہوگی۔ جس میں تفسیر پر اکتفا ہوا مفسر کا ذکر نہ کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ صاحب جمل فرماتے ہیں کہ اوتینا العلم ۔ میں دو احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ بلقیس کا مقولہ ہو۔ تو پھر قبلھا کی ضمیر معجزہ کی طرف راجع ہوگی۔ جس پر سیاق دلالت کرتا ہے۔ اس وقت معنی ہونگے کہ ہمیں سلیمانؑ کی نبوت کا علم اس معجزہ کے ظاہر ہونے سے پہلے دے دیا گیا۔ کیونکہ قبل ازیں اس نے ہدہد کا معاملہ دیکھا تھا۔ اور ہدیہ کے رد ہونے سے بھی معلوم ہوا کہ یہ نبی ہے کوئی دنیاوی بادشاہ نہیں ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ۔ حضرت سلیمانؑ کا کلام ہو۔ تو اس صورت میں قبلھا کی ضمیر بلقیس کی طرف راجع ہوگی۔ تو معنی آیت کے یہ ہونگے کہ حضرت سلیمانؑ اور ان کے اتباع نے جب اس کا قول کانہ ہو سنا تو کہنے لگے کہ اس نے جواب ٹھیک دیا۔ اللہ تعالے کی قدرت کو جان لیا اور حضرت سلیمانؑ کی نبوت کی صحت کا ان امور سے اس کو یقین ہو گیا۔ تو اس کا ہمیں پہلے سے علم ہو گیا واوتینا من کل شیٔ ۔ ظاہر یہ ہوا کہ اوتینا من کل شیٔ یہ مقولہ حضرت سلیمانؑ کا ہے۔ اور اوتیت من کل شیٔ یہ مقولہ بلقیس کا ہے میرے عزیز مولوی محمد یونسؒ نے مراد شیخ گنگوہیؒ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کا قول ہے اوتینا العلم یقولہ سلیمانؑ ۔ اس پر دو احتمال ہیں۔ مقولہ سلیمانؑ کا ہو جیسا کہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بلقیس کا مقولہ ہو۔ تو اس صورت میں بھی قول سلیمانؑ کی طرف راجع کیا جا سکتا ہے۔ تو امام بخاریؒ نے اوتینا من کل شیٔ جو اوتینا العلم کا مفسر ہے۔ اس میں صرف تفسیر پر اکتفا کیا کہ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ لِقَوْلِهٖ سُلَيْمَانَ ۔ لیکن مفسر نے واوتینا من کل شیٔ کا ذکر نہ کیا۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ اِلَّاوَجْهَهٗ اِلَّامُلْكَهٗ وَيُقَالُ اِلَّامَااُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ الْحُجَجُ......

ترجمہ۔ کہاجاتاہے کہ اِلَّاوَجْهَهٗ بمعنے مملکہ کے ہے اور یہ بھی کہاجاتاہے الا کہ اس سے اللہ تعالےٰ کی رضا نہیں چاہی گئی اور مجاہد نے الابنا کی تفسیر حجج اور دلائل سے کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جو لوگ شیٔ کااطلاق باری تعالی پر جائز کہتے ہیں ان کے نزدیک الاوجہ کے معنی ملکہ وجلالہ وذاتہ کے کرتے ہیں اس صورت میں استثنا متصل ہو گا۔ اور جن لوگوں کے نزدیک شیٔ کا اطلاق باری تعالے پر ممنوع ہے ان کے نزدیک الاوجہ کی تفسیر یہ ہوگی کہ اس میں اللہ تعالے کی ذات مطلوب نہیں ہے۔ معنی ہونگے کہ اللہ تعالے ہلاک نہیں ہونگے تو استثنا منقطع ہو گا

باب قوله اِنَّكَ لَاتَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

حدیث (۴۴۱۹) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّاحَضَرَتْ اَبَاطَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ اَبَاجَهْلٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِىْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ اَىْ عَمِّ قُلْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ بِهَا عِنْدَاللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ اُمَيَّةَ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدَ انِهٖ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ

ترجمہ۔ حضرت میتبؓ فرماتے ہیں جب ابو طالب کی وفات کاوقت آیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ اسکے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں فرمایا اے چچاجان! آپ کلمہ لاالہ الااللہ پڑھ لیں تاکہ میں اس کلمۂ توحید کی وجہ سے تیرے لئے اللہ تعالے کے پاس جھگڑ سکوں جس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ کیا آپ ملت عبد المطلب سے پھر کر بے رغبتی کر رہے ہیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ برابر یہ کلمہ اس پر پیش کرتے رہے۔ اور وہ دونوں اپنی وہی گفتگو دہراتے رہے۔ یہانتک کہ ابو طالب نے جو آخری کلمہ بولا وہ یہی تھا کہ میں ملت عبد المطلب پر ہوں۔

قَا لَ رَسُو لُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اَنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ لَاتَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ.......

اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ میں اس وقت تک تیرے لئے مغفرت طلب کرتا رہونگا جبتک کہ مجھے تجھ سے روکا نہیں جاتا۔ جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ۔ نبی اور مؤمنوں کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت طلب کریں۔ اور ابو طالب کے بارے میں اللہ تعالے نے آیت نازل فرمائی جس میں جناب رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا ترجمہ آیت کہ جس شخص کو آپ پسند کریں اسے آپ ہدایت نہیں دے سکتے۔ لیکن اللہ تعالے جسے چاہے ہدایت دے دے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ اُوْلِي الْقُوَّةِ لَايَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ لَتَنُوْءُ لَتُثْقِلُ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى الْفَرِحِيْنَ الْمَرِحِيْنَ قُصِّيْهِ اتَّبِعِيْ اَثَرَهٗ وَقَدْ يَكُوْنُ اَنْ يَّقُصَّ الْكَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ وَعَنِ اجْتِنَابٍ اَيْضًا نَبْطِشُ وَنَبْطُشُ يَأْتَمِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّيْ وَاحِدٌ اٰنَسَ اَبْصَرَ الْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ وَالْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْاَفَاعِيْ وَالْاَسَاوِدُ رِدْءًا مُعِيْنًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ يُصَدِّقُنِيْ وَقَالَ غَيْرُهٗ سَنَشُدُّ سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهٗ عَضُدًا مَقْبُوْحِيْنَ مُهْلَكِيْنَ وَصَّلْنَا بَيَّنَّاهُ وَاَتْمَمْنَاهُ يُجْبٰى يُجْلَبُ بَطِرَتْ اَشِرَتْ فِيْ اُمِّهَا رَسُوْلًا اُمُّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمَاحَوْلَهَا تُكِنُّ تُخْفِيْ اَكْنَنْتُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ہے اولی القوۃ کہ مردوں کی ایک جماعت ان چابیوں کو نہیں اٹھا سکتی۔ لتنوء۔ بوجھل ہونا فارغا حضرت موسیٰ کی یاد سے فارغ ہو گئی۔ ولفرحین۔ اکڑ اکڑ کر چلنے والے۔ قصیہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ۔ اور کبھی کلام کو بیان کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے نحن نقص علیک میں ہے۔ عن جنب دور کے معنی میں اور جنابۃ سے بھی آتا ہے۔ ایک ہی معنی ہیں کہ پاکی سے دور ہو گیا۔ اور اجتناب بھی اسی سے آتا ہے کہ پرہیز کر گیا۔ دور ہو گیا۔ نبطش از ضرب اور نبطش از باب نصر گرفت کرنے کے معنی ہیں۔ یأتمرون مشورہ کرتے ہیں۔ عدوان عداء اور تعدی ایک ہیں زیادتی کرنا۔ جذوۃ لکڑی کا وہ سخت ٹکڑا جس پر شعلہ والی آگ نہ ہو۔ اور جس میں شعلہ ہو وہ شہاب ہے۔ الحیات سانپوں کی کئی قسمیں ہیں۔ الجان پتلا تیز رفتار۔ افاعی اژدھا۔ الاساود کالے رنگ کا سانپ ردء مدد کرنے والا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو میری تصدیق کرے۔ اور غیر ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ سنشد ک میں عنقریب تمھاری مدد کرونگا۔ جب تم نے کسی شے کو غلبہ دے دیا

الشَّیْءَ اَخْفَیْتُهٗ وَ کَنَنْتُهٗ اَخْفَیْتُهٗ وَاَظْهَرْتُهٗ وَیْکَاَنَّ اللّٰهَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیَقْدِرُ یُوَسِّعُ عَلَیْهِ وَیُضَیِّقُ عَلَیْهِ........

توتم اس کے لئے بازو بن گئے۔ مقبوحین ہلاک ہونے والے وصلنا ہم نے اس کو بیان کیا اور اسے پورا مکمل کر دیا۔ یجبی ۔ کھینچے گئے۔ بطرت خراب ہونا۔ فی امھار سولا ام القری مکہ اور اس کے ارد گرد کو کہتے ہیں۔ تکن چھپانا باب افعال سے اکتنان کے معنی چھپانے کے ہیں۔ اور ثلاثی مجرمیں جب کننت تو آئے تو اس کے معنی چھپانا اور ظاہر کرنا دونو کے آتے ہیں۔ ویکأن اللہ یہ الم تر کی طرح ہے۔ یبسط ویقدر فراخ کرتا ہے۔ اور تنگ کرتا ہے۔ ردأ یصدقنی ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ رداً کے معنی معین کے۔ ہیں اور یصدقنی ۔ سے مدد طلب کرنے کی غرض بتلائی ہے۔ وہ میری تصدیق کر کے مدد کرے۔ تو گویا رداً عونا تو لفظ کا ترجمہ ہوا۔ اور یصدقنی۔ تفسیر ہو گئی۔ تو تکرار لازم نہ آیا۔ عینیؒ اور قسطلانیؒ نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

باب قوله تعالٰی اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

حدیث (۴۴۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ قَالَ اِلٰی مَکَّةَ ....

ترجمہ۔ کہ مکہ کی طرف لوٹانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ الْعَنْکَبُوْتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ وَ کَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ضَلَلَةً گمراہ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ ....

ترجمہ۔ مبصرین کے معنی دیکھنے والے لیکن مستبصرین سے گمراہ لوگ مراد ہیں جو اپنے آپ کو اهل بصیرت سمجھتے تھے۔ جیسے عاد اور ثمود کی قوم تھی۔ اِنَّمَا هِیَ بِمَنْزِلَةِ فَلْیَمِیْزَ اللّٰهُ کَقَوْلِهٖ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ ۔ یعنی لیعلم سے حدوث علم نہیں بلکہ علم اللہ ذلک علم قدیم کے معنی میں ہے۔ یہ لیمیز اللہ کی طرح ہے کہ جو بات علم ازلی میں آ گئی وہ ممتاز ہو گئی۔ اثقالاً مع اثقالھم بوجھ کے معنی ہیں۔

الم غلبت الروم۔ فلایربوا ۔ یعنی جس شخص نے اس لئے دیا کہ وہ اس سے افضل چاہتا ہے تو اس کے لئے ثواب نہیں ہوگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ام القریٰ کا اطلاق دراصل اس بڑی آبادی پر ہوتا ہے جو چھوٹی چھوٹی بستیوں کے درمیان واقع ہو۔ لیکن مکہ مکرمہ جب ارد گرد کی آبادیوں میں سے ایک بڑی آبادی تھی۔ تو اب اس پر ہی ام القریٰ کا استعمال ہونے لگا۔ کیونکہ قرآن مجید

میں اسی صفت کے ساتھ واقع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔مکہ معظمہ کو ام القریٰ اس لئے بھی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسی کی زمین پھیلائی گئی۔ اور ابن جریج فرماتے ہیں کہ ام القریٰ مکہ کو اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ درمیان زمین کے واقع ہے۔ اور صاحب جلالین اور صاحب جمل فرماتے ہیں۔ فی امها سے مراد اعظمها ہے۔ کیونکہ عادت اللہ یہی ہے کہ ہمیشہ رسولوں کو شہروں میں بھیجا گیا۔ کیونکہ ان کے بسنے والے عموماً عقلمند سمجھدار اور شریف ہوتے ہیں۔ اور اشراف لوگ عموماً شہروں میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں لتنذر ام القریٰ ومن حولها مراد ہوا ہے۔ ویلک ان اللہ ان دونوں کو الگ الگ لکھا تاکہ اس لفظ میں اور اس کی تفسیر میں مطابقت ہو جائے۔ جیسے الم تر ان اللہ میں دونوں لفظ الگ الگ ہیں۔ تو ویک الگ کلمہ ہوا اور ان اللہ دوسرا کلمہ ہوا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔علم اللہ ۔یعنی دلالہ علے الاستقبال مراد نہیں ہے۔ بلکہ علم ازلی قدیم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ کا مقصد یہ ہے کہ ظاہراً صیغہ مضارع سے زمان استقبال معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ یہاں مراد نہیں ہے۔ اس لئے صاحب جلالین نے اس کے معنی علم مشاہدہ کے کئے ہیں۔ اور صاحب جمل نے کہا علم مشاہدہ اور علم ظہور تاکہ تجدد علم اللہ تعالےٰ لازم نہ آئے۔ اور اسی کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے۔ھی بمنزلة لیمیز اللہ الخبیث ۔ تو لیعلم لیمیز کے معنی میں ہوگا کیونکہ علم اور تمیز میں ملازمت ہے۔ اور الم غلبت الروم میں مجاہد کی تفسیر ہے۔ یحبرون یعنی ینعمون عیش وعشرت کرتے ہیں۔ فلانفسهم یمهدو ۔یعنی اپنے بستروں کو برابر کرتے ہیں۔ الودق کے معنی بارش کے ہیں۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ھل لکم مما ملکت ایمانکم۔ یعنی تم ڈرتے ہو کہ کہیں تمہارے مملوک تمہارے وارث نہ بن جائیں جیسے تم ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ یصدعون متفرق ہوتے ہیں۔ فاصدع بھی اسی سے ہے۔ اور غیر ابن عباسؓ نے کہا ضعف بضم الضاد وبفتحها دونوں لغت ہیں۔ اور مجاہد کی تفسیر ہے کہ ۔السوئٰی برا کرنا جو برائی کرنے والوں کی سزا ہے۔

حدیث (۴۴۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ .. عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِيْ كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيْءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِاَسْمَاعِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَبْصَارِهِمْ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَاَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍؓ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ

ترجمہ۔ حضرت مسروق تابعی فرماتے ہیں۔ کہ محلہ کندہ میں ایک آدمی حدیث بیان کر رہا تھا۔ کہنے لگا قیامت کے دن کے قریب دھواں آئیگا جو منافقین کے کان اور انکی آنکھوں کو پکڑ لے گا۔ اور مومن کو زکام کی طرح پکڑ یگا۔ پس ہم اس سے گھبرا گئے تو میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس پہنچا جو تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ تو اس واقعہ سے ناراض ہو کر سیدھے بیٹھ گئے فرمانے لگے جو شخص علم رکھتا ہو وہ تو کہے۔ اور جو علم نہیں رکھتا

فَلْيَقُلِ اللهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ فَاِنَّ اللهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ وَاِنَّ قُرَيْشًا اَبْطَؤُا عَنِ الْاِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَاَكَلُوْا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَاءَهٗ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللهَ فَقَرَءَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ عَائِدُوْنَ فَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوْا اِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى سَيَغْلِبُوْنَ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضٰى ......

وہ کہے کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے اور یہ بھی علم ہے کہ انسان جو چیز نہیں جانتا اس کے متعلق کہدے کہ میں نہیں جانتا۔ کیونکہ اللہ تعالے اپنے نبی سے فرماتے ہیں۔ فرمادیجئے میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ اور نہ ہی تکلف کرنے والوں میں سے ہوں واقعہ یہ ہے کہ قریش نے جب اسلام لانے سے گریز کیا تو آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے ان کو بد دعا دی اے اللہ انکے خلاف میری امداد سات سال کے قحط سے کر دے جیسے کہ قحط سات سال کا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ تو انکو قحط سالی نے آگھیرا یہانتک کہ اس میں بہت سے ہلاک ہو گئے اور کچھ مردار اور ہڈیاں کھانے لگے۔ اور آدمی آسمان اور زمین کے درمیان دھواں دیکھتا تھا۔ ابو سفیان نے آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہا۔ اے محمد ﷺ! آپ تو صلہ رحمی کا حکم دینے کے لئے آئے ہیں۔ آپ کی قوم مر رہی ہے اللہ تعالے سے ان کے لئے دعا کیجئے۔ تو پھر انہوں نے اس آیت کو پڑھا۔ فارتقب یوم تأتی السمأ بدخان مبین ۔ عائدون تک پڑھا۔ تو یہ عذاب آخرۃ ان سے دور کر دیا گیا۔ جبکہ وہ آگیا تھا۔ پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے۔ تو یہ مطلب اللہ کے قول کا ہے۔ کہ ہم نے ان کو بڑی گرفت میں لیا وہ بدر کی لڑائی ہے۔ لزاما سے بھی بدر کی لڑائی مراد ہے۔ اور الم غلبت الروم ۔ اور الروم بھی گذر چکا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ کان متکنا فغضب وجلس ۷۰۳ ۔ ۲۱ ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے قصہ گو واعظ پر نکیر اس لئے کیا کہ آیت کی تفسیر میں جس دخان کا ذکر ہے۔ وہ دخان نہیں جو روایت میں ہے۔ اگرچہ فی نفسہ واقعہ روایت صحیح ہے۔ مگر آیت کی تفسیر میں اس کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ روایت سرے سے ابن مسعودؓ کو پہنچی نہیں تھی۔ اسلئے انہوں نے انکار کر دیا لیکن یہ جواب اس لئے درست نہیں کہ صحابی کی شان سے ارفع ہے کہ ایسی روایت ان سے مخفی ہو۔ جس کا وہ انکار کر دیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی جلالت شان کے لائق

ہے۔اوراس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے۔جو سورۃ دخان کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں۔لیکن ظاہر سیاق حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے قصہ گو پر مطلقارد کیا ہے۔کیونکہ اس واعظ نے اسے آیت کی تفسیر میں ذکر نہیں کیا۔بلکہ علامات قیامت میں ذکر کیاہے اس کی مزید تشریح حضرت شیخ نے کوکب الدری میں کی ہے جس میں تفسیر سورۃ دخان کے بارے میں توروایات کو لائے ہیں اوراسے علامات قیامت میں شمار کرلیاہے۔فرماتے ہیں کہ آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔آیت میں جو دخان کاذکر ہے۔اس سے مراد تو وہی ہے جو ابن مسعودؓ فرمارہے ہیں۔اور سیاق سباق آیت کا بھی یہی تقاضاہے۔اگرچہ آیت کواس معنی پر بھی حمل کیاجاسکتاہے۔جو قصہ گوبیان کررہاہے۔ کہ وہ اشراط ساعۃ میں سے ہے۔اورابن مسعودؓ نے اس بناپراس کارد کیا کہ اس نے تفسیر بغیر کسی سند اور نقل کے بیان کی۔حالانکہ ورود روایات کے بارے میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔بلکہ وہ تو نقل پر موقوف ہوتے ہیں۔

باب قوله لَاتَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ لِدِيْنِ اللّٰهِ خَلْقُ الْاَوَّلِيْنَ دِيْنُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةِ الْاِسْلَامُ

ترجمہ۔خلق اللہ سے دین اللہ مراد ہے۔خلق الاولین سے بھی پہلے لوگوں کادین مراد ہےاور فطرۃ سے اسلام مراد ہے۔

حدیث (۴۴۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا .....

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں۔کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یہودی۔نصرانی۔اور مجوسی بناتے ہیں جیساکہ جانور صحیح سالم بچہ جنتاہے۔کیاتم نے ان میں سے کوئی کان اور ناک کٹادیکھا پھر فرماتے تھے یہ فطرۃ اللہ ہے جس پر اللہ تعالے نے مخلوق کو پیدا کیا اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی ہے یہی پکادین۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اسلامی فطرت سے مراد یوم الست کاعہد ہے جس پر انسان پیدا ہوتاہے۔پھر ماں باپ کااثر دیکھ کران کے دین کو قبول کرلیتاہے۔ يهودانه وينصرانه کے صرف یہ معنی نہیں کہ وہ نصرانیہ وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔بلکہ انسان فطری طور پر مقلد پیدا ہواہے۔بہت سے معاملات میں ماں باپ کااثر قبول کرلیتاہے۔چاہئے تھااس کے ذاتی کردار پر فیصلہ کیاجاتا لیکن احکام شرعیہ میں وہ ماں باپ کے تابع ہوتاہے اب اشکال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو قتل کردیاکہ وہ کافر تھا۔اس کے کفر کاذکر اگرچہ قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن احادیث میں ہے کہ طبع کافرا اس سے بڑھ کر احادیث میں ہے کہ جب بچہ رحم مادر میں ہوتاہے تورحم میں ہی اس کے متعلق سعید اور شقی لکھاجاتاہے۔جس کاجواب یہ ہے کہ كل مولو د يولد على الفطره کا یہ مطلب نہیں ہے۔کہ ابھی سے وہ مسلم بنایاگیا۔بلکہ اس کی طبیعت میں عہد الست ہوتاہے۔پھر آثار خارجیہ کی وجہ سے طبیعت میں تغیر پیدا ہوجاتا ہے۔ان مجموعہ آثار سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔چنانچہ روایت میں ہے کہ آدمی ماں کے پیٹ میں سعید وشقی لکھاجاتاہے۔

اس کا معنی یہ نہیں کہ ابتداء ہی سے اس پر آثار سعادت وشقاوت ظاہر ہونگے بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے شقاوت کے اعمال کرتا رہیگا خاتمہ سعادت پر ہوگا۔ یاسعادت کے اعمال کرتا رہے گا خاتمہ شقاوت پر ہوگا۔ تو طبع کافرا کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ بچہ بطن ام میں بھی شقی لکھا ہوا تھا ابتداء میں آثار ظاہر نہ ہوئے۔ وسط یا آخر میں کایا پلٹ گئی کافر ہوگیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انسان اربعہ عناصر سے مرکب ہے۔ اجزا ہوائیہ۔ ارضیہ۔ ناریہ۔ اور مائیہ۔ ایک طریقہ پر رکھے ہوئے نہیں ہیں۔ اس مادہ کی وجہ سے کیفیات میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ روح اور فطرت ایک ہے۔ جیسے بجلی کی طاقت تو ایک ہے۔ لیکن اس کا ظہور بجلی کے قمقموں میں مختلف طریق سے ہوتا ہے۔ ایسے جسمانی کیفیات پر بھی اخلاق کا مدار ہے۔ روح اور جسم دونوں ملکر اخلاق پیدا کرتے ہیں۔ تو کل مولو د یولد علے الفطرہ ای علے روحہ۔ جب جسمانی اجزا اس سے ملینگے۔ تو روحانی طاقت وہ نہ رہے گی۔ بلکہ اعمال جسم کی حیثیت سے ظاہر ہونگے۔ روحانی طاقت سے ظاہر نہیں ہوتے۔ چونکہ روح انسانی تین چیزوں سے مرکب ہے۔ روح حیوانی۔ جسم انسانی اور روح ملکوتی ان پر غذاؤں کا اثر بھی پڑتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک لڑکا دیکھا گیا جس کو بچپن میں شیر کا گوشت کھلایا جاتا تھا جو باقی لڑکوں کی بنسبۃ زیادہ غصہ کرتا ہے۔ لھذا اب روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔ کیونکہ خلق علے الفطرۃ میں روح مراد ہے۔ اور طبع کافرا مجموعہ روح اور جسم کا اثر مراد ہے۔ یا فقط جسم کا اثر ہے۔ اور بعض حضرات نے کل مولو د میں عموم نہیں رکھا۔ بلکہ فطرت سے جبلت خصوصی مراد لی ہے۔ جس میں قبول دین کی صلاحیت ہو۔ اور بعض حضرات نے ابواہ میں حقیقی معنی مراد نہیں لئے۔ بلکہ نفس ارضی اور روح ملکوتی مراد لیا ہے۔ جن کا اپنا اپنا اثر ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمَانُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب قوله لاتشرك باالله ان الشرك لظلم عظيم

حدیث (۴۴۲۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ .... عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ لَيْسَ بِذَاكَ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا۔ ان کیلئے امن ہے تو یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ پر گراں گذری کہنے لگے ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا ہو تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہر گناہ مراد نہیں ہے کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو اپنے بیٹے سے کہہ رہا تھا کہ بیشک شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

باب قوله اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

حدیث (۴۴۲۴) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ یَمْشِیْ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِیْمَانُ قَالَ الْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَلِقَائِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِحْسَانُ قَالَ الْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْمَرْاَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ لَایَعْلَمُهُنَّ اِلَّااللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَافِی الْاَرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَیَّ فَاَخَذُوْا لِیَرُدُّوْا فَلَمْ یَرَوْا شَیْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرَائِیْلُ جَاءَ لِیُعَلِّمَ النَّاسَ دِیْنَهُمْ .....الحدیث

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے لئے کھلے میدان میں باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک ایک آدمی چلتا ہوا آ گیا۔ تو اس نے کہا یارسول اللہ! ایمان کیا چیز ہے آپؐ نے فرمایا ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے اس کے فرشتوں پر اس کے رسولوں پر اور اس سے ملاقات کرنے پر یقین کرے اور آخری اٹھائے جانے پر بھی یقین ہو پھر پوچھا یارسول اللہ! اسلام کی حقیقت کیا ہے آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کی اس حال میں عبادت کرے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے اور یہ کہ نماز کو پابندی سے ادا کرے۔ اور فرضی زکوۃ کو ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اس نے کہا یارسول اللہ احسان کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی اس طرح عبادت کرو۔ گویا کہ تم اسی کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ پھر پوچھا یارسول اللہ! قیامت کب ہو گی۔ فرمایا جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے اس کے بارے میں زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔ لیکن عنقریب میں تمھیں اس کی چند نشانیاں بیان کروں گا۔ پس جب عورت اپنی مالکہ کو جنیگی تو اس قیامت کی نشانی ہو گی۔ اور جب ننگے پاؤں اور ننگے بدن والے لوگ لوگوں کے سردار ہونگے۔ تو یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ جبکہ وہ لوگ ان پانچ باتوں میں فکر مند ہونگے۔ جن کو اللہ تعالے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ترجمہ آیت۔ بیشک اللہ تعالے کے پاس ہی قیامت کا علم ہے۔ اور وہی بارش نازل کرتا ہے۔ اور بچہ دانیوں کے اندر جو کچھ ہے اس کا علم بھی اسی کو ہے۔ پھر وہ آدمی مڑ کر چلا گیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس واپس لاؤ۔ انہوں نے واپس لانے کی

کوشش شروع کی۔ تو انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ جبرائیلؑ تھا جو لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آیا تھا۔

حدیث (۴۴۲۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ غیب کی چابی پانچ چیزیں ہیں پھر ان اللہ عندہ علم الساعۃ آیت کو پڑھا۔

سُوْرَةُ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَهِيْنٍ ضَعِيْفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَلْجُرُزُ الَّتِىْ لَاتُمْطَرُ اِلَّا مَطَرًا لَايُغْنِىْ عَنْهَا شَيْئًا نَهْدِ نُبَيِّنْ ......

ترجمہ۔ حضرت مجاہد کی تفسیر ہے۔ کہ مھین کے معنی کمزور کے ہیں جس سے آدمی کا نطفہ مراد ہے ضللنا۔ کے معنی ہم ہلاک ہو گئے ابن عباسؓ فرماتے ہیں الجرز اس زمین کو کہتے ہیں جس پر بارش نہ برسے اگر برسے تو وہ اس کے کچھ کام نہ آسکے ۔ بھد ۔ کے معنی واضح کرنا ہے۔

باب قوله فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِىَ لَهُمْ

حدیث (۴۴۲۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ.. عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِىَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ اِقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِىَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ وَقَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ... عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ مِثْلَهُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالے کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے سنی نہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا کھٹکا ہوا۔ پھر حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا اگر تم چاہو تو تصدیق کے لئے اس آیت کو پڑھ لو۔ ترجمہ کہ کوئی جی ان نعمتوں کو نیں جانا تا جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک کا باعث ہو نگی جو ان کے لئے چھپا کر رکھ دی گئی ہیں۔

حدیث (۴۴۲۷) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ .. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهَ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَیْهِ ثُمَّ قَرَءَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔کہ اللہ تعالے فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے سنی نہیں۔اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا کھٹکا ہوا وہ تمھارے لئے ذخیرہ ہے۔سوائے اس کے تم ان پر مطلع نہیں کئے گئے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ من بلہ ما اطلعتم علیہ۔۷۰۴ ۔۲۶ ۔ من کلمہ زائدہ ہے۔اور بلہ کے معنی حسب ہے۔یعنی تمھیں وہ کافی ہے جو اسکی تصدیق میں قرآن کے اندر ذکر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔بلہ کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا دع کے معنی میں ہے۔بعض نے سوی اور غیر کے معنی کئے ہیں تو معنی ہونگے چھوڑو وہ ایک ذخیرہ جس پر تمھیں مطلع نہیں کیا گیا۔اور اجل کے معنی بھی آتے ہیں۔تو معنی ہونگے ذخیرہ ہے۔ہاں تمھیں اس پر مطلع نہیں کیا گیا۔البتہ حافظؒ نے خطابی کا کلام نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ معانی اس صورت میں ہے جب بلہِ سے پہلے من نہ ہو اگر من کلمہ ہو تو پھر کیف اور اجل کے معنی ہوتے ہیں۔غیر اور سوی اور فضل کے معنی بھی نقل کئے گئے ہیں۔

سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ صَیَاصِیْهِمْ قُصُوْرِهِمْ

ترجمہ۔ مجاہد صیاصی کے معنی محلات کرتے ہیں

حدیث (۴۴۲۸) حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عُصْبَتُهٗ مَنْ کَانُوْا فَاِنْ تَرَکَ

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی مؤمن ایسا نہیں مگر میں ہی دنیا اور آخرت میں اس کا وارث ہوں۔اگر چاہو تو تصدیق میں یہ آیت پڑھ لو ترجمہ۔کہ نبی تو مؤمنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب یعنی وارث ہے پس جو مؤمن مال چھوڑ جائے اس کے تو وارث اس کے قریبی رشتہ دار ہونگے جو بھی ہوں البتہ اگر وہ

دَیْنًا اَوْضِیَاعًا فَلْیَأْتِنِیْ وَاَنَا مَوْلَاہُ ....

قرضہ چھوڑ جائے یا کنگال کنبہ چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا ولی ہوں۔

باب قوله اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗئِهِمْ

حدیث (۴۴۲۹) حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَؓ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَاکُنَّا نَدْعُوْہُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَائِھِمْ ھُوَاَقْسَطُ عِنْدَاللّٰہِ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ حضرت زید بن حارثہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ہم انہیں زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ یہانتک کہ قرآن نازل ہوا۔ کہ لے پالک لڑکوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارا کرو۔ یہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر بات ہے۔

باب قوله فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَابَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا نَحْبَهٗ عَهْدَهٗ اَقْطَارِهَا جَوَانِبِهَا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا لَاَعْطَوْهَا ـ

ترجمہ۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کر لیا۔ بعض انتظار کر رہے ہیں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ نحبہ۔ کے معنی عہد و پیمان کے ہیں۔ اقطار کے معنی کنارے کے ہیں۔ لاتوھا۔ آنے کے نہیں بلکہ دینے کے معنی ہیں۔

حدیث (۴۴۳۰) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ.. عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ نُرٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ اَنَسِ بْنِ النَّضْرِؓ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ.......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت انس بن النضرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ترجمہ۔ آیت مومنون میں سے بعض ایسے مرد بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالے سے کئے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔

حدیث (۴۴۳۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ .... اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ اٰیَۃً مِنْ سُوْرَۃِ الْاَحْزَابِ کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقْرَءُ ھَا لَمْ اَجِدْ ھَا مَعَ اَحَدٍ اِلَّا مَعَ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ ...اَلَّذِیْ جَعَلَ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے جب ہم سب لکھی ہوئی دستاویزات کو مصاحف میں لکھ رہے تھے تو مجھے سورۃ احزاب کی ایک آیت لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ ملی۔ جس کو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ صرف حضرت خزیمہ انصاری کے پاس ملی جن کی گواہی کو جناب رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَھَادَتَہٗ شَھَادَۃِ رَجُلَیْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاھَدُوْا اللّٰہَ عَلَیْہِ

گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ یہی آیت من المؤمنین رجال تھی۔

باب قوله قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا التَّبَرُّجَ اَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا سُنَّةَ اللّٰهِ اسْتَنَّهَا جَعَلَهَا

ترجمہ۔ تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے خوبصورت حصوں کو باہر نکالے۔

حدیث (۴۴۳۲) حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَان اَنَّ عَائِشَۃَ ؓ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَاءَ ھَا حِیْنَ اَمَرَ اللّٰہُ اَنْ یُّخَیِّرَ اَزْوَاجَہٗ فَبَدَءَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ ذَاکِرٌ لَّکَ اَمْرًا فَلَا عَلَیْکَ اَنْ تَسْتَعْجِلِیْ حَتّٰی تَسْتَأْمِرِیْ اَبَوَیْکِ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَیَّ لَمْ یَکُوْنَا یَاْمُرَانِیْ بِفِرَاقِہٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَالَ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِلٰی تَمَامِ الْاٰیَتَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ فَفِیْ اَیِّ ھٰذَا اَسْتَأْمِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃِ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ خبر دیتی ہیں۔ کہ جب اللہ تعالے نے آپ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا۔ تو آپؐ نے آکر میرے پاس سے ابتداء کی۔ فرمایا میں ایک بات کا تم سے ذکر کرنے والا ہوں اسکے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جبتک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرلیں۔ جبکہ آپؐ جان چکے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپؐ سے جدائی اختیار کرنے کا مشورہ نہیں دینگے۔ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالے کا ارشاد ہے یاایھا النبی قل لازواجك پوری دو آیات پڑھ لیں میں نے کہا کہ حضرت میں ان میں سے کس چیز کے بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ طلب کروں میں تو اللہ اور اسکے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہوں مجھے دنیا کی ضرورت نہیں ہے۔

باب قوله وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةِ وَقَالَ قَتَادَةُ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنُ وَالسُّنَّةُ وَالْحِكْمَةُ

ترجمہ۔ قتادہ فرماتے ہیں آیات سے مراد قران وسنۃ اور دانش وحکمت ہے۔

حدیث (۴۴۳۳) قَالَ اللَّيْثُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَءَ بِیْ فَقَالَ اِنِّیْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِیْ حَتّٰی تَسْتَاْمِرِیْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَیَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِیْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللهَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِیْ اَیِّ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِيْدُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهٗ مُوْسَی بْنُ اَعْيَنَ .. عَنْ عَائِشَةَ ؓ مِثْلَه ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپؐ نے میرے سے ابتدا کی۔ فرمایا میں ایک بات تمھیں ذکر کرنے والا ہوں۔ جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرلیں اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ فرماتی ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا کہ میرے ماں باپ مجھے آپؐ سے جدائی کا حکم نہیں دینگے فرماتی ہیں کہ پھر آپؐ نے فرمایا اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ یا ایھا النبی۔۔ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا حضرت! ان میں سے کس چیز کے اندر میں اپنے ماں باپ سے مشورہ طلب کروں۔ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں۔ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو باقی بیویوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح میں نے کہا تھا۔ موسیٰ بن اعین نے اس کی متابعت کی ہے

باب قوله وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَی النَّاسَ وَاللهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ

حدیث (۴۴۳۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ نَزَلَتْ فِیْ شَاْنِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍؓ وَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت تخفی فی نفسك حضرت زینب بنت جحشؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ ان آیات میں حضرت زینب بنت جحش کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش آپؐ کی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ اس زمانہ میں فخر بالانساب نہایت زوروں پر تھا۔ چونکہ حضرت زینبؓ قریش کے بڑے خاندان میں سے تھیں۔ آپ نے اس فخر کو مٹانے کے لئے ان کو حضرت زید سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت زیدؓ کو حضرت خدیجہؓ نے خریدا تھا۔ حارثہؓ ان کے والد ہیں۔ اگرچہ وہ بھی عرب میں سے تھے لیکن قریش میں سے نہیں تھے۔ حضرت زیدؓ کا قبیلہ کسی دوسرے قبیلہ سے مغلوب ہو گیا تھا۔ جنہوں نے ان کے قبیلہ کے بچوں کو گرفتار کر لیا۔ جن میں حضرت زیدؓ بھی شامل تھے۔ غلام بنا کر بکتے رہے۔ بالآخر حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے۔ جنہوں نے ان کو آنحضرت ﷺ کے حوالہ کر دیا۔ آپؐ نے انہیں آزاد کر کے متبنی یعنی لے پالک بنا لیا۔ پہلے ان کا نکاح حضرت ام ایمنؓ

سے تھا۔ جن سے حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے۔ حضرت زینبؓ سے نکاح کے وقت حضرت ام ایمن ان کے نکاح میں نہیں تھیں۔ بہر حال جب حضرت زینبؓ سے نکاح کے متعلق کہا گیا اس وقت زید پر مولیٰ کا اطلاق ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے سامنے نکاح کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ جس پر ماکان لھم الخیرۃ آیت نازل ہوئی۔ تو یہ حضرات خاموش ہو گئے۔ نکاح ہو گیا لیکن تعلّی یعنی خاندانی بڑائی کی وجہ سے زوجین میں موافقت نہ ہو سکی۔ جس سے کچھ عرصہ بعد حضرت زیدؓ تنگ آ گئے۔ اور طلاق کی اجازت چاہی۔ آپ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ۔ فرماتے رہے۔ کہ بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس پر بھی شکایات کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ کہ حضرت زید طلاق دینا چاہتے تھے۔ اور آپؐ۔ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ۔ فرماتے رہے۔ یہاں تک کے واقعہ پر مفسرین کا اتفاق ہے۔ لیکن آگے قاضی بیضاویؒ اور دیگر حضرات نے نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ حضرت زیدؓ کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت زینبؓ کے سر پر اوڑھنی نہیں تھی۔ جس پر آپؐ نے سبحان اللہ مقلب القلوب خالق النور۔ فرمایا جس کو حضرت زینبؓ نے سن لیا جب حضرت زید گھر تشریف لائے تو حضرت زینبؓ نے ان سے اس کا تذکرہ کیا جس پر حضرت زیدؓ فرمانے لگے چونکہ حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کو پسند آ گئی ہیں اس لئے اب اس کو اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں ہے۔ لھذا وہ بار بار آ کر آنحضرت ﷺ سے طلاق دینے کی اجازت مانگتے تھے۔ یہ مفسرین حضرات تو آنحضرت ﷺ کی محبت میں حمل کرتے ہیں۔ لیکن دراصل حضرت زیدؓ نے تنگ آ کر طلاق دیدی جب عدت ختم ہو گئی تو حضرت زیدؓ کو واسطہ بنا کر خطبہ کے لئے بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ میں مشورہ کرونگی۔ خیر یہ تو دوسری روایات سے بھی ثابت ہے۔ لیکن حضرت زینبؓ سے آپ کو عشق اور فریفتگی ہو گئی۔ جس کو قاضی بیضاویؒ بیان کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ بہت بڑے عالم آدمی ہیں لیکن اس کا قاضی عیاضؒ اور دیگر اکابر نے انکار کیا ہے۔ دراصل اولاً یہ واقعہ سنداً ثابت نہیں ہے۔ اگر روایات سنداً ہیں تو وہ قوی نہیں ہیں۔ دوسرے ان آیات کریمہ میں باری تعالےٰ نے کہیں ظاہر نہیں فرمایا۔ کہ آنحضرت ﷺ کو حضرت زینبؓ سے محبت تھی۔ اسلئے طلاق دلوائی۔ حالانکہ واللہ مبدیہ۔ کہ اللہ ظاہر کرنے والا ہے فرمایا گیا۔ کہ لے پالک بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس کا اردہ اس لئے کیا گیا تاکہ لوگوں سے یہ رسم مٹ جائے۔ کہ اہل عرب متبنیٰ کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔ جیسے حقیقی بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے۔ تو جس چیز کا ابداء ہے اخفاء بھی اسی کا ہونا چاہئے۔ آپؐ آنحضرت ﷺ بھی یہی چاہتے تھے۔ کہ کسی طرح یہ رسم مٹ جائے کیونکہ بعض رسوم ایسی تھیں جن کے مٹانے میں بڑی کاوش سے کام لیا گیا۔ چنانچہ عرب اشہر حج میں عمرہ کرنے کو افجر الفجور کہتے تھے۔ آپؐ نے اس عقیدہ کو باطل کرنے کے لئے تین دفعہ حرم میں پہنچنے کے بعد اعلان کیا کہ جو سائق ھدی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے۔ صحابہ کرام پوچھتے ہیں ای حل کونسا حلال آپؐ فرماتے کل الحل۔ کہ بالکل حلال ہو جاؤ باوجودیکہ صحابہ کرام آپؐ کے بہت مطیع تھے۔ لیکن آپ کو بھی اور صحابہ کرام کو بھی پس وپیش ہوا۔ سچ ہے بعض مرتبہ اطاعت میں بھی رکاوٹ پیش آ جاتی ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ حدیبیہ کے موقعہ پر سر منڈوانے اور ھدی کو ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ جب آنحضرت ﷺ نے خود عمل کر کے دکھایا پھر تمام صحابہ کرام آپؐ کے فعل کو دیکھ کر ٹوٹ پڑے سر منڈوادیا اور جانور ذبح کئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے صحابہ کرام یہ سمجھے کہ شاید یہ حکم حتمی نہ ہو ممکن ہے باری تعالےٰ ہماری کمزوری کو دیکھ کر اس حکم کو بدل دینگے۔

پس وپیش اسلئے ہوا جب آپؐ نے خود عمل کر کے دکھادیا تو سب احتمال ختم ہو گئے اور یہ واقعہ ہے کہ تاثیر میں مصلح کے عمل کو بھی دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعظمؒ کے پاس ایک عورت بچہ کو لے کر آئی۔ کہ یہ بچہ میٹھا بہت کھاتا ہے۔ اسے روک دیجئے۔ آپ امامؒ نے فرمایا کہ کل لے آنا جب کل کو بچہ لے آئی تو آپ نے بچہ سے فرمایا کہ مٹھائی کھانا چھوڑ دو۔ پوچھنے پر وجہ بیان فرمائی کہ کل میں نے خود مٹھائی کھائی تھی رات کو توبہ کی اب میری نصیحت کا اثر ہو گا۔ تو ایسے یہاں بھی آپؐ خود متبنی کی بیوی سے نکاح نہ کرنے کی رسم کو مٹانا چاہتے ہیں لکھنو کے فرنگی محل کے علماءُ نکاح بیوگان کرنے کا فتوی دیتے رہے لیکن اپنے خاندان میں کئی بیوگان بیٹھی ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں کی طرح ہمارے قلوب میں بھی نکاح بیوگان کی نفرت بیٹھ گئی ہے۔ مسلمانوں نے ہندوؤں سے رشتے ناطے کئے۔ ہندوؤں والی نفرت آج بھی برابر انکی اولاد میں رچی پچی ہوئی ہے۔ حضرت مولنا محمد قاسم نانوتویؒ نے دیوبند میں نکاح بیوگان کی تحریک چلائی۔ لوگوں نے آپ کی بوڑھی بہن کے متعلق کہا تو مولانا مرحوم نے اپنی بہن سے کہا مجھے معلوم ہے تمھارا نکاح کرنے کا زمانہ نہیں ہے۔ لیکن تمھارے نکاح کر لینے سے آنحضرت ﷺ کی ایک سنت زندہ ہوتی ہے۔ چنانچہ پھر صدیقی شیوخ میں نکاح بیوگان کی ترویج ہو گئی عرب میں پہلے بھی رائج تھی اب بھی رائج ہے۔ ہنؔدوؤں کے رائج نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ادعیا یعنی لے پالک کی بیوی سے نکاح کرنے کو رائج کرنا چاہتے تھے۔ یہ نہیں کہ محبت کی وجہ سے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ اس کو باری تعالے نے ظاہر فرمایا تو اخفاءُ بھی اسی کا ہو گا۔ اگرچہ بشری امور میں انبیاؑ بھی کاحد الناس لوگوں کی طرح ہیں۔ لیکن یہاں تو واقعہ کے بھی خلاف ہے۔ جس کا روایات سے ثبوت نہیں اور نہ ہی آیات اس کی محتمل ہیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نکاح حضرت زینبؓ سے بعض کے نزدیک ۵ ھ میں اور بعض کے نزدیک ۶ ھ میں ہوا حضرت زینبؓ کی وفات ۲۰ ھ میں ہوئی اور آنحضرت ﷺ کی وفات ۱۱ ھ میں ہوتی ہے۔ عورتوں کا شباب جلدی شروع ہوتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس مردوں کا شباب دیر سے شروع ہوتا ہے اور دیر سے ختم ہوتا ہے۔ تیس برس کی عمر میں مردوں کا شباب ہوتا ہے چالیس برس تک کہولت کا زمانہ ہے اس عمر میں عورتیں آئسہ ہو جاتی ہیں۔ غرضیکہ حضرت زینبؓ سے نکاح کے وقت آنحضرت ﷺ کی عمر چھپن برس کی تھی اور حضرت زینبؓ پینتیس سال کی عمر کی تھی دونوں کا شباب ڈھل چکا ہے ایسے وقت میں عشق و محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوسرے حضرت زینبؓ آپ کی پھوپھی زاد ہیں۔ جن کو پہلے بھی دیکھا جبکہ طرفین کا عالم شباب تھا۔ اس وقت عشق و محبت نہیں ہوا۔ اب زمانہ شیخوخت میں طبعی طور پر بھی عشق و محبت مستعبد ہے۔ تیسرے اس وقت آپؐ غزوہ احد سے فارغ ہو چکے ہیں دشمنوں کا ہر وقت خطرہ لاحق ہے۔ قسم و قسم کے تفکرات ہیں۔ ان حالات میں عشق و محبت کی باتیں بہت بعید ہیں۔ اور وہ بھی ایسے شخص سے جو نبی ہو جو کئی طرح کے تفکرات میں گھرا ہوا ہو۔ بنا بریں وہی معنی لئے جائیں گے جن کا آیت میں ابداء کیا گیا ہے کہ آپ تو مامور تھے کہ متبنی کی بیوی سے نکاح کریں تاکہ رسم بد کا خاتمہ ہو عشق و محبت کی وجہ سے آپؐ نے نکاح نہیں کیا۔ تو بعض مفسرین کا یہ قول عشق و محبت کا درایۃً وروایۃً دونوں طرح سے صحیح ثابت نہ ہوا۔ اس طرح پادری آریہ اور دیگر غیر مسلموں کا آپؐ پر اعتراض کرنا بے جا ہو گا۔ بالفرض اگر ثابت بھی ہو جائے تو چونکہ طبعی طور پر انسان پر شہوت اور عشق و محبت کا جذبہ رکھا گیا ہے۔ پیغمبر بھی اس سے خالی نہیں۔ البتہ پیغمبر سے

اس کا فعل خلاف شریعت صادر ہو جائے یہ بہت مشکل ہے۔ یوسف علیہ السلام کا واقعہ اس کی دلیل ہے۔ اسی بنا پر آپؐ سے سبحان اللہ کے الفاظ صادر ہوئے کسی خلاف شرع فعل کا ارتکاب نہیں کیا۔ کیونکہ انبیاء معاصی سے معصوم ہوتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو جب حضرت زیدؓ بار بار طلاق دینے کا تقاضا کرتے ہیں۔ تو آپؐ فوراً اس کو اجازت دے دیتے بلکہ خود اس کی خواہش کرتے۔ بار بار امسك علیك زوجك واتق اللہ ۔ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا مدت عدت میں بھی خاموش رہے۔ کسی بیتابی کا اظہار نہیں فرمایا۔ اس کے بعد خود حضرت زیدؓ کو وکیل بنا کر بھیجا۔ تو ان واقعات کے پیش نظر شہوت پرستی کا طعنہ لغو و باطل ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زینبؓ جیسی عالی نسب والی عورت کی مرضی کے خلاف حضرت زیدؓ جیسے آزاد کردہ غلام سے شادی کر دی حضرت زیدؓ نے اس کی قدر نہ کی نباہ نہ سکے۔ طلاق دے دی۔ تو اب آنحضرت ﷺ کو مکافات کی فکر دامنگیر ہوئی۔ کہ ایک عالی خاندان کی عورت نے محض میرے کہنے پر میرے متبنی سے نکاح کر لیا۔ اب اس کو طلاق مل چکی ہے۔ مجھے حضرت زینبؓ کی دلجوئی اس طرح کرنی چاہئے کہ میں خود ان سے نکاح کر لوں۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا کیا یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

باب قوله تُرْجِیَ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِی اِلَیْكَ مَنْ تَشَاءُ ۔۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ تُرْجِیْ تُؤَخِّرُ اَرْجِهُ اَخِّرْهُ ۔۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ترجی کے معنی پیچھے کرنے کے ہیں۔ ارجہ کے معنی اسے پیچھے کر دے۔

حدیث (۴۴۳۵) حَدَّثَنَا زَكَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِیْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَقُوْلُ اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ قُلْتُ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ ...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں میں غیرت آتی تھی جو اپنے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کے ھبہ کر دیتی تھیں۔ میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو ھبہ کر سکتی ہے۔ پس جب اللہ تعالے نے یہ آیت ترجی من تشاء نازل فرمائی۔ ترجمہ۔ کہ آپؐ ان عورتوں میں سے جس کو چاہیں پیچھے ہٹا دیں۔ جس کو چاہیں اپنے پاس ٹھکانا دیں اور جن کو آپؐ نے الگ کر دیا ہے۔ ان میں سے جس کو طلب کر لیں آپؐ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو اس پر میں نے کہا۔ کہ سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالے آپؐ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ مَا اَرٰی رَبَّكَ ۷۰۶ ۔ یعنی جس عورت کو آپؐ پسند کرتے ہیں اللہ تعالے نے آپ کو آزادی دے رکھی ہے پس ہر عورت آپؐ کی باندی اور مملوکہ کی طرح ہے اب اس تقریر سے حضرت عائشہؓ کے کنت اغار علی اللاتی

سے مناسبت ظاہر ہو جائیگی۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ اپنے آپ کو ھبہ کرنے والی عورت نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا اس لئے کہ اس نے تو اپنی جان بخشی کی ہے۔ جس کی تصدیق آیت نے اور اس کے حکم نے کر دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے ترجی من تشاء کی تفسیر میں چند اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں آپؐ جس کو چاہیں روک لیں جس کو چاہیں طلاق دے دیں۔ دوسرا یہ کہ ان میں سے جس کو آپؐ چاہیں بغیر طلاق کے الگ کر دیں اور اس کی باری کسی دوسری بی بی کو دے دیں۔ تیسرا یہ کہ جو عورت اپنے آپ کو آپؐ کے ھبہ کرے اس کے بارے میں آپ کو اختیار ہے چاہے یہ ھبہ قبول کریں یا رد کر دیں۔ آیت کے الفاظ ان تینوں معانی کا احتمال رکھتے ہیں۔ اور حدیث باب سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ صاحب جمل ترجی من تشاء کے تحت لکھتے ہیں کہ واہبات کی حلت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالے آپ کو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم بیان کر رہے ہیں۔ بہر حال علماءؒ نے اس آیت کی تاویل میں بہت اختلاف کیا ہے۔ اصح القول یہ ہے کہ باری مقرر کرنے کے بارے میں آپؐ پر وسعت کی گئی۔ کہ آپؐ پر زوجات میں باری مقرر کرنا واجب نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود آپؐ باری کا لحاظ کرتے تھے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ابتداء میں آپؐ پر قسم بین الزوجات واجب تھی۔ اس آیت سے منسوخ ہو گئی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے یہی منقول ہے جس کو شامیؒ نے بیان کیا ہے۔ کہ باری مقرر کرنا سرے سے آپؐ پر واجب نہیں تھا۔ یہی شوافعؒ اور مالکیہؒ کا مذہب بیان کیا جاتا ہے۔

حدیث (٤٤٣٦) حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ..... فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَيَّ فَاِنِّيْ لَا اُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا تَابَعَهٗ عَبَّادٌ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ اس آیت ترجی من تشاء کے نازل ہونے کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ ہم میں ہر عورت کی باری کے بارے میں اجازت طلب کرتے تھے تو میں نے آپؐ سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتی تھیں۔ فرماتی ہے کہ میں آپؐ سے کہا کرتی تھی کہ اگر یہ اختیار آپؐ نے مجھ کو دیا ہے تو اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتی

تشریح از قاسمیؒ۔ جن عورتوں نے آنحضرت ﷺ کو جان بخشی کی وہ حضرت خولہ بنت حکیم۔ ام شریک۔ فاطمہ بنت شریح اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ طبری کی روایت کے مطابق ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان بخشی کے باوجود آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کسی سے ہمبستری نہیں کی۔

باب قوله لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنَاهُ

قال اناہ ادراکہ یعنی کھانے کے پکنے کا انتظار کرنے نہ بیٹھ جاؤ۔ ای یأتی اناہ ہ مجرد میں باب ضرب سے ہے۔ لعل الساعة تکون قریبا فعیل کا صیغہ جب اسے کسی مؤنث کی صفت بنایا جائے تو قریبۃ کہا جائیگا۔ اور جب یہ ظرف بدل بنے اور اس سے صفاتی معنی مراد نہ ہوں۔ تو پھر مؤنث سے ھَا کو ہٹالیا جاتا ہے۔ اس طرح واحد۔ تثنیہ جمع میں اس کے الفاظ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے ہیں۔

حدیث (۴۴۳۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ عُمَرُؓ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَدْخُلُ عَلَیْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰیَةَ الْحِجَابِ .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! آپؐ کے پاس نیکو کار بدکار ہر قسم کے آدمی آتے رہتے ہیں۔ اگر آپؐ امہات المؤمنین یعنی اپنی بیویوں کو پردہ کا حکم دیں تو بہتر ہوگا۔ جس پر اللہ تعالے نے پردے کی آیت نازل فرمائی۔

حدیث (۴۴۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ وَاِذَا هُوَ کَاَنَّهٗ یَتَهَیَّأُ لِلْقِیَامِ فَلَمْ یَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ لِیَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتّٰی دَخَلَ فَذَهَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَی الْحِجَابَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے شادی کی۔ تو دعوت ولیمہ کے لئے لوگوں کو بلایا۔ جنہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جب بھی جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہونے کی تیاری کرتے تو وہ لوگ کھڑے نہیں ہوتے تھے جب آپؐ نے ان کا یہ حال دیکھا تو آپؐ خود کھڑے ہو گئے جب آپؐ کھڑے ہوئے تو کھڑے ہونے والے بھی کھڑے ہو گئے۔ لیکن صرف تین آدمی بیٹھے رہے۔ پس جب نبی اکرم ﷺ اندر آنے کا ارادہ کرتے تو یہ لوگ پھر بھی بیٹھے رہے۔ بالآخر یہ تین بھی کھڑے ہو گئے تو میں نے جا کر آنحضرت نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں۔ تو آپؐ آئے اور اندر داخل ہوئے۔ میں اندر داخل ہونے لگا تو آپؐ نے پردہ کی چادر لٹکا دی جو میرے اور آپؐ کے درمیان حائل ہو گئی۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو۔

حدیث (۴۴۳۹) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ اس آیت حجاب کے وقت کو جاننے والا ہوں۔

اٰيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا اُهْدِيَتْ زَيْنَبُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ مَعَهٗ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُوْدٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الاية اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ ....

جب حضرت زینبؓ بیاہی ہوئی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائی گئی۔ وہ آپؐ کے ہمراہ آپؐ کے گھر میں تھیں۔ تو آپؐ نے دعوت ولیمہ کا کھانا تیار کیا۔ اور قوم کو دعوت دی۔ جو کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ گھر سے باہر جاتے پھر واپس آجاتے۔ جبکہ وہ لوگ برابر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ اے ایمان والو! بغیر اجازت کے نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ من وراء الحجاب تک آیت کو پڑھا پس پردہ ڈال دیا گیا اور قوم اٹھ کھڑی ہوئی۔

حديث (٤٤٤٠) حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعْمَرٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍؓ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْا فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْا قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَؓ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَائِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَؓ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَاِذَا ثَلٰثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ کے ولیمہ پر روٹی اور گوشت سے تواضع کی۔ مجھے ہی کھانے کے لئے بلاوے پر بھیجا گیا۔ پس کچھ لوگ آکر کھانا کھاتے تھے اور باہر چلے جاتے تھے پھر دوسرا گروپ آکر کھانا کھاتا تھا اور باہر نکل جاتا۔ میں برابر دعوت دیتا رہا یہانتک کہ مجھے کوئی ایسا شخص نہ ملا جسے میں دعوت دیتا۔ جس پر میں نے عرض کی یا نبی اللہ! اب ایسا کوئی شخص نہیں بچا جس کو میں دعوت دوں۔ تو آپؐ نے فرمایا پس اپنا بچا ہوا کھانا اٹھالو۔ تین آدمی باقی رہ گئے جو گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ باہر نکلے تاکہ یہ لوگ بھی نکلیں۔ چنانچہ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی طرف چلے وہاں جاکر فرمایا کہ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔ انہوں نے بھی جواب میں کہا اور آپؐ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔ آپؐ نے اپنی نئی گھر والی کو کیسے پایا اللہ تعالے آپ کے لئے بابرکت بنائے۔ پس آپؐ اپنی تمام بیویوں کے حجرات میں گھوم گئے آپؐ ان سے وہی فرماتے تھے جو حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا

فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَؓ فَمَا اَدْرِیْ اَخْبَرْتُهٗ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰی اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِیْ اُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَّاُخْرٰی خَارِجَةً اَرْخَی السِّتْرَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ ..

اور وہ بیبیاں وہی جواب دیتی تھیں جو حضرت عائشہؓ نے دیا تھا پس آپؐ گھوم پھر کر جب گھر واپس آئے تو وہ تینوں آدمی ابھی تک گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اور آنحضرت نبی اکرم ﷺ سخت حیادار تھے۔ آپؐ کچھ کہے بغیر پھر حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی طرف چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے آپؐ کو آکر اطلاع دی یا آپؐ کو کسی اور ذریعہ سے اطلاع دی گئی کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ تب آپؐ واپس گھر تشریف لائے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے گھر کے دروازے کی دھلیز میں قدم رکھا ہوگا۔ کہ ایک پاؤں اندر داخل ہوا اور دوسرا ابھی باہر تھا۔ کہ آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ جبکہ آیت حجاب نازل ہو گئی۔

حدیث (۴۴۴۱) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَنٰی بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍؓ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی حُجَرِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيْحَةَ بِنَائِهٖ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُوْ لَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی بَيْتِهٖ رَاٰی رَجُلَيْنِ جَرٰی بِهِمَا الْحَدِيْثُ فَلَمَّا رَاٰهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاٰی الرَّجُلَانِ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ فَمَا اَدْرِیْ اَنَا اَخْبَرْتُهٗ بِخُرُوْجِهِمَا اَمْ اُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتّٰی دَخَلَ الْبَيْتَ وَاَرْخَی السِّتْرَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ مِثْلَهٗ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحشؓ سے شب زفاف گذاری تو دعوت ولیمہ میں لوگوں کو روٹی اور گوشت سے خوب سیر کیا۔ بعد ازاں آپؐ حضرات امہات المؤمنین کے حجرات کی طرف تشریف لے گئے۔ جیسا کہ زفاف کی رات کے بعد صبح کو آپؐ کے جانے کا معمول تھا۔ پس آنحضرت ﷺ ان بیویوں پر سلام کہتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ بیبیاں سلام کا جواب دیتیں اور آپؐ کے لئے دعا کرتیں۔ جب گھوم پھر کر آپؐ واپس گھر تشریف لائے۔ تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ ان میں ابھی بات جیت جاری ہے۔ پس جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو گھر سے واپس آگئے جب نبی اکرم ﷺ کو ان دو آدمیوں نے گھر سے واپس ہوتے دیکھا تو جلدی سے کود ے پس مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپؐ کو ان کے نکل جانے کی اطلاع دی یا کسی اور ذریعہ سے آپؐ کو اطلاع ہوئی۔ تو آپؐ واپس گھر آکر گھر میں داخل ہوئے۔ اور اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ حال یہ ہے کہ پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی۔ ابن ابی مریم نے بھی اپنی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث (۴۴۴۲) حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُؓ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً لَاتَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَقَالَ يَاسَوْدَةُ اَمَا وَاللّٰهِ مَاتَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ وَاِنَّهٗ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَاِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهٖ مَاوَضَعَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پردہ مقرر ہونے کے بعد حضرت سودۃؓ اپنی کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں وہ موٹی تازی عورت تھیں جو شخص ان کو پہچانتا تھا اس پر چھپ نہیں سکتی تھیں۔ تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے انہیں دیکھ لیا۔ فرمانے لگے اے سودۃ! خبر دار واللہ تو ہم پر چھپ نہیں سکی۔ دیکھ تو کیسے باہر نکل رہی ہے فرماتی ہیں کہ وہ واپس ہو کر لوٹیں اور جناب رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ شام کا کھانا کھا رہے تھے اور گوشت والی ہڈی آپؐ کے ہاتھ میں تھی۔ پس حضرت سودۃؓ نے اندر داخل ہو کر کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کسی کام کیلئے باہر نکلی تھی تو حضرت عمرؓ نے مجھے اس اس طرح کہا۔ فرماتی ہیں کہ پس آپؐ کی طرف وحی ہونے لگی پھر اسکی کیفیت زائل ہو گئی اور وہ ہڈی ابھی آپؐ کے ہاتھ میں تھی جس کو آپؐ نے رکھا نہیں تھا تو فرمایا شان یہ ہے کہ تمہیں اجازت مل چکی ہے کہ اپنی کسی ضرورت کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت انسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوا کہ تین آدمی تھے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دو آدمی تھے۔ تو تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ایک تو عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں ہوتا۔ دوسرے ممکن ہے تین میں سے ایک آپؐ کا اضطراب محسوس کر کے چلا گیا ہو۔ باقی دو رہ گئے۔ اور حافظؒ نے یہ جواب بھی لکھا ہے کہ بات چیت تو دو آدمی کرتے ہیں تیسرا خاموش بیٹھا ہوتا ہے۔

باب قوله اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

حدیث (۴۴۴۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَّ عَائِشَةَؓ قَالَتْ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ اَفْلَحُ اَخُوْ اَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا اٰذَنُ لَهٗ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ فِيْهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاِنَّ اَخَاهُ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ امْرَاَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت افلح ابو القعیس کے بھائی نے حجاب نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا میں تو اس وقت تک اجازت نہیں دونگی۔ جبتک اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ مانگ لوں کیونکہ اسکے بھائی ابو القعیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا لیکن ابو القعیسؓ کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے پس جناب

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبَا الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ حَتّٰى اسْتَاْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَأْذَنِيْنَ عَمَّكِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ اِمْرَأَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِيْ لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ

نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے تو میں نے کہا یارسول اللہ! بیشک افلح اخو ابو القعیس کے بھائی نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاںتک کہ آپؐ سے اجازت طلب کروں۔ جس پر آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اپنے چچا کو اجازت دینے سے تجھے کس چیز نے روکا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! مرد نے مجھے دودھ نہیں پلایا لیکن ابو القعیس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے جس پر آپؐ نے فرمایا۔ اس کو اجازت دے دووہ تو تمھارا چچا ہے تیرا دایاں ھاتھ خاک آلود ہو۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام قرار دو جو نسب سے حرام قرار دیتے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بظاہر حدیث ترجمہ الباب سے مطابقت نہیں رکھتی۔ لیکن جواب یہ ہے کہ آیتین میں ہے **لا جناح عليهن في ابائهن**۔ اور حدیث میں ہے **فانه عمك**۔ اور حدیث میں آتا ہے **العم صنف الاب** کہ چچا باپ کے مشابہ ہے۔ دراصل یہ حدیث لا کر امام بخاریؒ ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں جن کے نزدیک عورت اپنے چچا اور ماموں کے پاس بھی دوپٹہ نہیں اتار سکتی۔

باب قوله اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰئِكَةِ وَصَلٰوةُ الْمَلٰئِكَةِ الدُّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ يُصَلُّوْنَ يُبَرِّكُوْنَ لَنُغْرِيَنَّكَ لَنُسَلِّطَنَّكَ۔

ترجمہ۔ ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کا درود یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے آنحضرت ﷺ کی تعریف بیان فرمائیں۔ اور فرشتوں کا درود آپؐ کے بارے میں دعا کرنا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ یصلون کہ فرشتے برکت کی دعا کرتے ہیں **لنغرينك** کا معنی ہے مسلط کرنا۔

حدیث (۴۴۴۴) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى .... عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَؓ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ قَالَ قُوْلُوْا

ترجمہ۔ حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپؐ پر سلام کرنا یہ تو ہمیں معلوم ہے۔ صلوۃ کیسے پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ......

ترجمہ۔اے اللہ محمد ﷺ اور آل محمد پر رحمت بھیجو جیسے آپ نے آل ابراھیم پر بھیجی بیشک آپ حمد والے اور بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جیسے آپ نے آل ابراھیم پر برکت نازل فرمائی۔بیشک آپ تعریف اور بزرگی والے ہیں۔

حدیث (۴۴۴۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا التَّسْلِیْمُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَبُوْصَالِحٍ عَنِ اللَّیْثِ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا یارسول اللہ یہ سلام کرنا تو ہم پہچان گئے۔آپؐ پر صلوۃ کیسے بھیجیں۔آپ نے فرمایا تم یوں کہو ترجمہ۔اے اللہ! محمد اپنے بندے اور رسول پر رحمت نازل فرما۔جیسے آپ نے خاندان ابراھیم پر نازل فرمائی اور محمد ﷺ اور آل محمد پر ایسے برکت فرما جیسے تو نے ابراھیمؑ پر برکت فرمائی۔ابو صالح لیث سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے علٰی محمد وعلٰی آل محمد کمابارکت علٰی ابراھیم فرمایا۔

حدیث (۴۴۴۶) حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ حَمْزَۃَ. عَنْ یَزِیْدَ وَقَالَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ....

ترجمہ۔اس سند میں علٰی ابراھیم ہے۔آل کا لفظ نہیں اور بارک کے جملہ میں محمد وآل محمد اور ابراھیم اور آل ابراھیم کا ذکر ہے۔

باب قوله وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی

حدیث (۴۴۴۷) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مُوْسٰی کَانَ رَجُلًا حَیِیًّا وَذٰلِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ترجمہ۔حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بہت حیادار آدمی تھے اس لئے وہ ننگے نہیں نہایا کرتے تھے تو پتھر والا واقعہ پیش آیا کیونکہ وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت ہی مرتبہ والے تھے۔

سُورَةُ سَبَا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یقال معاجزین مسابقین بمعجزین بفائتین ۔ کہا جاتا ہے معاجزین کے معنی ہیں آگے بھاگ کر جانے والے۔ **بمعجزین** ۔ کے معنی ہیں چوک جانے والے۔ اور **معاجزین** ۔ کے معنی غلبہ حاصل کرنے والے یعنی اس میں مبالغہ ہے. **سبقوا** بمعنے **فاتوا** چوک گئے۔ **لایعجزون بمعنے لایغوثون یسبقونا یعجزونا** ۔ ہمیں عاجز کر دیا۔ تو معجزین بمعنے فائتین اور معاجزین بمعنے مغالبین۔ مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے عجز کو ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ معشار عشرۃ۔ بمعنے دسواں حصہ۔ الأکل بمعنے الثمر پھل کے معنی ہیں باعد وبعد یعنی باب **مفاعلہ** اور تفعیل ایک معنی ہیں دوری پیدا کرنا۔ **وقال مجاھد لایعزب لایغیب** ۔ غائب نہیں ہوتا۔ **العرم السد**۔ ایک بند تھا۔ **ماء احمر ارسلہ فی السد**۔ سرخ پانی جس کو بند میں چھوڑ دیا۔ **فشقہ ھدمہ وحفر الوادی فارتفعتا عن الجنبتین وغاب عنھما الماء فیسبتا ولم یکن الماء الاحمر من السد ولکن کان عذابا ارسلہ اللہ علیھم من حیث شاء** ۔ ترجمہ۔ پس اس سیلاب نے بند کو توڑ دیا۔ ایک وادی سی کھود دی اور اس بند کے دونوں کناروں سے باغات ضائع ہو گئے کہ باغ کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ کیونکہ پانی باغوں سے غائب ہو گیا تو وہ سوکھ گئے۔ اور یہ سرخ پانی بند کا نہیں تھا۔ بلکہ یہ اللہ کا عذاب تھا جس کو اللہ تعالے نے جہاں سے چاہا بھیج دیا۔ **وقال عمرو بن شرجیل المسناۃ بلحن اھل الیمن** ۔ ترجمہ۔ عمرو بن شرجیل فرماتے ہیں کہ اہل یمن کی بولی میں العرم اونچے ٹیلے کو کہتے ہیں۔ غیر عمرو بن شرجیل نے کہا کہ العرم ایک وادی کا نام ہے۔ السابغات الدروع یعنی کامل زریں۔ **وقال مجاھد نجازی نعاقب** بدلہ دینا۔ **اعظکم بواحدۃ ای بطاعۃ اللہ**۔ یعنی میں تمھیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی اطاعت ہو. **مثنی وفرادی واحد اثنین التناوش الرد من الاخرۃ الی الدنیا** ۔ یعنی آخرت سے دنیا کی طرف واپسی نہیں ہوگی۔ **وبین مایشتھون من مال اوولد اوزھرۃ** ۔ یعنی جو کچھ وہ مال۔ اور اولاد اور زینت چاہیں گے۔ **باشیاعھم بامثالھم** ۔ اشیاع کے معنی امثال کے ہیں۔ **قال ابن عباس ؓ کالجواب کالجوبۃ من الارض**۔ جواب جمع جابیہ کی بڑا حوض کہتے ہیں کہ ان کے ٹپ کڑھا اتنے بڑے ہوتے تھے ایک ہزار آدمی اس کے گرد بیٹھ کر کھا سکتے تھے۔ **والخمط الاراک** ۔ پیلو کا درخت۔ **والاثل الطرفاء**۔ جھاڑ کا درخت۔ **والعرم الشدید**۔ عرم عریمہ سے ہے جس کے معنی شدید اور سخت کے ہیں۔

<u>تشریح از شیخ مدنی ؒ</u> ۔ سبا ایک وادی کا نام تھا۔ جس کی وجہ سے پانی کی فروانی تھی۔ علاقہ سرسبز رہتا تھا کثرت سے باغات تھے اور قسم وقسم کے پھل میوے لگتے تھے۔ کوئی موذی جانور نہیں ہوتا تھا۔ اور ان باغات کا سلسلہ وادی کے دونوں جانب چلا گیا تھا۔ اسلئے اسے

جنتین سے تعبیر کیا گیا۔ وہاں کی بسنے والی قوم کو بھی سبا کہا گیا۔ خوشحالی کے نتیجہ میں جب یہ لوگ فسق وفجور میں مبتلا ہو گئے۔ ان کو خبر دی گئی کہ اس سد (بند) کو چوہے کھود دیں گے تو ان لوگوں نے بہت سی بلیاں پال لیں۔ ایک مرتبہ کچھ بلیاں ایک چوہے کے پیچھے بھاگیں۔ تو ایک گذرگاہ (سوراخ) سے گھس گیا جس سے پانی کی گذرگاہ اور بھی وسیع ہو گئی۔ جب زور کا سیلاب آیا۔ تو اس بند کی دیوار آہستہ آہستہ کمزور ہوتی گئی جب سیل عرم کا ریلہ یکبارگی آیا۔ تو وہ پانی ہر ماہ الگ الگ نالی سے جاتا تھا۔ وہ یکبارگی بہہ گیا۔ جس نے تمام باغات کا ناس مارا۔ ان باغات کی بجائے بیری اور پیلو کے درخت اگ آئے۔ مسناۃ کاریز کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ نہر جو زمین کے نیچے نیچے بنائی جاتی ہے۔ اس کا پانی سرخ رنگ کا ہو گیا۔ جو زہریلا ہوتا ہے۔ گدلا پانی نشوونما کا باعث بنتا ہے۔ سیل عرم کے سرخ پانی نے دیوار کو منہدم کر دیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ماء احمر ۷۰۸۔ ۱۳۔ یہ اس سد یعنی بند کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالے نے جو فرمایا ہے۔ ارسلنا علیهم سیل العرم۔ یہ ما ارسلنا کا بیان ہے پھر عرم کی تینوں تفسیریں قریب قریب ہیں۔ ان میں کوئی بہت اختلاف نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ کہ العرم کے معنی شدۃ اور فساد کے ہیں۔ قوله السد یه العرم کی تفسیر نہیں ہے۔ بلکہ اس قصہ کی تمہید ہے جس کو مأاحمر سے بیان کیا ہے۔ اور انکی دوسری تقریر میں ہے کہ عرم سے مراد وہ بند ہے۔ اور بند سے وہ دیواریں مراد ہیں جنہوں نے باغوں کو گھیر رکھا تھا۔ تاکہ جانوروں اور سیلابوں سے محفوظ رہیں۔ اور السیل سے وہ سیلاب مراد ہے۔ جو اللہ تعالے نے اس وادی سے بھیجا جس وادی سے باغات کو سینچتے تھے تو اس سیلاب نے ان باغات کی دیواروں کو اکھاڑ پچھاڑ دیا اب پانی دیواروں کے پاس بہنے کی بجائے باغوں کے کناروں میں بہنے لگا۔ دیواروں کی جگہیں گہری ہو گئیں۔ جس سے پانی گہرا بہنے لگا اب باغات اونچے رہ گئے کہ پانی ان تک نہیں پہنچتا تھا اس لئے پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے باغات خشک ہو گئے۔ اور دیواروں کی جگہ وادی چلنے لگی۔ خلاصہ یہ بتلانا ہے کہ سیل کی اضافت عرم کی طرف اس اعتبار سے نہیں ہے کہ یہ سیلاب اس وادی سے نکلا تھا۔ بلکہ اس اعتبار سے اضافۃ ہے کہ سیلاب نے اس بند کو آکر چیرا جس سے وہ وادی میں بدل گئیں۔ المسناۃ وہ دیواریں ہیں جو حائطہ سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ عطاؒ اور قتادہ فرماتے ہیں۔ العرم قوم سبا کی وادی کا نام ہے۔ تفاسیر الثلاثہ جن کو امام بخاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔ الاول بقوله العرم السد اور دوسرا العرم المسناۃ اور تیسرا قوله الوادی۔ اور بعض نے کہا العرم اس بڑے چوہے کا نام ہے جس نے اس بند کو خراب کیا۔

باب قوله فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ

حدیث (۴۴۴۸) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَضَى اللهُ الْاَمْرَ فِى السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالے جب آسمان میں کسی معاملہ کے بارے میں فیصلہ فرماتے ہیں۔ تو فرشتے اللہ تعالے کے فرمان کے سامنے جھکاؤ کے لئے اپنے پروں کو اس طرح مارتے ہیں گویا کہ

بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ فَیَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْیَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ فَیَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَیُلْقِیْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ یُلْقِیْهَا الْاٰخَرُ اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰى یُلْقِیَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ یُلْقِیَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ یُدْرِكَهٗ فَیَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَیُقَالُ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَنَا یَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَیُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِیْ سُمِعَ مِنَ السَّمَاءِ ......

صاف پتھر پر زنجیر کھینچی جارہی ہے۔ پس جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے۔ تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تمھارے رب نے کیا فرمایا تو جو کچھ اللہ تعالے نے فرمایا ہوتا ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بالکل حق ہے۔ وہ بلند و برتر ہے تو سنی ہوئی بات کو چوری کرنے والے جن بھی اسے سن لیتے ہیں اور وہ سرقہ کرنے والے اس طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں سفیانؒ نے اپنی ہتھیلی سے اس کی کیفیت بیان فرمائی۔ ہتھیلی کو ایک طرف کیا اور انگلیوں کے درمیان جدائی کی۔ تو وہ اس کلمہ حق کو سن کر اپنے نیچے والے تک پہنچاتا ہے۔ وہ دوسرا اپنے نیچے والے تک پہنچاتا ہے۔ یہانتک کہ وہ کسی جادوگر یا نجومی کے کان میں ڈالتا ہے۔ کبھی تو اس کے پہنچانے سے پہلے شہاب ثاقب اسے پالیتا ہے۔ اور کبھی اس کے پانے سے پہلے وہ کلمہ پہنچا لیتا ہے۔ تو ساحر یا نجومی اس کے ساتھ سو ۱۰۰ جھوٹ ملالیتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ کیا فلاں دن اس نے ہمیں اس اس طرح نہیں کہا تھا تو وہ کلمہ جو آسمان سے سنا گیا تھا اس کی وجہ سے اس کے جھوٹ کو بھی سچا سمجھا جاتا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ اذا قضی اللہ الامر ...ای اذا تکلم اللہ بالوحی ضربت الملائکة ۔ ضرب اجنحہ سے مراد پروں کا سمیٹنا ہے۔ کانه سلسلة علی صفوان ۔ بعض حضرات نے تو فرمایا کہ یہ ضرب ملائکہ کی تشبیہ ہے۔ اور بعض نے کہا پروں کی آواز کی تشبیہ دی ہے۔ اور بعض نے قول مسموع کو سلسلہ صفوان سے تشبیہ دی ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ فحرفها ۷۰۸ ۔ ۲۱ ۔ فحرفها سے اس طرف اشارہ کیا۔ کہ ہاتھ سیدھا کر کے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کو ٹیڑھا کر کے کیفیت سمجھائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے راوی کے قول کی صورت اشارہ بھا محرفة سے بتلائی۔ کہ ہاتھ سیدھا اور برابر رکھ کر شکل نہیں بتلائی بلکہ اسے ٹیڑھا کر کے بعض انگلیوں کو بعض کے اوپر کھڑا کر کے صورت سمجھائی۔

باب قوله اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ

حدیث (۴۴۴۹) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَعِدَالنَّبِیُّ ﷺ الصَّفَاذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ یَاصَبَاحَاہُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَیْہِ قُرَیْشٌ قَالُوْا مَالَکَ قَالَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ الْعَدُوَّیُصَبِّحُکُمْ اَوْ یُمَسِّیْکُمْ اَمَاکُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِیْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌلَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَھَبٍ تَبًّالَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی اکرم ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ کر فرمانے لگے کہ صبح کے وقت ڈاکہ پڑ گیا۔ جس پر قریش جمع ہو گئے۔ تو انہوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے بتلاؤ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشمن تم پر صبح کو حملہ کرنے والا ہے یا شام کو حملہ کرنے والا ہے۔ تو کیا تم لوگ مجھے سچا سمجھو گے۔ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا بیشک میں تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے پہلے ڈرانے والا ہوں ابولھب بو لا العیاذ باللہ آپؐ کے لئے خرابی ہو کیا آپ نے اسی لئے ہمیں جمع کیا۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ سورۃ تبت یدا نازل فرمائی۔

سُوْرَۃُ الْمَلَائِکَۃُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاھِدٌ اَلْقِطْمِیْرُ لِفَافَۃُ النَّوَاۃِ مُثْقَلَۃٌ مُثَقَّلَۃٌ وَقَالَ غَیْرُہٗ اَلْحَرُوْرُ بِالنَّھَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ اَبْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَرُوْرُ بِاللَّیْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّھَارِ وَغَرَابِیْبُ اَشَدُّ سَوَادٍا لْغِرْبِیْبُ الشَّدِیْدُ السَّوَادِ۔

ترجمہ۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ قطمیر گٹھلی کے پردہ کو کہتے ہیں مثقلہ ومثقلہ یعنی مثقلہ تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ غیر مجاہد کی تفسیر ہے الحرور کہ دن کے وقت دھوپ کے ساتھ ساتھ سخت گرمی ہو۔ اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ الحروررات کی گرمی اور سموم دن کی گرمی ہے۔ غرابیب سود۔ جمع ہے۔ سخت سیاہ۔ الغریب مفرد سخت سیاہ کے معنی ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ حرور کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ وہ گرم ہوا جو دن کو چلتی ہے لیکن ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو گرم ہوا رات کو چلے اسے حرور کہتے ہیں اور جو دن کو چلے اسے سموم کہتے ہیں۔ صر صر ان دونوں سے عام ہے۔ گویا غیر ابن عباسؓ کوئی فرق نہیں کرتے۔

سُوْرَةُ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا يَاحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمُ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَايَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْاٰخَرِ وَلَايَنْبَغِيْ لَهُمَاذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَيَجْرِيْ كُلٌّ وَّاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ مِثْلِهٖ مِنَ الْاَنْعَامِ فَكِهُوْنَ مُعْجَبُوْنَ جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ الْمَشْحُوْنَ الْمُوْقَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَائِبُكُمْ يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ مَرْقَدِنَا مَخْرَجِنَا اَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ مَكَانَتِهِمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ ......

ترجمہ۔ مجاہد کی تفسیر ہے۔ فعززنا۔ ہم نے مضبوط کیا یا حسرۃ علے العباد۔ یعنی انہوں نے جو اللہ کے رسولوں کا مذاق اڑایا آج وہ ان کے لئے حسرت کا باعث ہوگا۔ ان تدرك القمر کا مطلب یہ کہ ان میں کسی کی روشنی دوسرے کی روشنی کو چھپا نہیں سکتی۔ اور نہ ہی یہ ان دونوں کی شان کے لائق ہے۔ سابق النھار۔ کہ دونوں تیز رفتاری کے ساتھ ایک دوسرے کی تلاش میں ہیں۔ نسلخ ان میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ اور ہر ایک ان میں سے چالو ہوتا ہے۔ من مثلہ۔ یعنی ان چوپاؤں میں سے۔ فکھون غرور اور عجب میں پڑے ہوئے۔ محضرون یہ لشکر بن کر حساب کے وقت حاضر ہونگے۔ اور عکرمہ سے بیان کیا جاتا ہے مشحون کے معنی بھرے ہوئے۔ ابن عباسؓ نے طائرکم کے معنی تمھاری مصیبتیں سے کیا ہے۔ ینسلون نکلیں گے۔ مرقدنا ہمارے نکلنے کی جگہ۔ احصیناہ ہم نے اس کو محفوظ کرلیا ہے۔ مکانتھم اور مکانھم کے ایک معنی ہیں حثیث کے معنی تیز چلنے کے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ان تدرک القمر ۷۰۹-۳ یعنی سورج اور چاند میں سے ہر ایک کے لئے تو زمان کی مقدار مقرر ہے۔ ان میں سے کوئی دوسرے کو نہیں پاسکتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کسی کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کو چھپالے۔ یعنی اپنے وقت میں نہ کوتاہی کرتے ہیں نہ زیادتی کرتے ہیں۔ جب یہ دونوں جمع ہو جائینگے اور ایک دوسرے کو پالیں گے۔ تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

اللہ تعالے کا ارشاد ہے جمع الشمس والقمر۔ اور جمل میں ہے کہ رات ختم ہونے سے پہلے دن داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح دن ختم ہونے سے پہلے رات نہیں آسکتی بلکہ ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہیں کوئی اپنے وقت سے پہلے نہیں آسکتا کہ سورج رات کو نکل جائے یا چاند دن کو طلوع کرے اور اسکی روشنی ہو ویسے تو چاند دن کو نظر آتا ہے لیکن اسکی روشنی نہیں ہوتی سورج کی روشنی غالب ہوتی ہے

باب قوله وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

حدیث (۴۴۵۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ فِى الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ. فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِىْ اَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ سورج غروب ہونے کے وقت میں مسجد میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا کہ آپؐ نے پوچھا اے ابوذر! تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاکر غروب ہوتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ عرش الٰہی کے نیچے جاکر سجدہ کرتا ہے۔ یہی مطلب اللہ تعالے کے اس قول کا ہے۔ کہ سورج اپنے قرار کی جگہ کی طرف چل رہا ہے۔ اور یہ غلبہ والے خوب جاننے والے مولا کا نظام الاوقات ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لفظ مستقر میں احتمال ہے کہ وہ اسم ظرف ہو۔ ای لمکان استقرارھا اور اس کا مستقر تحت العرش ہے۔ جس کا ہمیں علم نہیں۔ اگر اشکال ہو کہ سورج ہروقت حرکت میں رہتا ہے۔ کرہ ارض پر اگر ہمارے ہاں دن ہے تو امریکہ رات ہے۔ وہاں دن ہے تو ہمارے ہاں رات ہے۔ تو پھر سجدہ کیسے کر سکتا ہے۔ جواب میں کہا جائیگا کہ ممکن ہے سجدہ خفیفہ کرتا ہو۔ اور اس کی حرکت حادث ہو۔ جس کی ضرور ابتدا ہو گی۔ وہ تحت العرش سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مستقر ظرف زمان ہو۔ کہ تحت العرش اس کے استقرار کا زمانہ ہو۔ کیونکہ ہر حرکت سکون کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اور شمس میں دو حرکتیں ہیں ایک حرکت وضعی ہے۔ اور دوسری حرکت عینی ہے آجکل سائنسدان کہتے ہیں کہ شمس کے لئے حرکت عینی ہے۔ فیثاغورس تو اسے پہلے سے مانتے تھے۔ اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ مستقر مصدر میمی ہو۔ تو معنی ہونگے تجری لاستقرارھا کیونکہ حرکت سکون طلب کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ رہا زمین کا سکون تو یہ شریعت سے ثابت نہیں بنابریں نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ باب کی دونوں روایتیں پہلی توجیہ کی تائید کرتی ہیں کہ مستقر ظرف مکان ہے علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی نے اشکالات نقل کر کے اس حدیث صحیح کے مطابق توجیہ کی ہے کہ جسم دو قسم ہے جسم شہودی تو برابر چلتا رہتا ہے جسم مثالی عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہو کر اس جسم شہودی سے مل جاتا ہے۔ شمس نور ہے اسکے آنے جانے سے خرق والتیام فلک لازم نہیں آتا۔ جیسے عینک کے شیشے سے نور بصر نفوذ کر جاتا ہے۔ شیشہ نہیں ٹوٹتا۔ اور جسد مثالی کو فلسفی مانتے ہیں۔

حدیث (۴۴۵۱) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا. قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے والشمس تجری لمستقر لھا کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کا مستقر عرش الٰہی کے نیچے ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جن حضرات نے مستقر ظرف زمان کہا ہے۔ تو مستقر سے مراد یوم القیامت ہوگا۔ کہ قیام قیامت تک سورج چلتا رہے گا۔ اس کی حرکت منقطع نہیں ہوگی۔ اور جو حضرات اسے ظرف مکانی کہتے ہیں۔ تو مستقر تحت العرش ہوگا جو جانب زمین کے متصل ہے۔ کیونکہ زمین بھی ساری مخلوقات کے لئے تحت العرش ہے۔ اور اس کے لئے چھت کی مانند ہے۔ اور زمین گول نہیں ہے جیسے اہل السنۃ کا قول ہے۔ بلکہ وہ عرش قبہ کی طرح ہے۔ جس کے پائے بھی ہیں۔ جس کو فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ استقرار سے اس کی آسمان میں بلندی کو بتلانا ہے۔ جہاں اس کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج ٹھہرا ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ قاضی بیضاویؒ جیسا متبحر عالم فلسفیوں سے مرعوب ہو کر اس صحیح حدیث کی توجیہ کو ذکر نہیں فرماتے۔ علامہ آلوسیؒ نے مقدمات باندھ کر صحیح حدیث کے مطابق توجیہ بیان کی ہے۔ اور عجیب طریقہ سے فلسفیوں کا رد کیا ہے۔ فیہ نظر روح المعانی۔

سُوْرَةُ الصَّافَّاتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيْدٍ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يُرْمَوْنَ وَاصِبٌ دَائِمٌ لَازِبٌ لَازِمٌ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ يَعْنِی الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُوْلُهٗ لِلشَّيْطَانِ غَوْلٌ وَقَعَ وَجَعُ بَطْنٍ يُنْزَفُوْنَ لَاتَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ قَرِيْنٌ شَيْطَانٌ يُهْرَعُوْنَ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ يَزِفُّوْنَ النَّسَلَانُ فِی الْمَشْیِ .....

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ من مکان بعید سے ہر مکان مراد ہے۔ یقذفون پھینکے جائینگے۔ واصب معنی ہمیشہ کے ہیں۔ لازب کے معنی لازم۔ تاتوننا عن الیمین سے حق مراد ہے۔ یہ کافر لوگ شیطان سے کہینگے غول پیٹ کا درد ینزفون اس سے ان کی عقول زائل نہیں ہونگی۔ قرین ساتھی شیطان مراد ہے۔ یہرعون جلدی دوڑتے ہوئے۔ یہ دوڑ کی ایک قسم ہے ہراولۃ۔ یزفون چلنے میں جلدی کرتے ہیں۔

وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ سَتُحْضَرُوْنَ لِلْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ الْمَلَائِكَةُ صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سَوَاءُ الْجَحِيْمِ وَوَسْطِ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا يَخْلُطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ يَسْتَسْخِرُوْنَ يَسْخَرُوْنَ بَعْلًا رَبًّا ......

بین الجنۃ نسبا۔ کفار قریش جنوں سے نسب ثابت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں۔ اور انکی مائیں جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی اولاد کیسے بن سکتے ہیں۔ کیونکہ تحقیق جنوں کو معلوم ہے کہ وہ حساب کے لئے حاضر کئے جائیں گے اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے نحن الصافون کہ فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ تو ان غلاموں کا اللہ سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے۔ صراط الجحیم۔ سواء الجحیم۔ جھنم کا درمیانہ درجہ۔ لشوبا کہ ان کا کھانا گرم پانی کے ساتھ ملا ہوا ہو گا۔ مدحورا بھگایا ہوا۔ بیض مکنون یعنی محفوظ چھپے ہوئے موتی۔ ترکناہ علیہ یعنی بعد میں آنے والوں میں بھلائی خیر سے یاد کیا جائیگا۔ یستسخرون میں سین اور تا طلب کے لئے نہیں۔ مذاق کرنے کے معنی ہیں۔ بعلا بمعنے رب۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ من کل مکان ۷۰۹۔۱۳ اس تفسیر سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ مکان بعید میں مکان کی تنوین تنکیر کے لئے ہے جو عموم کا فائدہ دیتی ہے۔ تاکہ علے سبیل البدلیۃ ہر مکان کو شامل ہو جائے۔ تو اس طرح عموم حاصل ہو جائیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہاں چند باتیں ہیں۔ پہلے تو یہ کہ امام بخاریؒ **یقذفون بالغیب من مکان بعید** کو سورۃ الصافات میں لائے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت سورۃ صافات کی نہیں۔ بلکہ سورۃ سبا کی ہے۔ شاید امام بخاریؒ نے اسے **یقذفون من کل جانب دحورا** کی مناسبت سے ذکر کیا ہے۔ اور یہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ بعض الفاظ کو دوسرے بعض الفاظ کی مناسبت سے ذکر کر دیا کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے امام بخاری کی تفسیر من کل مکان سے کی ہے۔ جس کو شیخؒ نے واضح کر دیا کہ یہ تنوین سے مستفاد ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کی یہ تفسیر من کل مکان سورۃ سبا کی آیت کے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ سورۃ سبا میں ہے **وقد کفروا بہ من قبل ویقذفون بالغیب من مکان بعید** ۔ من مکان کا لفظ اس آیت میں تعمیم کا مقتضی نہیں ہے۔ چنانچہ جمل میں ہے مکان بعید ان کان فاسدوھم ۔ ہے اور ان کا غلط گمان ہے جو مرتبہ علم اور صدق سے بہت دور ہے۔ اس میں تعمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مجاہد کی یہ تفسیر سورۃ سبا کی نہیں ہے بلکہ **سورۃ صافات کی آیت یقذفون من کل جانب قال یرمون من کل مکان دحورا او مطرودین** تو میرے نزدیک یہ سہو کاتب پر محمول ہے۔ لفظ میں تشابہ کی وجہ سے ایسا ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ تاتوننا عن الیمین۔ ایمان یمین کنایہ ہے۔ انکی گفتگو کے حق ہونے سے معنی یہ ہونگے کہ تم لوگ

ہمارے سامنے ظاہر کرتے تھے۔ کہ جو کچھ تم ہم سے کہہ رہے ہو۔ وہ حق ہے۔ اور صحیح ہے۔ قولہ لاتذھب عقولھم از شیخ گنگوہیؒ یہ نفی کی تفسیر ہے منفی کی نفی۔ اگرچہ اس جگہ ہر نفی کا ذکر نہیں ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے عن الیمین کی تفسیر جن سے کی ہے کہ چھپ کر آتے تھے۔ اور قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔ تو اس صورت میں لفظ حق یمین کی تفسیر ہو گی۔ تاتوننا من جہۃ الحق۔ الکفار مبتدأ ہے اور تقولہ اس کی خبر ہے کہ یہ بات کفار شیاطین سے کہیں گے اور جن کی روایت پر معنی ہونگے کہ جن کفار شیاطین سے کہیں گے اس صورت میں لفظ کفار کی صفت ہو گی۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں اس کے کئی معانی بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ ہے یمین خیرات اور سعادات سے استعارہ ہے۔ اس لئے کہ جانب ایمن جانب ایسر سے بوجوہ افضل ہے ۔ اس لئے خیرات اور سعادات سے استعار ہو سکتا ہے۔ کہ تم ہمیں دھوکہ دیتے تھے اور ہمیں وہم دلاتے تھے کہ اس دعوت دین سے تمھارا مقصود حق کی نصرت اور حق کو تقویت پہنچانا ہے۔ اتدعون بعلا الغۃ اہل یمن میں رب کو کہتے ہیں اور بغوی فرماتے ہیں کہ بعل ان کے ایک بت کا نام تھا جس کی عبادت کرتے تھے۔ بعلبک اسی سے ہے۔ لھذا شیخ گنگوہیؒ نے لاتذھب عقولھم کے متعلق اشارہ کیا۔ کہ یہ ینزفون مثبت کی تفسیر نہیں ہے۔ کیونکہ نزف کے معنی فساد کے ہیں کہ اس شراب میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہو گی۔ نہ تو مستی آئیگی نہ دوران سر ہو گا۔ اور نہ ہی عقل مستور ہو گی۔

باب وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

حدیث (۴۴۵۲) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍاَنْ یَکُوْنَ خَیْرًا مِنَ ابْنِ مَتّٰی ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لائق نہیں ہے۔ کہ نفس نبوت میں حضرت یونس بن متی سے بہتر ہو۔

حدیث (۴۴۵۳) حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے یوں کہا کہ میں نفس نبوت میں حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اس نے جھوٹ کہا۔

سُوْرَۃُ صٓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیث (٤٤٥٤) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بَشَّارٍ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِی صٓ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ أُولٰئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَسْجُدُ فِیْهَا........

ترجمہ۔ میں نے حضرت مجاہد سے سورۃ ص کے اندر سجدہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالے نے ہدایت دی پس انکی ہدایت کی پیروی کرو چنانچہ ابن عباسؓ اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

حدیث (٤٤٥٥) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ ص فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَیْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوَمَا تَقْرَأُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ أُولٰئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ فَكَانَ دَاوٗدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِیُّكُمْ أَنْ یَقْتَدِیَ بِهٖ فَسَجَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ........

ترجمہ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ کس دلیل سے سورۃ ص میں سجدہ تلاوت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ ومن ذریته داؤد وسلیمان اولئك ..... تو داؤد علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جن کی اقتدا کرنے کا تمہارے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا۔ عجاب عجیب کے معنی ہیں۔ القط صحیفہ دستاویز اس جگہ حسنات کا رجسٹر مراد ہے۔

اور مجاہد نے فرمایا فی عزۃ۔ معاذین یعنی تکبر اور قومی حمیۃ کی وجہ سے کفر کیا۔ الملۃ الاخرۃ۔ سے ملت قریش مراد ہے۔ الاختلاق بمعنے جھوٹ الاسباب. طرق السمأ فی ابوابها۔ آسمان کے وہ راستے جو ان کے دروازوں میں ہیں۔ جند ما هنالك مخروم۔ یعنی قریش کا لشکر ہے جو یہاں پر شکست خوردہ ہوگا۔ اولئك الاحزاب. القرون الماضیه۔ گذشتہ زمانے کے لوگ۔ فواق۔ بمعنے رجوع۔ قطنا ای عذابنا اتخذناهم سخریا کہ مذاق کرنے کیلئے ہم نے ان کا گھیراؤ کیا۔ اتراب۔ امثال کے معنی ہیں۔ وقال ابن عباسؓ الاید القوۃ فی العبادۃ الابصار جو اللہ تعالے کے معاملہ میں بصیرت رکھتے ہیں عن ذکر ربی من ذکر ربی۔ کے معنی ہیں۔ طفق مسحا یمسح اعراف الخیل

وعراقیھا ۔کہ گھوڑوں کی گردن کے بالوں اور انکی پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ الاصفاد ھنوں میں جکڑے ہونگے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ملة الآخرة قریش اپنے گمان باطل کے مطابق اپنے آپ کو آخری ملت کہتے تھے۔ کیونکہ وہ یہودیہ اور نصرانیہ کو تو مانتے نہیں تھے۔ اب آخر میں صرف ملة حنفیہ رہ گئی تھی۔ اتخذ ناھم سخریا احاطہ مسخریہ کو لازم ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ جب کسی کا مذاق اڑاتے تھے۔ تو اس کو اپنے درمیان میں کر لیتے تاکہ ہر ایک کو استھزاء کی پوری قدرت حاصل ہو۔ اس لئے احطناھم سے تفسیر کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ اور عینیؒ نے ملة آخرة کی تفسیر ملة قریش سے کی ہے۔ بعض مفسرین اس سے ملة نصرانیہ مراد لیتے ہیں۔ اور اس کا آخری ملة ہونا ظاہر ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کی تفسیر ملة القریش سے کی ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے اسکی عجیب توجیہ لی ہے۔ جس کا تعرض نہ تو شراح نے کیا ہے۔ اور نہ مفسرین نے کیا ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ نے بھی ملة نصاری سے ایک تفسیر کی ہے۔ اور دوسری تفسیر ملة قریش سے ہے۔ تو اکابر کے اقوال میں غور کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا قول احطناھم اگر احاطہ سے ہے تو یہ اتخذ ناھم سخریا کی تفسیر ہے۔ اور افادة میں حضرت گنگوہیؒ نے اس کی توجیہ بیان کر دی ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ ہم تو دنیا میں ان کو اشرار میں سے سمجھتے تھے۔ اور ان کا گھراؤ کر کے مذاق کرتے تھے۔ آج وہ جھنم میں موجود ہیں۔ جو ہمیں نظر نہیں آرہے۔ اور دمیاطیؒ کے قول کے مطابق اخطأنا یہ ام زاغت عنھم الابصار کی تفسیر ہو جائیگی۔ امام بخاریؒ کا سیاق پہلے معنی کو ترجیح دیتا ہے۔

باب قوله هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

حدیث (۴۴۵۶) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرةؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گذشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے سامنے آگیا تاکہ میری نماز کو مجھ پر خراب کرے۔ لیکن اللہ تعالے نے مجھے اس پر قدرت دے دی۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں۔ یہانتک صبح کو آؤ تو تم سب کے سب اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آگئی۔ ترجمہ آیت کہ اے اللہ! مجھے ایسی حکومت عطاء فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ روح راوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اسے نامراد کر کے واپس کیا۔

باب قوله وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ

حدیث (۴۴۵۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ يَاۤاَيُّهَاالنَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ وَاللهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَّقُوْلَ لِمَالَايَعْلَمُ اللهُ اَعْلَمُ قَالَ اللهُ لِنَبِيِّهٖ ﷺ قُلْ مَاۤاَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤاَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ. وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ دَعَاقُرَيْشًا اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَبْطَؤُا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُواالْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِّنَ الْجُوْعِ قَالَ اللهُ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ .... قَالَ فَدَعَوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ اِلٰى اَنَّكُمْ عَائِدُوْنَ فَيُكْشَفُ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوْا فِيْ كُفْرِهِمْ فَاَخَذَهُمُ اللهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ .....

ترجمہ۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ توانہوں نے فرمایا اے لوگو! جو شخص کچھ جانتا ہے وہ تو اسے بیان کرے اور جو نہیں جانتا وہ یوں کہے کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم میں سے جو شخص کسی چیز کو نہیں جانتا۔ وہ اس کے متعلق کہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا آپؐ فرمادیں میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور میں تمھیں دھوئیں کے بارے میں حدیث بیان کرونگا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب قریش کو اسلام کی دعوت دی۔ تو انہوں نے اس پر دیر لگادی۔ تو آپؐ نے بددعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! ان کے خلاف تو میری مدد فرما۔ کہ سات سال قحط میں مبتلا ہوں جیسے کہ سات سال یوسفؑ کے زمانہ میں قحط آیا تھا۔ پس قحط سالی نے ان کو آپکڑا۔ یہانتک کہ ہر چیز کو اس نے کاٹ کر رکھ دیا۔ یہانتک کہ وہ لوگ مردار اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ یہانتک کہ آدمی اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی وجہ سے دھواں دیکھتا تھا۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں ترجمہ۔ کہ انتظار کرو یہانتک کہ آسمان پر واضح دھواں چھاجائے جو لوگوں کو ڈھانپ لے۔ یہ سخت دردناک عذاب ہے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعامانگی اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب کھولدے ہم ایمان لانے والے ہونگے۔ الی انکم عائدون۔ پس قیامت کے دن کچھ دیر کے لئے عذاب ہٹادیا جائیگا۔ فرماتے ہیں اللہ تعالے نے دھواں کھول دیا۔ تو پھر اپنے کفر کی طرف لوٹ آئے تو اللہ تعالی نے پھر ان کو بدر کی لڑائی میں پکڑ لیا۔ جس کو اللہ تعالے یوں بیان فرماتے ہیں۔ ترجمہ جس دن کو ہم ان کی سخت گرفت کریں گے جو بہت بڑی ہوگی۔ چنانچہ صنادید قریش سب مارے گئے۔ مکہ میں کہرام مچ گیا۔

سُوْرَۃُ الزُّمَرُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْ اٰمِنًا ذِيْ عِوَجٍ لَبْسٍ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ مَثَلٌ لِاٰلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالْاِلٰهِ الْحَقِّ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بِالْاَوْثَانِ خَوَّلْنَا اَعْطَيْنَا الَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْاٰنِ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ مُتَشَاكِسُوْنَ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضٰى بِالْاِنْصَافِ وَرَجُلًا سَلَمًا يُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا اِشْمَاَزَّتْ نَفَرَتْ بِمَفَازَتِهِمْ مِنَ الْفَوْزِ حَافِّيْنَ اَطَافُوْا بِهٖ مُطِيْفِيْنَ بِحَفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهٖ مُتَشَابِهًا لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ ......

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ کہ یتقی بوجھہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے چہرہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈالا جائیگا۔ اور یہ اللہ تعالے کے اس قول کا مطلب ہے کہ کیا جس شخص کو جھنم میں ڈالا جائیگا وہ بہتر ہے۔ یا وہ جو امن سے آئیگا۔ ذی عوج بمعنے خلط ملط ہو۔ رجلا سلما لرجل یہ انکے معبودان باطلہ اور سچے معبود کی مثال بیان کی ہے۔ الذین من دونہ سے مراد ان کے بت ہیں جن سے وہ تجھے ڈراتے ہیں۔ خولنا کے معنی ہم نے دیا۔ الذی جاء بالصدق سے قرآن مراد ہے۔ جو سچائی کو لایا۔ اور صدق بہ سے مؤمن مراد ہے۔ جو قیامت کے دن یہ کہتا ہوا آئیگا کہ یہ قرآن ہے جس کو آپ نے ہمیں دیا۔ جس کے اندر جو کچھ تھا ہم نے اس پر عمل کیا۔ متشاکسون الشکس وہ تنگ دل آدمی جو انصاف پر راضی نہ ہو۔ رجلا سالما اور نیک بخت آدمی۔ اشمازت کافروں کے دل نفرت کرتے ہیں۔ بمفازتھم فوز کامیابی کے معنی ہیں۔ حافین اس کو گھماتے ہیں گھمانے والے ہیں۔ بحافیہ جوانب کنارے مراد ہیں۔ متشابھا یہ اشتباہ سے نہیں ہے لیکن تصدیق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ رجلا سلما لرجل ۲۲۰۰۷۱۰۔ کہا جاتا ہے سالما بمعنے صالح اور سالم کی تفسیر صالح سے اس پر مبنی ہے کہ۔ دو آدمیوں کے درمیان جو عہد مشترک ہوگا وہ شرکاء میں سے کسی کے لائق نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یوں کہا جائے۔ کہ صلاح الغلام آقاؤں کی صلاحیت سے کنایہ ہو کیونکہ الناس علی دین ملوکھم۔ اور آدمی اپنے ساتھی کی خصلت پکڑتا ہے۔ تو آقاؤں کی صلاحیت نیک بختی غلام کی نیک بختی میں اثر کریگی۔ اس طرح اگر آقا نیک نہیں ہوگا تو غلام بھی نیک نہیں ہوگا۔

تواب معنی یہ ہو جائیں گے کہ جو عبد دو جھگڑنے والوں کے درمیان مشترک ہوگا۔یاوہ دونوں تنگ پڑنے والے نہیں ہونگے بنابریں پس وہ عبدیا تو سرے سے مشترک نہیں رہیگا۔یا نیک بخت دو آقاؤں کے درمیان مشترک ہوگا۔ تو یہ دونوں صورتیں رجلا سلما لرجل کے اندر داخل ہیں یعنی یہ کہ وہ صالح اور لائق ہو جس کے بعد یقیناً جدائی واقع ہوگی کہ وہ ایک کا ہن کر رہیگا۔ بہتوں کے درمیان مشترک نہیں رہیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ سلما لرجل۔ جلالین میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مشرک اور موحد کی مثال بیان فرمائی ہے۔ کہ ایک غلام ہے جس میں کئی لوگ شریک ہیں جو جھگڑالو اور بد اخلاق ہیں۔ یہ مشرک کی مثال ہے۔ رجلا سالما یعنی خالص ایک کا ہو کر رہے۔ یہ موحد کی مثال ہے۔ تو یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ بہتوں کا غلام پریشان ہوگا۔ ایک کے غلام کو کوئی حیرانی اور پریشانی نہیں ہوگی۔

باب قوله يَاعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

حديث (٤٤٥٨) حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا وَزَنُوْا وَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِىْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَنَزَلَ يَاعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا........

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کچھ مشرک لوگ تھے جنہوں نے قتل کئے اور بہت قتل کئے اور زنا کیا اور بہت مرتبہ زنا کیا۔ پس وہ جناب محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے بیشک جو کچھ آپؐ فرماتے ہیں اور اس کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ بہتر اور اچھا ہے۔ کاش ہمیں آپؐ یہ بھی بتلاتے کہ بیشک جو کچھ ہم نے کیا ہے۔ اس کا کفارہ بھی ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے خدا کو نہیں پکارتے اور نہ ہی اس جی کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا۔ البتہ حق کی صورت میں قتل جائز ہے۔ اور زنا نہیں کرتے۔ دوسری آیت یہ نازل ہوئی ترجمہ۔ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

باب قوله مَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

حديث (٤٤٥٩) حَدَّثَنَا اٰدَمُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ یہود کے پادریوں میں سے ایک بڑا عالم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ کہ ہم نے تو تورات میں پایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سب آسمانوں کو ایک انگلی پر اور سب زمینوں کو دوسری انگلی پر اور پانی کو تیسری انگلی پر اور تر مٹی کو چوتھی انگلی پر اور باقی

اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِهِ الْحِبْرِ ثُمَّ قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ...

ساری مخلوقات کو پانچویں انگلی پر رکھے گا۔ پس فرمائیگا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئی۔ حبر کی بات کی تصدیق کرنے کی وجہ سے پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ وماقدروا اللہ حق قدرہ ترجمہ۔ اللہ تعالے کی قدرومنزلت انہوں نے نہ پہچانی جس قدر اسکا مرتبہ ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ فضحک النبی...... یہ آپ کا ضحک یا تواس وجہ سے تھا کہ حبر کے قول سے اس بارے میں جو کچھ قرآن مجید میں ہے اس کی تصدیق ہو گئی۔ یا اس بنا پر تھا کہ یہود کہتے تھے۔ ید اللہ مغلولۃ کہ اللہ کے ہاتھ بند ہیں۔ جس پر آپ کو ہنسی آئی۔

باب قوله وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ....

ترجمہ۔ زمین ساری کی ساری قیامت کے دن اللہ کی مٹھی میں ہو گی اور سارے آسمان اللہ کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے۔ اللہ تعالے پاک ہے اور جن چیزوں کو وہ شریک کرتے ہیں اللہ تعالے ان سے بلند وبرتر ہے۔

حدیث (۴۴۶۰) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِى السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالے زمین کو مٹھی میں لے لیگا۔ اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائیگا میں ہی بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ لوگ کہاں ہیں۔

باب قوله وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَاهُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ...

ترجمہ۔ جس دن صور میں پھونک ماری جائیگی تو جسقدر لوگ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب کے سب بے ہوش ہو کر گر پڑینگے۔ مگر جسے اللہ تعالے چاہے بچائے پھر اس میں دوسری مرتبہ پھونک ماری جائیگی پس اچانک لوگ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہونگے۔

حدیث (٤٤٦١) حَدَّثَنِيْ الْحَسَنُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنِّيْ اَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ بَعْدَ نَفْخَةِ الْاٰخِرَةِ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَكَذٰلِكَ كَانَ اَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ ..

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃ ؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہونگا جو دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد اپنے سر کو اٹھاؤں گا۔ پس اچانک کیا دیکھوں گا حضرت موسیٰ عرش الٰہی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ اسی طرح تھے یا بانچہ کے بعد ایسے ہو گئے۔

حدیث (٤٤٦٢) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالَ يَااَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنْبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃ ؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دونوں صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا لوگوں نے پوچھا اے ابوھریرۃ ؓ چالیس دن۔ فرمایا میں انکار کرتا ہوں۔ سائل نے کہا چالیس سال۔ فرمایا کہ میں انکار کرتا ہوں۔ پوچھا چالیس مہینے فرمایا میں انکار کرتا ہوں البتہ اتنا کہونگا کہ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائیگی سوائے دم کی ہڈی کے کہ اسی سے مخلوق کو جوڑا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ ظاہر حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ دم کی ہڈی فنا نہیں ہوگی یہی جمہور کا مسلک ہے۔ لیکن امام مزنی انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ بھی فنا ہو جائیگی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسکی فنا مٹی سے نہیں ہوگی بلکہ بلاتراب فنا آئیگی۔ جیسے بلاملک موت کے اللہ تعالے موت طاری کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ مُجَاهِدٌ حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ اَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ اَبِيْ اَوْفَى الْعَبْسِيِّ يُذَكِّرُنِيْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ کہ حم کا حکم سورتوں کے اوائل کا حکم ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ نام ہے بوجہ قول شریح ابن ابی اوفی عبسی کے۔ ترجمہ مجھے سورۃ حم یاد دلاتا ہے جبکہ نیزے آجارہے ہیں آنے سے پہلے حم کی تلاوت

تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ الطَّوْلُ التَّفَضُّلُ دَاخِرِيْنَ خَاضِعِيْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِلَى النَّجَاةِ الْاِيْمَانِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ يَعْنِي الْوَثَنَ يُسْجَرُوْنَ يُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ تَمْرَحُوْنَ تَبْطَرُوْنَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَاَنَا اَقْدِرُ اَنْ اُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا .. وَيَقُوْلُ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحَابُ النَّارِ وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ اَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِيْ اَعْمَالِكُمْ وَاِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ ....

کیوں نہ کی۔ تو اعراب کی وجہ سے اس شعر میں حم سورۃ کا نام ہے۔ اگر اسم نہ ہوتا تو اعراب نہ آتا۔ ذی الطول کا معنی فضیلت والے۔ داخرین ذلیل اور جھکتے ہوئے۔ اور مجاہد کی تفسیر ہے تمام بخاری میں اسکے سوا اسکی کوئی تفسیر نہیں ہے الی النجاۃ یعنی ایمان کی طرف۔ لیس لہ دعوۃ بت مراد ہے۔ کہ جن بتوں کی اللہ تعالے کے سوا عبادت کرتے ہو انکی کوئی مقبول دعا نہیں ہے یسجرون کہ انکے ذریعہ آگ دہکائی جائیگی تمرحون اکڑتے ہو فخر کرتے ہو۔ العلاء بن زیاد لوگوں کو جھنم کی آگ کا ذکر کر کے ڈراتے تھے۔ تو ایک شخص نے ان سے کہا۔ کہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے قدرت ہے کہ میں لوگوں کو مایوس کروں۔ جبکہ اللہ تعالے فرماتے ہیں اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ زیادتی کرنے والے جہنمی ہیں۔ لیکن تمھیں یہ پسند ہے کہ برے اعمال کے باوجود تم لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنانا چاہتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالے محمد ﷺ کو جنت کی خوشخبری سنانے والا اس شخص کی طرف بھیجا جو آپ کی اطاعت کرے اور جو آپ کی نافرمانی کرے اسے جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ مجازھا ای حکمھا حکم اوائل السور۔ یعنی ان کا حکم حروف مقطعات جیسا ہے جس سے مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اہل عرب کو تنبیہ کرنا ہے۔ کہ ہمارا کلام بھی ان حروف سے مرکب ہے۔ اگر یہ کسی بشر کا کلام ہوتا تو کوئی وجہ نہیں تم ایسا کلام نہ بنا سکتے۔ معلوم ہوا کہ یہ کلام ربانی ہے۔ اور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان منفردات حروف کا ایک مستقل عالم ہے۔ میم کو حضرت موسی سے مناسبت ہے۔ جن لوگوں کو ان حروف کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ تمام عالم میں تصرف کرتا رہتا ہے۔ اسلئے کہ ان منفردات کے کچھ خواص ہیں۔ اور ان میں بہت قوتیں ودیعت ہیں۔ تو جو الم کی حقیقت کو جان لیگا وہ اس سے سورۃ کے تمام مضمون کو جان لیتا ہے۔ تو یہ ایک جوہر ہے جس کو اول سورۃ میں بیان کیا گیا۔ شیخ اکبرؒ نے اسکی زیادہ تحقیق کی ہے۔ لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ شیخ اکبرؒ کو بعض لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے پاس کچھ لوگ عیسائی بیٹھے ہیں اور کچھ متنورین ہیں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ جن لوگوں نے میری کتابوں کو نہیں سمجھا وہ عیسائی بن گئے۔ اور جنہوں نے سمجھا وہ مؤمن اور متنور (نورانی) تھے اور بعض نے ان کو سورۃ کا نام بتلایا جن کا استدلال

شریح بن ابی اوفی عبسی کے کلام سے ہے۔ شریح حضرت علیؓ کے حامیوں میں سے تھا۔ حضرت طلحہؓ اور اہل بصرہ نے جب حضرت عائشہؓ کو بتلایا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ آپ ہمارا ساتھ دیں تاکہ ہم خون عثمانؓ کا بدلہ لے سکیں۔ دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں۔ تو حضرت عائشہؓ کے لشکر میں حضرت طلحہؓ اور ان کے صاحبزادے محمد بن طلحہ بھی تھے۔ جو بڑے عابد زاہد تھے۔ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہتے تھے۔ لیکن اپنے والد کی اتباع میں یہ بھی حضرت عائشہؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ ان کے سر پر سیاہ پگڑی تھی حضرت علیؓ نے فرمادیا تھا۔ لاتقتلوا صاحب العمامة السوداء۔ کہ میدان میں ان کالی پگڑی والے کو قتل نہ کرنا۔ کیونکہ یہ جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے۔ بلکہ والد کی اتباع میں آئے ہیں۔ خدا کا کرنا دیکھئے کہ محمد بن طلحہ میدان جنگ میں اترے۔ شریح بن ابی اوفی سے اسکی مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ شریح نے اپنا نیزہ انکی طرف مائل کیا جس پر انہوں نے حم پڑھا جو حضرت علیؓ کے فوجیوں کا نشان تھا۔ بایں ہمہ شریح نے انہیں قتل کر دیا۔ اور کہا کہ یہ حم جنگ میں آنے سے پہلے پڑھتے اب جبکہ نیزہ بازی زوروں پر ہے ایسے وقت میں حم کا پڑھنا کوئی سود مند نہیں ہے۔ شاجر مشتبک یعنی نیزے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ حم سے اشارہ الاالمودة فی القربی کی طرف ہے۔ کہ آپؐ نے قریش سے اجرت علی التبلیغ نہیں طلب کی صرف قرابتداروں کی دوستی اور محبت طلب کی ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہوگا کہ پھر تو اسے حم عسق میں لانا چاہئے تھا۔ اس بنا پر دوسرا جواب یہ ہے کہ غارت کے وقت مؤمنین کا شعار حم لاینصرون ہوا کرتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے حامیوں کیلئے یہی شعار مقرر کیا تھا۔ محمد بن طلحہ نے جب اسے پڑھا تو مقصد یہ تھا کہ میں حضرت علیؓ کے حامیوں میں سے ہوں۔ لیکن شریح نے ان کا کام تمام کر دیا۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ اتقتلون رجلاان یقول ربی اللہ۔ کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہوگا۔ جب شریح نے نیزہ مارنا چاہا تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ کیا تم ایک مسلمان آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جس پر شریحؒ نے کہا کہ اس بات کا خیال پہلے کرتے کہ مسلمان پر تلوار نہ اٹھاتے۔

حدیث (۴۴۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِؓ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنُ عَمْرِو وبْنُ الْعَاصِ ؓ اَخْبِرْنِيْ بِاَشَدِّ مَاصَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِفَنَاءِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَاَخَذَ بِمَنْكَبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَوٰى ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍؓ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ مجھے قریش مشرکین کی وہ سخت ترین کارستانی بتلاؤ جو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روا رکھی ہو۔ فرمایا کہ دریں اثنا جناب رسول اللہ ﷺ صحن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط نے آتے ہی آپ رسول اللہ ﷺ کے کندھے کو پکڑا اور آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ کر سختی سے آپ کا گلہ دبالیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آکر اس کا کندھا پکڑ کر فرمایا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بچاؤ کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم ایک

رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ وَقَدْ جَائَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ..........

ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمھارے رب کی طرف سے تمھارے لئے واضح دلائل لایا ہے

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ طَائُوْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ائْتِيَا طَوْعًا اَعْطِيَا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ اَعْطَيْنَا وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّىْ اَجِدُ فِى الْقُرْاٰنِ اَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَىَّ قَالَ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَائَلُوْنَ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَائَلُوْنَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ فَقَدْ كَتَمُوْا فِى هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَ وَالسَّمَاءُ بَنَاهَا اِلٰى قَوْلِهٖ دَحَاهَا . فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِىْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِىْ يَوْمَيْنِ اِلٰى طَائِعِيْنَ فَذَكَرَ فِىْ هٰذِهٖ خَلْقَ الْاَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا . عَزِيْزًا حَكِيْمًا . سَمِيْعًا بَصِيْرًا فَكَاَنَّهٗ كَانَ ثُمَّ مَضٰى فَقَالَ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ فِى النَّفْخَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ

ترجمہ۔ طاؤسؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ائتیا طوعا اعطیا دینے کے معنی میں ہے آنے کے معنی نہیں ہوتے جیسے فلما اتینا میں دینے کے معنی ہیں آنے کے معنی نہیں ہیں۔ منہالؒ سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ قرآن مجید میں چند مقامات ایسے ہیں جن میں مجھے اختلاف نظر آتا ہے۔ پہلا تو یہ کہا فلاانساب بینهم یو مئذو لایتسألون۔ اور دوسری جگہ ہے اقبل بعضهم علے بعض یتسائلون۔ دوسرا مقام ہے۔ لایکتمون الله حدیثا۔ اور دوسری جگہ ہے ربنا ماکنا مشرکین۔ اس آیت کے اندر ہے کہ انہوں نے کتمان کیا۔ تیسری جگہ یہ ہے کہ ایک آیت میں ہے والسماء بنا هاالی قوله دحاها۔ تو اس آیت میں آسمان کی پیدائش زمین کی پیدائش سے پہلے ذکر ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا۔ انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین الی طائعین۔ اس آیت میں ذکر ہے کہ خلق ارض خلق سماء سے پہلے ہے۔ اور چوتھا مقام یہ ہے۔ کان الله غفورا رحیما عزیزا حکیما سمیعا بصیرا.

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّامَنْ شَاءَ اللّٰهِ فَلَاانْسَابَ عِنْدَ
ذٰلِكَ وَلَايَتَسَاءَلُوْنَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ اَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ وَاَمَّاقَوْلِهٖ مَاكُنَّا
مُشْرِكِيْنَ وَلَايَكْتُمُوْنَ اللّٰه ...... فَاِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِاَهْلَ
الْاِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ
لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِيْنَ فَخُتِمَ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ
اَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عَرَفَ اِنَّ اللّٰهَ لَايُكْتَمُ حَدِيْثًا
وَعِنْدَهٗ يَوَدُّالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الاية وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ
يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ
فَسَوّٰهُنَّ فِيْ يَوْمَيْنِ اٰخَرِيْنَ ثُمَّ دَحَاالْاَرْضَ وَدَحْيُهَا
اَنْ اَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعٰى وَخَلَقَ الْجِبَالَ
وَالْجَمَالَ وَالْاٰكَامَ وَمَابَيْنَهُمَافِيْ يَوْمَيْنِ اٰخَرَيْنِ
فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ دَحَاهَا وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ
فَجُعِلَتِ الْاَرْضُ وَمَافِيْهَامِنْ شَيْءٍ فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ
وَخُلِقَتِ السَّمٰوَاتُ فِيْ يَوْمَيْنِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا سَمّٰى نَفْسَهٗ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ اَيْ لَمْ يَزَلْ
كَذٰلِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا اِلَّااَصَابَ بِهِ الَّذِيْ
اَرَادَفَلَايَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَاِنَّ كُلًّامِنْ عِنْدِاللّٰهِ
وَقَالَ مُجَاهِدُ مَمْنُوْن مَحْسُوْبِ اَقْوَاتَهَا اَرْزَاقِهَا
فِيْ كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا مِمَّا اَمَرَ بِهٖ نَحِسَاتٍ مَشَائِيْمَ
وَقَيَّضْنَالَهُمْ قُرَنَاءَ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

گویا کہ پہلے تھے اب نہیں ہیں۔ کیونکہ کان ماضی کے لئے۔ ماضی میں تھے اب گذر گیا۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے جوابا فرمایا۔ کہ پہلے مقام میں فلاانساب بینھم۔ یہ نفخہ اولی کے وقت ہوگا۔ جب کہ صور پھونکا جائیگا تو آسمان اور زمین میں جسقدر لوگ ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ تعالے چاہے۔ اس وقت نہ تو کوئی نسب کا سلسلہ چلیگا۔ اور نہ ہی بے ہوشی کے عالم میں ایک دوسرے سے سوال کرینگے۔ پھر جب نفخہ ثانیہ ہوگا۔ اس وقت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرینگے۔ تو تعارض نہ رہا۔ دوسرا مقام وما کنا مشرکین کہ بات کو نہیں چھپائیں گے بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالے خالص توحید والوں کے گناہوں کی مغفرت فرمائیں گے تو مشرک کہیں گے کہ آؤ ہم اللہ تعالے سے کہیں کہ ہم مشرک نہیں تھے تو ان کے مونہوں پر مہر لگادی جائیگی۔ ان کے ہاتھ پاؤں بولنے لگیں گے اس وقت معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے کے پاس بات چھپائی نہیں جاسکتی۔ اس وقت کافر پسند کریں گے۔ لو تسوی بھم الارض۔ رہ گیا خلق الارض فی یومین ثم خلق السماء۔ پھر آسمان کا قصد کر کے ان کو سات بنائیں گے۔ دونوں کے اندر پھر زمین کا دحو ہوگا۔ اس کا دحو یعنی بچھانا یہ ہے کہ اس سے پانی نکالا۔ چراگاہ بنائیں۔ پہاڑ اور اونٹ اور ٹیلے پیدا کئے۔ اور جو کچھ آسمان زمین کے درمیان ہے یہ سب دوسرے دو دنوں میں پیدا ہوگا۔ تو خلق کے بعد یہ دحو ہوا۔ اور خلق الارض فی یومین۔ تو زمین اور جو کچھ اشیأ اس کے اندر ہیں وہ چار دن میں پیدا کی گئی۔ اور سات آسمان دو دنوں میں پیدا ہوئے۔ تو خلق سماء پہلے ہے خلق ارض بعد میں ہوئی۔ بناء آسمان پہلے اور دحو ارض بعد میں ہوئی۔ اس طرح تعارض

عِنْدَ الْمَوْتِ اهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ وَرَبَتْ اِتفعتْ وَقَالَ
غَيْرُهُ مِنْ اَكْمَامِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ بِعَمَلِيْ
اَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٰذَا سَوَاءً لِلسَّائِلِيْنَ قَدَّرَهَا سَوَاءً
فَهَدَيْنَا هُمْ دَلَلْنَا هُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ
وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ وَكَقَوْلِهِ هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ
وَالْهُدَى الَّذِيْ هُوَ الْاِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ اَصْعَدْنَاهُ مِنْ
ذٰلِكَ قَوْلِهِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ
يُوْزَعُوْنَ يُكَفُّوْنَ مِنْ اَكْمَامِهَا قِشْرُ الْكُفُرَّى هِيَ
الْكُمُّ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ الْقَرِيْبُ مِنْ مَحِيْصٍ حَاصَ حَادَ
مِرْيَةٍ وَمُرْيَةٍ وَاحِدٌ اَيِ امْتِرَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اعْمَلُوْا
مَاشِئْتُمْ الْوَعِيْدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْهُ
عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ

رفع ہو گیا۔ رہا چوتھا آخری مقام کان اللہ غفورا رحیما۔ یہاں اللہ تعالے نے اپنے نام گنوائے ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ سے ان سے متصف ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالے جس چیز کا ارادہ فرماتے ہیں۔ پس اسی کو ارادہ پہنچتا ہے۔ تو قرآن مجید میں اختلاف پیدا نہ کرو۔ سب کچھ اللہ تعالے کے پاس سے ہے۔ اور مجاہد کی تفسیر ہے کہ ممنون غیر ممنون یعنی بغیر حساب کے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ممنون کے معنی منقطع ہے کہ ان کا ثواب غیر منقطع ہوگا۔ اقواتھا کے معنی رزق کے ہیں۔ امرھا سے وہ جن کا حکم دیا گیا۔ نحسات کے معنی منحوس اور بدبخت کے ہیں۔ قیضنا لھم قرناء۔ یعنی موت کے وقت ہم ان پر فرشتے اتاریں گے۔ اھتزت کہ انگوری کے ساتھ حرکت کریگی۔ ربت پھر وہ انگوری اٹھیگی۔ من اکمامھا جب خوشے نکلیں گے۔ ھذا لی یعنی یہ تو میں اپنے عمل کی وجہ سے اس کا حقدار ہوں۔ سواء للسائلین۔ سائلین کے لئے ان کو برابر اندازہ فرمایا۔ ھدینا ھم یہاں راستہ دکھانے کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو خیر وشر دونوں بتلا دئے۔ جیسے ھدیناہ النجدین میں دکھلانے کے معنی ہیں ایسے ھدیناہ السبیل میں دکھلانے کے معنی ہیں۔ اور وہ ھدی جو ارشاد اور ایصال الی المطلوب کے معنی ہیں اس کی منزل تو ابھی بہت دور ہے۔ جس میں ہم اسے چڑھائیںگے یہ معنی اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ میں ہیں۔ یوزعون روکے جائیں گے۔ من اکمامھا قشر خوشے کا لفافہ جسے کفری کہتے ہیں وہ توکم کہلاتا ہے۔ پھر اس سے چھلکا دور ہو کر خوشہ نکلتا ہے۔ الی حمیم اور قریبی دوست ہے۔ حمیم قریب ای صدیق۔ من محیص حاص بمعنے حاد بھاگنا تو محیص بھاگنے کی جگہ۔ مریۃ اور مریہ دونوں کے ایک معنی ہیں۔ شک کرنا۔ اور مجاہد اعملوا ما شئتم کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے وعید اور دھمکی ہے۔ آگے ابن عباسؓ کی تفسیر التی ھی احسن وہ اچھی خصلت یہ ہے کہ غصہ کے وقت صبر سے کام لے اور بدسلوکی کے وقت معافی دے۔ جب یہ کام کرینگے تو اللہ تعالے انہیں بچالینگے۔ اور ان کے دشمن ایسے جھکینگے گویا کہ وہ قریبی دوست ہیں

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ تختلف علی ... اس شخص کو چار شبہات پیش آئے۔ تین میں تو تناقض ہے اور ایک کے نفس معنی میں اشکال ہے۔ ایک آیت میں تسأل کی نفی ہے۔ اور دوسری میں اس کا اثبات ہے۔ ایک آیت میں ہے کہ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا۔

اور دوسری آیت میں ہے کہ کفار کہیں گے ماکنا مشرکین۔ یہاں کتمان حدیث پایا جاتا ہے۔ اور تیسرا شبہ یہ ہے کہ سورۃ نازعات میں ہے والارض بعد ذلك دحاها سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا دحو (بچھانا) یہ خلق سماء کے بعد ہے۔ اور سورۃ حم سجدہ میں خلق الارض فی یومین پھر فرمایا ثم استوی الی السماء۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سماویات کو خلق ارض کے بعد پیدا کیا گیا ہے۔ اور چوتھا اشکال یہ ہے کہ کان اللہ غفورا رحیما...... میں کان ماضی کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ان صفات کے ساتھ متصف تھے۔ اب وہ صفات نہیں رہیں۔ جیسے کان زید غنیا کے معنی ہیں۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ نفخات مختلف ہیں جیسے دنیا میں مختلف گھنٹیاں بجتی ہیں۔ ایسے ایک نفخہ ہوگا جس میں قیام قیامت ہوگا۔ دوسرے نفخہ میں تمام دنیا کو زندہ کرنا ہوگا اور تیسرے میں ظہور عرش الٰہی ہوگا اس میں موجودین فی الحشر کو بے ہوش کیا جائیگا سب سے پہلے آپؐ ہوش میں آئیں گے اور حضرت موسیٰؑ کو دیکھیئے کہ وہ عرش الٰہی کے پائے کو تھامے ہوئے ہونگے اور چوتھا نفخہ حساب کے شروع کرنے کا ہوگا۔ اس میں ایک دوسرے سے سوال جواب اور جرح قدح ہوگی۔ اسی کے مطابق ابن عباسؓ جواب دے رہے ہیں۔ کہ تیسرے نفخہ میں لایتسائلون ہوگا۔ اور چوتھے نفخہ میں یتسائلون ہوگا۔ توجب از منہ مختلف ہو گئے تو تناقض نہ رہا۔ دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ جب موحدین کے گناہ معاف کئے جائیں گے تو یہ دیکھ کر مشرکین اپنے آپکو موحد ثابت کرنے لگیں گے تاکہ انکے ذنوب بھی معاف ہو جائیں۔ تب ان کے مونہوں پر مہر لگادی جائیگی۔ ہاتھ اور پاؤں گواہیاں دینگے اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی۔ تو کتمان اور وقت ہوا عدم کتمان اور وقت ہوا۔ تناقض نہ رہا۔ تیسرے اشکال کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا۔ کہ خلق اور دحو میں فرق ہے۔ دحو کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں زمین میں منافع کی ہیں انہیں مکمل کیا جائے۔ کہ چشموں۔ نہروں پہاڑوں اونٹ وغیرہ کے موادر کھے جائیں جنکی بدولت روئے زمین کے باشندے زندگی بسر کر سکیں بیشک خلق ارض خلق سماء سے پہلے ہے۔ اور دحو ارض خلق سماء کے بعد ہوا ہے۔ تو اب فرق ہو گیا بعض حضرات نے اس کا برعکس کیا ہے۔ کہ ثم بمعنے واؤ کے ہے۔ جیسے ان الذی ساد ثم ساد ابوہ میں وساد ابوہ کے معنی ہیں۔ ثم ثم استوی الی السما میں ثم بمعنے واؤ کے ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ ثم محض ترتیب ذکری کے لئے ہے۔ حقیقی ترتیب مراد نہیں ہے۔ چوتھے اشکال کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ کینونۃ اپنے معنی پر ہے۔ کہ باری تعالے نے روز ازل میں اپنے لئے تسمیہ کیا۔ نام رکھنا تو ختم ہو گیا۔ غفور ورحیم وغیرہ صفات باقی رہ گئے۔ تو معنی اس طرح ہونگے کہ **کان تسمیة الله تعالے غفورا رحیما فی زمان الماضی ثم انقطع**۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ کان اپنے اصلی معنی پر نہیں بلکہ کبھی دوام اور تحقیق کے لئے بھی آتا ہے۔ تو یہاں بھی کان بمعنے دام کے ہے الم یزل کذلک۔ اس لئے بعض شراح فرماتے ہیں لم یزل کذلک سے دوسری توجیہ کی طرف اشارہ ہے۔

<u>تشریح از قطب گنگوہیؒ</u>۔ ائتیا ای اعطیاہ۔ سے تفسیر کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب ارض وسما کو ائتیاہ کا حکم ہوا وہ اس وقت خود ہی موجود نہ تھے۔ تو ان سے اتیان کا ارادہ کیسے صحیح ہوگا۔ البتہ ان سے وجود اور تکون طلب کیا گیا۔ تو اعطیاہ تو وہ موجود ہو گئے۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u>۔ امام بخاریؒ نے فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اتیان کے

معنی اعطاء کرنے کی جو توجیہ بیان کی ہے۔ وہ بہت عمدہ ہے کہ اس سے وہ اشکال وارد نہیں ہوتا جس سے شراح پریشان ہوئے ہیں۔ چنانچہ قسطلانی فرماتے ہیں ائتیا اور اتینا اتیان سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی مجی یعنی آنے کے ہیں تو اعطاء سے اس کی تفسیر کیسے صحیح ہو گی۔ تو بعض نے جواب دیا کہ ایتاء مواتاة بمعنے موافقة کے ہے۔ تو ہر ایک نے جو ان کے مناسب حال تھا اس میں توافق کیا۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ اتیا اعطیاہ کے معنی ہیں۔ تو ایتا کا وزن افعلا اکرما کی طرح ہے۔ اور اعطیا او طاعة من نفسكما قالتا اعطينا الطاعة ۔ اور قاضی عیاض وغیرہ فرماتے ہیں کہ اتی اس جگہ اعطی کے معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ مجئی بمعنے انفعال کے ہے۔ تو مفسرینؒ معنی کرتے ہیں جينا بما خلقت فيكما واظهر اة قالتا اجينا بالمنافع والمصالح اور بعض نے کہا یہ امر تسخیر کے لئے ہے۔ ای كونا فكانتا تو اس صورت میں یہ حکم قبل خلقهما ہو گا اور پہلی صورت میں یہ حکم بعد خلقهما ہو گا۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ اعطيا مااقتضى منكما من وجود كما وخروجكما من كتم العدم الى الوجود ۔ تو اس صورت میں خطاب اس چیز کو ہو گا جو علم الٰہی میں ہے۔ یہ معنی لطیف ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ الهدى هو الارشاد ۱۷۔۱۸ ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ھدایت کے دو معنی ہیں کبھی دلالت اور راہ دکھانے کے جیسا کہ بیان ہوا اور کبھی ایصال الی المطلوب جو اپنی مراد پر فائز ہو گیا۔ ایک نسخہ میں اصعاد صاد کے ساتھ ہے دوسرے میں اسعاد سین کے ساتھ ہے۔ سین والا اسعاد زیادہ ظاہر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ۔ تو ھدیناھم کی تفسیر دللناھم سے کی۔ کہ اس میں دلالۃ مطلقہ مراد ہے۔ جیسا کہ دو جگہ اور بھی یہی معنی ہیں۔ اور الھدی ھو الارشاد اس پر دلالۃ موصلہ الی البغیہ ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے ارشاد اور اسعاد سے تعبیر کیا ہے۔ اور بعض نسخوں میں صاد کے ساتھ الاصعاد ہے۔ تو معنی ہونگے کہ ہم نے اس کو مطلوب پر چڑھا دیا۔

باب قوله وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

حدیث (۴۴۶۴) حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ ... قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيْفٍ اَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهٗ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آیت ما کنتم تسترون... کا شان نزول یہ ہے کہ قریش کے دو آدمی تھے اور قبیلہ ثقیف سے ان کا داماد تھا یا دو آدمی ثقیف کے تھے تو ان کا داماد قریش میں سے تھا۔ جو ایک گھر میں جمع تھے پس ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالے ہماری باتیں سنتا ہے۔ تو کسی نے کہا کہ بعض سنتا ہے بعض نہیں جس پر دوسرے نے کہا اگر بعض سن لیتا ہے تو تحقیق سب کی سب

یَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ یَسْمَعُ کُلَّهُ فَاُنْزِلَتْ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

سنتا ہو گا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ وہ دو آدمی صفوان اور ربیعہ تھے جو امیہ بن خلف کے بیٹے تھے۔

باب قوله ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمْ

حدیث(۴۴۶۵)حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ اِجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَیْتِ قُرَشِیَّانِ وَثَقَفِیٌّ اَوْثَقَفِیَّانِ وَقُرَشِیٌّ کَثِیْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِیْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ تَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْمَعُ مَانَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ یَسْمَعُ اَنْ جَهَرْنَا وَلَایَسْمَعُ اَنْ اَخْفَیْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ کَانَ یَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَاِنَّهُ یَسْمَعُ مَااَخْفَیْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَاکُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ وَکَانَ سُفْیَانُ یُحَدِّثُنَا بِهٰذَا .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ بیت اللہ کے پاس دو قریش اور ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریش اکھٹے ہوئے۔ جن کے پیٹ کی چربی زیادہ تھی۔ اور دلوں کی سمجھ تھوڑی تھی۔ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اللہ تعالے سنتا ہے۔ دوسرا بولا کہ اگر ہم زور سے جھرا کوئی بات کریں تو وہ سنتا ہے۔ اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرا بولا! اگر ہماری جھری باتوں کو سنتا ہے تو جب ہم آہستہ بات کرتے ہیں اس کو بھی سنتا ہے۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ماکنتم تستترون......

باب قوله فَاِنْ یَّصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ

حدیث(۴۴۶۶)حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بِنَحْوِهٖ ....سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَقِیْمًا لَاتَلِدُ رُوْحًا مِنْ اَمْرِنَا الْقُرْاٰنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ یَذْرَءُکُمْ فِیْهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ لَاحُجَّةَ بَیْنَنَا لَاخُصُوْمَةَ طَرْفٍ خَفِیٍّ ذَلِیْلٍ وَقَالَ غَیْرُهٗ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَعَلٰی ظَهْرِهٖ یَتَحَرَّکْنَ وَلَایَجْرِیْنَ فِی الْبَحْرِ شَرَعُوْا اِبْتَدَعُوْا..........

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ عقیما کی تفسیر بانجھ سے کی جو بچہ نہ جنے۔ روحا من امرنا سے قرآن مراد ہے۔ مجاہد کی تفسیر ہے یذرءکم فیہ۔ جو تمھیں رحم کے اندر نسلا بعد نسل بڑھاتا ہے۔ لاحجۃ بیننا جھگڑا نہیں ہے۔ یظرون من طرف خفی کہ ذلیل آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ غیر مجاہد کی تفسیر ہے فیظللن رواکد علے ظھرہ کہ سمندر کی پیٹھ پر وہ کشتیاں ٹھری ہوئی ہیں۔ کہ حرکت کرتی ہیں اور سمندر میں بہتی نہیں ہیں۔ شرعوا یعنی نئے سرے سے اسے چالو کیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ یظللن رواکد۔ رواکد کی تفسیر یتحرکن سے اس لئے کر دی تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ پانی کی پیٹھ پر ٹھہرنا کیسے ممکن ہے۔ کہ قرار ہو اور سرے سے حرکت نہ ہو۔ اگرچہ فی نفسہ یہ بھی ممکن ہے۔ مگر عادۃً بعید سمجھا جاتا ہے۔ اسلئے نہ اسکی ضرورت ہے اور نہ آیت کے معنی اس پر موقوف ہیں۔ کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کشتیاں بہتی نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہ بالکل حرکت نہیں کرتیں۔ کیونکہ حرکت کرتی ہیں۔ مگر بہتی نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ رواکد کی تفسیر یتحرکن ولا یجرین فی البحر کا مطلب یہ ہے کہ دریائی موجوں کی وجہ سے پریشان کن تھپیڑے کھاتی ہیں۔ لیکن ہوا کے ٹھہراؤ کی وجہ سے سمندر میں بہہ نہیں جاتیں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں یتحرکن اویضربن بالاامواج کہ موجوں کے ساتھ ٹکراتی ہیں سمندر میں بہہ نہیں جاتیں۔ تو اس سے وہ اعتراض رفع ہو گیا۔ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ یتحرکن کا لفظ نہ ہوتا تو اچھا تھا۔ کیونکہ رواکد کی تفسیر سواکن سے کی گئی ہے۔ اور سواکن حرکت کیسے کرینگی۔ لیکن معلوم رہے کہ سکون و حرکت امور نسبیہ میں سے ہیں۔ اس لئے مولانا مکیؒ فرماتے ہیں کہ رکود علے ظہر البحر سے مراد امساک عن الجری ہے۔ امساک عن الحرکت نہیں ہے۔ کیونکہ حرکت سے رک جانا تو محال ہے۔ تو عدم جری مراد ہو اعدم حرکت نہ ہوا۔

باب قوله اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

حدیث (۴۴۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ عَجِلْتَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے الاالمودة فی القربی کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید بن جبیر ان کے شاگرد نے کہا کہ قربی آل محمد ﷺ مراد ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تو نے جواب دینے میں جلدی کی قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں۔ کہ جس میں آنحضرت ﷺ کی قرابت و رشتہ داری نہ ہو۔ تو آپؐ نے فرمایا خبردار! جو قرابت میرے اور تمھارے درمیان ہے اس کو ملاؤ اس کا لحاظ کرو۔ مقصد یہ ہے کہ جمیع قریش آپؐ کے قرابۃ دار ہیں۔ صرف بنو ہاشم مراد نہیں ہیں۔ جیسا کہ سعید بن جبیر کے قول سے وہم ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ روافض وہی معنی لیتے ہیں جو سعید بن جبیرؒ لے رہے ہیں۔ کہ قربت داروں سے محبت کرو۔ کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے حضرت فاطمہؓ کی شادی تو مدینہ میں ہوئی ہے۔ حضرت حسنینؓ تو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اسلئے عام قربداری مراد ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ تو کوکب دری میں مفصل کلام کر چکے ہیں۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ القربی

الف ولام عوض مضاف الیہ ہے۔ اور مضاف الیہ آل محمدؐ ہے۔ تو اس صورت میں استثنا متصل ہوگا۔ تو مودۃ سے صلہ رحمی مراد ہوگی۔ اور تقریر لاہوری میں ہے۔ کہ ابن عباسؓ کی توجیہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اے اہل عرب میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ قرابت کا لحاظ کر کے مجھے ضرر نہ پہنچاؤ۔ اگر اقربا سے محبت مراد لی جائے تو پھر وہ اجرت ہو جائیگی جس کی آپؐ نفی فرمارہے ہیں۔ اس لئے ابن عباسؓ کی تفسیر صحیح ہوگی۔

سُوْرَةُ حٰمٓ الزُّخْرُفِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى اُمَّةٍ اِمَامٍ وَقِيْلَهٗ يَارَبِّ تَفْسِيْرُهٗ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَانَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَانَسْمَعُ قِيْلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ وَلَوْلَااَنْ يَكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَوْلَااَنْ اَجْعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًالَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرٌ فِضَّةٍ مُقْرِنِيْنَ مُطِيْقِيْنَ اٰسَفُوْنَا اَسْخَطُوْنَايَعْشُ يَعْمٰى وَقَالَ مُجَاهِدٌاَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ اَيْ تُكَذِّبُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ ثُمَّ لَاتُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهِ .وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ مُقْرِنِيْنَ يَعْنِى الْاِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَيُنَشَّأُفِي الْحِلْيَةِ الْجَوَارِيْ جَعَلْتُمُوْهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُوْنَ لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَاعَبَدْنَاهُمْ يَعْنُوْنَ الْاَوْثَانَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ۔ مجاہد نے علے امۃ کی تفسیر امام سے کی ہے۔ اور ابن عباسؓ دین سے وقیلہ یارب اسکی تفسیر یہ ہے کہ ان لوگوں کا گمان یہ ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ اور سرگوشی کی باتیں اور ان کی گفتگو کو نہیں سنتے ابن عباسؓ فرماتے ہیں لو لا ان یکون کہ کیوں نہ میں نے سب کے سب لوگوں کو کافر بنادیا کہ میں کفار کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنادیتا ان کی سیڑھیاں بھی چاندی کی ہوتیں اور چارپائیاں بھی چاندی کی بنادیتا۔ مقرنین طاقت اور قوت رکھنے والے اسفونا انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا۔ یعش عشوہ اندھا ہونا مجاہد فرماتے ہیں افنضرب عنکم الذکر کہ تم لوگ قرآن کو جھٹلاتے ہو۔ پھر یہ کہ تمھیں اس پر سزا نہیں دی جائے گی مثل الاولین۔ پہلے لوگوں کا طریقہ۔ مقرنین ملے ہوئے اونٹ گھوڑے خچر اور گدھے۔ ینشا فی الحلیۃ یعنی وہ لڑکیاں جن کا اٹھان ہی زیب اور زینت کے اندر ہو۔ تم نے ان کو رحمٰن کی اولاد قرار دے دیا۔ یہ کیسے فیصلہ کرتے ہو لوشاء الرحمن یعنی اگر اللہ تعالی چاہتا تو ہم ان بتوں کی

مَالَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ الْاَوْثَانِ اِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ فِيْ عَقِبِهٖ وَلَدِهٖ مُقْتَرِنِيْنَ يَمْشُوْنَ مَعًا سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَثَلًا عِبْرَةً يَصِدُّوْنَ يَضِجُّوْنَ مُبْرِمُوْنَ مُجْمِعُوْنَ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّنِيْ بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ الْعَرَبُ تَقُوْلُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيْعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيْهِ بَرَاءٌ لِاَنَّهٗ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِيْءٌ لَقِيْلَ فِي الْاِثْنَيْنِ بَرِيْئَانِ وَفِي الْجَمِيْعِ بَرِيْئُوْنَ وَقَرَءَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ بِالْيَاءِ وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ مَلَائِكَةً يَخْلُفُوْنَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ....

عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے ان بتوں کو تو اس کا علم نہیں ہے۔ اللہ تعالے تو جانتے ہیں پھر ہمیں روک کیوں نہیں دیا۔ فی عقبہ اولاد ہے۔ مقترنین یعنی جڑے ہوئے ساتھ چلتے ہیں۔ سلفا یعنی قوم فرعون کفار امت محمدیہ کے سلف ہیں۔ اور مثلا کے معنی عبرت کے ہیں۔ یصدون چیختے ہیں یا اعراض کرتے ہیں۔ مبرمون جمع کرنے والے یا پکار کرنے والے۔ اول العابدین۔ یعنی اول المومنین۔ اننی براء مما تعبدون عرب کہتے ہیں کو ہم تو آپؐ سے بری اور الگ ہیں۔ واحد تثنیہ۔ جمع۔ مذکر اور مونث سب میں براء کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مصدر ہے۔ اور بعض نے کہا بریٔ یا کے ساتھ ہے تو پھر تثنیہ میں بریان اور جمع میں بریٔون کہا جائیگا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت اننی بریٔ یاء کی ہے۔ والزخرف کے معنی سونے کے ہیں۔ ملائکۃ یخلفون کہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لولا ان جعل ۱۳-۷-۱۴۔ یعنی لولا کراهیة ذلك۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اکثر مفسرین نے تو یہی تفسیر بیان کی ہے کہ اگر سارے لوگ طلب دنیا اور آخرت کی ترجیح میں ایک ہو جاتے لیکن جلالین میں ہے لولا خوف الکفر علی المومن۔ کہ اگر مومنوں پر کفر کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم کافر کو بہت کچھ دیتے۔ پھر مومن کہتا۔ رحمتیں تیری اغیار کے کاشانوں پر۔ برق گرتی ہیں تو بیچارے مسلمانوں پر۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو دنیا کی قدر مچھر کے پر کے برابر نہیں ہے۔ آخرت مومن کے لئے رکھی ہے۔ اور صاحب جمل کے نزدیک مضاف محذوف ہے۔ ای لولا خوف ان یکون الناس۔ لیکن اللہ تعالے کی طرف سے خوف کی نسبۃ صحیح نہیں بہتر وہی توجیہ ہے۔ جو قاضی بیضاویؒ نے کی ہے۔ لولا ان یرغبوا۔ اور زمخشریؒ نے لولا کراهته ان یجتمعوا علی الکفر۔ غرض یہ ہے کہ کراهة الاجتماع علی الکفر یہ کافروں کو نعمتیں دینے سے مانع ہے۔

افنضرب عنکم الذکر ۱۳-۷-۱۶ علامہ عینیؒ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کیا ہم ان مکذبین بالقران سے اعراض کرینگے اور انہیں اس تکذیب پر سزا نہیں دینگے۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم تمھیں عبث چھوڑدیں نہ تمھیں حکم دیں اور نہ ہی مناہی بتلائیں۔ اور بعض نے کہا کہ نزول قرآن ہی ان کے لئے عتاب ہے۔ کیونکہ اس میں ان کے احوال کھول کر بیان ہوئے ہیں۔ اور قتادہ کی تفسیر ہے کہ اگر

یہ قرآن اٹھالیا جائے جبکہ اوائل امت نے اس کو رد کیا تو سب ھلاک ہو جاتے۔ لیکن عرصہ بیس ۲۰ سال تک اللہ تعالے اسکی طرف بلاتے رہے یہ اس کی رحمت ہے۔

باب قوله نَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ

حديث (٤٤٦٨) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَءُ عَلَى الْمِنبَرِ وَنَادَوْا يَامَالِكُ ....

ترجمہ۔ حضرت یعلیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ وہ منبر نبوی پر اس آیت کو پڑھ رہے تھے۔ ترجمہ۔ جہنمی پکاریں گے اے مالک داروغہ جہنم! تیرا رب ہمارے اوپر فیصلہ کرے تاکہ ہمیں کچھ راحت ہو۔

وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلًا لِلْآخِرِيْنَ عِظَةً وَقَالَ غَيْرُهٗ مُقْرِنِيْنَ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهٗ وَالْاَكْوَابُ الْاَبَارِيْقُ الَّتِيْ لَاخَرَاطِيْمَ لَهَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَيْ مَاكَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَءَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَارَبِّ وَيُقَالُ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ الْجَاحِدِيْنَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةِ الْكِتَابِ اَصْلِ الْكِتَابِ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ. قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ مُشْرِكِيْنَ وَاللّٰهِ لَوْاَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنِ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهٗ اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَهَلَكُوْا فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ عُقُوْبَةُ الْاَوَّلِيْنَ جُزْءًا اِعْدَلًا ......

ترجمہ۔ حضرت قتادہ کی تفسیر میں بعض مقامات میں اختلاف ہے۔ مثلاللآخرین میں مثل کے معنی نصیحت کے ہیں اور غیر قتادہ نے مقرنین کی تفسیر ضابطین سے کی ہے۔ کہتے ہیں فلاں مقرن لفلان کہ اس کو باندھنے والا ہے۔ الاکواب وہ کوزے جنکی ٹونٹی نہ ہو۔ اول العابدین آنفین کہ میں پہلا نفرت کرنے والا ہوں۔ اس میں دو لغت ہیں۔ رجل عابد وعبد حضرت عبداللہ کی یہ قرأت ہے چنانچہ کہا جاتا ہے اول العابدین جاحدین انکار کرنے والا۔ عبد یعبد اور قتادہ کی تفسیر ہے فی ام الکتاب جملہ کتاب اور اصل کتاب کے معنی ہیں۔ اور مسرفین کے معنی مشرکین کے ہیں۔ مطلب ہوا۔ واللہ اگر یہ قرآن اس وجہ سے اٹھالیا جائے کہ اس امت کے اوائل نے اسے رد کر دیا تھا تو سب ہلاک ہو جاتے۔ اور مثل الاولین میں مثل کے معنی سزا اور عقوبة کے ہیں۔ جزء اعدلا کہ کچھ عبادت اللہ کی اور کچھ غیر اللہ کی۔

سُوْرَۃُ دُخَانَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَهْوًا طَرِيْقًا يَابِسًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ اى عَلٰى مِنْ بَيْنِ ظَهْرَيْهِ فَاعْتِلُوْهُ ادْفَعُوْهُ وَزَوَّجْنَا هُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اَنْكَحْنَا هُمْ حُوْرًا عِيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ تَرْجُمُوْنَ الْقَتْلُ وَرَهْوًا سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْمُهْلِ اَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ تُبَّعٌ مُلُوْكُ الْيَمَنِ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِاَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِاَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ ....

ترجمہ۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ رھوا خشک راستہ عالمین جولوگ اس وقت ان کے درمیان تھے فاعتلوہ اس کو دفع کرو زوجناھم کہ ہم ان سے ایسی حوروں کا نکاح کرائینگے جو موٹی آنکھوں والی ہونگی کہ جن میں آنکھ حیرت زدہ رہ جائیگی۔ ترجمون میں رجم بمعنے قتل کرنے کے ہے واترك البحر رهوا بمعنے ساکن اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ تلچھٹ کی طرح کالا جیسے زیتون کی تلچھٹ ہوتی ہے۔اور غیر ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ تبع یمن کے بادشاہوں کو کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو تبع کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے پہلے ساتھی کی پیروی کرتا تھا۔اور سائے کو بھی تبع کہتے ہیں کہ وہ سورج کی پیروی کرتا ہے۔

باب فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ وَقَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ۔

حضرت قتادہ نے ارتقب کی تفسیر انتظر سے کی ہے انتظار کرو۔

حدیث (۴۴۶۹) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ مَضٰى خَمْسٌ اَلدُّخَانُ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ پانچ واقعات گذر چکے ہیں۔ دھواں۔ غلبہ روم چاند کا ٹکڑے ہونا اور گرفت اور عذاب ہلاکت ہے۔

باب قوله وَيَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ

حدیث (۴۴۷۰) حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ اس طرح ہوا کہ

قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ هٰذَا لِاَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَّجَهْدٌ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ قَالَ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَاِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ فَاسْتَسْقٰى فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ فَلَمَّا اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا اِلٰى حَالِهِمْ حِيْنَ اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ قَالَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ ......

قریش نے جب نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کی۔ تو قحط سالی کی ان پر بد دعا کی جیسے کہ یوسفؑ کے زمانہ میں سات سال کی قحط سالی آئی تھی۔ پس ان کو قحط سالی اور مشقت نے اس طرح پکڑا کہ وہ ہڈیاں کھانے لگے۔ پس آدمی آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے اپنے اور آسمان کے درمیان مشقت اور سختی کی وجہ سے دھویں کی طرح نظر آتا تھا۔ تو اللہ تعالے نے فارتقب یوم ...... نازل فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وفد آیا جنہوں نے کہا یا رسول اللہ قبیلہ مضر کے لئے بارش کی دعا فرمایئے وہ تو ہلاک وبرباد ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے اس مضری آدمی سے کہا کہ تو بڑا اجرأت مند ہے بہر حال آپؐ نے ان کیلئے بارش کی دعا کی تو ان پر مینہ برسا۔ پس اللہ تعالے نے آیت نازل فرمائی انکم عائدون۔ تم تو پھر لوٹنے والے ہو۔ پس چنانچہ جب ان کو راحت اور وسعت حاصل ہوئی تو پھر وہ اپنے اس حال کی طرف لوٹ آئے جو ان کو راحت کے وقت حاصل تھا

تو پھر اللہ تعـــــــے نے نازل فرمایا یوم نبطش بیشک ہم بدلا لینے والے ہیں فرمایا کہ اس سے مقصد بدر کی لڑائی ہے۔

باب قوله رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ۔

حدیث (۴۴۷۱) حَدَّثَنَا يَحْيٰى .عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ بِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ مَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ ﷺ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ اَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ اَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ الحديث

ترجمہ۔ مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس حاضر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی علم میں داخل ہے کہ جس چیز کو انسان نہیں جانتا اس کے متعلق کہے کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے بیشک اللہ تعالے اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے کہ یوں کہو میں تکلف کرنے والا نہیں ہوں۔ واقعہ بیشک قریش جناب نبی اکرم ﷺ پر غالب آگئے اور آپؐ کی خوب نافرمانی کی۔ تو آپؐ نے بد دعا کی کہ اے اللہ ان کے خلاف

سات سالہ قحط سالی کی صورت میں میری مدد فرمایئے کہ سات سالہ قحط سالی یوسفؑ کے زمانہ میں تھی۔ چنانچہ ان کو قحط سالی نے ایسا سخت پکڑا کہ وہ اس دوران ہڈیاں اور مردار کھانے لگے۔ یہانتک ان کا ایک آدمی اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح دیکھتا تھا۔ یہ سب کچھ بھوک کی وجہ سے تھا کہنے لگے اے ہمارے رب اگر ہم سے اس عذاب کو کھول دیا تو ہم ایمان لے آئینگے۔ لیکن آپؐ سے کہا گیا کہ اگر ان سے عذاب کھولا گیا دور کیا گیا تو پھر یہ لوٹ کر وہی کچھ کرنے لگیں گے۔ بہر حال آپؐ نے اپنے رب سے دعا مانگی۔ اللہ تعالے نے ان سے اس عذاب کو دور کر دیا۔ پھر لوٹ کر وہی کرنے لگے تو اللہ تعالے نے ان سے بدر کے دن انتقام لیا۔ پس اسی کو اللہ تعالے نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔ یوم یاتی السماء بدخان سے انا منتقمون تک۔

باب قوله اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اَلذِّكْرُ وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ

حدیث (٤٤٧٢) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِىْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَءَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ اِلٰى اَنَّكُمْ عَائِدُوْنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے قریش کو توحید کی دعوت دی۔ تو انہوں نے آپؐ کو جھٹلا دیا اور آپؐ کی حکم عدولی کی۔ تو آپؐ نے بددعا فرمائی اے اللہ! میری ان کے خلاف سات سالہ قحط سالی سے ایسے امداد فرمایئے سات سالہ قحط سالی یوسفؑ کے دور میں تھی۔ چنانچہ ان کو خشک سالی ایسے لاحق ہوئی کہ انکی ہر چیز کو لے گئی۔ حتی کہ وہ لوگ مردار کھانے لگے۔ پس ان میں ایک کھڑا ہوتا تھا تو اس کو اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں جیسا نظر آتا تھا۔ یہ مشقت اور بھوک کی وجہ سے تھا۔ پھر یہ آیات پڑھیں۔ فارتقب حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ان سے اللہ تعالی عذاب کو کھول دینگے فرمایا بطشۃ الکبری بدر کی لڑائی ہے

باب قوله ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ

حدیث (٤٤٧٣) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَقَالَ قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالے نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور فرمایا آپؐ کہدیں کہ میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں پس جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کو دیکھا

فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَاٰی قُرَیْشًا اسْتَعْصَوا عَلَیْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰی حَصَّتْ كُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی اَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ حَتّٰی اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَیْتَةَ وَجَعَلَ یَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَیْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْسُفْیَانَ فَقَالَ اَیْ مُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعُوْدُوْا بَعْدَ هٰذَا فِیْ حَدِیْثِ مَنْصُوْرٍ ثُمَّ قَرَأَ فَارْتَقِبْ اِلٰی عَائِدُوْنَ. اَیُكْشَفُ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ فَقَدْ مَضٰی الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ اَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ ....

کہ وہ آپؐ کے خلاف نافرمانی کرنے پر اتر آئے ہیں۔ تو آپؐ نے بد دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! میری ان کے خلاف سات سالہ قحط سالی سے مدد فرما جیسے سات سالہ قحط سالی یوسف علیہ السلام کی تھی۔ تو آپؐ کی دعا قبول ہوئی۔ قریش کو خشک سالی نے یہاں تک پکڑا کہ انکی ہر ایک چیز کو لے گئی۔ حتی کہ وہ ہڈیاں اور چمڑے کھانے لگے۔ ان میں سے ایک کہتا تھا۔ کہ حتی کہ انہوں نے چمڑے اور مردار تک کھائے۔ اور زمین سے دھوئیں کی شکل میں نکلنے لگا۔ تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ابوسفیانؓ حاضر ہوئے۔ کہنے لگے اے محمد ﷺ! تیری قوم تو ہلاک و برباد ہو چکی پس آپؐ اللہ تعالے سے دعا کریں۔ کہ یہ عذاب ان سے کھول دے۔ پس آپؐ نے دعا فرمائی پھر فرمایا کہ اس کے بعد تم پھر کفر کی طرف عود کرو گے۔ یہ منصور کی حدیث میں ہے۔

پھر اس آیت کو پڑھا۔ فارتقب یوم تاتی السماء ......الی عائدون۔ کیا یہ دوسرا عذاب بھی کھول دیگا۔ تو دخان۔ سخت پکڑ۔ اور ہلاکت سے گذر چکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک القمر اور دوسرا الروم کو کہتا تھا کہ یہ بھی گذر چکے۔

باب اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ اِلٰی قَوْلِهٖ مُنْتَقِمُوْنَ

حدیث (٤٤٧٤) حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَیْنَ اَللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ یہ پانچ واقعات گذر چکے ہلاکت۔ روم۔ سخت پکڑ چاند اور دھوئیں کا واقعہ گذر چکا۔

سُوْرَةُ الْجَاثِیَه

جاثیه مستوفزین علی الرکب۔ بمعنے ڈر کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے۔ وقال مجاهد نستنسخ نکتب۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ نسخہ کے معنی لکھنے کے ہیں۔ نستنسخ ہم لکھتے ہیں۔ ننساکم نترککم ہم تم کو چھوڑ دینگے۔

باب وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ

حدیث (٤٤٧٥) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ اللّٰهُ يُؤْذِيْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِی الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ آدم کا بیٹا مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ جبکہ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ میں خود ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب معاملہ ہے۔ رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ غیر ذی ارادہ کا فعل ذوارادہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ایسے کسی چیز کی دہر کی طرف نسبت کرنا خواہ زمانہ فلک الافلاک کی حرکت کا نام ہو۔ یا کسی اور چیز کا وہ ذوارادہ نہیں ہے۔ ضرور اس کی نسبۃ اس کے خالق ذوارادہ کی طرف ہو گی۔ تو انا الدھر کے معنی ہونگے انا خالق الدھر اور مصرف الدھر یہ تو مشہور توجیہ ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ زمانہ مقدار حرکت کا نام ہے۔ مگر کونسی حرکت کا۔ اگر فلک الافلاک کی حرکت مراد ہو۔ تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ اس کی مقدار کے لئے بھی کوئی زمانہ ہونا چاہئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مالعرض کے لئے تو مابالذات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مابالذات کے لئے مابالذات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے بعد مجرد کے لئے مکان وحیز کی ضرورت نہیں۔ ایسے فلک الفلاک کی حرکت کے لئے بھی کوئی زمانہ نہیں۔ یہ فلاسفہ کے مسلک کے مطابق ہے۔ لیکن محققین فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ایک حرکت ہے۔ اور وہ صفۃ ارادہ کی حرکت ہے۔ جس کی دو جانب ہیں ایک جانب کا تعلق حوادث سے ہے۔ اسے زمانہ کہا جاتا ہے۔ اور دوسری جانب کا تعلق جناب باری تعالے کی ذات سے ہے۔ جسے دہر کہا جاتا ہے۔ تو مقصد یہ ہوا کہ یہ تصرف اور انقلاب میری صفۃ ارادہ کا ظہور ہے۔ اس لئے جس چیز کا بھی ظہور ہو گا وہ میری طرف منسوب ہو گی اس کو گالی نہ دو ورنہ مجھے گالی دینا ہو گا۔ اور وہ صفات جن کا تعلق حوادث سے ہے۔ ان کو صفات حقیقیہ محضہ نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ذوات الاضافہ کہا جاتا ہے۔ تعلق بالحوادث کے اعتبار سے ان صفات میں تغیر اور انقلاب آتا رہتا ہے۔ لیکن تعلق بذات الباری کے اعتبار سے ان میں تغیر نہیں ہے۔ بہر حال دہر کو گالی نہیں دینا چاہئے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَاف

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تُفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٍ وَاُثْرَةٍ وَاَثَارَةٍ بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ تفیضون تم کہتے ہو۔ اور بعض نے کہا۔ اثرۃ۔ اثرۃ۔ واثارۃ بمعنے بقیہ علم۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں

16
1

بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ لَسْتَ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَرَأَيْتُمْ هٰذِهِ الْاَلِفُ اِنَّمَا هِيَ تُوْعَدُ اِنْ صَحَّ مَاتَدْعُوْنَ لَايَسْتَحِقُّ اَنْ يُّعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهٗ اَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ اِنَّمَاهُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَبَلَغَكُمْ اَنْ مَاتَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خَلَقُوْا شَيْئًا ....

بدعا من الرسل۔ کہ آپ کوئی پہلے رسول نہیں ہیں۔ اور غیر ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ارأیتم کے الف کفار مکہ کو دھمکی دینا ہے کہ اگر تمھارا یہ دعوی صحیح ہے کہ من دون اللہ کی عبادت کی جائے تو وہ مستحق عبادت نہیں ہے۔ ارأیتم میں رؤیۃ عین مراد نہیں بلکہ رؤیۃ قلبی مراد ہے۔ وہ اتعلمون کے معنی میں مطلب ہو گا کہ کیا تم جانتے ہو کیا تمھیں یہ بات پہنچی ہے۔ کہ جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہو کیا انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قل ارأیتم۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی اخبرونی مجھے خبر دو۔ تو تقدیر عبارت یوں ہو گی کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔ اور تم نے اس سے کفر کیا تو کیا تم ظالم نہیں ہو جس پر لایھدی القوم الظالمین دلالت کرتا ہے۔ هذه الالف سے اس ہمزہ کی طرف اشارہ ہے جو ارأیتم کے اول میں ہے۔ اس سے کفار مکہ کو ڈرایا گیا ہے۔ کہ اگر اپنے گمان کے مطابق اپنے دعوے میں سچے ہو۔ تو من دون اللہ مخلوق ہیں اور مخلوق مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ مستحق عبادت اللہ ہے جو خالق کل شئی ہے۔

باب قوله وَالَّذِىْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِىْ

حدیث (۴۴۷۶) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهٗ مُعَاوِيَةُؓ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَؓ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهٗ بَعْدَ اَبِيْهِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوْهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَؓ فَلَمْ يَقْدِرُوْا فَقَالَ مَرْوَانُ اِنَّ هٰذَا الَّذِىْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَالَّذِىْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا...... فَقَالَتْ عَائِشَةُؓ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْنَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ عُذْرِىْ ....

ترجمہ۔ یوسف بن ماھک فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے مروان حجاز کا گورنر تھا جس نے اپنے خطبہ میں یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کیا۔ تاکہ باپ کے بعد ان کے لئے بیعت لی جائے۔ تو حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ نے جواب میں کوئی بات کہی تو مروان نے کہا ان کو پکڑو۔ وہ جلدی سے حضرت عائشہؓ کے گھر میں گھس گئے۔ جس کی وجہ سے وہ انہیں پکڑ نہ سکے۔ تو مروان بولا یہ وہ شخص ہے جس کے بارے میں اللہ تعالٰے نے یہ آیت اتاری ہے۔ والذی قال...... تو حضرت عائشہؓ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا۔ کہ قرآن میں سے اللہ تعالٰے نے ہمارے بارے میں کچھ بھی نازل نہیں فرمایا۔ سوائے اس حصہ کے جس میں میری صفائی بیان کی گئی ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ حضرت امیر معاویہؓ کی جب حضرت حسنؓ سے صلح ہوئی تو طے پایا کہ حضرت امیر معاویہؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہونگے۔ خدا کے کرنے کہ حضرت حسنؓ کاان سے پہلے انتقال ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کو خیال آیا یا مروان عامل مدینہ کی تجویز ہوئی کہ اب خلافت بنو امیہ میں رہنی چاہئے۔ حالانکہ حضرت حسنؓ کے بعد حضرت حسینؓ خلافت کے مستحق تھے۔ اس لئے ان لوگوں نے یزید کی خلافت کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ مروان پر جب اعتراض ہوا کہ باپ کے بعد بیٹا ولی عہد ہو۔ یہ تو ہرقل بادشاہ روم کا طریقہ ہے۔ جس پر مروان کو غصہ آیا اس نے معترض حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو پکڑنے کی کوشش کی۔ جو حضرت عائشہؓ کے گھر میں گھس گئے۔ جس سے ان کو نکالا نہیں جاسکتا تھا۔ تو مروان کہنے لگا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنے باپ کے حق میں بھی گستاخی کی تھی جس پر یہ آیت والذی قال لوالدیه...... ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی تردید کی۔ کہ یہ غلط ہے۔ قرآن مجید میں سوائے میری برأت کے اور کوئی آیت ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی یہ آیت تو ایک کافر عاق الوالدین کے بارے میں اتری ہے۔

باب قوله فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ عَارِضُ السَّحَابُ

حدیث (۴۴۷۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رِجَاءَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهٗ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُؓ مَا يُؤْمِنُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمُ الْعَذَابَ فَقَالَ هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اسقدر ہنستا نہیں دیکھا کہ میں نے آپؐ کے گلہ کا کوا دیکھ لیا ہو۔ آپؐ صرف مسکرا دیتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ جب آپ کوئی بادل دیکھتے یا آندھی دکھائی دیتی تو آپؐ کے چہرہ سے پریشانی معلوم ہوتی تھی۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید پر کہ اس میں بارش ہوگی۔ اور میں آپ کو دیکھتی ہوں۔ کہ آپؐ جب ان کو دیکھتے ہیں تو پریشانی آپؐ کے چہرہ سے پہچانی جاتی ہے۔ فرمایا اے عائشہؓ! مجھے بے خوفی نہیں ہے۔ ممکن ہے اس میں عذاب ہو۔ ایک قوم آندھی سے بھی عذاب دی گئی۔ اور ایک قوم نے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر بارش برسانے والا ہے۔ نہیں بلکہ دردناک عذاب کی آندھی ہے۔ جس کو تم لوگ جلدی مانگتے تھے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ اس روایت میں تو حتی رأیت لهواته ہے دوسری میں حتی بدت نواجذه آیا ہے تو رفع تعارض کی ایک

توجیہ یہ ہوگی کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے آپؐ نے ایسے ہنسی نہیں ہنسے بلکہ تبسم فرمایا۔ دوسری توجیہ کہ غالب احوال میں ایسا ہوتا تھا کبھی بدت نواجذہ غالب احوال نہیں ہے۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ تبسم سے بدت نواجذہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کامل ضحک کی نفی فرمارہی ہیں توقہقہہ کی نفی ہوئی۔ عرف فی وجه الکراهية یہ نزدیکاں بیش بود حیرانی کے مطابق تھا۔

سُوْرَةُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اَوْزَارَهَا اٰثَامَهَا حَتّٰى لَايَبْقٰى اِلَّامُسْلِمٌ عَرَّفَهَابَيَّنَهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اَوْلِيٰ وَلِيُّهُمْ عَزَمَ الْاَمْرُ جَدَّ الْاَمْرُ لَاتَهِنُوْ لَاتَضْعُفُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ اَضْغَانَهُمْ حَسَدَ هُمْ اٰسِنٍ مُتَغَيِّرٌ.....

ترجمہ۔ اوزار کا معنی گناہ ہے۔ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ عرفها معنے واضح کر دیا۔ اضغان کے معنی حسد۔ آسن کے معنی متغیر ہونے والا۔

باب قوله وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ

حدیث (۴۴۷۸) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّافَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ مَهْ قَالَتْ هٰذَامَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَاتَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَذَاكِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ ؓ اقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرةؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالی مخلوقات کو پیدا کرنے کے بعد فارغ ہو چکا تو رحم کھڑی ہوگئی جس نے رحمان کی پناہ پکڑلی تو اللہ تعالی نے اس سے فرمایا رک جا۔ کہنے لگی یہی مقام ہے اس شخص کا جس نے قطع رحمی سے تیرے ساتھ پناہ پکڑی۔ اللہ تعالے نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جو تجھے ملائے میں اسے ملاؤں اور جو تجھے توڑ ڈالے میں اسے توڑ ڈالوں۔ رحم بولی کیوں نہ اے میرے رب یہ ٹھیک ہے فرمایا تو یہی ہوگا۔ حضرت ابوھریرةؓ فرماتے ہیں اگر تصدیق چاہتے ہو تو وتقطعوا ارحامکم کو پڑھو۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ مشہور یہ ہے کہ رحم ایک علاقہ اور تعلق نسبی کا نام ہے۔ جس کا کوئی وجود نہیں۔ لھذا اس کا کھڑا ہونا حقیقت پر محمول نہیں ہوگا۔ بلکہ بطور تمثیل کے ہوگا۔ رحم کو شخص کے ساتھ تشدد میں تشبیہ دی گئی ہے۔ حقو کمر کی اس جگہ کو کہتے ہیں۔

جہاں پر کمر بندباندھا جاتا ہے۔ جب کوئی پناہ پکڑ تا ہے۔ تو مقصد ازار چادر باندھنے کی جگہ کو پکڑ لیتا ہے۔ چونکہ باری تعالے بقید ازار سے منزہ ہیں اس لئے التجا کے معنی ہونگے۔ کہ باری تعالے نے اسے پناہ دے دی۔ محققین حقیقت پر محمول کرتے ہیں۔ کہ اعراض اس عالم مثال میں جواہر بن جائیں گے۔ اگر چہ اس عالم میں اعراض ہیں۔ بہر حال صلہ رحمی کی بارگاہ ایزدی میں اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اور واقعی ہے بہت مشکل کیونکہ بسااوقات اسے توڑنا پڑتا ہے۔ لیکن اسکی زیادہ تر تعلیم دی گئی ہے۔ اور قطع رحمی پر وعیدات نازل ہوئی ہیں۔ تعمی ابصارھم بھی فرمایا گیا۔ کہ آنکھیں اندھی ہو جائینگی۔ دیگر دوسندوں کے ساتھ اقرأوماشئتم کو جناب رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ السَّحْنَةُ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ التَّوَاضُعُ شَطْأَهُ فِرَاخَهُ فَاسْتَغْلَظَ غَلُظَ سُوْقِهِ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ دَائِرَةَ السَّوْءِ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَائِرَةُ السُّوْءِ الْعَذَابُ تُعَزِّرُوْهُ تَنْصُرُوْهُ شَطْأَهُ شَطْؤُا سُنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا اَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَاٰزَرَهُ قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِاَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يَنْبُتُ مِنْهَا......

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ کہ سیماھم سحنہ تروتازگی جو عبادت کی وجہ سے چہرے پر نرمی سے پیدا ہوتی ہے۔ سحنہ ای لین البشرۃ تواضع بھی سیما کی تفسیر ہے جن کو منصور نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے۔ شطأہ فراخ کے معنی ہیں۔ فاستغلظ گاڑھا اور مضبوط ہوا۔ سوق وہ بال ہے جو پودے کو اٹھانے والی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دائرۃ السؤ یہ تیرے قول رجل السؤ کی طرح ہے۔ اور دائرۃ السؤ سے مراد عذاب ہے۔ تعزروہ آپ کی مدد کرو۔ شطأ خوشے کی بال ہے۔ جسے دانہ دس آٹھ اور سات کی تعداد میں اگاتا ہے۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ اسی کو اللہ تعالے کے اس قول نے بیان کیا ہے۔ فآزرہ یعنی اس کو قوت دی۔ اگر ایک بال ہوتی تو ساق پر کھڑی نہ ہو سکتی۔ یہ ایک مثال ہے۔ جو اللہ تعالے نے اپنے نبی ﷺ کو بتلائی ہے۔ کہ آپ اکیلے توحید کو لیکر کھڑے ہوئے۔ پھر اللہ تعالے نے صحابہ کرامؓ کی جماعت کے ساتھ آپ کو قوت عطا فرمائی۔ جیسے دانے کو اس سے اگنے والی چیزوں سے قوت بخشتا ہے۔

باب قوله اِنَّافَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

حديث (۴۴۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَأَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْ اُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَالِكَ لَايُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ اَنْ يُنْزَلَ فِي الْقُرْاٰنُ فَمَانَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ الْقُرْاٰنُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا :........

ترجمہ۔ حضرت اسلمؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں چل رہے تھے کہ رات کے وقت حضرت عمرؓ بھی آپؐ کے ہمراہ چل رہے تھے تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے کسی مسئلہ کے بارے میں آپؐ سے پوچھا جس کا آپ رسول اللہ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ پوچھا تو آپؐ نے جواب نہ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا تو بھی آپؐ نے جواب نہ دیا حضرت عمرؓ فرمانے لگے عمر کی ماں اسے گم کرے۔ تو نے تین مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اصرار کے ساتھ پوچھا آپؐ نے تجھے جواب نہیں دیا۔ تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے نکل گیا۔ اور مجھے خطرہ لاحق تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نازل نہ ہو جائے پس میں تھوڑی دیر نہیں ٹھہرا تھا کہ ایک زوردار آواز کو میں نے سنا جو مجھے زوردار آواز سے پکار رہا تھا مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید نہ اترا ہو پس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ پر سلام کیا جس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک صورت نازل ہوئی ہے جو تمام دنیا کی ان چیزوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نے طلوع کیا ہے پھر آپؐ نے سورۃ انافتحنا لك فتحا مبینا پڑھی۔

حديث (۴۴۸۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ اَنَسٍ اِنَّافَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ ..

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ فتح مبین سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔

حديث (۴۴۸۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنُ بن مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَءَ النَّبِيُّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جناب نبی اکرم ﷺ نے سورۃ فتح پڑھی اور اس میں

يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ مُعَاوِيَةَ لَوْ شِئْتَ اَنْ اَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاَةَ النَّبِيِّ ﷺ لَفَعَلْتُ.

آپ نے اپنی آواز کو خوب لوٹا موٹا کر پڑھا۔ معاویہ بن قرۃ فرماتے ہیں کہ اگر میں جناب نبی اکرم ﷺ کی قرأت کی نقل اتارنا چاہوں تو میں ایسا کر سکتا ہوں۔

باب قوله لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

حديث (۴۴۸۲) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اِنَّهُ سَمِعَهُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا ....

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ رات کو اسقدر قیام کرتے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں سوج جاتے۔ تو آپؐ سے کہا گیا کہ اللہ تعالے نے تو آپؐ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں پھر کیوں مشقت اٹھاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ ہوں۔

حديث (۴۴۸۳) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ عَائِشَةَؓ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةَ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلّٰى جَالِسًا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَءَ ثُمَّ رَكَعَ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ رات کو اسقدر کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یارسول اللہ! آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالے نے آپ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دیں ہیں۔ فرمایا کیا میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اللہ کا بندہ شکر گذار ہوں پھر جب آپؐ کے بدن پر گوشت زیادہ ہو گیا اور کھڑے ہونے کی ہمت نہ رہی۔ تو آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے قرأت کر کے پھر رکوع کرتے تھے۔

باب قوله اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

حديث (۴۴۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْقُرْاٰنِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے۔ کہ بیشک یہ آیت تو قرآن مجید میں ہے۔ یاایھاالنبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا ونذیرا۔ لیکن تورات میں یوں ہے۔ یا ایھاالنبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و حرزا یعنی ان پڑھ لوگ

وَحِرْزً الاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَاغَلِيْظٍ وَلَاسَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ وَلَايَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ فَيُفْتَحَ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَاٰذَانًا صُمًّا وَقُلُوْبًا غُلْفًا......

عربوں کی حفاظت کرنے والا آپؐ میرے بندے اور میرے رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل بھروسہ کرنے والا رکھا ہے۔ آپؐ بدخلق اور سخت دل نہیں اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے ہیں۔ اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے لیتے ہیں۔ بلکہ معاف کرتے ہیں درگذر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالے اس وقت تک آپ کو وفات نہیں دیگا یہاںتک کہ یہ ٹیڑھی ملت کو آپؐ کے ذریعہ سیدھا کھڑا کیا جائے۔ بایں صورت وہ کلمہ لاالہ الا اللہ پڑھ لیں۔ پس اللہ تعالے اس کلمہ توحید کی بدولت اندھی آنکھوں کو کھول دیگا اور بہرے کان کو۔ اور ڈھکے ہوئے دلوں کو کھول دیگا۔

باب قوله هُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ

حدیث (۴۴۸۵) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْبَرَاءِؓ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ يَقْرَءُ وَفَرَسٌ لَهٗ مَرْبُوْطٌ فِی الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَشَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ......

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ایک صحابی نبی اللہ ﷺ قرآن پڑھ رہا تھا اور اس کا گھوڑا حویلی میں بندھا ہوا تھا۔ تو گھوڑا بدکنے لگا۔ اس آدمی نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا۔ اور وہ برابر بدکتا رہا۔ پس صبح کو آکر جناب نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ سکینہ تھا جو قرآن کی بدولت نازل ہوا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ سکینہ سکون سے ماخوذ ہے حضرت اسید بن حضیر صحابی رسول نے بادل کی ٹکڑی کو دیکھا تھا جس میں چراغ جل رہے تھے بعض نے کہا سکینہ جماعت ملائکہ ہے جن لوگوں سے ان کا تعلق ہوتا ہے ان کے قلوب میں سکون اور اطمینان آجاتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ سکینہ ایک مخلوق ہے جس کے حاملین ملائکہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے قلوب میں سکون حاصل ہوتا ہے۔

باب قوله اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

حدیث (۴۴۸۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَاَرْبَعَ مِاَئَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ کی لڑائی میں ایک ہزار چار سو ۴۰۰ تھے۔

حدیث (٤٤٨٧) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّؓ. قَالَ اِنِّيْ مِمَّنْ شَهِدَالشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن المغفل مزنیؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو شجرۃ کی بیعت میں حاضر تھے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے چھوٹی کنکری پھینکنے سے منع فرمایا اور عقبہ بن صھبان فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن المغفل المزنی سے سنا کہ آپؐ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا

حدیث (٤٤٨٨) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُبْنُ الْوَلِيْدِ. عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِؓ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ثابت بن الضحاک سے مروی ہے جو اصحاب شجرہ میں سے تھے۔

حدیث (٤٤٨٩) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ السُّلَمِيُّؒ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا وَائِلٍؓ اَسْئَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّؓ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِيْ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُؓ فَقَالَ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ .قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ اُعْطِيَ الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَاابْنَ الْخَطَّابِؓ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَنِي اللّٰهُ اَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى جَاءَ اَبَابَكْرٍ فَقَالَ يَااَبَابَكْرٍ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ

ترجمہ۔ حبیب بن ابی ثابت فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت ابو وائلؓ صحابی کے پاس آیا تا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم صفین کی لڑائی میں تھے کہ ایک آدمی نے کہا کہ کیا تم ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھتے جو اللہ تعالے کی کتاب کی طرف بلاتے ہیں۔ جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں ہم قرآنی فیصلہ پر تیار ہیں۔ تو سھل بن حنیف نے کہا کہ تم اپنے آپ کو انکار قتال میں ملامت کرتے ہو۔ کیونکہ صلح تو مسلمانوں کے درمیان ہے۔ آپؐ نے تو ہماری کراہت کے وجود کفار سے صلح کر لی۔ چنانچہ حدیبیہ کے دن ہم نے اس صلح کو بھی دیکھا جو جناب نبی اکرم ﷺ اور مشرکین مکہ کے درمیان ہوئی۔ اگر ہم قتال کا فیصلہ کرتے تو ہم ضرور لڑتے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ حضور انور ﷺ کے پاس آکر کہنے لگے کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن کافر باطل پر نہیں ہیں۔ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جھنم میں نہیں جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر

اِنَّهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَنْ يُّضَيِّعَهُ اللّٰهُ اَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ ....

پھر کس وجہ سے ہمیں اپنے دین میں ذلت دی جا رہی ہے کہ ہم بغیر عمرہ کئے واپس جائیں۔ اور اللہ تعالے ہمارے درمیان جنگ کا فیصلہ نہ کرے جس پر آپؐ نے فرمایا اے ابن الخطابؓ بیشک میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ اللہ تعالے مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا چنانچہ وہ غضبناک واپس لوٹے۔ چین نہ آیا یہانتک کہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آکر یہی کہا کہ اے ابو بکرؓ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں انہوں نے فرمایا۔ اے ابن الخطابؓ بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں جن کو اللہ تعالے کبھی ضائع نہیں کریگا۔ پس سورۃ فتح نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لایبقی الامسلم ۱۵-۷۱۷۔۲۶۱ اس سے امام بخاریؒ نے حتی تضع الحرب او زارها کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اوزار سے جنگی ہتھیاروں کا بوجھ مراد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جبتک کفار مسلمان نہ ہو جائیں۔ یا عہد میں داخل ہوں۔ یہ قتل اور قید کرنے کی غرض وغایت ہے۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں لایبقی الامسلم او مسالم مطلب یہ ہوا کہ ضرب وشداد کی انتہا یہ ہے کہ اہل حرب اپنے شرک اور معاصی کو ترک کر دیں کہ انکی شان وشوکت زائل ہو جائے۔ یا نزول عیسیٰؑ ہو جائے ورنہ جنگ جاری رہے گی۔ فقال علیؓ نعم ۷۱۷۔ ۱۸ یعنی انا اولی بالاجابة کہ جب کتاب اللہ کی طرف بلایا جائے۔ تو میں اس کے قبول کرنے کا

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَاتُقَدِّمُوْا لَا تَفْتَاتُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهٖ اِمْتَحَنَ اَخْلَصَ ....

ترجمہ۔ لاتقدموا کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اچانک نہ آجایا کرو۔ یہانتک کہ اللہ تعالے آپ کی زبان پر فیصلہ نہ کر دے۔ امتحن خالص کر لے چھانٹ لے۔

باب تَنَابَزُوْا يُدْعَاءِ بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ يَلِتْكُمْ يَنْقُصْكُمْ اَلَتْنَا نَقَصْنَا

ترجمہ۔ کہ اسلام کے بعد کفر کے ساتھ نہ پکارو یعنی اب یہودی نصرانی وغیرہ نہ کہو یلتکم کم نہیں کریگا التنا کم کر دیا

باب قوله لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیہ

تَشْعُرُوْنَ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْهُ الشَّاعِرِ تَشْعُرُوْنَ کا معنی جانتے ہو شاعر اسی سے ہے۔

حدیث (۴۴۹۰) حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَالْخَيِّرَانِ اَنْ يَّهْلِكَا اَبَابَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ رَفَعَ اَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَاَشَارَ اَحَدُهُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ اَخِيْ بَنِيْ مَجَاشِعٍ وَاَشَارَ الْاٰخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَااَحْفَظُ اسْمَهٗ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ لِعُمَرَؓ مَااَرَدْتَ اِلَّاخِلَافِيْ قَالَ مَااَرَدْتُ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَافِيْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِؓ فَمَاكَانَ عُمَرُؓ يُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ اَبَابَكْرٍؓ.......

ترجمہ۔ ابن ابی ملیکہؒ سے مروی ہے قریب تھا کہ دو اختیار دیے ہوئے آدمی حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کو ہلاک کر دیتے۔ کہ ان دونوں نے اپنی آوازوں کو جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بلند کر لیا جبکہ قبیلہ بنو تمیم کا ایک قافلہ آپؐ کے پاس آیا تو ان میں سے ایک نے اقرع بن حابس کے بارے میں مشورہ دیا جو بنو مجاشع کا بھائی ہے اور دوسرے نے کسی دوسرے آدمی کا مشورہ دیا نافع فرماتے ہیں مجھے ان کا نام یاد نہیں رہا۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ تم نے تو ہمیشہ میری مخالفت کا ارادہ کر رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں میں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا۔ بہر حال اس معاملہ میں دونوں کی آوازیں اونچی اور بلند ہو گئیں۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو۔ ابن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ برابر جناب رسول اللہ ﷺ کو سناتے رہتے یہانتک کہ پوری طرح بات کو سمجھ لیتے۔ ابن الزبیرؓ نے اس جملہ کو اپنے نانا ابو بکرؓ سے ذکر نہیں کیا۔

حدیث (۴۴۹۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَنَسِؓ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَثَابِتَ بْنَ قَيْسٍؓ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهٖ مُنَكِّسًارَأْسَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَاشَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو گم پایا اور اس کے متعلق پوچھا تو ایک آدمی نے کہا کہ میں آپؐ کے لئے اس کی خبر لیکر آتا ہوں۔ چنانچہ اس کے پاس گئے۔ تو دیکھا وہ گھر میں بیٹھے ہیں۔ اور اپنے سر کو جھکائے ہوئے ہیں۔ پوچھا تمھارا کیا حال ہے اس نے کہا برا حال ہے۔ کہ وہ تو اپنی آواز کو جناب نبی اکرم ﷺ کی آواز پر بلند کرتے تھے جس کی وجہ سے اس کے اعمال

فَاتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰى فَرَجَعَ اِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ......

ضائع ہو گئے۔ اور وہ اہل نار میں سے ہو گیا تو وہ آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا حضرت اس نے اس اس طرح کہا ہے۔ موسیٰ راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص دوسری مرتبہ ایک بہت بڑی خوش خبری لیکر اس کی طرف واپس لوٹا۔ کہ آپؐ نے اس سے فرمایا اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تم جہنمیوں میں سے نہیں ہو بلکہ تو اہل جنت میں سے ہے۔

باب قوله اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

حديث (۴۴۹۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِؓ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُؓ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ مَا اَرَدْتَ اِلَيَّ اَوْ اِلَّا خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُؓ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ ذٰلِكَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حَتَّى انْقَضَتْ...

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ خبر دیتے ہیں کہ قبیلہ بنو تمیم کا ایک قافلہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ حضرت قعقاع بن معبد کو ان پر امیر مقرر فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بلکہ اقرع بن حابسؓ کو امیر بنائیے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ تم نے تو میری مخالفت کا ارادہ کر رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ بہر حال دونوں جھگڑ پڑے یہانتک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یاایھاالذین آمنوا لاتقدموا بین یدی الله ورسوله یہانتک کہ آیت ختم ہو گئی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ امام بخاریؒ نے باب باندھا لیکن اس کے مطابق روایت نہیں لائے۔ شاید ان کی شرط کے مطابق روایت نہیں ملی اسلئے حدیث کو ذکر نہیں کیا۔ اسلئے محض باب قوله تعالى ولوا انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم آیت کو ذکر کر دیا۔

سُوْرَةُ قٓ

رَجْعٌ بَعِيْدٌ رَدٌّ فُرُوْجٍ فُتُوْقٍ وَاحِدُهَا فَرْجٌ وَرِيْدٌ

ترجمہ۔ رجع بعید دنیا کی طرف لوٹنا بعید ہے نہیں ہونے والا

فِیْ حَلْقِهٖ وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَاتَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ تَبْصِرَةً بَصِیْرَةً حَبَّ الْحَصِیْدِ الْحِنْطَةُ بَاسِقَاتٍ الطِّوَالُ اَفَعَیِیْنَا فَاَعْیٰی عَلَیْنَاوَقَالَ قَرِیْنُهُ الشَّیْطَانُ الَّذِیْ قُیِّضَ لَهٗ فَنَقَّبُوْا ضَرَبُوْااَوْاَلْقَی السَّمْعَ لَایُحَدِّثُ نَفْسَهٗ بِغَیْرِهٖ حِیْنَ اَنْشَاءَ کُمْ وَاَنْشَا خَلْقَکُمْ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ رَصَدٌ سَائِقٌ وَشَهِیْدٌ اَلْمَلَکَیْنِ کَاتِبٌ وَشَهِیْدٌشَهِیْدٌشَاهِدٌ بِالْقَلْبِ لُغُوْبِ النَّصَبُ وَقَالَ غَیْرُهٗ نَضِیْدٌ الْکُفُرّٰی مَادَامَ فِیْ اَکْمَامِهٖ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهٗ عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ اَکْمَامِهٖ فَلَیْسَ بِنَضِیْدٍ فِیْ اَدْبَارِ النُّجُوْمِ وَاَدْبَارِالسُّجُوْدِ کَانَ عَاصِمٌ یَفْتَحُ الَّتِیْ فِیْ قٓ وَیُکْسِرُا لَّتِیْ فِی الطُّوْرِ وَتُکْسَرَ اِنِ جَمِیْعًاوَتُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَوْمَ الْخُرُوْجِ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ ....

فروج چیر اس کا واحد فرج ہے۔ حبل الورید۔ ورید گلے کی رگ ہے اور حبل گردن کی رگ ہے مجاہد فرماتے ہیں ما تنقص الارض یعنی زمین انکی ہڈیاں نہیں کھائیگی۔ تبصرة بصیرت عبرت۔ حب الحصید کٹی ہوئی کھیتی کا دانہ گندم۔ باسقات لمبی کھجوریں۔ افعیینا اعیا عاجز کرنا۔ یعنی کیا ہم پر دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے۔ قرینہ سے وہ شیطان مراد ہے جو انسان کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ فنقبوا فی البلاد۔ شہروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ القی السمع۔ جو کسی دوسرے کی بات نہ کرے بلکہ توجہ سے بات سنے۔ حین انشاکم۔ خلقکم۔ رقیب عتید تاڑ رکھنے والا مستعد۔ سائق وشھید دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا۔ دوسرا قلب وغیب کی گواہی دینے والا۔ لغوب تھکاوٹ۔ غیر مجاہد کی تفسیر ہے نضید تہ بہ تہ وہ کھجور کی پھول کی کلی جو لفافہ کے خول میں ہوتی ہے۔ وہ لفافہ کے خول کے اندر ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب لفافہ سے نکل آئے تو پھر تہ بہ تہ نہیں رہتی پھیل جاتی ہے۔ فی ادبار النجوم وادبار السجود۔ ستاروں کے پیچھے اور سجدوں کے بعد حضرت عاصم قاری سورۃ ق میں تو فتح کے ساتھ پڑھتے تھے اور سورۃ طور میں کسرہ کے ساتھ اور دونوں پر کسرہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور نصب بھی پڑھی جاتی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ یوم الخروج جس دن لوگ قبروں سے باہر نکلیں گے۔

باب قوله وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ

حدیث (۴۴۹۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ. عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یُلْقٰی فِی النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جہنم میں لوگ پھینکے جائیں گے اور وہ کہے گی کیا کوئی اور زیادہ ہے۔ یہاںتک کہ اللہ تعالےٰ اپنا قدم اس میں رکھ دینگے تو وہ بولے گی بس بس۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ بعض حضرات نے یضع قدمہ کے مجازی معنی مراد لئے ہیں۔ کہ جب باری تعالے اس کی تذلیل کریں گے تو اس وقت اسے کچھ نہیں ملے گا۔ قدم رکھنا ذلیل کرنا۔ اور بعض نے کہا قدم ایک مخلوق ہے جس کو باری تعالے جہنم کیلئے مقرر کریں گے۔ جس سے اس کا پیٹ بھر جائیگا۔ خواہ وہ اس وقت کی پیدا شدہ ہو یا اس سے پہلے کی۔ یہ مجاز لغوی ہوگا۔ تیسرے معنی حقیقی ہیں کہ باری تعالے کے لئے قدم ہے۔ کما یلیق بشانہ کاقدامنا جیسے باری تعالے کے لئے وجہ۔ ید عین۔ ساق وغیرہ ہیں۔ کما یلیق بشانہ لا کو جو ھنا وایدینا واعیننا۔ کیونکہ ہم مخلوق میں بھی ہاتھ۔ آنکھ کان۔ قدم وغیرہ ایک قسم کے نہیں ہوتے بلکہ کما یلیق بشان المخلوق ہوتے ہیں طویل آدمی کے ہاتھ اس کے مناسب ہوتے ہیں۔ اسی طرح دراصل باری تعالے کے لئے قدم ہیں۔ لیکن جب باری تعالے کی حقیقت کو نہیں جانتے تو اس کے قدم کی حقیقت کو کیسے جان سکتے ہیں۔ باری تعالے اس کو اپنے قدم سے دبالینگے تو دوزخ بھر جائیگی اور قط قط کہنے لگے گی۔

حدیث (۴۴۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی الْقَطَّانُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ رَفَعَهٗ وَاَكْثَرُ مَا كَانَ یُوْقِفُهٗ اَبُوْسُفْیَانَ یُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ فَیَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَدَمَهٗ عَلَیْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ ....

ترجمہ حضرت ابو ھریرۃؓ اس حدیث کا رفع کرتے ہیں اور راکثر ابو سفیان ان سے موقوف حدیث بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جہنم سے کہا جائیگا کہ کیا تو بھر گئی۔ تو وہ کہے گی کیا کچھ اور زیادہ ہے تو رب تبارک وتعالے اپنا قدم اس پر رکھدینگے تو وہ کہے گی بس بس ۔

حدیث (۴۴۹۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِیَ لَایَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِیءُ حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ قَطِ فَهُنَالِكَ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہشت اور دوزخ نے باہمی جھگڑا کیا بس جہنم نے کہا کہ مجھے تو مغرور اور جابر لوگوں پر مسلط کیا گیا بہشت کہے گی کہ میرے اندر تو صرف کمزور اور رذیل لوگ داخل ہوں گے اللہ تبارک وتعالی نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحمت کرتا ہوں۔ اور جہنم سے فرمایا کہ تو تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو میں چاہوں عذاب دیتا ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے بھر دینا ہوگا پس جہنم اس وقت تک پُر نہیں ہوگی جبتک اللہ تعالے

تَمْلَتِئْ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَلَايَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّاالْجَنَّةَ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا . . .

اس میں اپنا پاؤں نہیں رکھیں گے جس پر وہ کہیگی بس بس۔ پس وہ اس وقت بھر جائیگی اور اس کا بعض حصہ بعض کی طرف مڑ جائیگا

اللہ تعالے اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم نہیں کریگا۔ اور جنت کے لئے اللہ تعالے نئے سرے سے ایک مخلوق پیدا کریگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔۱۹۔۷۱۔۵ لایدخلنی الاضعفأالناس ۔اس جگہ دونوں کا جھگڑا پورے طریقہ پر بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ جنت کے مقالہ میں جو کچھ ذکر ہوا وہ محاجۃ نہی بلکہ وہ عجزوانکساری کی خبر دیتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کا یہ مقالہ علومکان پر دلالت کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ اس کے ضعف اور غرباء ملوک اور جبابرہ بنادیے جائیں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مالی لایدخلنی۔ یہ اپنی عاجزی اور دوسرے کے غلبہ کا اعتراف ہے۔ محاجۃ کی تو یہ شان نہیں ہوا کرتی۔ بنابریں قطب گنگوہیؒ نے جو محاجۃ کی توجیہ بیان فرمائی ہے۔ وہ صحیح اور واضح ہے۔ اس صورت میں ہر ایک۔ ایک دوسرے پر غلبہ کا دعوی کریگا۔ میرے نزدیک یوں کہنا مناسب ہوگا۔ کہ جھنم نے متکبرین کی طرح گفتگو کی کہ میں ایسا میں ایسا۔ اور جنت نے متواضعین کا طریقہ اختیار کیا۔ کیونکہ وہ متواضعین کا ٹھکانا ہے۔ اور کوکب میں شیخ گنگوہیؒ نے یوں فرمایا۔ کہ ہر ایک اپنی عظمت بتلائیگی کہ ضعفا بڑے بنا کر مجھ میں داخل کئے جائیں گے۔ اور جھنم کہے گی کہ میں کبریٰ ہوں اس لئے کہ میرے اندر کبراء اور ضعفاء دونوں ہونگے۔ تو دونوں میں اللہ تعالے فیصلہ فرمائیں گے۔ کہ تم دونوں کو فضیلت جزئیہ حاصل ہے۔

باب قوله فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ

حدیث (٤٤٩٦) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَاتُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَاقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَءَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ الحديث . . . . . .

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک رات جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے چودھویں رات کے مکمل چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ بے شک عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح کہ اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ کہ کوئی اس کے دیکھنے میں کوئی دھکا پیل نہیں پس اگر تم کر سکتے ہو تو سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے کے بعد کی نماز پر مغلوب نہ ہو جائے۔ تو ایسا کرلو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ .

حدیث (٤٤٩٧) حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَهُ اَنْ يُّسَبِّحَ فِيْ اَدْبَارِ الصَّلٰوتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ وَاِدْبَارَ السُّجُوْدِ........

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہیں جناب نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام نمازوں کی ادائیگی کے بعد تسبیح سبحان اللہ پڑھا کریں اور یہی ادبار السجود کی مراد ہے۔

سُوْرَةُ وَالذَّارِيَاتِ

وَقَالَ عَلِيٌّ الرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهُ تَذْرُوْهُ تُفَرِّقُهُ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ تَاْكُلُ وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ فَرَاغَ فَرَجَعَ فَصَكَّتْ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهِ جَبْهَتَهَا وَالرَّمِيْمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَ وَدِيْسَ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اَيْ لَذُوْسَعَةٍ وَكَذٰلِكَ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ يَعْنِي الْقَوِيَّ زَوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى وَاخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلْوٌ وَحَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ اِلَيْهِ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ مَا خَلَقْتُ اَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ اَهْلِ الْفَرِيْقَيْنِ اِلَّا لِيُوَحِّدُوْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوْا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِاَهْلِ الْقَدَرِ وَالذَّنُوْبُ الدَّلْوُ الْعَظِيْمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَرَّةٍ صَيْحَةٌ ذَنُوْبًا سَبِيْلًا الْعَقِيْمُ الَّتِيْ لَا تَلِدُ

ترجمہ۔ علیؓ فرماتے ہیں کہ الذاریات سے ہوائیں مراد ہیں۔ اور غیر علی کا کہنا ہے۔ تذروہ وہ ہوائیں اسے جدا کرتی ہیں تتر بتر کر دیتی ہیں۔ فی انفسکم اپنے اندر غور نہیں کرتے۔ کہ ایک سوراخ منہ سے کھاتے ہو پیتے ہو۔ لیکن پیشاب پاخانہ دو الگ الگ راستوں سے نکلتا ہے۔ رجع بمعنے لوٹے۔ صکت اپنی انگلیوں کو جمع کر کے مکا بنا کر پیشانی پر مارا۔ رمیم زمین کی وہ انگوری جب سوکھ جائے۔ یا گاہ دی جائے۔ انا موسعون بیشک ہم فراخی والے ہیں۔ اسی طرح علے الموسع قدرہ میں موسع بمعنے قوی کے ہے۔ زوجین نر و مادہ اور رنگوں کا مختلف ہونا۔ میٹھا اور کھٹا۔ بھی زوجین ہیں۔ ففروا اللہ کے عذاب کی طرف سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاؤ۔ الا لیعبدون۔ یعنی دونوں فریق میں سے نیک بختوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اللہ کی توحید بیان کریں۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ان کو پیدا کیا تاکہ عبادت کا کام کریں۔ اب بعض نے کیا اور بعض نے چھوڑ دیا تو ان دو تاویلوں کے بعد قدریہ معتزلہ کے لئے آیت حجت نہ رہی

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحُبُكُ اسْتِوَاءُهَا وَحُسْنُهَا فِيْ غَمْرَةٍ فِيْ ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادُوْنَ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوْا وَقَالَ مُسَوَّمَةً مُعَلَّمَةً مِنَ السِّيْمَا ......

الذنوب بڑے ڈول کو کہتے ہیں۔ مجاہد کی تفسیر ہے صرۃ چنگھاڑ ذنوبا راستہ۔ العقیم وہ عورت جو بچہ نہ جنے (بانجھ) اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ کہ حبک سے مراد اس کا برابر ہونا۔ خوبصورت ہونا۔ فی غمرۃ سے گمراہی مراد ہے جس میں وہ سرکشی کرتے ہیں۔ اور غیر ابن عباسؓ کی تفسیر ہے تواصوا۔ کہ موافقت کرتے ہیں اور کہا مسومۃ علامت زدہ یہ سیما بمعنے علامت سے ماخوذ ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ ماخلقت الجن والانس الالیعبدون اس حصر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ہر ایک کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو چاہیے کہ اس کے علاوہ کوئی کام نہ کریں کیونکہ علت اور معلول کا یہی تقاضہ ہے۔ حالانکہ بہت سے لوگ عبادت نہیں کرتے۔ تو باری تعالے کے ارادہ کا خلاف ہوا جو کسی کی مجال نہیں ہے۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ الجن والانس میں الف لام عہد کا ہے۔ ای ماخلقت اھل السعادت من الجن والانس۔ یعنی جن اور انس میں جو اہل سعادت ہیں وہ عبادت کریں گے۔ ہر جن اور انس کو عبادت کے لئے نہیں بنایا۔ بلکہ اہل السعادت عبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اب تلازم باقی رہا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ خلق دو قسم ہے۔ ا۔ خلق جبلہ واختیار اور دوسرا خلق تکلیف اور اختیار یعنی امتحان ہے۔ جب باری تعالے کسی کی جبلت پیدا کرتے ہیں تو اس میں تخلف نہیں ہوتا۔ بلکہ جیسے آگ کو جس طبیعت پر پیدا کیا ہے وہ کام کریگی۔ آگ کو جلانے کے لئے۔ پانی کو تری کے لئے پیدا کیا۔ اب آگ سے پانی کا کام نہیں ہو سکتا اور پانی سے آگ کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس جبلہ الھیہ کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ اور دوسرا خلق امتحان واختیار کے لئے ہے کہ ہم احکام جاری کر کے امتحان لینا چاہتے ہیں۔ تو خلق جبلہ میں تکلیف نہیں البتہ خلق اختیار کے اندر تکلیف ہے کہ فعل بعضھم وترک بعضھم معتزلہ نے اس آیت سے تین باتوں پر استدلال کیا۔ معتزلہ کہتے ہیں۔ کہ ارادہ مشیتہ۔ رضا۔ امر۔ خلق اور محبت یہ چھ چیزیں متعلق بالخیر ہوتی ہیں۔ اہلسنت والجماعت کہتے ہیں کہ محبت۔ امر۔ رضا۔ یہ تو خیر کے ساتھ متعلق ہیں۔ لیکن ارادہ مشیت اور خلق ان کا تعلق خیر اور شر دونوں سے ہوتا ہے۔ جس پر بکثرت آیات دلالت کرتی ہیں۔ تو معتزلہ نے ان چھ چیزوں کو مخصوص بالخیر کر لیا۔ اور کہا کہ شر موجود ہے لیکن باری تعالے کے ارادہ سے نہیں ہے۔ بلکہ بندے کے ارادہ سے وجود میں آیا۔ آیت سے استدلال کرتے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالے نے جن اور انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اور عبادت فعل خیر ہے۔ امام بخاریؒ نے اس آیت کی دو توجیہیں کی ہیں۔ کہ آیت اہل سعادۃ کے ساتھ مختص ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ خلق تو اس کے لئے ہے۔ اب کوئی کرے نہ کرے اس کا اختیار ہے۔ تو اس طرح آیت معتزلہ کا متدل نہ بن سکیگی۔ کیونکہ باری تعالے نے اہل سعادۃ سے ارادہ خیر کیا ہے۔ اگر استغراق ہوتا تو پھر تمھاری دلیل بن سکتی یا خلق تکلیف محض عبادت کے لئے ہے۔ ارادہ تکوین اس کے لئے نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ معتزلہ کا یہ ہے کہ افعال باری تعالی معلل بالاغراض ہوتے ہیں۔ لیعبدون کی لام تعلیل اس پر دال ہے۔ اہلسنت والجماعۃ کہتے ہیں کہ باری تعالی کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہیں۔

کیونکہ غرض تب ہوتی ہے جبکہ اس کے حصول کے واسطے فعل کو کیا جائے۔ اور ہر چیز کی علۃ غایہ لدی الاحتیاج ہوتی ہے۔ اور باری تعالے ہر چیز سے مستغنی ہیں۔ واللہ غنی وانتم الفقراء تو باری تعالے کسی چیز کے محتاج نہیں۔ اگرچہ افعال باری تعالے حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتے یہ اور بات ہے۔ تو اہلسنت والجماعۃ نے لزوم غرض کا انتفاء کیا۔ حکمت اور ثمرہ کی نفی نہیں کرتے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ العبد خالق لافعالہ کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ اہلسنت والجماعۃ کا مسلک ہے کہ بندہ کسی فعل کا خالق نہیں معتزلہ نے آیت سے استدلال کیا کہ لیعبدون میں عبادت کی نسبۃ عباد کی طرف کی گئی ہے۔ لھذا وہ خالق ہوا۔ اہلسنت والجماعۃ فرماتے ہیں۔ کہ نسبت کسب کے اعتبار سے ہے خلق کے اعتبار سے نہیں۔ خالق اللہ ہے۔ کاسب بندہ ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ الا لیعبدون ۱۹/۷-۱۹ دونوں تاویلوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی توجیہ میں جن اور انس سے صرف اہل سعادت اور صلحاء مراد ہیں۔ اور دوسری تاویل میں اگرچہ عام مراد ہے۔ لیکن بدبخت لوگ وہ کام نہ کر سکے جو ان سے چاہا گیا تھا۔

ولیس فیہ حجۃ لاہل القدر ۱۹/۷-۳۰ اہل قدر اس کے قائل ہیں۔ کہ شر بغیر ارادۂ الٰہی کے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اور یہ کہ شر اللہ کی مخلوق نہیں ہے۔ یہ آیت انکی حجۃ اس لئے نہیں بن سکتی۔ کہ کسی چیز کا مراد نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ مخلوق نہ ہو۔ تو شر مخلوق ہے لیکن مراد نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ آیت کو تخصیص پر محمول کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ غیر عابدین موجود ہیں۔ اگر ظاہر پر حمل کریں تو علۃ اور معلول میں تنافی ہوگی۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ پہلی تاویل میں لفظ عام ہے۔ مراد خصوص ہے۔ یعنی اہل سعادت مراد ہیں اور دوسری تاویل میں عموم باقی ہے۔ لیکن بمعنی استعداد کے ہے۔ کہ اللہ تعالے نے ان میں عبادت کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔ اب کوئی کرے نہ کرے یہ اس کا اختیار ہے جیسے کہتے ہیں البقرہ مخلوقۃ للحرث بیل کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کبھی بیل ایسے ہوتے ہیں جو کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ باربرداری کرتے ہیں۔ لیس فیہ حجۃ لا ھل القدر جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خلق سے مراد خلق تکلیف واختیار ہے خلق جبلہ نہیں۔ معتزلہ نے آیت سے استدلال کیا ہے۔ کہ ارادہ الٰہی کا تعلق اس سے نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا کسی چیز سے معلل ہونا۔ یہ اس کو مستلزم نہیں کہ وہ مراد بھی ہو۔ یا یہ کہ غیر مراد نہ ہو۔ اور اس عبارت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ افعال باری تعالے ضرور معلل ہوتے ہیں جیسے لیعبدون سے سمجھا جاتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ کسی مقام پر تعلیل کا واقع ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ تعلیل ہو۔ ہم بھی جواز تعلیل کے قائل ہیں لیکن وجوب تعلیل کے نہیں۔ اور تیسرا مسئلہ تھا کہ بندوں کی طرف عبادت کی نسبۃ سے معلوم ہوا کہ افعال مخلوقہ للعباد ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ عباد کی طرف نسبۃ کسب کے اعتبار ہے۔ خلق کے اعتبار سے نہیں ہے۔ آیت کے اندر اور تاویلات بھی ہیں جن کو مطولات میں ذکر کیا گیا ہے۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ اہل السعادۃ کی تخصیص معتزلہ کے شبہ کو زائل کرنے کے لئے ہے۔ کہ جب اللہ تعالے نے سب کو توحید کے لئے پیدا کیا تو بعض مشرک کیوں ہیں۔

تو یہ خلاف غرض باری کے ہوا جو معلوم یہ ہوا کہ عباد اپنے افعال اختیاریہ کے خالق ہیں۔ اللہ کا ان میں دخل نہیں۔ جواب یہ دیا کہ آیت اہل سعادت کے بارے میں ہے جن سے توحید کا تخلف ممکن نہیں۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

وَقَالَ قَتَادَةُ مَسْطُوْرٍ مَكْتُوْبٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الطُّوْرِ الْجَبَلُ فِي السَّرْيَانِيَّةِ رَقٍّ مَنْشُوْرٍ صَحِيْفَةٍ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سَمَاءٌ وَالْمَسْجُوْرِ الْمُوْقَدِ وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ مَاءُ هَا فَلَا يَبْقٰى فِيْهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلَتْنَاهُمْ نَقَصْنَاهُمْ وَقَالَ غَيْرُهُ تَمُوْرُ تَدُوْرُ اَحْلَامُهُمْ الْعُقُوْلُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْبَرُّ اللَّطِيْفُ كِسْفًا قِطْعًا الْمَنُوْنُ الْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ يَتَنَازَعُوْنَ يَتَعَاطَوْنَ ......

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں مسطور کا معنی لکھا ہوا مجاہد فرماتے ہیں کہ طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ رق منشور سے دستاویز مراد ہیں۔ السقف المرفوع آسمان ہے المسجور کا معنی دہکایا ہوا اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ سمندروں کو اسقدر دہکایا جائیگا۔ کہ ان کا پانی چلا جائیگا۔ اور انکے اندر ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ مجاہد فرماتے ہیں التناھم کم کر دیا۔ اور غیر مجاہد کی تفسیر ہے کہ تمور کے معنی گھومتی ہے احلاھم عقلیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں البر کے معنی باریک کے ہیں۔ کسفا کے معنی ٹکڑا۔ ریب المنون میں منون بمعنے موت اور غیر ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یتنازعون ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔

حدیث (۴۴۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ. فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَءُ بِالطُّوْرِ ....

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں بیمار رہتی ہوں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم سوار ہو کر لوگوں سے پیچھے ہٹ کر طواف کرو۔ پس میں نے طواف کیا تو آپ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے ایک کونے میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جس میں سورۃ الطور پڑھتے تھے۔

حدیث (۴۴۹۹) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپؐ مغرب کی نماز میں

يَقْرَءُ فِيْ الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوْا السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَايُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَ هُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ كَادَ قَلْبِيْ اَنْ يَّطِيْرَ قَالَ سُفْيَانَ .... لَمْ اَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِيْ قَالُوْالِيْ

سورہ طور پڑھ رہے تھے جب آپؐ اس آیت تک پہنچے۔ ترجمہ کیا یہ لوگ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا کیے گئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔ یا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں۔ یا یہ داروغے مقرر ہوئے ہیں۔ قریب تھا کہ میرا دل اڑ جاتا ہے۔ سفیان اپنی سند سے بتاتے ہیں۔ کہ یہ زیادتی میں نے نہیں سنی۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذُوْمِرَّةٍ ذِيْ قُوَّةٍ قَابَ قَوْسَيْنِ حَيْثُ الْوَتَرِ مِنَ الْقَوْسِ ضِيْزٰى عَوْجَاءُ وَاَكْدٰى قَطَعَ عَطَاءَ هٗ رَبُّ الشِّعْرٰى هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءَ الَّذِيْ وَفّٰى وَفِيْ مَافُرِضَ عَلَيْهِ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ سَامِدُوْنَ الْبَرْطَمَةُ هُوَ ضَرْبٌ مِنَ اللَّهْوِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَفَتُمَارُوْنَهٗ اَفَتُجَادِلُوْنَهٗ وَمَنْ قَرَءَ اَفَتَمْرُوْنَهٗ يَعْنِيْ اَفَتَجْحَدُوْنَهٗ مَازَاغَ الْبَصَرُ بَصَرُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَاطَغٰى وَلَاجَاوَزَ مَارَاٰى فَتَمَارَوْا كَذَّبُوْا وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَاهَوٰى غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ اَغْنٰى وَاَقْنٰى اَعْطٰى فَاَرْضٰى ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ذومرتین میں مرہ بمعنے قوت کے ہے۔ قاب قوسین کمان کی تانت جہاں ہوتی ہے۔ ضیزی ٹیڑھی بھونڈی۔ اکدی اس کا دینا بند کر دیا۔ رب الشعری جوزاء ستارے کی گذرگاہ ہے۔ الذی وفی یعنی جو احکام آپؐ پر فرض کیے گئے ان کو پورا کر دیا۔ ازفت الازفہ قریب آنے والی قیامت قریب آگئی۔ سامدون ایک قسم کا کھیل کھیلنے والے ہیں۔ اور عکرمہ فرماتے ہیں کہ حمیری زبان میں گانا شروع کر دیتے۔ ابراھیم نے کہا۔ افتمارونہ کیا تم آپؐ سے جھگڑتے ہو۔ اور جن لوگوں نے اسے افتمرونہ پڑھا اس کا معنی کہ تم انکار کرتے ہو۔ مازاغ البصر۔ آنکھ محمد ﷺ کی نہیں پھری وماطغی اور جس چیز کو دیکھا اس سے آگے نہیں بڑھی بلکہ وہیں جم کر رہ گئی۔ فتماروا جھٹلایا۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ اذاھوی

غائب ہو گیا۔ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے اغنی واقنی لف نشرعہ کے مطابق ہے۔ کہ اتنا دیا کہ راضی کر دیا۔

حدیث (۴۵۰۰) حَدَّثَنِیْ یَحْیٰ عَنْ مَسْرُوْقٍؒ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَۃَؓ یَا اُمَّتَاہُ ھَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ مِمَّا قُلْتَ اَیْنَ اَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مِنْ حَدَّثَکَھُنَّ فَقَدْ کَذَبَ مَنْ حَدَّثَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّہٗ فَقَدْ کَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ. وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا وَمَنْ حَدَّثَکَ اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَدْ کَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَنْ حَدَّثَکَ اَنَّہٗ کَتَمَ فَقَدْ کَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَلٰکِنَّہٗ رَاٰی جِبْرَائِیْلَ فِیْ صُوْرَتِہٖ مَرَّتَیْنِ۔

....

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ اے امی جان! کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جو کچھ تو نے کہا ہے اس سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کہاں ہے۔ تو ان تین باتوں سے یعنی بہت دور ہے جو شخص یہ باتیں تمھیں بیان کرے اس نے جھوٹ کہا جو تجھے حدیث بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے جھوٹ کہا۔ پھر دلیل میں یہ آیت پڑھی ترجمہ۔ اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پالیتا ہے۔ وہ باریک بین اور خبر دار ہے۔ دوسری آیت۔ ترجمہ کہ کسی انسان کے لائق نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالے اس سے ہم کلام ہو سوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے۔ دوسری یہ بات جو تمھیں بیان کرے کہ کل کی بات کو آپؐ جانتے ہیں۔ تو اس نے بھی جھوٹ کہا پھر اس کی تائید میں یہ آیت پڑھی ترجمہ کوئی جی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائیگا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جو تمھیں بتلائے کہ آپؐ نے کوئی چیز چھپالی تو اس نے جھوٹ کہا۔ کیونکہ آپؐ کو تو حکم ہے اے رسول جو کچھ آپؐ کی طرف نازل ہوا اسے پہنچاؤ۔ لیکن آپؐ نے جبرائیلؑ کو دو مرتبہ اپنی اصل شکل میں دیکھا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ سورۂ نجم کی ان آیات کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا ہے۔ باری تعالے کو نہیں دیکھا۔ ایک جماعت جن میں حضرت عائشہؓ اور ابن مسعودؓ بھی شامل ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ یہ دنو۔ تدنی یعنی قریب ہونا اور لٹکنا۔ یہ حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ ہے۔ آپؐ نے جبرائیلؑ کو ہزار ہا بار دیکھا لیکن وہ کبھی آدمی کی شکل میں آتے تھے۔ کیونکہ فرشتہ اور جن میں اللہ تعالے نے یہ طاقت رکھی ہے۔ کہ وہ جس شکل میں آئیں متشکل ہو سکتے ہیں۔ اور کبھی فرشتہ کی شکل میں آتے تھے۔ آپؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو اپنی اصلی ملکوتی شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک زمانہ فترت میں جبکہ وحی کا انقطاع ہوا۔ دوسرے لیلۃ المعراج میں اصلی شکل میں دیکھا۔ کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ جن کی وجہ سے افق کو گھیر رکھا تھا۔ فاوحی الی عبدہ میں عبدہ سے عبداللہ مراد ہے۔ اگر عبدہ کی ضمیر جبرائیلؑ کی طرف راجع ہو تو صحیح نہیں ہے۔ جبکہ دنی اور تدلی کی ضمیر جبرائیلؑ کی طرف راجع ہے۔ تو عبداللہ کی ضمیر غیر مذکور

کی طرف راجع ہوگی۔ جو متعین فی الاذھان ہے۔ جیسے توارت بالحجاب میں شمس مراد ہے۔ الغرض ان سب آیات کے اندر جبرائیلؑ کا دیکھنا مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ مطلقا رؤیۃ باری تعالے کا منع کرتی ہیں۔ جب ان کے بھانجے عروہ نے پوچھا تو فرمانے لگیں۔ قف شعری مما قلت۔ جو کہ قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے لاتدرکہ الابصار...... لیکن ایک طائفہ صحابہ کرامؓ کا جن میں ابن عباسؓ وغیرہم ہیں۔ وہ ان کے خلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جبرائیلؑ کو نہیں بلکہ آپؐ نے باری تعالے کو دیکھا ہے۔ خلۃ ابراھیم کو دی گئی۔ ہمکلامی کا شرف موسیٰؑ کو نصیب ہوا اور رؤیت آنحضرت ﷺ کو عنایت فرمائی۔ توجب صحابہ کرام میں اختلاف ہے۔ تو ہم کون فیصلہ کرنے والے ہیں اور کس کا اتباع کریں حالانکہ حکم باہیم اقتدیتم اھتدیتم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔۔ متعدد آیات ان کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں۔ بنابریں جب کسی مسئلہ میں ان کا اختلاف ہو تو ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم کسی کا تخطیۃ کریں۔ جبکہ ایک طرف ابن عباس جیسا حبر الامۃ ہو جو رئیس المفسرین کے خطاب سے صحابہ میں مشہور ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت عائشہؓ اور ابن مسعودؓ ہیں۔ انکی جلالت شان بھی واضح ہے۔ تو تخطیۃ نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ ترجیح دی جاسکتی ہے۔ تو اب بحث وقوع رؤیۃ باری تعالے میں ہوئی۔ کیونکہ اہلسنت والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ رؤیۃ باری تعالے ان آنکھوں سے ممکن ہے۔ معتزلہ اور خوارج اسے غیر ممکن کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک رؤیۃ کے لئے چند شرائط ہیں۔ ۱۔ مرئی کا کثیف ہونا۔ اگر مرئی لطیف ہو۔ اگرچہ وہ مادی کیوں نہ ہو اس کی رؤیۃ نہیں ہوسکتی۔ جیسے ہوا ہے اس کی رؤیۃ نہیں باری تعالے کی لطافت کے تو کیا کہنے؟ وہ توسب سے بڑھی ہوئی ہے۔ ملائکہ کی لطافۃ ان سے کم ہے۔ بعد ازاں جنات اور پھر ہوا لطیف ہے یہ نظر نہیں آتے۔ ۲ مرئی کا کچھ بعید ہونا۔ غایۃ درجہ کا قرب اور بعد مانع رؤیۃ ہے جیسے قرب کی وجہ سے آنکھ اپنی بینائی اور پلکوں کو نہیں دیکھ سکتی۔ ایسے غایت بعد بھی نہ ہو۔ بلکہ قرب اور بعد کے درمیان توسط ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ نور اور روشنی موجود ہو۔ اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آئیگا۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ مرئی مکانی ہو۔ باری تعالے ان سب سے منزہ ہیں۔ بلکہ وہ تو تمام اعراض وجواہر سے منزہ ہیں۔ اور اقرب الی حبل الورید ہیں اسی طرح وہ مکانی بھی نہیں ہیں۔ ان شرائط کے تحت معلوم ہوا کہ رؤیۃ باری تعالے مستحیل ہے۔ نہ دنیا میں ہوسکتی اور نہ آخرت میں ممکن ہے۔ آیات اور روایات ان کے نزدیک سب محول عن الظاہر یعنی پھیری ہوئی ہیں البتہ اشاعرہ۔ ماتریدیہ اور محدثین سب کے سب امکان رؤیۃ کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں رؤیۃ نام ہے اس علم کا جو عادی طور پر ان اشیاء کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ یہ شرائط عقلیہ نہیں بلکہ عادیہ ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں **الرؤیۃ نوع من العلم یحصل فینا عادۃ عقب فتح العین حذاء شئ مادی ذی لون کثیف اذاکان بینھا وبینہ مسافۃ متوسطۃ وکان ھنالک نور یعنی رؤیتہ** ایک قسم کا علم ہے۔ جو عادۃ ہمارے اندر آنکھ کھولنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ مادی چیز کے سامنے ہو۔ جو رنگ والی اور کثیف اور لطیف ہو۔ جبکہ اس کے اور ہمارے درمیان درمیانی فاصلہ ہو۔ اور وہاں روشنی بھی ہو۔ اور جو چیزیں عادی ہوتی ہیں ان کے لئے عقلی لزوم نہیں ہوتا۔ وجہ یہ ہے کہ باری تعالے ہمیں دیکھتے ہیں۔ اور وہ حدقہ عین مکاں مادہ وغیرہ سب سے منزہ ہیں ۔ اگر رؤیۃ کے لئے یہ چیزیں ضروری ہوئیں تو باری تعالے کے دیکھنے کا انکار کیا جاتا حالانکہ وہ تو دیکھتے ہیں سمیع بصیر ہیں۔ اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ پھر فرشتہ ہمیں دیکھتا ہے۔

اوروہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ لطیف ہیں کثیف نہیں اس طرح جنات ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ اور فرشتے بھی انکو دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ شرائط عادیہ ہیں۔ عقلی نہیں۔ اگر باری تعالے یہ قوت رؤیۃ ہمارے کان میں پیدا کر دیتے تو ضرور ہم دیکھتے عین وغیرہ کا ہونا ضروری نہ ہوا اور حقیقت میں یہ آنکھیں روح کے اندر ہیں۔ یہ حدقہ (ڈھیلا) کی آنکھ تو اس عین روح کے لئے عینک ہے۔ اگر روح کی آنکھ کھلی ہوئی ہو۔ تو مشائیوں کی طرح چھ چھ سو میل کی چیز نظر آتی ہے۔ اور ایسے چین کا اندھا اندلس کے مچھر کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ روحانی بینائی ہے۔ اس پر کوئی استحالہ نہیں۔ چنانچہ ریاضت کرنے والوں کو خواہ وہ ہندو ہوں۔ یہ چیز حاصل ہے۔ کوئی اولیاء اللہ کی تخصیص نہیں۔ جوگی مشائی وغیرہ دیکھ سکتا ہے۔ کاندھلے کا واقعہ ہے۔ کہ شاہ عبدالرحیمؒ توجہ دے رہے تھے۔ لڑکوں نے ان کی نقل اتاری۔ ان کو بلا کر لایا گیا۔ جو لڑکا پیر بنا ہوا تھا۔ اس سے فرمایا کہ آنکھ بند کرو۔ تو وہ گھبرا کر اٹھا۔ حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں کہ قلب کے اندر ایک ایسی چیز اٹھی جس سے میں گھبرا کر اٹھا تو وہ لڑکا بیان کرتا تھا۔ کہ میں گھر میں لحاف کے اندر سویا ہوا تھا۔ تو مجھے درختوں کے پتے پتے دکھائی دیتے تھے۔ الحاصل اہلسنت والجماعۃ کا اتفاق ہے۔ کہ رؤیۃ کے لئے یہ شرائط عادیہ ہیں عقلیہ نہیں ہیں۔ اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ کہ آخرت میں جب انسانی قویٰ متغیر ہو جائیں گے۔ اور روح بدن سے منفصل ہوگی۔ جبکہ **اذالشمس کورت** کا تحقق ہوگا۔ تو علمت نفس ماقدمت واخرت۔ یعنی جب سورج لپیٹ لیا جائیگا تو ہر جی جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہے یا پیچھے چھوڑ آیا ہے اس کو جان لے گا تو قوی طاقتور ہو جائینگے۔ آج تو ہمیں کوئی چیز یاد نہیں رہتی۔ دوسرے خود اس دنیا میں ان قوی کے درمیان تفاوت ہے۔ چنانچہ عرب میں ایک عورت تھی جو کئی سو میل کے فاصلہ سے اشیاء کو دیکھ لیتی تھی اور اپنے قبیلہ کو خبر کرتی تھی۔ بنا بریں اہلسنت والجماعۃ کا اس پر بھی اتفاق ہے۔ کہ آخرت میں رؤیۃ باری تعالے کا وقوع ہونے والا ہے۔ آیات وروایات بکثرت اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور عاشق کے لئے یہ بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ دردمندے عشق را دارو بجز دیدار نیست۔ اس دنیا میں تو حجابات واقع ہیں۔ بیوی۔ بیٹا۔ ماں باپ وغیرہم حاجب ہیں۔ لیکن آخرت میں جب یہ سب حجابات منقطع ہوں گے۔ تو عاشق حقیقی مؤمن کو ضرور دیدار محبوب ہوگا۔ چنانچہ کفار کو ڈرایا گیا ہے۔ کلا انہم یومئذ لمحجوبون۔ کہ وہ کفار اس دن حجاب میں رکھے جائیں گے۔ عاشق کے لئے یہ کافی ہے کہ اسے محبوب نہ دکھایا جائے الغرض آخرت میں رؤیۃ باری کا وقوع ہوگا دنیا میں اس کا امکان ہے اگرچہ وقوع نہیں۔ چنانچہ موسی علیہ السلام نے فرمایا رب **ارنی انظر الیک** اگر رؤیۃ ممکن نہ ہوتی تو مستحیل کا سوال نہ کرتے۔ باری تعالے نے بھی جواب میں امکان کی نفی نہیں کی۔ لن اری نہیں فرمایا بلکہ فعلیۃ کی نفی فرمائی کہ لن ترانی تو ہرگز نہیں دیکھ سکتا اس پر زمخشریؒ نے کہا کہ حرف لن امکان کی نفی کرتا ہے جس پر علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب عقود الجمان میں لکھا ہے کہ زمخشریؒ کے مقولہ کی بہت سے اماموں نے تردید کی ہے۔ کہا ہے کہ حرف لن وقوع کی نفی کرتا ہے۔ امکان کی نفی نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ باری تعالے نے اپنی رؤیۃ کو معلق کر دیا **انظر الی الجبل ان استقر مکانه فسوف ترانی** کہ اگر پہاڑ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے اور استقرار جبل ممکن ہے۔ اور تعلیق بالممکن ممکن ہوتی ہے۔ باری تعالے وجود میں جمیع کائنات ظل ہے۔ جب اصلی چیز آجائیگی تو ظل معدوم ہو جائیگا باری تعالے کی تجلی کے بعد پہاڑ معدوم ہو گیا حضرت موسیٰ حواس باختہ ہو گئے۔ **خر موسی صعقا** بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

توامکان دنیا آخرت دونوں کا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کو بھی دنیا میں رؤیۃ ہوتی تو حضرت موسیٰ کے طور کی طرح کوئی چیز تحمل نہ کر سکتی۔ بنابریں آپ کو دنیا سے اٹھا کر ایسے عالم میں لے جایا گیا۔ جہاں کے قوی نہایت قوی ہیں کیونکہ وہاں کی چیزوں میں تغیر نہیں آتا۔ نیز! آپؐ کی طاقت کو بھی بڑھا دیا گیا۔ سینہ چاک کر کے قلب کو ملی ایمانا وحکمۃ کہ قلب ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ تو ایسے عالم میں جہاں کی چیزیں ظل نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہاں کوئی مکان ہے۔ اس جگہ رؤیت ہونے میں کیا استحالہ ہے۔ بنابریں ایک جماعت صحابہ کرام کے دور سے لیکر آجتک وقوع رؤیت باری کی قائل چلی آرہی ہے۔ امام حسن بصریؒ کعب احبار۔ امام احمدؒ اور اشاعرہ علے الاطلاق وقوع رؤیۃ کے قائل ہیں البتہ حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ وقوع رؤیۃ کے منکر ہیں۔ جو آیات اس پر دلالت کرتی ہیں ان کو رؤیۃ جبرائیل پر محمول کرتے ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری کی روایت مسلم میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں متردد ہیں. نورانی اراہ نور ہے میں کہاں دیکھ سکتا ہوں سے نفی معلوم ہوتی اور نورانی اراہ۔ نورانی ہیں میں نے دیکھا ہے اس سے اثبات معلوم ہوتا ہے۔ نور قوی نہ ہو جیسے چودھویں کے چاند کا تو اسے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور جو نور قوی ہو جیسے باری تعالے کا تو اسے نہیں دیکھا جاسکتا۔ اسلئے بعض علماء نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے۔ چنانچہ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اعتقادی ہے عملی نہیں ہے۔ روایات متعارضہ ہیں۔ جو آحاد ہیں ان سے اعتقادی مسئلہ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے توقف کرنا چاہئے۔ اصحاب امام احمدؒ اور دوسرے حضرات اثبات کے قائل ہیں۔ لیکن پھر ان میں اختلاف واقع ہوا۔ کہ آیا آپؐ نے قلب سے دیکھا یا آنکھ سے۔ قلب سے دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو باری تعالے کا علم ہو ابلکہ رؤیۃ سے علم مخصوصہ مراد ہے۔ جو کہ آنکھوں کے کھلنے اور شعاع کے مرئی پر پڑنے سے حاصل ہوتا ہے۔ تو اس رؤیت کو باری تعالے نے آپؐ کے قلب میں پیدا کر دیا تھا۔ اور محققین علماء فرماتے ہیں کہ قلب سے قلب صنوبری مراد نہیں بلکہ قلب روحانی مراد ہے۔ جس میں آنکھیں بھی ہیں۔ اور یہ صنوبری آنکھیں اس کا آلہ ہیں جو عینک کا کام دیتی ہیں۔ جب روح بدن سے نکل جاتی ہے۔ تو آنکھوں کے موجود ہونے کے باوجود دیکھنا بند ہو جاتا ہے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ راہ بفؤادہ کہ قلب سے دیکھا اور ابن خزیمہؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ راہ بفوادہ وقلبہ اور ایک روایت یہ بھی ہے۔ راہ بعینہ ۔ لیکن ابن عباسؓ کی روایت راہ بفوادہ والی قوی۔ اور مشہور ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس طرح تطبیق دی ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ کا انکار رؤیۃ عین سے ہے۔ اور ابن عباسؓ حسن بصری اور کعب احبار رؤیۃ قلبی کا اثبات کرتے ہیں۔ تو بہتر صورت یہی ہے کہ۔ دونوں روایات میں تطبیق دی جائے۔ حضرت عائشہؓ نے رؤیۃ باری کو مستبعد قرار دیا۔ اور استدلال میں دو آیات پیش کیں لاتدرکہ الابصار۔ لیکن اس میں ادراک احاطہ کی نفی ہے۔ رؤیۃ کی نفی نہیں ہے۔ اس لئے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اپنے استدلال میں حضرت عائشہؓ نے کوئی روایت پیش نہیں کی۔ استنباطات سے کام چلاتی ہیں۔ حالانکہ مسلم شریف میں روایت موجود ہے حضرت مسروق نے جب حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا انا اول هذه الامة سألت رسول الله ﷺ عن ذلك فقال رايت جبرائيل ۔ کہ میں امت کا پہلا فرد ہوں جس نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا میں نے جبرائیلؑ کو دیکھا ہے۔ تو روایت موجود ہوئی امام نوویؒ نے آیت لاتدرکہ ...... کا جواب یہ دیا کہ ادراک احاطہ کو کہتے ہیں۔

بسا اوقات انسان کسی چیز کو دیکھتا ہے لیکن اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو لا تدرکہ الابصار۔ رؤیۃ کے منافی نہ ہوا دوسرا جوب یہ ہے کہ لا تدرکہ الابصار سلب عموم کے لئے ہے۔ یعنی لیس کل کے معنی میں ہے۔ اور لیس کل الابصار تدرکہ۔ تو یہ سالبہ کلیہ کا سور ہوا عموم سلب نہیں ہے ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ تمام ابصار باری تعالے کو نہیں دیکھیں گی۔ بلکہ کفار نہیں دیکھ سکینگے۔ تو ممکن ہوا کہ بعض ابصار قیامت کے دن باری تعالے کو دیکھ لیں۔ اور یہ آیت سلب عموم والی اس کے بھی منافی نہیں کہ لیلۃ المعراج میں آنحضرت ﷺ نے باری تعالے کو دیکھا تیسرا جواب اسکے قریب قریب ہے کہ لا تدرکہ الابصار میں ابصار عام میں سے بعض مخصوص ہیں جیسا کہ **وجوہ یومئذ ناضرہ الی ربھا ناظرۃ** کہ کچھ چہرے باری تعالے کو دیکھنے والے ہونگے۔ تو عام مخصوص منہ البعض ہوا۔ حضرت عائشہؓ کا دوسرا استدلال۔ **ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب** سے تھا یہاں باری تعالے کے کلام کرنے کو تین چیزوں پر موقوف کیا گیا۔ کہ تکلم باری تعالے بذریعہ وحی ہو گا یا من وراء حجاب ہو گا۔ یا کسی فرشتہ کو بھیجا جائیگا۔ اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن تکلیم سے رؤیت کی نفی نہیں ہوتی۔ ممکن ہے رؤیۃ بغیر تکلیم کے ہو اور ایسے لیلۃ المعراج میں ہوا ہو۔ کہ رؤیۃ بغیر تکلیم کے وقوع پذیر ہوئی ہو۔ ان وجوہ کی بنا پر اہل السنّت والجماعۃ کا راجح قول یہی ہے کہ لیلۃ المعراج میں رؤیۃ باری کا وقوع ہوا ہے۔ اور مسلم کی روایت کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انا اول ھذہ الامۃ...... یہاں سوال ان دو آیات کے بارے میں ہے جن کو حضرت عائشہؓ نے مسروق کے سامنے پیش کیا۔ **انہ راہ بالافق المبین . ولقد راہ نزلہ اخری** واقعی ان میں رؤیۃ جبرائیل کا ذکر ہے۔ رؤیۃ باری تعالے کے متعلق کوئی سوال نہیں۔ اس کو ہم دوسری روایات سے ثابت کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے اس مقام پر رؤیۃ النبی ﷺ سے تعرض نہیں کیا۔ کیونکہ وہ کوکب دری میں اس پر مبسوط بحث کر چکے ہیں۔ سورۃ انعام اور سورۃ النجم کی آیات کی تفسیر میں اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ابن عباسؓ کی تصریح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالے کا دیدار کیا ہے۔ صحیح مسلک ہے۔ اور بخاری شریف میں شریک راوی کی روایت میں ہے کہ **دنی الجبار رب العزۃ فتدلی** اس سے جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ اور شریک راوی کی روایت کی کئی توجیہات بیان کی گئی ہیں۔ لیکن جب یہ مسلم ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے **انی لاراکم خلف ظھری** کہ میں تمھیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھ سکتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا دیکھنا ایک جہت کے ساتھ مختص نہیں تھا بغیر مقابلہ کے بھی آپ دیکھتے تھے۔ تو جب یہ صورت دنیا میں آپ کے لئے ممکن ہے۔ تو لیلۃ المعراج میں بطریق اولی اس کا وقوع ہوا ہو گا۔ کیونکہ اس رات تو بہت سے خوارق عادت واقعات رونما ہوئے ہیں۔ پھر حضرت قطب گنگوہیؒ نے اپنے رسالہ امداد السلوک میں تحقیق کر کے لکھا ہے کہ فکان قاب قوسین کا مصداق آنحضرت ﷺ کا قرب باری تعالے سے بیان کرنا ہے نہ کہ جبرائیل کا قرب مقصود ہے۔ اور اسی کو ملا علی قاریؒ نے مرقات شرح مشکوۃ میں بیان کیا ہے۔ جہاں حدیث سوال جبرئیل من الایمان کی تشریح کی ہے۔ کہ قاب قوسین آنحضرت ﷺ کا وہ مقام ہے جہاں نہ جبرائیلؑ پہنچ سکے نہ جمیع کروبین اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول حتی کہ صفی اور خلیل بھی نہیں پہنچ سکے۔ اور روضہ رسول اللہ ﷺ پر جب مجھے اتفاق ہوتا ہے

تو مواجھہ مبارک کی بجائے میں آنحضرت ﷺ کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھتا تھا اور اس میں آپؐ کے وہ اوصاف رفیعہ کہہ کر پکارتا جن کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے۔ مثلاً الصلوة والسلام عليك من بيده لواء الحمد يوم القيامة والصلوة والسلام عليك يامن دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى ...... اس وقت میرا اپنے دل سے مناظرہ شروع ہو جاتا کہ مشہور تفسیر کے مطابق اس کا مصداق جبرائیل کیسے ہو سکتے ہیں۔ جو واقعی تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے تو مفضول ہیں۔ آیت کریمہ میں مفضول کا قرب تو بیان ہو اور افضل کا قرب بیان نہ ہو بلکہ افضل کے قرب بالمفضول کو احسان جتلایا جائے۔ یعنی افضل مفضول کے قریب ہوا یہ کیا احسان ہوا۔ نیز! یہ کھٹکا بھی دل میں آیا کہ جب آنحضرت ﷺ لیلۃ المعراج میں اس جسد اطہر کے ساتھ جنت میں داخل ہوئے ہیں اور اہلسنت والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ جنت میں باری تعالے کا دیدار ہو گا۔ تو پھر آپؐ کی رؤیۃ کیوں ممکن نہیں غرضیکہ قطب گنگوہیؒ کی تحقیق انیق سے دل کو تسلی ہوئی۔ اور روضۂ اقدس کی حاضری کے موقعہ پر الصلوة والسلام عليك يامن دنى فتدلى ...... کہہ کر صلوۃ وسلام بھیجتا رہا۔ نیز قطب گنگوہیؒ نے صاحب جمل کی تحقیق کو بھی اپنے رسالہ میں قلمبند فرمایا ہے۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔

باب قوله فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى حَيْثُ الْوَتَرِ مِنَ الْقَوْسِ

حدیث (۴۵۰۱) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ...... قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرَائِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل کو دیکھا جن کے چھ سو پر تھے۔

باب قوله فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى

حدیث (۴۵۰۲) حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ خبر دیتے ہیں کہ محمد ﷺ نے جبرائیلؑ کو اصلی شکل میں دیکھا۔ جبکہ ان کے چھ سو پر تھے۔

باب قوله لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

ترجمہ۔ آپؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی قدرت کی نشانیاں دیکھیں۔

حدیث (۴۵۰۳) حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ .... عَنْ عَبْدِاللّٰهِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے لقد رای من آیات ربہ الکبری

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی رَفْرَفًا اَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ .....

کے متعلق مروی ہے کہ آپؐ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے آسمانوں کو روک رکھا تھا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ رفرف بمعنی ریشمی چادر اور بعض نے کہا کہ رفرف سبز فرش کو کہتے ہیں۔

باب قوله اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی

حدیث (۴۵۰۴) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَاللّٰتَ وَالْعُزّٰی کَانَ اللّٰتُ رَجُلًا یَلُتُّ سَوِیْقَ الْحَاجِّ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے ستو بھگویا کرتا تھا۔

حدیث (۴۵۰۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِهٖ وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْکَ فَلْیَتَصَدَّقْ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا کہ قسم ہے لات اور عزی کی تو وہ لاالہ الا اللہ کلمہ پڑھے۔اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ میں تمھارے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ یلت لت سے ماخوذ ہے بمعنے ستو بھگونا جو کہ ہر چیز کا کفارہ اس کی ضد سے ہوتا ہے۔لھذا لات اور عزی کی قسم کھانے سے شرک کی بو پائی گئی۔ تو اس کا ازالہ کلمہ توحید پڑھ کر کیا جائے۔اور ایسے مقامرہ جوا کھیلنا فسق ہے۔اس کا کفارہ صدقہ سے کرنا چاہئے۔لات اور عزی دو بتوں کے نام ہیں جنکی قریش اور قبیلہ غطفان پوجا کرتے تھے۔ قصد تعظیم کی بنا پر ان کی قسم کھانا کفر ہے۔ اس لئے عود فی الاسلام کے لئے کلمہ توحید کا کہنا ضروری ہے۔اسی طرح صدقہ مالی گناہوں کا کفارہ ہوا کرتا ہے۔

باب قوله ومناة الثالثة الاخرى

حدیث (۴۵۰۶) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ .... قُلْتُ لِعَائِشَةَؓ فَقَالَتْ اِنَّمَا کَانَ مَنْ اَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِیَةِ الَّتِیْ بِالْمُشَلَّلِ لَایَطُوْفُوْنَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص مناۃ طاغیہ جو مشلل میں تھا وہ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالے نے ان الصفا والمروۃ والی آیت نازل فرمائی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی طواف کیا اور

مِنْ شَعَائِرِاللّٰهِ .....فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ....قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ بِمَنَاةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ قَالُوْا يَانَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَانَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَاوَالْمَرْوَةِ تَعْظِيْماً لِمَنَاةَ نَحْوَهُ.......

دوسرے مسلمانوں نے بھی طواف کیا۔ سفیان فرماتے ہیں کہ مناۃ قدید میں مثلل کے مقام پر ایک بت تھا۔ اور عبدالرحمان کی سند میں ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں یہ آیت انصار اور غسان کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام لانے سے پہلے مناۃ سے احرام باندھتے تھے۔ اور معمر کی سند ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ آدمی ان لوگوں میں سے تھے جو مناۃ سے احرام باندھتے تھے۔ اور مناۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا تو ان لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم تو مناۃ کی تعظیم کی وجہ سے صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

باب قوله فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْهُ

حدیث (۴۵۰۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورۃ النجم میں آپ نبی ﷺ نے سجدہ کیا۔ تو آپؐ کے ساتھ مسلمانوں مشرکوں جنوں اور انسانوں سب نے سجدہ کیا۔ طھمان نے متابعت کی۔

حدیث (۴۵۰۸) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ....

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ فِيْهَا السَّجْدَةُ النَّجْمِ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ اِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ اَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ........

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ پہلی سورۃ جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی وہ سورۂ نجم ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا جو آپؐ کے پیچھے تھے۔ سوائے ایک آدمی کے جس کو میں نے دیکھا کہ اس نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس پر سجدہ کیا جس کو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کافر ہو کر مارا گیا۔ وہ امیہ بن خلف تھا۔

سُورَۃُ اِقْتَرَبِ السَّاعَۃُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُسْتَمِرٌّ ذَاهِبٌ مُزْدَجَرٌ مُتَنَاهٍ وَازْدُجِرَ فَاسْتُطِيرَ جُنُونًا دُسُرٌ اَضْلَاعُ السَّفِيْنَةِ لِمَنْ كَانَ كُفِرَ يَقُوْلُ كُفِرَ لَهٗ جَزَاءً مِّنَ اللّٰهِ مُحْتَضَرٌ يَحْضُرُوْنَ الْمَاءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ مُهْطِعِيْنَ النَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَتَعَاطٰى فَعَاطَهَا بِيَدِهٖ فَعَقَرَهَا الْمُحْتَظِرِ كَحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ ازْدُجِرَ افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ كُفِرَ فَعَلْنَا بِهٖ وَبِهِمْ مَافَعَلْنَا جَزَاءً لِّمَا صُنِعَ بِنُوْحٍ وَاَصْحَابِهٖ مُسْتَقِرٌّ عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ الْاَشَرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ ....

ترجمہ۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ مستمر کا معنی جانے والا۔ مزدجر کا معنی رکنے والا۔ وازدجر جو جنوں کی وجہ سے اڑالیا جائے دسر کشتی کے ٹکڑے جن کو میخوں سے ٹھوکا جائے۔ اور بعض نے میخیں مرادلی ہیں۔ لمن کان کفر ای کفر لہ۔ یعنی نوحؑ کے ساتھ جنہوں نے کفر کیا یہ انکی سزا ہے۔ جو اللہ تعالے کی طرف سے بدلہ ہے۔ محتضر کہ وہ چشمہ پانی پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور ابن جبیرؒ فرماتے ہیں مھطعین اہطاع کے معنی جلدی کرنے کے ہیں نسلان تیز دوڑ کو کہتے ہیں۔ خبب تاکید اسکی تفسیر ہے۔ جسکے معنی تیز دوڑنے کے ہیں۔ اور غیر ابن جبیر نے کہا فتعاطی جس نے اونٹنی کو اپنے ہاتھ سے پکڑا پھر اسے ذبح کر دیا۔ محتظر درخت کی وہ باڑ جو جلی ہوئی ہو۔ ازدجر۔ زجرت مجرد سے باب افتعال کی ماضی مجہول ہے۔ کفر یعنی ان لوگوں کے ساتھ جو کچھ ہم نے سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا۔ جو انہوں نے نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔ مستقر سچا عذاب اور کہا جاتا ہے۔ الاشر آکڑ خواں اور بڑائی کرنا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ کفرلہ ظاہر یہ ہے کہ قول لہ کا تعلق جزا کے قول سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے انکے ساتھ سلوک کیا وہ ان لوگوں کی سزا تھی جنہوں نے نوحؑ سے کفر کیا اور ان پر ایمان نہ لائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ کہ کفرلہ سے مراد نوح علی نبینا وعلیہ السلام مراد ہیں۔ اور جلالین میں ہے کفرلہ سے نوحؑ مراد ہیں اور جمل میں ہے۔ لہ مفعول لہ منصوب ہے۔ چنانچہ حافظ فرماتے ہیں کہ اغرقوا لاجل نوحؑ۔

باب قوله وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

حدیث (۴۵۰۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ .....
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اشْهَدُوْا......

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا ایک ٹکڑا پہاڑ پر گرا۔ اور دوسرا ٹکڑا اس سے ورے گرا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہو۔

حدیث (۴۵۱۰) حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ..... عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اشْهَدُوْا اشْهَدُوْا ....

ترجمہ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا اور ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ تو وہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ تو آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ گواہ رہو۔ گواہ رہو۔

حدیث (۴۵۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ.......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔

حدیث (۴۵۱۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلَ اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے آنحضرت ﷺ سے فرمائش کی کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ پس آپؐ نے ان کو چاند پھٹنے کا معجزہ دکھایا۔

حدیث (۴۵۱۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَنَسٍ
قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ انشقاق القمر یہ آپ کا معجزہ ہے۔ جو جبل ابو قبیس پر واقع ہوا۔ جو مکہ معظّمہ کا ایک پہاڑ ہے۔ اور یہ واقعہ معمولی اجتماع میں نہیں ہوا بلکہ ایک مجمع کثیر میں ہوا ہے اگر اشکال ہو کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا مستحیلات میں سے ہے کیونکہ خرق والتیام کے محال ہونے پر فلاسفہ کے دلائل ہیں۔ اور معجزہ ہمیشہ ممکنات میں ہوتا ہے۔ اگر اس معجزہ کو مان لیا جائے تو پھر فلک کا خرق التیام لازم آئیگا۔ جو ناجائز ہے۔ اس کا جواب صاحب میبذی نے خوب دیا۔ اور خرق والتیام والوں کی خوب خبر لی ہے۔ دوسرا شبہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ واقعہ ظہور پذیر ہو چکا ہوتا تو ساری روئے زمین پر بدر کی طرح مشہور ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ واقعہ رات کے وقت پیش آیا۔ جبکہ رات کا اکثر حصہ گذر چکا تھا۔ اور اکثر لوگ سو چکے تھے۔ کم جاگ رہے تھے۔ بنابریں اس واقعہ کی شہرت کماحقہ نہ ہو سکی۔ نیز! بعض

علاقے ایسے بھی ہیں جہاں ادھر شفق غائب ہوئی تو صبح صادق ظاہر ہو گئی۔ ان لوگوں کو تورات کا وقت بھی نہ ملا۔ وہ واقعہ کو کیا دیکھتے۔ تو اختلاف مطالع کی وجہ سے سارے عالم میں شہرت نہ ہوئی۔ مزید بر اں چین اور مالابار کے خزانوں میں رصاص کی ایک تختی ملی جس پر یہ واقعہ لکھا ہوا پایا گیا۔ کیونکہ اس وقت نوابوں۔ راجاؤں اور بادشاہوں کا دستور تھا۔ کہ ایسے عجوبہ واقعات کو وہ لوگ تختی پر لکھوا کر اپنے خزانوں میں رکھ لیا کرتے تھے۔ جزیرہ مالابار کے راجہ کو تلاش کے بعد یہ تختی ملی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ ایسے بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ لیکن ان کی شہرت نہ ہو سکی۔ دوسرے اعلان اور شہرت کے جو آلات آج موجود ہیں۔ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن لاؤڈ سپیکر لاسلکی نظام یہ ذرائع ابلاغ اس وقت موجود نہ تھے۔ اس لئے بھی شہرت نہ ہوئی۔ نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جانوروں۔ پرندوں۔ اور جنوں کو مطیع بنانا اتنا مشکل نہیں جس قدر اجرام فلکیہ میں تاثر اور تصرف کرنا مشکل ہے۔ اگرچہ خارق عادت کے طور پر کیوں نہ ہو۔ البتہ انبیاؑ علیہم السلام کے واقعات بتلاتے ہیں کہ انہوں نے آفتاب کو جو متحرک تھا۔ حرکت کرتے کرتے اسے بالکل ساکن کر دیا۔ جیسے حضرت یوشع بن نونؑ کا واقعہ مشہور ہے۔ کہ قتال کے وقت ان کے زمانہ میں سورج ساکن ہو گیا۔ ایسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت علیؓ کے واقعات ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد واپس آ گیا۔ تو ایسے آپؐ کا یہ انشقاق قمر کا معجزہ کامل اور اکمل معجزہ ہے۔ جو وقوع پذیر ہوا لیکن چاند میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا۔ جیسے آفتاب میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر چیز کی اصل سکون ہے حرکت تو اک عارضی ہے۔ تو آفتاب کو ساکن کرنا کوئی مستبعد نہ ہوا۔ کیونکہ سکون تو اصلی ہے۔ کل شئ یرجع الی اصلہ مشہور مقولہ ہے۔ کیونکہ عارضی چیز کا ترک کرنا اور اصلی کی طرف لوٹانا یہ محال نہیں ہے۔ تو انبیاؑ سابقین کے معجزات رد شمس اور سکون شمس یہ محال نہیں البتہ انشقاق قمر بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ کا یہ معجزہ دوسرے انبیاؑ کے معجزات کی بنسبت اعلے اور اکمل ثابت ہوا۔ نیز! یہ بھی قوی دلیل ہے۔ کہ اگر آفتاب کو ٹکڑے کیا جاتا تو فلسفیوں کی طرح کہا جاتا ہے۔ کہ آفتاب اپنی گرمی اور حرکت کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ چنانچہ فلاسفہ کا قول ہے۔ کہ آفتاب کی حرکت اور گرمی کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بن کر ستارے ہو گئے۔ اس کے برعکس ماہتاب کی حقیقت رطوبت والی ہے۔ اس کی چاندنی میں بیٹھنا مسرت کا باعث بنتا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ سے سمندر میں مدوجزر جوار بھاٹا آتا ہے۔ پھلوں میں شیرینی آتی ہے۔ غرضیکہ یہ چاند محافظ رطوبت ہے۔ بایں ہمہ اس میں انشقاق ہو جائے یہ اعلے درجہ کا معجزہ ہوگا۔ اس کے بعد اس میں اختلاف ہے کہ انشقاق قمر آیت من آیات اللہ ہے۔ یا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے۔ دونوں طرح کے اقوال ہیں لیکن در حقیقت اس میں کوئی تعارض نہیں اسلئے کہ اگر اسے قیامت کی علامت قرار دیا جائے تو آیت من آیات اللہ ہوا۔ اور اس اعتبار سے کہ اس معجزہ کی فرمائش آنحضرت ﷺ سے کی گئی جس کا ظہور اللہ تعالے نے آپؐ کے ہاتھ پر کر دیا۔ تو یہ معجزہ ہوا۔ اب یہ اعتراض رہ جاتا ہے۔ کہ چاند کا ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے نیچے چلا گیا اور دوسرا ٹکڑا کھڑا رہا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ حقیقت پر محمول نہیں۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک ٹکڑا ساکن ہو گیا۔ اور دوسرا حرکت کرتا رہا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حرکت میں تو دونوں مشغول رہے۔ البتہ ایک مشرق کو حرکت کرتا رہا اور دوسرا مغرب کو اور یہ جو کہا گیا کہ پہاڑ کے نیچے چلا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

باب قوله تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَاءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ الی قوله فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ قَالَ قَتَادَةُ اَبْقَى اللّٰهُ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ حَتّٰى اَدْرَكَهَا اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ۔۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا یہانتک کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اسے دیکھا۔

حدیث (۴۵۱۴) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقْرَءُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ فهل من مدكر دال مهمله سے پڑھتے تھے۔

باب قوله وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ قَالَ مُجَاهِدٌ هَوَّنَّا قِرَائَتَهٗ ۔۔۔۔

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے اس کی قرأت آسان کردی۔

حدیث (۴۵۱۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَءُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ......

ترجمہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فهل من مدكر بالدال المهمله پڑھا کرتے تھے۔

باب قوله اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ

ترجمہ۔ گویا کہ وہ جڑوں سے اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ ان لوگوں کو کھجور کے تنوں سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ ہوائیں ان کے سروں کو اڑا کر لے گئیں اور ان کے جثوں کو پھینک گئیں۔ اس مقام پر نخل کی صفت منقعر مذکر ظاہر لفظ کی بنا پر ہے اور نخل خادیہ میں تانیث معنی کے اعتبار سے ہے۔

حدیث (۴۵۱۶) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْاَسْوَدَ

ترجمہ۔ ابواسحاق سے مروی ہے کہ انہوںؒ نے ایک آدمی سے سنا جس نے حضرت اسود سے پوچھا کہ فهل من مدكر

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ وَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَءُ هَا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ دَالًا ......

بالدال ہے۔ یا مذکر بالذال ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت عبداللہؓ سے سنا جو اسے فھل من مدکر بالدال پڑھتے تھے اور فرماتے تھے میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا جو اسے فھل من مدکر دال سے پڑھتے تھے۔

باب قوله فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ

حدیث (۴۵۱۷) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَرَءَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اسے فھل من مدکر پڑھتے تھے۔

باب قوله وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ

حدیث (۴۵۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَرَءَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فھل من مدکر دال سے پڑھتے تھے۔

باب قوله وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اشیاعکم یعنی ہم نے ان امتوں کو ہلاک کر دیا جو کفر میں تمھارے مشابہ تھیں۔ کیا تم میں سے کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے جو جان لے یہ سب کچھ سچ تھا۔ اور عبرت حاصل کرے۔

حدیث (۴۵۱۹) حَدَّثَنَا يَحْيٰ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ پر فھل من مدکر کی قرأت کی تو آپؐ نے تائید کرتے ہوئے فرمایا فھل من مدکر۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اشکال ہو کہ ان چھ تراجم میں ایک ہی حدیث کے تکرار کی کیا مناسبت ہے تو جواب یہ ہے کہ اس سورۃ کے ان چھ مقامات پر فھل من مدکر دال مھملہ کے ساتھ وارد ہے۔

باب قوله سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

حدیث (۴۵۲۰) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاءْ لَاتُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍؓ بِیَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّكَ وَهُوَ یَثِبُ فِی الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ یَقُوْلُ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ بدر کی لڑائی میں ایک خیمہ کے اندر دعا کر رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ نصرت طلب کرتا ہوں اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے دن کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو کافی ہے آپؐ نے اپنے رب سے دعا کرنے میں بہت مبالغہ کر لیا۔ جبکہ آپؐ زرہ کے اندر کودتے تھے پس آنحضرت ﷺ خیمہ سے باہر نکل کر پڑھ رہے تھے سیهزم الجمع ...... کہ عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائیگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

باب قوله بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ مِنَ الْمَرَارَةِ۔

ترجمہ۔ بلکہ قیامت ہی ان کے وعدہ کا وقت ہے اور وہ قیامت سخت مصیبت والی ہے اور کڑوے ذائقہ والی ہے۔ امر مرارۃ سے مشتق ہے جس کے معنی کڑوے کے ہیں۔

حدیث (۴۵۲۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ عَائِشَةَؓ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ بِمَكَّةَ وَاِنِّیْ لَجَارِیَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ میں حضرت محمد ﷺ پر وحی نازل ہوئی جبکہ میں ایک نوجوان لڑکی تھی جو کھیل رہی تھی بل الساعة موعد هم۔

حدیث (۴۵۲۲) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ لَّهٗ یَوْمَ بَدْرٍ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ اَبَدًا فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍؓ بِیَدِهٖ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ بدر کی لڑائی کے دن ایک خیمہ میں یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ نصرت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد ہمیشہ کے لئے۔

وَقَالَ حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ ......

تیری عبادت نہ کی جائے۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اے اللہ کے رسول آپ کو یہ دعا کافی ہے۔ آپؐ نے تو اپنے رب سے مانگنے میں بہت مبالغہ کر لیا۔ آپؐ ذرہ پوش تھے۔

جب خیمہ سے باہر نکلے تو یہ فرمارہے تھے کہ عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائیگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔ بلکہ قیامت ہی انکا وعدہ ہے اور قیامت سخت عذاب والی اور کڑوے ذائقہ والی ہے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ يُرِيْدُ لِسَانُ الْمِيْزَانِ وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ اِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ وَالرَّيْحَانُ وَرَقُهٗ وَالْحَبُّ الَّذِيْ يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَاْكُوْلُ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيْجُ الَّذِيْ لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهٗ وَالْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّبْنُ وَقَالَ اَبُوْمَالِكٍ الْعَصْفُ اَوَّلُ مَايَنْبُتُ تُسَمِّيْهِ النَّبَطُ هَبُوْرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْاَصْفَرُ وَالْاَخْضَرُ الَّذِيْ يَعْلُو النَّارَ اِذَا اُوْقِدَتْ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ لِلشَّمْسِ

ترجمہ۔ الوزن سے ترازو کی زبان مراد ہے۔ کہ اسے سیدھا رکھو تاکہ وزن صحیح رہے۔ العصف کھیتی کی وہ سبزی جس کے پکنے سے پہلے کاٹ لیا جائے۔ یہ غضب ہے۔ جسے خوید کہتے ہیں۔ الریحان کھیتی کے پتے اور حب وہ دانہ ہے اس سے جو کھایا جاتا ہے۔ اور کلام عرب میں ریحان روزی کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ عصف وہ دانہ ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ مراد ہے۔ اور ریحان وہ دانہ جو پکنے کے قریب ہو لیکن اسے کھایا نہیں جاتا اور دوسرے نے کہا العصف یہ گندم کا پتہ ہے۔ اور ضحاک کہتے ہیں۔ کہ العصف بھوسہ کو کہتے ہیں۔ ابومالک کہتے ہیں کہ عصف وہ انگوری جو پہلے پہلے اگتی ہے۔ جس کو کاشتکار هبورا یعنی بور کہتے ہیں۔ اور مجاہد فرماتے ہیں کہ عصف گندم کے پتے اور ریحان روزی کے معنی ہیں۔ مارج وہ زرد اور سبز شعلہ جو آگ پر بلند ہوتا ہے۔ جبکہ آگ کو دہکایا جائے۔ اور بعض نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے۔ رب المشرقین سردی کے موسم میں

18/2 فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ لَا يَبْغِيَانِ لَا يَخْتَلِطَانِ الْمُنْشَآتُ مَا رُفِعَ مِنْ قِلْعُهُ مِنَ السُّفُنِ فَأَمَّا مَالَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَنُحَاسٌ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُؤُسِهِمْ يُعَذَّبُوْنَ بِهِ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ فَيَتْرُكُهَا الشُّوَاظُ لَهَبٌ مِنْ نَارٍ مُدْهَامَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ صَلْصَالٍ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهِ صَلَّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلَ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهِ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَهَا كَمَا أُعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَكَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ غَيْرُهُ أَفْنَانٍ أَغْصَانٍ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ

سورج نکلنے کی جگہ اور گرمی میں اس کے نکلنے کی الگ جگہ ہوتی ہے۔ رب المغربین میں گرمی و سردی کی جائے غروب مراد ہے۔ لا یبغیان دونوں سمندر آپس میں رل مل نہیں جاتے۔ منشاءات وہ کشتیاں جن کے بادبان اٹھے ہوئے ہوں۔ جن کے بادبان اٹھے ہوئے نہ ہوں وہ منشاءات نہیں کہلاتے ہیں۔ اور مجاہد فرماتے ہیں کہ نحاس سے وہ پیتل مراد ہے جو ان کے سروں پر پگھلا کر اونڈیلا جائیگا۔ جس سے ان کو عذاب دیا جائیگا۔ خاف مقام ربہ یعنی جو گناہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلے۔ پھر اللہ کو یاد کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیتا ہے۔ الشواظ آگ کا شعلہ مدھامتان جو سرسبزی کی وجہ سے سیاہ ہوں صلصال وہ مٹی کیچڑ جو ریت کے ساتھ مل جائے تو ایسے بجنے لگے جیسے ٹھیکری بجتی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ صلصال کے معنی بدبودار کے ہیں مقصد یہ ہے کہ اصل میں صل تھا بدبودار کے معنی میں جسے رباعی مزید بنایا گیا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ صر الباب کہ بند کرتے وقت دروازہ نے آواز کی تو صر سے صرصر بنا اور کببتہ سے کبکبتہ بنا۔ فاکھہ و نخل و رمان اور بعض لوگ مثل امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نخل اور رمان پھل اور میوہ نہیں ہے۔ پس جس نے قسم کھائی کہ کوئی پھل نہیں کھائیگا اس نے کھجور اور انار کھالیا تو حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ تمر میں غذائیت ہے۔ بعض مقامات پر لوگ اسے روٹی کی بجائے استعمال کرتے ہیں اور رمان میں دوائیت ہے۔ لھذا حانث نہ ہوگا۔ لیکن اگر عرف کے علاوہ ان سے تفکہ کی نیت کرلے تو بالاتفاق حانث ہو جائیگا۔ اب امام بخاریؒ اس مسلک پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کلام عرب میں تمر نخل اور رمان کو فواکہ میں شمار کرتے ہیں۔ لھذا حانث ہوگا۔ باقی رہ گیا عطف

وَقَالَ الْحَسَنُ فَبِاَیِّ اٰلَاءِ ......نِعَمِهٖ وَقَالَ قَتَادَةُ رَبِّکُمَا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَقَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ یَغْفِرُ ذَنْبًا وَیَکْشِفُ کَرْبًا وَیَرْفَعُ قَوْمًا وَیَضَعُ اٰخَرِیْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ الْاَنَامُ الْخَلْقُ نَضَّاخَتَانِ فَیَّاضَتَانِ ذُوالْجَلَالِ ذُوالْعَظْمَةِ قَالَ غَیْرُهٗ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ یُقَالُ مَرَجَ الْاَمِیْرُ رَعِیَّتَهٗ اِذَاخَلَّاهُمْ یَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مَرَجَ اَمْرُالنَّاسِ مَرِیْجٍ مُلْتَبِسٍ مَرَجَ اخْتَلَطَ الْبَحْرَیْنِ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَکْتَهَا سَنَفْرُغُ سَنُحَاسِبُکُمْ لَایَشْغَلُهٗ شَیْءٌ عَنْ شَیْءٍ وَهُوَمَعْرُوْفٌ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ یُقَالُ لَاَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَابِهٖ شُغْلٌ یَقُوْلُ لَاٰخُذَنَّكَ عَلٰی غِرَّتِكَ ......

تغایر کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ فضیلت کے لئے تخصیص بعد التعمیم ہے۔ جیسے حافظوا علی الصلوات کے بعد الصلوۃ الوسطی عصر کی نماز کی محافظت کی زیادہ تاکید کی گئی۔ کیونکہ وہ مشغولیت کا وقت ہوتا ہے۔ تو ایسے اس مقام پر بھی نخل اور رمان کا اعادہ عام کے بعد خاص کا اعادہ ہے۔ اور اسی طرح الم ترا...... من فی السموات و من فی الارض عام کے بعد کثیر من الناس اور کثیر حق علیہ العذاب کا اعادہ ہے۔ حالانکہ من فی السموات و من فی الارض میں ان کا ذکر آچکا ہے۔ یہ عطف الخاص علی العام ہوا۔ لیکن اس پر یہ شبہ ہے کہ نکرہ کلام مثبت میں عموم کا فائدہ نہیں دیتا۔ لھذا فاکھۃ میں عموم نہ ہوگا۔ بخلاف آیتین کے ان میں نقطہ عام ہے۔ غیر مجاہد کی تفسیر ہے۔ افنان یعنی ٹہنیاں۔ و جن الجنتین دان کہ ان دونوں باغوں کا چناجانے والا پھل نزدیک ہوگا۔ اور حسنؒ کی تفسیر ہے بای آلاء بمعنے اسکی نعمتیں۔ اور قتادہ کی تفسیر ہے کہ ربکما میں کما کا خطاب جن اور انس کو ہے۔

ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ کل یوم ھو فی شان کہ ہر دن اللہ تعالے الگ الگ حال میں ہیں۔ کسی کا گناہ بخش رہے ہیں کسی کی پریشانی دور کر رہے ہیں کسی قوم کو اٹھا رہے ہیں کسی کو گرا رہے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ برزخ کے معنی آڑ کے ہیں۔ الانام بمعنے مخلوق۔ نضاختان خیر و برکت بہانے والے یا پانی کو خوب بہانے والے ہیں۔ ذوالجلال عظمت اور بڑائی والا۔ اور غیر ابن عباسؓ کی تفسیر ہے مارج خالص آگ جو دھواں سے خالی ہو۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ مرج الامیر امیر نے اپنی رعایا کو کھلا چھوڑ دیا کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں مرج امر الناس لوگوں کا معاملہ خلط ملط ہوگیا۔ امر مریج بمعنے ملتبس رلا ملا چنانچہ مرج بمعنے اختلط کے آتا ہے۔ البحرین چنانچہ مرجت دابتک اس وقت بولتے ہیں جب آپ نے جانور کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا ہو۔ تو دونوں دریاؤں کو آزاد چھوڑ دیا کہ ملتے نہیں ہیں۔ سنفرغ کا مطلب ہے کہ ہم ان کا محاسبہ کرینگے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالے کو کسی کام نے مشغول کر رکھا ہے۔ جس سے فراغت پائی ہے۔ اور کلام عرب میں مشہور معروف ہے لا تفرغن لک حالانکہ اسے کوئی مشغولیت نہیں ہوتی مقصد یہ ہے کہ میں تجھے غفلت کی حالت میں ضرور پکڑونگا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ قال بعضھم سے امام بخاریؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ پر تنقید کی ہے کہ اسلئے حضرت امام صاحبؒ

فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فاکھہ یعنی پھل نہیں کھاؤنگا۔ اب اس نے تمر کھجور یا انار کھالیا۔ تو حضرت امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ حالف حانث نہیں ہوگا۔ دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص حانث ہو جائیگا۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں عرب۔ بصرہ۔ مکران کے لوگ اکثر کھجور پر زندگی بسر کرتے ہیں کھانا نہیں کھاتے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ ہمارے گھر دو دو ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی۔ اور زندگی کا گذارہ کھجور اور پانی پر ہوتا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں غذائیت ہے۔ اور رمان انار اور سیب بطور دوا کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو ان میں فاکھیت نہ رہی۔ غذائیت اور دوائیت آگئی اور امام صاحبؒ کے نزدیک ایمان یعنی قسموں کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔ لھذا تمر اور رمان کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ نیز! فاکھۃ و نخل و رمان میں عطف مغایرات کا تقاضا کرتا ہے۔ لھذا نخل اور رمان فاکھۃ کے مغایر ہوگا۔ دیگر ائمہ فرماتے ہیں۔ کہ عطف مغایرت کے لئے نہیں۔ بلکہ عطف خاص علے العام کے قبیلہ سے ہے۔ جیسے حافظوا علے الصلوات والصلوۃ الوسطی میں۔ اور کثیر من الناس میں عطف خاص علے العام ہے۔ لیکن ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں آیات میں تو الصلوات اور کثیر کے الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہیں اس لئے بعد میں ان کی تخصیص کی گئی۔ لیکن فاکھۃ تو مفرد ہے جس پر نخل اور رمان کا عطف ہے جس سے تغایر معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ فبای آلاء ربکما تکذبان۔ پر اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ علم معانی میں ہے۔ کہ کلام میں تکرار یا کثرت اضافہ مخل فی الفصاحۃ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر قوم اور ہر کلام میں یہ دستور ہے کہ جس شاعر کا کوئی شعر اچھا معلوم ہو یا کسی کلام میں کوئی خوبی پائی جائے یا کسی گویے کے بند میں کوئی ندرت پائی جائے۔ یا کوئی دردناک کلام ہو۔ تو اسے بار بار لوٹایا جاتا ہے۔ ایسے نصیحت اور خوشی کے وقت بھی کلام میں تکرار پایا جاتا ہے۔ تو اس طرح قرآن میں نصیحت اور مسرت کے لئے فبای آلاء ربکما کا تکرار کیا گیا۔ کیونکہ تذکیر تین طرح ہے۔ تذکیر بآلاء اللہ اللہ تعالے کی نعمتیں یاد دلا کر نصیحت کی جائے۔ تذکیر بایام اللہ عذاب کے واقعات یاد دلا کر عبرت دلائی جائے۔ تذکیر بمابعد الموت موت کے بعد کے واقعات بتائے جاتے ہیں۔ مقصد ترغیب و ترھیب ہوتا ہے۔ کہ اگر افعال حسنہ کروگے تو یہ نعمتیں ملیں گی۔ اگر افعال سیئہ کا ارتکاب کیا تو عذاب میں مبتلا ہوگے۔ تاکہ لوگ آخرت کی فکر کریں۔ تذکیر بایام اللہ میں امم سابقہ کے واقعات نصیحت اور عبرت کے لئے لائے جاتے ہیں۔ اور تذکیر بآلاء اللہ میں نعمتوں کا ذکر تکرار کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ شاید لوگ ان نعمتوں میں رغبت کر کے گناہوں سے بچیں اور نیکیاں کر کے نعمتیں حاصل کریں۔ اس لئے فبای الاء ربکما..... کا تکرار کیا گیا۔

باب قوله وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ

حدیث (۴۵۲۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَافِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ ایسے ہونگے جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہوگا وہ سب

مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ ....

چاندی کا ہوگا۔اور دیگر دو ایسے باغ ہونگے جن کے برتن اور ان کے اندر کی دوسری چیزیں سب سونے کی ہونگی۔اور لوگوں اور ان کے رب کو دیکھنے کے درمیان سوائے کبریائی کی چادر کے جو چہرہ انور پر ہوگی اور کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔اور یہ دیدار جنت عدن میں ہوگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ یرید لسان المیزان ۲۳ ۔۷ ۔۶ کیونکہ جب ترازو کی زبان ٹھیک سیدھی ہوگی تو وزن ٹھیک ہوگا نہ اس میں کمی ہوگی اور نہ ہی زیادتی ہوگی قولہ والعصف ورق الحنطه یا خاص گندم کے پتے کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا العصف بھوسہ کو کہتے ہیں۔ مطلقاً خواہ کسی چیز کا ہو۔ المنشاٰت یعنی وہ کشتیاں جن کا بادبان اٹھا ہوا ہو۔ تو اس صورت میں من زائدہ ہوگا کلمہ ماکا بیان نہ ہوگا۔ قال بعضھم چونکہ ان حضرات کے نزدیک قسموں کا اعتبار عرف پر ہے۔ تو رمان اور نخل ان کے نزدیک فاکھۃ نہ ہوگا۔ تو فاکھۃ میں کیسے داخل ہوگا۔ ہاں البتہ ہمارے عرف اہل ہند میں یہ فاکھۃ ہے۔ لھذا حالف حانث ہوگا۔ اور یہ حضرات کلام عرب میں ان کے فواکہ ہونے کا انکار نہیں کرتے۔ اس لئے ان پر اعتراض صحیح نہ ہوگا۔ رہ گئی آیت قرآنیہ ان کا اس سے استدلال نہیں ہے جس کے جواب کی ضرورت لاحق ہو بایں ہمہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مقام پر تخصیص بعد تعمیم مزید فائدہ کے لئے ہے۔ کہ فاکھیۃ کے علاوہ غذائیت اور دوائیت بھی پائی جاتی ہے یا ان کی فاکھیت میں نقصان ہے۔ جیسے الصلوات کے بعد صلوۃ وسطی میں مزید فضیلت ہے۔ وہ یہاں بھی مراد ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ لسان المیزان حضرت قطب گنگوہیؒ کے افادہ میں سے ثابت ہوا کہ زبان کا سیدھا رکھنا وزن کے برابر کے لئے مفید ہے یہ ظاہر ہے۔ والحب ذوالعصف والریحان عصف اور ریحان کے الفاظ کی تفسیر میں امام بخاریؒ نے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض کے نزدیک عصیف صرف گندم کے ورق کو کہتے ہیں اور تقریر مکی میں ہے کہ عصف انگوری اور ورق دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور ریحان اس کا صرف ورق ہے۔ اور حب سے کچا دانہ مراد ہے۔ اور ریحان سے رزق جو انسان اور دواب دونوں کے لئے ہو۔ یرید الماکول کا مطلب یہ ہے کہ اس انگوری کے اندر جو دانہ ہے وہ کھانے کے لائق ہو جائے۔ لیکن ابھی کچا ہو پکا نہ ہو۔ لم یوکل کا مطلب ہوا کہ پختہ تو ہے لیکن کھایا نہیں جاتا۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ العصف بقل الزرع فراء اور ابن کیسان سے منقول ہے۔ کہ ورق ہر شے کا وہ ہے جس سے دانہ نکلتا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ورق الزرع تو وہ سبز خوید ہے جس کا سرا کاٹ لیا جائے جب سوکھ جائے تو وہ عصف ہے۔ الجوار المنشاٰت تقریر مکی میں ہے۔ کہ جن کشتیوں کو بادبان لے جاتے ہیں وہ منشاٰت ہیں۔ اور جو پانی کے اندر بڑے بڑے بانس ڈالکر کشتیوں کو چلاتے ہیں وہ منشاٰت نہیں ہیں۔ اور جلالین میں ہے المنشاٰت المحد ثات یعنی مصنوعات۔ قال بعضھم سے امام بخاریؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور بعضھم سے صرف امام ابو حنیفہؒ مراد نہیں بلکہ فراء اور ابن کیسان کا بھی یہی مسلک ہے۔ کہ رمان اور نخل فاکھہ نہیں ہے۔ کیونکہ نخل کا پھل فاکھہ بھی ہے۔ اور غذا بھی ہے۔ اور رمان فاکھہ اور دوا ہے امام بخاریؒ ان حضرت پر

تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اہل عرب اسے فاکھہ شمار کرتے ہیں۔ اور آیت کریمہ میں عطف خاص علے العام ہے۔ اور وہ آیت کریمہ سے عموم اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ یہ مقام امتنان واحسان ہے۔ اسلئے فاکھۃ میں عموم ہوگا۔ لیکن گذر چکا ہے کہ یہ عطف المفرد علے المفرد ہے۔ جن کا ذکر خصوصی مزید فضیلت کے لئے ہے۔ مبنی الایمان العرف یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ شوافع کے نزدیک ایمان کا مدار حقیقت لغویہ پر ہے۔ مالکیہ کے نزدیک استعمال قرآنی پر ہے۔ اور امام احمدؒ کے نزدیک نیۃ پر مدار ہے۔ اور احناف کے نزدیک عرف پر مدار ہے جبکہ محتمل کی نیت نہ ہو۔ اور اختلاف زمان سے اختلاف عرف بھی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبین کے دور میں عرف بدل گیا ان کے نزدیک نخل ورمان فواکہ میں شمار ہے۔ فواکہ۔ تقریر مکی میں ہے۔ کہ فاکھۃ عرف اہل کوفہ میں انہیں اگرچہ اصل کے اندر فاکھہ میں داخل ہے۔ کیونکہ اہل کوفہ بطور غذا کے استعمال کرتے ہیں بطور تفکہ کے نہیں کرتے۔ تو تفکہ کے معنی مغلوب ہو گئے۔ تو ان کے عرف میں فاکھہ نہ رہا۔ قولہ الالمزید فیھما...... چنانچہ نور الانوار میں ہے کہ حقیقت کو کبھی اس لئے ترک کیا جاتا ہے کہ لفظ کسی ایسے معنی کے لئے موضوع ہے جس میں قوت ہو۔ تو جس میں یہ معنی ناقص ہونگے وہ نکل جائیگا یا جس پر نقصان تھا۔ تو زائد نکل جائیگا جیسے کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائیگا۔ تو یہ مچھلی کے گوشت کو شامل نہیں ہوگا۔ کیونکہ لحم التحام سے ہے۔ جس کے معنی شدت کے ہیں۔ اور شدت بغیر خون کے ہوتی نہیں اور مچھلی میں خون نہیں ہوتا۔ لھذا یہ قسم لحم سمک کو شامل نہیں ہوگی۔ اگرچہ قرآن مجید میں لحم طری کا اطلاق اس پر کیا گیا ہے لیکن ماخذ لفظ کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔ دوسرے عرف میں مچھلی کو بیچنے والے کو عرف میں بائع اللحم نہیں کہتے۔ اور اس کے برعکس حلف بالکل الفاکھہ کے جس نے پھل نہ کھانے کی قسم کھائی۔ تو یہ قسم انگور۔ انار اور کھجور کو شامل نہیں ہوگی۔ کیونکہ ان میں تفکہ سے زائد معنی پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ بعض بلاد میں یہ غذائیت اور دواء کا کام دیتے ہیں۔ تو ناقص میں داخل نہیں ہونگے۔

باب حُوْرٌ مَقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحُوْرَاءُ سَوْدَاءُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَقْصُوْرَاتٌ مَحْبُوْسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَاَنْفُسُهُنَّ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِيْنَ غَيْرَ اَزْوَاجِهِنَّ ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حوراء آنکھ کے ڈھیلے کی سیاہی کو کہتے ہیں۔ اور مجاہد کی تفسیر ہے۔ مقصورات کے معنی بند کی ہوئی۔ کہ جنکی آنکھیں اوران کے اجساد صرف اپنے شوہروں تک بند کئے گئے ہیں۔ قاصرات کہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کو طلب نہیں کرتیں۔

حدیث (٤٥٢٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى .. عَنْ اَبِيْهِ اَوْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو موسی اشعریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ خول والے موتیوں کا ایک خیمہ ہے جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر کونے میں کچھ بیویاں ہیں جو دوسروں کو نہیں دیکھتیں جن پر مومن لوگ

عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ مَايَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَافِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا اٰنِيَتُهُمَا وَمَافِيْهِمَا وَمَابَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّارِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ ....

آتے جاتے ہونگے۔ اور دوباغ ہیں جن کے برتن اور جو کچھ ان دونوں کے اندر ہے وہ سب چاندی کے ہونگے۔ اور اس طرح دوباغ ہونگے کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب سونے کا ہوگا۔ اور لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان کبریائی کی چادر ہوگی جو چہرہ انور پر ہوگی۔ اور یہ جنت عدن کے اندر دیدار ہوگا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ اھل الخلہ غربہ اور شکلہ وہ نازنین عورتیں جن کے چلنے پھرنے اور کلام کرنے میں نزاکت ہو۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ بُسَّتْ فُتَّتْ وَلُتَّتْ كَمَايُلَتُّ السَّوِيْقُ الْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَيُقَالُ اَيْضًا لَاشَوْكَ لَهٗ مَنْضُوْدٍ الْمَوْزُ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ ثُلَّةٌ اُمَّةٌ يَحْمُوْمٌ دُخَانٌ اَسْوَدُ يُصِرُّوْنَ يُدِيْمُوْنَ اَلْهِيْمُ الْاِبِلُ الظِّمَاءُ لَمُغْرَمُوْنَ لَمُلْزَمُوْنَ رَوْحٌ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَفَكَّهُوْنَ تَعْجَبُوْنَ عُرُبًا مُثَقَّلَةً وَاحِدَ هَاعَرُوْبٌ مِثْلُ صُبُوْرٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيْهَااَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَاَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ رجت کپکپادی گئی۔ بست ٹکڑے ٹکڑے ریزہ ریزہ کر کے بھگویا جائیگا۔ جیسے ستو ریزہ ریزہ کر کے بھگوئے جاتے ہیں۔ المخضود سدر مخضود وہ بیری جو پھلوں کے بوجھ سے بوجھل ہو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بیر جس میں کانٹے نہ ہوں منضود کیلا جو تہ بہ تہ رکھا ہو۔ العرب وہ نازنین عورتیں جو اپنے خاوندوں کی پسندیدہ محبوبہ ہوں۔ ثلۃ بمعنے جماعت۔ یحموم وہ دھواں جو کالا ہو۔ یصرون جو ہمیشہ رہتے ہوں۔ الھیم پیاسا اونٹ۔ لمغرمون چمٹے ہوئے۔ روح کے معنی باغ اور خوشحالی۔ اور ریحان کے معنی رزق کے ہیں۔ ننشئکم جس مخلوق میں ہم چاہیں تمہیں پیدا کریں گے۔ اور غیر مجاہد کی تفسیر ہے تفکھون تعجب دلائے گئے۔ کہ کھیتی پر

وَقَالَ فِيْ خَافِضَةٌ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَرَافِعَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ مَوْضُونَةٍ مَنْسُوجَةٍ وَمِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ وَالْكُوْبُ لَاآذَانَ لَهُ وَلَاعُرْوَةَ وَالْاَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْآذَانِ وَالْعُرُبُ مَسْكُوْبٍ جَارٍ وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ مُتْرَفِيْنَ مُتَمَتِّعِيْنَ مَاتُمْنُوْنَ هِيَ النُّطْفَةُ فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ لِلْمُقْوِيْنَ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ بِمُحْكَمِ الْقُرْاٰنِ وَيُقَالُ بِمَسْقَطِ النُّجُوْمِ اِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعُ وَاحِدٌ مُدْهِنُوْنَ مُكَذِّبُوْنَ مِثْلُ لَوْتُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ فَسَلَامٌ لَّكَ اَيْ مُسَلَّمٌ لَّكَ اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ وَاُلْقِيَتْ اِنْ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَاتَقُوْلُ اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ اِذَاكَانَ قَدْ قَالَ اِنِّيْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ وَقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَاءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ تُوْرُوْنَ تَسْتَخْرِجُوْنَ اَوْرَيْتُ اَوْقَدْتُ لَغْوًا بَاطِلًا تَأْثِيْمًا كَذِبًا ....

کیا آفت اتری۔ عربا یعنی را کے ضمہ کے ساتھ عروب اس کا واحد ہے۔ جیسے صبور کی جمع صبر اہل مکہ ایسی نازنین عورت کو العربۃ مدینہ والے غنجہ اور عراق والے شکلہ کہتے ہیں۔ اور خافضہ کے بارے میں کہا کہ ایک قوم جھنم کی طرف جاکر ذلیل ہوگی اور دوسری جنت کی طرف جاکر بلند ہوگی۔ موضونہ بنی ہوئی کہ انکی چارپائیاں سونے سے بنی ہونگی۔ اسی سے وضین الناقۃ اونٹنی کی خرجین توبرا جو خوب بنا ہوا ہوتا ہے۔ کوکب وہ لوٹے جن کے نہ تو کان ہوں اور نہ ہی اس کے کڑے ہوں۔ اورابارئق وہ لوٹے جن کے کان اور کڑے ہوں۔ مسکوب جاری پانی فرش مرفوعہ وہ قالین جو ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہوں مترفین نعمتوں میں پلے ہوئے۔ ماتمون جو نطفے اپنی بیویوں کے رحموں میں ٹپکاتے ہو۔ للمقوین مسافروں کے لئے۔ قی چٹیل میدان کو کہتے ہیں جس میں کچھ نہ ہو۔ مواقع النجوم قرآن کی محکم آیات کیونکہ قرآن کو نجم کہا گیا۔ کہ وہ تھوڑا تھوڑا اترا ہے اور بعض نے کہا کہ ستاروں کے ڈوبنے کے مقامات جبکہ وہ گرتے ہیں۔ مواقع اور موقع جمع مفرد ایک ہیں مدھنون جھٹلانے والے جیسے لو تدھن فیدھنون ای یکذبون فسلام لک یعنی تجھ پر سلام کرنے والا ہے۔ بیشک آپ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہیں۔ تو اس کلام میں لفظ ان محذوف ہے۔ لیکن معنی میں مطلوب ہے۔ جیسے انت مصدق مسافر عن قلیل۔ جبکہ انک مسافر عن قلیل کہہ چکا ہو۔ اور کبھی لفظ سلام دعا کے لئے ہوتا ہے جیسے سقیا من الرجال تو اگر لفظ سلام پر رفع پڑھو تو پھر دعا کے لئے ہے۔ تورون نکالتے ہو۔ اوریت میں نے آگ دہکائی۔ لغو کے معنی باطل کے اور تاثیما کے معنی جھوٹ کے ہیں۔ طلح منضود وہ کیلا جو تہ بہ تہ رکھا ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ القیت ان وھومعنا ھا ۔ ۲۴ یعنی لفظ ان حذف کر دیا گیا ہے جو یہاں مراد ہے۔ ان رفعت السلام رفع کی طرف عدول دوام حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سلام لک میں اشارہ ہے کہ کلمہ ان محذوف ہے۔ اصل میں انک من اصحاب الیمین تھا معنی میں مراد ہے۔ جیسے انت مصدق مسافر عن قلیل۔ اصل میں انک مسافر عن قلیل تھا۔ کلمہ ان محذوف ہے۔ لیکن معنی میں مراد ہے اور کبھی لفظ سلام مخاطب کے لئے۔ دعا کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے سقیا اصل میں سقاک اللہ سقیا تھا۔ تو معنی ہونگے یسلمون علیک اور قاضی بیضاویؒ نے فرمایا۔ کہ رفع مبتدا ہونے کی وجہ سے ہے جس سے دوام اور عموم مقصود ہے۔ تجدد اور حدوث مراد نہیں ۔

باب قوله وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ

حدیث (۴۵۲۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ اس کو جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں اونٹ سوار سو سال تک چلتا رہے تو اسے نہیں طے کر سکیگا۔ اگر چاہو تو تصدیق کیلئے اس آیت کو پڑھ لو فی ظل ممدود دراز سائے ہونگے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

قَالَ مُجَاهِدٌ جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ مِنَ الضَّلَالَةِ اِلَى الْهُدٰى وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ مَوْلٰى لَكُمْ اَوْلٰى بِكُمْ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اَنْظِرُوْنَا اِنْتَظِرُوْنَا ......

ترجمہ۔ مجاہد کی تفسیر ہے کہ مستخلفین معمرین کے معنی میں ہے لمبی عمر دئے گئے یعنی من الظلمات الی النور میں ظلمات سے گمراہی اور نور سے ہدایت مراد ہے۔ منافع للناس یعنی ڈھال اور ہتھیار۔ مولکم یعنی تمھارے زیادہ قریب ہے۔ لئلا یعلم میں لام زائد ہے۔ لیعلم اھل الکتاب کے معنی میں کہا جاتا ہے کہ ھوالظاہر ہر چیز پر علم کے اعتبار سے ظاہر ہیں۔ اور علم کے اعتبار سے ہر چیز میں پوشیدہ ہیں۔ انظرونا یعنی ہمارا انتظار کرو۔

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُحَادُّوْنَ يُشَاقُّوْنَ كُبِتُوا أُخْزُوا مِنَ الْخِزْيِ اِسْتَحْوَذَ غَلَبَ ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں مخالفت کرتے ہیں۔ کبتوا یعنی رسوا کیے جائیںگے یہ خزی سے ماخوذ ہے استحوذ بمعنے غلب

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

اَلْجَلَاءُ الْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ

ترجمہ۔ جلاء کا معنی ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف نکال دینا جلاوطن کر دینا۔

حدیث (۴۵۲۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ .... عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَازَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتّٰى ظَنُّوا اَنَّهَا لَمْ تُبْقِ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَنِي النَّضِيْرِ ....

ترجمہ۔ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ سورۃ توبہ کیا ہے۔ فرمایا وہ تو ذلیل و خوار کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس میں برابر منھم منھم نازل ہو تا رہا۔ یہانتک لوگ گمان کرنے لگے کہ اس سورۃ نے ان میں سے کسی منافق کو نہیں چھوڑا۔ کہ جس کا ذکر اس سورۃ میں نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سورۃ انفال کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو بدر کی جنگ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر میں نے سورۃ حشر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ قبیلہ بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث (۴۵۲۷) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قَالَ سُوْرَةُ بَنِي النَّضِيْرِ ....

ترجمہ ۔ حضرت سعیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سورۃ الحشر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سورۃ حشر کو سورۂ بنی النضیر کہو۔

باب قوله مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ نَخْلَةٍ مَالَمْ تَكُنْ عَجْوَةً اَوْبَرْنِيَّةً

ترجمہ ۔ لینہ کھجور کو کہتے ہیں جبکہ عجوۃ اور برنی نہ ہو۔

حدیث (۴۵۲۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ ......

ترجمہ ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بنو النضیر کے کھجوروں کے باغ کو جلادیا اور بعض کو کاٹ دیا۔ یہی بویرہ کا مقام ہے۔ تو اللہ تعالے نے آیت نازل فرمائی جو کچھ تم کھجور کو کاٹتے ہویا اسے اپنی جڑوں پر باقی رہنے دیتے ہو تو یہ سب اللہ تعالے کی اجازت سے ہے تاکہ وہ فاسق منافقوں کو رسوا اور ذلیل کریں۔

باب مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

حدیث (۴۵۲۹) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عن عمرقَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَابَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .....

ترجمہ ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو النضیر کے اموال اس فے کے مال میں سے ہے جو اللہ تعالے نے اپنے رسول پر کیا جو اس مال میں سے ہے جس پر مسلمانوں نے نہ تو گھوڑے دوڑائے اور اونٹ دوڑائے پس یہ مال اللہ کے رسول کیلئے تھا جس میں سے آپ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے ایک سال کا خرچہ کرتے تھے جو کچھ بچ رہتا اس کو ہتھیاروں کی خرید اور گھوڑوں کی خرید میں صرف کرتے یہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری تھی۔

باب قوله مَاآتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

حدیث (۴۵۳۰) مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَ تْ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اِنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَ كَيْتَ فَقَالَ وَمَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَابَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَاوَجَدْتُ فِيْهِ وَمَاتَقُوْلُ وَقَالَ اِنْ كُنْتَ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَّاقَرَأْتَ وَمَاآتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَاِنِّيْ اَرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهٗ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْأً فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَاجَامَعْتُنَا ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے سوئی سے بدن پر نشان بنانے والی اور بنوانے پر لعنت فرمائی ہے۔ اس طرح چہرے سے بال کھچوانے والی پر لعنت فرمائی اور جو خوبصورتی کے لئے اپنے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والی ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنے والی ہیں ان پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ حدیث قبیلہ بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا۔ وہ آکر کہنے لگی کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ آپ اس صفت والی عورت پر لعنت کرتے ہیں فرمایا جس پر اللہ کا رسول اور جو کتاب اللہ میں ہے وہ لعنت کرے تو میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں۔ وہ کہنے لگی کہ ان دو تختیوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ تو میں نے سب پڑھا ہے۔ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ تو میں نے اس کے اندر نہیں پایا جس پر حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اگر تو اچھی طرح قرآن پڑھتی تو اسے ضرور پالیتی کیا تو نے نہیں پڑھا۔ ماآتاکم الرسول　جو کچھ اللہ کا رسول دے اسے لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔ کہنے لگی ہاں کیوں نہیں پڑھا۔ فرمایا تو بس آپ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ وہ کہنے لگی میں نے تو تیرے گھر والوں کو یہ کرتے دیکھا ہے۔ فرمایا اب جا کر دیکھو۔ پس اس نے جا کر دیکھا تو اس کو اپنی ضرورت کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پس فرمایا کہ اگر وہ ایسی ہوتی تو ہماری صحبت میں نہ رہ سکتی۔

حدیث (۴۵۳۱) حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ مِنْ اِمْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملانے والی ہے۔ سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو ایک عورت ام یعقوب نامی سے سنا جس نے حضرت عبد اللہ سے روایت عبدالرحمن بن عابس سے مثل منصور کی روایت کے سنی۔

باب قوله وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

حدیث (۴۵۳۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ ؓ اُوْصِيَ الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَنْ يُعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَاُوْصِيَ الْخَلِيْفَةَ بِالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَوَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلُ اَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَعَنْ مُسِيْئِهِمْ ....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں آنے والے خلیفہ کو پہلے ہجرت کرنے والوں کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ کہ وہ ان کا حق پہچانیں اور ان انصار کے متعلق بھی خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں جنہوں نے دار ہجرت مدینہ کو اور ایمان کو لازم پکڑا۔ کہ ان کی صداقت ظاہر ہو گئی۔ یہ جناب نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کرنے سے پہلے اور مہاجرین حضرات کے آنے سے پہلے انہوں نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ وصیت اس بات کی ہے کہ ان میں سے نیکی کرنے والوں کی نیکی قبول کرے اور ان میں سے برائی کرنے والے کو معاف کرے۔

باب قوله وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ الاية

اَلْخَصَاصَهُ اَلْفَاقَةُ اَلْمُفْلِحُوْنَ اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ اَلْفَلَاحِ اَلْبَقَاءِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً حَسَدًا ..

ترجمہ۔ خصاصہ کے معنی بھوک اور مفلحون جو ہمیشگی کے ساتھ کامیاب ہونے والے۔ فلاح کے معنی باقی رہنے کے ہیں حی علی الفلاح کا معنی کہ فلاح کی طرف جلدی کرو اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں لایجدون فی صدورهم حاجة بمعنی حسدا

حدیث (۴۵۳۳) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ...... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِيَ الْجَهْدُ فَاَرْسَلَ اِلٰى نِسَائِهٖ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ هُنَّ شَيْأً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَارَجُلٌ يُضَيِّفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَقَالَ لِاِمْرَأَتِهٖ ضَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ! کہ مجھے تو مشقت اور بھوک نے ستایا ہے۔ پہلے تو آپ نے اپنے گھر والوں کے پاس بھیجا۔ ان کے پاس اسے کوئی چیز نہ ملی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ خبردار کوئی آدمی ہے جو آج رات اس شخص کو مہمان بنائے تو اللہ تعالے اس پر رحم فرمائیگا۔ انصار میں سے ایک آدمی حضرت ابوطلحہؓ کھڑے ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ! میں مہمان نوازی کرونگا۔

لَاتَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَاعِنْدِي اِلَّاقُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَاِذَا اَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَىْ فَاَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُوْنَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ....

چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گیا۔ اپنی بیوی ام سلیمؓ سے کہا کہ یہ شخص جناب رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپا کر نہ رکھو۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم! میرے پاس تو صرف بچوں کی خوراک پڑی ہے۔ وہ بولے جب بچے شام کے کھانے کا ارادہ کریں تو کسی بہانے سے ان کو سلادو اور خود ہمارے پاس چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے آکر اسے بجھادو۔ اور آج کی رات اپنے اپنے پیٹوں کو باندھ لیں گے یعنی بھوکا رکھیں گے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو وہ شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فلاں مرد ابو طلحہؓ اور فلاں عورت ام سلیمؓ کے سلوک کو پسند فرمایا۔ اور خوش ہوئے۔ اور یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر چہ خود انہیں بھوک اور فقر لاحق ہو۔ یہ غیر ضروری کھانا تھا جو بچوں کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ ورنہ بچوں کا نفقہ تو واجب ہے۔ ضیافت واجب نہیں ہے۔

سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَةُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَاتَجْعَلْنَا فِتْنَةً لَاتُعَذِّبْنَا بِاَيْدِيهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَااَصَابَهُمْ هٰذَا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ اُمِرَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں لا تجعلنا فتنہ کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان کافر ظالموں کے ہاتھوں سے سزا نہ دیجئے کیونکہ پھر یہ لوگ کہتے پھریں گے کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے تو ان کو ہمارے ہاتھوں یہ مصیبت لاحق نہ ہوتی۔ عصم الکوافر کافر منکوحہ عورتیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے اصحابہ کرامؓ کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ اپنی عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں کفر کی حالت میں رہ گئیں ہیں۔ کیونکہ خاوند کا اسلام ان کے نکاح کو قطع کر دیتا ہے۔ تو مشرکات کو نکاح میں رکھنے سے منع کر دیا گیا۔

باب لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ

حديث (٤٥٣٤) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ

اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ رَافِعٍؓ كَاتِبَ عَلِيٍّؓ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّاؓ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالزُّبَيْرَؓ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ الْخَاخِ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَامَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَاهٰذَا يَاحَاطِبُ قَالَ لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذَا فَاتَنِيْ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَصْطَنِعَ اِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ وَمَافَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ اِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَايُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبید اللہ بن ابی رافعؓ جو حضرت علیؓ کے میر منشی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ مجھے حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا۔ فرمایا برابر چلتے رہو یہانتک خاخ کے باغ تک جب پہنچ جاؤ تو وہاں پر ایک اونٹ سوار عورت ہو گی جس کے پاس ایک خط ہے۔ اس خط کو اس سے لے آؤ۔ پس ہم روانہ ہوئے کہ ہمیں ہمارے گھوڑے دوڑاتے تھے یہانتک کہ ہم اس باغ تک پہنچ گئے پس واقعی وہاں پر ایک اونٹ سوار عورت تھی جس سے ہم نے کہا کہ خط نکالو! اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ پس ہم نے اس سے کہا کہ یا تو خط نکالو یا اپنے کپڑے اتارو۔ تو اس نے اپنے بالوں کے جھوڑے سے خط نکال دیا جس کو لیکر ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے تھا۔ جو مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں جناب نبی اکرم ﷺ کے بعض معاملات کی ان کو اطلاع دے رہے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا معاملہ ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں میں حلف کے اعتبار سے قریش کا آدمی ہوں۔ لیکن ان کے نسب میں سے نہیں ہوں۔ باقی جتنے مہاجرین آپؐ کے ہمراہ ہیں۔ ان سب کی قریش سے قریبی رشتہ داریاں ہیں۔ جن کی بدولت وہ قریش ان کے اہل عیال اور ان کے اموال کی جو مکہ میں ہیں حفاظت کریں گے۔ میں نے سوچا کہ جب میرا نسب ان میں نہیں ہے تو کوئی ایسا احسان ان کے ساتھ کروں جس کی وجہ سے وہ میری قرابت کا لحاظ کریں۔ یہ کام میں نے نہ تو کفر کی وجہ سے کیا ہے۔

19/1

فَقَالَ اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ .قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِيْهِ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ قَالَ لَاأَدْرِىْ الْاٰيَةَ فِى الْحَدِيْثِ أَوْ قَوْلِ عَمْرٍو .....

اور نہ ہی اپنے دین سے پھر جانے کی وجہ سے کیا ہے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک اس شخص نے تمہیں سچ سچ کہدیا ہے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اسکی گردن اڑادوں پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حاطب بدر کی لڑائی میں حاضر ہو چکا ہے

تو کیا علم ہے کہ شاید اللہ تعالے نے اہل بدر پر جھانک کر فرمادیا ہو۔ کہ جو کچھ چاہو تم عمل کرتے رہو میں تمہاری بخشش کر چکا ہوں عمرو فرماتے ہیں اس کے بارے میں یہ آیت اتری۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیت حدیث علی کے اندر ہے یا عمرو کا قول ہے۔ سفیانؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حدیث سنانے کے لئے میں نے حضرت عمروؓ سے اسے محفوظ کیا جس کا ایک حرف بھی میں نے نہیں چھوڑا اور میرا گمان ہے کہ میرے سوا اس کو کسی نے یاد نہیں کیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ قال سفیان ۲۶ ۷۲۔ ۱۷ اس کلمہ کو حدیث کے اندر داخل کرنا دوسرے حضرات سے صادر ہوا ہے۔ لیکن مجھے عمروؓ نے اس کلمہ کو حدیث کے اندر ذکر نہیں کیا یا مطلب یہ ہے کہ اس کلمہ کو حدیث کے اندر داخل کرنا یہ غیر عمرو سے سرزد ہوا ہے لیکن عمرو بن دینار نے اسکی تصریح نہیں کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ سفیان بن عیینہ کا کہنا ہے کہ اس کلمہ کا حدیث کے اندر داخل کرنا یہ دوسرے لوگوں کی روایات میں ہے لیکن مجھے جو عمرو بن دینار سے یاد ہے۔ وہ وہی ہے جس کو میں نے روایت کیا جس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے۔ اور میں نے ان کی روایت کا کوئی لفظ نہیں چھوڑا اور میرا گمان ہے کہ میرے سوا عمرو بن دینار سے اس حدیث کو کسی نے محفوظ نہیں کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سفیانؒ اس زیادتی پر جزم ویقین نہیں رکھتے۔ چنانچہ نسائی میں ہے کہ زیادتی مدرج راوی ہے۔ قطب گنگوہیؒ نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی ہے کہ اس کلمہ کا ادخال غیر عمرو سے ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فِىْ هٰذَا فَنَزَلَتْ لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا فِىْ حَدِيْثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَاتَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أَرٰى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِىْ ....

ترجمہ۔ ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہ سفیان سے کہا گیا کہ حاطب ہی کے بارے میں یہ آیت اتری لاتتخذوا عدوی سفیان نے کہا لوگ ایسا ہی روایت کرتے ہیں میں نے جتنا عمرو بن دینار سے سنا تھا اس کو خوب یاد رکھا ایک حرف نہیں چھوڑا اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے سوا کسی نے اس حدیث کو عمرو سے خوب یاد رکھا ہو۔

باب قوله إِذَاجَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ

حدیث (۴۵۳۵) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ..... أَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بِقَوْلِ اللّٰهِ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر اس مؤمنہ عورت کا اس آیت کے مطابق امتحان لیتے تھے جو آپ کی طرف ہجرت کر کے آتی تھی۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے ترجمہ۔ کہ اے نبی! جب مومن عورتیں آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ ان سے بیعت لیں۔ غفور رحیم تک۔

اِذَاجَاءَ كَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّبِهٰذَاالشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَا تِ قَالَ لَهَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَاوَاللّٰهِ مَامَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِى الْمُبَا يَعَةِ مَايُبَايِعُهُنَّ اِلَّابِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكَ تَابَعَهٗ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِىِّ وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعُمْرَةَ..........

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مؤمن عورتوں میں سے جو بھی اس شرط کا اقرار کر لیتی تو آپؐ اپنی کلام سے فرمادیتے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔ واللہ! کہ بیعت کرتے وقت آپؐ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوؤا۔ پس آپؐ قد بایعتک کہہ کر ان سے بیعت لیتے تھے۔ یونس اور معمر اور عبدالرحمٰن نے اس کی متابعت کی۔ البتہ اسحاق بن راشد نے۔ عروہ و عمرۃ سے روایت کیا ہے۔

باب قوله اِذَاجَاءَ كَ الْمُؤْمِنَاتِ

حديث (٤٥٣٦) حَدَّثَنَا اَبُوْمُعْمَرٍ .....
عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَءَ عَلَيْنَا اَنْ لَّايُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًاوَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ اَسْعَدَتْنِى فُلَانَةُ اُرِيْدُ اَنْ اَجْزِيَهَافَمَاقَالَ لَهَاالنَّبِىُّ ﷺ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا.........

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں۔ کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ تو ہم پر آپؐ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالے کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرنا۔ اور آپؐ نے ہمیں نوحہ خوانی سے منع فرمایا۔ تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا کہنے لگی کہ فلاں عورت نے نوحہ خوانی میں میری امداد کی تھی میں اسے بدلہ دینا چاہتی ہوں۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے کچھ نہ کہا۔ پس وہ آپؐ کے پاس سے چلی گئی۔ واپس آکر اس نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حديث (٤٥٣٧) حَدَّثَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَايَعْصِيْنَكَ فِىْ مَعْرُوْفٍ قَالَ اِنَّمَاهُوَ شَرْطُهٗ شَرْطٌ اللّٰهِ لِلنِّسَاءِ...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ لایعصینک فی معروف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک شرط تھی جو اللہ تعالے نے عورتوں کے لئے شرط رکھی۔

حديث (٤٥٣٨) حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ...

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں کہ

19/2

سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَتُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَءَ الْآيَةَ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ ....

نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ کیا تم میرے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرتے ہو۔ کہ تم اللہ تعالے کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ نہ زنا کروگے اور نہ چوری کروگے۔ اور اس آیت کی قرأت کی۔ اور سفیان کا لفظ اکثر یہ ہے۔ کہ آیت کو پڑھا۔ پس جس شخص نے تم میں سے ان کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ تعالے دے گا۔ اور جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا پس اس کو سزا دی گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے۔ اور جس نے ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا پس اللہ تعالے نے اس کی پردہ پوشی کی پس وہ اللہ کی طرف ہے۔ اگر چاہے تو اسے عذاب دے اگر چاہے تو اس کی مغفرت کرے۔ عبدالرزاق نے اس کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۴۵۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ...... حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں عید الفطر کے موقعہ پر جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز میں حاضر تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ بھی میں نے نماز پڑھی سب نے اس نماز کو خطبہ سے پہلے پڑھا اس نماز کے بعد آپؐ خطبہ پڑھتے تھے۔ پھر جناب نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے اترتے تھے گویا میں ابھی آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ جبکہ آپؐ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بٹھلا رہے تھے۔ پھر آپؐ مردوں کو چیرتے ہوئے حضرت بلالؓ کے ہمراہ عورتوں کی طرف تشریف لائے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت یاایھا النبی ...... تلاوت کی۔ یہاں تک کہ جب اس کی قرأت سے فارغ ہوئے۔ تو فراغت کے بعد آپؐ نے فرمایا اے عورتو! تم اسی حال میں رہو۔ اس پر ایک عورت نے کہا جس کے سوا اور کسی نے آپؐ کو جواب نہ دیا تھا۔ ہاں یارسول اللہ! حسن بصری نہیں جانتے کہ وہ عورت کون تھی۔ وہ اسماء بنت یزید تھی۔

تو آپؐ نے فرمایا صدقہ خیرات کرو۔ اور حضرت بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ تو عورتیں اپنی بڑی چھوٹی انگوٹھیاں حضرت بلالؓ کے کپڑا میں ڈالنے لگیں۔

سُوْرَۃُ الصَّفِّ

قَالَ مُجَاهِدٌ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ اَیْ مَنْ تَبِعُنِیْ اِلَی اللّٰهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرْصُوْصٌ مُلْصَقٌ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ وَقَالَ غَيْرُهٗ بِالرَّصَاصِ ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ کہ من انصاری کا مطلب کون اللہ کی طرف جاتے ہوئے میری پیروی کرتا ہے۔ یا میرا ساتھ دیتا ہے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مرصوص معنے مضبوط جو ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوں۔ اور غیر ابن عباسؓ نے کہا کہ پیتل سے مضبوط کئے گئے ہوں۔

باب يَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ

حدیث (۴۵۴۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ يَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ ....

ترجمہ۔ حضرت جبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں۔ احمد ہوں۔ اور میں ماحی ہوں۔ میرے ذریعہ اللہ تعالے کفر کو مٹائیگا۔ اور میں حاشر ہوں میرے قدموں پر میرے زمانہ نبوت میں لوگوں کو جمع کیا جائیگا اور میں آخری پیغمبر ہوں۔

سُوْرَۃُ الْجُمُعَةِ

باب قوله وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَقَرَءَ عُمَرُ فَامْضُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ

حدیث (۴۵۴۱) حَدَّثَنِیْ عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ...عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ حَتّٰی سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَؓ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ.........

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورہ جمعہ اتری جس میں ہے کہ دوسرے وہ لوگ جو ابھی تک ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ پس آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا یہانتک کہ تین مرتبہ آپؐ سے اسکا سوال کیا۔ اور ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی بھی تھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت سلمانؓ پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایمان کہکشاں کے پاس بھی ہوگا تو ان کے آدمی یا ان کا ایک آدمی اس کو ضرور حاصل کر کے رہے گا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ رجل من ھؤلاء۔ یہ روایت صحاح ستہ میں سے صحیح بخاری کی ہے۔ سب سے پہلے اس کے مصداق حضرت امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ پھر امام بخاریؒ اور پھر خواجہ حبیب عجمی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امام اعظمؒ سب سے پہلے اہل فارس میں سے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فانطلقت ورجعت ۲۷۔۲۶ یعنی نوحہ خوانی میں اس کی مدد نہ کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس حدیث کی توجیہ میں کئی اقوال ہیں۔ قطب گنگوہیؒ نے ان میں سے ایک کا ذکر کیا ہے۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں تفصیل یوں ہے۔ فانطلقت کہ اس عورت نے بیعت کر لی اور اپنی بیعت میں نوحہ کی امداد کو مستثنیٰ کر لیا پھر جا کر واپس آئی اور مدد کرنے پر دوبارہ بیعت کی۔ کیونکہ جب گئی تھی تو اس نے اس عورت کی نوحہ میں امداد بالکل نہیں کی تھی۔ اور اسعاد کے معنی ہیں دوسری عورت کے ساتھ کھڑے ہو کر رونا اور بین کرنا۔ اور نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسعاد کے بعد آکر بیعت کی تو ام عطیہ کو رخصت دینا یہ خصوصیت پر محمول ہوگا۔ غیر کو نوحہ کی اجازت حلال نہیں۔ لیکن اس حدیث کی بنا پر مالکیہؒ فرماتے ہیں کہ اصل نوحہ حرام نہیں ہے۔ البتہ جس کے ساتھ افعال جاہلیۃ ہوں۔ جیسے گریبان پھاڑنا چہرہ نوچنا وغیرہ وہ ممنوع ہے۔ لیکن عام علماء کا مسلک مطلقا نیاحۃ کی تحریم ہے۔ باقی آپؐ کی اجازت کو تنزیہ پر محمول کیا جائیگا۔ بعد ازاں وعیدات نازل ہوئیں تو نیاحۃ حرام ہو گئی۔ قرطبیؒ کی تحقیق یہی ہے۔ حافظؒ نے مختلف جوابات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اقرب الاقوال یہ ہے کہ نیاحۃ پہلے مباح تھی پھر مکروہ تنزیہی ہوئی۔ بعد ازاں حرام ٹھہری۔

باب وَإِذَا رَأَوْ تِجَارَةً

حدیث (۴۵۴۲) حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِؓ قَالَ اَقْبَلَتْ عِیْرٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَثَارَ النَّاسُ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِذَا رَاَوْ تِجَارَةً اَوْ لَھْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا..

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے ایک دن ایک غلہ بیچنے والا قافلہ آیا ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے۔ تو لوگ آپ کو چھوڑ کر ٹوٹ پڑے۔ مگر بارہ آدمی آپؐ کے ساتھ رہ گئے باقی جدا ہو گئے جن میں خلفاراشدین شامل تھے تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جب یہ لوگ کوئی تجارتی سامان دیکھتے ہیں اور مشغلہ نظر آتا ہے تو اسکی طرف پھیل جاتے ہیں۔

سُوْرَةُ اِذَاجَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ

قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ .اِلَی الْکَاذِبُوْنَ

حدیث (۴۵۴۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ رَجَآءٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ کُنْتُ فِیْ غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ .یَقُوْلُ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ.....وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِہٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَمِّیْ اَوْلِعُمَرَؓ فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَدَعَانِیْ فَحَدَّثْتُہٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَاَصْحَابِہٖ فَحَلَفُوْا مَاقَالُوْا فَکَذَّبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَصَدَّقَہٗ فَاَصَابَنِیْ ھَمٌّ لَمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُہٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ لِیْ عَمِّیْ مَااَرَدْتَ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک جہاد میں تھا غالباوہ غزوۂ تبوک ہے۔ یا غزوۂ بنی المصطلق کہ میں نے عبداللہ بن ابی سے سنا جو کہتا تھا جو لوگ آپؐ کے ارد گرد جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو۔ تاکہ یہ لوگ بھاگ جائیں۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس سے واپس مدینہ پہنچے تو ہمارے عزیز لوگ ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال دینگے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے یا حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ جنہوں نے یہ خبر جناب نبی اکرم ﷺ تک ذکر کر دی آپؐ نے مجھے بلایا تو میں نے آپ کو بات پوری بیان کر دی۔ آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آدمی بھیجا تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ انہوں نے تو

اِلٰی اَنْ کَذَّبَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَمَقَتَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَاجَاءَ کَ الْمُنَافِقُوْنَ فَبَعَثَ اِلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ فَقَرَءَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَکَ یَازَیْدُ .....

یہ بات نہیں کی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا قرار دیا۔ اور اسے سچا قرار دیا۔ تو اس کی وجہ سے مجھے ایک سخت غم لاحق ہوا کہ ایسا غم مجھے کبھی لاحق نہیں ہوا۔ پس میں گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے مجھ سے کہا کہ اس بیان سے تمھارا کیا مقصد تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے تجھے جھوٹا قرار دیا اور تجھ سے ناراض وغصہ ہوئے۔ تو اللہ تعالے نے اذا جاءک المنافقون نازل فرمائی۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے پاس آدمی بھیج کر یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اے زید! اللہ تعالے نے تیری تصدیق کر دی۔ جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ اذاجاءك المنا فقون یہ غزوہ تبوک تھا۔ یا غزوۂ بنی المصطلق تھا جس میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ منافقین جمع ہوئے۔ تو ان کے درمیان جھگڑا واقع ہوا۔ پہلے تو مہاجرین تھوڑے تھے اور انصار زیادہ تعداد میں تھے۔ مہاجرین بعد میں بہت ہو گئے۔ تو کسی معاملہ پر ان کا انصار سے جھگڑا ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی کہنے لگا کہ مہاجرین کو ہم نے پالا ہے۔ یہ آج ہم سے جھگڑتے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم مہاجرین کو امداد دینا بند کر دیں گے۔ اور ان کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقمؓ اسکی یہ ساری گفتگو سن رہے تھے جنھوں نے جا کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع کی۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی سے پوچھا تو اس نے قسم کھا کر انکار کر دیا۔ آپؐ نے اس کی بات کو درست مان لیا۔ اور حضرت زید بن ارقمؓ کی بات کو جھٹلا دیا۔ وہ غمگین ہو کر گھر میں بیٹھ گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی ابن ابی کو جھوٹا قرار دیا گیا اور ابن ارقمؓ کی تصدیق ہوئی۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ کہ منافقین گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ واقعی آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔ یعنی وہ کاذب فی الاعتقاد ہیں یہ صاحب تلخیص کی تحقیق ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ ان المنا فقین لکاذبون کا رجوع لیخرجن الاعز منھا الاذل کی طرف ہے کہ ابن ابی نے کہا تھا ہم عزیز ہیں مہاجرین ذلیل ہیں ہم مدینہ پہنچ کر ان کو نکال دینگے۔ جس کا ابن ابی نے آپؐ کے سامنے انکار کر دیا تھا۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ یہ منافق جھوٹا ہے اس نے یہ الفاظ ضرور کہے ہیں۔ تو کذب کا رجوع اس قول کی طرف ہوا چنانچہ مطول میں علامہ تفتازانی نے اس کو بیان کیا ہے۔

باب قوله اِتَّخَذُوْا اَیْمَانَھُمْ جُنَّةً

ترجمہ۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے یجتنون بھا یعنی ان قسموں کے ذریعہ اپنے خون اور مال کو چھپاتے ہیں۔

حدیث (۴۵۴۴) حَدَّثَنَا اٰدَمُ .. عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے

قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلٍ يَقُوْلُ لَاتُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ اَيْضًا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَاقَالُوْا فَصَدَّقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذَّبَنِيْ فَاَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قط فَجَلَسْتُ فِيْ بَيْتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِذَاجَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَاتُنْفِقُوْا..... اِلٰى قَوْلِهٖ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَاالْاَذَلَّ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَءَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْصَدَّقَكَ....

چچا کے ہمراہ تھا۔ کہ میں نے عبداللہ بن ابی سلول کی زبانی سنا۔ جو کہہ رہا تھا کہ جو مھاجر لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو تاکہ وہ آپؐ کے پاس سے منتشر ہو کر بھاگ جائیں۔ نیز یہ بھی کہ اگر ہم مدینہ واپس لوٹے تو عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے ضرور نکال دیگا۔ میں نے اپنے چچا سے اسکی گفتگو کا ذکر کیا۔ میرے چچا نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی کی طرف پیغام بھیجکر اسے اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا۔ جنہوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم نے کچھ نہیں کہا۔ پس آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کو سچا قرار دیا اور مجھے جھٹلا دیا۔ جس پر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ اس جیسا صدمہ مجھے کبھی لاحق نہیں ہوا۔ چنانچہ میں غمزدہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا جس پر اللہ تعالے نے آیات نازل فرمائیں اذاجاءک المنافقون سے لاتنفقوا علے من عند رسول اللہ اور لیخرجن الاعز منھاالاذل تو آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا پھر یہ آیات مجھ پر پڑھیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمھاری تصدیق فرمائی ہے۔

باب قوله ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْاثُمَّ كَفَرُوْافَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَايَفْقَهُوْنَ

حديث (٤٥٤٥) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ... سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ....وَقَالَ اَيْضًا لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ....اَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَامَنِي الْاَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ مَاقَالَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ اِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُهٗ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب عبداللہ بن ابی نے لاتنفقوا...... کہا اور نیز یہ بھی کہا لیخرجن الاعز تو میں نے اپنے چچا کے واسطہ سے جناب نبی اکرم ﷺ کو اسکی اطلاع کی جس پر انصار نے مجھے ملامت شروع کی اور عبداللہ بن ابی نے قسم کھائی کہ اس نے یہ نہیں کہا۔ تو میں اپنے گھر واپس لوٹ کر سو گیا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا۔ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمھیں

فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَاتُنْفِقُوْا وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سچا قرار دیا ہے اور یہ آیات نازل ہوئیں ھم الذین یقولون لاتنفقوا ......

باب قوله وَاِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ

حدیث (٤٥٤٦) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ الْاَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ لِاَصْحَابِهٖ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ......فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَسَاَلَهٗ فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَافَعَلَ قَالُوْا كَذَّبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّاقَالُوْا شِدَّةً حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقِيْ فِيْ اِذَاجَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُسَهُمْ.....

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایسے سفر میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جس میں لوگوں کو سخت مصیبت پیش آئی۔ تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا لاتنفقوا اور لئن رجعنا الی المدینة بھی کہا تو میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی کی طرف آدمی بھیج کر اس سے پوچھا تو اس نے اپنی قسم میں پوری کوشش کر کے کہا کہ اس نے نہیں کہا۔ لوگ کہنے لگے کہ زیدؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا تو ان کے اس کہنے سے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا یہاں تک کہ اللہ تعالے نے میری تصدیق اس آیت میں نازل فرمائی۔ اذاجاءك پس جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کو بلایا تا کہ آپؐ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو انہوں نے اعراض کرتے ہوئے اپنے سروں کو ہلایا۔

باب قوله خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ

قَالَ كَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَيْءٍ

ترجمہ۔ فرماتے ہیں کہ وہ خوبصورت لوگ تھے

باب قوله وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

حَرَّكُوْا اسْتَهْزَؤُا بِالنَّبِيِّ ﷺ وَيُقْرَءُ بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ لَوَيْتُ لَوَّوْا رُؤُسَهُمْ

ترجمہ۔ یعنی سر کو ہلا کر جناب نبی اکرم ﷺ سے مذاق کرتے ہیں اور تشدید کی بجائے لو وارؤسهم بھی پڑھا گیا کہ انہوں نے اپنے سروں کو مروڑ کر کہا۔

حدیث(٤٥٤٧)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ؓ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّىْ فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيِّ بْنَ سُلُوْلٍ يَقُوْلُ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَذَكَرْتَ ذٰلِكَ لِعَمِّىْ فَذَكَرَ عَمِّىْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِىْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ ابْنُ اَبِىْ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَاقَالُوْا وَكَذَبَنِى النَّبِىُّ ﷺ وَصَدَّقَهُمْ فَاَصَابَنِىْ غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِىْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِىْ بَيْتِىْ وَقَالَ عَمِّىْ مَااَرَدْتَ اِلٰى اَنْ كَذَّبَكَ النَّبِىُّ ﷺ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَاجَآءَ كَ الْمُنٰفِقُوْنَ وَاَرْسَلَ اِلَى النَّبِىِّ ﷺ فَقَرَءَ هَا وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ ....

ترجمہ۔ زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا کہ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ آپؐ کے پاس ہیں ان پر مت خرچ کرو جس کا ذکر میں نے اپنے چچا سے کیا۔ میرے چچا نے جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا۔ تو آپؐ نے مجھے بلوایا میں نے آپ کو وہ خبر بیان کی۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے قسم اٹھائی کہ انہوں نے نہیں کہا۔ تو آپ نبی اکرم ﷺ نے مجھے جھوٹا قرار دیا۔ اور انہیں سچا قرار دیا۔ جس پر مجھے ایسا غم لاحق ہوا کہ ایسا غم کبھی لاحق نہیں ہوا۔ تو میں گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا مجھے کہنے لگے کہ اس سے تمہارا کیا مقصد تھا یہاں تک جناب نبی اکرم ﷺ نے تجھے جھوٹا قرار دیا۔ اور تجھ پر سخت ناراض ہوئے۔ تو اللہ تعالے نے اذاجاء ک المنافقون..... کی آیات نازل فرمائیں جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے پاس آدمی بھیجا۔ پس آپؐ نے ان آیات کو مجھ پر پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمہیں سچا قرار دیا ہے۔

باب قوله سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

حدیث (٤٥٤٨)حَدَّثَنَا عَلِىٌّ .... سَمِعْتُ جَابِرَ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِىْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِىْ جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًامِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِ ى يَاآلَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِىُّ يَاآلِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ اور کبھی سفیان کہتے ہیں کہ ہم ایک لشکر میں تھے کہ مہاجر آدمی نے ایک انصاری کی دبر پر تھپڑ مارا تو انصاری انصار کو مدد کے لئے پکارنے لگا اور مہاجر مہاجرین کہہ کر پکارنے لگا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو سنا تو فرمانے لگے کہ یہ کیا جاہلیۃ کا نعرہ ہے۔ انہوں نے بتلایا۔ یارسول اللہ ایک مہاجر نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَابَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ . قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًامِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوْهَا وَاَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَامَ عُمَرُؓ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُ لَايَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ ثُمَّ اِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوْا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ......

کسی انصاری کو دبر پر تھپڑ مارا آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑو یہ تو بدبو دار کلمہ ہے۔ عبداللہ بن ابی کو اس کی خبر ہوئی تو کہنے لگے کیا مہاجر یہ کرنے لگے۔ لیکن واللہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچے تو عزیز ذلیل کو مدینہ سے ضرور نکال دیگا۔ یہ خبر جناب نبی اکرم ﷺ کو پہنچی تو حضرت عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ لوگ کہتے پھرینگے محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کروا رہا ہے۔ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو انصار مہاجرین سے زیادہ تھے لیکن اس کے بعد مہاجرین بہت ہو گئے۔ سفیان کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو عمرو سے محفوظ کیا ہے۔ اور عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ کسع دبر پر تھپڑ مارنے کو کہتے ہیں۔ دعوی جاہلیۃ یعنی حق اور باطل کا پتہ چلائے بغیر اہل دیوان کی مدد کیلئے دوڑ پڑے حالانکہ مغلوب کی امداد کرنی چاہئے تھی ظالم کو اسکے ظلم سے روکا جاتا محض عصبیت اور قومیت پر لڑائی نہیں کرنی چاہئے۔

باب قوله هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَاتُنْفِقُوْا

حدیث (۴۵۴۹) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ .....اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰى مَنْ اُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ وَبَلَغَهٗ شِدَّةُ حُزْنِيْ يَذْكُرُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِيْ اَبْنَاءِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ غزوہ حرہ میں شہید ہوئے ان پر مجھے بہت ملال ہوا۔ تو حضرت زید بن ارقمؓ کو جب میری سخت غمگینی کا علم ہوا تو انہوں نے میری طرف خط لکھا جس میں وہ ذکر کرتے تھے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرماتے تھے اے اللہ انصار کی اور انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما۔ ابن الفضل کو شک ہے کہ آپؐ نے ابناء ابناء الانصار بھی فرمایا یا نہیں۔

اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ فَسَأَلَ اَنَسٌ بَعْضَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ فَقَالَ هُوَالَّذِیْ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هٰذَا الَّذِیْ اَوْفَی اللهُ لَهٗ بِاُذُنِهٖ

تو حضرت انسؓ نے اپنے بعض ان ساتھیوں سے پوچھا جو ان کے پاس تھے فرمایا یہ زید بن ارقم وہ شخص ہیں جن کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جن کے کانوں کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ غزوہ حرہ ۶۳ھ میں واقع ہوا ہے۔ جبکہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے مدینہ پر لشکر کشی کی۔ حرہ کے مقام پر سخت جنگ ہوئی۔ جس میں بہت سے صحابہ کرام خصوصاً انصار بہت شہید ہوئے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ھوالذی یقول......اس واقعہ کی مناسبت سورہ سے ظاہر ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد اسی غزوہ میں ہوا جو اس سورت کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مطابقت حدیث کے آخری الفاظ سے ہے۔ وہ ھذا الذی اوفی اللہ لہ باذنہ ہے۔ اسلئے کہ جب حضرت زید بن ارقمؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ بن ابی کی گفتگو بیان کی تو آپؐ نے فرمایا اے زید! شاید تمھارے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔ انہوں نے فرمایا نہیں جب آیت ان کی تصدیق میں نازل ہوئی۔ تو آپؐ حضرت زید کو پیچھے سے جا کر ملے اور ان کو ہلایا اور فرمایا اے لڑکے تیرے کان نے پوری وفا کی۔ کہ جو کچھ ان کے کانوں نے سنا اللہ تعالےٰ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ گویا کہ اس کے کان اس سنی ہوئی بات کی تصدیق کے ضامن ہیں۔ تو کان اپنی ضمان کو پورا کرنے والے ہوئے۔ اور مولانا مکی کی تقریر میں ہے۔ یہ سورہ عبداللہ بن ابی کے واقعہ میں دفعۃً واحدۃً نازل ہوئی ہے۔ امام بخاریؒ کی غرض مختلف آیات لانے اور بار بار اس قصہ کو لوٹانے سے یہ ہے کہ یہ احتمال ختم ہو جائے کہ شاید ان آیات میں سے کوئی آیت اس قصہ کے علاوہ کسی اور میں اتری ہو۔ اور امام بخاریؒ نے سورہ بقرہ میں اور آخری چند ابواب میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ ان سب آیات کا تعلق اسی ایک واقعہ سے ہے۔

باب قوله يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ الى آخر الاية

حدیث (۴۵۵۰) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ....

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُوْلُ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَالِ الْاَنْصَارُ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَالَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمَّعَهَا اللهُ رَسُوْلَهٗ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے کہ ایک مہاجر نے کسی انصاری کی دبر پر لات ماردی۔ یا تھپڑ مار دیا۔ تو انصاری بولا اے انصاریو! میری مدد کو پہنچو۔ مہاجر کہنے لگا مہاجرو! تم میری امداد کو پہنچو میری فریاد ہے۔ پس یہ کلمات اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو سنوا دیئے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا واقعہ ہے۔ بتلایا گیا کہ ایک مہاجر نے کسی انصاری کے مارا ہے۔ تو انصاری نے انصار کو مدد کے لئے پکارا

رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ یَا آلِ الْاَنْصَارُ وَقَالَ الْمُهَاجِرِیُّ یَاآلَ الْمُهَاجِرِیْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ وَّقَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ حِیْنَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ اَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ اَوْ قَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعْهُ لَایَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَقْتُلُ اَصْحَابَه ....

اور مہاجری مہاجروں کو مدد کے لئے پکارا۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ عصبیت کا نعرہ بدبودار کلمہ ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جب جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے اس کے بعد مہاجرین کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ عبداللہ بن ابی کہنے لگا۔ کہ کیا مہاجرین نے ایسا کیا ہے۔ واللہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچے تو عزیز ذلیل کو نکال دیگا۔ جس پر حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا۔ یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو یہ لوگ باتیں نہ کرتے پھریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔

تشریح از شیخ مدنی ۔ آپؐ اس شہرت سے بچنا چاہتے ہیں۔ کہیں اس سے لوگوں کو آپؐ سے نفرت نہ ہو جائے۔ اس بنا پر ہمارے فقہاء فرماتے ہیں کہ نبی بشر ہوتا ہے۔ لیکن اس میں وہ عیوب نہیں ہوتے جنکی وجہ سے لوگوں کو اس سے نفرت پیدا ہو۔ جیسے برص جذام وغیر کی بیماریوں سے پیغمبر محفوظ ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے۔ اپنے باپ کے اونٹ کی نکیل پکڑی اور کہاجبتک تم یہ نہ کہدو کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ اعز ہیں اور میں اذل ہوں۔ اس وقت تک تیرے اونٹ کی نکیل کو نہیں چھوڑونگا۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا کہ تمام لوگوں کے سامنے اپنے ذلیل ہونے کا اقرار کیا۔ ابن ابی برابر اپنے بیٹے کو روکتا رہا کہ میرے اونٹ کی نکیل مت پکڑو۔ لیکن ان کے بیٹے اس وقت تک برابر نکیل پکڑے رہے۔ جبتک اقرار نہیں کرالیا۔

سُوْرَةُ التَّغَابُن

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ هُوَالَّذِیْ اِذَااَصَابَتْهُ مُصِیْبَةٌ رَضِیَ وَعَرَفَ اَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ ....

ترجمہ ۔ حضرتؓ عبداللہ فرماتے ہیں یہدقلبہ کا مطلب یہ ہے کہ مومن وہ ہے جب اس پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے تو اس پر راضی ہو جائے اور سمجھ لے کہ یہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاق

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَبَالَ اَمْرِهَا جَزَاءَ اَمْرِهَا

حدیث (۴۵۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ. اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَالَهٗ اَنْ تُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ ....

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس کا ذکر حضرت عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا جس پر آپؐ سخت ناراض ہوئے۔ پھر فرمایا کہ اس سے رجوع کرے پھر طہر تک اسے روکے رکھے پھر جب وہ حیض آنے کے بعد پاک ہو جائے۔ پس اب اگر اسے طلاق دینے کی ضرورت ظاہر ہو تو طہر کی حالت میں اسے طلاق دے۔ ہمبستر ہونے سے پہلے۔ بس یہی وہ عدت ہے۔ جس کا اللہ تعالے نے حکم دیا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ عورتوں کی پیدائش بقاء نسل کیلئے ہے۔ اور عورتیں شقائق الناس ہیں۔ اور انہیں ھن لباس لکم فرمایا گیا ہے۔ ان ارشادات کا تقاضا تھا کہ عورت کو کبھی طلاق نہ دی جائے۔ لیکن بسا اوقات زوجین کے درمیان ایسی منافرت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے دین و دنیا خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے شریعت نے اس خطرہ سے نبٹنے کے لئے طلاق کی اجازت تو دی۔ لیکن ساتھ ہی اسے ابغض المباحات بھی کہا۔ حضرت ابن عمرؓ نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی جس میں طبعی طور پر انسان کو عورت کے پاس جانے سے نفرت ہوتی ہے۔ بنابریں اس وقت کی طلاق کا اعتبار نہیں کیونکہ اس وقت رغبت نہیں ہوتی تو طہر کی طلاق کا اعتبار ہوگا چنانچہ اسی بنا پر آپؐ نے فلیراجعھا فرمایا۔

باب قوله وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ وَاحِدُ هَاذَاتَ حَمْلٍ

حدیث (۴۵۵۲) حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ

اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبُوْهُرَیْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَفْتِنِیْ فِیْ امْرَءَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِاَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَیْنِ قُلْتُ اَنَا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ یَعْنِیْ اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهٗ كُرَیْبًا اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ یَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَیْعَةَ الْاَسْلَمِیَّةِ وَهِیَ حُبْلٰی فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهٖ باربعین لیلة فخطبت فانكحها رسول الله ﷺ وَكَانَ اَبُو السَّنَابِلِ فِیْمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ......عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِیْ حَلْقَةٍ فِیْهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَكَانَ اَصْحَابُهٗ یُعَظِّمُوْنَهٗ فَذَكَرَ اٰخِرَ الْاَجَلَیْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِیْثِ سُبَیْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّنِیْ لِیْ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهٗ فَقُلْتُ اِنِّیْ اِذًا لَجَرِیْءٌ اِنْ كَذَبْتُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِیْ نَاحِیَةِ الْكُوْفَةِ فَاسْتَحْیٰی وَقَالَ وَلٰكِنْ عَمُّهٗ لَمْ یَقُلْ ذٰلِكَ فَلَقِیْتُ اَبَا عَطِیَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهٗ فَذَهَبَ یُحَدِّثُنِیْ حَدِیْثَ سُبَیْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فِیْهَا شَیْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ اَتَجْعَلُوْنَ عَلَیْهَا التَّغْلِیْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ عَلَیْهَا

کے پاس ایک آدمی آیا جبکہ ان کے پاس حضرت ابوہریرۃؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگا کہ مجھے اس عورت کے بارے میں فتویٰ بتلاؤ جس نے اپنے خاوند کی وفات کے بعد چالیس راتوں میں بچہ جن لیا ۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا۔ وہ آخری عدت گذارے میں نے کہا کہ قرآن میں تو ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں۔ حضرت ابوھریرۃؓ نے فرمایا کہ میں تو اپنے بھتیجے ابوسلمہ کے ساتھ ہوں تو حضرت ابن عباسؓ نے اپنے غلام کریبؓ کو حضرت ام سلمہؓ ام المؤمنین کے پاس بھیجا جن سے مسئلہ پوچھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند ایسی حالت میں شہید ہوا کہ انکی یہ بیوی حاملہ تھی جس نے ان کی موت کے چالیس رات بعد وضع حمل کرلی۔ پس اس سے خطبہ کیا گیا تو آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کردیا ابوالسنابل ان سے خطبہ کرنے والوں میں سے تھے۔ اور سلیمان ابن حرب کی سند میں ہے کہ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے حلقہ میں تھا جس میں عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی بھی تھے جن کے تلامذہ انکی تعظیم کرتے تھے تو انہوں نے بھی آخرالاجلین ذکر کیا میں نے سبیعہ بنت الحارث کی حدیث بیان کی۔ حضرت عبداللہ بن عتبہ سے فرماتے ہیں ان کے بعض شاگرد مجھے چمٹ گئے۔ محمد فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا۔ میں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ بولا تو یہ میری بڑی جسارت ہوگی۔ اور وہ کوفہ کے ایک کونے میں رہتے تھے۔ ان کو تو شرم آگئی لیکن ان کے چچا اس کے قائل نہ ہوئے۔ تو میری ملاقات ابوعطیۃ مالک بن عامر سے ہوئی جن سے میں نے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے حضرت سبیعہؓ کی حدیث سنائی۔ تو میں نے ان سے

الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰی بَعْدَ الطُّوْلٰی وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ....

پوچھا کہ آپ نے اس بارے میں کچھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی سنا ہے۔ توانہوں نے کہا ہم حضرت عبداللہؓ کے پاس تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم نے اس بیچاری پر سختی کر دی

اس پر رخصت کا اطلاق کیوں نہیں کرتے۔ البتہ سورۃ النسأ چھوٹی یہ سورۃ النسأ بڑی کے بعد نازل ہوئی ہے۔ سورۃ طلاق میں اسکی عدت اولات الاحمال کہ حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کر لیں۔ تضمین کا معنی ہے ہونٹ کاٹنا۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی کو ٹوکا جائے قالہ المدنی"۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

باب يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

باب تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

حدیث (۴۵۵۳) حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ جناب ابن عباسؓ نے فرمایا۔ جب کوئی شخص کہے تو مجھ پر حرام ہے۔ تو اسے کفارہ یمین ادا کرنا ہوگا۔ تمھارے لئے نبی اکرم رسول اللہ ﷺ بہتر نمونہ ہیں۔ کہ آپؐ نے کفارہ یمین ادا کیا۔

حدیث (۴۵۵۴) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى .... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَلٰى اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهٗ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس شہد پیا کرتے اور اس وجہ سے ان کے پاس کچھ دیر ٹھہر جایا کرتے تھے۔ میں نے اور بی بی حفصہؓ نے اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپؐ تشریف لائیں تو وہ کہے کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ کیونکہ مجھے آپؐ سے مغافیر کی بدبو آتی ہے تو آپؐ نے فرمایا نہیں

قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا ......

البتہ میں نے حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس شھد پیا ہے۔ پس میں ہر گز اس کا اعادہ نہیں کرونگا۔ جبکہ میں نے قسم کھائی ہے۔ پس اس کی کسی کو اطلاع نہ دینا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ فی الحرام یکفر یعنی اگر کوئی شخص یوں کہے کہ انت علی حرام تو کیا اس سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں اگر واقع نہیں تو پھر یہ یمین ہے۔ جس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ جمہور فرماتے ہیں کہ زوجہ کی تحریم اور ہے۔ دیگر اشیاء کی تحریم اور ہے۔ اگر غیر زوجہ کو حرام کر دیا۔ تو یہ یمین ہے۔ اگر زوجہ کو حرام کر دیا تو اس سے طلاق واقع ہو گی۔ کیونکہ یہ لفظ کنایات طلاق میں سے ہے۔ لیکن متاخرین احنافؒ فرماتے ہیں۔ چونکہ عرف میں یہ طلاق صریح ہے۔ لھذا اس سے طلاق رجعی واقع ہو گی۔ بائنہ نہیں ہو گی۔ اس کی زیادہ تفصیل کتاب الطلاق میں آئیگی۔ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ بعد از نماز عصر ازواج مطہرات کی خبر گیری کے لئے ان کے حجرات میں تشریف لے جاتے تھے۔ ازواج مطہرہ کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک کی لیڈر حضرت عائشہؓ تھیں اور دوسری کی حضرت زینبؓ آپؐ حضرت زینبؓ کے پاس زیادہ دیر ٹھہر جاتے۔ کیونکہ وہ آپ کو شھد پلاتی تھیں۔ مخالف پارٹی کی میٹنگ ہوئی۔ مکر سوچا اور عورت کا مکر گھوڑے کا چکر اونٹ کی پکڑ اور ہاتھی کی دھکڑ مشہور ہے۔ تجویز یہ پاس ہوئی۔ کہ جب بھی کسی کے پاس آپؐ تشریف لائیں تو ہر ایک ملی ملی یہی کہے کہ آپؐ کے منہ سے مغافیر کی بدبو آتی ہے۔ مغافیر ایک قسم کا بدبودار درخت ہے۔ جس کو عرب پانی میں حل کر کے پیتے تھے اس سے بدبو آتی تھی۔ آنحضرت ﷺ کو بدبو سے نفرت تھی۔ ان کے اس رویہ پر آپؐ نے قسم کھائی۔ کہ آئندہ شھد نہیں پیونگا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اے اللہ کے نبی آپؐ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرتے ہیں۔ کیا اس سے آپؐ بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ قسم کا کفارہ ادا کریں اور حلال چیز کو استعمال میں لائیں ۔

باب قوله تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ

باب قوله قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

حدیث (٤٥٥٥) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ..... عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً اُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ عَنْ اٰيَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَسْئَلَهٗ هَيْبَةً لَهٗ حَتّٰى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهٗ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے ایک آیت کریمہ کے متعلق پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن سال بھر تک مجھے موقعہ نہ ملا۔ کہ میں ان سے سوال کرتا۔ انکی ہیبت اور رعب کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی ۔ یہاںتک کہ وہ حج کے لئے روانہ ہوئے تو میں بھی

فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَدَلَ اِلَى
الْاَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهٗ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهٗ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ
سِرْتُ مَعَهٗ فَقُلْتُ يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ اللَّتَانِ
تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ اَزْوَاجِهٖ فَقَالَ تِلْكَ
حَفْصَةُؓ وَعَائِشَةُؓ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ
لَاُرِيْدُ اَنْ اَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَااَسْتَطِيْعُ
هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَاتَفْعَلْ مَاظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِيْ عِلْمٍ
فَسْئَلْنِيْ فَاِنْ كَانَ لِيْ عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهٖ قَالَ ثُمَّ قَالَ
عُمَرُ وَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَانَعُدُّ لِلنِّسَاءِ اَمْرًا
حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ مَااَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَاقَسَمَ
قَالَ فَبَيْنَا اَنَا فِيْ اَمْرٍ اَتَأَمَّرُهٗ اِذْقَالَتِ امْرَأَتِيْ
لَوْ صَنَعْتَ كَذَاوَكَذَاقَالَ فَقُلْتُ لَهَامَالَكِ وَلِمَا
هٰهُنَا فِيْمَا تُكَلُّفُكِ فِيْ اَمْرٍ اُرِيْدُهٗ فَقَالَتْ لِيْ عَجَبًا
لَكَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ مَاتُرِيْدُ اَنْ تُرَاجَعَ اَنْتَ وَاِنَّ
اَبْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهٗ
غَضْبَانًا فَقَامَ عُمَرُؓ فَاَخَذَ رِدَائَهٗ مَكَانَهٗ حَتّٰى دَخَلَ
عَلٰى حَفْصَةَؓ فَقَالَ لَهَا يَابُنَيَّةُ اِنَّكِ لَتُرَاجِعِيْنَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانَ فَقَالَتْ
حَفْصَةُؓ وَاللّٰهِ اِنَّالَنُرَاجِعُهٗ فَقُلْتُ تَعْلَمِيْنَ عَنِّيْ
اُحَذِّرُكِ عُقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
يَابُنَيَّةُ لَاتَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا

انکے ہمراہ روانہ ہوا جب ہم واپس ہوئے تو راستہ میں مرالظہران ظہران کے مقام پر حضرت عمرؓ قضائے حاجت کے لئے ایک پیلو کے درخت کی طرف پھرے میں ان کے لئے ٹھہر گیا یہانتک وہ فارغ ہو لئے پھر میں ان کے ساتھ چلا تو میں نے کہا امیر المؤمنین وہ کون دو بیبیاں ہیں جنہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے خلاف آپس میں تعاون اور اتفاق کر لیا تھا۔ یہانتک کہ آپؐ کی غیرت انکی غیرت پر بڑھ گئی۔ اور آپؐ نے اپنے اوپر حرام کر دیا انہوں نے فرمایا وہ حفصہؓ اور عائشہؓ تھیں۔ میں نے کہا واللہ! میں ایک سال سے اس کے متعلق آپ سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن آپ کی ہیبۃ اور رعب کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ جس چیز کے بارے میں تمہارا گمان ہو۔ کہ میرے پاس اس کا علم ہے تو اس کے متعلق ضرور پوچھو اگر مجھے علم ہوا تو میں تمھیں ضرور خبر دونگا۔ پھر تفصیل سے حضرت عمرؓ نے قصہ سنایا کہ واللہ! زمانہ جاہلت میں ہم عورتوں کو کوئی اختیار نہیں دیتے تھے۔ یہانتک کہ اللہ تعالے نے ان کے بارے میں احکام نازل فرمائے۔ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا میں حکام کے بارے میں فکر مند تھا تو میری بیوی کہنے لگی اگر اس اس طرح کر لیتے تو اچھا ہوتا۔ میں نے اس سے کہا کہ جن معاملات کو میں طے کرنا چاہتا ہوں تمھیں ان میں زحمت گوارا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہنے لگی اے عمر بن الخطاب! آپ تو پسند نہیں کرتے کہ آپ کو کوئی واپسی جواب دیا جائے۔ حالانکہ تیری بیٹی تو جناب رسول اللہ ﷺ کو واپسی جواب دیتی ہے یہانتک وہ آج ان پر غضبناک ہو گئے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ اسی جگہ اٹھ کھڑے ہوئے اپنی چادر سنبھالی اور حضرت حفصہ بیٹی کے

حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّا هَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ
خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِيْ مِنْهَا
فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ
الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِيْ اَنْ
تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَزْوَاجِهٖ فَاَخَذَتْنِيْ
وَاللّٰهِ اَخْذًا كَسَرَتْنِيْ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ اَجِدُ
فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِيْ صَاحِبٌ مِنَ
الْاَنْصَارِ اِذَا غِبْتُ اَتَانِيْ بِالْخَبَرِ وَاِذَا غَابَ كُنْتُ اَنَا
اٰتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ
ذُكِرَ لَنَا اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَسِيْرَ اِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ
صُدُوْرُنَا مِنْهُ فَاِذَا صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ
فَقَالَ افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ اَشَدُّ
مِنْ ذٰلِكَ اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْوَاجَهٗ فَقُلْتُ
رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَاَخَذْتُ ثَوْبِيْ فَاَخْرُجُ
حَتّٰى جِئْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ
يَرْقٰى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
اَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِيْ قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ
حَدِيْثَ اُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّهٗ
لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهٖ .

پاس پہنچ گئے۔ اور ان سے کہنے لگے اے بیٹی! کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ کو واپسی جواب دیتی ہے۔ یہانتک کہ وہ آج ناراض ہو گئے ہیں۔ بی بی حفصہؓ نے فرمایا واللہ! یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ ہم برابر آپ کو واپسی جواب دیتی ہیں۔ میں نے کہا اے میری بیٹی میری طرف سے جان لو کہ میں تمھیں اللہ تعالے کے عذاب اور رسول اللہ ﷺ کے غضب سے ڈراتا ہوں۔ اور تجھے وہ عورت جس کے حسن نے اسے عجب میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ ان کا منشا حضرت عائشہؓ سے تھا۔ فرماتے ہیں کہ وہاں سے روانہ ہو کر میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس حاضر ہوا۔ کیونکہ میری ان سے قریبی رشتہ داری تھی میں نے ان سے اس بارے میں بات چیت کی جس پر حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ اے عمر بن الخطاب! تمھارے لئے تعجب ہے۔ کہ تم ہر معاملہ میں دخل دیتے ہو۔ یہانتک کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور انکی بیویوں کے معاملات میں بھی مداخلت کرنے لگے ہو۔ واللہ! حضرت ام سلمہؓ نے مجھے تو آڑے ہاتھوں ایسا لیا۔ کہ جس نے میرے غصہ و غضب کو جو مجھے لاحق ہو گیا تھا اسے توڑ کے رکھ دیا۔ پس میں اس کے پاس سے نکل کھڑا ہوا۔ میرا ایک انصاری ساتھی تھا جب میں کہیں چلا جاتا تو وہ مجھے حالات بتلاتا تھا۔ اور جب وہ کہیں جاتا میں اس کو حالات سے باخبر رکھتا۔ ہمیں غسان کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ ہمیں بتلایا گیا تھا کہ وہ ہمارے اوپر حملہ کرنے کی فکر میں ہے۔ جس سے ہمارے سینے خوف سے بھر گئے تھے۔ پس اچانک میرا اس انصاری ساتھی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہنے لگا کھولو! کھولو!

وَسَادَةٌ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَاِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ اَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ اَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ ....

میں نے پوچھا کیا غسانی بادشاہ آگیا ہے۔ اس نے کہا بلکہ اس سے سخت معاملہ پیش آیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہو گئے۔ میں نے کہا حفصہؓ اور عائشہؓ ناکام ہوں یہ سب ان کی کارگذاری کا نتیجہ ہے۔ تو میں نے کپڑے سنبھالے گھر سے نکل کر آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک جناب رسول اللہ ﷺ اپنے ایک بالا خانہ پر تشریف فرماتھے۔ جس پر ایک سیڑھی کے ذریعہ چڑھا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک کالا غلام اس سیڑھی کے سرے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا آنحضرت ﷺ سے جاکر کہو کہ حضرت عمر بن الخطاب ملنا چاہتے ہیں۔ پس آپؐ نے میرے لئے اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ حدیث بیان کی۔ جب میں حضرت ام سلمہؓ کے واقعہ پر پہنچا تو آپؐ مسکرادیئے۔ جبکہ آپؐ ایسی کھجور کی چٹائی پر آرام فرمارہے تھے کہ آپؐ اور اس چٹائی کے درمیان کوئی گدا وغیرہ نہیں تھا۔ آپؐ کے سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کے پاؤں کی طرف کیکر کے پتے پھلیاں پانی میں بھگوئی ہوئی تھیں اور آپ کے سرہانے رنگے ہوئے چمڑے کا مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ چٹائی کے پتوں کے نشانات آپؐ کے پہلو میں نمایاں دیکھے۔ جنکی وجہ سے مجھے رونا آگیا۔ آپؐ نے پوچھا کیوں روتے ہو میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ کسریٰ فارس اور قیصر روم کے کافر بادشاہ تو دنیا کی زیب وزینت میں ہیں۔ اور آپ اللہ کے رسول اس حال میں ہیں۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو۔ کہ ان کافروں کے لئے دنیا فانی ہے۔ اور ہمارے لئے باقی رہنے والی آخرت ہے۔ روایت مع تشریح گذر چکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب وقوله اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ فِيهِ عَائِشَةُؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

حدیث (٤٥٥٦) حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ ...... سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ يَقُوْلُ اَرَدْتُ اَنْ اَسْأَلَ عُمَرَؓ فَقُلْتُ يَااَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ میں حضرت عمرؓ سے پوچھوں۔ تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! وہ دو بیبیاں کون تھیں جنہوں نے جناب نبی اکرم رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کیا۔

مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا اَتْمَمْتُ كَلَامِيْ حَتّٰى قَالَ عَائِشَةُؓ وَحَفْصَةُؓ..

میں نے ابھی اپنے کلام کو پورا نہیں کیا تھا کہ انہوں نے فرمایا وہ میری بیٹی حفصہ اور صدیق کی بیٹی عائشہؓ تھیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فما اتممت کلامی ۳۰۷۔۲۵ یہ کلام ان روایات کے منافی نہیں ہو سکتا جن میں درج ہے کہ حضرت عمرؓ نے مکمل قصہ بیان فرمایا۔ کیونکہ ممکن ہے حضرت عمرؓ نے سائل کی تسلی کے لئے پہلے تو ان دونوں کا نام بتلادیا پھر پورا قصہ بیان کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ حدیث الباب میں ہے کہ انکے کلام کے تمام کرنے سے پہلے آپ نے ہمیں ان دونوں کے نام بتلادئے۔ اور پہلی روایات سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ نے پورا قصہ بیان فرمایا۔ تو قطب گنگوہیؒ نے توجیہ یہ بیان فرمائی کہ ممکن ہے حضرت عمرؓ نے نام بتلاکر پہلے تو سائل کا جواب دیا۔ پھر فائدہ کی تکمیل کے لئے پورا واقعہ ذکر فرمادیا۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ایک دوسرا قول نقل کیا ہے کہ اذ اسر النبی میں تحریم عسل وشھد کا واقعہ مذکور ہے جو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب ہے اور تحریم ماریہ قبطیہ کا واقعہ حضرت حفصہؓ کی طرف منسوب ہے۔ آیت ان دونوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ یہ دونوں واقعے قریب الوقوع ہیں۔ چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ نزول آیت کا سبب یہ دونوں واقعہ ہیں۔ اور اس مقام پر ایک تیسرا سبب بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے لئے ہوگی۔ اس کو سیوطیؒ نے در منثور میں صاحب جمل اور قاضی بیضاویؒ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں ہے حدثنا وھو تحریم ماریة لاالعسل او ان الخلافة بعده لابی بکرؓ وعمرؓ۔ باقی بحث کتاب المظالم میں گذر چکی ہے

باب قوله اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا صَغَوْتُ وَاَصْغَيْتُ مِلْتُ لِتَصْغٰى لِتَمِيْلَ

باب وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرَائِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ..

ظهير عَوْنٌ تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ ---

ترجمہ۔ ظہیر کے معنی مددگار۔ تظاہرون ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔
مجاہد فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو اور گھر والوں کو تقوی اللہ کے ذریعہ جہنم سے بچاؤ اور ان کو ادب سکھلاؤ۔

حدیث (٤٥٥٧) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَسْأَلَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَكَثْتُ سَنَةً لَمْ اَجِدْ لَهٗ مَوْضِعًا حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَهٗ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهٖ فَقَالَ اَدْرِكْنِيْ بِالْوُضُوْءِ فَاَدْرَكْتُهٗ بِالْاِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ اَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا اَتْمَمْتُ كَلَامِيْ حَتّٰى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ارادہ رکھتا تھا کہ میں ان دو بیبیوں کے متعلق پوچھوں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے خلاف آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کیا۔ تو میں سال بھر تک رکا رہا۔ کہ مجھے کوئی موقعہ نہ ملا یہانتک کہ میں ان کے ہمراہ حج کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ پس جب ہم واپسی پر مقام مر الظہران پر پہنچے تو حضرت عمرؓ اپنی قضائے حاجت کیلئے گئے اور مجھے فرمایا کہ میرے لئے وضو کا پانی لاؤ۔ پس میں ایک برتن لے کر آیا جس سے میں آپ پر پانی انڈیلنے لگا تو مجھے سوال کا موقعہ مل گیا۔ میں نے پوچھا امیر المؤمنین وہ دو بیبیاں کون ہیں۔ جنہوں نے آپؐ کے خلاف محاذ بنایا تھا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی اپنا کلام پورا نہیں کیا تھا کہ انہوں نے فرمایا وہ دونوں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ تھیں۔

باب عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

حدیث (٤٥٥٨) حَدَّثَنَا عَمْرٌو وَابْنُ عَوْنٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ پر غیرت کرنے کے لئے جناب نبی اکرم ﷺ کی بیبیاں اکٹھی ہوئیں تو میں نے ان سے کہا قریب ہے کہ آپ کا رب آپؐ کو ان کے بدلہ ان صفات والی نیک بیبیاں دے دے جو تم سے بہتر ہونگیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لفظ غیرت کا ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جس کو کسی کبریا قومیت کی بنا پر تبدیل کرنے کا ارادہ کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ غیرت دراصل عصبیت اور کبر کو کہتے ہیں۔ تغیر سے اس کی تفسیر باللازم ہے۔ جو غضب اور غصہ پر منتج ہوتی ہے۔

سُورَۃ المُلک

تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ. اَلتَّفَاوُتُ الْاِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ تَمَیَّزُ تَقَطَّعُ مَنَاکِبِھَا جَوَانِبِھَا تَدَّعُوْنَ وَتَدْعُوْنَ مِثْلُ تَذَکَّرُوْنَ وَتَذْکُرُوْنَ وَیَقْبِضْنَ یَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِھِنَّ وَقَالَ مُجَاھِدٌ صَافَّاتٍ بَسْطُ اَجْنِحَتِھِنَّ وَنُفُوْرٍ الْکُفُوْرُ..

ترجمہ۔ تفاوت کے معنی اختلاف کے ہیں اور یہی تفوت کے معنی ہیں۔ تمیز پھٹ جانا۔ مناکبھا معنی کنارے اطراف تدعون وتدعون تذکرون وتذکرون کی طرح ہیں۔ یقبضن یعنی اپنے پروں کو مارتے ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں صافات اپنے پروں کو پھیلانے والے اور نفور بل لجو افی عتو ونفور بمعنے کفور معنی کفر اور سرکشی میں گھس گئے۔

سُورَۃ قلم

نٓ وَالْقَلَمِ وَقَالَ قَتَادَۃُ حَرْدٍ جِدٍّ فِیْ اَنْفُسِھِمْ اپنی کوشش قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا لَضَآلُّوْنَ اَضْلَلْنَا مَکَانَ جَنَّتِنَا کہ ہم اپنے باغ کی جگہ سے بھٹک گئے

وَقَالَ غَیْرُہٗ کَالصَّرِیْمِ کَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّیْلِ وَاللَّیْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّھَارِ وَھُوَ اَیْضًا کُلُّ رَمْلَۃٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِیْمُ اَیْضًا الْمَصْرُوْمِ مِثْلُ قَتِیْلٍ وَمَقْتُوْلٍ.

ترجمہ۔ صریم۔ جدا ہونے والا۔ جیسے صبح رات سے جدا ہوتی ہے۔ اور رات دن سے جدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح ہر چھوٹا ٹیلہ بڑے ٹیلے سے الگ ہوتا ہے۔ اور صریم مصروم کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ کالصریم کالصبح انصرم ۷۳۱۔۱۱ تشبیہ درختوں کے باقی رہنے میں ہے کہ گویا کہ ان کے اوپر پھل نہیں جیسے صبح۔ جب اس سے رات جدا ہوتی ہے تو معاملہ اس طرح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ رات تھی نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے کالصریم سے اشارہ کیا کہ یہ اضداد میں ہے۔ صبح کی طرح جو رات سے جدا ہوئی اور رات کی طرح جو دن سے جدا ہوئی گویا صریم کا اطلاق رات کی سیاہی اور دن کی سپیدی دونوں پر ہوتا ہے اور بیضاوی میں ہے کالصریم اس باغ کی طرح جسکے پھل کاٹ لئے گئے ہوں کہ وہاں کچھ بھی باقی نہ رہا ہو تو فعیل بمعنے مفعول کے ہوگا۔ صریم بمعنے مصروم یا جلنے اور کالے ہونے کی وجہ سے رات کی طرح ہے اور سخت سوکھ جانے کی وجہ سے صبح کی سپیدی کی طرح تھی۔ صریم اسلئے کہا گیا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا۔

باب قوله عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ

حدیث (۴۵۵۹) حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ......

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قریش کا ایک آدمی تھا جس کا بکری کے کان کی طرح کان کے پاس ایک ٹکڑا گوشت کا زائد بڑھا ہوا تھا۔

حدیث (۴۵۶۰) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخَزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ........

ترجمہ۔ حضرت حارث بن وہب خزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کیا تمھیں جنتی لوگ نہ بتلاؤں۔ ہر خود کمزور اور کمزور سمجھا گیا۔ اگر اللہ تعالے پر قسم کھائے تو اللہ تعالے اس کی قسم کو پورا کرے۔ اور کیا تمھیں جہنمی لوگ نہ بتلاؤں ہر مغرور سخت دل۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ زنمہ گوشت کا وہ ٹکڑا جو جزو بدن نہ ہو۔ بلکہ ویسے زائد نکل آئے۔ ولید بن مغیرہ قریش میں سے نہیں تھا اس لئے اس کو زنیم کہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ دعی تھا۔ اور بعض اسے حقیقت پر محمول کرتے ہیں۔ کہ اس کے کان کے قریب گوشت کا ایک ٹکڑا زائد لٹکتا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ اس کی ایک انگلی زائد تھی۔ اور یہ بہت متکبر تھا۔ اور بعض نے اس سے اخنس بن شریق مراد لیا ہے۔ عتل غلیظ القلب اور فظ غلیظ اللسان کو کہتے ہیں۔ متضعف جو اپنے آپ کو کمزور سمجھتا ہو اور لوگ اسے کمزور سمجھیں۔ جواظ جو اپنے حلیے میں مچلتا ہو۔ اور بعض نے کہا بہت کھانے والا۔

باب يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

ترجمہ۔ جب پنڈلی کھولی جائیگی

حدیث (۴۵۶۱) حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُكْشَفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا........

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ ہمارے رب اپنی پنڈلی کھولیں گے۔ تو ہر مؤمن مرد اور عورت انؓ کو سجدہ کرینگے اور باقی وہ لوگ رہ جائینگے جو دنیا میں دکھاوے اور شہرت کے لئے سجدہ کرتے تھے وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن انکی پیٹھ ایک تختی کی طرح ہو جائیگی۔ جس کی وجہ سے وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ ساق کا کھولنا ایک جماعت اسے مجاز پر محمول کرتی ہے۔ کہ لوگوں کی عادت ہے جب کوئی مشقت کا کام ہو تو اس سختی کی حالت میں کشف ساق ہوتا ہے۔ تو کشف ساق شدت عظیمہ سے کنایہ ہوا۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ کشف ساق کنایہ ہے۔ بعض صفات باری تعالے کے ظہور سے کما یلیق بشانہ۔

سُوْرَۃُ الْحَآقَّۃِ

عِيْشَةٍ رَاضِيَةٍ يُرِيْدُ فِيْهَا الرِّضٰى اَلْقَاضِيَةَ الْمَوْتَةَ الْاُوْلَى الَّتِى مُتُّهَا لَمْ اُحْىَ بَعْدَهَا مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ اَحَدٌ يَكُوْنُ لِلْجَمِيْعِ وَلِلْوَاحِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَلْوَتِيْنُ نِيَاطُ الْقَلْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ طَغٰى كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاغِيَةِ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلٰى قَوْمِ نُوْحٍ ....

ترجمہ۔ راضیہ وہ زندگی جس میں رضاء الٰہی مطلوب ہو۔ القاضیہ یعنی وہ پہلی موت جو میں مرا ہوں۔ اس کے بعد زندگی دی جاتی۔ اور عنہ حاجز احد کا لفظ جمع اور واحد دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس لئے حاجزین کہنا صحیح ہوا جوار شاد ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وتین دل کی رگ ہے۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ طغی بمعنے کثیر ہوتا ہے۔ اور جہنم طاغیہ اسکی طغیانی اور سرکشی کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ داروغوں پر سرکشی کریگی جیسے قوم نوح پر پانی نے سرکشی کی تھی تھمتا نہیں تھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ لم احی بعدھا اس زیادتی کے بغیر مطلقاً ختم ہونا مراد نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو پایا گیا جبکہ اس پر موت آگئی۔ مطلوب اس موت سے بچنا ہے جس کے بعد زندہ ہونا ہو۔ خوب سمجھ لو للجمیع لو قوعہ فی حیز النفی۔ کیونکہ وہ تحت النفی ہے۔ اسلئے عموم کا فائدہ دیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یلیتھا کانت القاضیہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کانت الموتۃ الاولی القاطعہ لامری من احی بعد ھا لایکون بعث ولا جزاء۔ جلالین میں ہے۔ کہ دنیا کی موت میری زندگی قطع کرنے والی ہوتی کہ میری بعثت نہ ہوتی۔ قولہ فمانکم من احد عنہ حاجزین ۔ عنہ کی ضمیر قتل کی طرف راجع ہے۔ اور بعض نے کہا مرجع رسول اللہ ﷺ ہیں۔ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ احد کا لفظ جمع اور واحد دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ نکرہ تحت النفی واقع ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ یناط یتعلق بہ الشیٔ یناط قلب سے وہ رگ مراد ہے۔ جو گردن سے لیکر قلب تک ہے گویا اس سے معلق ہے اس کے کٹنے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

سُوْرَۃُ سَاَلَ سَائِلٌ

وَالْفَصِیْلَۃُ اَصْغَرُ اٰبَائِهِ الْقُرْبٰی اِلَیْهِ یَنْتَمِی مَنِ انْتَمَی لِلشَّوٰی اَلْیَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْاَطْرَافُ وَجِلْدَۃُ الرَّأْسِ یُقَالُ لَهَا شَوَاۃٌ وَمَاکَانَ غَیْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَشَوًی وَالْعِزُوْنَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَۃٌ ....

ترجمہ۔ فصیلہ قریبی رشتہ داروں میں سے چھوٹا قبیلہ۔ ینتمی انتمی سے منسوب ہونا۔ شوی دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ کنارے کے اعضاء اور سر کا چمڑہ اس کو شواۃ کہا جاتا ہے اور جس کے کٹنے سے موت نہ آئے وہ شوی ہے۔ عزون حلقے اور جماعتیں ۔ اس کا واحد عزۃ ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ماکان غیر مقتل فھو شوی۔ آیت کے معنی مرادی بیان کرنے کے بعد تعمیم بیان کی ہے کہ شوی ہر وہ عضو جس کے کٹنے سے موت واقع نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شوی کی تفسیر میں اقوال مختلفہ ہے۔ جلد الراس سر کی کھال۔ محاسن الوجہ بعض پٹھے۔ اور ایڑی۔ بعض نے گوشت مراد لیا جس میں ہڈی نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ آگ ان کا نہ گوشت چھوڑیگی نہ کھال بلکہ سب کو جلادیگی۔ اور تقریر مکی میں ہے کہ صرف کھال مراد ہے۔ شوی اور شواۃ میں ایسے فرق ہے جیسے تمر اور تمرہ میں ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا ۔ اَطْوَارًا طور کی جمع ہے۔

طَوْرًا کَذَا وَطَوْرًا کَذَا یُقَالُ عَدَا طَوْرَهٗ اَیْ قَدْرَهٗ وَالْکُبَّارُ اَشَدُّ مِنَ الْکُبَّارِ وَکَذٰلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِیْلٌ لِاَنَّهَا اَشَدُّ مُبَالَغَۃً وَکُبَّارٌ اَلْکَبِیْرُ وَکُبَارًا

ترجمہ ۔ طورا۔ حالت بحالت کبھی نطفہ کبھی مضغہ وغیرہ اور طور کا معنی قدر بھی آتا ہے۔ الکبار تشدید کے ساتھ کبار تخفیف والے سے زیادہ سخت ہے۔ جیسے جمال و جمیل ہے۔

اَيْضًا بِالتَّخْفِيْفِ وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ رَجُلٌ حَسَّانٌ وَجَمَالٌ وَحَسَّانٌ مُخَفَّفٌ دَيَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلٰكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَءَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا اَحَدًا تَبَارًا هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِدْرَارًا يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَقَارًا عَظْمَةً ....

ترجمہ۔ کیونکہ اس میں سخت مبالغہ ہے۔اور بعض نے کہا کبار بمعنے کبیر اور کبار تخفیف کے ساتھ بھی یہی معنی ہیں عرب کہتے ہیں رجل حسان وجمال وحسان تخفیف کے ساتھ کے بھی یہی معنی ہیں۔ دیارا دور سے ماخوذ ہے۔لیکن کہا گیا ہے فیعال کے وزن پر دوران سے ماخوذ ہے۔ جیسے کہ حضرت عمرؓ نے الحی القیام پڑھا ہے۔ جو قمت سے ماخوذ ہے۔ اور ان کے غیر فرماتے ہیں۔دیار ا احد ا کے معنی میں ہے ۔ تبارا کے معنی ہلاکت کے ہیں۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں مدرارا کہ ایک دوسرے کے پیچھے ہونگے۔وقار کے معنی عظمت کے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لکنه فیعال اس لئے کہ اگر فعال ہوتا تو ددارا پڑھاجاتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔رب لاتذرعلی الارض من الکافرین دیارا۔اس کا اشتقاق دور سے ہے اور وزن فعال ہے۔ کیونکہ اس کا اصل دیوار تھا۔اس کا وزن فعال نہیں ہے۔اور مولانا مکی کی تقریر میں ہے کہ کبار اور کبار دونوں بمعنے کبیر کے ہیں۔لیکن کبار میں کبار سے مبالغہ زیادہ ہے۔القیام قیوم یہ بھی وزن فیعال ہے۔

باب وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا

حدیث (۴۵۶۲) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَتْ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ اَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَاَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَاَمَّا يَغُوْثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِيْ غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَا وَاَمَّا يَعُوْقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَاَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِاٰلِ ذُو الْكَلَاعِ وَنَسْرَ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ

ترجمہ۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔کہ وہ بت جو قوم نوح کے اندر تھے عرب کے اندر بعد میں آئے چنانچہ ودمدۃ الجندل میں کلب قبیلہ کا اور سواع قبیلہ ھذیل کا بت تھا۔اور یغوث قبیلہ مراد پھر قبیلہ بنی غطف کا۔ سبا کے پاس جوف کے مقام میں اور یعوق قبیلہ ھمدان کا بت تھا۔اور نسر قبیلہ حمیر کا جو ذو الکلاع کے خاندان میں سے ہے۔ نسر اور اس طرح دوسرے چار نام قوم نوح کے چند نیک آدمیوں کے نام تھے جب وہ ہلاک ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کی طرف القاء کیا کہ ان کی ان مجلسوں میں آستانے بنائے جائیں جہاں وہ بیٹھ کر

اِلٰی قَوْمِهِمْ اَنْ اَنْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَّسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ . فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی اِذَا هَلَكَ اُوْلٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ . .

عبادت کرتے تھے۔ اور ان آستانوں کا نام انہیں کے نام پر رکھا جائے۔ پس انہوں نے ایسا کیا کہ ان کی پوجا نہیں کی جاتی تھی۔ یہاںتک کہ جب یہ لوگ ہلاک ہو گئے اور علم مٹ گیا تو ان کی پوجا کی جانے لگی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ کانت فی قوم ۳۲۲۷۔۲ یہ تو اس وقت ہوا جبکہ ان میں کفر پھیل گیا۔ اور باقی لوگوں کو طوفان کے بعد شیطان نے بتوں وغیرہ کی پہچان کرائی۔ نسر ۴۳۲۷۔۴ پہلے بیان ہو چکنے کے بعد کبھی مزید تاکید کے لئے لفظ کو ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے محمد بن کعب سے ذکر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے یہی ود سواع وغیرہ جب ان میں سے ایک کی وفات ہوئی تو باقی غمگین ہوئے۔ تو شیطان نے انہیں بتلایا کہ میں تمھیں اس کی صورت بنا دیتا ہوں جب اسکی طرف نظر کرو گے تو وہ تمھیں یاد آجائیگا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ بنا دو تو اس نے پیتل اور شیشے کی اس کی تصویر میں مسجد بنا کر رکھ دی۔ پھر جب دوسرا مرا۔ تو اسکی مورتی بھی اسی طرح بنائی گئی۔ یہاںتک کہ سب مر گئے۔ تو زندگی تلخ ہو گئی یہاںتک کہ ان لوگوں نے اللہ تعالے کی عبادت بھی چھوڑ دی۔ تو شیطان نے لوگوں سے کہا کہ تمھیں کیا ہو گیا کہ تم نے اپنے اور اپنے آباء واجداد کے معبود کی عبادت نہیں کرتے کیا تم انہیں اپنی نماز کی جگہ پر نہیں دیکھتے۔ تو ان لوگوں نے اللہ تعالے کو چھوڑ کر ان مورتیوں کی عبادت شروع کر دی یہاںتک کہ اللہ تعالے نے حضرت نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا اور فی العرب بعد کے بارے میں قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بھی ان مورتیوں کی پوجا کرتے یہاںتک کہ یہ سب مورتیاں طوفان میں ڈوب گئیں۔ جب پانی ختم ہو گیا تو شیطان نے ان کو نکال کر زمین میں پھیلا دیا۔ نسرا علامہ عینیؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ پانچ نام ان کے نیک لوگوں کے تھے۔ امام بخاریؒ پر اشکال وارد ہوتا تھا کہ نسرا کا جب ذکر پہلے آچکا تو دوبارہ اسے کیوں لایا گیا قطب گنگوہیؒ نے اس اشکال کو رفع کرتے ہوئے فرمایا اس کے مزید حالات بیان کرنے کیلئے تاکید اذکر فرمایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے ان کے معبودان باطلہ کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے ان مورتیوں کو معبود بنالیا۔ پھر نسر اسماء رجال سے ان کے ابتدائی کفر کے حالات بیان کئے کہ نیکوں کا تصور کرتے کرتے بت پرستی تک پہنچ گئے۔ جیسے کہ ہمارے زمانہ میں پیر پرستی بڑھتے بڑھتے بت پرستی تک منتج ہوئی ہے۔

سُوْرَةُ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ

وَقَالَ الْحَسَنُ جَدُّ رَبِّنَا غِنَا رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں جد ربنا انه تعالی

جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَمْرُرَبِّنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لِبَدًا اَعْوَانًا ....

حدیث (۴۵۶۳) حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِالسَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ فَقَالُوْا مَالَكُمْ قَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِالسَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَاحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِا السَّمَاءِ اِلَّامَاحَدَثَ. فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَاهٰذَا الْاَمْرُ الَّذِيْ حَدَثَ فَانْطَلَقُوْا فَضَرَبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُوْنَ مَاهٰذَاالْاَمْرُ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِالسَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَتِهَامَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَخْلَةٍ وَهُوَ عَامِدٌ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ تَسَمَّعُوْا لَهٗ فَقَالُوْاهٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِالسَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَاقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا

جدربنا میں جد کے معنی غنی کے ہیں۔ عکرمہ کے نزدیک جلال کے ہیں اور ابراھیم کے ہاں امر ربنا کے معنی ہیں۔ اور ابن عباسؓ کی تفسیر ہے۔ لبداً بمعنے مددگار۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ سوق عکاظ کا قصد کرتے ہوئے چلے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ جنات اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈالدی گئی۔ اور جنات پر شھاب ثاقب بھیجے گئے تو شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آکر سوچ بچار کرنے لگے۔ کہ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کیوں رکاوٹ ڈال دی گئی اور شھاب ثاقب ہم پر کیوں مسلط کردیئے گئے۔ یہ کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ تم زمین کے شرقی اور غربی کناروں میں گھوم پھر کر پتہ چلاؤ۔ کہ یہ رکاوٹ کیسے پیش آگئی۔ چنانچہ وہ زمین کے شرقی اور غربی کناروں میں پھیل گئے۔ جو لوگ تھامہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے وہ جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔ جو عکاظ کے بازار کا قصد کئے جارہے تھے۔ جبکہ آپؐ اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھارہے تھے توجب ان جنوں نے قرآن مجید سنا تو خوب کان لگاکر سننے لگے۔ پس آپس میں کہنے لگے کہ یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اپنی قوم کے پاس واپس جاکر کہنے لگے۔ کہ اے ہماری قوم! ہم نے تو ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو ہدایت کا راستہ بتلاتا ہے۔ پس ہم تو اس پر ایمان لائے۔ اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے اور اللہ تعالے نے اپنے نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے ترجمہ۔ فرمادیجئے میری طرف

اَحَدًا وَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ ﷺ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہٗ اسْتَمَعَ نَفَرٌمِّنَ الْجِنِّ وَاِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ قَوْلَ الْجِنِّ

وحی کی گئی ہے۔ کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کان لگا کر سنا تو آپ کی طرف جنوں کے اس قول کی وحی کی گئی۔

سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلُ

وَقَالَ مُجَاھِدٌوَ تَبَتَّلْ اَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ اَنْکَالًا قُیُوْدًا مُنْفَطِرٌ بِہٖ مُثْقَلَۃٌ بِہٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَثِیْبًا مَّھِیْلًا الرَّمْلُ السَّائِلُ وَبِیْلًا شَدِیْدًا ..

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ تبتل کے معنی ہیں الگ تھلگ ہو کر کسی کے لئے خالص ہو جانا اور حسن بصری کی تفسیر ہے انکالاً معنی زنجیریں۔ منفطر بہ بوجھل اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کثیباً مھیلاً ریت کا وہ ٹیلا جس کی ریت بہہ رہی ہو وبیل کے معنی سخت کے ہیں۔

سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّرُ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَسِیْرٌ شَدِیْدٌ قَسْوَرَۃٍ رِکْزُ النَّاسِ وَاَصْوَاتِھِمْ ....

ترجمہ۔ لوگوں کی کھسکھساہٹ اور انکی آوازیں۔

قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَلْاَسَدُ وَکُلُّ شَدِیْدٍ قَسْوَرَۃٍ مُّسْتَنْفِرَۃٌ نَافِرَۃٌ مَذْعُوْرَۃٌ ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں عسیر کے معنی مشکل کے ہیں۔ اور قسورہ کے معنی آوازیں۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں شیر اور ہر سخت چیز کو قسورہ کہتے ہیں۔ مستنفرہ بمعنے نفرت کرنے والے۔ ڈرے ہوئے۔

حدیث (٤٥٦٤) حَدَّثَنَا يَحْيٰى ......
سَأَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمانِ عَنْ اَوَّلِ مَانَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يَآاَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِؓ عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِىْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌؓ لَااُحَدِّثُكَ اِلَّامَاحَدَّثَنَا رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءِ فَلَمَّا قَضَيْتُ جُوَارِىْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِىْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِىْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًاوَنَظَرْتُ اَمَامِىْ فَلَمْ اَرَشَيْئًاوَنَظَرْتُ خَلْفِىْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِىْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَؓ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِىْ وَصُبُّوْا عَلَىَّ مَآءً ا بَارِدًا قَالَ فَدَ ثَّرُوْنِىْ وَصَبُّوْعَلَىَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ......

ترجمہ ۔ یحیٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن کا پہلے پہل کون سا حصہ نازل ہوا۔ انہوں نے کہایاایھاالمدثر میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں کہ اقرء باسم ربک الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی ہے تو ابو سلمہؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سوال کیا۔ تو مین نے اس کو اسی طرح کہا جیسے تم نے مجھے کہا۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا ہم تو تم لوگوں کو وہی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے غار حراء میں چلہ کشی شروع کی جب اپنے اس اعتکاف کو پورا کر لیا۔ تو میں پہاڑی سے نیچے اترا تو مجھے ندادی گئی۔ مین نے اپنے داہنی طرف دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ بائیں طرف دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا۔ آگے دیکھا پیچھے دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے سر اٹھا کے اوپر کو دیکھا تو کچھ نظر آیا۔ پس میں حضرت خدیجہؓ کے پاس آیا جن سے میں نے کہا کہ مجھ پر کمبل ڈالو۔ اور مجھ پر ٹھنڈا پانی انڈیلو چنانچہ انہوں نے مجھ پر کملی ڈالی اور ٹھنڈا پانی پلٹا۔ فرماتے ہیں تو یاایھاالمدثر...... نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اول مانزل سورۂ مدثر کو کہتے ہیں۔ جب معارضہ کیا گیا تو فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔ تو دراصل اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ سورۂ اقرء باسم ربك غار حرا میں نازل ہوئی۔ وہ اول مانزل علی الاطلاق ہے۔ اور سورۂ مدثر اول مانزل بعد الفترۃ ہے۔ جو کہ حرا میں نازل نہیں ہوئی۔ چنانچہ اگلے صفحہ پر الملك الذی جاء نی بحرا جالس علی الکرسی موجود ہے جو صراحۃً دلالۃ کرتا ہے۔ کہ وحی پہلے آچکی تھی۔ تین سال کے انقطاع وحی کے بعد پھر لگاتار نزول ہوا۔

باب قوله قُمْ فَاَنْذِرْ

حدیث (٤٥٦٥) حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِیْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَكِ.

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں نے غار حرا میں چلہ کشی کی جیسے کہ عثمان بن عمر نے علی بن المبارک سے روایت کیا ہے

باب وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

حدیث (۴۵۶۶) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَاسَلَمَةَ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ اَوَّلَ فَقَالَ یٰۤاَیُّهَاالْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اُنْبِئْتُ اَنَّهٗ اِقْرَأْبِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ اَوَّل فَقَالَ یٰۤاَیُّهَاالْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اُنْبِئْتُ اَنَّهٗ اِقْرَأْبِاسْمِ رَبِّكَ. فَقَالَ لَااُخْبِرُكَ اِلَّابِمَا قَالَ رَسُوْ لُ للّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاوَرْتُ فِیْ حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَیْتَ جِوَارِیْ هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِیَ فَنُوْدِیْتُ فَنَظَرْتُ اَمَامِیْ وَخَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰی عَرْشٍ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاَتَیْتَ خَدِیْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِیْ وَصُبُّوْا عَلٰی مَاءً ا بَارِدًا فَاُنْزِلَ عَلَیَّ یٰۤاَیُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ....

ترجمہ۔ حضرت یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید کا کونسا حصہ اول نازل ہوا۔ انہوں نے فرمایا یاایھاالمدثر میں نے کہا مجھے تو بتلایا گیا ہے کہ اقرأ باسم ربك پہلے پہل نازل ہوئی ابو سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے اس کے متعلق سوال کیا کہ کونسی سورہ قرآن کی سب سے پہلے اتری انہوں نے فرمایا کہ یاایھاالمدثر میں نے ان سے کہا کہ مجھے تو یہ خبر ملی ہے کہ اقرأ باسم ربك پہلے اتری ہے۔ انہوں نے فرمایا میں تمھیں وہی چیز بتلا رہا ہوں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ چنانچہ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں غار حرا میں اعتکاف بیٹھا جب اس اعتکاف کو میں نے پورا کیا تو میں پہاڑی سے نیچے اتر آیا۔ پس میں جب وادی کے پیٹ میں پہنچ گیا تو مجھے ندا آئی۔ تو میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان تخت پر بیٹھا ہے۔ تو میں حضرت خدیجہؓ کے پاس آیا جس سے میں نے کہا کہ مجھ پر کملی ڈالو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی پلٹو تو مجھ پر یہ آیت اتری یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ...

باب قوله وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ

حدیث (۴۵۶۷) حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ. عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا جبکہ آپؐ وحی کے انقطاع

يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰى وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ وَهِيَ الْاَوْثَانُ........

کے متعلق بیان فرمار ہے تھے۔اس حدیث کے اندر آپؐ نے فرمایا۔ کہ دریں اثنا میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حراؑ میں میرے پاس آیا تھا۔ جو آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا۔ پس میں اس سے خوف کے مارے گر پڑا۔ پھر بی بی خدیجہؓ کے پاس لوٹا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے کملی میں لپیٹو۔ کملی میں لپیٹو تو انہوں نے مجھے کملی میں ڈھانپ لیا۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یاایھاالمدثر الی الرجز فاھجر۔ یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اور رجز بتوں کو کہتے ہیں۔

باب قوله وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ـ يَقُوْلُ الرِّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ

حدیث (٤٥٦٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ......اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحَرَاءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ الْاَوْثَانُ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ ..

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپؐ انقطاع وحی کے متعلق بیان فرمار ہے تھے۔ کہ دریں اثنا میں چل رہا تھا۔ کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھا پس اچانک وہ فرشتہ جو غار حراؑ میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے میں خوفزدہ ہوا۔ حتی کہ میں زمین پر گر پڑا۔ ہوش آنے کے بعد میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا مجھے کملی لپیٹو کملی لپیٹو۔ تو انہوں نے مجھ کو کملی میں لپیٹا۔ تو اللہ تعالے نے یاایھاالمدثر......نازل فرمائی۔ فاھجر تک۔ ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ رجز بت ہیں۔ پھر وحی کثیر ہوگئی۔ اور لگاتار آنے لگی ان احادیث سے واضح ہوا۔ یاایھا المدثر انقطاع وحی کے بعد اول مانزل ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ای القرآن نزل اول ۳۴۷۔۱ یہ اول مانزل سے سوال فترۃ الوحی کے بعد کے متعلق ہے۔ جیسا کہ خود حضرت جابرؓ کی روایت اس پر دال ہے۔ فرماتے ہیں۔ فاذا الملک الذی جاء فی بحراء اس سے معلوم ہوا کہ نزول القرآن اولا حقیقی نہیں بلکہ اضافی بعد الفترۃ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی سے استدلال کیا ہے۔ کہ ثیابک فطہر کی تفسیر میں خود روایت جابرؓ کے اندر تصریح ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ فترۃ الوحی کے بعد کے متعلق بیان فرمارہے تھے۔ دوسری دلیل فاذا الملک...... ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی پہلے ہو چکا تھا۔ اور علامہ سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں بسط سے کلام کیا ہے۔ اس میں ہے الصحیح اول مانزل اقرء باسم ربک ۔ شیخین نے حضرت عائشہؓ سے یہی روایت کیا ہے۔ دوسرا جوب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ اول مانزل سورۃ المدثر کا مطلب یہ ہے کہ سورہ کاملہ کے نزول کا سوال تھا تو بیان ہوا کہ وہ سورہ مدثر ہے۔ بخلاف سورۂ اقرء کے اس میں پہلے پانچ آیات نازل ہوئیں۔ کامل سورۃ بعد میں نازل ہوئی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اول مانزل للنبوۃ وہ اقرء ہے۔ اور اول مانزل للرسالۃ ایھا المدثر ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ اول مانزل بسبب متقدم جس سے تدثر واقع ہوا وہ رعب کی وجہ سے ہے۔ وہ تو یاایھا المدثر ہے۔ اور جو بغیر سبب متقدم کے نازل ہوا وہ اقرء باسم ربک ہے۔ اور پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے اپنے اجتہاد سے اول مانزل فرمایا ہے۔ روایت نہیں ہے۔ روایت حضرت عائشہؓ کی ہے۔ جو متقدم ہے اس کو ترجیح ہوگی۔ عمدہ جواب پہلا اور آخری ہے۔ اور میرے نزدیک ایک تیسرا قول ہے۔ وہ یہ کہ اول مانزل سورۃ الفاتحہ ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں ابن عباسؓ سے یہی قول نقل کیا گیا ہے۔ اول سورۃ نزلت فاتحہ الکتاب وقال ابن حجر الذی ذھب الیہ اکثر الائمہ بقول ابن حجر۔ اکثر ائمہ کا یہی قول ہے ممکن ہے اقرء اور مدثر کے بعد اول مانزل سورۃ الفاتحہ ہو۔ اور چوتھا قول یہ ہے کہ اول مانزل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ میرے نزدیک یہ مستقل مسلک نہیں ہے۔ بلکہ نزول سورہ مع نزول بسملہ کے طور پر ہے۔ تو قول فیصل یہ ہوا کہ اول مانزل حین تتابع الوحی یاایھا المدثر ہے۔

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُدًى هَمَلًا لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ سَوْفَ اَتُوْبُ سَوْفَ اَعْمَلُ لَا وَزَرَ لَا حَصَنَ ......

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سدی کا معنی بے فائدہ ہے بیکار۔ لیفجر او لیدوم علے فجورہ کہ عنقریب توبہ کرلونگا۔ عنقریب نیک عمل کرونگا۔ لاوزر کہ اس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا۔

21/2

حدیث(۴۵۶۹)حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا نَزَلَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ حَرَّکَ بِهٖ لِسَانَهٗ وَوَصَفَ سُفْیَانُ یُرِیْدُ اَنْ یَحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ......

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی۔ تو آپؐ اس کے لئے اپنی زبان کو حرکت دیتے تھے۔ سفیان بیان کرتے ہیں آپ کا منشا یہ تھا کہ آپؐ اسے یاد کرلیں۔ تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ ترجمہ۔ آپؐ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تاکہ آپؐ حفظ کرنے میں جلدی کریں۔

باب قوله اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

حدیث (۴۵۷۰) حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی......قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ کَانَ یُحَرِّکُ بِهٖ شَفَتَیْهِ اِذَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ فَقِیْلَ لَهٗ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ یَخْشٰی اَنْ یَنْفَلِتَ مِنْهُ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ اَنْ نَجْمَعَهٗ فِیْ صَدْرِکَ وَقُرْاٰنَهٗ اَنْ تَقْرَءَهٗ فَاِذَا قَرَءْنَاهُ یَقُوْلُ اُنْزِلَ عَلَیْهِ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اَنْ نُبَیِّنَهٗ عَلٰی لِسَانِکَ ......

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ پر جب وحی اترتی تھی۔ تو آپؐ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ پس آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ اپنی زبان کو نہ ہلائیں اس خوف سے کہ کہیں وحی آپؐ سے ضائع نہ ہو جائے۔ بیشک ہمارے ذمہ ہے۔ کہ ہم اس کو آپؐ کے سینہ میں جمع کریں اور یہ کہ ہم اس کو پڑھیں۔ پس جب ہم اس کو پڑھیں یعنی وحی نازل ہو۔ تو آپؐ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔ پس ہمارے ہی ذمہ اس کا بیان ہے۔ کہ ہم آپؐ کی زبان پر اس کو بیان کریں گے۔

باب قوله فَاِذَا قَرَءْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَرَأْنَاهُ بَیَّنَّاهُ فَاتَّبِعْ اِعْمَلْ بِهٖ .

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں پس جب ہم اس قرآن کو آپ پر واضح کریں۔ آپؐ اس پر عمل کریں۔

حدیث (۴۵۷۱)حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِیْ قَوْلِهٖ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَزَلَ جِبْرَائِیْلُ بِالْوَحْیِ وَکَانَ مِمَّا یُحَرِّکُ بِهٖ لِسَانَهٗ

حضرت ابن عباسؓ نے لاتحرک بہ لسانک کے بارے میں فرمایا۔ کہ جب جبرائیلؑ وحی لیکر اترتے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ پس اس سے آپ کو بڑی دشواری پیش آتی۔ اور یہ سختی آپ سے پہچانی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالے نے وہ آیت اتاری جو لااقسم بیوم القیامۃ

وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَانْزَلَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ الَّتِىْ فِىْ لَااُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ .....قَالَ عَلَيْنَا اَنْ نَجْمَعَه فِىْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَابَيَانَهٗ اَىْ عَلَيْنَا اَنْ نُبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَااَتَاهُ جِبْرَائِيْلُ اَطْرَقَ فَاِذَاذَهَبَ قَرَءَ هُ كَمَاوَعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى تَوَعَّدٌ .....

میں ہے۔ کہ آپؐ جلدی یاد کرنے کے لئے زبان کو نہ ہلائیں۔ بیشک ہمارے ذمہ ہے اس کا جمانا اور پڑھنا۔ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کو آپؐ کے سینہ میں جمع کریں۔ فاتبع قرآنہ کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم قرآن کو اتاریں تو آپ کان لگاکر سنیں۔ ثم علینابیانہ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کو آپؐ کی زبان سے بیان کرائیں۔ فرماتے ہیں کہ اب آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب بھی جبرائیلؑ آپؐ کے پاس آتے تو آپؐ سر جھکا لیتے پھر وہ چلے جاتے تو اللہ تعالی کے وعدہ کے مطابق آپؐ اس کی قرأت کرتے۔ اولی لک فاولی یہ دھمکی ہے کہ اس کیلئے ہلاکت ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

يُقَالُ مَعْنَاهُ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَتَكُوْنُ خَبَرًا وَهٰذَامِنَ الْخَبَرِ يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُوْرًا وَذَالِكَ مِنْ حِيْنَ خَلْقِهٖ مِنْ طِيْنٍ اِلٰى اَنْ يُنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ اَمْشَاجٍ الْاَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْءَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ اِذَا خَلَطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَمَمْشُوْجٌ مِثْلَ مَخْلُوْطٍ وَيُقَالُ سَلَاسِلًاوَاَغْلَالًاوَّلَمْ يُجِزْهُ بَعْضُهُمْ مُسْتَطِيْرًا مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ ....

ترجمہ۔ هل اتی ...... کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی ہے انسان پر ایک زمانہ آچکا ہے۔ اور هل حجد معلوم ہو۔ اور یکون اسکی خبر ہو۔ تو معنی ہونگے۔ کہ انسان ایک ایسی چیز تھا جو قابل ذکر نہیں تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ اللہ تعالے نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ یہانتک کہ اس میں روح پھونکی گئی۔ امشاج کے معنی خلط ملط کہ عورت اور مرد کا پانی رل ملکر خون بنا پھر لوتھڑا بنا۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب کوئی چیز رل مل جائے تو اسے مشج کہتے ہیں جیسے خلیط اور ممشوج۔ تو خلیط بمعنے مخلوط کے ہوگا۔ سلا سلاً و اغلالاً۔ اور بعض نے تنوین کو جائز نہیں قرار دیا۔

يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ الْعَصِيْبُ اَشَدُّ مَايَكُوْنُ مِنَ الْاَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ وَقَالَ غَيْرُه اَسْرَهُمْ شِدَّةَ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَه مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَاْسُوْرٌ......

مسطیر جس کی مصیبت دراز ہو۔ قمطریر کا معنی سخت کہا جاتا ہے۔یوم قمطریر ویوم قماطیر والعبوس قمطریر۔قماطر اور عصیب ان مصیبت کے دنوں کو کہتے ہیں جن میں آزمائش زیادہ سخت ہو۔اور غیرہ فرماتے ہیں۔اسرھم پیدائش کی سختی۔اور ہر شے جس کو لکڑی سے کس دیا جائے وہ ماسور ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ۷۴۴۔ ۸ فلم یکن مذکوراً یہاں نفی شئت کی نہیں ہے کیونکہ اس وقت وہ شئی تو تھی لیکن منفی اس کا مذکور ہونا ہے۔کہ قابل ذکر چیز نہیں تھی۔الدم والعلقۃ اس سے اشارہ کیا۔کہ تمام دور نطفہ پر ہی وارد ہوتے ہیں۔پس دم علقہ وغیرہ میں سے ہر ایک گویا کہ نطفہ ہے۔جو ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل ہوتا ہے۔جو یکے بعد دیگرے حالات پیش آتے ہیں۔خون بنا لو تھڑا ہوا مضغہ بنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا کہ مذکوراً شیئا کی صفت ہے۔تو انتفاء موصوف نہ ہوا بلکہ انتفاء صفت ہوا من نطفہ امشاج علامہ عینیؒ فرماتے ہیں امشاج کی تفسیر اخلاط سے کی ہے اور امشاج مشج کی ہے لیکن معنی واحد کے ہیں کیونکہ یہ نطفہ کی صفت ہے۔جیسے امہ اعشار اور ثوب اخلاق کہا جاتا ہے۔اور ماء المرأۃ وماء الرجل یہ اخلاط کی تفسیر ہے۔یعنی یہ دونوں پانی رحم میں جمع ہوتے ہیں تو ان دونوں کے ملنے سے بچہ ہوتا ہے۔آدمی کا پانی سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے پس جو غالب آیا بچہ اسی کے مشابہ ہوگا۔تو الدم والعلقہ دراصل ثم الدم ثم العلقہ ثم المضغہ ثم اللحم ثم العظم ثم ینشأ اللہ خلقاً آخر اسی لئے شیخؒ نے نطفہ کو ہی ان مختلف ادوار کا اصل قرار دیا ہے اسی لئے جلالین میں ہے من نطفہ امشاج اختلاط من ماء المرأۃ وماء الرجل اور جمل میں ہے کہ امشاج نطفہ کی صحت ہے۔کیونکہ نطفہ مفرد جمع کے معنی میں ہے کیونکہ اس پر مختلف ادوار گذرتے ہیں۔اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ مشج اول مشج الماء پھر مشج الدم ثم مشج العلقہ۔تو باعتبار مراتب کے جمع ہے۔

وَالْمُرْسَلَاتِ

جِمَالَاتٌ حِبَالٌ اِرْكَعُوْا صَلُّوْا لَايَرْكَعُوْنَ لَايُصَلُّوْنَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَايَنْطِقُوْنَ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَاكُنَّا مُشْرِكِيْنَ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ فَقَالَ اِنَّه ذُوْاَلْوَانٍ

ترجمہ۔جمالات صفر کشتی کے بڑے بڑے رسے ارکعوا معنی ہیں کہ نماز پڑھو۔لایرکعون کہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔اور حضرت ابن عباسؓ سے لاینطقون اور واللہ ربنا ماکنا مشرکین

مَرَّةً يَنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ ...... کے بارے میں پوچھا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ آج ہم ان کے منہوں پر مہریں لگادیں گے تو فرماتے ہیں کہ وہ دن دور نگا ہوگا کبھی وہ بولیں گے اور کبھی ہم ان پر مہر لگادینگے تو پھر دوسرے اعضاء بولینگے

حدیث (۴۵۷۲) حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَاِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا

ترجمہ۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آپؐ پر سورہ المرسلات نازل ہوئی ہم اس کو جناب کے منہ سے حاصل کر رہے تھے۔ کہ سانپ نمودار ہوا۔ ہم لوگ اس کی طرف لپکے لیکن وہ ہم سے آگے بھاگ کر اپنے بل میں گھس گیا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمھارے شر سے اس طرح بچ نکلا جس طرح تم لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے۔

حدیث (۴۵۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ اَسْوَدُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بَيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَارٍ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ... وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ اقْتُلُوْهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہم ایک غار میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آپؐ پر سورہ المرسلات نازل ہوئی۔ ہم اس کو آپؐ سے بالمشافہ حاصل کر رہے تھے۔ اور ابھی اس سورۃ سے آپؐ کا منہ تر تھا یعنی ابھی ابھی اتر کر ختم ہوئی تھی کہ اچانک ایک سانپ نکلا جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔ ہم اس کی طرف لپکے لیکن ہم سے آگے نکل گیا۔ آپ نے فرمایا وہ تمھارے شر سے بچ نکلا جس طرح تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

باب قوله انها ترمی بشرر کا لقصر

حدیث (۴۵۷۴) حدثنا محمد بن کثیر قال سمعت ابن عامر انها ترمی بشرر کا لقصر قال کنا نرفع الخشب بقصر ثلثه اذرع او اقل فنرفعه للشتاء فنسمیه القصر.......

ترجمہ۔ حضرت ابن عامرؒ فرماتے ہیں کہ شرر کالقصر کہ ہم لوگ محل پر تین گز کی لکڑی یا اس سے کم چڑھا رہے تھے کہ سردی سے بچاؤ کے لئے اسے ہم اونچا کر رہے تھے تو ہم اس کا نام قصر رکھتے تھے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ قصر اصل میں محل کو کہتے ہیں جس سے شرر کی مناسبت معلوم نہیں ہو رہی تھی۔ تو ابن عباسؓ فرماتے ہیں جو لکڑی تین گز کی یا اس سے کم ہو موسم سرما میں گرمی حاصل کرنے کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ اسے قصر کہتے ہیں۔ تو اب بڑی بڑی چنگاریوں کی مناسبت اس سے واضح ہو گئی۔

باب قوله كَأَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ

حدیث (٤٥٧٥) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كُنَّا نَعْمِدُ اِلَى الْخَشَبَةِ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهٗ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ كَاَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُوْنَ كَاَوْسَاطِ الرِّجَالِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ ترمی بشرر کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم تین گز یا اس سے اوپر کی لکڑی کا قصد کرتے تھے پس اسے سردی دور کرنے کے لئے اسے اونچا کرتے تھے تو اس کا نام ہم قصر رکھتے تھے۔ کانہ جمالات صفر۔ کشتیوں کے موٹے موٹے رسے جن کو جمع کیا جاتا ہے تو وہ ایسے ہو جاتے ہیں۔ جیسے مردوں کی کمریں ہوتی ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ واوساط الرجال ۷۳۵۔ ۱ اوساط جمع اوسط کی جو مردوں کی دو کھوکھ کے درمیان ہوتی ہے۔ جسے کمر کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جمالات کی تفسیر ان رسوں سے کی گئی جن سے کشتیاں باندھی جاتی ہیں اگر جُمالة بکسر الجیم ہو تو پھر یہ جمع جمالة کی ہے اور جمالة جمع جمل جو زوج الناقة ہوتا ہے۔ حتی تکون کاوساط الرجال سے قطب گنگوہیؒ نے ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے۔ کہ رجال سے مراد متوسط قد کے لوگ ہیں۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ رسے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مضبوط اور گاڑھے ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ آدمی کی کمر مضبوط ہوتی ہے۔ چنانچہ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے مانند کمر ہائے رجال مردوں کی کمر کی طرح۔

باب قوله هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ

حدیث (٤٥٧٦) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَارٍ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَاِنَّهٗ لَيَتْلُوْهَا وَاِنِّيْ لَاَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ وَثَبَتْ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غار میں تھے۔ کہ آپؐ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ آپؐ اسے تلاوت کر رہے تھے اور میں اس کو آپؐ کے دہن مبارک سے حاصل کر رہا تھا کہ ابھی

عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اُقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَا هَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهُ مِنْ اَبِيْ فِيْ غَارٍ بِمِنًى

آپ کا منہ اس سے تر تھا۔ کہ ابھی آپ کی لعاب مبارک خشک نہیں ہوئی تھی۔ کہ اچانک ایک سانپ ہم پر کودا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے جان سے مار دو۔ ہم اسکی طرف لپکے ہی تھے کہ وہ بھاگ گیا۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تمھارے شر سے بچ گیا۔ جیسے تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ عمر فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے باپ کی طرف سے یہ الفاظ یاد ہیں کہ وہ غار منیٰ میں تھا جہاں سورہ المرسلات نازل ہوئی۔

عَمَّ يَتَسَآئَلُوْنَ

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا لَا يَخَافُوْنَهٗ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا لَا يُكَلِّمُوْنَهٗ اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَ لَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ وَهَّاجًا مُضِيْئًا عَطَاءً حِسَابًا جَزَاءً كَافِيًا اَعْطَانِيْ مَا اَحْسَبَنِيْ اَيْ كَفَانِيْ ....

ترجمہ۔ مجاہد کی تفسیر میں ہے لایخافون حسابہ کہ انہیں حساب کا کوئی خوف لاحق نہیں تھا۔ رجا اضداد میں سے ہے۔ امید وبیم کے معنے آتے ہیں۔ لایملکون کہ وہ لوگ اللہ تعالے سے اس وقت تک ہم کلام نہیں ہونگے جبتک اللہ تعالے ان کو بولنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وھاجا روشن کرنے والا۔ عطاء حسابا یعنی پورا پورا بدلہ کہتے اعطانی ماحبسی مجھے اتنا دیا کہ جو مجھے کافی ہو گیا۔

باب قوله يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

حدیث (٤٥٧٧) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ ..... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتَ قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتَ ثُمَّ يُنْزِلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہو گا۔ میں نے پوچھا چالیس دن فرمایا مجھے انکار ہے۔ پھر پوچھا چالیس ماہ کا فرمایا مجھے اس سے بھی انکار ہے۔ پھر فرمایا چالیس سال۔ فرمایا اس سے بھی مین نے انکار کیا۔ بہر حال فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالے آسمان سے پانی اتارینگے جس سے لوگ

كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ......

ایسے اگنے شروع ہو جائیں گے۔ جیسے سبزی اگتی ہے۔ انسان کی کوئی چیز باقی نہیں رہی ہو گی کہ جو بوسیدہ اور گل سڑ نہ گئی ہو۔ سوائے ایک دم کی ہڈی کے جس سے قیامت کے دن مخلوقات کو جوڑا جائیگا۔

سُوْرَۃُ وَالنَّازِعَاتِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الْآيَةَ الْكُبْرٰى عَصَاهُ وَيَدُهُ وَيُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِلِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ وَالطَّامَّةُ تَطُمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَافِرَةُ الَّتِي أَمْرُنَا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيٰوةِ وَقَالَ غَيْرُهُ أَيَّانَ مُرْسٰهَا مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي ......

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ الایۃ الکبری لاٹھی اور ید بیضاء کا معجزہ مراد ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ناخرہ اور نخرہ دونوں برابر ہیں جیسے طامع اور طمع باخل وبخل اور بعض نے فرق بیان کیا کہ نخرہ تو بوسیدہ ہڈی ہے۔ اور ناخرہ وہ ہڈی جو کھو کھلی ہو جس کے اندر سے ہوا گذر جاتی ہو۔ جس سے وہ آواز کرتی ہے۔ طامۃ جو ہر چیز پر بلند ہو جائے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ حافرہ یعنی مرنے کے بعد پھر اپنے پہلے معاملہ کی زندگی کی طرف لوٹائے جائینگے حافرہ وہ راستہ جس سے انسان اپنے نشان چھوڑتے ہوئے گزر کر آیا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں حافرہ سے وہ زمین مراد ہے جس میں قبور ہوں۔ اور غیر ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ ایان مرسٰھا آخری ٹھکانا۔ اور کشتی کا مرسیٰ وہ ہے۔ جہاں تک کشتی پہنچ کر رک جائے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کا آخری مستقر کیا ہو گا۔

حدیث ٤٥٧٨) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ ......

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی دو انگلیوں سے یوں اشارہ کر رہے تھے۔ یعنی درمیانی اور وہ انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہے۔ کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ

بھیجے گئے ہیں مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم کی بعثت علامات قیامت میں سے ہے۔ اور یہ دونوں قریب ہیں۔

سُوْرَۃُ عَبَسَ

كَلَحَ وَاَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهٗ مُطَهَّرَةٌ لَايَمَسُّهَا اِلَّاالْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِاَنَّ الصُّحُفَ لَايَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجَعَلَ التَّطْهِيْرُ لِمَنْ حَمَلَهَا اَيْضًا سَفَرَةٌ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ اَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَاْدِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَصَدّٰى تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّايَقْضِ لَايَقْضِىْ اَحَدٌ مَااُمِرَ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ تَرْهَقُهَاتَغْشَاهَا شِدَّةٌ مُسْفِرَةٌ مُشْرِقَةٌ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ كَتَبَةٍ اَسْفَارًا كُتُبًا تَلَهّٰى تَشَاغَلَ يُقَالُ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ . . . . .

ترجمہ۔ عبس منہ بگاڑا اور پھیر لیا اور ان کے غیر نے فرمایا مطہرۃ جسے پاک لوگوں کے سوا کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا وہ فرشتے ہیں اور یہ المدبرات امرا کی طرح ہے یعنی جیسے مدبرات گھوڑوں کی صفت ہے۔ اس طرح مطہرۃ ملائکہ کی صفت ہے کیونکہ صحیفوں پر تو تطہر واقع نہیں ہوتی وہ تو خود پاک ہیں اسلئے جو حاملین صحف ہیں فرشتے یہ ان کی صفت ہو گی۔ جیسے صحف خود بخود پاک ہیں۔ ایسے فرشتے بھی پاک ہیں ان کو پاک کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ دوسروں کو پاک کرنے والے ہیں۔ سفرۃ فرشتے مراد ہیں اس کی مفرد سافر ہے۔ سفرت میں نے ان کے درمیان صلح کرا دی۔ فرشتے جب وحی لیکر اترتے ہیں اور پھر اسے مامور بہ تک پہنچا دیتے ہیں تو گویا اس سفیر کی طرح ہیں جو قوم کے درمیان اصلاح کرتے ہیں اور اس کے غیر کی تفسیر ہے تصدّی جب کسی سے غافل ہو جائے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ بلکہ تصدّی کہتے ہیں جب کوئی سر اٹھا کر کسی کو دیکھے تو آپؐ مشرک سے غافل نہیں ہوئے بلکہ جو دوڑتا ہوا آیا تھا اس سے غافل ہوئے۔ اور مجاہد فرماتے ہیں لمایقض جب کسی نے اس کام کو پورا نہ کیا جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ترھقھا اس کو سختی نے ڈھانپ لیا۔ مسفرۃ چمکنے والے بایدی سفرہ لکھنے والے فرشتے۔ اسی سے اسفارا کتابوں کو کہتے ہیں۔ تلھی غافل ہونا اور کہا جاتا ہے کہ اسفار کا مفرد سفر ہے۔

حدیث (۴۵۷۹) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ....

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَھُوَ حَافِظٌ لَّهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَءُ وَھُوَ یَتَعَاھَدُہٗ وَھُوَ عَلَیْهِ شَدِیْدٌ فَلَهٗ اَجْرَانِ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اس حافظ کا حال جو قرآن مجید کو پڑھتا رہتا ہے ان لکھنے والے عزت والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور اس کا حال جو قرآن کو پڑھتا ہے۔ اور اس کا التزام کرتا ہے حالانکہ سوء حفظ کی وجہ سے اس کا پڑھنا اس پر گراں ہے۔ تو اس کو دوہرا ثوب ہوگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لایقع علیھا التطھیر ۷۳۵۔۱۸ یعنی نجاست کے قبول کرنے کے بعد جو تطہیر واقع ہوتی ہے وہ تو صحف پر واقع نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود پاک وصاف ہیں۔ تو مطہر کا اطلاق مجازاً ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ المطہر صحف کی صفت حقیقۃً ہے۔ اور ملائکہ کی مجازاً یا اس کا برعکس۔ کہ ملائکہ کی حقیقۃ اور صحف کی مجازاً ہے۔ پہلی صورت میں یقع علیھا التطھیر کا نسخہ اثبات صحیح ہو جائیگا۔ اور دوسری صورت میں نفیاً یا اثباتاً ہر ایک کی صفت بنے گی۔ لکل مھاوجہ۔ نیز! پہلی توجیہ کی بناء پر جبکہ صحف کی صفت ہو۔ تو یہ اس وقت ہے کہ جب نجس ہونے کی صلاحیت اور قابلیت اس میں پہلے سے نہ ہو۔ اور دوسری صورت میں صفت تب ہوگی جبکہ پہلے سے اس میں تنجس کی صلاحیت ہو۔ اس قاعدہ کے بیان کرنے کے بعد اب مطہرۃ کے معنی ہونگے کہ صحیفے فی ذاتہا پاک ہیں۔ جیسے کہ اس سورۃ میں ذکر کیا گیا۔ اور لایمسہ الاالمطھرون میں مطہر کا اطلاق مجازاً ہوگا۔ جیسے حامل محمول کی صفت سے موصوف ہوتا ہے۔ جیسے فالمدبرات امراً میں مدبرات خیول کی صفت واقع ہے۔ تو مجازاً یہ راکبین کی صفت بھی ہوگا۔ یہ اسلئے ہے کہ فرشتے اس قسم کے تطہر سے متصف نہیں ہیں۔ دوسری صورت میں مطہرۃ کا صحف پر اطلاق مجازاً ہوگا۔ کیونکہ درحقیقت لایمسہ الاالمطھرون میں مطہر فرشتہ کی صفت ہے۔ کیونکہ فرشتہ ہر قسم کے گناہوں اور نجاستوں سے پاک ہوتا ہے۔ حدث اصغر ہو یا اکبر ہو۔ رہ گئے صحیفے ان پر تطہیر واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ نہ وہ نجاست کو قبول کرتے ہیں اور نہ اس کی ان میں صلاحیت ہے۔ تو لازمی ہے کہ یہ حاملین صحف کی صفت ہوگی۔ جیسے مدبرات راکبین کے واسطہ سے خیول کی صفت ہے۔ اور یہاں اس جگہ اس کے برعکس ہے۔ کہ تطہیر کو صحف اور حاملین دونوں کا وصف بنایا گیا۔ تو یہ تقریر تکلف سے خالی نہ ہوئی۔ کیونکہ ظاہر عبارت اس مدعی کے لئے مفید نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ کی جاسکتی ہے۔ کہ تطہیر کو صحف کی صفت حاملین کے واسطہ اور توسل سے بنایا جائے۔ جیسا کہ وہ اصالۃً صحف کی صفت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جب صحف تطہیر سے متصف ہوئے۔ تو فرشتے بھی اس سے متصف ہونگے۔ کیونکہ وہ تو حاملین صحف ہیں۔ اس لئے لایمسہ الاالمطھرون فرمایا گیا۔ جیسے المدبرات امراً میں تدبیر دراصل غزاۃ کی صفت ہے لیکن حاملین یعنی خیول بھی اس سے متصف ہوئے۔ تو المدبرات امرا کہا گیا۔ اور جن نسخوں میں کلمہ لا موجود ہے اس کی توجیہ یہ ہوگی۔

کہ صحف کافروں کے ہاتھ لگنے سے پاک ہیں۔ یا جو کلام اللہ نہیں ہیں۔ اس سے پاک ہیں۔ بلکہ یہ وحی خالص ہے۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ مطہرۃ بالذات ملائکہ کی صفت ہے۔ علاقۃ مجاورۃ کی وجہ سے اسے صحف کی صفت بنایا گیا۔ جیسے مدابرات بالذات راکب کی صفت ہے لیکن اسے مرکوب کی صفت بنایا گیا تو مجاورت کے علاقہ کی وجہ سے ایسا معلوم ہوا ہے۔ تو جعل الملائکۃ والصحف مطہرۃ کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ملائکہ در حقیقت مطہرہ ہیں۔ اور صحف مجازا مطہرہ ہیں۔ کیونکہ تطہیر کا تقاضا ہے کہ اس سے قبل نجاسۃ لگ چکی ہو۔ لیکن وہ تو پائی نہیں گئی لھذا تطہیر حقیقۃ واقع نہ ہوگی کیونکہ صحف تو بذاتھا پاک ہیں تو جیسے صحف مطہر ہوئے ایسے ملائکہ بھی مطہرۃ پیدا ہوئے۔ وہاں بھی نجاست کا تلوث نہیں پایا گیا۔ نیز صحف سے قرآن مجید کے وہ صحف مراد ہیں جو لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں جن کو وہاں پر فرشتے مس کرتے ہیں وله اجران ای اجر القرأة واجر التعب .

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

اُنْكَدَرَتْ اُنْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ سُجِّرَتْ ذَهَبَ مَاءُ هَا فَلَا تَبْقٰى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُوْرُ الْمَمْلُوْءُ وَقَالَ غَيْرُهٗ سُجِّرَتْ اُفْضِيَ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا وَالْخُنَّسُ تَخْنِسُ فِيْ مَجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ تَنَفَّسَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَالظَّنِيْنُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِيْنُ يَضَنُّ بِهٖ وَقَالَ عُمَرُ النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ يُزَوَّجُ نَظِيْرَهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَءَ اُحْشُرُوْا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ عَسْعَسَ اَدْبَرَ.

ترجمہ۔ انکدرت ستارے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑینگے اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں سجرت کہ سمندروں کا پانی اڑ جائیگا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ اور مجاہد فرماتے ہیں مسجور کا معنی ہے بھرا ہوا تو پھر یہ اضداد میں سے ہوگا۔ اور غیر مجاہد کی تفسیر ہے کہ سجرت کا مطلب یہ ہے کہ سمندروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک سمندر بنا دیا جائیگا۔ والخنس وہ ستارے جو اپنے جاری ہونے کی جگہ میں واپس آنے والے ہیں۔ تکنس چھپ جاتے ہیں۔ جیسے ہرن اپنے مسکن میں چھپ جاتے ہیں۔ تنفس جب دن چڑھ آتا ہے۔ الظنین اگر حرف ظاء کے ساتھ ہے تو مظنہ سے ہوگا جس کے معنی تہمت کے ہیں۔ تو ظنین بمعنے متہم اور ضنین اگر بالضاد ہے تو ضن بخل کو کہتے ہیں۔ تو مطلب ہوا کہ آپ تعلیم اور تبلیغ میں بخل کرنے والے نہیں ہیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ النفوس زوجت یعنی آدمی اپنے ہم مثل اہل جنت یا اہل جھنم سے بیاہا جائیگا۔ ثم تائید میں یہ آیت پڑھی کہ ظالم لوگوں کو اور انکی بیویوں کو جمع کیا جائیگا۔ اور بعض نے کہا کہ مومنوں کی شادی حور عین سے ہوگی۔ اور کافروں کی شیاطین سے ہوگی۔

اور عکرمہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو اس کا نیک ساتھی تھا جنت میں وہی اس کا قرین ہوگا۔ اذا عسعس رات جب پیٹھ پھیر گئی۔ اور صبح کی روشنی جب پھیلے گی۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ انکدار کے معنی ہیں نور کا چلا جانا اور سیاہی کا آجانا اس کے لازمی معنی انتشار کے کئے گئے یعنی جو اسکے نور کا باعث تھا وہ منقطع ہو گیا۔ مسجر کے معنی جلد کو خشک کر دینا ایک تفسیر یہی ہے۔ اور دوسری یہ ہے کہ سجر کے معنی بھر دینے کے ہیں۔

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ فُجِّرَتْ فَاضَتْ وَقَرَءَ الْاَعْمَشُ وَعَاصِمٌ فَعَدَلَكَ بِالتَّخْفِيْفِ وَقَرَأَ اَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيْدِ وَاَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي فِيْ اَيِّ صُوْرَةٍ شَاءَ اِمَّا حَسَنٌ وَاِمَّا قَبِيْحٌ طَوِيْلٌ اَوْ قَصِيْرٌ ......

ترجمہ۔ ربیع بن خثیم نے کہا فجرت کے معنی بہہ پڑنے کے ہیں۔ اعمش اور عاصم کی قرأۃ عدلک تخفیف کے ساتھ ہے اور اہل حجاز شد پڑھتے ہیں۔ عدلک یعنی درمیانی پیدائش نہ چھوٹا نہ بڑا بلکہ مناسب اعضاء والا۔ اور جو شدّ نہیں پڑھتے ان کے نزدیک معنی ہونگے کہ جس شکل میں اس نے چاہا بنادیا۔ اچھی شکل یا بد صورت لمبا قد یا چھوٹا قد۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ

قَالَ وَمُجَاهِدٌ رَانَ ثَبْتُ الْخَطَايَا ثُوِّبَ جُوْزِيَ وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّيْ ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ران گناہ راسخ ہو گئے کہ زنگ چڑھ گیا۔ اور ثوب معنی بدلہ اور سزا دی گئی۔ اور غیر مجاہد کی تفسیر ہے کہ مطفف وہ شخص ہے جو پورا نہ دے۔

حدیث (۴۵۸۰) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ترجمہ آیت جس دن لوگ اپنے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہاںتک

اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ ....

ان میں سے ایک اپنے پسینہ میں اسقدر شرابور ہوگا کہ پسینہ ان کے دونوں کانوں کے نصف تک پہنچا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ فعدلك تخفیف اور تشدید دونوں طرح ہے۔ تشدید کی صورت میں معتدل الاطراف متناسب الاعضاء۔ اور تخفیف کی صورت میں پھیرنے کے معنی ہیں کہ جس صفت میں چاہا پھیر دیا۔ چنانچہ جلالین میں ہے **فعدلك بالتخفيف** والتشدید معتدل الخلق اورمتناسب الاعضاء کہ ہاتھ پاؤں ایک دوسرے سے لمبے نہ ہوں۔ جمل میں ہے کہ کوفیوں نے اسے مخفف پڑھا ہے اور باقی نحویوں نے اسے مشدد پڑھا ہے۔ اور معنی وہی تعدیل اور عدول کے لئے ہیں۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

قَالَ مُجَاهِدٌ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ يَأْخُذُ كِتَابَهٗ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ اَنْ لَا يَرْجِعَ اِلَيْنَا ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ کتابہ بشمالہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کو پروانہ پیٹھ کے پیچھے سے ملے۔ وسق جو جانور وغیرہ جمع کرے۔ لن یحور لن یرجع ایسا کہ ہماری طرف واپس آنے کا گمان نہیں تھا۔

حدیث (۴۵۸۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ . سَمِعْتُ عَائِشَةَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ اِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُّوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ ....

ترجمہ۔ تین سند ذکر کرنے کے بعد ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن جس کا حساب ہو اوہ ہلاک ہو گیا۔ میں نے کہا یارسول اللہ اللہ تعالے مجھے آپؐ پر قربان کرے۔ کیا اللہ تعالے نے نہیں فرمایا۔ ترجمہ آیت کہ جس کو پروانہ اس کے داہنی ہاتھ میں ملا پس عنقریب اس کا آسان حساب لیا جائیگا۔ فرمایا وہ تو محض پیشی ہو گی جس میں لوگ رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ لیکن جس کا مناقشہ ہوا کہ اس سے اچھی پچھی پوچھی گئی وہ ہلاک ہو گیا۔ کہ عذاب جہنم میں مبتلا ہو گا۔

باب قوله لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

ترجمہ۔ طبق کے معنی حال ہے۔

حدیث(۴۵۸۲)حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالًا قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں طبقا عن طبق کا معنی ایک حال سے دوسرے حال پر سوار ہوئے اس طرح تمھارے نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ طبق کا معنی حال ہے۔اور حال سے حالت دنیوی مراد ہے۔کہ کبھی غالب اور کبھی مغلوب۔یا دنیاوی زندگی اور اس کے بعد کی زندگی برزخ کی۔اور پھر آخرت کی زندگی ہوگی۔اور تیسری توجیہ یہ ہے۔کہ جیسے دنیا میں حالات مختلفہ رہے کہ پہلے طفولیت کا دور آیا۔پھر شباب کا دور پھر شیخوخت کا اس طرح عالم برزخ میں مختلف حالات ہونگے۔

سُوْرَةُ بُرُوْجِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْأُخْدُوْدُ شِقٌّ فِي الْأَرْضِ فُتِنُوْا عُذِّبُوْا ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ اخدود کا معنی زمین کے اندر جو کھائی ہو اور فتنوا یعنی عذاب دے گئے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذَاتِ الرَّجْعِ سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ذَاتَ الصَّدْعِ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ ......

ترجمہ۔ ذات الرجع سے مراد بادل ہے جو بارش لیکر لوٹتا ہے۔اور ذات الصدع سے زمین مراد ہے۔جو سبزیوں اور انگوریوں سے پھٹ پڑتی ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ ایک بادشاہ نے ایک جادوگر اپنے پاس رکھ رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے دشمنوں پر غالب آجاتا تھا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا۔تو اس نے بادشاہ سے کہا۔کہ ایک نوجوان لڑکا مجھے دے دو جس کو اپنا سحر سکھادوں کیونکہ میرے مرنے کے دن قریب آگئے ہیں۔لڑکا جب گھر سے جاتا۔راستے میں ایک راہب رہتا تھا جسکی باتیں اسے پسند آتی تھیں لڑکا کچھ دیر کے لئے اس کے پاس بیٹھ جاتا تھا۔جس پر ساحر نے ناراضگی کا اظہار کیا۔لڑکے نے آکر راہب کو بتلایا۔اس نے کہا کہ اگر تم سے ساحر دیر کا سبب پوچھے تو کہدینا کہ مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا۔اگر گھر والے پوچھیں تو کہنا کہ ساحر نے روک لیا تھا۔اتفاقاً ایک دن راستہ میں اژدھا پڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے لوگ بہت تنگ آچکے تھے۔لڑکے نے آزمائش کرنا چاہی۔پتھر اٹھا کر کہا اے پروردگار عالم اگر راہب سچا ہے تو اس پتھر سے اژدھا کو قتل کر دیجئے۔

چنانچہ پتھر پھینکنے سے اژدھامر گیا۔ جس سے لوگوں میں اس کی شہرت ہو گئی۔ راھب نے اس سے کہا کہ اب تم مجھ سے بڑھ گئے ہو۔ تمھاری شہرت ہو چکی ہے۔ اب ضرور تمھاری آزمائش ہو گی۔ میرا نام نہ بتلانا۔ لڑکا ابرص۔ اکمہ وغیرہ کی بیماریوں کو اللہ کا نام لیکر زائل کرتا تھا۔ بادشاہ کے ندیم نے اس کی شہرت سنی تو تحفے تحائف لیکر آیا لڑکے نے بادشاہ کے ندیم سے کہا میں ان بیماریوں کو اچھا نہیں کرتا میرا رب یہ بیماریاں دور کرتا ہے تم موحد بن جاؤ تو تمھاری بیماری بھی دور ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب یہ ندیم بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ بادشاہ کے پوچھنے پر ندیم نے کہا کہ میرے رب نے مجھے تندرستی عطا فرمائی۔ بادشاہ کو اچھا ہوا۔ تو اس نے اسے پیٹنا شروع کیا۔ جس پر اس نے لڑکے کا نام بتلا دیا۔ جب لڑکے کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا۔ تو اس نے راھب کا نام بتلا دیا۔ راھب کو پکڑا گیا۔ جب وہ اس کی الوہیت کا قائل نہ ہوا۔ تو اسے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا۔ اس کے بعد لڑکے کو لایا گیا اس سے کہا گیا کہ تم راھب کے دین سے پھر جاؤ ورنہ تمھارا بھی وہی حشر ہو گا لڑکے نے انکار کیا تو اس کو پہاڑ کے اوپر سے گرانے کے لئے لے گئے۔ جب پہاڑ پر پہنچ کر اسے گرانے لگے۔ تو اس نے کہا **اللھم اکفھم** اے اللہ ان کو کافی ہو جا۔ تو پہاڑ پر زلزلہ آیا وہ سب لوگ مر گئے اور یہ زندہ بچ گیا۔ بادشاہ نے اور چند لوگوں کے ہمراہ دریا کی طرف بھیجا تو وہاں بھی یہی دعا پڑھی۔ اور صحیح سالم واپس آگیا۔ پوچھنے پر اس لڑکے نے کہا کہ تم مجھے ہرگز قتل نہیں کر سکتے۔ البتہ ایک صورت ہے۔ کہ تم لوگ مجھے رسی سے باندھ لو۔ اور میرے ترکش میں سے تیر نکال لو **بسم الله رب هذا الغلام** پڑھ کر میری طرف تیر پھینکو جس سے میں مر جاؤں گا۔ چنانچہ واقعہ ایسے ہی ہوا سب لوگوں نے کہہ دیا **آمنا برب هذا الغلام** جس سے بادشاہ کو بڑی تشویش لاحق ہوئی۔ کہ پہلے ایک کی فکر تھی اب ساری مملکت موحد بن گئی۔ تو اس نے خندقیں کھدوالیں جن میں آگ دہکائی گئی۔ اور موحدین کو ان میں پھینکا گیا۔ ایک موحدہ عورت کو لایا گیا۔ جس کی گود میں بچہ تھا۔ جب اس کو آگ میں ڈالنے لگے تو عورت نے ڈر کے مارے کلمہ کفر زبان پر لانا چاہا۔ جس پر اس کا بچہ بول پڑا کہنے لگا۔ کہ تم صبر کرو۔ تمھارے اور میرے لئے نجات اسی میں ہے۔ چنانچہ جب ماں بیٹے کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ بھڑک اٹھی۔ بادشاہ اور اس کے ارکان دولت جو خندقوں کے ارد گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس سے وہ سب کے سب جل کر مر گئے اسی کو قتل **اصحاب الاخدود** کہا جاتا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى

حدیث (۴۵۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ .....
عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رضی اللہ عنہ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ رضی اللہ عنہ وَبِلَالٌ رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جو شخص اصحاب رسول ﷺ میں سے ہمارے پاس آیا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت ابن ام مکتومؓ تھے جنھوں نے ہمیں قرآن پڑھانا شروع کیا۔ پھر حضرت عمارؓ۔ حضرت بلالؓ اور

وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ عِشْرِیْنَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِیُّ ﷺ فَمَارَأَیْتُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ فَمَاجَاءَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا.

حضرت سعدؓ تشریف لائے۔ ان کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ بیس ۲۰ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ آئے۔ پھر خود جناب نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ انہیں اور کسی چیز سے ان کو اتنی خوشی نہیں ہوئی جس قدر وہ لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہو گئے حتی کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ کہتے پھرتے تھے کہ یہ اللہ کا رسول ہمارے پاس آ گیا ہے۔ پس آپؐ کے تشریف لانے تک میں سبح اسم ربک اور اس جیسی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔

هَلْ اَتَاكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ النَّصَارٰی وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ بَلَغَ اِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا حَمِیْمٍ اٰنٍ بَلَغَ اِنَاهُ لَاتَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً شَتْمًا الضَّرِیْعُ نَبْتٌ یُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ یُسَمِّیْهِ اَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِیْعَ اِذَا یَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ بِمُسَیْطِرٍ بِمُسَلَّطٍ وَیُقْرَءُ بِالصَّادِ وَالسِّیْنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِیَابَهُمْ مَرْجِعُهُمْ ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ عاملہ ناصبۃ کا مصداق نصاری ہیں۔ اور مجاہد فرماتے ہیں عین آنیۃ کہ اس کے پکنے اور کھولنے کو پہنچ گیا۔ کہ اس کے پینے کا وقت آ گیا۔ حمیم آن جو سخت گرم جو اپنے پکنے کے وقت کو پہنچ جائے۔ لاغیۃ کے معنی گالی۔ الضریع ایک سبزی ہے جسے شبرق کہتے ہیں جس کا نام اھل حجاز ضریع رکھتے ہیں۔ جبکہ وہ سوکھ جائے۔ حالانکہ وہ زہر ہے۔ مسیطر مسلط کے معنی ہیں جسے صاد اور سین دونوں سے پڑھا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایاب کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

وَالْفَجْرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْوَتْرُ اللّٰهُ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ

مجاہد فرماتے ہیں کہ الوتر اللہ تعالیٰ ہیں ارم عاد قدیم

الْقَدِيْمَةِ وَالْعِمَادُ اَهْلُ عَمُوْدٍ لَايُقِيْمُوْنَ يَعْنِىْ اَهْلَ خِيَامٍ سَوْطَ عَذَابٍ الَّذِيْنَ عَذَّبُوْابِهٖ اَكْلًالَّمًّاالسَّفُّ وَجَمًّا الْكَثِيْرِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَآءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَالَ غَيْرُهُ سَوْطَ عَذَابٍ كَلِمَةٌ تَقُوْلُهُ الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيْهِ السَّوْطُ لَبِالْمِرْصَادِ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تُحَاضُّوْنَ تَحَافَظُوْنَ وَتَحُضُّوْنَ تَأْمُرُوْنَ بِاِطْعَامِهٖ اَلْمُطْمَئِنَّةُ الْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ وَقَالَ الْحَسَنُ يَآاَيَّتُهَا النَّفْسُ اِذَا اَرَادَاللّٰهُ قَبْضَهَا اطْمَاَنَّتْ اِلَى اللهِ وَاطْمَاَنَّ اللّٰهُ اِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَمَرَ بِقَبْضِ رُوْحِهَا وَاَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ جَابُوْا نَقَبُوْا مِنْ جَيْبِ الْقَمِيْصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ يَجُوْبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا لَمًّا لَمَمْتُهُ اَجْمَعُ اَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهٖ .....

قدیم بانسوں والے العماد ستون والے جو کہیں اقامت نہیں کرتے۔ یعنی یہ خیمہ والے خانہ بدوش۔ سوط عذاب وہ لوگ جن کو کوڑے سے عذاب دیا گیا۔ اکلا لما السف یعنی انتہا تک کھاجانا۔ جما کے معنی کثیر کے ہیں۔ اور مجاہد کی تفسیر ہے کہ ہر وہ شے جس کو اللہ نے پیدا کیا وہ شفع ہے اور آسمان بھی شفع جوڑا ہے۔ الوتر صرف اللہ تبارک وتعالےٰ ہیں۔ اور غیر مجاہد کی تفسیر ہے کہ سوط عذاب یہ ایک کلمہ ہے جس کو اہل عرب استعمال کرتے ہیں۔ ہر قسم کے اس عذاب کے لئے جس میں تازیانہ داخل ہو۔ مرصاد یعنی اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ وہ تاک میں ہے۔ تحاضون تم ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہو۔ اور تحضون کہ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے ہو۔ المطمئنۃ وہ ذات جو ثواب کو سچا قرار دینے والا ہو۔ اور حسن بصری فرماتے ہیں۔ یاایتھا النفس۔ جب اللہ تعالےٰ اس جی کو قبض کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ نفس اللہ تعالےٰ کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے مطمئن ہوتے ہیں وہ ذات اللہ تعالےٰ سے راضی اور اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ اس کے قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اسے جنت میں داخل کردیتے ہیں۔ اور اسے اپنے نیک بندوں میں سے بنا دیتے ہیں اور غیر مجاہد نے کہا جابوا کاٹ دیتے ہیں جیب القمیص اس وقت بولتے ہیں جب قمیص کے لئے گریبان کاٹ دیا جائے۔ یجوب العلاۃ جبکہ جنگل کو کاٹ لے طے کرلے۔ لمالمتہ اس کو جمع کرلیا اس کے آخر تک پہنچ گیا۔

تشریح از قطب گنگوہی۔ یعنی القدیمہ ۲۶ ۷ ۔ ۲۵ القدیمہ اس لفظ کی تفسیر ہے جو اس جگہ مذکور نہیں ہے۔ کیونکہ عاد دو قسم ہے۔ اول۔ اور ثانی مؤلف نے بیان کردیا۔ آیت میں ان دو میں سے قدیمہ مراد ہے۔ سوط عذاب کی تفسیر الذی عذبوا بہ سے تو ظاہر ہے۔ لیکن الذی عذبوا بہ میں خفاء ہے۔ کیونکہ جمع کا صیغہ لایا گیا تو سوط کی صفت ہونا ممکن نہیں ہے۔ حالانکہ مقصود تو اسی کو بیان کرنا تھا

تشریح از شیخ زکریا۔ مولانا مکی کی تقریر میں ہے کہ عاد کے دو قبیلے تھے عاد اولیٰ اور عاد اخیرہ۔ عاد اولیٰ کی طرف القدیمہ سے

اشارہ کیا گیا ہے۔ اور ارم انکی زمین کا نام ہے۔ جس میں وہ آباد تھے۔ الذین عذبوا بہ فنیہ خفاء تمام بخاری کے متون اور شروح میں الذی عذبوا ہے۔ لیکن ہندی نسخہ میں الذین عذبوا ہے۔ جس کی توجیہ ممکن ہے۔ الذین عذب لفظ سوط کی تفسیر نہیں ہے۔ بلکہ ضمیر مجرور کا بیان ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ عاد اور ثمود کی اقوام پر جو عذاب تھا وہ صرف نافرمانوں اور کافروں پر تھا۔ مؤمنین اور مطیعین محفوظ رہے تو اس سے دفع توہم کیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ الذین لفظ جمع کے ساتھ السوط کی صفت ہو جیسے الذین طغوا فی البلاد۔ فرعون ذی الاوتاد کی صفت ہے۔ چنانچہ جلالین میں ہے۔ سوط عذاب یہ ایک قسم کا عذاب تھا۔ اور صاحب جمل فرماتے ہیں کہ عاد کی قوم ریح سے ثمود کی قوم صیحہ سے اور فرعون کی قوم غرق سے ہلاک ہوئیں۔ فکلا اخذنا بذنبہ کہ ہر ایک کو ہم نے ان کے گناہ کے بدلے انہیں پکڑا۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ جمع لفظ مفرد کی صفت ہے۔ اس کے نظائر قرآن میں بہت ہیں۔

سُوْرَةُ لَا اُقْسِمُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِهٰذَا الْبَلَدِ مَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْاِثْمِ وَوَالِدٍ اٰدَمُ وَمَا وَلَدَ لُبَدًا كَثِيرًا اَلنَّجْدَيْنِ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ مَسْغَبَةٌ مَجَاعَةٌ مَتْرَبَةٍ السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ يُقَالُ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِي ....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں ھذا البلد سے مراد مکہ ہے۔ بتلانا یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں آپؐ کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے جو اور لوگوں پر ہے۔ والد سے مراد آدمؑ ہیں۔ لبداً کے معنی کثیر کے ہیں نجدین دو راستے خیر اور شر کے ہیں۔ مسغبۃ کے معنی بھوک کے ہیں متربہ جو شخص مٹی میں گرا پڑا ذلیل ہو لا اقتحم جحد کے معنی ہیں لم یقتحم العقبۃ کہ یہ گھاٹی میں نہ گھسا پھر گھاٹی کی تفسیر فرمائی وہ گردن کا آزاد کرنا ہے اور بھوکے کو کھانا کھلانا ہے

سُوْرَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ بِطَغْوٰاهَا مَعَاصِيهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا اَىْ عُقْبٰى اَحَدٍ ......

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ طغواھا سے مراد ان کی نافرمانیاں ہیں۔ عقبھا سے ہر ایک کا انجام مراد ہے۔

حديث (٤٥٨٤) حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمَاعِيلَ ....اَخْبَرَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَؓ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذِا نْبَعَثَ اَشْقَاهَا اَنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلَ اَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُامْرَأَتَهُ جَلْدَالْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُ كُمْ مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ اَبُو مُعَاوِيَةَ..... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلُ اَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زمعہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا جس میں آپؐ نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس شخص کا تذکرہ کیا جس نے اسے ذبح کیا تھا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اذانبعث اشقاھا اس اونٹنی کا کام تمام کرنے کے لئے ایک ایسا آدمی ذمہ لیکر اٹھا جو اپنی برادری میں عزت والا جو بڑا خبیث فسادی تھا اور نہایت طاقتور تھا جیسے ابو زمعہ جو عبداللہ بن زمعہ کے دادا ہیں وہ قدار بن سالف تھا۔ پھر آپؐ نے عورتوں کے حقوق کا ذکر فرمایا۔ فرمانے لگے کہ تمھارا ایک آدمی اپنی بیوی کو مارنے کا قصد کرتا ہے اور اس طرح مارتا ہے جس طرح نوکر کو پیٹا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ دن کے آخری حصہ میں اس سے ہمبستر ہو۔ تو پھر کھسیانا ہونا پڑے گا۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو ضرطہ مارنے پر ہنسنے پر نصیحت فرمائی۔ فرمایا ایسے کام سے کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود کرتا ہے۔ اور ابو معاویہ کی سند میں ہے۔ مثل ابی زمعہ جو حضرت زبیر بن العوامؓ کے چچا ہیں۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ بِالْحُسْنٰى بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدّٰى مَاتَ وَتَلَظّٰى تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بالحسنی سے خلق وہ ثواب مراد ہے۔ جو نفقہ کے بعد ملتا ہے۔ جس پر کافر کو یقین نہیں ہوتا۔ تردی کے معنی مر گیا۔ تلظی بھڑکتا ہے۔ اور عبید بن عمیر نے تتلظی قرأت کی ہے۔

باب وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى

حدیث (٤٥٨٥) حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَؓ قَالَ دَخَلْتُ فِيْ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِاللّٰهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا اَبُو الدَّرْدَاءِؓ فَاَتَانَا فَقَالَ اَفِيْكُمْ مَنْ يَقْرَءُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَاَيُّكُمْ اَقْرَءُ فَاَشَارُوْا اِلَيَّ فَقَالَ اقْرَءْ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ ءَاَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِيْ صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَاَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَهٰؤُلَاءِ يَاْبَوْنَ عَلَيْنَا ....

ترجمہ۔ حضرت علقمہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں کی ایک جماعت کے ساتھ ملک شام میں داخل ہوا تو حضرت ابوالدرداءؓ صحابی رسول نے ہمارے متعلق سنا تو ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ پوچھا کیا تمھارے اندر کوئی ایسا شخص ہے جو قاری قرآن ہو ہم نے نعم سے جواب دیا کہ ہاں موجود ہے۔ پھر پوچھا تم میں سے زیادہ قاری کون ہے۔ تو ان لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ توانہوں نے کچھ قرأت کرنے کی فرمائش کی تو میں نے پڑھا والذکر والانثی توانہوں نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے استاد کے منہ سے اس کو سنا میں نے کہاہاں جس پر آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسے جناب نبی اکرم ﷺ کے منہ سے سنا تھا۔ اور یہ لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔

باب قوله وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى

حدیث (٤٥٨٦) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَدِمَ اَصْحَابُ عَبْدِاللّٰهِؓ عَلٰى اَبِي الدَّرْدَاءِؓ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَقْرَءُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَاَيُّكُمْ اَحْفَظُ فَاَشَارُوْا اِلٰى عَلْقَمَةَؓ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَءُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى قَالَ عَلْقَمَةُؓ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَءُ هٰكَذَا وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِيْ عَلٰى اَنْ اَقْرَءَ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

ترجمہ۔ حضرت ابراھیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد حضرت ابوالدرداءؓ صحابی رسول سے ملنے کے لئے آئے۔ تو حضرت ابوالدرداءؓ نے ان کو تلاش کر کے پالیا پس ان سے پوچھا تم میں سے کون شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراۃ پر قرآن مجید پڑھتا ہے۔ علقمہؒ نے کہا ہم میں ہر ایک انکی قراۃ کی طرح قراۃ کر سکتا ہے۔ انہوں نے پوچھا تم میں سے زیادہ حافظ کون ہے۔ ان حضرات نے حضرت علقمہؒ کی طرف اشارہ کیا۔ توانہوں نے پوچھا کہ آپ نے ان کو واللیل اذا یغشی کیسے پڑھتے ہوئے سنا۔ تو علقمہؒ نے

وَالْاُنْثٰى وَاللّٰهُ لَا اُتَابِعُهُمْ .... فرمایا۔ والذکر والانثی حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا تم لوگ گواہ رہو میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح سنا۔ اور یہ لوگ میرے سے چاہتے ہیں کہ میں وماخلق الذکر والانثی پڑھوں واللہ میں انکی پیروی نہیں کرونگا۔

باب فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى

حدیث (۴۵۸۷) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ...... عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَالَ مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَانَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ کی نماز میں ہم بقیع الفرقد میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ جس کا ٹھکانا جنت یا جھنم میں نہ لکھا جاچکا ہو۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ پھر ہم تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں عمل کرتے رہو۔ ہر ایک کو اپنے ٹھکانے حاصل کرنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ پھر امامن اعطی واتقی کو تلاوت فرمایا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ ابن مسعودؓ کی قراۃ والذکر والانثی ہے جسے غیر مقلد حضرت ابن مسعودؓ کے نسیانات میں سے شمار کرتے ہیں حالانکہ حضرت ابوالدرداءؓ انکی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے آنخضرت ﷺ کے منہ سے والذکر والانثی سنا ہے اور قسم کھا کر فرماتے ہیں۔ تو زیادہ سے زیادہ اختلاف قراۃ پر محمول ہوگا۔ حضرت ابن مسعودؓ بھولے نہیں ہیں۔ اور ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف اہل شام کی اتباع نہیں کرونگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ والذکر والانثی ۲۳۷ ۔ ۱۸ پہلے پہل والذکر والانثی نازل ہوا بعد ازاں وماخلق اترا شاید ابن مسعودؓ اس پر واقف نہ ہو سکے۔ یا ممکن ہے وہ دونوں قرأتوں کو جائز سمجھتے ہوں۔ لیکن وہ خود اسی قراۃ کو پسند کرتے تھے۔ جو جناب نبی اکرم ﷺ نے انہیں پڑھائی تھی۔ اسی طرح ابوالدرداءؓ نے بھی کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ کا یہ فرمانا کہ میں انکی پیروی نہیں کرونگا۔ حالانکہ وماخلق الذکر والانثی قراۃ متواترہ ہے۔ تو شاید والذکر والانثی کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہو۔ جس کا علم حضرت ابوالدرداءؓ کو نہ ہو سکا ہو۔ متابعت اس لئے نہیں کرتے کہ انہوں نے خود جناب نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح سن چکے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ

مصاحف عثمانی کی جب اشاعت ہوئی۔ تو ہر منسوخ کو اس سے حذف کر دیا گیا۔ جن کا ان کو علم نہ ہو سکا۔ لیکن تعجب کی یہ بات ہے کہ حفاظ کوفہ اس قرأت کو علقمہ اور ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں۔ اور کوئی قراۃ ان دونوں حضرات تک منتھی ہوتی ہے۔ لیکن کوفہ والوں میں سے کوئی بھی اس طرح قراۃ نہیں کرتا۔ اور اس طرح اہل شام بھی حضرت ابو الدرداءؓ کی قراۃ نقل کرتے ہیں۔ لیکن کوئی اس طرح قراۃ نہیں کرتا۔ جس سے خوب واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ تو حضرت قطب گنگوہیؒ نے اسے تعدد نزول پر محمول کیا۔ جسے شراح نے نسخ سے تعبیر کیا مآل ایک ہی ہے۔

باب قوله وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى

حدیث (۴۵۸۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ.......
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ..

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پھر حدیث کو ذکر کیا۔

باب قوله فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى

حدیث (۴۵۸۹) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ..
عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ عُوْدًا يَنْكُتُ فِي الْاَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ. فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الاية وَقَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِيْ بِهٖ مَنْصُوْرٌ فَلَمْ اُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ ......

ترجمہ۔ حضرت علیؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نبی اکرم ﷺ ایک جنازہ میں تھے کہ آپؐ نے ایک لکڑی لی اور زمین کھرچنے لگے۔ پس آپؐ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے لئے اس کا ٹھکانا جہنم یا جنت میں لکھ دیا گیا ہے۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر ایک کو آسانی کر دی جاتی ہے۔ امامن اعطی واتقی پڑھا۔ شعبہ فرماتے ہیں منصور نے یہ حدیث مجھے بیان کی۔ پس حدیث سلیمان کے خلاف اس کو نہیں سمجھتا۔

باب قوله وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى

حدیث (۴۵۹۰) حَدَّثَنَا يَحْيٰى ....
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا

مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّاوَقَدْ كُتِبَ لَهٗ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَانَتَّكِلُ قَالَ لَااِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّامَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى

تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا جنت میں سے اور جہنم میں سے لکھاجاچکا ہے۔ ہم نے کہا یارسول اللہ! کیا ہم لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں ہر ایک کے لئے اس کا عمل آسان کیاجاتا ہے پھر آیت پڑھی امامن اعطی......

باب قوله وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى

حدیث (۴۵۹۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَؓ عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ كُنَّافِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَوْ مَامِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّاقَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً اَوْسَعِيْدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَانَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى اَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشِّقَاءِ قَالَ وَاَمَّا اَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّااَهْلِ الشِّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ الشِّقَاءِ ثُمَّ قَرَءَ فَاَمَّامَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى .....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بقیع الغرقد میں ہم لوگ ایک جنازہ میں تھے کہ ہمارے پاس جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لاکر بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بھی آپؐ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپؐ کے ساتھ ایک لاٹھی تھی۔ پس آپؐ نے سر جھکالیا۔ اور اپنی اس لاٹھی کو زمین پر مارنے لگے۔ پھر فرمایا تم میں کوئی جی پیدا شدہ ایسا نہیں مگر اس کا ٹھکانا بہشت اور دوزخ میں لکھاجاچکا ہے۔ اور یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ وہ نیک بخت ہوگا یا بدبخت ہوگا۔ جس پر ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! کیا ہم اپنی کتاب پر بھروسہ نہ کریں۔ اور عمل کو چھوڑدیں۔ پس جو شخص ہم میں سے نیک بخت ہوگا۔ وہ اہل سعادت کی طرف چلا جائیگا۔ اور جو اھل شقاوت میں سے ہوگا وہ اہل شقاوت کے اعمال کی طرف پھریگا۔ آپؐ نے فرمایا اہل سعادت کو اہل سعادت کے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے اور اہل شقاوۃ کو اہل شقاوۃ کے اعمال کی توفیق ملتی ہے پھر آپؐ نے فامامن اعطی واتقی کو پڑھا۔

باب قوله فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى

حدیث (۴۵۹۲) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ... عَنْ عَلِيٍّؓ

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَانَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّامَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشِّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَءَ اَمَّامَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى.......

ایک جنازہ میں تھے پس آپؐ نے ایک چیز یعنی لکڑی کو پکڑا اور اس سے زمین کھودنے لگے۔ پھر فرمایا تم میں سے ہر ایک کیلئے اس کا ٹھکانا جنہم یا جنت میں سے لکھا جا چکا ہے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! کیا ہم اپنی کتاب پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپؐ نے فرمایا عمل جاری رکھو ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پس جو شخص اہل سعادت میں سے ہوگا۔ اسے اہل سعادت کے عمل کی توفیق ملے گی۔ اور جو اہل شقاوت میں سے ہے اس کیلئے اہل شقاوت کے عمل آسان کئے جائیں گے۔ پھر آپؐ نے امامن اعطی آیت کو تلاوت کیا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ واللیل اذا یغشی سورۃ کے تحت جسقدر روایات ہیں۔ ان میں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ہر ایک کے لئے ایک مقام مقرر کر دیا ہے۔ جس کے مطابق وہ عمل کریگا۔ جبراً کوئی داخل نہیں ہوگا۔ جس نے عمل صالح کیا۔ اسی کیلئے آسانی کر دی گئی۔ اگر عمل بد کا ارادہ کیا تو باری تعالے اس کے لئے اسباب مہیا کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان مجبور نہیں ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالے نے اپنے مختلف مظاہر بیان فرمائے ہیں۔ رات کی تاریکیوں میں اہل اللہ مراقبہ کرتے ہیں۔ اور اس میں مناجات اچھی طور سے ہوتی ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لیا لی الشتاء ربیع الابرار اور ان راتوں مین چور ڈاکو اپنا اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ وماخلق الذکر والانثی یعنی دونوں ایک باپ کی اولاد ہیں۔ مگر ان میں طبعی اختلاف ہے۔ ان قسموں میں اختلاف طبعی کو بیان کیا گیا ہے باری تعالے اس میں اپنی صفت کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی بخیل ہے۔ کوئی سخی ہے۔ اور باری تعالے کی صفت احیاء بھی ہے اور اماتت بھی ہے۔

سُوْرَةُ وَالضُّحٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاللَّيْلِ اِذَاسَجٰى اسْتَوٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ اَظْلَمَ وَسَكَنَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ذَاعِيَالٍ.

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ کہ واللیل اذاسجی برابر اور سیدھی ہوتی ہے۔ غیر مجاہد اس کے معنی کرتے ہیں تاریک ہو جاتی ہے ساکن ہو جاتی ہے۔ عائلاً عیالدار۔

باب قوله مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰى

حدیث(۴۵۹۳) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَؓ قَالَ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَامُحَمَّدُ ﷺ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ اَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَاسَجٰى......

ترجمہ۔ حضرت جندب بن سفیانؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو دو تین راتیں قیام اللیل نہ کر سکے۔ تو ایک عورت آکر کہنے لگی اے محمد! مجھے امید ہے کہ تیرا شیطان تجھے چھوڑ چکا ہے۔ میں اسے دو تین راتوں سے نہیں دیکھ رہی کہ وہ تیرے قریب آئے۔ جس پر اللہ تعالے نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کے وقت کی جب وہ چھا جائے۔ نہ آپؐ کے رب نے آپؐ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی آپؐ سے ناراض ہوا ہے۔

باب قوله مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰى۔ يُقْرَءُ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ مَاتَرَكَكَ رَبُّكَ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مَاتَرَكَكَ وَمَا اَبْغَضَكَ

حدیث(۴۵۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّؓ قَالَتْ اِمْرَأَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰى صَاحِبَكَ اِلَّا اَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰى

ترجمہ۔ جندب بجلیؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ میں سمجھتی ہوں تیرے ساتھی نے آپؐ سے تاخیر کرلی۔ چھوڑ دیا تو آیت ماودعك الخ نازل ہوئی۔

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وِزْرَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْقَضَ اَثْقَلَ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَيْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا اٰخَرَ كَقَوْلِهِ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ وزرک سے وہ گناہ مراد ہیں جو زمانہ جاہلیۃ میں ہوئے انقض بوجھل کر دیا۔ مع العسر یسرا ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اس تنگی کے ساتھ دوسری آسانی ہے۔

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَانْصَبْ فِي حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ....

کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ تم ہمارے ساتھ دو نیکیوں میں سے ایک کا انتظار کرتے ہو۔ تو ایک عسر دو یسروں پر غالب نہیں آسکتا۔ مجاہد کی تفسیر ہے فانصب یعنی اپنی ضرورت کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اپنے رب کی طرف۔ اور ابن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ الم نشرح لك صدرك کہ اللہ تعالے نے آپ کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَالتِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِيْ يَاْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ فَمَا يُكَذِّبُكَ فَمَا الَّذِيْ يُكَذِّبُكَ بِاَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ كَاَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ.......

ترجمہ۔ ترجمہ مجاہد فرماتے ہیں تین انجیر اور زیتون سے وہی مراد ہیں جسے لوگ کھاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے فما یکذبک پس کیا چیز ہے جس میں یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ یہ بات ہے کہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق بدلے دیے جاتے ہیں گویا کہ فرمایا یعنی ثواب اور سزا کی تکذیب پر کون قادر ہے۔

حدیث (۴۵۹۵) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَءَ فِي الْعِشَاءِ فِيْ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ.

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک سفر میں تھے کہ عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک کے اندر آپؐ نے والتین والزیتون کو پڑھا۔

سُوْرَةُ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث (۴۵۹۶) وَقَالَ قُتَيْبَةُ عَنِ الْحَسَنِ

ترجمہ۔ حضرت قتیبہ کی تفسیر ہے۔ حضرت

قَالَ اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَادِيَهُ عَشِيرَتَهُ الزَّبَانِيَةُ الْمَلَائِكَةُ وَقَالَ مَعْمَرٌ الرُّجْعٰى الْمَرْجِعُ لَنَسْفَعًا قَالَ لَنَأْخُذًا وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ أَخَذْتُ

حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اوائل قرآن میں مصحف کے اندر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو اور اس کو دو سورتوں کے درمیان فصل بناؤ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ نادیہ کے معنی قبیلے کے ہیں۔ زبانیہ فرشتے اور معمر فرماتے ہیں الرجعی لوٹنے کی جگہ لنسفعاً فرمایا ہم ضرور پکڑینگے۔ اور نسفعن نون خفیفہ کے ساتھ بھی ہے سنفعت بیدہ میں نے اس کو ہاتھ سے پکڑا۔

حدیث (۴۵۹۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ. أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيجَةَؓ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ إِلٰى قَوْلِهٖ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں کہ پہلے پہل جناب رسول اللہ ﷺ نے جس چیز سے ابتداء فرمائی وہ نیند کے سچے خواب تھے چنانچہ جو خواب بھی آپؐ دیکھتے وہ صبح پھٹنے کی طرح صحیح آتا۔ بعد ازاں آپ کو خلوت پسند آئی تو آپؐ غار حراء میں چلے گئے۔ وہاں عبادت کرتے تھے تحنث کا معنی عبادت کرنے کے ہیں۔ تو وہاں آپؐ کئی کئی راتیں عبادت میں مشغول رہتے۔ گھر والوں کے پاس نہیں لوٹتے تھے۔ اور اس کے لئے توشہ ہمراہ لے جاتے۔ جب ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آکر اس کی مانند اسکی اور مقدار میں توشہ لے جاتے۔ یہاںتک حق یعنی وحی آپؐ کے پاس آگئی۔ جبکہ آپؐ غار حراء میں تھے۔ ایک فرشتہ آیا اس نے کہا پڑھیے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھنے والا نہیں ہوں۔ تو اس نے مجھے پکڑا اور خوب بھینچا۔ یہاںتک کہ مجھے مشقت نے آگھیرا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ پڑھو! میں نے کہا کہ میں قرأت کرنے والا نہیں ہوں اس نے پھر مجھے دوسری مرتبہ بھینچا جس سے مجھے مشقت محسوس ہوئی تو اسنے مجھے چھوڑ دیا تو کہا کہ پڑھو۔ میں نے پھر کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
تَرْجُفُ بَوَادِرُهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ
زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ
قَالَ لِخَدِيْجَةَ أَيْ خَدِيْجَةُ مَالِيَ خَشِيْتُ عَلٰى
نَفْسِيْ فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ
فَوَاللّٰهِ لَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا فَوَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ
الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ
الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ
الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ
نَوْفَلَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخِيْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً
تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ
وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ
أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ قَالَتْ
خَدِيْجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ قَالَ وَرَقَةُ
يَا ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَبَرَ
مَارَأٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى
مُوْسٰى لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعٌ لَيْتَنِيْ أَكُوْنُ حَيًّا ذَكَرَ
حَرْفًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ
وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهٖ إِلَّا أُوْذِيَ
وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا
ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً

اس نے مجھے پکڑ کر تیسری مرتبہ بھینچا یہانتک کہ مجھے مشقت نے آگھیرا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا اقرء باسم ربك الذی خلق و علم الانسان مالم یعلم ۔ یہ پانچ آیات پڑھیں انکو لیکر جناب رسول اللہ ﷺ واپس ہو گئے کہ آپؐ کے کندھے کا گوشت کانپتا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر کہنے لگے کہ مجھے کملی سے ڈھانپ لو۔ مجھے کملی سے ڈھانپ لو۔ انہوں نے کپڑا لپیٹا یہانتک کہ آپؐ سے خوف وہراس اور گھبراہٹ دور ہوئی۔ تو بی بی خدیجہؓ سے فرمانے لگے اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا۔ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ پھر انہیں پورا واقعہ سنایا حضرت خدیجہؓ نے سن کر فرمایا ہر گز نہیں کوئی خوف نہ کرو خوشی حاصل کرو۔ واللہ! اللہ تعالے آپؐ کو رسوا نہیں کرینگے کیونکہ آپؐ تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بات سچی کرتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور غریبوں کو کمائی کے قابل بناتے ہیں۔ اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور حق کے مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر وہ حضرت خدیجہؓ آپؐ کو لیکر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں۔ جو حضرت خدیجہؓ کا چچازاد بھائی تھا یعنی آپؐ کے باپ کے بھائی کا حقیقی بیٹا تھا۔ وہ زمانہ جاہلیۃ میں نصرانی ہو گیا تھا۔ اور عربی کتاب لکھتا تھا اور انجیل کو عربی زبان میں عبرانی سے ترجمہ کرتا تھا۔ جو کچھ اللہ تعالے اس سے چاہتا لکھواتا تھا۔ وہ ورقہ بہت بوڑھا ہو کر نابینا ہو چکا تھا۔ تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا اے میرے چچازاد بھائی اپنے بھتیجے سے سنو یہ کیا کہتا ہے۔ اس نے پوچھا بھتیجے تو نے کیا دیکھا ہے۔ تو جو کچھ جناب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا تھا اس کی ان کو اطلاع کی۔ تو ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہ فرشتہ ہے جو موسی علیہ السلام پر اترا تھا۔ کاش میں اس دور میں

حَتّٰی حَزِنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ ......اَنَّ جَابِرَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ. قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّ ثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَاۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ قَالَ اَ بُوْسَلَمَةَ وَهِيَ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُ وْنَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ ......

طاقتور جوان ہوتا اور کاش میں زندہ رہتا کچھ اور حرف بھی ذکر کیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ لوگ مجھے نکال دینے والے ہونگے۔ ورقہ نے کہا ہاں تمھیں نکال کھڑا کرینگے کیونکہ جو شخص بھی آپ جیسا حق لیکر آیا ہے۔ اسے ہمیشہ تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اگر میری زندگی میں آپ کی نبوت کا دور آگیا تو میں آپ کی بھرپور امداد کرونگا۔ پس ورقہ تھوڑا ہی عرصہ ٹھہرا ہوگا کہ وفات پاگیا۔ اور وحی رک گئی۔ جس سے آپ رسول اللہ ﷺ غمزدہ ہوئے۔ محمد بن شہاب زہری فترۃ وحی کی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے انقطاع وحی کے زمانہ کی حدیث بیان کرتے تھے کہ دریں اثناکہ میں چل رہا تھا۔ کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی سر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ و۔ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ جس سے میں گھبرا گیا۔ گھر واپس آکر میں نے کہا کہ مجھے گرم کپڑا لپیٹو! تو ان لوگوں نے مجھے لپیٹ دیا تو اللہ تعالے نے یاایھاالمدثر قم فانذر نازل فرمایا۔ ابوسلمۃ فرماتے ہیں الرجز وہ بت ہیں جنکی اہل جاہلیت پوجا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ پھر لگاتار وحی آنے لگی۔

باب خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

حدیث (۴۵۹۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ. عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ اَوَّلُ مَابُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی چیز جس کی رسول اللہ ﷺ سے ابتداء ہوئی وہ اچھے خواب تھے اس کے بعد ایک فرشتہ آیا اس نے کہا ترجمہ اپنے پیدا کرنے والے کے نام سے اقراء باسم ..... پڑھیں۔

باب قوله اِقْرَءْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

حدیث (۴۵۹۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں

عَنْ عَائِشَةَؓ اَوَّلُ مَابُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فَجَآئَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ.......

سب سے پہلے جس کی رسول اللہ ﷺ سے ابتداء ہوئی وہ سچے خواب تھے پھر حضرت جبریل تشریف لائے اور فرمایا ترجمہ اپنے پیدا کرنے والے کے نام سے پڑھیں۔

باب قوله اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

حدیث (۴۶۰۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ.....قَالَتْ عَائِشَةُؓ فَرَجَعَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی خَدِيْجَةَؓ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَذَكَرَالْحَدِيْثَ..

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آئے تو فرمایا مجھے کملی لپیٹو پھر باقی حدیث کو ذکر کیا گیا۔

باب قوله كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

حدیث (۴۶۰۱) حَدَّثَنَا يَحْيٰ عَنِ ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ لَئِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّیْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَاَطَأَنَّ عَلٰی عُنُقِهٖ فَبَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَوْفَعَلَهٗ لَاَخَذَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ تَابَعَهٗ عَمْرُوبْنُ خَالِدٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابو جہل کہنے لگا اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں ضرور آپؐ کی گردن روند ڈالوں گا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو اسے فرشتے پکڑ لیتے

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ هل تربصون بنا ...... یہ تو کفار کے گمان کا بیان ہے۔ کہ وہ میرے ایک کے منتظر تھے۔ لیکن مسلمان تو دو نیکیوں کے متمنی تھے۔ ایک ثواب دوسرا غنیمت اور یہی ان کا عین مدعی تھا۔ جو وہ ایک عسر سے دو یسر حاصل کرنا چاہتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ واقعی کفار تو مسلمانوں کے متعلق اجر اور شہادت کو نیکی گمان نہیں کرتے تھے۔ بلکہ وہ تو صرف مال غنیمت کو حسنیٰ شمار کرتے تھے۔ لیکن مؤمن لوگ تو اجر اور شہادت حسنیٰ کے اعلیٰ مراتب میں سے شمار کرتے تھے۔ حافظؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ تقریر نحویوں کے قول کے مطابق ہے۔ کہ جب نکرہ کا اعادہ ہو تو غیر اولیٰ مراد ہوتا ہے۔ تو یسرا نکرہ ہے۔ جسے دوبارہ نکرہ لایا گیا۔ اور العسر معرفہ ہے۔ اعادہ کے بعد عین اولیٰ ہوگا۔ اس مقام پر تشبیہ اس طرح ہے کہ جس طرح مؤمنین کے لئے تعدد حسنیٰ ثابت ہے اس طرح تعدد یسر بھی ثابت ہے۔ چنانچہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ جنگ کی ایک مشقت کے مقابلہ میں مسلمانوں کو دو یسر حاصل ہیں اچھی کامیابی اور عمدہ ثواب اور امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ مسلمانوں کو مصائب میں مبتلا دیکھ کر منافق لوگ خوش ہوتے تھے۔ اس سے اللہ تعالے

نے منافقوں کو جواب دیا ہے کہ مسلمان جب جہاد کے لئے جاتا ہے تو اگر مغلوب اور مقتول ہوا تو ایک تو دنیا میں اچھے نام شہید کے ساتھ اسے یاد کیا جائیگا۔ اور آخرت میں ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔ جو اللہ تعالے نے شہداء کے لئے تیار رکھا ہے۔ اگر غالب آگیا تو دنیا میں مال حلال غنیمت پر کامیابی حاصل کی۔ دوسرے غازی اسلام کے لقب سے پکارا جائیگا۔ جو اسکی بہادری اور جوانمردی کی دلیل ہے۔ اور دوسرے آخرت میں ثواب عظیم حاصل کریگا۔ لیکن منافق جب وہ گھر میں بیٹھ گیا۔ تو وہ بزدل کمزور اور خسیس امور کی طرف منسوب ہوگا۔ جس میں عورتیں اور بچے اس کے ساتھ شریک ہیں۔ علاوہ ازیں انہیں اپنی جانوں اموال اور اولاد کا کھٹکا لگا رہیگا۔ اگر اسی حال میں مر گئے تو آخرت میں عذاب عظیم دائم کی طرف منتقل ہونگے۔ اور اللہ تعالے ان کے قتل کی اجازت دے دینگے۔ کہ انہیں کو قتل کرنے قید کرنے اور لوٹ مار کرنے کی مسلمانوں کو اجازت ہوگی۔ یہ حدیث کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے۔ وہاں پر امام بخاریؒ ھل تربصون بنا...... کے تحت حدیث ھرقل کو لائے ہیں۔ وہاں حدیث کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ اللہ تعالے کے رسولوں کی آزمائش ہوتی ہے۔ لیکن انجام کار غلبہ انہیں کا ہوگا۔ کہ کفار پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اگر شکست ہوئی تو عاقبۃ انہیں کے لئے ہوگی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ الذی یاکل الناس اس سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ تین اور زیتون دو پہاڑ ہیں۔ فرمایا نہیں یہ وہی پھل ہیں جنہیں انسان کھاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ تین سے وہ پہاڑ مراد ہے کہ جس پر دمشق واقع ہے۔ اور الزیتون سے وہ پہاڑ جس پر بیت المقدس واقع ہے۔ تو مجاہد کی تفسیر سے امام بخاریؒ نے اس کا رد کیا کہ تین اور زیتون وہ ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ تین سے مسجد اصحاب کہف اور زیتون سے مسجد ایلیاء مراد ہے۔ اور بھی اقوال ہیں لیکن راجح الذی یاکل الناس ہے۔ قسطلانیؒ نے ان کی قسم کی خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ تین ایک بہترین پھل ہے۔ اس کی فضیلت یہ ہے کہ یہ ایک لطیف غذا ہے۔ جو جلدی ہضم ہوتی ہے۔ اور کثیر النفع دوا ہے۔ بلغم کو تحلیل کرتی ہے۔ گردے صاف کرتی ہے۔ اور مثانہ کی پتھری کو زائل کرتی ہے۔ اور بواسیر کے لئے مفید ہے وغیرھا۔ اور زیتون سالن کا کام دیتا ہے۔ اس کا تیل کثیر المنافع ہے۔ ان وجوہ سے ان کو قسم میں لایا گیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ اجعل بین السورتین خطا۔ اس سے مسلک احناف کی تائید ہوتی ہے کہ بسملہ ایک مستقل آیت قرآن ہے۔ جو دو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے آتی ہے۔ جب ایک مرتبہ اس کو لکھ دیا جائے۔ تو ہر سورۃ کے اول میں ہر مرتبہ اس کے لکھنے کی ضررت نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فی اول الامام سے اول القرآن مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف اول قرآن میں بسملہ کا لکھنا کافی ہے۔ پھر ہر دو صورتوں کے درمیان بطور علامت فصل کے اسے لایا جاتا ہے۔ قرأ سبعہ میں یہی حضرت حمزہؒ کا مسلک ہے۔ اور یہی حسن بصریؒ کا مسلک ہے۔ کہ بسملہ صرف اول فاتحہ میں لکھا جائے۔ اور باقی ہر سورتوں میں کسی علامت سے فصل کیا جائے ان کا استدلال

23/1

اس سورۃ اقرأ سے بھی ہے جس میں بسملہ کا ذکر نہیں ہے۔ الحاصل بسملہ قرآن میں سے ہے۔ پھر تین مسلک ہیں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ نمل کے علاوہ بسملہ قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ یہ امام مالکؒ کا مسلک ہے۔ اور دوسرا مسلک شوافعؒ کا ہے۔ کہ یہ بسملہ ہر سورۃ کا جزو ہے اور فاتحہ کا بھی ہے۔ اور تیسرا مسلک احنافؒ ہے کہ بسملہ قرآن کا جزو تو ہے لیکن نہ فاتحہ کا جزو ہے۔ اور نہ ہی ہر سورۃ کے اوائل کا حصہ ہے بلکہ یہ مستقل آیت للفصل ہے۔ کیونکہ انا اعطیناک الکوثر بغیر بسملہ کے تین آیات ہیں۔ سورہ ملک بغیر بسملہ کے تیس آیات ہیں۔ مفصلات میں اس کی بحث ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ قولہ اقرء کا مفعول وہ آیات ہیں جو اس کے بعد جبرائیلؑ پڑھائینگے۔ اقرء مقروء خود یہی آیات ہیں۔ جنکی ابتدا اقرء سے ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اقرء مقروء کو تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے مفسرین کا اس میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا وہ کتاب ہے جو جبرائیلؑ لائینگے۔ اور صاحب جمل فرماتے ہیں کہ اقرء مایوحی الیک کیونکہ جو متصل بالامر ہے۔ وہی یقیناً مقروء ہوگا۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ یہ امر محض تنبیہ کے لئے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے نفس قراۃ مطلوب ہو جس پر اس کے بعد قادر ہونگے۔ حتی بلغ معی الجھد جاننا چاہیے کہ امام بخاریؒ نے سورۃ اقرأ پر چار باب باندھے ہیں اور ان میں بدء الوحی کی حدیث ذکر فرمائی ہے۔ اور پانچویں باب میں اور حدیث لائے ہیں۔ شاید اس سے اشارہ کرنا ہو۔ کہ سورۃ اقرء کی پہلی پانچ آیات بدء الوحی میں نازل ہوئی ہیں۔ کلا لئن لم ینتہ کے ترجمہ میں ایک اور حدیث ذکر کی۔ جو ابو جھل کے قصہ سے متعلق ہے۔ چنانچہ جلالین میں ہے کہ سورۃ اقرء مکیہ ہے۔ جس میں انیس آیات ہیں۔ مالم یعلم تک نزول قرآن کی اول آیات ہیں جو غار حراء میں نازل ہوئیں۔ اور بقول صاحب جمل وہ پانچ آیات ہیں۔ لم ینشب ورقۃ ان توفی ورقہ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ شام کے علاقہ کی طرف چلا گیا۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ بلاد لخم وجذام تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ وہ مبعث نبویؐ کے تھوڑا عرصہ بعد مکہ معظمہ میں فوت ہوا ہے۔ بلاذری وغیرہ نے یہی نقل کیا ہے۔ بنابریں ورقہ کے اسلام اور صحابی ہونے میں اختلاف واقع ہوا۔ خلق الانسان من علق جمل میں ہے کہ خلق الانسان یہ خلق ثانی خلق اول کی تفسیر ہے۔ ابھام کے بعد تفصیل خلق انسان کی عظمت شان کے پیش نظر ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خلق مسطقا کل شئ ھو اور خلق الانسان تخصیص کے طور پر ہو۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلِعُ هُوَ الْمَوْضِعُ ترجمہ۔ کہا جاتا ہے کہ مطلع مصدر میمی ہے نکلنا اور

اَلَّذِیْ یُطْلُعُ مِنْهُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْاٰنِ اَنْزَلْنَا مَخْرَجُ الْجَمْعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَاللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُؤَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهٗ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ ....

بعض نے اسے اسم ظرف۔ وہ جگہ جہاں سے طلوع ہو۔ انزلناہ کی ھاسے قرآن مراد ہے۔ اور جمع کا صیغہ لایا گیا حالانکہ اتارنے والے تو صرف اللہ تعالے ہی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب واحد کے فعل کو تاکید کے لئے جمع کے صیغہ سے ذکر کرتے ہیں تا کہ وہ فعل خوب ثابت اور مؤکد ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اناانزلناہ مخرج الجمع نحاۃ اسے تعظیم کے لئے کہتے ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ مشہور ہے یہ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ تاکید کے لئے نہیں۔ جمع بین القولین کی صورت یہ ہو گی۔ جمع تعظیم اور توکید دونوں کے لئے ہے۔

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُنْفَكِّيْنَ زَائِلِيْنَ قَيِّمَةٌ اَلْقَائِمَةُ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ اَضَافَ الدِّيْنَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ ....

ترجمہ۔ منفکین کے معنی ہیں زائل ہونے والے قیمہ بمعنے قائمہ کے ہیں دین القیمہ میں دین مذکر کی اضافت مؤنث کی طرف اس تاویل پر ہے۔ کہ دین بمعنے ملۃ کے ہے۔ یا تا مبالغہ کے لئے ہے جیسے علامۃ میں۔

حدیث (۴۶۰۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍؓ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَءَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ......قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تم پر سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھوں انہوں نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے فرمایا ہاں تو رو پڑے۔

حدیث (۴۶۰۳) حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاُبَيٍّؓ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابیؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے

اَنْ اَقْرَءَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اَبَیٌّ اللّٰهُ سَمَّانِیْ لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ فَجَعَلَ اُبَیٌّ يَبْكِیْ قَالَ قَتَادَةَ فَاُنْبِئْتُ اَنَّهٗ قَرَءَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ......

کہ تم کو قرآن پڑھ کر سناؤں جس پر حضرت ابیؓ نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالے نے آپؐ کے سامنے میرا نام لیا۔ فرمایا اللہ تعالے نے آپ کا نام لیا۔ تو حضرت ابیؓ رونے لگے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ آپؐ نے انہیں لم یکن الذین کفروا...... سنائی۔

حدیث (۴۶۰۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ دَاؤُدَ .....عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍؓ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُقْرِئَكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِیْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔ بولے کیا اللہ تعالے نے آپؐ سے میرا نام لیا۔ فرمایا ہاں۔ فرمانے لگے کہ رب العالمین کے پاس میرا ذکر کیا گیا آپؐ نے فرمایا ہاں تو ان کی آنکھیں آنسو سے بہہ پڑیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امرنی ان اقرء علیک ۷۴۱۔۳ اس میں تین مسئلے ہیں۔ ایک تو حضرت ابی بن کعبؓ کی تخصیص دوسرے سورہ لم یکن...... کی تخصیص۔ تیسرے حضرت ابیؓ کا رونا۔ کوکب دری میں حضرت قطب گنگوہیؒ نے مختصر عبارت میں جواب دیا ہے کہ اس سورہ میں اہل کتاب کا ذکر ہے۔ اس مناسبت سے اسکی تخصیص ہوئی۔ اور ان کا رونا شوق اور اللہ تعالے کے حکم سے لذت حاصل کرنے کے طور پر ہے۔ حافظؒ نے مناقب میں بیان کیا ہے کیونکہ حضرت ابیؓ سید القرأ بنتا تھا۔ اس لئے ان کو حکم ہوا کہ وہ آپؐ سے اسکی قرأت سیکھیں۔ کیونکہ وہ حفظ قرآن میں سب سے مقدم تھے۔ تاکہ قرآن مجید کا دور کرنا سنۃ نبوی بن جائے۔ اور اصابہ میں ہے کہ بعد میں حضرت ابیؓ سید القرأ کہلائے۔ اور حضرت عمرؓ انہیں سید المسلمین فرمایا کرتے تھے۔ اور تراویح کی امامت ان کے سپرد فرمائی۔ اور دوسرے مسئلہ کے بارے میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس سورت میں اہل کتاب کا قصہ مذکور ہے۔ اور حضرت ابیؓ احبار یہود میں سے تھے۔ بنابریں آپؐ انہیں اہل کتاب کے احوال معلوم کرانا چاہتے تھے۔ اور تیسرے مسئلہ کے بارے میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ انکے رونے کی وجہ تعجب ہے کہ کہاں میں اور کہاں باری تعالے کا میرے کمتر جیسے کا نام لینا۔ یا اس مرتبہ رفیعہ سے لطف اندوز ہو رہے تھے یا اس نعمت کے شکریہ میں عاجز رہنے کے خوف سے رونا شروع کر دیا۔ اور چوتھا مسئلہ یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل دین عند اللہ حنیفیہ ہے اور یہودیۃ نصرانیۃ اور مجوسیۃ نہیں ہے۔

سُوْرَةُ اِذَا زُلْزِلَتْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ اَوْحٰى لَهَا وَاَوْحٰى اِلَيْهَا وَوَحٰى لَهَا وَوَحٰى اِلَيْهَا وَاحِدٌ .....

ترجمہ۔ کہا جاتا ہے کہ اوحی مزید فیہ کا صلہ لام ہو یا الی اس طرح مجرد وحی لھا او حی الیھا سب کے معنی ایک ہیں

باب فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

حدیث (٤٦٠٥) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ .... عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ لِلرَّجُلِ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ وَ اَمَّا الَّذِىْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِىْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِىْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِى الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِىَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ وَهِىَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِىْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهُوَ لَهٗ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً فَهِىَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ بیشک جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑا تین طرح کا ہوتا ہے ایک تو آدمی کیلئے ثواب کا باعث بنتا ہے۔ دوسرا آدمی کے لئے پردہ ہے۔ اور تیسرا آدمی کے لئے وبال بوجھ ہے۔ پس وہ گھوڑا جو مالک کے لئے اجر وثواب کا باعث بنتا ہے یہ وہ گھوڑا ہے۔ جسے اس نے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے باندھ رکھا ہے۔ پس اس کو کسی چراہ گاہ یا باغ میں لمبی باگ سے باندھ دیتا ہے۔ پس اس لمبی باگ کے اندر چراگاہ اور باغ میں جو کچھ اسے تکلیف پہنچتی ہے وہ اس مالک کے لئے باعث ثواب ہے۔ بلکہ اس کے لئے نیکیاں لکھی جائینگی۔ اور اگر اس گھوڑے نے اس لمبی باگ کو توڑ دیا۔ ایک یا دو قدم وہ دوڑا تو اس کے قدموں کے نشان اور اسکی گوبر و لید وغیرہ مالک کے لئے نیکیاں ہونگی۔ پھر وہ کسی نہر کے پاس سے گذرتا ہے۔ اور وہ اس سے پانی پی لیتا ہے۔ حالانکہ اس کا مالک اس کے پانی پلانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ تو سب امور اس کے لئے نیکیاں شمار ہونگی۔ تو یہ گھوڑا اس آدمی کے لئے اجر وثواب ہوا اور جس شخص نے اسے لوگوں سے مستغنی ہونے اور ان کے

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ فِیْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ......

اموال سے بچنے کے لئے باندھ رکھا ہے۔ پھر اس کی گردن اور اس کی پیٹھ میں اللہ تعالے کا حق نہیں بھولتا۔ کہ اس کی زکوۃ بھی ادا کرتا ہے اور سواری کے لئے بھی دے دیتا ہے۔ تو یہ گھوڑا اس کے لئے پردہ ہوگا۔ جس نے گھوڑے کو فخر اور دکھلاوے اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھ رکھا ہے۔ تو وہ اپنے مالک کے لئے وبال ہوگا۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کے بارے میں کوئی خصوصی حکم تو نازل نہیں فرمایا۔ البتہ یہ آیت جو اکیلی اور جامع ہے۔ ترجمہ۔ کہ جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کمائی تو وہ اس کا اجر پائیگا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کمائی تو وہ اس کو بھی دیکھے گا۔

باب قوله وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

حدیث (٤٦٠٦) حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ سُلَیْمَانَ .... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ لَمْ یُنْزَلْ عَلَیَّ فِیْهَا شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے گدھوں کی زکوۃ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کوئی خصوصی حکم تو ان کے بارے میں مجھ پر نازل نہیں ہوا البتہ یہ آیت جامع اور منفرد ہے۔ کہ جس نے ذرہ بھر نیکی کمائی اس کا ثواب دیکھے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کمائی وہ اس کو دیکھے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ رادفی ۷۴۱ ۱۰ امام بخاریؒ کی غرض اس سے یہ ہے کہ چار الفاظ کا معنی تو ایک ہے۔ البتہ اس کی استعمال کلمہ الی۔ لام سے آتی ہے۔ تو اس کا معنی ہوگا کہ اللہ تعالے نے زمین کو کلام کرنے کا حکم دیا اور اسے اس بارے میں اجازت دی۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالے زمین کو زندہ فرمائینگے اور اسے بولنے کی اجازت ہوگی۔ یہی اہلسنت کا مسلک ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ زمین ہر عبد اور باندی پر اس عمل کی گواہی دیگی جو انہوں نے اس پر انجام دیے ہیں۔

سُوْرَةُ وَالْعَادِیَاتِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْكَنُوْدُ الْكَفُوْرُ یُقَالُ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا رَفَعْنَ بِهٖ غُبَارًا لِحُبِّ الْخَیْرِ مِنْ اَجْلِ

ترجمہ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ کنود کے معنی ناشکرا کفر کرنے والا۔ اثرن بہ نقعا کہ اپنے ٹاپوں سے

مُحبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ لَبَخِيْلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ شَدِيْدٌ حُصِّلَ مُيِّزَ ....

غبار اڑاتے ہیں۔ لحب الخیر میں لام اجلیہ ہے یعنی مال کی محبت کی وجہ سے انسان بخیل ہے۔ شدید بخیل کو کہا جاتا ہے۔ حصل جو سینوں میں ہے اسے الگ کر لیا جائیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جلالین میں ہے۔ شدید بڑا سخت ہے کہ مال کے بارے میں بخل کرتا ہے۔ اور صاحب جمل فرماتے ہیں کہ شدید بمعنے قوی کے ہے۔ کہ جو مال سے محبت رکھنے کی طاقت رکھنے والا ہے۔ یا شدید بمعنے فاعل کے ہے۔ جو اپنی ہمیانی کو باندھ کر رکھنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ كَالْعِهْنِ كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَءَ عَبْدُاللّٰهِ كَالصُّوْفِ ....

ترجمہ۔ ٹڈیوں کا دل جو ایک دوسرے پر چڑھ جاتا ہے اس طرح لوگ ایک دوسرے میں گھوم پھر رہے ہونگے کالعھن یعنی کپاس کے رنگوں کی طرح اور حضرت عبداللہ نے عھن کی بجائے صوف پڑھا ہے۔ اون کی طرح ہونگے۔ غوغاء کے معنی آواز جو اڑتے وقت پیدا ہوتی ہے۔

توجب حساب کے لئے انہیں پکارا جائیگا تو لوگ ٹڈی دل کی طرح پھیلے ہونگے۔ اور کثیر ہونگے۔ اور صفت عاجزی اور تذلیل کی وجہ سے اجابت کرینگے۔ اور جراد سے تشبیہ اس بارے میں ہے کہ وہ ایک سمت کو چلیں گے۔ دوسری جہت کا رخ نہیں کرینگے۔ **کلعھن** تفسیر کبیر میں ہے کہ عھن اس اون کو کہتے ہیں جو مختلف رنگوں والی ہو۔ تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اون کے گالوں کی طرح اڑ رہے ہونگے۔

سُوْرَةُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ التَّكَاثُرُ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

وَالْعَصْرِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

يُقَالُ الدَّهْرُ أُقْسِمُ بِهِ.

ترجمہ۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے زمانہ کی قسم کھائی ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحُطَمَةُ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرَ وَلَظٰى

ترجمہ۔ جس طرح سقر اور لظی جھنم کے نام ہیں ایسے الحطمہ بھی اس کا نام ہے۔

سُوْرَةُ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَبَابِيْلَ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سِجِّيْلٍ مِنْ سَنْكِ وَكِلْ ....

ترجمہ۔ ابابیل وہ چڑیاں جو اکھٹی ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے چلیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سجیل پتھر اور کیچڑ سے مل کر جو کھنگر بنتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ والعصر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں دہر۔ وقت عصر۔ اور مابعد الزوال تا غروب۔ اور امام رازیؒ نے ایک چوتھا قول نقل کیا ہے کہ آنخضرت ﷺ کے زمانہ کی قسم کھائی۔ باری تعالے جو اپنی مخلوق کی قسم کھاتے ہیں وہ مقسم بہ اپنے کثیر المنافع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالے کی توحید کی دلیل ہوتی ہے۔ اور بعض حضرات ان سے پہلے لفظ رب محذوف مانتے ہیں۔ تاکہ غیر اللہ کی قسم سے بچا جائے۔ سجیل۔ سنگ اور گل کا معرب ہے۔ اور بعض نے سجیل سے دیوان مکتوب مراد لیا ہے۔ جس میں کفار کا عذاب لکھا ہوا ہے۔ حجارة من العذاب المكتوب...... کے معنی میں ہے۔

سُوْرَةُ لِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لِاِيْلَافِ اَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ وَاٰمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِيْ حَرَمِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لِنِعْمَتِيْ عَلٰى قُرَيْشٍ ....

ترجمہ۔ قریش پر یہ سردی گرمی کا کوچ مالوف کر دیا جو ان پر گراں نہیں تھا۔ اور وہ اپنے حرم کے اندر ہر قسم کے دشمن سے محفوظ تھے۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ یہ قریش پر میرا انعام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لایلاف کے لام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس لام کا تعلق اس قصہ سے ہے جو اس سے پہلے کی سورۃ میں ہے۔ کہ اللہ تعالے نے حبشہ والوں کو کعصف ماکول کر دیا۔ یعنی اصحاب فیل کو ہلاک کر دیا کہ قریش باقی رہیں۔ یا الفوا کے متعلق ہے۔ اور بعض نے کہا اعجب بنعمتي على قريش اور بعض نے فليعبدوا کے متعلق کہا اور فاء معنی شرط کے لئے ہے۔ فان لم يعبدوه لسائر نعمه فليعبدوه لايلافهم ۔ امام بخاریؒ نے لایلاف کی دو تفسیر کی ہیں۔ پہلی الفوا ذلک اور دوسری تفسیر ابن عیینہ کی نقل کی ہے۔ جس کا تعلق پہلی سورۃ سے ہے۔ کہ اصحاب فیل جنہوں نے تخریب کعبہ کا ارادہ کیا ان کو ہلاک کر دیا۔ لايلاف قريش اى لنعمتي على قريش بوجہ قریش پر انعام کرنے کے۔ اور جمل میں ایک لطیفہ درج ہے کہ سب قرا کا اس پر اتفاق ہے کہ ثانی لایلاف میں یاء کو باقی رکھا جائے۔ حالانکہ مصاحف میں اس کے سقوط پر اتفاق ہے۔ اور پہلے یاء کے باقی رکھنے اور سقوط میں قراء کا اختلاف ہے۔ حالانکہ سب مصاحف میں وہ اس کے اثبات خطاء پر اتفاق ہے۔ تو یہ دلیل اول ہے۔ کہ قراء نے ہمیشہ نقل کا اتباع کیا ہے محض خط اور رسم کا اتباع نہیں کیا۔

سُوْرَةُ اَرَأَيْتَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَدُعُّ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهٖ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَوْتُ يُدَعُّوْنَ يُدْفَعُوْنَ سَاهُوْنَ لَاهُوْنَ وَالْمَاعُوْنَ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهٗ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ الْمَاءُ

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں۔ یدع جس کو اپنے سے دھکے دے اور کہا جاتا ہے کہ دعت سے ماخوذ ہے۔ یدعون یعنی دھکے مارے جائیں گے۔ ساہون جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَعْلَاهَا الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَاَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ ....

ماعون ہر مشہور چیز جیسے پیالہ یا پانی اور بعض عرب کہتے ہیں کہ ماعون سے مراد پانی ہے۔ اور عکرمہ فرماتے ہیں کہ اس کا اعلیٰ درجہ تو فرض کی ہوئی زکوۃ ہے اور اس کا ادنی درجہ اسباب بیت کی عاریۃ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ماعون کی تفسیر میں تین قول نقل کئے ہیں پہلا تو یہ ہے کہ ہر وہ مشہور معروف چیز ہے جس کا لوگوں نے آپس کے اندر معمول بنایا ہوا ہے۔ جیسے لوٹا۔ پیالہ۔ ہنڈیا وغیرہ۔ اور دوسرا قول ہے کہ ماعون سے پانی مراد ہے جو قریش کی زبان میں ہے۔ اور تیسرا قول عکرمۃ کا ہے کہ اعلیٰ درجہ مفروضہ زکوۃ ہے۔ اور ادنی درجہ گھر کا اسباب ہے۔ جو کسی کو عاریۃ پر دیا جائے۔ جیسے ڈول کلھاڑا وغیرہ۔ چھلنی اور بعض نے کہا کہ ماعون ہر وہ چیز جس کا روکنا جائز نہیں ہے۔ جیسے پانی نمک اور آگ وغیرہ۔ اور جمل میں ہے کہ ماعون اصل میں قلیل چیز کو کہتے ہیں۔ زکوٰۃ معروف اور صدقہ کو اس لئے ماعون کہتے ہیں کہ یہ قلیل من الکثیر ہے۔ خلاصہ آیت کریمہ کا یہ ہے۔ کہ کنجوسی پر ڈانٹنا ہے۔ کہ ان قلیل اور حقیر چیزوں کے دینے سے بخل نہ برتا جائے۔ اور خازن میں ہے کہ ماعون معن سے ہے جس کے معنی شئ قلیل کے ہیں یا یہ اعانت کا اسم مفعول ہے معون۔

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ شَانِئَكَ عَدُوُّكَ

حدیث (۴۶۰۸) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ....

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرَائِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کو آسمانوں کی معراج نصیب ہوئی تو آپؐ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی نہر کے پاس پہنچا جس کے دونوں کنارے موتیوں کے خیمہ ہیں۔ جو کھو کھلے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ نہر کوثر ہے۔

حدیث (۴۶۰۹) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ ..

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ قَالَتْ نَهَرًا اُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابو عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے انا اعطیناک کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جس کے کناروں میں ہر ایک پر

دُرٌّ مُجَوَّفٌ اٰنِیَتُہٗ کَعَدَدِ النُّجُوْمِ رَوَاہُ زَکَرِیَّا...... موتی کھوکھلے ہیں جس کے برتن ستاروں کی تعداد کی طرح ہیں

حدیث (۴۶۱۰) حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْکَوْثَرِ ھُوَ الْخَیْرُ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ قَالَ اَبُوْ بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍؓ فَاِنَّ نَاسًا یَزْعُمُوْنَ اَنَّہٗ نَھَرٌ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ سَعِیْدُ النَّھَرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ..

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالے نے آپ کو عطا فرمائی ابوبشر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؓ سے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ کوثر جنت کے اندر ایک نہر ہے۔ سعیدؒ نے فرمایا کہ وہ نہر جو جنت کے اندر ہے۔ وہ بھی اسی خیر میں سے ہے۔ جو اللہ تعالے نے آپ کو عطا فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں۔ کہ سعید بن جبیرؒ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباسؓ کا خیر کثیر کہنا جمہور کے قول کے خلاف نہیں ہے اسلئے کہ وہ نہر بھی خیر کثیر کا ایک فرد ہے اور اس کے بارے میں اقوال کثیرہ ہیں۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں کوثر سے نبوت مراد ہے۔ حسنؒ فرماتے ہیں کہ کوثر سے قرآن مراد ہے بعض نے توحید بعض نے شفاعت کبریٰ بعض نے معجزات اور بعض نے الفقه فی الدین مراد لیا ہے البتہ بقول حافظؒ نہر کی تخصیص جناب نبی اکرم ﷺ کے الفاظ سے ہوگی۔ قال هل تدرون ماالکوثر هو نهر اعطانیه...

قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُقَالُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ الْکُفْرُ وَلِیَ دِیْنِ الْاِسْلَامُ وَلَمْ یَقُلْ دِیْنِیْ لِاَنَّ الْاٰیَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْیَاءُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَھُوَ یَھْدِیْنِ وَیَسْقِیْنِ وَقَالَ غَیْرُہٗ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الْاٰنَ وَلَا اُجِیْبُکُمْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِیْ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ وَھُمُ الَّذِیْنَ قَالَ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا۔

ترجمہ۔ کہا جاتا ہے کہ لکم دینکم یعنی کفر اور میرے لئے میرا دین یعنی اسلام ہے۔ دینی اس لئے نہیں فرمایا کہ آیات کا اختتام کلمہ نون پر ہے۔ یا کو اس طرح حذف کیا گیا جیسے یھدین اور یسقین میں حذف کیا گیا ہے دراصل یھدینی ویسقینی تھا اور غیر نے فرمایا لا اعبد ماتعبدون یعنی جن کی تم اب عبادت کرتے ہو۔ میں انکی عبادت نہیں کرونگا۔ اور اپنی عمر کے باقی حصہ میں بھی تمھاری دعوت قبول نہیں کرونگا۔

ولاانتم عابدون پس تم ان لوگوں کی عبادت کرنے والے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ **ماانزل الیک من ربک** جو تیرے رب کی طرف سے آپ کی طرف اتار اگیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی سرکشی اور کفر کو بڑھادیگا وہ کبھی توحید کی طرف نہیں آئینگے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لااعبد ما تعبدون ۷۴۲۔۲۱ حافظؒ فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ نے آپ کو اپنے معبودان باطلہ کی عبادت کی دعوت دی۔ تاکہ ہم آپ کے ایک اللہ کی عبادت کریں تو آپ نے فرمایا جن معبودان باطلہ کی تم زمانہ جاہلیۃ میں عبادت کرتے رہے۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ اور نہ تم اس ایک الٰہ کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں زمانہ جاہلیۃ اور اسلام میں عبادت کر رہا ہوں اور نہ ہی اب میں تمھارے معبودوں کی عبادت کرونگا۔ اور نہ ہی مابقی زندگی میں تمھاری اس دعوت کو قبول کرونگا۔ معلوم ہوا کہ یہ حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے بارے میں علم الٰہی میں آچکا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائینگے۔ اس لئے آپ کو ان کے احوال کی خبر دے دی گئی۔ کیونکہ ان کی شقاوت ظاہر ہو چکی ہے۔ اور اسی طرف امام بخاریؒ نے اپنے قول ھم الذین...... سے اشارہ کیا ہے۔ تو یہ دونوں آیات دوزمانوں پر محمول ہونگی۔ حال اور استقبال پر اور اسی کی طرف امام بخاریؒ کا میلان معلوم ہوتا ہے۔

اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

حدیث (۴۶۱۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ ......عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ مَاصَلَّى النَّبِیُّ ﷺ صَلٰوةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ اذاجاء نصر اللہ والفتح نازل ہونے کے بعد جب بھی آپ نبی اکرم ﷺ کوئی نماز پڑھتے تھے تو اس میں یہ دعا پڑھتے تھے سبحانك اللهم ربنا ترجمہ اے اللہ ہمارے رب تو پاک ہے۔ ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں اے اللہ! میری مغفرت فرما۔

حدیث (۴۶۱۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے رکوع و سجود میں یہ دعا کہتے تھے۔ سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اغفرلی قرآن مجید کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔

باب قول الله وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا

حدیث(۴۶۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اِنَّ عُمَرَ ؓ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى اِذَاجَآءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ قَالُوْا فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ مَاتَقُوْلُ يَابْنَ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ اَجَلٌ اَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ نُعِيَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اصحاب بدر سے اللہ تعالے کے اس قول کے بارے میں پوچھااذاجاء نصر اللہ......انہوں نے جواب دیاکہ اس فتح سے شہروں اور محلات شاہی کی فتح مراد ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھااے ابن عباسؓ تم کیا کہتے ہو۔ فرمایااس سے آپؐ کی موت یاضرب المثل جو محمد ﷺ کے لئے بیان کی گئی جس میں آپؐ کی ذات کی موت کی آپ کوخبر دی گئی ہے۔

باب قوله فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ ۔

ترجمہ۔ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کریں اوراس سے مغفرت طلب کریں۔ بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ تواب وہ اپنے بندوں پر رجوع کرنے والا ہے۔ اور لوگوں میں سے تواب وہ ہوتا ہے جو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔

حدیث (۴۶۱۴) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كَانَ عُمَرُ ؓ يُدْخِلُنِيْ مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَاَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِثْلُهٗ فَقَالَ عُمَرُ ؓ اِنَّهٗ مِنْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَدْخَلَهٗ مَعَهُمْ فَمَارُئِيْتُ اِنَّهٗ دَعَانِيْ يَوْمَئِذٍ اِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَاتَقُوْلُوْنَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَاجَآءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُمِرْنَا اَنْ نَحْمَدَ اللّٰهَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اشیاخ بدر کے زمرہ میں مشورہ کے وقت مجھے ان میں داخل کرتے تھے۔ ان میں بعض حضرات جیسے عبدالرحمٰن بن عوفؓ گویا کہ اس وجہ سے اپنے دل میں ناراض ہوتے تھے بلکہ فرمایاکہ آپؓ ان کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتے ہیں۔ آخر ان جیسے ہمارے بیٹے بھی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایااس وجہ سے جو تم جانتے ہو وہ حضور ﷺ سے قرابۃ یاانکی ذہانت اور قرآن دانی ہے اورمسند عبدالرزاق میں ہے کہ ان له لسانا سئولا وقلبا عقولا۔ کہ اس وجہ سے کہ اس کی زبان آپؐ سے بہت

وَنَسْتَغْفِرُہٗ اِذَانُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِيْ اَكَذَاكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَاتَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَعْلَمَهٗ لَهٗ قَالَ اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ...... فَذٰلِكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ...... فَقَالَ عُمَرُ مَآاَعْلَمُ مِنْهَآ اِلَّا مَاتَقُوْلُ ....

سوال کرنے والی اور سمجھ دار دل ان کو عطا ہوا ہے۔ پس ایک دن ان کو بلوایا اور مشائخ بدر کے ساتھ بٹھادیا۔ پس میں نہیں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن اس لئے بلایا ہے۔ کہ انہیں دکھانا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ آپ حضرات اللہ تعالٰے کے اس قول کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ توان میں سے بعض نے فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی ہماری مدد کی جائے یا کوئی ملک وعلاقہ ہم پر فتح ہو جائے تو ہم اللہ تعالٰے کی حمد وثنا بیان کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں۔ اور کچھ حضرات بالکل خاموش رہے۔ انہوں نے کچھ بھی نہ کہا۔ تو حضرت عمرؓ نے میرے سے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ آپ بھی اسی طرح کہتے ہیں میں نے کہا نہیں۔ بولے تو کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ تعالٰے نے اپنے رسول کو انکی موت کے وقت کی اطلاع دی ہے۔ فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ یہ آپ کی موت کی نشانی ہے۔ پس آپ اللہ کی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس سورت سے میں بھی وہی کچھ جانتا ہوں جو تم کہتے ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قال اجل ۳۴۷۔ ۳ شاید ابن عباسؓ نے دخول الناس فی الاسلام افواجاً سے آنحضرت ﷺ کے اجل کو استنباط کیا ہو۔ یا تسبیح واستغفار کے حکم سے نکالا ہو۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ان دو استنباط کی طرف دو ترجموں سے اشارہ کیا ہے پہلا ترجمہ ورأیت الناس ید خلون...... ہے اور دوسرا **افسبح بحمد ربك** ہے اور شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں ایک عجیب تقریر بیان فرمائی ہے۔ کہ جب امر تبلیغ مکمل ہو گیا۔ اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے گئے۔ تو اب آپ ہماری طرف آنے کی تیاری شروع کریں اور تسبیح واستغفار میں مشغول ہو جائیں۔ کیونکہ آپ کا وطن اصلی تو دار عالیہ ہے۔ اس دنیا میں تو آپ ایک مسافر یا عابر سبیل کے طور پر تھے اس لئے فرمایا **اللهم الحقني بالرفيق الاعلى**۔ اور ہمارے شیخ المشائخ شاہ عبدالعزیزؒ تفسیر عزیزی میں اس مقام پر لکھتے ہیں۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا مسکن اصلی دار آخرت ہے۔ اس دنیا میں تو محل عذرات اور کدورات ہے۔ ایک ضرورت خاصہ کے لئے تشریف لائے جب وہ ضرورت پوری ہو گئی۔ تو اپنے مسکن کو واپس چلے گئے۔ اور ضرورت دنیاوی چار امور ہیں۔ نفس اور شیطان کی طرف سے دین کی اشاعت کے بارے میں روکاوٹیں کفار کی شان وشوکت اور منافقین کا غلبہ جو کفار کی مضرت سے زیادہ سخت ہے۔ انبیا سابقین نفس وشیطان کی مضرتوں سے بچانے کے لئے مبعوث ہوئے۔ کیونکہ یہی تمام مضرتوں کی اصل ہیں۔ جن پر غلبہ کفار ومنافقین مترتب ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نبی اکرم ﷺ ان چاروں مصلحتوں کے لئے مبعوث ہیں۔ مکائد نفس وشیطان سے بھی بچایا اور کفار ومنافقین کے غلبہ سے محفوظ کیا اس لئے آپ کو جہاد کا حکم ہوا۔ باغی۔ ڈاکو کے قتل کرنے کا حکم ہوا۔ حدود شرعی اور تعزیرات کے قائم کرنے کا ارشاد ہوا۔

پس جب یہ چاروں امور آپؐ کے زمانہ میں پورے ہو کر خلافت کبریٰ یعنی خلفائے راشدین تک معاملہ پہنچ گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو مقام اعلیٰ کی طرف طلب کر لیا۔ اور آپؐ کے دل میں رفیق اعلیٰ کا شوق پیدا ہو گیا۔ اس سورت کے اندر اللہ تعالےٰ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ بنابریں اس سورت کو سورۃ تودیع بھی کہتے ہیں۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِيْبٌ تَدْمِيْرٌ

ترجمہ۔ تباب کا معنی نقصان گھاٹا اور تتبیب کا معنی ہلاکت و بربادی

حدیث (٤٦١٥) حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَاصَبَاحَاهُ فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا فَاجْتَمَعُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا فَقَالَ اِنِّىْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَّكَ مَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ هٰكَذَا قَرَءَهَا الْاَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت وانذر عشیرتك الاقربین ۔کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور ان میں سے اپنے مخلص لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈراؤ نازل ہوئی۔ تو آپؐ گھر سے روانہ ہو کر صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور چیخ کر فرمایا یا صباحاہ لوگ کہنے لگے۔ یہ کون ہے تو سب آپؐ کے پاس اکھٹے ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے بتلاؤ۔ اگر میں تمھیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کی نچلی طرف ایک گھوڑ سوار لشکر نکل کر حملہ کر رہا ہے تو کیا تم لوگ مجھے سچا سمجھو گے سب نے کہا کہ ہم نے آجتک آپؐ پر جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا۔ یعنی زندگی بھر جھوٹ نہیں بولا۔ تو آپؐ نے فرمایا میں تمھیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب بولا۔ العیاذ باللہ! آپؐ کے لئے ہلاکت ہو کیا آپؐ نے اسی کے لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے تو یہ سورہ تبت یدا نازل ہوئی کہ ابولھب ہلاک ہو جبکہ وہ ہلاک ہو گیا تو اعمش نے اسی طرح قد کے ساتھ اسے پڑھا ہے۔

باب قوله وَتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ

ترجمہ۔ وہ ہلاک ہو گیا نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی کام آئی

حدیث (۴۶۱۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ اِلَی الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ اِلَی الْجَبَلِ فَنَادٰی یَاصَبَاحَاہُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَیْهِ قُرَیْشٌ فَقَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ حَدَّثْتُکُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُکُمْ اَوْمُمَسِّیْکُمْ اَکُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌلَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّالَّكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ اِلٰی اٰخِرِهَا ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ بطحاء کی طرف تشریف لے گئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور اونچی آواز سے پکارا یاصباحاہ جو جسے فریاد کے وقت پکارا جاتا ہے۔ تو قریش آپؐ کی طرف جمع ہوئے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بتلاؤ اگر میں تمھیں بیان کروں کہ دشمن صبح کو یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے سب نے کہا ہاں! تو آپؐ نے فرمایا میں تمھیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ جس پر ابولھب بولا کیا اسی کے لئے آپؐ نے ہمیں جمع کیا تھا العیاذ باللہ آپؐ کے لئے ہلاکت ہو۔ تو اللہ تعالی نے تبت یدا ابی لھب آخر سورۃ تک نازل فرمائی۔

باب سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ

ترجمہ۔ عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہوگا

حدیث (۴۶۱۷) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ ...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ ابولھب بولا! العیاذ آپؐ کے لئے ہلاکت ہو کیا آپؐ نے اسی کے لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو سورہ تبت یدا نازل ہوئی۔

باب قوله وَامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔

ترجمہ۔ اور اسکی بیوی لکڑیوں کا گھٹڑ اٹھانے والی ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ یُقَالُ مِنْ مَسَدِ لِیفِ الْمُقْلِ وَهِیَ السِّلْسِلَةُ الَّتِیْ فِی النَّارِ .....

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ حمالۃ الحطب مشرکین کی طرف آپؐ کی چغلخوری کرتی تھی۔ ایک دن لکڑیوں کا گھٹڑ اٹھا کر لا رہی تھی۔ کہ رسی اس کے گلے میں پھنس گئی جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ جس کی گردن میں کھجور کے ریشہ کا رسہ ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ مسد کھجور کا ریشہ ہے۔ یا یہ وہ زنجیر ہے جو جھنم میں اس کے گلے میں ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لفظ تب تو اس سورۃ میں ہے۔ اور تباب سورۃ مؤمن میں ہے۔ ما کید فرعون الافی تباب۔ اور سورہ ہود میں ہے مازادوھم غیر تتبیب۔ قولہ تبت یہ بد دعا ہے اور وتب اخبار ہے اور ید کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اسنے ان ہاتھوں سے آپ کو پتھر مارا جس سے آنحضرت ﷺ کی ایڑی زخمی ہو گئی۔ جس سے خون بہنے لگا اور اس کا نام عبدالعزی کی بجائے ابولھب کنیۃ اسلئے ذکر کی گئی کہ جب اہل نار میں سے تھا اور اسکا انجام نار ذات لھب ہے تو اس کا حال اس کی کنیت کے موافق ہو الھذا مناسب تھا کہ اسی کا ذکر کیا جاتا اور حمالۃ الحطب ابولھب کی بیوی کا نام ام جمیل بنت حرب تھا جو حضرت ابوسفیان کی بہن تھی جو آپؐ کے راستہ میں کانٹے دار بوٹی پھیلا دیتی تھی۔ آپؐ اس کو ایسے روندتے تھے جیسے کوئی ریشم کو روندتا ہے اگر سوال ہو کہ شریف خاندان کی فرد ہو کر لکڑیاں خود کیوں اٹھاتی تھی تو جواب یہ ہے کہ بخل اور خستہ کی وجہ سے ایسا کرتی تھی۔ یا حضرت نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں سے دشمنی کے اظہار کے لئے خود ہی کانٹے ان کے راستہ میں پھیلا دیتی تھی ابن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ زنجیر جھنم ستر گز چوڑی ہو گی جو اس کے اندر داخل ہو کر دبر سے نکلے گی۔ اور باقی حصہ اس کی گردن میں پڑا ہو گا۔

سُوْرَةُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ لَايُنَوَّنُ اَحَدٌ اَىْ وَاحِدٌ. یعنی احد میں تنوین نہیں پڑھی جاتی جبکہ حالت وصل ہو۔ ویسے احد اور واحد کے ایک معنی ہیں۔

حدیث(۴۶۱۸) حَدَّثَنَا اَبُوْالْيَمَانِ ......

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِى ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِىْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُعِيْدَنِىْ كَمَابَدَءَ نِىْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَىَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّاشَتْمُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّىْ كُفُوًا اَحَدٌ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ آدم کے بیٹے نے مجھے جھٹلایا۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں تھا اور اس نے مجھے گالی دی۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ اس کا وہ کہنا ہے کہ جب اللہ تعالے نے مجھے ابتداء پیدا کیا ہے تو وہ مجھے دوبارہ نہیں اٹھائیگا۔ حالانکہ پہلے پیدا کرنا بھی مجھ پر اس کے اعادہ سے آسان نہیں ہے بلکہ ابتداء اور اعادہ دونو آسان ہیں۔ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے کسی کو بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں تنہا ہوں بے پرواہ ہوں نہ میں نے جنا اور نہ ہی میں جنا گیا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ساتھی ہے۔

2

باب قَوْلِهِ اللّٰهُ الصَّمَدُ وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ اَشْرَافَهَا الصَّمَدَ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ هُوَالسَّيِّدُ الَّذِيْ انْتَهٰى سُوْدَدُهٗ۔

ترجمہ۔ اللہ الصمد عرب کے لوگ اپنے سرداروں کو صمد کہتے تھے۔ اور ابو وائل کا قول ہے سید وہ آدمی ہے جس تک سیادۃ جاکر ختم ہوتی ہو۔

حديث (٤٦١٩) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ...... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَنْ اُعِيْدَهٗ كَمَا بَدَأْتُهٗ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ اَنْ يَقُوْلَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ كُفُوًا وَكَفِيْئًا وَاحِدٌ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتے ہیں ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں تھا۔ اور اس نے مجھے گالی دی حالانکہ اس کے یہ مناسب نہیں تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالے اسے ہرگز دوبارہ نہیں پیدا کریگا۔ جیسا کہ اس نے اس کو ابتداً بنایا۔ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے اولاد بنالی ہے۔ حالانکہ میں تو وہ آخری سردار ہوں جس نے نہ تو جنا اور نہ ہی جنا گیا۔

اور نہ اس کے لئے کوئی ساجھی ہے۔ کفوا ۔ کفیا ۔ کفا ۔ سب کے ایک معنی ہیں ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تمام محدثین امام بخاریؒ کی طرح کہتے ہیں کہ احد اور واحد ہم معنی ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ان میں فرق ہے۔ واحد بالصفات اور احد بالذات ہے۔ امام راغب اصفہانی نے اس کے استعمال کی چھ وجوہ لکھی ہیں۔ واحد عدد کا مفتح ہے۔ اور احد عدد کی بالکل نفی کرتا ہے۔ احد پر تجزی اور تکثیر صحیح نہیں ہے۔ اور واحد مفرد ہے۔ کہ اس سے غیر اللہ متصف ہو سکتا ہے۔ اللہ الصمد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ عرب کے نزدیک صمد شرافت کو کہتے ہیں۔ اسلئے اپنے سردار اشراف کو صمد کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس سردار پر شرافت اور سیادت کے اقسام مکمل ہو جائیں وہ صمد ہوتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ صمد وہ ہے۔ جس کے حوائج میں لوگ محتاج ہوں وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَاسِقٌ اَللَّيْلُ اِذَا وَقَبَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ يُقَالُ هُوَ اَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ وَقَبَ اِذَا دَخَلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَاَظْلَمَ.

ترجمہ۔ مجاہد فرماتے ہیں غاسق سے رات مراد ہے وقب سے سورج کا غروب ہونا کے معنی ہیں اور یہ غروب شمس صبح کے جدا ہونے اور صبح کے پھٹنے سے زیادہ واضح ہوتا ہے۔ وقب جبکہ ہر چیز میں داخل ہو جائے۔ اور تاریک ہو جائے۔

حدیث(٤٦٢٠)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ. عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍؓ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سید القرا حضرت ابی ابن کعبؓ سے معوذتین کے متعلق پوچھا کہ آیا یہ قرآن کا حصہ ہیں یا نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے جیسے کہا گیا ہے میں نے اسی طرح کہا۔ پس ہم بھی اسی طرح کہیں گے جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَلْوَسْوَاسُ اِذَا وَلَدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ ذَهَبَ وَاِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلٰى قَلْبِهِ ....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ وسواس جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے سامنے آجاتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو شیطان چلا جاتا ہے۔ اور جب اللہ کا نام نہ لے تو وہ اس کے دل پر جم کر بیٹھ جاتا ہے۔

حدیث(٤٦٢١)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ اُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ قُلْتُ اَبَا الْمُنْذِرِ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ قِيْلَ لِيْ قُلْ فَقُلْتُ نَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ..

ترجمہ۔ حضرت زرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا تو میں نے کہا اے ابو منذر آپ کے بھائی حضرت ابن مسعودؓ تو اس اس طرح فرماتے ہیں کہ معوذتین قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ تو حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا میں نے اس بارے میں خود جناب رسول اللہ سے پوچھا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ جسکے متعلق مجھے کہا گیا کہ کہہ دے تو میں نے

اسی طرح کہا۔ فرمایا ہم تو اسی طرح کہیئے۔ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ یہ وہ آیات ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذ تین کو قرآنیۃ سے نکالتے ہیں اس مقام پر تو تصریح نہیں ہے۔ البتہ دوسری روایات میں ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ معوذ تین قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ تو دعا کے لئے تھیں۔ قرآن مجید کا جزو نہیں ہیں۔ حضرت ابی بن کعبؓ سید القرآء فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں خود جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے جواب دیا۔ کہ قیل لی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ پھر اس کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے۔ اور مابین الدفتین کو قرآن کہا گیا ہے جو کہ مصحف عثمانی تھا تو جمہور صحابہ کرام انہیں قرآن مانتے ہیں اور تمام کتب حدیث کی روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دو سورتیں میرے نزدیک احب ہیں وہ یہ معوذ تین ہیں اور آپؐ نے صبح کی نماز میں انہیں پڑھا ہے جن سے انکی قرآنیۃ معلوم ہوتی ہے۔ تو ابن مسعودؓ اس کا انکار کیوں کرتے ہیں۔ دوسرے قرآن پر اجماعیت کیسے باقی رہی۔

قاضی ابو بکر باقلانی جو ائمہ کلام میں سے ہیں اور شیخ اشعری کے شاگرد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے معوذ تین کے وحی الٰہی ہونے کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ وہ فرماتے تھے کہ ان کو مصحف میں نہ لکھا جائے۔ بلکہ مصحف میں اس کو لکھو جس کی کتابت کا آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ معوذ تین کی کتابت کے بارے میں آپ کا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ ویسے آپؐ نے لوگوں کو یاد کرادیا۔ قاضی عیاضؒ اور دیگر حضرات بھی یہی کہتے ہیں۔ دوسرا قول امام نوویؒ سید شریف جرجانی اور دیگر حضرات کا ہے جس کو امام فخر الدین رازیؒ نے اختیار کیا ہے۔ کہ قرآن کا مجمع علیہ اور متواتر ہونا آپؐ کے زمانہ سے آجتک قطعی ہے۔ مابین الدفتین کلام اللہ ہے۔ اس میں معوذ تین بھی داخل ہیں تو سب کا اجماع ہوا اور جن روایات سے انکی قرآنیۃ کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ وہ اخبار آحاد ہیں اخبار متواترہ نہیں ہیں۔ اگر چہ انکی سند صحیح بھی ہو پھر بھی وہ قطعیت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ان میں ظنیۃ ہے۔ ظنی قطعی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تیسرا قول علامہ ابن کثیرؒ اور ان کے موافقین کا ہے۔ کہ ابن مسعودؓ کو انکی قرآنیۃ کا پہلے علم نہیں تھا۔ بعد میں صحابہ کرام کے اجماع سے ان کو اس کا علم ہوا۔ جس کو انہوں نے تسلیم کیا۔ تو مابین الدفتین کی قرآنیۃ پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ سألت ابی ابن کعب ۷۴۲ ۔۱۰ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سورۂ فاتحہ اور معوذ تین قرآن مجید میں سے ہیں۔ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے جو کچھ منقول ہے وہ باطل ہے۔ بلکہ قرأۃ عاصمؒ کے مطابق صحیح یہ ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ بھی اس کے قائل ہیں کہ فاتحہ اور معوذ تین قرآن مجید ہے۔ اور بحر العلومؒ نے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ تک جو قرآن کا سلسلہ پہنچا ہے۔ اس میں بالاتفاق ابن مسعودؓ بھی معوذ تین کو قرآن مجید میں داخل سمجھتے ہیں۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ رمضان شریف میں مسجد نبوی کے اندر صلوۃ تراویح میں جس امام کی اقتداء کرتے تھے وہ معوذ تین کی قرأت کرتا تھا۔ ابن مسعودؓ اس پر کوئی نکیر نہیں کرتے تھے۔ تو انکی طرف انکار کی نسبۃ غلط ثابت ہوئی۔

بلکہ اسانید صحاح سے یہ ثابت ہے کہ قرأۃ عاصم۔ قرأۃ حمزہ ۔ قرأۃ کسائی و قرأۃ خلف سب کی سب ابن مسعودؓ تک پہنچتی ہیں۔ ان کی قرأت میں معوذتین اور فاتحہ جز ٔ قرآن ہیں۔ اور اس میں داخل ہیں۔ جو سند اس کے خلاف ہو گی۔ وہ غلط فاحش ہو گی۔ وہ ان اسانید صحاح کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ معارضہ کے وقت اسانید صحاح کا اعتبار ہو گا۔ اور کا نہیں۔

الوسواس اذاولد ۔ مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ وسواس ولادت کے وقت سے ہی پیدا ہو تا ہے۔ جبکہ شیطان ولادت کے وقت بچے کو مس کر تا ہے۔ خنسہ الشیطان۔ یہ نیا کلام ہے۔ جو خناس کی تفسیر ہے ما قبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ معنی یہ ہوا کہ شیطان آدمی کے قلب میں وسوسہ ڈالتاہے۔ جب ذکر الٰہی کیا تو وسوسہ چلا گیا۔ ورنہ وہ قلب میں جڑ پکڑ لیتاہے۔ اور میرے نزدیک اذا خنسہ کلام مستقل ہے۔ اس طرح اذا ذکر اللہ عزوجل بھی کلام مستقل ہے۔ جیساکہ روایات سے ثابت ہے۔ کہ جب بچہ پیدا ہو تا ہے تو شیطان اس کے پہلو میں اپنی انگلی سے چونکا مار تا ہے۔ گویاکہ اس کے تسلط کی یہ ابتداء ہوتی ہے۔ اس خنسہ شیطان سے بچہ چیخ کر رو تا ہے تو امام بخاریؒ کا یہ قول اذا ذکر اللہ ذھب۔ یہ نیا مستقل کلام ہوا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ اذا ذکر اللہ خنس تاخر واذاغفل وسوس اور لغت میں خنس کے معنی رجع وانقبض کے مشہور و معروف ہیں۔ اور صاحب تیسیرؒ نے اس سے مشروعیۃ اذان فی اذان المولود کو ثابت کیاہے۔ کیونکہ شیطان جب اذان کی آواز سنتاہے تو بھاگ جاتا ہے۔ تو ذکر اللہ سے یہی اذان مولود مراد ہوئی۔ اس بناپر یہ سارا کلام ایک جملہ ہو گا۔ دو جملے نہ ہوئے۔ تو اقرء سے لیکر اس مقام تک قریباً تین ورق بیاض ہیں۔ جس میں قطب گنگوہیؒ کے افادات نہیں مل سکے۔ شیخ زکریاؒ نے دیگر کتب سے ان افادات کو جمع کیاہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ قالہ المرتب۔

کتاب ابواب فضائل القرآن ص ۷۴۳۔ ۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَاب كَيْفَ نُزُلُ الْوَحْيَ وَاَوَّلُ مَانَزَلَ ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيْمِنُ الْاَمِيْنُ الْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ ----

ترجمہ باب۔ وحی کیسے نازل ہوئی اور پہلے پہل کیا اترا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں المھیمن کا معنی امین ہے اور قرآن مجید ہر اس کتاب کا امین ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی۔

حدیث (۴۶۲۲) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں

مُوسٰی اَخْبَرَتْنِی عَائِشَۃُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا لَبِثَ النَّبِیُّ ﷺ بِمَکَّۃَ عَشَرَ سِنِیْنَ یُنْزَلُ عَلَیْہِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرًا ....

دونوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں دس سال مقیم رہے کہ آپؐ پر قرآن مجید نازل ہو تا رہا۔ اور دس سال مدینہ منورہ میں ٹھہرے رہے۔

حدیث (۴۶۲۳) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ......عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَتْ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرَائِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ وَعِنْدَہٗ اُمِّ سَلَمَۃَ فَجَعَلَ یَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِاُمِّ سَلَمَۃَ مَنْ ھٰذَا اَوْکَمَا قَالَ قَالَتْ ھٰذَا دِحْیَۃُ فَلَمَّا قَامَ وَاللّٰہِ مَاحَسِبْتَہٗ اِلَّا اِیَّاہُ حَتّٰی سَمِعْتُ خُطْبَۃَ النَّبِیِّ ﷺ یُخْبِرُ جِبْرَائِیْلَ اَوْکَمَا قَالَ قَالَ اَبِیْ فَقُلْتُ لِاَبِیْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ ھٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو عثمانؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بتلایا گیا کہ حضرت جبرائیلؑ جب نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے تو حضرت ام سلمہؓ آپؐ کے پاس موجود تھیں پس آپؐ ان سے باتیں کرنے لگے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا یہ کون تھا اس قسم کا اور کلمہ فرمایا انہوں نے فرمایا یہ حضرت دحیہ کلبیؓ ہیں۔ پس جب آپ کھڑے ہو گئے تو واللہ میں یہی گمان کرتی رہی کہ وہ حضرت دحیہؓ ہیں یہانتک کہ جب میں نے آپ نبی اکرم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپؐ جبرائیل کے متعلق خبر دے رہے تھے۔ یا جیسے ابو عثمان نے کہا میرے باپ نے ابو عثمان سے پوچھا کہ یہ آپ نے کس سے سنا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے سنا۔ تو حدیث مرفوع ہو گئی۔

حدیث (۴۶۲۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَامِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مَامِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاہُ اللّٰہُ اِلَیَّ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی انبیا میں سے ایسا نہیں گذرا جسے ایک یا ایک سے زیادہ معجزہ ایسا دیا گیا۔ جس کو مشاہدہ کر کے لوگ ایمان لاتے رہے۔ البتہ مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے۔ وہ قرآن کی وحی ہے۔ جو اللہ تعالے نے میری طرف وحی فرمائی۔ جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ قیامت تک آنے والے اکثر لوگ میری پیروی کرنے والے ہونگے۔ کیونکہ اللہ کا کلام ہے۔ وہ باقی رہنے والا معجزہ ہے۔ تو قیامت تک اس کے پیرو کار رہینگے۔

حدیث (۴۶۲۵) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَابَعَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ قَبْلَ وَفَاتِہٖ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اَکْثَرَ مَاکَانَ الْوَحْیُ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے پہلے اکثر وحی اللہ تعالی نے اپنے رسولؐ پر وفات کے قریب نازل فرمائی۔ ازاں بعد

ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدُ ..... رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

حدیث (۴۶۲۶) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا یَقُوْلُ اشْتَکَی النَّبِیُّ ﷺ فَلَمْ یَقُمْ لَیْلَةً اَوْلَیْلَتَیْنِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ یَامُحَمَّدُ مَااُرٰی شَیْطَانَكَ اِلَّاقَدْ تَرَکَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰی .....

ترجمہ۔ حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ بیمار ہو گئے۔ ایک رات یا دو راتیں عبادت تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے۔ تو ایک عورت عوراً بنت حرب زوجہ ابی لھب حمالة الحطب آپؐ کے پاس آکر کہنے لگی کہ میں یہی سمجھتی ہوں کہ تیرا شیطان تجھے چھوڑ گیا ہے۔ تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ قسم ہے چاشت اشراق کے وقت کی اور رات کی جبکہ وہ چھا جاتی ہے۔ نہ تیرے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی بغض رکھا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ مھیمن کے معنی محافظ کے ہیں جو کہ امین ہوا کرتا ہے۔ اس لئے مھیمن کے لازمی معنی امین کے لئے گئے پیغمبروں کے معجزات تو بہت سے ہوتے ہیں لیکن ایک خصوصی سند ان کے پاس ہوتی ہے۔ جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے۔ جس کا وہ برابر اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس کو آیت کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابراً اکمہ و ابرص دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس کو کوئی خصوصی آیت نہ دی گئی ہو۔ اگر وہ آیت بڑی تھی تو اس کے مطابق لوگ ایمان لائے۔ اگر چھوٹی تھی تو اتنی مقدار میں لوگ ایمان لائے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ آیت قرآن مجید دی گئی جس کے ذریعہ لوگوں کو تحدی اور چیلنج کیا گیا یہ نہ عملیات میں سے ہے اور نہ ہی ان معجزات میں سے ہے کہ جو انبیاءؑ کی زندگی تک باقی رہیں۔ انکی زندگی کے ساتھ وہ بھی ختم ہو جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ انبیا سابقین کے لئے معجزہ خاصہ عملی ہوتا تھا۔ جو انکی زندگی کے ساتھ ختم ہو جاتا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا معجزہ علمی ہے۔ جس کا ارتفاع قیامت تک نہیں ہوگا۔ اور علم اشرف چیز ہے۔ جبتک یہ معجزہ باقی رہیگا لوگ برابر ایمان لاتے رہینگے۔ یہ خصوصی معجزہ ہے۔ ورنہ آپؐ کے معجزات ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ البتہ معجزہ خاصہ قرآن مجید ہے۔ جس کی اکیس ہزار آیات ہیں۔ اور ہر تین آیات کے ساتھ تحدی کی گئی ہے۔ تو سات ہزار آیات سے تحدی ہوئی جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ جیسے لبید شاعر نے قرآن مجید سننے کے بعد شاعری ترک کر دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فضیلت خصلة حمیدہ کو کہتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں لکھا ہے کہ لوگوں میں اختلاف ہوا کہ قرآن مجید کا کوئی حصہ دوسرے سے افضل ہے یا نہیں۔ علامہ اشعریؒ۔ باقلانیؒ۔ اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب جمیع قرآن کلام اللہ ہے تو فضیلت ممنوع ہوگی۔ تاکہ مفضل علیہ کا نقص لازم نہ آئے۔ لیکن جمہور ائمہؒ تفضیل کے قائل ہیں۔ کیونکہ ظواہر احادیث اس پر دال ہیں

تعجب ہے کہ امام غزالیؒ جیسا شخص بھی تفضیل کا قائل نہیں۔ البتہ جس کو اللہ تعالے نے نور بصیرۃ عطا فرمایا ہے۔ اس کو آیت الکرسی آیۃ مداینہ سورۂ اخلاص اور سورت تبت یدا میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے یٰسین قلب القرآن۔ فاتحہ الکتاب افضل سور القرآن آیت الکرسی۔ سیدۃ آی القران قل ھواللہ احد تعدل ثلث القرآن اس طرح بیشمار احادیث فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ جاننا چاہئے کہ اس جگہ امام بخاریؒ نے باب کیف نزل الوحی فرمایا ہے۔ اور اول کتاب میں باب کیف کان بدء الوحی الی رسو ل اللہ نیز! اس جگہ فرمایا اول مانزل اور اول کتاب میں فرمایا اول مابدء تو حافظؒ فرماتے ہیں کہ نزول کا تقاضا ہے کہ من ینزل بہ کا وجود تھا وہ آنے والا فرشتہ تھا۔ اور وحی عام ہے خواہ وہ انزال سے ہو یا الہام سے ہو۔ نیند میں ہو یا بیداری میں لیکن حافظؒ کا یہ فائدہ صرف ترجمہ کے جزء ثانی سے تعلق رکھتا ہے میرے نزدیک دونوں تراجم میں فرق یہ ہے کہ کیف کان بدء الوحی میں وحی کی تعمیم بیان کرنا ہے خواہ قرآن ہو یا کچھ اور۔ کیف نزل وحی میں یہ ملحوظ ہے کہ نزول قرآن کی کیفیت کیا تھی جس کو فضائل قرآن میں ذکر کیا گیا۔ خواہ وہ ابتدأ ہو یا نہ ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ امین ۷۴۴۔۱۸ امین سے مراد مصدق ہے۔ کیونکہ امین مالک امانت کی اس کے دعویٰ میں تصدیق کرتا ہے۔ اس کو جھٹلاتا نہیں ہے۔ اس طرح قرآن مجید پہلی کتابوں اور پہلے رسولوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ قرآن مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ تو مھیمن کی تفسیر امین سے کی گئی۔ اور مہیمن اللہ تعالے کے اسمأ میں سے بھی ہے۔ تو اصل میں یہ مؤیمن تھا جس میں ہمزہ کو ہاء سے بدلا گیا جس کے معنی ہیں الامین الصادق وعدہ۔ تو حافظؒ ابن عباسؓ کے کلام کی توجیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید جمیع کتب منزلہ کے احکام کی تصدیق کرنے والا ہے۔ کیونکہ جس قدر احکام اس کے اندر ہیں وہ یا تو ماسبق کو برقرار رکھنے والے ہیں یا ان کو منسوخ کرنے والے ہیں یا نئے احکام ہیں تو محدد کی فضیلت پر دال ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ مامثلہ امن علیہ البشر ۷۴۴۔۲۶۶ تو اس کی اور اس جیسے معجزہ کی شان یہ ہے کہ متحدی بہ اسکی تصدیق کرے تو یہ اس کا معجزہ خصوصی ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں مامن الانبیاء نبی یہ کلام دال ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک ایسا خصوصی معجزہ ہو جو مشاہدین کے ایمان کا موجب بنے اور نبی کی تصدیق کرے۔ اور معاندین کا اصرار اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ تو مامثلہ امن علیہ البشر میں ما موصولہ ہے۔ جو اعطی کا مفعول ثانی واقع ہو رہا ہے۔ اور مثلہ مبتدأ امن اسکی خبر اور یہ جملہ ما کا صلہ ہے۔ اور مثل بول کر اس سے عین شیٔ یا اس کا مساوی مراد لیا جاتا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ ہر نبی کو ایک معجزہ یا اس سے زیادہ معجزے اس لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ مشاہدین انسان اس پر ایمان لے آئیں۔ تو علیہ بمعنے لام کے ہوگا۔ یا یٔا موحدہ کے معنی میں ہے۔ علیٰ سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ علے غلبہ کو متضمن ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ معجزہ کو دیکھنے والا ایمان لانے میں مغلوب ہو جاتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں

کہ اس کلام کے معنی میں کئی اقوال ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر نبی کو معجزات دئے جاتے ہیں۔ جس کی مثال انبیأ سابقین میں موجود ہوتی ہے ان معجزات کو دیکھ کر لوگ ایمان لے آتے ہیں لیکن میرا معجزہ عظیمہ قرآن مجید جس کی مثل پہلے کسی کو نہیں دی گئی۔ اس لئے میرے تابعین زیادہ ہونگے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جو معجزہ مجھے ملا ہے اس میں سحر کا تخیل نہیں آسکتا بخلاف دوسرے انبیا کے معجزات کے کہ ان میں سحر کا تخیل آگیا۔ جیسے ساحرین موسی نے عصا موسوی کو سحر خیال کیا۔ تیسرا یہ ہے کہ انبیأ سابقین کے معجزات انبیأ کے زمانہ کے ساتھ ختم ہو گئے۔ لیکن ہمارے نبی کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ اور چوتھا احتمال یہ ہے کہ پہلے انبیأ کے معجزات حسی تھے جن کا مشاہدہ آنکھوں سے ہوتا تھا۔ جیسے ناقہ صالح عصا موسیٰ۔ لیکن قرآن کا مشاہدہ بصیرۃ سے ہوگا۔ تو اس کے تابع اکثر ہونگے۔ کیونکہ جو شخص سر کی آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ تو مشاہدہ کے ختم ہونے سے ختم ہو جائیگا۔ لیکن جو عقل کی آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے وہ باقی رہیگا۔ بعد میں آنے والا ہر عقلمند اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اور طیبیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ علیہ حال واقع ہو رہا ہے۔ ای مغلوباً علیہ فی التحدی۔ مطلب یہ ہوا کہ کوئی نبی جس کو معجزہ دیا گیا۔ اس کی صفت یہ ہے کہ لوگ اس کے مشاہدہ کے بعد ایمان لانے پر مجبور ہو گئے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا چرچا تھا۔ مافوق السحر معجزہ نے لوگوں کو ایمان لانے پر مغلوب کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا زور تھا طب سے اعلی معجزہ نے احیا موتی۔ ابراء ۔برص واکمہ نے لوگوں کو مغلوب کر لیا جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بلاغت وفصاحت کا چرچا تھا تو قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت نے عرب کو مغلوب کر لیا۔ پانچویں وجہ یہ بھی ذکر کی جاتی ہے۔ دیگر انبیأ کے معجزات کی اگر حقیقۃً کوئی مثل نہیں تھی لیکن صورۃ مثل کا احتمال تھا۔ قرآن مجید ایسا معجزہ ہے کہ اس کی مثل نہ صورۃ ہے نہ حقیقیۃ ہے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ میرے نزدیک ایک اقرب توجیہ یہ ہے کہ انبیأ سابقین کے معجزات بسبب ظہور کے ایمان لانے کا سبب تھے۔ میرا معجزہ وحی متلو ہے جس کا اعجاز کمال عقل اور حدت نظر سے ہو سکتا ہے تو ایسے لوگوں سے ایمان کی امید اکثر اور اغلب ہے۔ کہ قرآن کی برکت سے لوگوں کے دل ایمان کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ نیز علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ کلمہ انما حصر کے لئے ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے معجزات صرف قرآن مجید میں منحصر نہیں ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ آپؐ کا اعظم اور افید معجزہ قرآن پاک ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ تابع علے رسولہ قبل وفاتہ ۵ ۷۴ ۔۲ کیونکہ نزول وحی حسب ضرورت ہوتا ہے۔ جب ضروریات زیادہ ہوں تو نزول وحی بھی اکثر ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تابع ...... کے معنی علامہ عینیؒ بیان فرماتے ہیں کہ انزل اللہ تعالی الوحی متتابعا ومتواترا اکثر مما کان وکان ذلک قرب وفاتہ ۔اللہ تعالے نے آنحضرت ﷺ پر وفات کے قریب لگا تار متواتر اور اکثر وحی نازل فرمائی۔ جس میں راز یہ تھا کہ فتح مکہ کے بعد کثرت سے آپؐ کے پاس وفود آنے لگے۔ جنہوں نے احکام کے بارے میں بہت سوالات کئے جن کے جوابات وحی کے ذریعہ دئے گئے۔ اس لئے قبل از موت وحی کا نزول زیادہ ہوا۔ ثم توفی رسول اللہ ...... حتی توفاہ اللہ۔ غایت بیان ہے۔ اور آخری وحی اول وحی کے خلاف نازل ہوئی۔ کیونکہ اول بعثت میں وحی کا نزول ہوا پھر تین سال تک انقطاع رہا۔ پھر کثرت سے

وحی آنے لگی۔ نیز! مکہ میں نزول وحی کے دوران لمبی لمبی سورتیں نازل نہیں ہوئیں۔ ہجرت کے بعد سور طوال نازل ہوئیں۔ کیونکہ ان میں تفصیل سے احکام ذکر کئے گئے۔ اور آپ کا آخری زمانہ پہلے زمانہ کے اعتبار سے اکثر نزولاً ہے اس اعتبار سے حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت ہو گئی۔ کہ آخری وقت نزول وحی کی یہ کیفیت تھی۔

باب نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ

حدیث (٤٦٢٧) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ..... اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ قَالَ فَاَمَرَ عُثْمَانُؓ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِؓ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِؓ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنْ يَّنْسَخُوْهَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ عبداللہؓ بن الزبیرؓ۔ اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشامؓ کو حکم دیا۔ کہ ان سورتوں اور آیات کو صحیفوں میں لکھیں۔ اور ان سے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارا اور زید بن ثابتؓ کا قرآن مجید کی عربیہ میں اختلاف ہو تو پھر لغت قریش پر لکھو۔ کیونکہ قرآن مجید انہی کی زبان میں اترا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حدیث (٤٦٢٨) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ..... اَنَّ يَعْلٰیؓ كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِیْ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْیُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِیُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهٗ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِذْجَاءَهٗ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰی فِیْ رَجُلٍ اَحْرَمَ فِیْ جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِیُّ ﷺ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْیُ فَاَشَارَ عُمَرُؓ اِلٰی يَعْلٰی اَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلٰیؓ فَاَدْخَلَ رَاْسَهٗ فَاِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ الَّذِیْ يَسْئَلُنِیْ

ترجمہ۔ بیشک حضرت یعلیٰؓ خواہش رکھتے تھے کہ جس وقت آپؐ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ کاش اس وقت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی حالت دیکھتا چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ جعرانہ میں تھے۔ اور آپؐ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا۔ اور آپؐ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام کے لوگ تھے۔ تو آپؐ کے پاس ایک ایسا آدمی آیا جو خوشبو سے لت پت تھا۔ آکر کہنے لگا اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ جس نے خوشبو کے ساتھ لت پت ہونے کے بعد ایک جبہ کے اندر احرام باندھا۔ پس آپؐ نے کچھ دیر انتظار کیا پس آپ کی طرف وحی آگئی۔ تو حضرت عمرؓ نے حضرت یعلیٰؓ کی طرف اشارہ کیا کہ آؤ اور اس حالت نبوی کو دیکھو تو حضرت یعلیٰؓ نے اپنا سر

عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِیْئَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَمَّا الطِّیْبُ الَّذِیْ بِکَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِیْ عُمْرَتِکَ کَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَجِّکَ ....

خیمہ کے اندر داخل کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا چہرہ سرخ لال ہے۔اس طرح آپؐ کچھ دیر تک سخت آواز کرتے رہے۔ پھر جب وہ حالت آپؐ سے زائل ہوئی۔ تو آپؐ نے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے ابھی عمرہ کے متعلق مجھ سے سوال کیا تھا۔ چنانچہ اس کو تلاش کر کے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا پس آپؐ نے فرمایا کہ جو خوشبو تم کو لگی ہے اسے تو تین مرتبہ دھوڈالو۔اور جبے کو کھینچ پھینکو پھر اپنے عمرہ میں اسی طرح کرو جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ بظاہر روایت کو ترجمہ الباب سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ تکلف کر کے یوں کہا جاتا ہے۔ کہ آپؐ نے جو حضرت لیلیٰؓ کو تعلیم دی تو آیت بھی اسی کے مطابق نازل ہوئی۔ اور وہ تعلیم عربی زبان میں دی گئی۔ در اصل یہ تکلف ہے نزول القرآن ...... کا یہ باب بطور فصل کے ہے۔ ورنہ یہ باب بھی باب اول میں داخل ہے۔ اور اس فصل باب کو بطور افادہ زائدہ لایا گیا جس سے کیفیت نزول بھی معلوم ہوتی ہے۔ اور نزول قرآن بلسان قریش بھی ثابت ہے۔ دوسری روایت باب اول کے بالکل مطابق ہے۔

باب جَمْعِ الْقُرْاٰنُ

حدیث(٤٦٢٩) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍؓ مَقْتَلَ اَهْلِ الْیَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ اِنَّ عُمَرَؓ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ اسْتَحَرَّ لُقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَیَذْهَبَ کَثِیْرًا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَؓ کَیْفَ تَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُمَرُؓ هٰذَا وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ عُمَرُؓ یُرَاجِعُنِیْ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب یمامہ والوں کا قتل ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے مجھے بلوا بھیجا۔ میں پہنچا تو حضرت عمر بن الخطابؓ ان کے پاس موجود تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے مجھے آکر کہا ہے کہ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے قاریوں کا قتل سخت ہوا ہے۔ مجھے خطرہ ہے اگر اس طرح مختلف مقامات پر قراء حضرات قتل ہوتے رہے۔ تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ چلا جائیگا میری رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کو جمع کرنے کا آپ حکم دیں۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا آپؓ وہ کام کیوں کرتے ہیں۔ جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے پس برابر حضرت عمرؓ میرے سے سوال وجواب کرتے رہے۔

حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِىْ لِذٰلِكَ وَرَاَيْتُ فِىْ ذٰلِكَ الَّذِىْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَانَتَّهِمُكَ وَقَدْكُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْىَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِىْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَاكَانَ اَثْقَلَ عَلَىَّ مِمَّا اَمَرَنِىْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُرَاجِعُنِىْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِىْ لِلَّذِىْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِىْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِىِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَتّٰى خَاتِمَةَ بَرَاءَةٍ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِىْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ ....

یہاںتک کہ اللہ تعالے نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اب میری بھی وہی رائے ہو گئی۔ جو حضرت عمرؓ کی رائے ہے حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا آپ ایک نوجوان سمجھدار آدمی ہیں۔ اور ہم نے آجتک تمھیں کسی مکالمہ میں متھم بھی نہیں گردانا۔ جبکہ آپؐ جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی بھی لکھتے رہے ہیں۔ پس آپؐ قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر دیں۔ واللہ اگر یہ حضرات مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے نقل کرنے کی تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا۔ جب جمع قرآن کا انہوں نے مجھے حکم دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ایسا کام کیوں کرتے ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا واللہ وہ بہتر کام ہے۔ پس برابر حضرت ابوبکرؓ میرے سے سوال وجواب کرتے رہے۔ یہاںتک کہ اللہ تعالے نے میرے سینہ کو اس چیز کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے سینہ کو کھولا تھا تو میں نے تلاش کر کے قرآن مجید کو کھجور کی لکڑیوں سے باریک پتھروں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاںتک کہ سورۃ توبہ کا آخری حصہ مجھے حضرت ابوخزیمہ انصاریؓ کے پاس ملا۔ جس کو ان کے علاوہ میں نے اور کسی کے پاس نہ پایا۔ لقد جائکم رسول من انفسکم ...... سورۂ براۃ کے خاتمہ تک۔ پس یہ صحیفے حضرت ابوبکرؓ کے پاس انکی وفات تک رہے۔ پھر حضرت عمرؓ کی زندگی تک ان کے پاس رہے۔ پھر وہ حضرت حفصہ بنت عمرؓ ام المؤمنین کے پاس رہے۔

حدیث (۴۶۳۰) حَدَّثَنَا مُوْسٰى ......

اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِىْ اَهْلَ الشَّامِ فِىْ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور وہ اہل شام سے لڑائی میں مصروف تھے۔ جبکہ آرمینیہ اور

فَتَحَ اَرْمِيْنِيَةَ وَاَذْرَبَائِيجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَيْفَةَؓ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُؓ لِعُثْمَانَؓ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَاَرْسَلَ عُثْمَانُؓ اِلٰى حَفْصَةَؓ اَنْ اَرْسِلِيْ اِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَيْكِ فَاَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُؓ اِلٰى عُثْمَانَؓ فَاَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِؓ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِؓ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِؓ ابْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلٰثَةِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍؓ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى اِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُؓ الصُّحُفَ اِلٰى حَفْصَةَؓ وَاَرْسَلَ اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍؓ قَالَ فَقَدْتُ اٰيَةً مِنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَءُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّؓ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آذربائجان کی اہل عراق سے فتح ہوئی۔ تو حضرت حذیفہؓ کو قراۃ قرآن میں ان کے اختلاف نے ان کو گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اس امت کو کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے بچاؤ جس طرح یہود اور نصاریٰ نے کتاب اللہ میں اختلاف ڈالا۔ تو حضرت عثمانؓ نے ام المؤمنین حفصہؓ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اوراق ہمیں دے دو تاکہ ہم انہیں دستاویزات میں لکھ سکیں پھر وہ ہم آپ کو واپس کر دینگے۔ چنانچہ انہوں نے وہ اوراق حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دئے۔ تو حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ۔ عبداللہ بن الزبیرؓ اور سعید بن العاصؓ اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشامؓ کو حکم دیا کہ ان اوراق کو صحیفوں میں لکھدو نیز! حضرت عثمانؓ نے ان تین قریش حضرات سے فرمایا کہ جب تمھارا حضرت زید بن ثابت سے قرآن کے کسی حصہ مین اختلاف ہو جائے۔ تو اس کو زبان قریش میں لکھو۔ کیونکہ یہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسے کیا یہانتک کہ یہ اوراق ان حضرات نے جب صحیفوں میں لکھدئے تو وہ اوراق حضرت حفصہؓ کو واپس کر دئے۔ اور یہ لکھے ہوئے صحیفے اطراف عالم میں بھجدئے اور ان کے ماسوا جس قدر قرآن کے صحیفے تھے ان کو جلادیا۔ ابن شھاب فرماتے ہیں کہ خارج بن زید بن ثابت نے حضرت زید بن ثابتؓ سے سناوہ فرماتے تھے کہ سورۃ احزاب کی ایک آیت صحیفے لکھتے وقت میں نے گم پائی جس کو میں نے جناب رسو اللہ ﷺ سے اس کو پڑھتے سنا تھا پس ہم نے اس کو ڈھونڈھا تو اسے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پایا۔ من المؤ منین رجال ...... جس کو ہم نے

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوْااللّٰهَ عَلَيْهِ الاية فَاَلْحَقْنَا هَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ ... صحیفہ کی اس سورت میں شامل کر دیا۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جمع الصدور تھا جمع سطور نہیں تھا۔ چنانچہ کئی سو آدمی مکمل حافظ تھے۔ اور ویسے ٹکڑے ٹکڑے قرآن تو بہتوں کو یاد تھا۔ ایک جگہ جمع نہ کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آیات نازل ہو رہی تھیں۔ بعض ان میں سے منسوخ التلاوت ہونے والی تھیں اور بعض منسوخ الحکم بنابریں سب کی کتابت کی نوبت نہ آئی محض سینوں میں ان کو محفوظ کیا گیا جنگ یمامہ میں قریباً ستر قراً مکمل حافظ شہید ہو گئے۔ جن کو پورا قرآن یاد تھا۔ بنابریں خوف اضاعۃ قرآن کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو فکر دامن گیر ہوئی۔ تو جمع قرآن کا مشورہ دیا۔ قرآن کو جمع تو کیا گیا۔ لیکن ترتیب آیات تھی۔ ترتیب سور نہیں تھی۔ اضاعت کا خوف تو جاتا رہا البتہ آرمینیہ۔ آذربائیجان کے میدانوں میں حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ لوگ مختلف قبائل کی زبانوں میں قرآن پڑھتے ہیں۔ جس سے شدید اختلاف پیدا ہوا۔ قرآن مجید تو آپؐ پر لغت قریش پر نازل ہوا تھا۔ آسانی کے لئے دوسرے قبائل کو اپنی اپنی لغات پر پڑھنے کی اجازت تھی۔ ہر ایک کا طریق ادا اور لہجہ الگ تھا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو سکین چھری بولتے سنا۔ ورنہ ہم تو مدیہ بولا کرتے تھے۔ تو سہولت کے لئے سات لغات پر پڑھا جانے لگا۔ کوئی لغت قریش پر پڑھتا تھا کوئی لغت ہو تمیم پر یاد کرتا تھا۔ تو کوئی لغت ھذیل پر عرب سے باہر آرمینیہ اور آذربائیجان میں حضرت حذیفہ نے اختلاف لغات دیکھا تو حضرت عثمانؓ سے کہا۔ کہ امت کو اختلاف سے بچاؤ۔ تو پھر انہوں نے ایک ہی لغت قریش پر قرآن مجید جمع کر دیا۔ اب ان کے بچوں کو حفظ کرنے میں آسانی ہو گئی۔ کہ طریق ادا میں دشواری نہ رہی پانچ قرآنی مصحف لکھے گئے۔ ایک کو کوفہ کی طرف بھیجا۔ ایک عراق کی طرف اور ایک اپنے پاس رکھا۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ سات مصاحف تیار کرائے گئے۔ شام اور بحرین کی طرف الگ الگ بھیجے گئے۔ ان یحرق۔ دوسری روایات میں ہے کہ ان کو وہیں دفن کر دیا جلانے کا حکم نہیں دیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ مع اهل العراق یہ شام سے متعلق ہے۔ اہل شام کی طرح اہل عراق سے بھی جنگ تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کانت مع اهل العراق سے وہم ہوتا ہے کہ اہل عراق بھی کافر تھے جس طرح کہ اہل شام کافر تھے۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے دفع توہم کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل عراق اور اہل شام دونوں غازی اور مجاہد تھے۔ اور علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اہل شام کو تیاری کا حکم دیا کہ اہل عراق کے ساتھ جمع ہو کر آرمینیہ اور آذربائیجان کی لڑائیوں میں حصہ لیں۔ اور کفار کو فتح کریں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ آرمینیہ خلافت عثمانؓ میں فتح ہوا۔ اس وقت اہل عراق میں امیر لشکر سلمان بن ربیعہ باہلی تھا۔ جب شام اور اہل عراق حضرت عثمانؓ کے حکم پر اکٹھے ہو گئے۔ تو امیر العسکر اہل شام میں سے حبیب بن مسلمہ فہری تھا۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ مجملہ ان مجاہدین کے تھے۔ اور اہل مدائن پر حاکم تھے۔ اور مدائن عراق کے مضافات میں ہے۔ یہ غزوہ جس میں اہل شام اور اہل عراق مجاہدین

جمع ہوئے۔یہ ۲۵ پچیس ہجری میں واقع ہوا۔جو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دوسرا یا تیسرا سال ہے۔معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے حدیث باب پر جمع القرآن کا ترجمہ باندھا ہے۔جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں مصحف میں جمع اس لئے نہ ہو سکی۔کہ بعض احکام منسوخ التلاوۃ منسوخ الحکم ہونے کا انتظار تھا۔جب آپ کا دور ختم ہوا تو اللہ تعالے نے حفاظت قرآن کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے خلفائے راشدین کو جمع قرآن کا الہام کیا۔اگرچہ سارا قرآن آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھا جا چکا تھا۔لیکن وہ ایک جگہ پر جمع نہیں تھا اور نہ ہی سورتوں کی ترتیب تھی۔دوسری مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں بمشورہ حضرت عمرؓ قرآن کو جمع کیا گیا۔تیسری مرتبہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں لغت قریش پر قرآن کو جمع کیا اور مصاحف کو مختلف بلاد میں روانہ فرمایا۔یہ سن پچیس ہجری میں ہوا۔علامہ سیوطیؒ تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں کہ ترتیب الآیات تو توقیفی ہے۔جو روایات کے مطابق آنحضرت ﷺ کے حکم سے عمل میں لائی گئی اس لئے ترتیب الآیات تو امر واجب اور حکم لازم ہے البتہ ترتیب سور بعد میں ہوئی۔اس سے جمع القرآن اور تالیف قرآن میں فرق واضح ہو گیا۔

باب کَاتِبِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث (۴۶۳۱) حَدَّثَنَا یَحْيَ بْنُ بُکَیْرٍ.. قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍؓ فَقَالَ اِنَّکَ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللہِ ﷺ فَاتَّبِعِ الْقُرْاٰنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰی وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَۃِ التَّوْبَۃِ اٰیَتَیْنِ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْ هُمَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِهٖ لَقَدْ جَاۗءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ..

ترجمہ۔جناب نبی اکرم ﷺ کے کاتب کا بیان۔چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے میرے پاس پیغام بھیج کر بلوایا اور فرمایا۔کہ تم جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی کو لکھا کرتے تھے۔پس قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔تو میں نے تلاش شروع کی۔یہانتک سورۂ توبہ کے آخری حصہ کی صرف دو آیتیں حضرت ابو خزیمہ انصاریؓ کے پاس ملیں ان کے سوا اور کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں تھیں لقد جاء کم رسول من انفسکم ......

حدیث (۴۶۳۲) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللہِ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْبَرَاۗءِؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ادْعُ لِیْ زَیْدًا وَلْیَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاۃِ وَالْکَتِفِ اَوِ الْکَتِفِ وَالدَّوَاۃِ ثُمَّ قَالَ اکْتُبْ .....

ترجمہ۔حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت لایستوی القاعدون ...... نازل ہوئی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت زیدؓ کو بلاؤ وہ تختی دوات اور کندھے کی ہڈی یا کندھے کی ہڈی اور دوات لے آئے۔پھر حکم دیا کہ لایستوی القاعدون پوری آیت لکھو۔اور جناب نبی اکرم ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے حضرت عمرو بن ام مکتوم نابینا بیٹھے تھے۔انہوں نے کہا

لَا يَسْتَوِا لْقَاعِدُوْنَ ...... وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُوْمِ الْأَعْمٰى قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَاتَأْمُرُنِيْ فَإِنِّيْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَايَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ....

یارسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیونکہ میں تو نابینا آدمی ہوں تو اس آیت کی بجائے یوں نازل ہوا۔ لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر ......

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لیجی باللوح والدواة والکتف ۷۴۶۔۲۱ تختی اور کندھے کی ہڈی کو اکٹھے اس لئے طلب فرمایا کہ اگر کتف پر نہ سما سکے تو تختی پر لکھا جائے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ دونوں کو اختیاری طور پر طلب فرمایا جو مرضی آئے وہ لے آئیں گویا کہ اختیار تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے اس کو اور کسی شارح نے بیان نہیں فرمایا۔ یہ آپ کی دقت نظری کا نتیجہ ہے۔ للہ درہ نیز ! امام بخاریؒ نے ترجمہ کاتب النبی باندھا لیکن حدیث میں صرف حضرت زید بن ثابتؓ کا ذکر ہے۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ زید بن ثابتؓ تو مدینہ منورہ میں کتابت وحی کرتے تھے اور مکہ مکرمہ میں قریش کے عبداللہ بن سعد بن ابی شرح لکھتے تھے جو بعد میں مرتد ہو گئے۔ اور فتح مکہ کے موقع پر پھر مسلمان ہو گئے۔ خلفائے اربعہ بھی کاتبین میں سے ہیں۔ زبیر بن العوامؓ۔ خالدؓ اور ابان جو سعید بن العاص کے بیٹے ہیں۔ اور حنظلہ الربیع اسدی اور معیقیب بن ابی فاطمہ اور عبداللہ بن الارقم زہری بھی ہیں۔ سرجیل بن حسنہ اور عبداللہ بن رواحہ بھی شامل ہیں۔ لیکن ان اسما کو شرط بخاری پر نہ ہونے کی وجہ سے درج نہیں کیا گیا۔

باب أُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

ترجمہ۔ قرآن مجید سات لغات پر نازل کیا گیا

حدیث (۴۶۳۳) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَقْرَأَنِيْ جِبْرَائِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جبرائیلؑ نے ایک لغت پر قرآن پڑھایا میں نے ان سے پھر درخواست کی۔ تو میں برابر ان سے زیادتی طلب کرتا رہا۔ اور وہ بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سات لغات تک انتہا ہوئی۔

حدیث (۴۶۳۴) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ

اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرْأَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَءُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِءْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَءَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَءُ قَالَ اَقْرَئَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَقْرَئَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ. مَاقَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَءُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسِلْهُ اِقْرَءْ يَاهِشَامُ فَقَرَءَ عَلَيْهِ الْقِرْأَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَاعُمَرُ فَقَرَءْتُ الْقِرَأَةَ الَّتِيْ اَقْرَأَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ ....

میں نے حضرت ھشام بن حکیم سے سنا کہ وہ سورۃ فرقان جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کی قرأت کو کان لگا کر سنا تو وہ بہت سے ان زائد حروف پر پڑھ رہے تھے جو مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے۔ پس قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کر دیتا۔ لیکن میں نے بمشکل صبر سے کام لیا۔ یہاتنک کہ انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اس کے گلے میں چادر ڈال کر کھینچا اور ان سے پوچھا کہ تمھیں یہ سورہ جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سنی ہے کس نے پڑھائی۔ وہ بولے جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ مجھے پڑھائی۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھاری قرأت کے خلاف پڑھایا ہے۔ تو میں اسے کھینچتا ہوا جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لیکر آیا اور میں نے کہا کہ میں نے اس کو سورۂ فرقان ان زائد حروف پر پڑھتے سنا ہے جو آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بیچارے کو چھوڑ دو فرمایا اے ھشام تم پڑھو۔ تو انہوں نے اسی قرأت میں آپؐ پر پڑھا جس قرأت میں میں نے ان سے سنا تھا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ اسی طرح اتاری گئی۔ پھر مجھے فرمایا اے عمر! تم پڑھو میں نے اس قرءۃ پر پڑھا جو مجھے آپؐ نے پڑھائی تھی۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتاری گئی یہ قرآن مجید سات قرأتوں پر نازل ہوا پس جو تمھیں آسان ہو اسی کو پڑھو۔

تشریح از شیخ مدنیؒ ۔ انتھی الی سبعة احرف۔ اس جملے کے معنی میں قریبا پینتیس اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ بعض قابل قبول ہیں لیکن ان میں سے بعض قابل قبول نہیں ہیں۔ ان اقوال کو شراح بخاری نے بیان کیا ہے۔ آج اگر وہ لغات ہمارے سامنے ہوتیں تو ان کو سمجھ سکتے۔ لیکن ہمارے پاس صرف ایک حرف پر قرآن موجود ہے اختلاف لغات کئی طریق سے ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک

اختلاف لفظی ہوتا ہے۔ معنی میں اتحاد ہوتا ہے۔ جیسے بعض جگہ ھلم اور بعض جگہ تعال اور بعض جگہ اقبل استعمال ہوتا ہے۔ الفاظ مختلف اور معنی واحد ہیں۔ اور بعض لغات میں مضارع کے اتین کے صیغوں پر فتح نہیں پڑھتے بلکہ کسرہ پڑھتے ہیں۔ تَعلمون کی جائے تِعلمون پڑھتے ہیں۔ ان اختلاف کی وجہ سے حفظ قرآن مجید میں اشکال پیش آتا تھا۔ جس پر آپؐ نے لغات فصیحہ مشہورہ سبعہ میں پڑھنے کی اجازت حاصل کی ان لغات پر پڑھنے سے معانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بعض میں لا یضارون پڑھا جاتا ہے۔ اور بعض میں لا یضاررون ادغام سے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر کلمہ کو سات لغات پر پڑھا جائے بلکہ جس کلمہ میں اختلاف ہے۔ اس کی سات لغات ہیں یعنی انکی انتہا سات تک ہوتی ہے۔ نیز !اختلاف کبھی الفاظ مترادفہ کی وجہ سے اور حرکات کی وجہ سے اور کبھی صلات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس سے فساد کا خطرہ پیدا ہوا خود جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ حیات میں ھشام بن حکیم کی اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے درمیان اختلاف ہوا۔ چونکہ اس وقت خود جناب رسول اللہ ﷺ سمجھانے والے موجود تھے۔ تو یہ اختلاف منجر الی الفساد نہیں ہوا لیکن حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے جب اسے منجر الی الفساد دیکھا تو حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں اسے ایک لغت پر جمع کر دیا گیا۔ اب اشکال یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے سہولت کر دی تھی۔ تو حضرت عثمانؓ نے اس کا خلاف کیوں کیا۔ بلکہ جس امر کو اس جدو جہد سے حاصل کیا گیا۔ اس کے نسخ کرنے کا حضرت عثمانؓ کو کیا اختیار تھا۔ تو کہا جائیگا کہ اس کی علۃ تو معلوم ہو گئی۔ کہ تسہیل کیلئے اجازت حاصل کی گئی۔ لیکن جیسے اولاً مؤلفۃ القلوب کو مال دیا جاتا تھا۔ باوجودیکہ قرآن مجید میں مصارف زکوٰۃ میں یہ سہم موجود ہے لیکن اس کو اٹھا دیا گیا کیونکہ علت ختم ہو گئی الاسلام یعلو البتہ فقہا میں سے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اب بھی اگر ضرورت لاحق ہو تو تالیف قلب کر کے اسلام میں داخل کر لینا چاہیئے۔ لیکن حضرت امام اعظمؒ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ وہ فرماتے ہیں اب اس کی ضرورت نہیں۔ اسلام بے نیاز ہو گیا۔ البتہ محققین احنافؒ اجازت دیتے ہیں۔ ایسے حفظ قرآن میں سہولت پیدا کرنے کیلئے اختلاف کی بڑھتی ہوئی رو کو روکتے ہوئے حضرت عثمانؓ نے باجماع صحابہ اسے ایک لغت قریش پر جمع کر دیا جس سے بچوں کے لئے حفظ قرآن اب آسان ہو گیا۔ اس سے نسخ لازم نہیں آتا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ الی سبعہ احرف ۷۴۷۔ اقرب الی التحقیق یہ ہے کہ قرآن مجید ایک ہی لغت لغت قریش پر نازل ہوا۔ جب سہولت کے لئے زیادتی طلب کی گئی تو زیادتی کر دی گئی۔ اب جس لغت میں قرأت ممکن ہو اس کی اجازت دی گئی۔ تو نزول قرآن کی سب سات لغات کی طرف نسبۃً مجازاً ہے۔ اس اعتبار سے کہ اب یہ سات لغات ایک لغت نازلہ کے حکم میں ہو گئے۔ کہ نماز میں انکی قرأت جائز ہے۔ جنابت اور حیض وغیرہ کی حالت میں قرأت کرنا حرام ہے۔ نیز !اس مقام پر سبعۃ احرف سے سات قرأت متواترہ جو قرأ میں شائع ذائع ہیں وہ مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ سب کے سب ایک لغت کے حکم میں ہیں۔ اور ایک ہی لغت کے الفاظ کا اختلاف اس میں کوئی آسانی نہیں۔ مثلاً مالک۔ ملک اور ملاک وغیرہ سب کے سب کو زبان پر ادا کرنا آسانی اور تنگی میں برابر ہے البتہ یہاں لغات مختلفہ مراد ہیں اور دوسری روایت جس میں حضرت ھشام بن حکیم کا قصہ مذکور ہے۔ ممکن ہے اس سے اختلاف بحسب اللغات مراد ہو۔ یا یہ اختلاف

سبعہ متواترہ میں ہو کیونکہ یہ اختلاف ثانی میں حضرت عمرؓ کے حملہ آور ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔ کیونکہ الفاظ قرآن میں تھوڑی سی تبدیلی بھی جائز نہیں ہے۔ تو اس حدیث کے اندر سبعہ احرف سے ممکن ہے سبعہ لغات مراد ہوں۔ یا قرآت سبعہ متواترہ اختلافی مراد ہوں۔ جو حضرت عمرؓ کے حملہ آور ہونے کا سبب بنا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مسادرۃ حملہ آوری ان قرآت میں اعراب وغیرہ کے اختلاف کی وجہ سے ہو۔ جو قرأت سبعہ میں واقع ہے۔ لیکن جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے کلام میں اختلاف حسب اللغات پر محمول فرمایا۔ پھر بھی ہمارا مدعی بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ کیونکہ جب نزول القرآن سات لغات پر ہوا تو اولی اور افضل یہ ہے کہ اعراب وغیرہ کے اختلاف پر نکیر نہ کیا جائے۔ تو اس اعتبار سے نزول القرآن علی سبعۃ احرف کے دونوں جگہ ایک ہی معنی مراد ہونگے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مقام بھی معرکۃ الاراء ہے جس میں مباحث مختلف ہیں۔ اوجز میں ہے کہ اس حدیث کو سبعہ احرف سے قرأت سبعہ جو اب رائج الوقت ہیں۔ مراد لینا خلاف الاجماع ہے۔ بلکہ مکی بن ابی طالب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جو شخص حضرت عاصم نافع کسائی وغیرہ کی قرأت کو حدیث کے سبعہ احرف کا مصداق قرار دیتا ہے۔ یہ عظیم غلطی پر ہے۔ کیونکہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے۔ کہ ان ائمہ کے علاوہ جو دوسرے حضرات سے قرأت ثابت ہے اور وہ مصحف عثمانی کے موافق ہے۔ وہ قرآن نہ ہو تو بالکل غلط ہے۔ لیکن اظہر یہی ہے کہ حدیث میں سبعہ احرف سے قرأۃ السبعۃ مراد ہیں۔ جس پر قسطلانیؒ نے فرمایا۔ کہ حافظ ابن حجرؒ ان حروف کی تعیین نہ کر سکے جن میں حضرت عمر اور ھشام بن حکیم کا اختلاف ہوا۔ البتہ اس سورۃ میں جو متواتر اور شاذ کا اختلاف تھا اس کو جمع کر دیا۔ اور قاضی عیاضؒ نے مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ سبعہ احرف سے سبعہ لغات مراد ہیں۔ یا سبعہ قرأت یا سبعہ احکام اور بھی اقوال ہیں۔

باب تَالِيفَ الْقُرْاٰنُ

ترجمہ۔ یعنی قرآن مجید کی ایک سورۃ کی آیات کو جمع کرنا یا مصحف میں سورت کو مرتب کر کے جمع کرنا ہے۔

حدیث (٤٦٣٥) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى ....اَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ جَاءَهَا اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَايَضُرُّكَ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرِيْنِيْ مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّيْ اُؤَلِّفُ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يُقْرَءُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَايَضُرُّكَ آيَةً قَرَأْتَ قَبْلُ اِنَّمَا نَزَلَ اَوَّلَ مَانَزَلَ

ترجمہ۔ حضرت یوسف بن ماھکؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ ام المؤمنین کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عراقی آدمی آیا جس نے پوچھا کفن کونسا اچھا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ تیرے لئے افسوس ہے۔ تجھے کیا نقصان دیتا ہے جو کفن بھی ہو کافی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اے ام المؤمنین آپ اپنا مصحف مجھے دکھلائیں انہوں نے فرمایا کیوں۔ عراقی نے کہا کہ شاید میں اس کے مطابق قرآن مجید کی تالیف کر سکوں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں مصحف ابن مسعود غیر مؤلف پڑھا جاتا ہے۔

مِنْهُ سُوْرَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ اَوَّلَ شَيْءٍ لَاتَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْالَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا وَلَوْنَزَلَ لَاتَزْنُوْالَقَالُوْا لَانَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا لَقَدْنَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَاِنِّيْ لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ وَمَانَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ اِلَّاوَاَنَاعِنْدَهٗ قَالَ فَاَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَاَمْلَتْ عَلَيْهِ اٰیَ السُّوْرَةِ..............

جو مصحف عثمانی کے خلاف ہے۔ فرمایا تجھے کوئی نقصان نہیں جس حصہ کو بھی پہلے پڑھو کوئی حرج نہیں سنو! پہلے پہل جو قرآن نازل ہوا وہ سورۃ مفصل کی تھی جس میں بہشت اور دوزخ کا ذکر تھا۔ یہانتک جب لوگ اسلام میں دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ تو بعد ازاں حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر اول میں لا تشربوا الخمر شراب نہ پیو کا حکم نازل ہوتا تو لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو شراب کو کبھی نہیں چھوڑینگے۔ اس طرح اگر لاتزنوا زنا نہ کرنے کا حکم نازل ہوتا تو لوگ کہتے ہم زنا کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ مکہ معظمہ میں محمد ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب کہ میں ایک چھوکری تھی جو کھیل رہی تھی۔ آیت یہ ہے بلکہ قیامت ان کا وعدہ ہے۔ جو بڑی مصیبت والی اور کڑوی ہے۔ سورہ بقرہ اور نسا جن میں احکام کا ذکر ہے یہ اس وقت نازل ہوئیں جبکہ مدینہ میں میں آپ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھی۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنا مصحف نکالا او سورتوں کی آیات اس کو لکھوائیں۔

حدیث (٤٦٣٦) حَدَّثَنَا اٰدَمُ.....سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهٰ وَالْاَنْبِيَاءِ اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاَوَّلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ......

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ سورہ بنی اسرائیل کہف. مریم. طٰہٰ اور انبیاء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ پہلی عمدہ سورتیں ہیں اور یہ قدیمہ میں سے ہیں۔

حدیث (٤٦٣٧) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ..... سَمِعَ الْبَرَاءَؓ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ قَبْلَ اَنْ يَّقْدَمَ النَّبِيُّ ﷺ........

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے میں سبح اسم ربک سیکھ چکا تھا۔

حدیث (٤٦٣٨) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ...... قَالَ عَبْدُاللّٰهِؓ قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَءُ هُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں ان ہم مثل سورتوں کو جانتا ہوں۔ جنہیں جناب نبی اکرم ﷺ ایک رکعت میں دو دو سورتیں پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ

وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَالِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اٰخِرُهُنَّ مِنَ الْحَوَامِيْمِ حٰمٓ الدُّخَانُ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ....

کھڑے ہوئے جبکہ ان کے ہمراہ علقمہ داخل ہوئے تھے۔ اور وہ اب نکلنے لگے تو ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ مفصلات کی پہلی بیس ۲۰ سورتیں ہیں جو ابن مسعودؓ کی ترتیب پر ہیں۔ جن کا آخری حم الدخان اور عم یتسالون ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ قرآن مجید کی ترتیب دو قسم ہے۔ آیات کی ترتیب جو بالاجماع توقیفی ہے۔ کیونکہ آیات کی ترتیب خود آنحضرت ﷺ نے دی تھی۔ فرماتے ہیں کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں رکھو۔ اور اس آیت کو فلاں سورۃ میں۔ دوسری تالیف سور ہے۔ جس کے اندر اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ یہ بھی توقیفی ہے۔ کہ جب آخر عمر میں حضرت جبرائیلؑ دو مرتبہ آپؐ سے قرآن کا دور کرنے آئے تھے تو وہ اسی موجودہ ترتیب پر تھا۔ لیکن بعض فرماتے ہیں کہ ترتیب سور توقیفی نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کا اجتھاد ہے۔ خواہ وہ اجتہاد آنحضرت ﷺ کے کسی فعل سے مستنبط ہو یا کسی اور طریقہ سے ہو۔ تو سور کی ترتیب کا اس اعتبار سے توقیفی ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اب اشکال تھا کہ نزول میں اس ترتیب کو کیوں ملحوظ نہ رکھا گیا۔ تو حضرت عائشہؓ اس کا جواب دیتی ہیں۔ کہ ابتداء میں لوگوں کے قلوب منقاد اور فرمانبردار نہیں تھے۔ اسلئے اس وقت احکام نازل نہ ہوئے۔ لوگ متنفر ہو جاتے۔ جب لوگوں کے دلوں میں انقیاد کا مادہ پیدا ہو گیا۔ تو اب احکام کی سورتیں مثلاً سورۂ بقرہ و نساء وغیرہ نازل کی گئیں۔ آج جو ہمارے ہاں قابل اعتماد ترتیب ہے وہ یہی مصحف عثمانی والی ترتیب ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ آخرھن من الحوامیم ۷ ۷۴۔ ۲۶ یعنی ان سورتوں کے آخر میں۔ حوامیم ہیں۔ اس سے ان کا حقیقی آخر ہونا لازم نہیں آتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث باب سے معلوم ہوتا تھا کہ الدخان اور عم یتسائلون میں سے عم یتسائلون آخر ہے۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے اس توہم کا دفعیہ کیا کہ اس سے حقیقی آخر ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ یہ سور رتیں ترتیب کے اعتبار سے آخر ہیں اور بھی آخر ہو سکتی ہیں۔

بَابُ كَانَ جِبْرَائِيْلُ يُعْرِضُ الْقُرْاٰنَ

ترجمہ۔ جبرائیلؑ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ اَسَرَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ يُعَارِضُنِيْ

ترجمہ۔ حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے راز داری کے طور پر مجھے بتلایا کہ حضرت جبرائیلؑ ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔

بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ وَاَنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِي ....

اور اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری وفات قریب آگئی ہے۔

حدیث (۴۶۳۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَاَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِاَنَّ جِبْرَائِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرَائِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ بھلائی کی سخاوت کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ سخاوت رمضان کے مہینہ میں ہوتی تھی۔ کیونکہ جبرائیلؑ رمضان شریف کے مہینہ کی ہر رات آپؐ سے ملاقی ہوتے تھے یہانتک کہ مہینہ ختم ہو جاتا۔ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ ان پر قرآن کا دور کرتے تھے۔ پس جبرائیلؑ آپؐ سے ملتے تو آپؐ سخت آندھی سے بھی زیادہ بھلائی کی سخاوت کرنے والے ہوتے۔

حدیث (۴۶۴۰) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ.. عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْاٰنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ پر قرآن مجید کا دور ہر سال ایک مرتبہ ہوتا تھا جس سال آپؐ کی وفات ہوئی۔ اس سال دو مرتبہ دور قرآن ہوا اور ویسے ہر سال آپؐ دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے جس سال وفات ہوئی اس سال بیس ۲۰ دن اعتکاف بیٹھے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ چونکہ حفظ قرآن اور بیان قرآن کا ذمہ خود باری تعالے نے لیا تھا۔ بنابریں اس ذمہ داری کے مطابق مدارسۃ یعنی دور کرنے کے لئے جبرائیلؑ کو بھیجا جاتا تھا۔

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے حفاظ کتنے تھے۔

حدیث (۴۶۴۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَسْرُوْقٍؒ ذَكَرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ فَقَالَ

ترجمہ۔ حضرت مسروق سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کرتے تھے

لَااَزَالُ اُحِبُّهٗ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَسَالِمٍؓ وَمُعَاذٍؓ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ ....

تو فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ ان سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ قرآن مجید کو چار آدمیوں سے حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ سالمؓ معاذؓ اور ابی بن کعبؓ سے۔

حدیث(۴۶۴۲)حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ. قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُاللّٰهِؓ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْاَخَذْتُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِیْنَ سُوْرَةً وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ اِنِّیْ مِنْ اَعْلَمِهِمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَمَااَنَا بِخَیْرِهِمْ قَالَ شَقِیْقٌ فَجَلَسْتُ فِی الْحِلَقِ اَسْمَعُ مَایَقُوْلُوْنَ فَمَاسَمِعْتُ رَدًّایَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِكَ ....

ترجمہ۔ شقیق کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ہمیں خطبہ دیا۔ فرمایا کہ واللہ! میں نے خود جناب رسول اللہ ﷺ کے منہ سے ستر ۷۰ سے اوپر کچھ سورتوں کو حاصل کیا ہے واللہ اصحاب النبی ﷺ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں سے کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان میں سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق تابعی فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے مختلف حلقوں میں بیٹھتا تھا اس بات کو سننے کیلئے کہ وہ کیا کہتے ہیں پس میں نے کسی کی تردید نہیں سنی جو اس کے سوا کہتا ہو۔

حدیث(۴۶۴۳)حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُبْنُ کَثِیْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ کُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَءَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ سُوْرَةَ یُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَاهٰکَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَجْمَعُ اَنْ تُکَذِّبَ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ .....

ترجمہ۔ حضرت علقمہؒ تابعی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حمص کے شہر میں تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے سورۃ یوسف کی تلاوت کی تو ایک شخص نے کہا اس طرح نہیں اتاری گئی۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نے تو جناب رسول اللہ ﷺ پر جب اس کو پڑھا تھا تو آپؐ نے اسے اچھا قرار دیا تھا۔ اور اس کے منہ سے شراب کی بو کو پایا۔ تو فرمایا کہ کتاب اللہ کی تکذیب اور شراب خوری دونوں کو جمع کرتے ہو۔ پھر اس پر حد شرب قائم کی۔

حدیث(۴۶۴۴)حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِؓ وَاللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ مَااُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ اَیْنَ اُنْزِلَتْ وَلَااُنْزِلَتْ اٰیَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ تابعی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اس اللہ کی قسم ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ کتاب اللہ میں کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور اسطرح کتاب اللہ کی

فِيمَ أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللهِ تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ ....

کی کوئی آیت نہیں اتری مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر میں جانتا ہوتا۔ کہ کوئی شخص ایسا ہے جو کتاب اللہ کو میرے سے زیادہ جاننے والا ہے اور اونٹ اس تک پہنچ سکتے ہیں تو میں ضرور ان پر سوار ہو کر اس تک پہنچتا۔

حدیث (۴۶۴۵) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ ....

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں سارے قرآن کو کس نے حفظ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا چار آدمی ہیں۔ جو سب کے سب انصار میں سے ہیں۔ ابی بن کعبؓ۔ معاذ بن جبلؓ زید بن ثابتؓ اور ابو زید جن کے نام میں اختلاف ہے۔ سعد بن عمرو یا قیس بن اسکن۔

حدیث (۴۶۴۶) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ.. عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی۔ تو سوائے چار آدمیوں کے قرآن مجید کو اور کسی نے یاد نہیں کیا تھا ایک ابو الدرداءؓ ہیں دوسرے معاذ بن جبلؓ تیسرے زید بن ثابتؓ اور چوتھے ابو زیدؓ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پھر ہم اس کے وارث ہوئے۔

حدیث (۴۶۴۷) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ .....عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ عَلِيٌّ أَقْضَانَا وَأُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أُبَيٍّ وَأُبَيٌّ يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم سب میں سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا حضرت علیؓ ہے اور ہم میں سے سب سے بڑا قاری حضرت ابیؓ ہے بیشک ہم حضرت ابیؓ کی قرأت کو نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ حضرت ابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بالمشافہ جناب رسول اللہ ﷺ کے منہ سے لیا ہے۔ پس کسی چیز کی وجہ سے میں اسے نہیں چھوڑونگا۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا آپ کو بھلوا دیتے ہیں۔ تو ہم اس سے بہتر یا اسکی مانند لے آتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لم یجمع القرآن غیر اربعة۔ بظاہر حصر معلوم ہوتا ہے لیکن ملا علی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ یہ کلام حصر کیلئے نہیں۔ کیونکہ جنگ یمامہ میں ستر قراء شہید ہوئے جو وفات نبوی کے قریب کا واقعہ ہے۔ نیز !اس میں خلفائے اربعہ کا ذکر نہیں ہے۔ ان جیسا حریص علے الخیر حفظ قرآن کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ حالانکہ ہمارے اس گئے گذرے زمانہ میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ پائے جاتے ہیں۔ تیسرے مہاجرین کا ذکر نہیں ہے۔ تو حدیث انسؓ کے ابو بکر باقلانی نے کئی جواب دیئے ہیں۔(۱) مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں۔(۲) جمع علے جمیع الوجوہ والقراٰۃ مراد ہو۔(۳) ناسخ منسوخ کا علم ان چار کے سوا کسی کو نہیں۔(۴) تلقی سے مراد بلاواسطہ جناب رسول اللہ ﷺ سے حاصل کرنا ہے۔(۵) یہ حصر اپنی دانست کے مطابق ہے۔(۶) جمع سے کتابت مراد ہے۔ کہ بعض نے محض حفظ کیا اور ان چار نے حفظ بھی کیا اور لکھا بھی۔ یا جمع سے سمع وطاعت مراد ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ محض احتمالات ہیں۔ دراصل یہ اوس وخزرج کا مقابلہ ہوا جس کو ابن جریر نے نقل کیا ہے۔ کہ اوس نے اپنے چار حضرات باکمال ذکر کئے تو خزرج نے اپنے چار حفاظ قرآن کو پیش کیا۔ بنابریں حضرت انسؓ خزرجی فرماتے ہیں کہ ہم اس کے وارث بنے اور ابو زید حضرت انسؓ کے چچاؤں میں سے ہیں تو وہ بھی خزرجی ہوئے

بَاب فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

حدیث(۴۶۴۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُعَلّٰیؓ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ اُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةً فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید بن المعلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلا لیا جس پر شغل کی وجہ سے میں لبیک نہ کہہ سکا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا اسلئے حاضر نہ ہو سکا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمھیں پکارے تو فوراً اس پر لبیک کہو اور حاضر ہو جاؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ مسجد سے خارج ہونے سے پہلے کیا میں تمھیں ایسی سورت نہ سکھلاؤں جو قرآن مجید میں سب سے بڑی عظمت والی سورۃ ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا جس پر آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مسجد میں مشغول رہے۔ جب ہم نے مسجد سے نکلنا چاہا تو میں نے یاد دلاتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ نے قرآن مجید کی ایک عظیم سورہ سکھلانے کا وعدہ فرمایا تھا وہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ الحمد للہ رب العالمین ہے یہ سورۃ فاتحہ سبعہ مثانی اور وہ قرآن عظیم ہے جسے مجھے دیا گیا ہے۔

حدیث (۴۶۴۹) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا فِیْ مَسِیْرٍ لَّنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِیَةٌ فَقَالَتْ اِنَّ سَیِّدِ الْحَیِّ سَلِیْمٌ وَاِنَّ نَفَرَنَا غَیْبٌ فَهَلْ مِنْکُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَاکُنَّا نَاْبُنُهٗ بِرُقْیَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَءَ فَاَمَرَلَهٗ بِثَلٰثِیْنَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَالَهٗ اَتُحْسِنُ رُقْیَةً اَوْکُنْتَ تَرْقِیْ قَالَ لَامَا رَقَیْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْکِتَابِ وَقُلْنَالَاتُحْدِثُوْا شَیْئًا حَتّٰی تَاْتِیْ اَوْ نَسْئَلَ النَّبِیَّ ﷺ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ ذَکَرْنَاهُ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ وَمَا کَانَ یُدْرِیْهِ اَنَّهَا رُقْیَةٌ اَقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ بِسَهْمٍ وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ الخ .عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ بِهٰذَا ....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں تھے کہ ایک جگہ ہم نے پڑاؤ کیا تو ایک لڑکی آکر کہنے لگی کہ ہمارے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے لوگ موجود نہیں ہیں وہ گھروں سے باہر ہیں۔ کیا تم سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے تو وہ میرے ساتھ چلے۔ تو ایک آدمی اس کے ساتھ جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جس کو ہم جھاڑ پھونک کرنے والا گمان نہیں کرتے تھے جس نے جا کر جھاڑ پھونک کیا جس سے وہ سردار تندرست ہو گیا جس نے انعام کے طور پر تیس ۳۰ بکریاں دینے کا حکم دیا۔ اور ہم سب کو اس نے دودھ بھی پلایا۔ تب وہ صحابی واپس لوٹا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ تم جھاڑ پھونک کرنے میں مہارت رکھتے ہو یا جھاڑ پھونک کیا کرتے ہو اس نے کہا نہیں میں نے تو صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔ تو ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان بکریوں میں ابھی کوئی حصہ نہ کرو جب تک ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر اس کے متعلق سوال نہ کرلیں۔ پس جب ہم لوگ مدینہ واپس پہنچے تو ہم نے اس واقعہ کا آپؐ سے تذکرہ کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اسے کس نے بتایا تھا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے۔ بہر حال بکریوں کو ساتھیوں پر تقسیم کرو اور میرا حصہ بھی اس میں مقرر کرلو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ولا تجدیو م شیئا یعنی ان بکریوں میں کسی قسم کا تصرف نہ کرو نہ تو انہیں تقسیم کرو اور نہ کسی کو ہبہ اور بخشش کرو۔ یہ حدیث کتاب الاجارۃ میں گذر چکی ہے اور جھاڑ پھونک کے بارے میں اور دیگر مسائل حدیث کے بارے میں وہاں طویل بحث ہو چکی ہے۔ تاہم اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی آیات اور ذکر اللہ سے جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے اور اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا اور پھونک مارنا افعال مباحہ میں سے ہیں۔ اور شرح السنۃ میں ائمہ اربعہ کا یہی مسلک نقل کیا گیا ہے البتہ اسے پیشہ نہ بنایا جائے ۔

باب فَضْلُ الْبَقَرَةَ

حدیث(٤٦٥٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الخ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرءَ بِاٰيَتَيْنِ وَبِسَنَدِ اَبِىْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ قَرءَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِىْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ. الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رات کے کسی حصہ میں سورۃ بقرہ کی آخر کی دو آیات پڑھ لیں تو وہ اسے قیام لیل سے کافی ہو جائیں گی یا شرور اور مصائب سے حفاظت کریں گی۔

حدیث(٤٦٥١) قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ الخ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ وَكَّلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَصَّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَءْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظًا وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ الحديث

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے فطرانہ کے غلہ کی حفاظت کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور غلہ کے چلو بھرنے لگا۔ جسے میں نے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تیرا معاملہ ضرور جناب رسول اللہ ﷺ کے پیش کرونگا۔ پھر ساری حدیث بیان کی۔ بالآخر شیطان نے کہا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ نگران تمھارے ساتھ رہے گا دوسرے صبح تک شیطان تمھارے قریب نہیں آئیگا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تھا تو وہ بہت جھوٹا لیکن تم سے سچی بات کہہ گیا۔ وہ شیطان تھا جو انسانی شکل میں چوری کرتا ہوا پکڑا گیا۔

تشریح از شیخ مدنی۔ کفتاہ..... ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ ان دو آیتوں کو نماز میں پڑھنا قیام الیل سے کافی ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ صلوۃ میں پڑھنے سے بھی قیام الیل کا ثواب ملیگا۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ قراۃ قرآن سے کافی ہو گا۔ تو یہ ادنی ماتجوزبہ الصلوۃ ہو گا۔ اور تیسری توجیہ یہ ہے کہ کفتاہ عن مکائد الشیطان کہ شیطان کی چیرہ دستیوں سے کفایت اور حفاظت کریگی۔ اور ؍ہ آمن الرسول سے آخر تک ہے۔

باب فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

حدیث (۴۶۵۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ......

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے طرف ایک عمدہ گھوڑا دو باگوں سے بندھا ہوا تھا تو اس شخص کو ایک بدلی نے آگھیرا۔ جو قریب سے قریب تر ہوتی جاتی تھی۔ اور گھوڑے نے اس سے بدکنا شروع کر دیا جب صبح ہوئی تو وہ شخص صحابی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا۔ یہ سکون اور اطمینان کی بدلی تھی۔ جو قرآن مجید کی بدولت نازل ہوئی تھی۔

باب فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

حدیث (۴۶۵۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ..... عَنْ أَبِيْهِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ

ترجمہ۔ حضرت اسلم محضرمیؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کے وقت کسی سفر میں چل رہے تھے۔ کہ حضرت عمر بن الخطابؓ بھی ان کے ہمراہ جارہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کسی چیز کے بارے میں آپؐ سے سوال کیا۔ جس کا جناب رسول اللہ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا تو بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تیسری مرتبہ پوچھا تو کچھ جواب نہ ملا۔ حضرت عمرؓ اپنے آپ سے کہنے لگے عمر تمھیں تمھاری ماں گم کرے۔ تو نے تین مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ چڑھ کر سوال کیا

حَتّٰی کُنْتُ اِمَامَ النَّاسِ وَخَشِیْتُ اَنْ یَنْزِلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا یَصْرُخُ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَکُوْنَ نَزَلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اللَّیْلَۃَ سُوْرَۃٌ لَھِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔

لیکن ہر مرتبہ آپؐ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید کوئی ناراضگی ہو۔ تو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی یہاںتک کہ میں سب لوگوں سے آگے ہو گیا۔ البتہ مجھے یہ خدشہ ضرور تھا۔ کہ کہیں میرے بارے میں قرآن کا کوئی حصہ نازل نہ ہو جائے۔ لیکن میں ابھی تھوڑی دیر ٹھہرا نہیں تھا کہ میں نے ایک چیخنے والے کی پکار کو سنا جو مجھے آواز دے رہا تھا میں نے دل میں کہا کہ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ نازل ہو جائے۔ بہر حال میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ پر سلام پڑھا تو آپؐ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے۔ جو میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ جن پر سورج نے طلوع کیا ہے۔ پھر آپؐ نے انا فتحنا لک فتحا مبینا سورۃ فتح کی قراۃ فرمائی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لقد خشیت ان ینزل فی القرآن ۷۷۔۴۹ حضرت عمرؓ خوب جانتے تھے کہ میرا آگے بڑھ جانا اور آپؐ سے دور ہو جانا اگر وحی نے نازل ہونا تھا تو یہ اس سے مانع نہیں ہو سکتا۔ بایں ہمہ وہ آگے اس لئے چلے گئے۔ کہ بار بار سوال کرنے سے میں آنحضرت ﷺ کی پریشانی کا باعث بنا۔ جب میں دور چلا جاؤں گا تو جو پریشانی آپ کو لاحق ہوئی وہ دور ہو جائیگی۔ اور جب غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا تو وحی میرے بارے میں نازل نہیں ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جیسا کہ طبرانی نے ابن مسعود سے اسکی تصریح نقل کی ہے کہ یہ عمرۃ الحدیبیہ کا واقعہ ہے۔ اور بعض رواۃ کے نزدیک وہ مقام ضجنان ہے۔ اور بعض کے نزدیک کراع الغمیم ہے۔ اور بعض نے مقام جحفہ کو قرار دیا ہے ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ یہ سب مقامات ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ فلم یجبہ سے معلوم ہوا کہ ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں۔ بعض دفعہ خاموشی جواب ہوتا ہے۔ البتہ حضرت عمرؓ کا بار بار سوال کرنا تو اس وجہ سے تھا کہ ان کا گمان ہو شاید آپؐ نے نہیں سنا۔ یا کوئی اہم مسئلہ ہو جس کو انہوں نے پوچھنا تھا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپؐ نے بعد ازاں انہیں جواب دیا ہو۔ جس کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ اور آپؐ نے اولاً نزول وحی میں مشغول ہونے کی وجہ سے جواب نہ دیا ہو۔ اور صاحب تیسیر نے لکھا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کو خیال گذرا کہ میرے سوال کرنے میں بے ادبی ہو گئی۔ اس لئے اونٹ کو بھگا کر لے گئے۔ کہ کہیں قرآن میرے بارے میں نازل نہ ہو جائے۔

باب فَضْلِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

حدیث (۴۶۵۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ

ترجمہ۔ حضرت ابی سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً یَقْرَءُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلَ یَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَزَادَ اَبُوْمَعْمَرٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَخِیْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ اَنَّ رَجُلاً قَامَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ یَقْرَءُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَایَزِیْدُ عَلَیْهَا فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اَتَی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ نَحْوَهٗ .....

ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے سنا کہ وہ قل ھواللہ احد پڑھ رہا ہے۔ اور اسے باربار دھرارہا ہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ گویا کہ وہ اس کو حقیر سمجھ رہا تھا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک سورہ اخلاص تو قرآن مجید کے تیسرے حصہ کے برابر ہوتی ہے۔ اور ابوالعمر نے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ کہ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ میرے بھائی قتادة بن النعمان نے مجھے بتلایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی نے سحری کے وقت کھڑے ہو کر قل ھو اللہ احد کو پڑھا جس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کر رہا تھا۔ جب ہم لوگ صبح میں داخل ہوئے تو ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر اس طرح قصہ بیان کیا۔

حدیث (۴۶۵۵) حَدَّثَنَا عُمَرُبْنُ حَفْصٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَقْرَءَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ وَقَالُوْا اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ الْفِرَبْرِیُّ سَمِعْتُ اَبَاجَعْفَرٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِیِّ مُسْنَدٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں قرآن کا تیسرا حصہ پڑھنے سے قاصر ہے۔ تو یہ بات صحابہ کرام کو شاق گذری۔ کہنے لگے کہ ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ یارسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ الواحد الصمد ثلث قرآن ہے۔ فربری فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ روایت ابراہیم کے واسطہ سے مرسل ہے لیکن ضحاک مشرقی کے واسطہ سے مسند ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ ثلث القرآن یا تو یہ برابری اجر وثواب میں ہے۔ یا مضامین میں معادلہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایک حصہ احکام ہیں۔ اور ایک حصہ توحید وصفات پر مشتمل ہے۔ قل ھو اللہ احد میں توحید وصفات پائی جاتی ہیں۔ نیز! یاد رہے کہ امام بخاریؒ عموماً منقطع پر لفظ مرسل اطلاق کرتے ہیں ورنہ اصطلاح یہ نہیں ہے۔ اور متصل پر مسند کا اطلاق بھی انکی ایجاد ہے۔

باب فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

حدیث(٤٦٥٦)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَءُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّااشْتَدَّ وَجْعُهٗ كُنْتُ اَقْرَءُ عَلَيْهِ اَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب بھی جناب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو جاتے تھے تو آپؐ اوپر معوذتین قل اعوذبرب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تھے اور بدن پر دم کرتے تھے اور جب آپؐ کی بیماری سخت ہو جاتی یعنی ہوش نہ رہتی۔ تو میں یہ سورتیں آپؐ پر دم کرتی تھی اور آپؐ کے ہاتھ کی برکت کی امید رکھتے ہوئے اس کو آپؐ کے بدن پر پھیرتی تھی۔

حدیث(٤٦٥٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَءَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ .وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ .وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَااسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ وَيَبْدَءُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَااَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب ہر رات کو اپنے بستر پر آرام کرنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر لیتے پھر ان میں تین سورتیں پڑھ کر دم کرتے قل هوا لله احد .قل اعوذ برب الفلق اورقل اعوذ برب الناس۔ پھر بدن کے جس قدر حصہ تک ممکن ہوتا ان دونوں کو بدن پر پھیرتے۔ جس کی ابتداء آپؐ اپنے سر مبارک سے کرتے۔ اور اپنے چہرے کے اس حصہ سے کرتے جو بدن کے اگلے حصہ میں ہے۔ ایسا ہر رات تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفث پہلے ہو۔ اور قرأۃ معوذتین بعد میں ہو حالانکہ اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہے۔ تو یہ سہو راوی پر محمول ہوگا۔ اس لئے کہ قرأۃ کے توسل اور برکت سے انسانی بدن کی حفاظت ہوتی ہے۔ یا تقدیم نفث کی وجہ جادوگروں کی مخالفت کرنا ہے۔ واللہ اعلم

باب نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرْأَةِ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ قرآن مجید پڑھتے وقت سکینہ اور فرشتوں کا اترنا۔

حدیث(٤٦٥٨)وَقَالَ اللَّيْثُ ......عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَءُ مِنَ الَّيْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطٌ عِنْدَهٗ اِذْجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَءَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَءَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهٗ فَلَمَّا اجْتَرَّهٗ رَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى مَايَرَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهٗ اِقْرَءْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَءْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَأَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَااَرَاهَا قَالَ اَتَدْرِيْ مَاذَاكَ قَالَ لَاقَالَ تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ ....

ترجمہ ۔ حضرت اسید بن حضیرؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا جب وہ رات کے وقت سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے۔اور انکا گھوڑاان کے پاس بندھا ہوا تھا۔ تو اچانک وہ کودنے لگا۔ تو وہ پڑھنے سے خاموش ہو گئے تو گھوڑے کو بھی سکون آگیا۔ پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ تو گھوڑا کودنے لگا یہ خاموش ہو گئے تو وہ ٹھہر گیا۔ پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ تو یہ نماز سے پھرے کیونکہ ان کا لڑکا یحیٰی گھوڑے کے قریب تھا۔ انہیں ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا بچے کو گزند نہ پہنچائے۔ پس جب انہوں نے اپنے بچے یحیٰی کو اس خطرناک مکان سے کھینچ لیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا جب صبح ہوئی۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ کو واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابن حضیر پڑھتے رہتے اور ابن حضیرؓ پڑھتے رہتے۔انہوں نے جواباً کہا یارسول اللہ ﷺ ! میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں میرے بیٹے یحیٰی کو روند نہ ڈالے جو اس کے قریب پڑا تھا۔ بہر حال میں نے سجدہ سے اپنا سر اٹھایا اور اس بچہ کی طرف پھر کر آیا تو میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بند ہونگے چھاتے کی طرح بدلی ہے جس میں چراغوں کی طرح روشنی ہے۔ پس وہ چلی گئی یا عرجت ہے تو اوپر کو چڑھ گئی یہانتک کہ میں اسے نہ دیکھ سکا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

آپؐ نے فرمایا یہ فرشتوں کی جماعت تھی جو تمہاری آواز کے لئے قریب آگئی اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ ان کو آنکھوں سے دیکھتے جوان سے چھپ نہ سکتے۔ابن الھاد فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے ابو سعید خدری عن اسید بن حضیر سے بیان کی ہے

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ینظر الناس الیھا ۷۵۰ اگر ایسا ہو جاتا تو یہ حضرت اسید بن حضیرؓ کی کرامت ہوتی۔

ورنہ عادت یہ ہے کہ اگرچہ فرشتے ہمارے اندر رہتے ہیں لیکن پھر بھی نہیں دیکھے جاسکتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ تقدیر معلق کے طور پر جناب نبی اکرم ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اگر یہ قراۃ جاری رکھتے تو فرشتے لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتے۔ ورنہ صرف فرشتے کے حاضر ہونے سے ان لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا لازم نہیں آتا۔ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے کسی فرد کا فرشتوں کو دیکھنا جائز ہے۔ صحیح یہ ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ فرد صالح ہو اور اسکی آواز بھی اچھی ہو۔ تو اس حدیث سے ایک تو قراۃ قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی۔ دوسرے یہ کہ قراۃ قرآن نزول رحمت اور حضور ملائکہ کا باعث ہے۔ اور ما تتواری منھم سے اشارہ ہے کہ فرشتے استغراق کی وجہ سے عدم اختفا پر مدام رہتے۔ حالانکہ چھپے رہنا ان کی شان ہے۔ اور اس حدیث سے حضرت اسید بن حضیر کی منقبت ثابت ہوئی۔ نیز ! سورۂ بقرہ کی فضیلت اور خشوع فی الصلوۃ کی فضیلت بھی واضح ہوئی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیاوی امور میں مشغول ہو جانا اگرچہ وہ امر مباح کیوں نہ ہو۔ خیر کثیر کے فوت ہو جانے کا باعث بن جاتا ہے۔ اگر امر غیر مباح ہو وہ تو بطریق اولی محرومی کا باعث ہوگا۔

باب مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِلَّامَا بَيْنَ الدَّفَتَيْنِ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ جو کچھ مصحف میں موجود ہے آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے یہی چھوڑا ہے۔ اس سے زائد کچھ نہیں ہے۔

حدیث(۴۶۵۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلٰی ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ لَهٗ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ اَتَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَاتَرَكَ اِلَّامَابَيْنَ الدَّفَتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِؒ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَاتَرَكَ اِلَّامَابَيْنَ الدَّفَتَيْنِ .....

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیز بن رفیعؒ فرماتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو آنحضرت ﷺ کے عم زاد ہونے کی وجہ سے زیاہ واقف حال تھے۔ تو شداد بن معقلؒ نے اسے کہا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید کا کوئی حصہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے فرمایا جو کچھ قرآن مجید کی ان دو جلدوں کے درمیان ہے وہی آپؐ نے چھوڑا ہے۔ پھر ہم محمد بن حنیفہؒ کے پاس گئے جو حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ان سے ہم نے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ دفتین کے درمیان ہے وہی آپؐ نے چھوڑا ہے۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ یہاں سے روافض پر رد کرنا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ تیس پارے سے زائد اور دس پارے قرآن مجید کے تھے۔ جو اہل السنۃ والجماعۃ کے خوف سے حضرت علیؓ نے چھپائے۔ جو برابر انکی اولاد میں چلے آرہے ہیں۔ اور ان آخری پاروں میں۔ حضرت علیؓ کی خلافت کے بارے میں لکھا ہوا تھا۔ لیکن یہ سب ان کا جھوٹ ہے۔ اگر کوئی حصہ زائد ہوتا تو حضرت محمد بن حنفیہؒ کو ضرور علم ہوتا۔

26
1

کیونکہ وہ حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں وہ تو صرف مابین الدفتین کو قرآن مجید کہہ رہے ہیں۔ اور اس طرح ابن عباسؓ آپؑ کے عم زاد ہیں

بَاب فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ

ترجمہ۔ قرآن مجید کی باقی کلاموں پر فضیلت کے بیان میں۔

حدیث(٤٦٦٠) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَرِیْحُهَا طَیِّبٌ وَالَّذِیْ لَایَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَلَارِیْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَهَا ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اسکی مثال سیب کی طرح ہے۔ جس کا ذائقہ اچھا اور خوشبو بھی اچھی۔ اور جو قرآن نہیں پڑھتا اسکی مثال کھجور کی طرح ہے۔ جس کا ذائقہ اچھا ہے لیکن اس کی خشبو نہیں ہے۔ اور جو فاسق فاجر قرآن پڑھتا ہے اسکی مثال نازبوٹی (بیری) کی طرح ہے جسکی خوشبو اچھی ہے ذائقہ کڑوا ہے۔ اور فاسق بد معاش قرآن مجید نہیں پڑھتا۔ اسکی مثال کوڑتمے کی طرح ہے جس کا ذائقہ کڑوا اور خوشبو بلکل نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ پھلوں میں سے سیب کی تخصیص اس لئے کی گئی۔ کہ اس کا ذائقہ اور خوشبو دونوں عمدہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس کا حجم بڑا ہے۔ خوش شکل ہے۔ اور جن اس کے قریب نہیں آتا۔ یہ بات قرآن کے مناسب ہے۔ اور اس کے دانے کا غلاف سفید ہوتا ہے۔ جو مؤمن کے قلب کے مناسب ہے۔ ان وجوہ سے یہ افضل الفواکہ ہوا۔ جس طرح کہ قرآن افضل الکلام ہے۔

حدیث(٤٦٦١) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَامِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمھاری عمریں گذشتہ امم کے مقابلہ میں ایسی ہیں۔ جیسے عصر کی نماز اور سورج غروب ہونے کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ اب سنو! تمھاری اور یہود ونصاری کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے۔ کہنے لگا کون شخص ہے جو میرے لئے ایک قیراط اجرت پر دوپہر تک کام کرے تو یہود نے وہ کام

فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ اَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرَ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ شِئْتُ..

اپنے ذمہ لے لیا۔ پھر بولا کون شخص ہے جو دوپہر سے لیکر عصر تک ایک قیراط اجرت پر میرے لئے کام کرے تو اس کی ذمہ داری نصاری نے لے لی ۔ پھر ہم لوگوں نے دودو قیراط اجرت پر عصر سے مغرب تک کام کیا۔ تو یہود و نصاری اعتراض کرنے لگے کہ عمل ہمارا زیادہ اور اجرت تھوڑی۔ مالک نے کہا کہ بتلاؤ میں نے تمہارے حق اجرت سے کوئی کمی کی ہے کہنے لگے نہیں۔ تو فرمایا یہ میرا کرم وفضل ہے میں جس کو چاہوں دے دوں کسی کو کیا اعتراض ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ نحن اکثر اعمالاً ۱۵۱۷۔۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں امتوں کے درمیان مقابلہ اور موازنہ وقت کے اعتبار سے نہیں۔ بلکہ مشقت کے اعتبار سے ہے۔ کہ عبادات کی ادائیگی میں امم سابقہ نے بڑی مشقتیں برداشت کیں۔ بخلاف امة محمدیه علی صاحبها الصلوة والسلام کے کہ وہ اقل اعمالاً واکثر جزاءً ہے۔ جس کا مشاہدہ لیلة القدر. عشر ذوالحجه کے روزے۔ عرفہ وغیرہ کے روزے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ عمل تھوڑا اور جزا زیادہ اس طرح قرآن مجید ہے جو سھل ہے اس کا حجم چھوٹا ہے بایں ہمہ اس کے قاری کو بے انتہا ثواب اور اجر ملتا ہے اس لئے کہ اس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ ثواب خارج صلوۃ اور بے وضو پڑھنے پر ہے جب با وضو ہو اور قرآن کو نماز میں پڑھے تو اس کے اجر وثواب کی کوئی حد نہیں ہے۔ مزید براں قاری قرآن کی جو قدر منزلت ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ جس کا روایات میں بسط وتفصیل کے ساتھ بیان موجود ہے اس تقریر سے روایت کو ترجمہ سے مطابقت ثابت ہو جائے گی ورنہ بظاہر روایت میں قرآن کا ذکر نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ نحن اکثر عملاً واقل عطاءً پر جو اشکال وارد ہوتا تھا علماء کرام نے اس کے کئی جواب دیے ہیں۔ قطب گنگوہیؒ کا جواب بھی ان میں سے ایک ہے۔ اور حافظؒ نے ایک جواب یہ بیان کیا ہے کہ تشبیہ اور تمثیل من کل الوجوہ نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ احادیث میں کہیں تصریح نہیں ہے کہ یہ دونوں قومیں اکثر اعمالاً تھیں۔ اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ اکثر عملاً سے اکثر زماناً ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے ان کے زمانہ میں اعمال شاقہ ہوں۔ جیسے کہ لاتحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا سے معلوم ہوتا ہے قرأة خارج الصلوة بغیر طہر چنانچہ مشکوۃ میں بروایۃ ترمذی دارمی موجود ہے۔ کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا۔ اس کو اس کے بدلہ ایک نیکی کا ثواب ملیگا۔ اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ اور احیاء العلوم میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے حدیث منقول ہے۔ جس میں بغیر وضو اور خارج صلوۃ باوضو اور داخل صلوۃ کا ثواب بیان کیا گیا ہے۔ اور دیلمی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ من قرأه في غير صلوة كان له بكل حرف عشر حسنات ...... اور قاری کے اعزاز واکرام کے بارے میں

اپنے رسالہ فضائل القرآن میں چالیس حدیثیں نقل کی ہیں۔ جو اردو زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ مطابقۃ الروایت بالترجمہ کو علامہ عینیؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ اس امت کو دیگر امم پر فضیلت قرآن مجید کی بدولت ہے۔ جس پر عمل کرنے کا امت محمدیہ کو حکم دیا گیا ہے تو جب ان کی فضیلت قرآن مجید کی بدولت ثابت ہوئی تو خود قرآن کی فضیلت بھی ثابت ہو گئی۔ جس سے بڑی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے قسطلانیؒ اور کرمانیؒ نے یہ بھی توجیہ ذکر فرمائی ہے جن سے علامہ عینیؒ نے اخذ کیا ہے۔

بَاب الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللّٰهِ

حدیث (۴۶۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَوْفَىؓ أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوْا بِهَا وَلَمْ يُوْصِ قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ ....

ترجمہ۔ حضرت طلحہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ سے پوچھا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیۃ کرنا کیوں فرض کیا گیا۔ لوگوں کو تو وصیت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور خود وصیت نہیں فرمائی۔ فرمایا کہ آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔

بَاب مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو گانے سے نہیں پڑھتا۔

وقوله تعالى اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ.

حدیث (۴۶۶۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ ﷺ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهٗ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهٖ ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو کسی چیز کے لئے اسقدر اجازت نہیں دی جسقدر کہ نبی کو قرآن کے گانے کی اجازت دی ہے۔ ان کے ایک شاگرد فرماتے تھے کہ اس سے آپ کا منشا یہ تھا کہ اونچی آواز سے قرآن کو پڑھتے تھے

حدیث (۴۶۶۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالے نے کسی چیز کی اسقدر

مَا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيْرُهٗ مَا يَتَغَنّٰى بِهٖ ......

اجازت نہیں دی جسقدر اپنے نبی کو قرآن سے غنا حاصل کرنے کی فرمائی۔ چنانچہ سفیان اسکی تفسیر یہی غنی حاصل کرنے سے کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ مدنیؒ۔ بعض روایات میں لم یاذن اللہ بشئ...... آیا ہے۔ یاذن اذن سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی کان لگانا۔ توجہ کرنا۔ اگر اذن سے ماخوذ ہو تو اجازت دینے کی معنی ہونگے۔ اس معنی کے اعتبار سے تغنی کی اجازت قرآن کے ساتھ مخصوص ہوگی۔ بعض روایات میں لبنی اور بعض میں للبنی وارد ہوا ہے۔ اگر اذن بمعنے توجہ کرنے کے ہوں۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ نبی جب تغنی بالقرآن کرتے ہیں تو اللہ تعالے توجہ فرماتے ہیں اور دوسرے معنی کے اعتبار سے تغنی سے حسن صورت مراد ہوگا۔ اسی بنا پر بعض حضرات نے متغنی کی تفسیر تجھر سے کی ہے۔ اور بعض نے تغنی کو غنا سے ماخوذ مانا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص مستغنی بالقرآن نہیں بلکہ دوسری کتب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالے اس کی طرف متوجہ نہ ہونگے۔ اور استغنا بالقرآن کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دنیا اور اولاد میں وقت کو صرف نہ کرے۔ دنیا خود بخود آئیگی۔ قرآن سے غنا حاصل کرو۔ مصنفؒ اسکا معنی ثانی کی تائید فرمارہے ہیں۔ کہ قرآن مجید جس کے پاس ہے وہ دنیا کی باقی سب اشیا سے مستغنی ہو جائے۔ خواہ وہ تورات اور انجیل کیوں نہ ہو۔ اس لئے اس کے تحت آیت اولم یکفھم...... لائے ہیں۔ آج ہم لوگوں میں ان دونوں میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ ہم لوگ قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً کا مصداق ہیں اور بعض حضرات نے تغنی بالقران کے معنی ملازمۃ کے لئے ہیں۔ اویتشاغل بالقران ولایتشاغل بغیرہ کہ قرآن مجید میں مشغول رہے۔ دوسرے مشاغل چھوڑدے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ تغنی بالقران سے التحزن فی القران مراد ہے۔ کہ غم واندوہ کے ساتھ قرآن پڑھنا چاہئے۔ مصنفؒ استغنا بالقرآن کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور استدلال میں آیت قرآن پیش فرماتے ہیں۔ ترجمہ۔ کیا ان کو یہ کافی نہیں۔ ہم نے آپ کی طرف ایک کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

باب اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ قرآن والے پر رشک کرنا

حدیث (٤٦٦٥) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ .....

اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاحَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهٖ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَرَجُلٌ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهٖ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ غبطہ تو صرف دو آدمیوں پر کرنا چاہئے۔ ایک تو وہ ہے جس کو اللہ تعالی نے کتاب اللہ کی دولت دی اور وہ اس کو رات کی گھڑیوں میں کھڑے ہوکر پڑھتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جس کو اللہ تعالی نے مال عطا فرمایا وہ اسے رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا رہتا ہے

حدیث (٤٦٦٦) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَتْلُوْهُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ لَیْتَنِیْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا یَعْمَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُهْلِکُهُ فِی الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَیْتَنِیْ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا یَعْمَلُ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غبطہ دو آدمیوں پر ہونا چاہئے۔ایک آدمی تو وہ ہے جس کو اللہ تعالٰے نے قرآن سکھلایا۔وہ صبح وشام کی گھڑیوں میں اس کی تلاوت کرتا ہے۔جس کو اس کے ہمسائے نے سنا تو کہنے لگا کاش ! مجھے بھی قرآن کی ایسی تعلیم دی جاتی جیسے فلاں کو دی گئی۔ تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا جس طرح وہ عمل کر رہا ہے۔اور دوسرا وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالٰے نے مال دیا ہو پس وہ اس کو حق کے راستہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔پس ایک آدمی کہتا ہے۔کہ کاش! مجھے بھی ایسا مال ملتا جیسے کہ فلاں کو ملا ہے تو میں بھی ایسے عمل کرتا جیسے کہ وہ عمل کر رہا ہے

تشریح از قاسمیؒ۔ لا حسد...... ۷۵۱ امام بخاریؒ نے اغباط کا ترجمہ قائم کر کے اشارہ کر دیا کہ حدیث میں لا حسد سے غبطہ مراد ہے۔جس کو مبالغہ کے لئے حسد سے تعبیر کیا گیا ہے۔کہ قرآن اور مال حق کے سوا اور کسی چیز پر رشک نہ کرنا چاہئے۔غبطہ کے قابل یہی دو ہیں۔غبطہ یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ کرے۔اور حسد میں زوال نعمت کی تمنا ہوتی ہے۔

باب خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ

ترجمہ۔ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حدیث (٤٦٦٧) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ....عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَاَقْرَأَنِیْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ اِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰی کَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذٰلِکَ الَّذِیْ اَقْعَدَنِیْ مَقْعَدِیْ هٰذَا ....

ترجمہ۔ حضرت عثمانؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو پڑھے اور پڑھائے۔سعد بن عبیدہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں ابو عبدالرحمٰن نے مجھے پڑھانے کے لئے بٹھلایا یہاںتک کہ حجاج ثقفی کے دور ولایت تک یہ سلسلہ قائم رہا۔وہ فرماتے تھے یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس تعلیمی مرکز پر بٹھایا ہے۔

حدیث (٤٦٦٨) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ ..... عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے زیادہ

اِنَّ اَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ .... فضیلت والاوہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے۔یااس کو سکھاتا ہے

تشریح از شیخ زکریا۔ اقرأنی ابو عبدالرحمٰن...... قطب گنگوہیؒ نے تو اس کا تعرض نہیں کیا۔البتہ تقریر مکی میں ہے۔ اقرء عبدالرحمٰن جس میں لفظ نی موجود نہیں ہے۔ مطلب یہ ہو گا کہ ابو عبدالرحمٰن بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ مولانا حسین علی پنجابیؒ کی تقریر میں بھی یہ لفظ نی نہیں ہے۔اور بخاری کے مصری نسخوں میں بھی نہیں ہے۔اور کرمانی میں یہ اقرأنی یعنی مفعول ذکر کیا گیا ہے۔اور یہ ذلک کے مناسب ہے۔ تو اب مطلب یہ ہو گا کہ ان حضرات نے یہ قرآن مجھے پڑھایا جس نے مجھے اس منصب جلیل پر پہنچایا۔اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ اول خلافت عثمان اور اول ولایت حجاج میں بہتر ۷۲ سال کا وقفہ ہے۔اور آخر خلافت عثمانؓ اور اول ولایت حجاج علے القرآن اڑتیس ۳۸ سال کا فاصلہ ہے۔ جس سے ابو عبدالرحمٰن کے اقرأ کی انتہا اور ابتدا کی تعیین نہیں ہو سکتی۔اور اقرءنی کا قائل سعد بن عبیدہ ہے اور ذلک الذی سے حدیث مرفوع کی طرف اشارہ ہے۔ نیز! امام بخاریؒ نے دو سندیں ذکر کر کے بتلایا کہ دو طریقے محفوظ ہیں۔اور عبدالرحمٰن کا حضرت عثمانؓ سے سماع ثابت ہے۔

حدیث (٤٦٦٩) حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنَّها قد وَهَبَتْ نَفْسَهَالِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فَقَالَ مَالِيْ فِي النِّسَاءِمِنْ حَاجَةٍفَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ اَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَااَجِدُ قَالَ اَعْطِهَاوَلَوْخَاتَمًامِنْ حَدِيْدٍ فَاعْتَلَّ لَهٗ فَقَالَ مَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ...

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعد فرماتے ہیں کہ ایک عورت (حضرت خولہ) جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ کہ میں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے بخش کیا ہے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے عورتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ایک آدمی مجلس میں سے بول پڑا آپ اس کی میرے سے شادی کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا مہر میں اسے ایک کپڑا دے دو وہ بولا میرے پاس تو نہیں ہے آپؐ نے فرمایا کوئی چیز تو دے دو اگرچہ وہ لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو۔ وہ شخص غمناک ہوا۔ آپؐ نے پوچھا کچھ قرآن بھی تجھے یاد ہے۔اس نے کہا ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اس قرآن کی بدولت جو تمھیں یاد ہے میں نے اس عورت کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا۔ مامعك من القرآن سے ترجمہ ثابت ہوا۔ شوافعؒ کے نزدیک بمامعك میں باء بدلیۃ کا ہے۔اور احنافؒ کے نزدیک باء سببیۃ کا ہے۔ مہر میں مال کا ہونا ضروری ہے۔ ان تبتغوا باموالکم ۔اور تعلیم قرآن مال نہیں ہے۔لھذا بدل نہ ہوا۔

بَابُ الْقِرَأَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

ترجمہ۔ قرآن کو حفظ و یاد سے پڑھنا

حدیث (٤٦٧٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ

اَنَّ امْرَاَۃً جَاءَ تْ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ وَفَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُ لِاَھَبَ لَکَ نَفْسِیْ فَنَظَرَ اِلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَیْھَا وَصَوَّبَہٗ ثُمَّ طَأْطَأَرَأْسَہٗ رَأَتِ الْمَرْءَ ۃُ اَنَّہٗ لَمْ یَقْضِ فِیْھَا شَیْأً جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ اِنْ لَمْ یَکُنْ لَکَ بِھَا حَاجَۃٌ فَزَوِّجْنِیْھَا فَقَالَ ھَلْ عِنْدَکَ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَ وَاللّٰہِ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ قَالَ اذْھَبْ اِلٰی اَھْلِکَ فَانْظُرْ ھَلْ تَجِدُ شَیْأً فَذَھَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ مَاوَجَدْتُ شَیْأً قَالَ انْظُرُوْا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِیْدٍ فَذَھَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَاوَاللّٰہِ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ وَلَاخَاتَمَ مِنْ حَدِیْدٍ وَلٰکِنْ ھٰذَا اِزَارِیْ قَالَ سَھْلٌ مَالَہٗ رِدَاءٌ فَلَھَا نِصْفُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاتَصْنَعُ بِاِزَارِکَ اِنْ لَبِسْتَہٗ لَمْ یَکُنْ عَلَیْھَامِنْہُ شَیْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْہُ لَمْ یَکُنْ عَلَیْکَ مِنْہُ شَیْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰی طَالَ مَجْلِسُہٗ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰہُ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ مُوَلِّیًا فَاَمَرَبِہٖ فَدُعِیَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِیَ سُوْرَۃُ کَذَا سُوْرَ ۃُ کَذَا وَعَدَّھَا قَالَ اَتَقْرَءُ ھُنَّ عَنْ ظَھْرِ قَلْبِکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْھَبْ فَقَدْ مَلَّکْتُکَھَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ......

ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ کہ میں تو اس لئے آئی ہوں کہ اپنی جان کو ھبہ کر دوں۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی پس نگاہ کو اوپر لے گئے اور نیچے لے آئے۔ پھر سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ جب عورت نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ فیصلہ نہیں دیا۔ تو وہ بیٹھ گئی۔ تو آپؐ کے ایک صحابی اٹھ کر کہنے لگے یارسول اللہ ! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو میرے سے اس کا نکاح کر دیجئے۔ آپؐ نے پوچھا تمھارے پاس کچھ مال ہے۔ وہ کہنے لگا یارسول اللہ واللہ ! میرے پاس مال نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا گھر جاؤ دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے۔ چنانچہ وہ گیا پھر واپس آکر کہنے لگا واللہ یارسول اللہ! کچھ نہیں ملا آپؐ نے فرمایا دیکھو کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔ چنانچہ وہ گیا پھر واپس آکر کہنے لگا۔ واللہ یارسول اللہ ! لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ لیکن یہ میرا تہبند ہے۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں اس بیچارے کی اوپر کی چادر بھی نہیں تھی۔ کہنے لگا اس تہبند کا آدھا حصہ اس کا ہو گا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیری اس لنگی کو وہ کیا کریگی۔ اگر تو نے اسے باندھا تو اس پر لنگی کا کچھ حصہ نہ ہو گا۔ اگر اس نے لنگی باندھ لی تو تیرے لئے کچھ نہ بچے گا تو وہ آدمی بہت دیر تک بیٹھا رہا پھر کھڑا ہو کر جانے لگا جب آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے اسے پیٹھ پھیر کر جانے والا دیکھا تو حکم دیا کہ اس کو بلایا جائے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کتنا قرآن تمھیں آتا ہے اس نے کہا فلاں فلاں سوررۃ آتی ہے چند کے نام گنوائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا ان کو یاد و حفظ سے پڑھ سکتے ہو۔ اس نے نعم کہہ کر ہاں میں جواب دیا

آپؐ نے فرمایا جاؤ !اس یاد قرآن کی بدولت میں نے تجھے اس کا مالک بنا دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صعد النظر...... سے مخطوبہ کو دیکھنے کا جواز معلوم ہوا۔ لفظ تملیک سے نکاح صحیح ہے۔ مہر میں مال کا ہونا ضروری ہے۔ اور قبل از نکاح متعین ہو جانا چاہئے تاکہ بعد میں جھگڑا نہ ہو۔ بلکہ عورت کے لئے انفع ہے کہ قبل الدخول کچھ نہ کچھ اسے مل جانا چاہئے۔ خدانخواستہ اگر قبل الدخول طلاق واقع ہو جائے تو نصف مہر مسمی کی مستحق بنے گی۔

بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ

ترجمہ۔ قرآن کو یاد کرتے رہنا چاہئے اور اس کا خوب دھیان رکھے۔

حدیث (۴۶۷۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ قرآن والے کی مثال اس بندھے ہوئے اونٹ والے کی طرح ہے۔ اگر اس کی نگرانی کرتا رہا تو اس کو اپنے پاس روک رکھیگا۔ اگر چھوڑ دیا تو چلا جائیگا۔

حدیث (۴۶۷۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں کے لئے یہ بہت برا ہے کہ کوئی کہے مجھے تو فلاں فلاں آیت بھول گئی۔ بھولی نہیں بلکہ بھلوادی گئی۔ پس ہمیشہ قرآن کو پڑھتے رہو۔ کیونکہ وہ آدمیوں کے سینوں سے جانوروں کی بنسبت زیادہ سخت بھاگنے والا ہے۔

حدیث (۴۶۷۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید کو دھیان سے پڑھتے رہا کرو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ قرآن مجید اونٹ کے اپنے رسے سے نکل جانے سے زیادہ سخت چھوٹ جانے والا ہے۔

باب الْقِرَأَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

ترجمہ۔ جانور پر سوار ہو کر قرأۃ قرآن کرنا جائز ہے

حديث (٤٦٧٤) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ...... سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَءُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ فتح مکہ کے دن اونٹنی پر سوار سورۂ فتح پڑھ رہے تھے۔

باب تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا۔

حديث (٤٦٧٥) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ...... عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍؓ قَالَ اِنَّ الَّذِىْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کے جس حصہ کو تم لوگ مفصل کہتے ہو۔ وہ در حقیقت محکم ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جب جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے میں دس ۱۰ سال کی عمر کا تھا جبکہ میں محکم کے بڑے حصہ کو پڑھ چکا تھا۔

حديث (٤٦٧٦) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهٗ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں محکم کو یاد کر چکا تھا میں نے پوچھا المحکم کیا ہے فرمایا المفصل ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مفصل سورہ ق۔ فتح ۔ محمد۔ یا حجرات سے لیکر آخر قرآن کو کہتے ہیں اس لئے کہ ان کی آیات میں فصل زیادہ ہے۔ محکم اس جگہ متشابہ کی ضد نہیں بلکہ اس سے غیر منسوخ مراد ہے۔ اگرچہ قل یاایھا الکافرون۔ آیت سیف سے منسوخ ہے لیکن بقول ابن عباسؓ منسوخ نہیں ہے۔ نیز! ابن عباسؓ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت بارہ یا تیرہ سال کی عمر کے تھے۔ انا ابن عشر سنین میں کسور کو حذف کر دیا ہے۔ بہر حال قریب البلوغ تھے۔ تعلیم الصبیان کا ترجمہ ثابت ہوا۔

باب نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ وَهَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ ـ

حدیث (٤٦٧٧) حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى.. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَءُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا ....

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو مسجد میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس پر رحمت فرمائے اس نے مجھے فلاں سورۃ کی فلاں آیت یاد دلا دی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فلا تنسٰی...... معلوم ہوا کہ نسیت کیت میں نہی وزجر اسباب نسیان اختیار کرنے سے ہے۔ کہ تغافل نہ کرا ایسے اگر نسیان ہو جائے تو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ الا ماشاء اللہ کے استثنا سے مفہوم ہوتا ہے۔ اگلی روایت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ تو قرآن کو دھیان سے پڑھتے رہنا چاہئے۔ اس سے تغافل لائق نہیں۔ اگر بایں ہمہ نسیان ہو جائے تو یہ تنبیہ ہے بھلوا دینا ہے نسیان بھلانا نہیں ہے۔ جس پر مواخذہ نہیں۔ لهذا قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے سے غفلت نہ برتے کہ نسیت کہنے کی نوبت آئے۔

حدیث (٤٦٧٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيٌّ.

ترجمہ ۔ کہ فلاں فلاں آیتوں کو میں فلاں سورۃ سے گرا چکا تھا۔ کہ وہ نسیان کی وجہ سے ایسا ہوا۔

حدیث (٤٦٧٩) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَقْرَءُ فِيْ سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً كُنْتُ اُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا..

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ایک آدمی کو ایک سورۃ پڑھتے ہوئے سنا۔ جس پر فرمایا اللہ تعالےٰ اس پر رحم فرمائے اس نے تو مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جس کو مجھے فلاں فلاں سورۃ سے بھلوا دیا گیا تھا۔

حدیث (٤٦٨٠) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ ....

ترجمہ ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ کسی شخص کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت کو بھول گیا۔ بلکہ وہ اسے بھلوا دی گئیں۔

باب مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا اَنْ يَّقُوْلَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا..

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جسے سورۂ بقرۃ یا فلاں سورۃ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث (٤٦٨١) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَءَ بِهِمَا فِىْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں ایسی ہیں جس شخص نے ہر رات کے وقت ان کو پڑھ لیا تو وہ اسے کافی ہو جائیں گی۔

حدیث (٤٦٨٢) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ .... اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنَ حَزَامٍ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِىْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَءُ هَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُّ اُسَاوِرُهٗ فِى الصَّلٰوةِ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَءَ كَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُكَ تَقْرَءُ قَالَ اَقْرَئَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَهُوَ اَقْرَءَ نِىْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقُوْدُهٗ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَاِنَّكَ اَقْرَءْتَنِىْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حضرت ھشام بن حکیم بن حزامؓ کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا تو میں نے انکی قرأت کو کان لگا کر سنا تو وہ اس سورہ کو کئی زیادہ حروف پر پڑھ رہے تھے جو مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان سے الجھ پڑتا۔ لیکن سلام پھیرنے تک میں نے ان کا انتظار کیا۔ پھر میں نے ان کے گلے میں کپڑا ڈال کر پوچھا کہ جو کچھ میں نے تجھے پڑھتے سنا ہے یہ کس نے تجھے پڑھایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھایا۔ میں نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ سورۃ جو میں نے تم سے سنی ہے مجھے اور طریقہ پر پڑھائی ہے۔ بہر حال میں ان کو کھینچ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے سورۂ فرقان ان سے زائد حروف کے ساتھ سنی ہے جو آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ حالانکہ سورۂ فرقان تو آپؐ نے ہی

فَقَالَ يَاهِشَامُ اقْرَءْ هَا فَقَرَءَ هَا الْقِرَأَةَ الَّتِي سَمِعْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَءْ يَاعُمَرُ فَقَرَءْتُهَا الَّتِي اَقْرَءَ نِيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ حُرُوْفٍ فَاقْرَءُ وْا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ..........

مجھے پڑھائی ہے۔ آپ نے فرمایا اے ھشام! اس سورۃ کو پڑھو تو اس نے اس طریقہ پر اسے پڑھا جس طرح میں نے ان سے سنی تھی۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح ہی یہ سورۃ نازل ہوئی۔ پھر مجھے فرمایا اے عمرؓ! تم اسے پڑھو۔ تو میں نے اس قراۃ پر پڑھی جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی۔ اس پر بھی آپ نے فرمایا اسی طرح اتاری گئی۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن مجید سات قرأتوں پر اتارا گیا ہے۔ جس طرح سہولت ہو پڑھ لیا کرو۔

حدیث (۴۶۸۳) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَءُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے رات کے ایک حصہ میں مسجد کے اندر ایک قاری کو سنا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ جس پر آپ نے فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اس نے تو مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جس کو میں فلاں فلاں سورۃ سے نسیاناً ساقط کر چکا تھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ نسیان القرآن ۷۵۳ اس باب کی روایات سے ثابت ہوا کہ لفظ نسیان کا اطلاق اور اس کی آنحضرت ﷺ کی طرف نسبۃ کرنا مکروہ نہیں ہے۔ البتہ جان بوجھ کر غفلت برتنا اور برابر دھیان سے نہ پڑھتے رہنا جو نسیان کا باعث ہے وہ ممنوع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے اس مقام کی بسط سے تفصیل کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھتے رہنا چاہئے اس سے غفلت نہ برتی جائے جو موجب نسیان ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں فلاں آیت یا سورۃ کو بھول گیا ہوں۔ تو گویا وہ اقرار کر رہا ہے اور اپنی مذلت کر رہا ہے۔ کہ اس نے قرآن مجید پڑھنے کا التزام نہیں کیا۔ جس سے نسیان پیدا ہو گیا۔ بل نسی ماضی مجہول ہے۔ اگر اپنے طور پر التزام واہتمام کیا پھر بھی بھول گیا۔ تو خالق باری تعالےٰ کی طرف سے ہے جس میں اپنی عبودیت اور اس کی قدرت ربوبیۃ کا اقرار و استیلام ہے اور بعض نے کہا نسی کے معنی ہے۔ کہ تعاہد اور التزام میں کوتاہی پر نسیان کی سزا دی گئی۔ اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ انسیت کے فاعل خود جناب نبی اکرم ﷺ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے۔ کہ وہ نسیان کی نسبۃ میری طرف کرے بلکہ اللہ تعالےٰ کے نسخہ کی حکمت کے تحت مجھے بھلوا دیا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ کہ انکار نسیت کے اطلاق پر نہیں ہے البتہ اسباب نسیان

اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ سبعۃ احرف کی تفسیر سبع لغات۔ سبع قرأت سبع احکام سے کی گئی ہے۔

بابُ التَّرْتِیلِ فِی الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے بارے میں۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا وَقَوْلِهٖ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَمَا یُکْرَهُ اَنْ یُهَذَّ کَهَذِّ الشِّعْرِ یُفْرَقُ یُفَصَّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَرَقْنٰهُ فَصَّلْنٰهُ ....

ترجمہ۔ ترتیل کا مطلب یہ ہوگا کہ تلاوت قرآن میں جلدی نہ کرنی چاہیے۔

حدیث (٤٦٨٤) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ... عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ اَبُووَائِلٍ غَدَوْنَا عَلٰی عَبْدِاللّٰهِؓ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هٰذًا کَهَذِّ الشِّعْرِ اِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَاِنِّیْ لَاَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِیْ کَانَ یَقْرَءُ بِهِنَّ النَّبِیُّ ﷺ ثَمَانِیَ عَشَرَةَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَیْنِ مِنْ آلِ حم .....

ترجمہ۔ حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ ہم صبح سویرے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے۔ تو ایک آدمی نے بتلایا کہ میں نے گذشتہ رات مفصل کی تلاوت کی ہے جس پر انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ تو اشعار کی طرح جلدی جلدی پڑھنا ہوا ہم نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کی قرأت سنی ہے۔ اور مجھے وہ ہم مثل سورتیں یاد ہیں جن کو جناب نبی اکرم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ وہ اٹھارہ سورتیں مفصلات میں سے ہیں۔ اور دو آل حم میں سے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ سورتین من ال حم کی یہ دو سورتیں دخان اور عم یتساءلون مفصل کی اٹھارہ سورتوں میں داخل نہیں ہیں۔ دوسرے عدد کا مفہوم معتبر نہیں ہوتا۔ لھذا سبق کے منافی نہ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ سوال کا جواب ہے۔ کہ عنقریب گذرا ہے کہ مفصلات بیس سورتیں ہیں۔ یہاں پر اٹھارہ کہا گیا ہے۔ دوسرے اس جگہ حم کو مفصل میں شمار کیا گیا ہے اس مقام پر انہیں مفصلات میں سے نکالا جارہا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ عدد کا مفہوم معتبر نہیں۔ معظم بیس ۲۰ ہیں۔ اور آل حم کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورتیں جن کے اوائل میں حم آتا ہے۔ یاالف ولام جنس کا ہے کہ وہ سورتیں جو جنس حوامیم میں سے ہیں۔ اور علامہ قسطلانیؒ نے جواب یوں دیا ہے۔ کہ ثمان عشر حم و عم یتساءلون کے علاوہ ہیں۔ اور سب پر مفصل کا اطلاق تغلیباً ہے۔ اس طرح عشرون ۲۰ کہنا صحیح ہوگیا۔ ورنہ دخان مفصل میں سے نہیں ہے۔ اور ممکن ہے حضرت ابن مسعودؓ کی

تالیف کے مطابق سورۂ جاثیہ مقدم ہو اور سورۃ دخان مؤخر ہو۔ اور تالیف غیرہ میں دخان مقدم اور جاثیہ مؤخر ہے اور عشرون پر مفصل کا اطلاق تغلیبا ہو۔

حدیث (٤٦٨٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَزَلَ جِبْرَائِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ ...... اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ. قَالَ عَلَيْنَا اَنْ نَجْمَعَهٗ فِي صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَءْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ قَالَ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ نُبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرَائِيْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا ذَهَبَ قَرَاَهٗ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ..

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ لاتحرك به لسانك کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ وحی لے کر آتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ اپنی زبان اور ہونٹوں کو اس کے ساتھ ہلاتے رہتے تھے۔ جس سے آپ کو کوفت ہوتی تھی۔ اور یہ سختی آپؐ سے پہچانی جاتی تھی۔ تو اللہ تعالے نے وہ آیت نازل فرمائی جو سورۂ لااقسم بیوم القیامۃ میں ہے۔ ترجمہ آیت کہ آپؐ جلدی جلدی وحی کو محفوظ کرنے کے لئے زبان کو نہ ہلایا کریں۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپؐ کے سینہ میں جمادیں۔ اور اس کا پڑھنا بھی ہمارے ذمہ رہا۔ پس جب ہم وحی کو پڑھیں اور آپؐ اس پڑھنے کی پیروی کریں۔ یعنی جب ہم اسے اتاریں تو آپ کان لگا کر سنیں۔ پھر اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم آپؐ کی زبان کے ذریعہ اس کو بیان کرائیں۔ چنانچہ جب جبرائیلؑ وحی لے کر آپؐ کے پاس آتے تو آپؐ سر جھکا کر بیٹھے رہتے۔ جب وہ چلے جاتے تو اللہ تعالے کے وعدے کے مطابق آپؐ اسے پڑھ کر لوگوں کو سناتے۔

بَاب مَدِّ الْقِرَاْءَةِ

ترجمہ۔ قراۃ کو کھینچ کر پڑھنا کہ حرف حرف واضح ہو کر پڑھا جائے۔

حدیث (٤٦٨٦) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَتَادَةُ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاْءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا........

ترجمہ۔ حضرت قتادۃؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے جناب نبی اکرم ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ خوب کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے۔

حدیث(٤٦٨٧)حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ قَتَادَةَ. قَالَ سُئِلَ اَنَس كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ ....

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی قرأت کیسے ہوتی تھی توانہوں نے فرمایا کہ وہ مد والی ہوتی تھی۔ پھر انہوں نے خود پڑھ کر بتلایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بسم اللہ کے حرف مد کو اشباع کے ساتھ پڑھتے یعنی جس حرف کے بعد الف۔ واو یا یا ہو اس کو خوب اشباع یعنی واضح کر کے پڑھتے تھے۔ بسم اللہ میں لفظ جلالت سے میم کو مد کرتے پھر رحمٰن کی میم کو خوب کھینچتے۔ پھر رحیم میں حاء کو کھینچ کر پڑھتے۔

باب التَّرْجِيْعِ

ترجمہ۔ ترجیع کا مطلب ہر وہ تلاوت ہے جس میں خشوع اور تدبر پایا جائے۔ گانے والوں کی گرگری نہ ہو۔ جو سر تال سے پڑھا جائے۔

حدیث(٤٦٨٨)حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْمُغَفَّلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَءُ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهٖ اَوْجَمَلِهٖ وَهِيَ تَسِيْرُبِهٖ وَهُوَ يَقْرَءُ سُوْرَةِ الْفَتْحِ اَوْمِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَءُ وَهُوَ يُرَجِّعُ...

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو اپنی اونٹنی یا اپنے اونٹ پر جو آپؐ کو لیکر چل رہا تھا۔ سورۃ فتح یا سورۃ فتح کا کچھ حصہ پڑھتے ہوئے دیکھا جو نہایت نرم قرأۃ تھی آپؐ ترجیع کے ساتھ قرأت کر رہے تھے۔ کہ آپؐ کی آواز لوٹ لوٹ کر معلوم ہوتی تھی اسلئے کہ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اس کے چلنے کی وجہ سے آواز میں ترجیع معلوم ہوتی تھی۔

باب حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

ترجمہ۔ قرآن کو خوبصورت آواز سے پڑھنا چاہیے

حدیث(٤٦٨٩)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهٗ يَا اَبَامُوْسٰى لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ خود جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو موسی! تمھیں تو داؤد علیہ السلام کے خاندان کی آوازوں میں سے ایک خوبصورت آواز دی گئی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مزمار سے حسن صوت مراد ہے جو بلا تکلف اور تصنع کے خوبصورتی سے ہو۔ آل داؤد میں آل لفظ مقحم ہے جس سے مراد داؤد علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ ان کے خاندان میں سے کسی کے حسن صوت کی خبر مشہور نہیں ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ کو لحن داؤدی عطا ہوا تھا۔ جس کی آپؐ تعریف فرما رہے ہیں۔

باب مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْمَعَ الْقُرْاٰنَ مِنْ غَيْرِهٖ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو دوسرے سے قرآن مجید سننا پسند کرتا ہے۔

حدیث (۴۶۹۰) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ اِقْرَءْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی کہ آپؐ پر تو قرآن اتارا گیا ہے آپ کو میں کیسے پڑھ کر سناؤں آپؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے میں قرآن مجید سنوں۔

باب قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ۔

ترجمہ۔ جس پر قرآن پڑھا جا رہا ہے وہ پڑھنے والے سے کہے تو بس رک جا یہ کہنا کیسا ہے

حدیث (۴۶۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ......عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ اِقْرَءْ عَلَيَّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَءْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءَ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الاٰية فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ کہ مجھ پر قرآن پڑھو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ پر اتارا گیا۔ اور میں آپؐ پر پڑھوں آپؐ نے فرمایا ہاں اسی طرح ہوگا۔ تو میں نے سورۃ نسا پڑھنی شروع کی جب میں آیت تک پہنچا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔ اور آپ کو آپ کی امت کے لوگوں کے خلاف گواہ لایا جائیگا۔ تو آپؐ نے فرمایا اب بس کرو کافی ہے۔ تو میں نے غور سے آپ کو دیکھا تو آپ کی دو آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

بابٌ فِیْ کَمْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاقْرَؤُا مَاتَیَسَّرَ مِنْہُ ۔

ترجمہ۔ کتنے عرصہ میں قرآن پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جسقدر آسانی سے چاہو قرآن مجید پڑھ لیا کرو۔

حدیث (۴۶۹۲) حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ قَالَ لِی ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ کَمْ یَکْفِی الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ اَجِدْ سُوْرَةً اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ اٰیَاتٍ فَقُلْتُ لَایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقْرَأَ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ آیَاتٍ ....

ترجمہ۔ ابن شبرمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے غور کیا کہ آدمی کو نماز میں کتنا قرآن پڑھنا کافی ہوگا۔ تو مجھے تین آیات سے کم والی کوئی سورۃ نہ ملی۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ کسی شخص کے مناسب نہیں کہ وہ تین آیات سے کم کی قرأت نماز میں کرے۔

حدیث (۴۶۹۳) وَقَالَ سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَلَقِیْتُہٗ وَھُوَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَذَکَرَ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّ مَنْ قَرَءَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَیْلَةٍ کَفَتَاهُ ....

ترجمہ۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے میری ملاقات اس وقت ہوئی جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایک رات میں پڑھ لیں وہ اسے قیام لیل سے کافی ہو جائیں گی۔ یا نماز میں کافی ہو جائیں گیں۔

حدیث (۴۶۹۴) حَدَّثَنَا مُوْسٰی عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْکَحَنِیْ اَبِیْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَکَانَ یَتَعَاھَدُ کَنَّتَہٗ فَیَسْئَلُھَا عَنْ بَعْلِھَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ یَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ یُفَتِّشْ لَنَا کَنَفًا مُذْ اَتَیْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِکَ عَلَیْہِ ذَکَرَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ الْقِنِیْ بِہٖ فَلَقِیْتُہٗ بَعْدُ فَقَالَ کَیْفَ تَصُوْمُ قَالَ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ وَکَیْفَ تَخْتِمُ قَالَ کُلَّ لَیْلَةٍ قَالَ صُمْ فِیْ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فِی الْجُمُعَةِ قُلْتُ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ اَفْطِرْ یَوْمَیْنِ وَصُمْ یَوْمًا

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک شریف خاندان کی عورت سے میری شادی کرادی پس وہ برابر اپنی بہو سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ وہ کہتی کہ وہ آدمی تو بہت اچھا ہے۔ اس نے ہمارا بستر کبھی نہیں روندا۔ یعنی ہمارے ساتھ لیٹا نہیں ہے۔ اور جب سے ہم اس کے پاس آئے ہیں۔ اس نے کبھی ہمارے پہلو کو نہیں ٹٹولا۔ یعنی جماع نہیں کیا۔ کنف سے ستر مراد ہے۔ جب اسی حال پر ایک عرصہ گزر گیا تو میرے باپ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے مجھے ملاؤ اس کے بعد میری آپؐ سے ملاقات ہوئی تو آپؐ نے پوچھا

قَالَ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صِيَامَ يَوْمٍ وَاِفْطَارَ يَوْمٍ وَاقْرَءْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذٰلِكَ اِنِّيْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَءُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِيْ يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَاَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ ثَلٰثٍ وَفِيْ خَمْسٍ وَاَكْثَرُهُمْ عَلٰى سَبْعٍ ......

روزہ نفلی کیسے رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہر روز روزہ سے رہتا ہوں۔ فرمایا قرآن مجید کیسے ختم کرتے ہو۔ میں نے کہا ہر رات ایک ختم کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھا کرو اور ہر مہینے میں ایک ختم قرآن کیا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا ہر ہفتہ میں تین دن روزے رکھا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا دو دن افطار کرو ایک دن روزہ رکھو۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر بہترین روزہ داؤد علیہ السلام کا رکھو۔ کہ ایک دن روزہ ہو ایک دن افطار ہو اور ہر سات راتوں میں ایک مرتبہ قرآن ختم کیا کرو۔ پس کاش! میں جناب رسول اللہ ﷺ کی رخصت اور سہولت کو قبول کر لیتا۔ آج یہ حال ہے کہ اب میں عمر رسیدہ ہو گیا۔ اور کمزور وناتواں ہوں۔ چنانچہ وہ بعض گھر والوں پر دن کے وقت ساتواں حصہ قرآن کا پڑھتے۔ اور وہ حصہ جو رات کو پڑھتے اس کا دن کے وقت دور کرتے۔ تاکہ رات کے وقت ان پر ہلکا رہے یعنی یاد رہے۔ اور جب قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی کئی دن افطار کرتے اور انہیں شمار کرتے۔ پھر ان کے برابر روزے رکھتے۔ اس کو مکروہ سمجھتے ہوئے کہ کوئی ایسی چیز ان سے نہ چھوٹ جائے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ ان سے جدا ہوئے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے تین دن میں بعض نے پانچ دن میں اور اکثر حضرات نے سات دن میں قرآن مجید ختم کرنے پر اتفاق کیا ہے۔

حدیث(۴۶۹۵) حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ كَمْ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ . حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فِيْ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً حَتّٰى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِيْ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ہر ماہ میں ایک ختم قرآن پڑھا کرو۔ میں نے کہا میں اپنے اندر طاقت زیادہ پاتا ہوں یہانتک کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہر سات دن میں ختم قرآن پڑھا کرو اس سے زیادہ نہ پڑھو۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ مدت ختم قرآن میں کوئی تحدید نہیں ہے۔ یہ احوال اور اشخاص پر موقوف ہے۔ جو شخص علم و تدبر سے پڑھنا چاہے۔ اس لئے مستحب ہے۔ کہ اتنی مدت میں ختم کرے کہ اس کے مقصود تدبر و تفکر میں فرق نہ پڑے۔ اور جو شخص دین کے اہم معاملات یا مصالح المسلمین میں مشغول ہے۔ اس کے لئے اسقدر مستحب ہے کہ ان مھمات دین میں خلل نہ پڑے۔ اگر کسی کو ایسی اہم مصروفیت نہیں ہے۔ تو جس قدر زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھ سکتا ہے پڑھ لے۔ یہانتک کہ اکتانہ جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سال میں دو مرتبہ ختم قرآن بہتر ہے۔ کیونکہ مرض وفات میں جبرائیل علیہ السلام نے دو مرتبہ آپؐ سے دو کیا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ چالیس دن سے زیادہ ختم قرآن میں تاخیر نہ کرے۔ ملتقط من فتح الباری۔

باب الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاْءَةِ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ قرآن مجید پڑھتے وقت رونا کیسا ہے اس بارے میں کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۶۹۶) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اقْرَءْ عَلَیَّ قَالَ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اَشْتَھِیْ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتّٰی اِذَا بَلَغْتُ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِیْدًا قَالَ لِیْ كُفَّ اَوْ اَمْسِكْ فَرَأَیْتُ عَیْنَیْهِ تَذْرِفَانِ یَعْنِیْ تَسْفَحَانِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے کہا کہ آپؐ پر اتارا گیا ہے۔ تو آپؐ پر کیسے پڑھوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ میں کسی دوسرے سے قرآن مجید سنوں۔ تو میں نے سورۃ نسأ پڑھنی شروع کی جب اس آیت پر پہنچا جئنا بك علی ھؤ لاء شھیدا تو آپؐ نے فرمایا رک جاؤ۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ ثابت ہوا کہ قراۃ قرآن کے وقت رونا جائز ہے۔

حدیث (۴۶۹۷) حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِقْرَءْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھ پر قرآن پڑھو میں نے کہا آپؐ پر پڑھوں حالانکہ آپ پر قرآن اتارا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے سے قرآن مجید کو سنوں۔

بابُ مَنْ رَّايَا بِقِرأَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ تَاَكَّلَ بِهٖ اَوْ فَخَرَبِهٖ۔

ترجمہ۔ جس نے قرأۃ قرآن سے ریاکاری کی یا اسے کھانے کا ذریعہ بنایا یا اسکے سبب فسق وفجور میں مبتلا ہوا۔

حدیث(۴٦۹۸)حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ عَلِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاِسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَايَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَايُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ..........

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ آئینگے نوعمر ہونگے بے وقوف عقلوں والے ہونگے۔ مخلوقات کی باتوں میں سے بہتر باتیں ان کی زبان پر ہونگی۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے کلام کو استعمال کرینگے۔ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ ایمان انکی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ پس جہاں بھی ان میں سے کوئی ملے تو ان کو قتل کردو۔ کیونکہ جو شخص انہیں قتل کریگا قیامت کے دن وہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

حدیث (۴٦۹۹)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ......عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَايُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَايَرٰى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَايَرٰى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَايَرٰى شَيْئًا وَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تمھارے اندر ایسے لوگ ظاہر ہونگے جنکی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو حقیر اور کم درجہ سمجھوگے۔ اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں اور اپنے دیگر اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں ہیچ سمجھوگے۔ قرآن مجید پڑھینگے جو انکی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھیگا۔ دین سے ایسے کورے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ اس کے پھل کو دیکھو گے اس پر کوئی چیز نظر نہیں آئیگی اس کی لکڑی کی طرف نظر کرو کچھ دکھائی نہیں دیگا۔ اس کے پر کو دیکھو اس پر بھی کچھ دکھائی نہ دے گا۔ اور تیر کے تانت کی جگہ میں دیکھنے والے کو شک گذرے گا۔ غرضیکہ کہیں

خون کا نشان دکھائی نہیں دیتا حالانکہ تیر شکار کے اندر سے ہو کر آیا ہے۔ ایسے ہی ان ریاکاروں کو دین سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

حدیث (۴۷۰۰) حدثنا مسدد ..... عن ابی موسیٰؓ عن النبی ﷺ قال المؤمن الذی یقرء القرآن ویعمل به کالاترجة طعمها طیب وریحها طیب والمؤمن الذی لایقرء القرآن ویعمل به کالتمرة فطعمها طیب ولاریح لها ومثل المنافق الذی یقرء القرآن کالریحانة ریحها طیب وطعمها مر ومثل المنافق الذی لایقرء القرآن کالحنظلة طعمها مر اوخبیث وریحها مر ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے سیب کی طرح ہے۔ جس کا ذائقہ اچھا ہے۔ اور خوشبو بھی اچھی ہے۔ اور وہ مؤمن جو نہ تو قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے اس کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ اچھا لیکن اس کی خوشبو نہیں ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس نازبوٹی کی طرح ہے جسکی خوشبو تو اچھی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا حنظل (کوڑتمبے) کی طرح جس کا ذائقہ کڑوا اور خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔

باب اقرء وا القرآن ماائتلفت قلوبکم۔

ترجمہ۔ قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھتے رہو جبتک تمھارے دل مانوس ہوں اور جمے رہیں

حدیث (۴۷۰۱) حدثنا ابو النعمان ... عن جندب بن عبداللهؓ عن النبی ﷺ قال اقرؤا القرآن ماائتلفت قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا عنه

ترجمہ۔ حضرت جندب بن عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اس وقت تک قران مجید پڑھتے رہو جب تک تمھارے دل جڑے رہیں۔ پس جب اختلاف پیدا ہونے لگے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

حدیث (۴۷۰۱) حدثنا عمرو بن علیؒ . عن جندبؓ قال النبی ﷺ اقرؤا القرآن ماائتلفت علیه قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا عنه تابعه الحارثؒ ولم یرفعه حماد بن سلمةؒ وقال غندرؒ عن ابی عمران سمعت جندبا قوله وقال ابن عون

ترجمہ۔ حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ قرآن کو پڑھتے رہو جبتک اس پر تمھارے دل جمے رہیں جب اختلاف پڑنے لگے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو جاؤ حارثؒ نے اس کی متابعت کی حماد بن سلمہ نے اسے موقوف قرار دیا۔ مرفوع نہیں کہا۔ منذر نے بھی اسے جندب کا قول قرار دیا۔ حدیث مرفوع نہیں کہا اور ابن عون نے

عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ عَنْ عُمَرَ قَوْلَہٗ وَجُنْدُبٌ اَصَحُّ وَاَکْثَرُ ......

اسے حضرت عمر کا قول قرار دیا لیکن زیادہ صحیح اور اکثر جندب ہے اور حدیث بھی مرفوع ہے۔ جب کہ خود ان سے مروی ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ پھر یہ کہ اگر موقوف ہے تو حضرت عمرؓ پر موقوف ہے یا جندب کا قول ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ کا فائدہ بیان کردہ واضح ہے۔ کیونکہ پہلی روایت مرفوع ذکر ہوئی۔ پھر امام بخاریؒ نے شعبہ سے اسے موقوفاً نقل کیا کہ یہ جندب کا قول ہے۔ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ پھر ابن عون نے اسے حضرت عمرؓ کا قول قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ فیصلہ فرماتے ہیں کہ روایت حضرت جندب کی ہے یہی صحیح ہے۔ اور اکثر کا قول یہی ہے۔ اور رفع کرنے والے ثقات اور حفاظ ہیں بخلاف روایت ابن عون کے جو شاذہ ہے۔ اس کا کوئی متابع نہیں ہے۔

حدیث (۴۷۰۳) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَءُ اٰیَۃً سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ خِلَافَھَا فَاَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَانْطَلَقْتُ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ کِلَاکُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَءَا اَکْبَرُ عِلْمِیْ قَالَ فَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ اخْتَلَفُوْا فَاَھْلَکَھُمْ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو سنا جو ایک آیت ایسے طریقہ پر پڑھ رہا تھا۔ کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس کے خلاف سنا تھا۔ تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپؐ نے فرمایا تم دونوں ٹھیک ہو دونوں اسی طرح پڑھا کرو۔ میرا غالب گمان ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ بیشک تم سے پہلے لوگوں نے کتاب اللہ میں اختلاف کیا تو اللہ تعالے نے ان کو ہلاک کر دیا یا اس اختلاف نے انہیں تباہ کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی جبتک اہل قرأۃ کے قلوب میں الفت رہے تو پڑھتے رہو۔ جب اختلاف پیدا ہونے لگے تو جھگڑا نہ کرو اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اختلاف قرأت اور لغات میں تھا جن کو اختلاف چھوڑ دینے کا حکم ہوا۔ تاکہ ایک دوسرے کی قرأت کا انکار نہ کر بیٹھیں جو اللہ تعالے کے منزل کے انکار پر منتج ہو گا۔ اور آپؐ نے دونوں کو محسن کہہ کر رفع نزاع کر دیا۔ غالباً اسی کے باعث امام بخاریؒ ابن مسعودؓ کی روایت کے بعد لائے ہیں کہ اختلاف نہ ہو۔ قرأت اور لغات سب برحق ہیں۔ ان کو وجہ نزاع نہ بناؤ واللہ اعلم بالصواب۔

كِتَابُ النِّكَاحِ

بسم الله الرحمن الرحيم

باب التَّرْغِيْبُ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْكِحُوا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَأءِ

حديث (٤٧٠٤) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَأَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّى اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ تین لوگ حضرت نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے گھروں کی طرف آئے جو جناب نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کر رہے تھے۔ جب انہیں بتلایا گیا تو گویا کہ انہوں نے اسے بہت ہی قلیل سمجھا پھر کہنے لگے ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں آپؐ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ تو ان میں ایک نے اپنا پروگرام بتایا کہ میں تو اب سے ہمیشہ ساری رات نماز پڑھنے میں گذارونگا۔ دوسرا بولا کہ میں تو اب زندگی بھر روزے رکھونگا بالکل افطار نہیں کرونگا۔ تیسرا بولا کہ میں تو عورتوں سے الگ تھلگ ہونگا۔ میں کبھی شادی نہیں کرونگا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ ان کی طرف تشریف لائے۔ فرمایا کہ تمھیں لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کہا ہے۔ سنو! خبردار میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالٰی سے ڈرنے والا ہوں۔ اور تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں۔ لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ پس جس شخص نے میرے طریقہ سے بے رغبتی کی وہ میرے میں سے نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے ترغیب النکاح کے ترجمہ کے ذیل میں فانکحوا ماطاب لکم الآیۃ آیت قرآنی لائے ہیں

ترغیب نکاح پر استدلال اس طرح ہوگا۔ کہ جب فانکحوا امر ہے جو کم از کم ندب اور استحباب کے لئے ضروری ہوتا ہے۔لھذا اندب سے ترغیب نکاح ثابت ہوئی۔ثلث رھط میں رھط کا لفظ تین نفر سے نو تک کے لئے ہوتا ہے۔وہ تین حضرات حضرت علی ابن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عثمان بن مظعونؓ تھے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لقالوھا ۷۵۷ یعنی اپنے بارے میں انہوں نے اس عبادت کو قلیل سمجھا اگرچہ جناب نبی اکرم ﷺ کے لئے یہ عبادت کثیرہ تھی۔ان حضرات کا خیال تھا کہ طاعت احکام الٰہی بقدر ضرورت ہوتی ہے۔عبادت سے مقصود مغفرت ہے۔جب آپؐ کے سب گناہ معاف ہو چکے۔تو ضرورت کم ہوئی۔لھذا قلیل عبادت بھی کافی ہوگی۔ای اخشاکم ۷۵۷ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کی ضرورت محض مغفرت کے لئے نہیں ہے۔بلکہ دارومدار تو خشیة الھی پر ہے جو اخشی یعنی زیادہ ڈرنے والا ہوگا وہ طاعت کا زیادہ محتاج ہوگا۔بایں ہمہ گناہ بھی ہر شخص کے مرتبہ کے موافق ہوتے ہیں۔حسنات الابرار سیئات المقربین نیک لوگوں کی نیکیاں نزدیکیوں کی برائیاں شمار ہوتی ہیں کہ نزدیکاں رابیش بود حیرانی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لقالوھا حافظؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک نے یہی سمجھا کہ یہ عبادت تھوڑی ہے۔دوسرے ہم آپکے مرتبہ کو کیسے پہنچ سکتے ہیں۔آپؐ تو بخشے ہوئے ہیں۔جو شخص اس مرتبہ کا نہ ہو اسے عبادت میں مبالغہ کرنا چاہئے۔لیکن جناب رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ لازم نہیں ہے۔اخشاکم سے اشارہ ہے کہ دارومدار خشیت الٰہی پر ہے۔مقام ربوبیة کے مد نظر مقام عبودیت حاصل کیا جائے۔جیسا حدیث عائشہؓ میں ہے افلا اکون عبداشکورا تو مقام عبودیت کا تقاضا ہے کہ رسالت عین کے منشا کے مطابق عبادت کی جائے دوسری وجہ یہ ہے کہ عبادت میں تشدید کرنے والا آخر اکتا جائیگا جس کے نتیجہ میں عبادت چھوٹ جائیگی لیکن میانہ روی سے عبادت کرنے والے کو دوام حاصل ہوگا۔اور خیر العمل مادیم علیه بہتر عمل وہ ہے جس میں مدام و ہمیشگی ہو۔ فی کل مرتبة یحسبھا چنانچہ حسنات الابرار سیئات المقربین مشہور مقولہ ہے۔اور قطب گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ظلم کے مطابق بدلہ لینا جائز ہے۔لیکن اچھا ہے کہ معاف کردے۔بدی سے بدی سھل باشد جزا ۔گر مردی احسن الی من اساء۔کہ برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے لیکن اگر برائی والے کو معاف کردو تو یہ جوانمردی ہوگی۔امام رازیؒ نے لیغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وماتأخر پر اشکال کے کئی جوابات دئے ہیں۔احسن اور افضل جواب یہ ہے کہ ذنب سے مراد ترك الافضل والاكمل والاولى والاجزای تو جب آنحضرت ﷺ کو ترک اولی پر عتاب ہوا تو اس پر ذنب کا اطلاق صحیح ہوگا۔اور جب اخشی الناس واتقاالناس عبادت کا محتاج ہے تو ہم گناہ گاروں کو عبادت کی زیادہ احتیاجی ہے لیکن اللہ تعالے کی شفقت اور رحمت ہے کہ آپؐ نے ہر عبادت میں اعتدال پر رہنے کا حکم دیا تاکہ بندہ اکتا نہ جائے ان الله لایملوا حتی تملوا اللہ تعالیٰ تنگ نہیں پڑتے یہاںتک کہ تم تنگ نہ پڑ جاؤ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فتح الباری میں ہے کہ سنت سے مراد طریقہ ہے۔اور رغبت عنہ سے اعراض یعنی ترک طریقہ نبویؐ

مراد ہے لیس منی یعنی وہ میری اتباع میں سے نہیں ہے۔اور بعض نے لیس منی اولیس علی ملتی تواس کا اعتقاد معصی الکفر ہوگا۔

حدیث (٤٧٠٥) حَدَّثَنَا عَلِیٌّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ اَنَّہٗ سَأَلَ عَائِشَۃَ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّاتُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی قَالَتْ یَاابْنَ اُخْتِی الْیَتِیْمَۃُ اَکُوْنُ فِیْ حَجْرِ وَلِیِّھَا فَیَرْغَبُ فِیْ مَالِھَا وَجَمَالِھَا یُرِیْدُ اَنْ یَتَزَوَّجَھَا بِاَدْنٰی مِنْ سُنَّۃِ صَدَاقِھَا فَنُھُوا اَنْ یَنْکِحُوْھُنَّ اِلَّااَنْ یُقْسِطُوْالَھُنَّ فَیُکْمِلُوا الصِّدَاقَ وَاُمِرُوْا بِنِکَاحِ مَنْ سِوَاھُنَّ مِنَ النِّسَاءِ ......

ترجمہ۔حضرت عروہ ؒ نے حضرت عائشہؓ سے اللہ تعالے کے اس قول کے متعلق سوال کیا۔ترجمہ اگر تمھیں یتیم لڑکیوں کے بارے میں خطرہ ہو کہ ان سے عدل وانصاف نہیں کر سکوگے۔پھر دوسری عورتوں سے نکاح کر لوجو تمھیں اچھی لگیں...... فرمایااے میرے بھانجے ! یتیم لڑکی اپنے وارث کی پرورش میں ہوتی تھی۔جواس کے مال اور خوبصورتی کی وجہ سے اس سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتا تھا لیکن چاہتا یہ تھا کہ اس یتیمہ سے نکاح کم حق مہر پر ہو جائے۔توانہیں روک دیا گیا۔کہ ان سے نکاح نہ کرو البتہ اگر ان سے عدل وانصاف کرتے ہوئے اسے پوراحق مہر اداکیا جائے تو پھر ان سے نکاح کی اجازت ہے۔ورنہ ان کے سوادوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم ہوا بہر حال انکی حق تلفی نہ ہونے پائے۔

باب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَھَلْ یَتَزَوَّجُ مَنْ لَّااَرَبَ لَہٗ فِی النِّکَاحِ ۔۔

ترجمہ۔باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو شخص تم سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے ضرور شادی کر لینی چاہئے اس لئے کہ یہ نکاح انسان کی آنکھ کو غیر محرم سے روکنے والی اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والاہے۔کیاجس کو نکاح کی حاجت نہیں اس کے لئے شادی کرنا ضروری ہے۔

حدیث (٤٧٠٦) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ کُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰہِ فَلَقِیَہٗ عُثْمَانُ بِمِنًی فَقَالَ یَااَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً فَخَلَیَا فَقَالَ عُثْمَانُ ھَلْ لَّکَ یَا اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ

ترجمہ۔حضرت علقمہ تابعی فرماتے ہیں کہ میں حج کے موقعہ پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے استاد کے ہمراہ تھا کہ منی کے مقام پر حضرت عثمانؓ کی ان سے ملاقات ہوگئی جنہوں نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمن مجھے تم سے ایک کام ہے چنانچہ دونوں تنہائی میں چلے گئے۔تو حضرت عثمانؓ نے

فِیْ اَنْ نُّزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأٰى عَبْدُاللّٰهِ اَنْ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰى هٰذَا اَشَارَ اِلَیَّ فَقَالَ يَاعَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ ﷺ يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ .....

فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن ! کیا تم چاہتے ہو کہ ایک نوجوان لڑکی سے تمہاری شادی کر دی جائے۔ جو تمھیں تمہارے معمولات یاد دلاتی رہے۔ حضرت عبداللہؓ کو اس کی ضرورت نہیں تھی تو انہوں نے میری طرف اشارہ کیا فرمایا اے علقمہ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو وہ فرمارہے تھے کہ اگر آپ یہ فرمارہے ہیں تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا کہ اے نوجوانوں کے گروہ جو شخص تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے ضرور شادی کرنی چاہئے۔ اور جس کو طاقت نہیں ہے وہ برابر روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے لئے خصی کر دینا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ نکاح کے لغوی اور شرعی معنی میں اختلاف ہے۔ جس کو میں نے اوجز المسالک میں بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کلام عرب میں نکاح کے اصلی معنی وطی اور جماع کے ہیں۔ لیکن وجالی کہتے ہیں کہ عقد اور وطی دونوں کے لئے کلام عرب میں استعمال ہوتا ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ حقیقی معنی عقد کے ہیں اور وطی مجازی معنی ہیں حنفیہؒ کے نزدیک اصل وطی کے معنی ہیں اور عقد کے معنی مجازی ہیں۔ اور تیسرا مسلک یہ ہے کہ دونوں معنی میں اشتراک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی عبادت ایسی نہیں جو آدمؑ سے لیکر آج تک چلی آرہی ہے۔ حتی کہ جنت میں بھی مشروع ہوگی۔ وہ ایمان اور نکاح ہے۔ بنابریں اہل ظواہر کے نزدیک نکاح فرض عین ہے۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک عند التوقان یعنی شدت خواہش کے وقت واجب ہے۔ ویسے سنۃ مؤکدہ ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے یہ ترجمہ باندھ کر اشارہ کر دیا۔ کہ نکاح سنت ضرور ہے جسے حاجۃ نہ ہو وہ نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی بے رغبتی دکھائی اور نوجوان علقمہ کے لئے سفارش فرمائی۔ نیز ! روایت سے معلوم ہوا کہ نوجوان لڑکی سے شادی نشاط اور قوت کا باعث ہے۔ جس پر تجربہ شاہد ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کو حضرت عثمانؓ نے خستہ حالت میں دیکھا تو خیال آیا کہ نوجوان بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ خستہ حالی ہے۔ لیکن ابن مسعودؓ نے اس پیشکش کو اپنے مشاغل علمی کی وجہ سے ٹھکرا دیا۔ بہر حال اس سے ترغیب نکاح ضرور واضح ہوئی۔ وجاء کے اصلی معنی خصیتین کو کوٹ دینے کے ہیں۔ یہاں خصی ہونا مراد ہے۔ ایک دو روزے کسر شہوت کے لئے کافی نہیں بلکہ روزہ التزام شہوت توڑنے کا موجب بن جاتا ہے۔

باب مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ ۔

ترجمہ۔ جو شخص نکاح کے لوازمات کی طاقت نہیں رکھتا نان نفقہ مہر ادا نہیں کر سکتا وہ روزے رکھے

حدیث(۴۷۰۷)حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ. قَالَ عَبْدُاللهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَانَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُو لُ اللهِ ﷺ يَامَعْشَرَالشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُم الْبَاءَةَفَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ.........

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نوجوان لڑکے تعلیم حدیث کے لئے آنحضرت نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہتے تھے۔ ہمارے پاس مال واسباب کچھ نہیں تھا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ اے نوجوانوں کی جماعت! جو شخص تم میں سے نکاح کے لوازمات کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور شادی کرے اس لئے کہ یہ نکاح آنکھ کو نیچے رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے بالالتزام روزے رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ اس کے لئے شہوت کو توڑنے والا وجاء ہے۔

باب كَثْرَةِ النِّسَاءِ

حدیث (۴۷۰۸)حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَامَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَارَفَعْتُمْ نَعْشَهَافَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَاتُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَإِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعٌ كَانَ يُقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَايُقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ......

ترجمہ۔ حضرت عطاء بن الحاج تابعی فرماتے ہیں کہ سرف کے مقام پر حضرت میمونہؓ کے جنازہ میں ہم لوگ حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ حاضر تھے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ حضرت میمونہ جناب نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہے پس تم لوگ جب ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو نہ تو اسے ہلانا اور نہ ہی پریشان کرنا کہ ادھر ادھر لئے پھرو بلکہ نرمی سے لے چلو۔ کیونکہ یہ آپؐ کی موت کے بعد بھی بیوی ہے جو افق کی مستحق ہے۔ ویسے آپؐ کی نو بیویاں تھیں ان میں سے آٹھ کیلئے آپؐ باری مقرر کرتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت سودہؓ کی باری نہیں آتی تھی کیونکہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو ھبہ کر دی تھی۔ تو جب آنحضرت ﷺ ان کے حقوق کا لحاظ کرتے تھے تو ہمیں بھی ازواج مطہرات کے حقوق کا لحاظ کرنا چاہئے ان میں سے تعظیم اور تکریم ہے جس پر ارفقوا کا جملہ دلالت کرتا ہے۔

حدیث(۴۷۰۹)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ...... عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ.........

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک ہی رات میں اپنی بیویوں سے ہمبستر ہوتے تھے۔ جبکہ آپؐ کی نو بیویاں تھیں۔

باب قَالَ لِیْ خَلِیفَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث (۴۷۱۰) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ سَعِیدِبْنِ جُبَیْرٍؓ قَالَ قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍؓ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَاِنَّ خَیْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَکْثَرُهَا نِسَاءً ا.......

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے میرے سے پوچھا کیا تم نے شادی کرلی ہے میں نے کہا نہیں آپؓ نے فرمایا شادی ضرور کر واسلئے کہ اس وقت کا بہترین آدمی وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں آنحضرت ﷺ کی

ازواج مطہرات درج ذیل ہیں۔ سودةؓ. عائشةؓ. حفصةؓ. ام سلمةؓ. زینب بنت حجشؓ. ام حبیبهؓ. جویریةؓ. صفیةؓ. میمونةؓ.

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت میمونہؓ کی فضیلت دو طرح سے ثابت فرمائی ایک رتبہ تو یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ تھیں۔ دوسرا یہ کہ آپ ان ازواج میں سے تھیں جنکی باری مقرر ہوتی تھی گویا کہ وہ مرغوب فیھا تھیں۔ اور نو کا عدد ذکر کر کے کثرت تو ثابت کر دی لیکن یہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے امت کے لئے چار سے زائد بیویوں کو بیک وقت جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

باب مَنْ هَاجَرَ اَوْ عَمِلَ خَیْرًا لِتَزْوِیجِ امْرَأَةٍ فَلَهٗ مَانَوٰی ..

ترجمہ۔ جو شخص ہجرت یا کوئی اور نیک عمل محض کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے کرتا ہے تو جو اس کی نیت ہے اس کے مطابق جزا ملے گی۔

حدیث (۴۷۱۱) حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ قَزْعَةَ. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْعَمَلُ بِالنِّیَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَانَوٰی فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فهجرته اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِمْرَأَةٍ یَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ......

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عمل کا ثواب نیت کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہے پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اس کو نیت کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے

تو اس کی ہجرت کا ثواب بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ جس نیت سے اس کی طرف ہجرت کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حافظؒ نے فرمایا کہ ترجمہ میں دو چیزیں تھیں ھجرت اور عمل خیر حدیث سے ہجرت کو ثابت کیا اور عمل خیر کو استنباط کیا کیونکہ ہجرت بھی عمل خیر ہے۔

بَاب تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ الَّذِيْ مَعَهُ الْقُرْاٰنُ وَالْاِسْلَامُ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ کسی ایسے تنگدست سے شادی کر دینا جس کے پاس قرآن اور اسلام ہے اس بارے میں حضرت سھلؓ کی روایت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

حدیث (۴۷۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جھاد میں جاتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ خصی نہ ہو جائیں تاکہ زنا سے محفوظ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے روک دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ کو دو احادیث سے ثابت کیا ہے۔ حضرت سھل بن سعدؓ کی روایت میں تو صراحۃ ہے کہ محض حفظ قرآن کے سبب اس واھبہ کو تیرے ملک میں دیتا ہوں۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے اس طرح استدلال کیا کہ جب آپؐ نے اختصاء سے روک دیا۔ حالانکہ وہ لوگ عورتوں کی طرف محتاج تھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ حضرات قرآن مجید کے حافظ تھے تو تزویج المعسر بما معھم من القرآن ثابت ہوئی۔ تو حدیث سے ترجمہ نصاً اور دوسرے استدلالاً ثابت ہوا۔

بَاب قَوْلِ الرَّجُلِ لِاَخِيْهِ انْظُرْ اَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى اُنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ۔

ترجمہ۔ کسی آدمی کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ دیکھو میری دو بیویوں میں سے جو تمھیں پسند آئے میں تمھاری خاطر اس سے اتر جاؤں یعنی تمھارے لئے اُسے طلاق دے دوں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اسے روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۴۷۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ قَالَ قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ فَاٰخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّؓ وَعِنْدَ الْاَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَاَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ اَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ اَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ اَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے اور حضرت سعد بن الربیع انصاریؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا انصاری کے پاس دو بیویاں تھیں تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پیشکش کی کہ ان کے اہل اور مال کو نصف نصف کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بولے اللہ تعالی تمھارے مال میں تمھارے لئے برکت پیدا کرے مجھے تو بازار کا راستہ بتلاؤ۔ چنانچہ وہ بازار تشریف لائے کچھ پنیر اور کچھ گھی میں انہیں نفع ہوا۔ چند دن کے بعد جناب نبی اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا کہ زرد رنگ کی خوشبو کے ان پر نشانات ہیں۔ فرمایا او عبدالرحمٰن مبارک ہو یہ کیسا رنگ ہے۔ فرمایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کی ہے۔ پوچھا اسے مہر کیا دیا ہے فرمایا کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونا دیا ہے۔ فرمایا اگر چہ ایک بکری ہو ولیمہ ضرور کرو۔ کئی بار یہ حدیث گذر چکی ہے۔

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

ترجمہ۔ الگ تھلگ مجرد رہنا اور خصی ہونا مکروہ ہے

حدیث (۴۷۱۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ يَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍؓ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا ....

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ پر الگ تھلگ مجرد رہنے کو رد کر دیا اگر آپؐ اسے اسکی اجازت دے دیتے تو ہم اکثر طالب علم خصی ہو جاتے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بظاہر جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ لو اذن له لتبتلنا لیکن تبتل کا مبالغہ خصاء میں ہے۔ کہ ہم سرے سے بناء کو ہی ختم کر دیتے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ کیونکہ وجود شہوۃ تبتل کے منافی ہے۔ لھذا خصاء ہی متعین ہوا۔ تاکہ مطلوب حاصل ہو جائے چنانچہ اختصاء کے باوجود جانوروں میں شہوت باقی رہتی ہے۔ اختصاء سے ممانعت کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مقصد شریعت کا

تکثیر نسل ہے۔ تناکحوا وتناسلوا ارشاد نبوی ہے۔اختصاء سے مسلمان قلیل ہو جائینگے۔ کفار کی کثرت ہو گی۔اور بعثت محمدیہ کے خلاف ہے۔بنابریں اختصاء سے منع فرمادیا۔ حلق وغیرہ بھی اسی میں داخل ہیں۔

حدیث (٤٧١٥) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ وَلَوْ اَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا.

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ پر تبتل کو رد کردیا۔اگر آپؐ انہیں تجرد کی زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حدیث (٤٧١٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ. عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ لَمْ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَءَ عَلَيْنَا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کے لئے جاتے تھے۔ جبکہ ہمارے پاس کچھ مال ومتاع نہیں ہوتا تھا ہم نے عرض کی کیا ہم لوگ خصی ہو کر نامرد نہ ہو جائیں آپؐ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔ پھر آپؐ نے ہمیں اجازت دے دی کہ ہم عورت سے ایک کپڑے کے عوض بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ آیت اے ایمان والو! اللہ تعالے کی حلال کردہ پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار نہ دو اور حد سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ تعالے حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

حدیث (٤٧١٧) قَالَ اَصْبَغُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ وَاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِّ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں مجھے اپنی ذات پر زنا کا خطرہ ہے۔اور میں اسقدر مال نہیں رکھتا کہ میں اس سے عورتوں سے نکاح کروں آپؐ خاموش رہے پھر میں نے اسی طرح کہا آپؐ پھر بھی خاموش رہے میں نے تیسری بار اسی طرح کہا آپؐ خاموش رہے چوتھی بار جب میں نے ایسا کہا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرۃؓ جس تقدیر سے تم ملاقی ہونے والے ہو اس پر قلم خشک ہو گیا اس پر خواہ تم خصی ہو یا خصی ہونا چھوڑ دو۔اور بعض نسخوں میں اختصہ کا لفظ ہے جس کا معنی وہی خصی ہونا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لاتحرموا...... تبتل اور اختصاء کی حرمت پر آیت کریمہ کی دلالت ظاہر ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں تحریم طیبات لازم آتی ہے۔ کہ پاکیزہ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بظاہر اس حدیث ابن مسعودؓ سے نکاح متعہ کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ جس کا بعض لوگوں نے یہ جواب دیا کہ شاید نسخ نکاح متعہ کا حکم ان کو نہ پہنچا ہو۔ جب حکم معلوم ہوگیا تو انہوں نے نکاح متعہ کو چھوڑ دیا۔ قطب گنگوہیؒ نے جو تقریر فرمائی ہے اس کی بنا پر اس جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خلاصہ تقریر شیخ کا یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ آیت کریمہ سے نہی عن الاختصاء پر دلیل قائم کررہے ہیں۔ کیونکہ اختصاء میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تحریم ازدواج ہے۔ جو طیبات ہیں۔ لم اخص لنا یہ جملہ معترضہ ہے اس کا اختصاء سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور سورۃ مائدہ کی تفسیر میں شیخؒ فرما چکے ہیں کہ اس آیت سے اختصاء کی نہی ثابت ہوتی ہے۔ اور حاشیہ پر تحریر فرمایا کہ اس آیت کا نزول اختصاء کے بارے میں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس میں تہدید ہے کہ تم کچھ کرو یا نہ کرو تقدیر الٰہی نافذ ہوکر رہے گی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جمیع امور ازل تقدیر الٰہی میں طے ہوچکے ہیں۔ خصی ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں تقدیر نے ضرور واقع ہونا ہے۔

باب نِكَاحِ الْاَبْكَارِ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لِعَائِشَةَؓ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكْرًا غَيْرَكِ۔

ترجمہ۔ کنواری لڑکیوں سے نکاح کرنا ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے بغیر کسی اور کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

حدیث (۴۷۱۸) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ...... عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ اَيِّهَا تُرْتِعُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! بتلایئے اگر ایک وادی میں آپ کا پڑاؤ ہو جس میں کچھ درخت ایسے ہیں جن سے کھایا جا چکا ہے۔ اور آپؐ ایسا درخت پائیں جس سے کچھ بھی نہیں کھایا گیا۔ تو کون سے درخت میں آپؐ اپنا اونٹ چرنے کے لئے چھوڑینگے۔

بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا يَعْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا ......

آپ نے فرمایا اسی کے اندر جس سے کچھ بھی نہ کھایا گیا۔ اس مثال سے ان کا منشا یہ تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوا اور کسی باکرہ عورت سے شادی نہیں کی۔

حدیث (۴۷۱۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ...... عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْهَا. فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ يُمْضِهِ ......

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی ہو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی تجھے ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ مجھے کہتا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے اس کو کھول کر دیکھو تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تم ہی ہو۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے تو ضرور ہو کر رہیگا۔ ان یکن من عند اللہ یقین کو شک کی صورت میں بیان کیا یہ بھی فن بدیع کا ایک طریقہ ہے۔ یا شک اس میں تھا کہ آیا یہ دنیا میں بیوی ہوگی۔ یا جنت میں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ شک اس میں تھا کہ یہ جواب اپنے ظاہر پر ہوگا یا اسکی تعبیر دینی پڑیگی۔

باب تَزْوِيْجِ الثَّيِّبَاتِ

ترجمہ۔ بیوگان سے نکاح کرنا

وَقَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَؓ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ ......

ترجمہ ۔ حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔

حدیث (۴۷۲۰) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَاَجْوَدِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْاِبِلِ فَاِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ. قُلْتُ كُنْتُ

ترجمہ ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ سے ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ واپس لوٹ رہے تھے۔ کہ میں نے اپنے ایک سست رفتار اونٹ پر جلدی جانا چاہا تو مجھے پیچھے سے ایک ایسا سوار آکر ملا جس نے اپنے چھوٹے نیزے سے جو ان کے پاس تھا میرے اونٹ کو چوک ماری تو میرا اونٹ عمدہ اور بہتر اونٹوں کی طرح چلنے لگا جو اونٹ انسان کی نگاہ میں آسکتے ہیں ان سے عمدہ تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ

حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبً قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَىْ عِشَاءً لِكَىْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَتُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةَ......

وہ تو جناب نبی اکرم علیہ السلام ہیں۔ پوچھا تمہیں کس چیز نے جلدی کرنے پر مجبور کیا میں نے کہا میری نئی نئی شادی ہوئی ہے اس لئے جلدی کر رہا تھا۔ آپؐ نے پوچھا کنواری سے شادی ہوئی یا بیوہ سے۔ مین نے کہا بیوہ سے آپؐ نے فرمایا کیوں نہ نوجوان لڑکی سے شادی کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔ فرماتے ہیں جب ہم نے چل کر گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا ذرا ٹھہرو رات کے وقت یعنی زوال کے بعد تاکہ پراگندہ بالوں والی کنگھا کرلے اور غائب کرنے والی بال صاف کرلے۔

حدیث (۴۷۲۱) حَدَّثَنَا آدَمُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَالَكَ وَلِلْعَذَارَىٰ وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شادی کی تو جناب رسول اللہ علیہ السلام نے میرے سے پوچھا کہ تم نے کیسی عورت سے شادی کی میں نے کہا کہ بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ کنواری لڑکیوں اور انکی لعاب سے بچتے ہو۔ شعبہ فرماتے ہیں جب میں نے حدیث عمرو بن دینار سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یوں سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی تو اس سے ہنسی مذاق کرتا وہ تیرے سے ہنسی مذاق کرتی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فھلاجاریة ۷۰ اس حدیث کی ترجمہ الباب سے مطابقت اس وجہ سے ہے جو اس مقام پر مذکور نہیں۔ بلکہ حدیث کے آخر میں جب حضرت جابر بن عبداللہؓ نے ثیبہ سے نکاح کرنے کی وجہ بیان فرمائی تو آپؐ نے ان کے اس فعل کی تحسین فرمائی۔ کہ نوجوان بہنوں کی وجہ سے آپؐ نے ثیبہ سے نکاح کیا تاکہ وہ ان کا انتظام کر سکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تمام شراح نے امام بخاریؒ کے ترجمہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ البتہ تیسیر میں ہے کہ اس باب سے امام بخاریؒ بیان جواز نکاح ثیب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ عینیؒ نے مصنفؒ کے ترجمہ کی غرض لاباحۃ نکاح الثیب کے علاوہ ترجیح نکاح باکرہ پر بھی تنبیہ فرمائی۔ جس پر ھلاّ بکراً...... کے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ میرے نزدیک قطب گنگوہیؒ کی توجیہ کا مقصد یہ ہے کہ امام بخاریؒ اپنے ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کسی دینی مصلحت کی وجہ سے ثیبہ سے نکاح کرنا راجح ہے۔ کیونکہ مصلحت بیان ہونے کے بعد آنحضرت علیہ السلام نے حضرت جابرؓ کے فعل کی تحسین فرمائی ہے۔

باب تَزْوِيجِ الصَّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

ترجمہ۔ بڑے ولی کی طرف سے چھوٹی بچیوں کا نکاح کر دینا۔

جديث (٤٧٢٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ...... عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ ؓ اِلَى اَبِيْ بَكْرٍ ؓ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ ......

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف حضرت عائشہؓ کی منگنی کا پیغام بھیجا حضرت ابو بکرؓ نے جواباً فرمایا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں عائشہؓ آپؐ کی بھتیجی ہوئی۔ بھتیجی سے نکاح کیسے صحیح ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا آپ اللہ کے دین اور اس کی کتاب کے مطابق میرے بھائی ہیں۔ انما المؤمنون اخوة بایں ہمہ حضرت عائشہؓ سے میرا نکاح حلال ہے۔ کیونکہ اخوۃ نسب رضاع تو مانع ہے لیکن اخوت دین مانع نہیں ہے۔

باب اِلٰى مَنْ يَنْكِحُ وَاَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ وَمَايُسْتَحَبُّ اَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطَفِهٖ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ ----

ترجمہ۔ کن عورتوں سے نکاح کیا جائے اور کونسی عورتیں بہتر ہیں۔ اور اپنے نطفوں کے لئے کونسی عورتوں کا انتخاب کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے

حديث (٤٧٢٣) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہتر عورتیں قریش کے نیک لوگوں کی عورتیں ہیں۔ جو بچپن میں اپنی اولاد پر شفیق ہوتی ہیں۔ اور خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلا حکم تو یہ حدیث سے ثابت ہوا کہ جو نکاح کرنا چاہے وہ قریش کی عورتوں سے نکاح کرے۔ دوسرا حکم یہ ثابت ہوا کہ قریش کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں۔ اور تیسرا حکم بطور لزوم کے یہ ثابت ہوا کہ جب نساء قریش بہترین عورتیں ہیں تو ان کا انتخاب کرنا مستحب ہوا۔ بلکہ حاکم کی روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت سے صراحۃً ثابت ہوا۔ تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء۔ یعنی نساء قریش کو اپنے نطفوں کے لئے انتخاب کرو۔ اور اپنے کفو میں

شادی کرو۔ رکبین الابل سے نسأ عرب مراد ہیں جو اکثر اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں۔ احناہ او شفیقہ اور تذکیر ضمیر رکوب یا تزویج کی وجہ سے ہے اور صالح سے صلاحیۃ دین اور سن معاسرۃ مع الزوج مراد ہے۔

باب اِتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ عَتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا۔

ترجمہ۔ باندیاں بنالینا۔ جس شخص نے باندی کو آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کر لیا اس کا ثواب کیا ہے۔

حدیث (٤٧٢٤) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِيْ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا مَمْلُوْكٍ اَدّٰى حَقَّ مَوَالِيْهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَعْتَقَهَا ثُمَّ اَصْدَقَهَا..........

ترجمہ۔ حضرت ابو موسی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس باندی ہو۔ وہ اس کو تعلیم دے اور بغیر ڈانٹ ڈپٹ کے اس کو اچھی طرح تعلیم دے اسے ادب سکھلائے اور اچھی طرح ادب سکھلائے پھر اسے آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لے تو ایسے شخص کو دوہرا ثواب ہوگا۔ اس طرح جو اہل کتاب اپنے نبی پر اور مجھ پر ایمان لایا اس کو بھی دوہرا اجر ملے گا۔ اس طرح جو غلام اور نوکر اپنے آقا کا اور اپنے مولا حقیقی کا حق ادا کرتا ہے اس کو بھی دوہرا ثواب ملے گا کیونکہ ہر ایک نے دودو کام انجام دے ہیں امام شعبیؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ یہ حدیث بغیر کسی معاوضہ کے میرے سے حاصل کرو۔ لوگ تو اس سے بھی کم راقبہ کو لئے مدینہ منورہ کا سفر کرتے تھے۔ ابو بکرؓ کی روایت میں یوں ہے۔ کہ پھر باندی کو آزاد کیا اور اسے حق مہر ادا کیا۔ یہ حکم صرف باندیوں کے لئے نہیں بلکہ اولاد اور اقربا سب کے لئے ہے جس سے دوگنا ثواب حاصل ہوگا۔

حدیث (٤٧٢٥) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف بظاہر تین جھوٹ بولے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایک ظالم بادشاہ کے پاس سے ان کا گذر ہوا۔

بَيْنَمَا اِبْرَاهِيْمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَاَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْكَافِرِ وَاَخْدَمَنِىْ اٰجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِىْ مَاءَ السَّمَاءِ

جبکہ آپؑ کے ہمراہ آپؑ کی بیوی سارہ تھیں۔ پھر ساری حدیث بیان فرمائی آخر حدیث میں ہے کہ اس بادشاہ نے بی بی ھاجرہ دے کر ان کو رخصت کیا۔ حضرت سارہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ بھی میرے سے روک دیا کہ وہ دست درازی نہ کر سکا۔ اور مجھے خدمت کے لئے آجرہ بھی دے دی۔

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ اے بنو اسماعیل یہی ھاجرہ تمھاری ماں ہے۔ ماء اسماء زمزم کا نانی مراد ہے۔ اہل عرب کو بنو سماء طھارت نسب کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ ثلاث کذبات قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے انبیا علیھم السلام سے کذب کا صدور ہر گز نہیں ہوتا۔ یہ ثلث کذبات بظاہر کذب معلوم ہوتے ہیں در حقیقت کذب نہیں۔ فہم انسانی اسے کذب محسوس کرتی ہے۔ دراصل وہ توریہ ہیں جن سے حق مراد ہے جسے کذب کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔

حديث(٤٧٢٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّؓ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ اُمِرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِىَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِىَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِىَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن قیام فرمایا جس پر حضرت صفیہ بنت حییؓ سے ہمبستری فرمائی۔ آپؐ کے ولیمہ میں میں نے مسلمانوں کو بلایا اس ولیمہ میں روٹی اور گوشت نہیں تھا چمڑے کے دستر خوان بچھائے گئے۔ جن میں کھجور۔ خشک دودھ اور گھی ڈالا گیا یہی آپ کا ولیمہ تھا۔ اب مسلمان کہنے لگے کہ آیا بی بی صفیہؓ آپؐ کی ازواج مطہرات میں سے ہو کر مؤمنین کی ماں بنتی ہے۔ یا آپؐ کی باندی رہتی ہے جس کا آپ کا دایاں ہاتھ مالک ہوگا۔ خود ہی کہنے لگے کہ اگر آپؐ نے اس پر پردہ لٹکا دیا پھر تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہو گی۔ اگر پردہ نہ لٹکایا تو پھر وہ باندی رہیگی۔ پھر جب آپ کوچ کرنے لگے۔ تو اپنے پیچھے انہیں بٹھایا۔ پھر ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کھینچ لیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ چونکہ صحابہ کرام کو بی بی صفیہؓ کے زوجہ اور باندی ہونے میں تردد تھا اسلئے امام بخاریؒ اس تردد سے جزء ترجمہ ثابت فرمایا

باب مَنۡ جَعَلَ عِتۡقَ الۡاَمَةِ صَدَاقَهَا

ترجمہ۔ جس نے باندی کو آزاد کر دینا ہی اس کا حق مہر قرار دیا۔

حدیث (۴۷۲۷) حَدَّثَنَا قُتَيۡبَةُ بۡنُ سَعِيۡدٍ. عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اَعۡتَقَ صَفِيَّةَؓ وَجَعَلَ عِتۡقَهَا صَدَاقَهَا......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بی بی صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اصحاب ظواہر نے حدیث کو ظاہر پر رکھا ہے۔ دیگر فقہا فرماتے ہیں کہ عتق کوئی مال نہیں ہے۔ مہر مثل واجب ہوگا۔ یہ واقعہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے۔

باب تَزۡوِيۡجِ الۡمُعۡسِرِ۔ لِقَوۡلِهٖ تَعَالٰى اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَاءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

ترجمہ۔ تنگدست کو بھی شادی کر لینی چاہئے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے اگر یہ لوگ محتاج و تنگدست ہونگے تو اللہ تعالے اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دیگا۔

حدیث (۴۷۲۸) حَدَّثَنَا قُتَيۡبَةُ ......عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدِ السَّاعِدِيِّؓ قَالَ جَاءَتِ امۡرَاَةٌ اِلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتۡ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ جِئۡتُ اَهَبُ لَكَ نَفۡسِيۡ فَنَظَرَ اِلَيۡهَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيۡهَا وَصَوَّبَهٗ ثُمَّ طَأۡطَاَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ رَاۡسَهٗ فَلَمَّا رَاَتِ الۡمَرۡاَةُ اَنَّهٗ لَمۡ يَقۡضِ فِيۡهَا شَيۡئًا جَلَسَتۡ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنۡ اَصۡحَابِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنۡ لَّمۡ تَكُنۡ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجۡنِيۡهَا فَقَالَ اَهَلۡ عِنۡدَكَ مِنۡ شَيۡءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یارسول اللہ! میں اس لئے آئی ہوں کہ میں اپنی ذات آپؐ کے ھبہ کرتی ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسکی طرف دیکھا نگاہ کو اوپر گھمایا پھر نیچے لے آئے پھر رسول اللہ ﷺ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا یارسول اللہ اگر آپؐ کو اس عورت کی ضرورت نہیں ہے تو میرے سے نکاح کر دیجئے۔ آپؐ نے پوچھا تمھارے پاس کچھ

فَقَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِىْ قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى اِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِىَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِىَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَءُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ...

مال و متاع بھی ہے۔ اس نے جواب دیا واللہ ! یارسول اللہ کچھ بھی نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا گھر جاؤ دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے گھر جا کر واپس آکر کہنے لگا واللہ مجھے تو کوئی چیز نہیں ملی۔ آپؐ نے فرمایا اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو وہی لے آؤ۔ وہ جا کر واپس آئے کہنے لگا یارسول اللہ ! واللہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حتی کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ یہ میری لنگی ہے۔ حضرت سھل فرماتے ہیں کہ اسکی اوپر کی چادر نہین تھی۔ اس لنگی کا آدھا حصہ اس عورت کے لئے ہو گا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ عورت تیری لنگی کو کیا کریگی۔ اگر تم نے اسے پہن لیا تو اس عورت پر اس کا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اگر اس نے اس کو اوڑھ لیا تو تمھارے لئے کچھ نہیں رہیگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا جب اس کی مجلس دراز ہو گئی۔ تو وہ اٹھ کھڑا ہوا جب جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا ہے۔ تو آپؐ نے اس کے لئے واپسی کا حکم دیا تو اسے بلایا گیا جب وہ واپس آیا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا کچھ قرآن بھی تمھیں یاد ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ چند سورتوں کے نام گنوائے۔ آپؐ نے پوچھا ان کو حفظا یاد سے پڑھ سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا کہ اس قرآن کی بدولت جو تمھارے پاس ہے مین نے اس عورت کا تمھیں مالک بنادیا۔ معلوم ہوا کہ تنگدست آدمی بھی شادی کر سکتا ہے۔
عورت کا نام ام شریک یا خولہ بنت حکیم ہے۔

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِى الدِّيْنِ

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا

ترجمہ۔ دین کا کفو معتبر ہے نسب کا کفو ضروری نہیں اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ اللہ وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور دامادگی بنائی تیرا رب بڑی قدرت والا ہے۔

حدیث (۴۷۲۹) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَاحُذَيْفَةَؓ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِشَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبَنّٰى سَالِمًاؓ فَاَنْكَحَهُ بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِاَمْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًاؓ وَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَوَالِيْكُمْ فَرُدُّوْا اِلٰى اٰبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهٗ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَاَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَائَتْ سَهْلَةُؓ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَاَةُ اَبِيْ حُذَيْفَةَؓ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ....

ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس جو ان لوگوں میں سے تھے جو جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے۔ انہوں نے حضرت سالمؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا (لے پالک) بنالیا تھا۔ اور اس نے اپنی بھتیجی ھند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر دیا جو انصار کی ایک عورت کا غلام تھا۔ جس طرح کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو لے پالک بنالیا تھا۔ اور زمانہ جاہلیۃ میں یہ دستور تھا کہ لوگ لے پالک کو اسی کی طرف نسبۃ کر کے پکارتے تھے۔ اور وہ اسکی جائیداد کا وارث بھی بنتا تھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالے نے متبنی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ کہ ان کو اپنے باپ کی طرف منسوب کر کے پکارو موالیکم تک۔ پس یہ لوگ اپنے باپ کی طرف لوٹا کر پکارے جانے لگے۔ پس جس کا باپ معلوم نہ ہو سکا وہ مولی اور دینی بھائی کہلاتا تھا۔ حضرت سھلہ بنت سھیل بن عمرو قرشی پھر عامری جو حضرت ابو حذیفہؓ کی بیوی تھی وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ یارسول اللہ! کہ ہم تو حضرت سالمؓ کو بیٹا سمجھتے تھے۔ اب اللہ تعالے نے اس کے بارے میں وہ کچھ نازل فرمایا ہے جس کو آپؐ جان چکے ہیں۔ پھر بقیہ حدیث کو ذکر کیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ اس باب کے اندر ترجمہ سے پہلے آیت کو ذکر کر چکے ہیں۔ بعد ازاں روایت اس لئے لائے ہیں کہ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ کہ جو لوگ ایک دوسرے کا کفو نہیں ہیں ان میں آپس میں نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن کفو اور نسب کا اعتبار کرنا افضل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالے نے نسب کی مدح فرمائی ہے۔ تو اس کا اعتبار کرنا مصالح اور فوائد سے خالی نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ امر ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ابو حذیفہؓ نے حضرت سالم آزاد کردہ غلام کا نکاح اپنی بھتیجی ھندہؓ سے کر دیا۔ اسی طرح حضرت جناعہ حضرت مقداد کے نکاح میں تھی۔ جو ان کا ہم نسب نہیں تھا۔ اسی طرح فاظفر بذات الدین کہ دین والی عورت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ اس سے بھی تنبیہ کرنا ہے کہ نسب پر دین کو ترجیح دی جائے۔ اور اسی طرح آپ کا یہ ارشاد کہ ہذا خیر من ملأ الاو حق ومثل ہذا اس سے بھی اس طرح اشارہ ہے۔ کہ دین ہی راجح ہے جس کی طرف زیادہ توجہ کرنا مطلوب ہے۔ تو مقدین غیر مقدین سے افضل ہوا۔ اگرچہ وہ نسب اور مال میں غیر مقدین سے کم ہو۔ تو جب یہ مقدین غیر مقدین سے بہتر ہوا تو اس سے نکاح کر دینا افضل ہوا

توان سب احادیث باب سے واضح ہوا کہ زیادہ قابل اعتبار دین ہے جس کا کفاءۃ میں اعتبار کرنا چاہیئے۔

حدیث (۴۷۳۰) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُنِيْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِيْ وَقُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ........

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت الزبیرؓ کے پاس تشریف لائے ان سے فرمایا کہ شاید تمھارا ارادہ حج کرنے کا ہے۔اس نے کہا واللہ! میں تو بیمار رہتی ہوں۔حج کیسے ہوگا جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حج کے لئے جاؤ شرط لگاؤ اور یوں کہو کہ اللہ! میرے حلال ہونے کی وہی جگہ ہوگی جہاں آپ نے مجھے روک دیا اور وہ حضرت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔

حدیث (۴۷۳۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ...... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ عورت سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے حسب ونسب کی وجہ سے یا اس کی خوبصورتی کی وجہ سے یا اس کے دین کی وجہ سے۔باقی سب فانی ہیں۔ تمھارے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں دین والی عورت کے لئے کامیابی حاصل کرو۔

حدیث (۴۷۳۲) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَاتَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَاتَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَلَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا

ترجمہ۔ حضرت سھلؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کا جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذر ہوا۔ آپؐ نے لوگوں سے پوچھا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو۔انہوں نے کہا کہ یہ شخص اس لائق ہے کہ اگر یہ کسی عورت کے لئے منگنی کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کر دیا جائے۔اگر کسی کے بارے میں سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کرلی جائے۔یہ کوئی بات کہے تو کان لگا کر اس کی بات سنی جائے۔پھر آپؐ خاموش رہے ایک دوسرا آدمی غریب ومفلس مسلمانوں میں سے گذرا تو آپؐ نے پوچھا اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے وہ کہنے لگے کہ اگر کسی عورت سے خطبہ کرے تو اس سے کوئی نکاح

کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اگر سفارش کرے تو اسکی سفارش قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو کوئی کان لگا کر بات نہ سنے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اس جیسے لوگوں سے زمین پر ہو تو ان سے سا یہ فقیر مؤمن بہتر ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ آیت کے بعد روایت کو ذکر کرنے کی وجہ صرف شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ دیگر شراحؒ اس طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ البتہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں آیت کے لانے کی غرض امام بخاریؒ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس سے نسب اور صہر کی طرف اشارہ کیا ہے جن کے ساتھ کفاءۃ کے احکام متعلق ہیں۔ اور قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ نسباً وصہراً سے آدمی کی دو قسمیں بتلائی گئی ہیں ایک تو ذو نسب یعنی ایک تو وہ مرد جن کی طرف نسب کا سلسلہ چلتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں بن فلاں فلانہ بنت فلاں اور دوسرے ذوات صہر یعنی وہ عورتیں جن سے سلسلہ مصاہرت قائم ہوتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ نسب سے قربۃ مراد ہے۔ اور صھراً سے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب جو تعلقات قائم ہوتے ہیں انساب سے تعلقات استوار ہوتے ہیں اور مصاہرت سے توالد و تناسل ہوتا ہے۔ شیخ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اوصاف کفاءۃ میں فقہا کا اختلاف ہے امام مالکؒ تو صرف دین کو ہی کفو قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نسب اور دین ہے۔ اور امام احمدؒ کے نزدیک دین نسب جریۃ صناعۃ اور مال ہے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک کفاءۃ میں دین نسب جریۃ صناعۃ اور نفرت دلانے والے عیوب سے صحیح سالم ہونا ہے۔ اور شہریوں میں مالداری کا اعتبار کرتے ہیں دیہاتیوں میں نہیں۔ اس تفصیل کے بعد ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک کفاءۃ عورت اولیاء کا حق ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ کفاءۃ حق اللہ ہے۔ حق آدمی نہیں ہے۔ بائیں ہمہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرلے تو نکاح جائز ہو گا۔ باطل نہیں ہو گا۔ البتہ اولیاء کو فسخ کا حق حاصل ہے اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم وہ آخرت کے اعتبار سے ہے ہماری گفتگو احکام دنیا میں ہے۔ اور کفاءت کے معتبر ہونے میں حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی روایت کافی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا اے علی! تین کاموں میں دیر نہیں کرنی۔ جب نماز کا وقت آجائے تو دیر نہ کرو۔ جنازہ حاضر ہو تو جلدی نماز پڑھ کر دفن کرو۔ غیر شادی شدہ عورت کا جب کفو مل جائے تو پھر دیر نہ کرو۔ اور حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے لامنعن فروج ذوات الانساب الامن الاکفاء۔ کہ حسب نسب والی اپنے کفو میں شادی کریں۔ اور آپؐ کا راشاد ہے لاتنکحوا النساء الامن الاکفاء الحدیث۔ کہ عورتوں کا نکاح کفو کے اندر کرو۔ بہر حال غیر کفو کے اندر نکاح کرنے کو کوئی بھی حرام نہیں کہتا۔ البتہ ولایت کی نکاح میں شرط اس لئے ہے تاکہ عورت اپنے آپ کو غیر کفو میں ضائع نہ کرے۔ اب باب کی پہلی روایت میں حضرت ابو حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی کا نکاح حضرت سالمؓ سے کر دیا۔ جو آزاد کردہ غلام تھے۔ قریش کا کفو نہیں تھے۔ دوسری روایت میں حضرت ضباعۃ کا نکاح مقداد سے ثابت ہوا۔ جو قریش کے حلیف تھے۔ اور حضرت ضباعہ بنت الزبیر ہاشمیہ تھیں۔ اگر نسب کا اعتبار ہوتا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوتے۔ لیکن اس پر کہا جاتا ہے کہ عورت نے اپنا حق ساقط کر دیا۔ اور اولیاء راضی ہو گئے۔ اس لئے نکاح قائم رہا۔ فاظفر بذات الدین یعنی مطمح نظر ہر چیز میں دین ہونا چاہئے خصوصاً اس معاملہ میں جس میں زندگی بھر کا گذارہ کرنا ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے لامۃ سوداء ذات دین افضل۔ کہ کالے رنگ والی دیندار باندی افضل ہے۔ کیونکہ حسن وجمال کبھی ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔ اور مال و متاع انسان کو مغرور بنا دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے

وہ سرکشی کرتا ہے۔ لاأخير ...... اگر پہلا شخص کافر ہے۔ پھر دین والے مسلمان کا بہتر ہونا واضح ہے۔ اگر مؤمن ہو تو پھر آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کا علم ہو گیا۔ یا یہ کہ حدیث سے علی الاطلاق فقیر مؤمن کا غنی مؤمن سے بہتر ہونا ثابت ہوا۔ بالوحی سے جواب دینا اس لئے صحیح نہیں کہ ظاہر ہے آنحضرت ﷺ نے دونوں کو پہچان کر یہ ارشاد فرمایا۔ دوسرے روایت سے ثابت ہے کہ دوسرے آدمی حضرت جعیل بن سراقہ تھے جو آپؐ کے اصحاب میں سے ہیں۔ جو عباد اللہ صالحین سے بہتر ہیں۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ہذا خیر کے ارشاد سے ہر فقیر کی دین کی وجہ سے غنی پر فضیلت ثابت ہوئی۔ جو ہر عورت کے لئے کفو بن سکتا ہے۔ تو ہر فقیر کی غنی پر فضیلت ثابت نہ ہوئی دین کو فوقیت ہوئی۔ حضرت سالم بن معقل ثبینہ انصاریہ کے غلام تھے۔

بَاب الْاَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

ترجمہ۔ کفاءۃ میں مال کا اعتبار ہے لیکن مفلس آدمی اگر دولتمند عورت سے شادی کرلے تو جائز ہے۔

حديث (۴۷۳۳) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةَ اَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ ؓ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى ...... قَالَتْ يَاابْنَ اُخْتِي هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ اِلٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوْا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ

ترجمہ۔ حضرت عروہؒ نے حضرت عائشہؓ سے ان خفتم ان لا تقسطوا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے میرے بھانجے! یہ ایک یتیم لڑکی اپنے وارث کی پرورش میں ہوتی تھی وہ اس کے حسن اور مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرنا تو چاہتا تھا لیکن حق مہر میں کمی کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اور مطالبہ کرنے والا تو کوئی نہیں تھا تو ان کو ایسی عورتوں سے نکاح کرنے سے رد کر دیا گیا ہے۔ البتہ اگر ان کے مہر کو پورا ادا کرنے میں انصاف سے کام لیں تو پھر اجازت ہے۔ ورنہ ان کے ماسوا دیگر عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ عورتوں کے بارے میں تم سے حکم طلب کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ان سے نکاح کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ جب یتیمہ جمال و مال والی ہو اور ان سے تم نکاح کرنا چاہتے ہو

تَرَكُوْهَا وَاَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ ......

تو حکم دیا کہ مہر پورا کر دو۔ اور جب مال اور جمال کی قلت کی وجہ سے اس نکاح کرنے میں دلچسپی نہیں ہے۔ تو ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور دوسری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہو۔ تو فرماتی ہیں کہ جس طرح عدم دلچسپی کی صورت میں ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ اس طرح دلچسپی کی صورت میں بھی ان سے نکاح نہ کرو۔ البتہ اگر ان سے انصاف کرتے ہوئے ان کا مہر کا حق پورے کا پورا ادا کرو تو پھر نکاح کرنے کی اجازت ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ الاان تقسطوا ...... ۷۶۳ اس روایت سے ترجمہ کو اس طرح ثابت فرمایا کہ عورتوں کے نکاح کے جائز ہونے کو صرف دولتمندوں سے مقید نہیں کیا۔ حالانکہ ان عورتوں کا دولتمند ہونا واضح ہو چکا تو اس سے تزویج المقل المثریہ ثابت ہو گیا۔ کہ تنگدست آدمی دولتمند عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہوا کہ جب یتیم لڑکی مالدار ہو۔ اور ولی فقیر ہو تو جب وہ اس کا مہر پورا کر دے تو نکاح صحیح ہے۔ تو اس سے کفاءۃ فی المال ثابت ہو گئی۔ یہی ترجمۃ الباب تھا۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے فجعلہ نسباً اس سے معلوم ہوا کفاءۃ نسب کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ ہر مخلوق پانی سے پیدا شدہ ہے۔ سب اللہ کے بندے ہیں اور ان میں نسب اور مصاہرۃ (دامادگی) ثابت ہے۔ کسی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اس لئے نسب کا اعتبار تو نہ ہوا البتہ کفاءۃ فی الدین کا اعتبار ہو گا۔ البتہ کفاءۃ فی النسب کا اعتبار دفع فتنہ وفساد کے لئے ہے۔ تاکہ اولیا کو عیب اور عار لاحق نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اولیا غیر کفو میں شادی کرنے پر راضی ہو جائیں تو ان کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اور باب الاکفاء فی المال یہ ثابت کرتا ہے کہ مال کے اندر بھی کفاءۃ معتبر ہے۔ فنہوا عن نکاحھن معلوم ہوا کہ جب تنگدست آدمی بوجہ قلت مال یا بخل کی وجہ سے حق مہر پورا نہ کر سکے تو مالدار عورت سے اسے نکاح کرنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ اگر حق مہر پورا کر دے تو نکاح کر سکتا ہے۔ اگر وہ عورت اس سے زیادہ مالدار ہو۔ اور ہدایہ میں ہے کفاءۃ مال یہ ہے کہ اس کے مہر اور نان ونفقہ کا مالک ہو۔ امام ابو یوسفؒ قدرت علے النفقہ کا اعتبار کرتے ہیں۔ قدرۃ علے المھر کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ حضرات طرفین کے نزدیک کفاءۃ فی الغنی معتبر ہے۔ تو بہت دولتمند عورت ہو قادر علی النفقہ والمھر اس کا کفو نہیں بن سکتا۔ کیونکہ لوگ کثتی پر فخر کرتے ہیں اور فقر کو عار سمجھتے ہیں۔

باب مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْاَةِ

ترجمہ۔ عورت کی نحوست سے بچنا چاہئے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ ......

ترجمہ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بیشک تمہارے دشمن ہیں۔

حدیث (٤٧٣٤) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنُ عُمَرَاَنَّ رَسُوْ لَ اللهِ ﷺ قَالَ الشُّؤْمُ فِی الْمَرْاَةِ والدَّارِ وَالْفَرْسِ ......

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نحوست عورت۔ مکان اور گھوڑے میں ہے۔

حدیث (٤٧٣٥) حَدَّثَنَامُحَمَّدُبْنُ مِنْهَالٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرْسِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس لوگوں نے نحوست کا ذکر کیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو وہ حویلی عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے جب ان میں نہیں تو اور بھی کسی چیز میں نہیں۔

حدیث (٤٧٣٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍاَنَّ رَسُوْ لَ اللهِ ﷺ قَالَ اِنْ كَانَ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الْفَرْسِ وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھوڑے عورت اور رہائش گاہ میں ہوتی۔ جب ان میں نہیں تو اور کہاں ہو گی۔

حدیث (٤٧٣٧) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ......عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَاتَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ ......

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد عورتوں سے کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والا ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ماينقى من شوم المراة ۷۶۳ اس باب سے امام بخاریؒ نے ان دو احادیث کو جمع کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عورت وغیرہ میں نحوست نہیں ہے اور دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ان میں نحوست ہے توجمع بين الروايتين اس طرح ہوا کہ جہاں نفی ہے وہاں شوم سے نحوست مراد ہے۔ اور جس روایت میں اثبات ہے وہ شوم سے مراد اضرار ہے نقصان پہنچانا مخالفت کرنا ظاہری یا باطنی عداوت کرنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اوجز میں اس بارے میں بسط سے کلام کیا ہے۔ بقول حافظ "الشئوم بضم الشین ضد الیمن ہے۔ بمعنے نحوست۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین چیزوں میں نحوست موجود ہے۔ امام مالکؒ کا یہی قول ہے۔ دیگر جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ علے شوط وجودہ روایات میں جزم نہیں ہے۔ چنانچہ امام طحاویؒ ان روایات میں شک کی بنا پر فرماتے ہیں کہ اگر نحوست موجود ہوتی

توان تین چیزوں میں ہوتی۔ جب ان میں نہیں ہے تو اور کسی چیز میں نہ ہوگی۔ اور فرمایا کہ یہ ابتداً اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے ماااصاب من مصیبة فی الارض ولافی انفسکم الا فی کتاب الایۃ یعنی زمین اور تمھاری جانوں کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہ کتاب اللہ میں ہے۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ شئوم سے مراد عدم موافقت اور بد خلقی ہے۔ جیسے حدیث میں ہے سعادۃ المرأ المرأۃ الصالحة والمسکن الصالح والمرکب الصالح ومن شقاوۃ المرء والمرأۃ السوء والمسکن السؤ والمرکب السؤ اور عمدہ توجیہ وہ ہے جو قطب گنگوہیؒ نے کوکب دری میں ذکر فرمائی ہے کہ شئوم کے دو معنی ہیں ایک نحوست مطلق دوسرے اضرار کہ طبیعت کو ناگوار گذرے جس کی وجہ سے مشقتیں برداشت کرنی پڑیں اور تنفر طبع کا باعث بنے اس جگہ نفی فرمائی ہے۔ اس سے پہلے معنی مراد ہیں جس جگہ اثبات ہے۔ اس سے دوسرے معنی مراد ہیں۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث متروک الظاہر ہے اس لئے کہ اس حدیث میں ہے لاالطیرۃ یہاں نکرہ تحت النفی عموم کے لئے ہے اور عورت کی نحوست کے بارے میں اس کی بد خلقی غیر صالح ہونا اور بچے نہ جننا اور مہر کا گراں ہونا اور اس کا قناعت نہ کرنا بھی شامل ہے۔

باب الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

ترجمہ۔ کسی آزاد عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا کیسا ہے۔

حدیث (۴۷۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ يُوسُفَ ...... عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ فِي بُرَيْرَةَؓ ثَلٰثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بُرَيْرَةَؓ وَاَنْتَ لَاتَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ میں تین سنتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ آزاد ہوئیں اور انہیں اختیار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غلام کا متروکہ مال اسی شخص کا ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔ تیسرا یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ہنڈیا آگ پر تھی جس میں گوشت پک رہا تھا پس آپؐ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا گوشت کی ہنڈیا نہیں دیکھی تو آپؐ سے کہا گیا کہ وہ تو ایسا گوشت ہے کہ جو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اور آپؐ صدقہ کا مال نہیں کھایا کرتے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت اس پر صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ ہدیہ میرے لئے حلال ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ عتقت ۷۶۳ اس روایت باب سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ جب وہ روایت تسلیم کر لی جائے جو امام شافعیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت بریرہؓ آزاد ہوئیں تو ان کا خاوند غلام تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے خیار عتق کے بارے میں اس مقام پر تو اجمال سے کام لیا ہے البتہ تقریر ترمذی اور ابو داؤد میں بسط سے کلام فرمایا ہے۔ جس کو اوجز میں میں نے بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی باندی آزاد ہو۔ اور اس کا خاوند غلام ہو تو بالاجماع آزاد شدہ باندی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ عبد کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ لیکن جب اس کا خاوند آزاد ہو تو مسئلہ خلافیہ ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک باندی کو خیار فسخ حاصل نہیں ہے۔ اسے اسی خاوند کے نکاح میں رہنا پڑے گا۔ البتہ امام شعبیؒ ثوریؒ اور نخعیؒ اور احنافؒ فرماتے ہیں کہ اسے فسخ کا اختیار حاصل ہے۔ اختلاف کا دارومدار علتہ خیار پر ہے۔ دیگر ائمہؒ کے نزدیک علتہ اختیار عدم کفاءۃ ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ جب خاوند آزاد ہو تو کفاءۃ ثابت ہے۔ اور جب عبد ہو تو کفاءۃ ثابت نہیں ہے۔ احنافؒ وغیرہم کے نزدیک علتہ خیار ملک بضع ہے۔ کیونکہ باندی آزادی سے قبل صرف دو طلاق لینے کی حقدار تھی آزادی کے بعد تین طلاقوں کا محل بن گئی۔ اور یہ علتہ ادنی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ملکت بضعک فاختاری ترجمہ کہ تو اب اپنی شرمگاہ کی مالک بن گئی۔ اب تجھے اختیار ہے پہلے نکاح پر رہو یا نہ رہو۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جب حضرت بریرہؓ آزاد ہوئی ہیں تو انہیں اختیار دیا گیا۔ البتہ اس میں روایات کے اندر اختلاف ہے کہ اس وقت ان کا خاوند غلام تھا یا آزاد تھا۔ ائمہ ثلاثہؒ عبد والی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ضابطہ کے موافق ہے احنافؒ ان کے آزاد ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی اس علتہ کے موافق ہے۔ جو حدیث سے مستنبط ہوئی اس بارے میں تین حضرات راوی ہیں۔ حضرت اسود کی روایت تعارض اور شک سے خالی ہے۔ تو کوکب میں قطب گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ہم اسود کی روایت کو اس لئے لیتے ہیں تاکہ آپؐ کے ارشاد طلاق الامۃ ثنتان کا خلاف نہ ہو جس میں خاوند کے عبد اور حر ہونے کی کوئی قید نہیں ہے اگر بالفرض خاوند عبد ہو تو پھر طلاق الامۃ ثنتان پر عمل متروک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر ہم عتق کی صورت میں باندی کو خیار نہ دیں تو اس سے لازم آیا کہ طلاق کا اعتبار مردوں کے رویے میں ہے۔ حالانکہ اعتبار تو عورت کا تھا کہ اگر وہ باندی ہے تو دو طلاق کا محل ہے اگر وہ آزاد ہے تو تین طلاق کا محل ہے عتق سے اس کی ملکیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر آزاد نہ ہو تو اضافہ نہ ہوا۔ شوافعؒ جب طلاق کا اعتبار مردوں سے کرتے ہیں تو وہ معتقہ کیلئے خیار ثابت نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک عورت کی کسی صفت میں تبدیلی نہیں آئی۔ اور خاوند کے عبد ہونے کی صورت میں وہ اسے خیار اس لئے دیتے ہیں کہ تحت العبد استفراش اس کے لئے عار ہوگا۔ ہمارے ہاں دونوں صورتوں میں یعنی خاوند کے عبد اور حر ہونے میں حدیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ اور ان کے ہاں ایک حدیث طلاق الامۃ ثنتان متروک ہو جاتی ہے۔ لایثبت بالروایۃ الموردۃ امام بخاریؒ نے روایت کو مختصر بیان کیا ہے۔ جس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ حضرت بریرہؓ کی آزادی کے وقت ان کے خاوند حر تھے یا عبد تھے۔ لیکن امام بخاریؒ کے ترجمہ باندھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک حضرت بریرہؓ کی آزادی کے وقت ان کے خاوند غلام تھے اس لئے ان کو اختیار دیا گیا۔ جس کی حدیث باب میں کوئی تصریح نہیں ہے۔ تو امام بخاریؒ کا استدلال تام نہ ہوا۔ البتہ ترجمہ سے ترجیح احد القولین ثابت ہوئی شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ بہر حال دونوں مذہبوں پر مدعی ثابت ہے۔ کیونکہ حرہ جب عبد کے نکاح میں ہوئی تو اسے دونوں مذہب کے مطابق خیار حاصل ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عدم کفاءۃ کی بنا پر اور احنافؒ کے نزدیک ملک بضع کی وجہ سے۔ تو امام بخاریؒ نے

ترجمہ سے اتحاد مذہبین مع اختلاف عقیتین کی طرف اشارہ فرمادیا۔ حضرت بریرہؓ کے خاوند حضرت مغیث تھے جن کے کثرت رونے پر آپؐ نے سفارش فرمائی جس پر حضرت بریرہؓ نے فرمایا کہ اگر حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ سفارش ہے تو قبول نہیں کرتی جس کا آپؐ نے برنہ منایا اور وہ حضرت مغیث کے نکاح سے الگ ہو گئیں۔

باب لَايَتَزَوَّجُ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ؓ يَعْنِيْ مَثْنٰى اَوْثُلَاثَ اَوْرُبَاعِ ...

ترجمہ۔ یعنی جمع نہیں کرنا ہر ایک کو دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ وقولہ عزوجل اولی اجنحة مثنی وثلث ورباع یعنی یہاں بھی واؤ بمعنے او کے ہے مثنی او ثلث اور رباع

حدیث (۴۷۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَائِشَةَ ؓ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّاتُقْسِطُوْافِى الْيَتَامٰى قَالَتِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْئُ صُحْبَتَهَا وَلَايَعْدِلُ فِىْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَنْ طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ ....

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے ان خفتم الا تقسطوا......وہ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ یتیم لڑکی کسی ولی کی پرورش میں ہوتی۔ وہ اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کر لیتا لیکن اس سے سلوک اچھا نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اس کے مال میں عدل وانصاف سے کام لیتا۔ تو اس کو حکم ہوا کہ اس کے سوا جو عورتیں تمھیں اچھی لگیں ان سے نکاح کرلو خواہ دو دو سے یا تین تین سے یا چار چار سے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ الباب نہ تو آیت سے ثابت ہے اور نہ روایت سے البتہ اجماع آیت اس پر دال ہے اور آپ کا وہ ارشاد بھی دلیل ہے کہ جس نے چار سے زائد عورتیں کر رکھی ہیں زائد کو جدا کر دے۔ علی بن الحسینؓ سے حضرت زین العابدین مراد ہیں۔ جنھوں نے واؤ کو جمع کے لئے نہیں بلکہ او کے معنی میں قرار دیا۔ اس سے روافض کا رد کرنا ہے۔ جو واؤ کو جمع کے لئے مانتے ہیں۔ اور نو عورتوں سے نکاح کی اجازت دیتے ہیں۔ دوسری دلیل یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود نو عورتوں کو نکاح میں رکھا۔ آخری دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ تو آنحضرت ﷺ کی خصوصیت تھی۔ خالصۃ لک من دون المؤمنین۔ پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ واؤ جمع کے لئے ہوتی تو اتنی لمبی عبارت کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے الخ تو نیا کا لفظ تھا۔ دوسرے فرشتوں کے لئے مثنی وثلاث ورباع اس سے مجموع مراد ہے جمع نہیں ہے۔ کیونکہ ہر فرشتہ کے لئے اس عدد مذکور کا مجموع ثابت ہے۔ جمع نہیں ہے۔ علی بن الحسین کا قول اس لئے نقل کیا کہ روافض کے اعتقاد کے مطابق ان کا قول زیادہ معتبر ہے ورنہ دلائل تو اور بھی ہیں۔

29/1

باب وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ وَيُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ۔

ترجمہ۔ کہ جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہی رشتے رضاعۃ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

حديث (٤٧٤٠) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ........

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے انہوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگتا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ آدمی آپؐ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ جس پر آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ حضرت حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے۔ میں نے اس کو اجازت دینے پر کہا کہ اگر میرا فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا وہ بھی میرے پاس بے حجابانہ آسکتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں رضاعۃ (دودھ پینے سے) بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت اور پیدائش سے حرام ہوتے ہیں۔

حديث (٤٧٤١) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ بِشْرٌ مِثْلَهٗ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ آپؐ حضرت حمزہؓ کی بیٹی سے نکاح کیوں نہیں کرتے آپؐ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے بھتیجی سے نکاح کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

حديث (٤٧٤٢) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ ابْنَةَ اَبِيْ سُفْيَانَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ خبر دیتی ہیں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ میری بہن درۃ بن ابی سفیان سے نکاح کر لیں۔ آپؐ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا تم اسے پسند کرتی ہو میں نے جواب دیا ہاں کیونکہ میں اکیلی تو آپؐ کے پاس نہیں۔

انكح أختي بنت أبي سفيان فقال أو تحبين ذلك فقلت نعم لست لك بمخلية وأحب من شاركني في خير أختي فقال النبي ﷺ إن ذلك لا يحل لي قلت فإنا نحدث أنك تريد أن تنكح بنت أبي سلمة قال بنت أم سلمة قلت نعم فقال لو أنها لم تكن ربيبتي في حجري ما حلت لي إنها لابنة أخي من الرضاعة أرضعتني وأبا سلمة ثويبة فلا تعرضن علي بناتكن ولا أخواتكن قال عروة وثويبة مولاة لأبي لهب كان أبو لهب أعتقها فأرضعت النبي ﷺ فلما مات أبو لهب أريه بعض أهله بشر حيبة قال له ماذا لقيت قال أبو لهب لم ألق بعدكم غير أني سقيت في هذه بعتاقتي ثويبة ......

میں جانتی ہوں کہ اس کار خیر میں اگر میرا کوئی شریک بنے تو وہ میری بہن ہو۔ جس پر آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے حلال نہیں۔ جمع بین الاختین حرام ہے یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ میں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ آپؐ ابی سلمہ کی بیٹی زینب سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا وہ ام سلمہ زوج النبی کی بیٹی ہے میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابو سلمہ کو بی بی ثوبیہؓ نے دودھ پلایا تھا پس تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں میرے پیش نہ کیا کرو۔ حضرت عروہؓ فرماتی ہیں کہ ثوبیہؓ ابو لھب کی باندی تھی۔ ابو لھب نے آپؐ کی ولادت کی خوشی میں اسے آزاد کر دیا تھا جس نے جناب نبی اکرم ﷺ کو اپنا دودھ پلایا جب ابو لھب مر گیا تو وہ اپنے بعض رشتہ داروں کو یعنی حضرت عباس کو بری حالت میں دکھایا گیا۔ تو انہوں نے اس سے پوچھا کیسے گذری تو کہا کہ تمھارے بعد مجھے اور تو کچھ نہیں ملا سوائے اس کے کہ مجھے اس انگلی سے تھوڑا سا پانی پلایا جاتا ہے جس سے میں نے بی بی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

باب من قال لا رضاع بعد حولين لقوله تعالى حولين كاملين لمن أراد أن يتم الرضاعة وما يحرم من قليل الرضاع وكثيره...

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ رضاعت دو سال کے بعد لاگو نہیں ہے۔ حولین کاملین سے استدلال کیا ہے اور یہ کہ دودھ پینا تھوڑا ہو یا زیادہ وہ حرمت ثابت کرتا ہے

حديث (٤٧٤٣) حدثنا أبو الوليد عن عائشة أن النبي ﷺ دخل عليها وعندها رجل

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس ایسے حال میں تشریف لائے کہ ان کے پاس ایک آدمی تھا جس کو دیکھتے ہی غیرت سے چہرہ انور بدلنے لگا۔

فَكَأَنَّهٗ تَغَيَّرَ وَجْهُهٗ كَأَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِيْ فَقَالَ اُنْظُرْنَ مِنْ اِخْوٰنِكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ......

گویا کہ آپؐ نے اسے ناپسند فرمایا۔ انہوں نے کہا یہ تو میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا خوب غور کرلو کہ تمہارے بھائی کون ہیں۔ رضاعۃ کا حکم تو بھوک کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے۔ جس زمانہ میں دودھ بھوک کو رفع کرتا ہے وہ عرصہ دو سال کا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لا رضاع بعد حولین سے احنافؒ پر رد کرنا ہے جو اکثر مدت رضاعت اڑھائی سال قرار دیتے ہیں۔ حمله وفصاله ثلثون شهراً نیز! جمہور کے نزدیک قلیل وکثیر رضاعت محرم ہے۔ خمس رضعات وعشر مضات کی روایات منسوخ ہیں من المجاعة رجوع یعنی رضاعۃ سے حرمت تب ثابت ہوگی جب بچپن میں دودھ لیا جائے جبکہ دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ ہو۔ امام شافعیؒ کے نزدیک پانچ رضعات سے کم پر حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ امهاتكم الاتى ارضعنكم ترجمہ۔ تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اس میں قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہے۔

باب لَبَنِ الْفَحْلِ

ترجمہ۔ نر آدمی کا دودھ۔

حدیث(٤٧٤٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ......عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد میرے رضاعی چچا ابوالقعیس کے بھائی افلح میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پس جب جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جو کچھ میں نے سلوک کیا تھا اس کی اطلاع آپؐ کو دی آپؐ نے مجھے اس کو اجازت دینے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ جو مرد دودھ کا باعث بنتا ہے اس کے اور اس کے رشتہ دار اس دودھ کی وجہ سے رضاعی حکم میں شامل ہیں۔

باب شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

ترجمہ۔ آیا صرف ایک دودھ پلانے والی کی گواہی کافی ہے۔

حدیث(٤٧٤٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِؓ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَائَتْنَا

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کرلیا پس ایک کالی عورت آکر کہنے لگی

امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ ....

میں تو تم دونوں کو دودھ پلا چکی ہوں میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے فلانۃ بنت فلاں سے شادی کرلی اب ایک کالی کلوٹی عورت آکر مجھے کہتی ہے کہ میں تو تم دونوں کو دودھ پلا چکی ہوں۔ حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے منہ مبارک پھیر لیا میں نے آپؐ کے چہرہ انور کی طرف آکر کہا کہ وہ عورت جھوٹی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اس بیوی سے کیسے نفع اٹھا سکتے ہو۔ حالانکہ وہ عورت مرضعہ کہہ رہی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا۔ اس بیوی کو اپنے آپ سے الگ کر دو۔ اسماعیل راوی نے اپنی دونوں انگلیوں شہادت والی اور درمیانی سے اشارہ کیا وہ اپنے استاد ایوب کی نقل کرتے تھے جنہوں نے اپنی دو انگلیوں سے جدائی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ اشار اسماعیل ۷۶۵ اشارہ کی کیفیت یہ تھی کہ پہلے دونوں انگلیوں کو ملا لیا پھر ان دونوں کو جدا کرتے ہوئے اشارہ کر دیا کہ تفریق کر کے تم دونوں اس طرح ہو جاؤ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے اشارہ کی جو وضاحت فرمائی ہے وہ دیگر شراح سے زیادہ اتبع ہے۔ چنانچہ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ اشار یعنی فرق بین السبابة والوسطى وقال فرقها عنك هكذا یعنی سبابہ اور درمیانی انگلی میں جدائی کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بیوی کو اپنے سے اس طرح جدا کر دو۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں باصبعیہ زوجین کی طرف اشارہ ہے۔ تحکی حکایت سے فعل النبی ﷺ کی نقل کرنا ہے کہ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور زبان سے ارشاد فرمایا دعھا عنک اب مسئلہ اختلافی یہ ہے کہ آیا رضاعت میں محض ایک مرضعہ کی شہادت کافی ہے یا نہیں۔ حضرت امام احمدؒ اور اسحاقؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ البتہ یمین قسم ضرور دلائی جائے۔ حضرت امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ رضاعۃ میں ایک عورت کی شہادت کافی نہیں۔ البتہ احتیاطاً عورت کو اپنے سے الگ کر دے اور امام مالکؒ اور ابن ابی لیلی کا مسلک یہ ہے کہ رضاعت دو عورتوں یا چار عورتوں کی شہادت سے ثابت ہو جائیگی۔ اور احنافؒ کے نزدیک جبتک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت نہ دیں رضاعت ثابت نہیں ہو گی۔ حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر تو ترافع ہے اور نہ ہی اور شہادت بلکہ محض اخبار واستفسار ہے۔ جس کو احتیاط پر محمول کیا جائیگا ورنہ رضاعت بھی اسی طرح ثابت ہو گی جس طرح مال کا ثبوت بشہادت رجلین او رجل وامرئتین سے ہو گا۔ حضرت امام شافعیؒ کا قول یہ بھی ہے کہ چار عورتوں کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جائیگی میرے نزدیک امام بخاریؒ کا میلان امام احمدؒ کے مسلک کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ لہذا انہوں نے اس باب پر محض یہی ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

بَاب مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ ۔۔

ترجمہ۔باب ان عورتوں کے بارے میں جو حلال یا حرام ہیں۔

وقوله تعالى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَقَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ لَايَرٰى بَاْسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ وَقَالَ لَاتَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَازَادَ عَلٰى اَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَاُمِّهٖ وَابْنَتِهٖ وَاُخْتِهٖ وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ......

ترجمہ۔اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ تم پر تمھاری مائیں بیٹیاں اور بہنیں پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں حرام ہیں اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جو عورتیں خاوندوالی اور آزاد ہیں وہ بھی حرام ہیں البتہ جن باندیوں کے تم مالک ہو وہ حلال ہیں چنانچہ جو آدمی اپنی باندی کو اپنے غلام سے کھینچ لے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور آیت قرآن میں ہے کہ مشرکہ عورتیں جبتک ایمان نہ لے آئیں ان سے نکاح مت کرو اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور چار عورتوں سے زیادہ بھی حرام ہیں جس طرح ماں۔بیٹی اور بہن حرام ہے۔احمد بن حنبلؒ نے ہمیں یہی فرمایا۔

حديث(٤٧٤٦)حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حُرِّمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَءَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ ......وَجَمَعَ عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَاَةِ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَابَاْسَ بِهٖ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَابَاْسَ بِهٖ وَجَمَعَ الْحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنُ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ وَكَرِهَهٗ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ وَلَيْسَ فِيْهِ تَحْرِيْمٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِكُمْ .قَالَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِاُخْتِ امْرَاَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَاَتُهٗ وَيُرْوٰى عَنْ يَحْيٰى

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نسب سے بھی سات عورتیں حرام ہیں۔اور عورت کی رشتہ داری سے بھی سات حرام ہیں پھر انہوں نے آیت قرآنی حرمت علیکم امھاتکم ...... تلاوت فرمائی۔اور عبداللہ بن جعفرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی بیوی دونوں کو نکاح میں جمع کیا۔ابن سیرین پھر فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔البتہ حسن بصریؒ نے ایک مرتبہ تو اسے مکروہ سمجھا پھر فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور حسن مثنی جو حضرت حسن بن علیؓ کے بیٹے تھے انہوں نے چچا کی دو بیٹیوں کو ایک رات میں جماع میں جمع کیا لیکن جابر بن زید نے قطع رحمی کی وجہ سے اسے مکروہ قرار دیا ہے البتہ حرمت اس میں نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے

الْكِنْدِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَاَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْ مَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ اِنْ اَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ اُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرَ مَعْرُوْفٍ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اِذَا زَنَا بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَاَتُهٗ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ حَرَّمَهٗ وَاَبُوْنَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ وَّيُرْوٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ وَجَابِرَ بْنِ زَيْدٍ ؓ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ ؓ لَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَزِقَ بِالْاَرْضِ يَعْنِيْ تُجَامِعَ وَجَوَّزَهٗ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ .....

ان محرمات کے علاوہ باقی سب تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کی بہن اپنی سالی سے زنا کرے تو بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ اور یحیٰ کندی امام شعبیؒ اور ابو جعفر اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جو بچوں سے کھیلتا ہے یعنی کسی بچے سے لواطت کر کے اس کی دبر میں دخول کر لیا تو اس کی ماں سے نکاح نہ کرے۔ لیکن یہ یحیٰ غیر معروف ہے اور اس کا متابع بھی کوئی نہیں ہے۔ اور حضرت عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی نے سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ البتہ ابو بصر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ اسے حرام قرار دیتے تھے۔ لیکن اس ابو بصر کا سماع ابن عباسؓ سے غیر مشہور ہے حضرت عمران بن حصینؓ جابر بن زیدؓ اور حسن بصری اور بعض عراق والوں سے مروی ہے کہ بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ یہانتک کہ اسے زمین سے چمٹادے یعنی سالی سے جماع کر لیا جائے ابن المسیب عروۃ اور زہری نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی لیکن یہ روایت مرسل ہے۔ موقوف ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ لا یری باساان ینزع ۷۶۵۔۷ حضرت انسؓ آیت قرآنی کی تفسیر کے ضمن میں ماملکت ایمانکم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس مولی نے اپنی باندی کسی غلام کے نکاح میں دے دی اب اس کو اس سے کھینچ لینے کا حق حاصل ہے۔ اور وہ اس کو طلاق دے سکتا ہے۔ جمہور ائمہؒ فرماتے ہیں کہ مولی کو اپنی باندی کے طلاق دینے کا حق حاصل نہیں رہا۔ کیونکہ آپ کا ارشاد ہے الطلاق لمن اخذ بالساق جس نے پنڈلی پکڑلی طلاق اسی کا حق ہے۔ اور آیت کا محمل وہ جنگی قیدی عورتیں ہیں جن کے شوہر زندہ ہوں استبراء کے بعد ان سے وطی کرنا جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ کی یہ تقریر ظاہر الفاظ بخاری کے موافق ہے۔ ورنہ شراح کے کلام سے جو مسئلہ سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ آیا شادی شدہ باندی کو خرید سکتا ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کے بیان کے مطابق مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ عبد کی تطلیق کے بعد

مولی اسے کھینچ سکتا ہے۔ غرض کہ طلاق اختیار مولی میں سے ہے۔ اور دوسری تقریر میں ہے کہ طلاق مملوکہ کا اختیار نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے **الطلاق لمن اخذ ساقیها** جو عورت کی پنڈلیوں کا مالک ہے وہی طلاق کا مالک ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ کے قول کی تائید علامہ کرمانیؒ کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ مزوجات حرام ہیں مگر **مزوجه بالعبد** کے کھینچ لینے کا مولی کو اختیار ہے خواہ عبد طلاق نہ بھی دے۔ تو اب حضرت انسؓ کا مسلک حضرت جابرؓ اور اس کے مسلک کے موافق ہوا کہ **طلاق بید السید** ہے۔ لیکن جمہور صحابہ کرامؓ اور فقہاءِ عظام کا مسلک یہ ہے کہ جب مولی نے عبد کو نکاح کی اجازت دے دی ہے تو طلاق کا حق بھی عبد کو ہوگا۔ اور ابن عمرؓ کی روایت مؤطا میں ہے **فالطلاق بید السید** البتہ سید کو ان میں جدائی کرانے کا حق ہے جب کہ وہ کسی شادی شدہ باندی کو خرید کرے۔

وقوله من الصهر سبع ثم قرء ۷۶۵۔۱۰ چونکہ مفہوم عدد کا معتبر نہیں اسلئے روایات میں سبع کے عدد کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ نسب وصہر میں سات سات سے زائد بھی محرمات ہیں۔ تو اب آیت سے استدلال یا محض پہلے جملہ کے لئے ہوگا۔ یا یوں کہا جائے کہ مقصود آیت سے مدعیٰ کو ثابت کرنا ہے۔ خواہ وہ مفہوم صریح سے ثابت ہو یا نص کے تابع ہو اور عام اس سے کہ وہ تو تابید یعنی ہمیشہ کے لئے ہو یا وقتی ہو اس تاویل کے بعد آیت کا سات عورتوں کی حرمت پر دلالت کرنا صحیح ہو جائیگا بشرطیکہ ضمیر خطاب سے پہلے زوجہ کا لفظ رکھا جائے **حرمت علیکم امهات زوجاتکم وبناتهن واخواتهن** ...... اس طرح سات عورتیں صہر سے ثابت ہو جائینگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی آیت کریمہ میں نصاً سات نسبی عورتوں کا ذکر ہے صہر والی کا نہیں ہے البتہ **امهات نسائکم وربائبکم** میں نص موجود ہے اور الی علیما حکیما کہ دونو آیتوں کے آخر کی طرف اشارہ کیا ہے تو اس طرح پندرہ عورتوں کا ذکر ہوا۔ رضاعت صہر سے تعبیر کرنا مجازاً ہوگا اس طرح امرأۃ الغیر صہر کہنا بھی مجازاً ہوگا۔ اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ صہر ہی میں امہات اور بنات جو اصل ہیں ان کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ وہ اساس اور بنیاد ہیں۔ پھر نسب کی قرآنی ترتیب کے مطابق ہو اخوات وعمات وغیرہ بھی داخل ہو جائینگی۔ صاحب مدارک نے لکھا ہے کہ آیت کریمہ میں ہمیشہ ہمیشہ والی محرمات کا ذکر ہے سات نسبی ہیں اور سات سببی ہیں اس طرح چودہ محرمات کا ذکر آیت میں سے ثابت ہوا۔ نسبی سات یہ ہیں۔ ۱ مائیں ۲ بیٹیاں ۳ بہنیں ۴ پھوپھیاں ۵ خالائیں ۶ بھتیجیاں اور ۷ بھانجیاں۔ اور سببی بھی یہی ہیں۔ ۱ رضاعی ماں ۲ رضاعی بہن ۳ ساس ۴ ربیبہ ۵ بہو ۶ سالی اور ۷ شادی شدہ عورت۔

۷۶۵۔۱۲ بین ابنتی عم قطب گنگوہیؒ او **بین ابنتین کل منهما بنت عم لاخره** یعنی ان دو بیٹیوں کے درمیان جمع کیا جن میں سے ہر ایک دوسرے کی چچا کی بیٹی لگتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس سے مراد بنت محمد بن علی اور بنت عمر بن علی ہیں۔ ہر ایک ان میں سے دوسری کی بنت عم ہے۔ علامہ عینیؒ نے زائد لکھا ہے کہ امام مالکؒ بھی اس کو مکروہ سمجھتے ہیں اگرچہ حرام قرار نہیں دیتے۔ اور جابر بن زید نے اس کی علۃ قطع رحمی کی طرف اشارہ کردیا۔ **قال وبعض اهل العراق تحرم علیه** اس سے مراد حضرت ثوریؒ ہیں اور دلیل ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ

ان الله لا ینظر الی رجل نظر الی فرج امرأة وبنتها امام ابراھیم نخعی اور عامر شعبی فرماتے ہیں جس شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا تو بیوی اور ساس دونوں اس پر حرام ہو جائینگی۔ یہی امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین کا مسلک ہے وہ فرماتے ہیں جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس کی ماں اور اس کی بیٹی زانی پر حرام ہو نگی جمہور ائمہ اس کا انکار کرتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ نکاح کا اطلاق شریعت میں معقود پر ہوتا ہے محض وطی پر نہیں ہوتا۔ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ جو شخص اپنی سالی سے زنا کرے اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کر دیتا۔ لیکن یہ روایت مرسل ہے یعنی منقطع ہے۔

باب قوله وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ۔

ترجمہ۔ سوتیلی بیٹیاں بھی حرام ہیں جو تمھاری ان بیویوں میں سے ہو جن سے تم ہم بستری کر چکے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمِّ حَبِيبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حُجْرِهِ وَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا......

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن حدیث میں جہاں بھی لفظ دخول ومسیس اور لماس کا آئے اس سے مراد جماع ہے اور اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ بیوی کی اولاد کی بیٹیاں بھی حرمت میں اپنی بیٹیوں کی طرح ہیں کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام المؤمنین ام حبیبہؓ سے فرمایا تو اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔ تو بیٹیاں اور بہنیں کسی طرح کی ہوں وہ حرمت میں برابر ہیں۔ اسی طرح پوتوں کی بیویاں بھی بیٹوں کی بیویوں کی طرح حرام ہیں۔ اور فی حجورکم کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں اگر وہ کسی کی پرورش میں نہ ہو تب بھی اسے ربیبہ یعنی سوتیلی بیٹی کہا جائیگا۔ چنانچہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنی ربیبہ زینب بنت ام سلمہ کو ان کے کفیل نوفل اشجعی کے سپرد کیا پھر بھی ربیبہ رہی اسی طرح آپؐ نے اپنی بیٹی کے بیٹے حضرت حسنؓ کو بیٹا فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا ابنی هذا سید۔ امام بخاریؒ کا مقصود اس ترجمہ سے ایک تو ربیبہ کی تفسیر کرنا ہے دوسرے دخول کی تفسیر مطلوب ہے۔ ربیبہ بیوی کی اس بیٹی کو کہتے ہیں جو اس کے پہلے خاوند سے ہو اور دخول کے معنی میں دو قول ہیں۔ ایک تو جماع کے معنی جو امام شافعیؒ کا قول اصح ہے دوسرے ائمہ ثلاثہ خلوۃ مراد لیتے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ من قال بنات ولدها امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ربائبکم التی فی حجورکم میں تحریم بند نہیں ہے

بلکہ زوجہ کی اولاد کی بیٹیاں اواس کے نیچے چلے جاؤسب حرام ہونگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہاں دو مسئلے ہیں ایک طرف توامام بخاریؒ نے من قال بنات ولدھا...... بیان کیا ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جس کو حل تسمی الربیبہ سے بیان کیا ہے۔ پہلے مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بنات الاولاد بھی بنات کے حکم میں ہے۔ اب اس کی علت میں بحث ہے۔ کہ جدات اور بنات البنات کی حرمت کیسے ثابت ہے۔ بعض تو حقیقت پر محمول کرتے ہیں کہ ام کا لفظ اصل کے لئے اور بنت کا لفظ فرع کے لئے وضع ہے۔ بعض نے عموم مجاز لیا ہے۔ اور بعض نے دلالۃ النص سے ثابت کیا ہے۔ بہر حال والکل صحیح۔ دوسرا مسئلہ آیت کے اندر فی حجورکم کے لفظ کا ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ربائب خواہ فی الحجر ہویا نہ ہو حرمت اس کے لئے ثابت ہے۔ اور حجورکم کا خطاب عادت اور بطور غلبہ کے ہے مفہوم مخالف مراد نہیں ہے۔ داؤد ظاہری اور ان کے اصحاب مفہوم مخالف کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور حضرت علیؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

حدیث (٤٧٤٧) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ هَلْ لَّكَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيَانَؓ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ اَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ لَسْتُ ذٰلِكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرَكَتِيْ فِيْكَ اُخْتِيْ قَالَ اِنَّهَا لَاتَحِلُّ لِيْ قُلْتُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةُ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَؓ قَالَ ابْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَؓ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ مَاحَلَّتْ لِيْ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَاتَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَااَخَوَاتِكُنَّ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَؓ ......

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ کو ابوسفیان کی بیٹی کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں اس کو کیا کرونگا۔ میں نے کہا آپؐ نکاح کرلیں گے۔ آپؐ نے پوچھا کیا یہ تمھیں پسند ہے۔ میں نے کہا میں اکیلی تو آپؐ کے ہاں نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپؐ کے نکاح میں اگر میرے ساتھ کوئی شریک ہو تو وہ میری بہن ہو۔ آپؐ نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا مجھے تو خبر پہنچی ہے کہ آپؐ نے درۃؓ بنت ابی سلمہؓ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے۔ آپؐ نے پوچھا وہ ام سلمہ کی بیٹی! میں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لئے حلال نہیں کیونکہ مجھے اور اس کے باپ کو لی لی ثویبہؓ نے دودھ پلایا تھا۔ تو روایت میں بنات اور اخوات میں کوئی قید نہیں ہے اور ربیبہ میں بھی کوئی قید نہیں۔

باب قوله تعالى وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّامَاقَدْ سَلَفَ

حدیث (٤٧٤٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی

اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَؓ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ اَنْکِحْ اُخْتِیْ بِنْتَ اَبِیْ سُفْیَانَؓ قَالَ اَتُحِبِّیْنَ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَکَ بِمُخْلِیَۃٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَارَکَنِیْ فِیْ خَیْرٍ اُخْتِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ ذٰلِکَ لَایَحِلُّ لِیْ قُلْتُ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ اِنَّکَ تُرِیْدُ اَنْ تَنْکِحَ دُرَّۃَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰہِ لَوْ لَمْ تَکُنْ فِیْ حَجْرِیْ مَاحَلَّتْ لِیْ اِنَّھَا اَبْنَۃُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَاسَلَمَۃَ ثُوَیْبَۃُؓ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَلَا اَخَوَاتِکُنَّ ....

یارسول اللہ آپؐ میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کر لیں آپؐ نے پوچھا کیا تمھیں پسند ہے میں نے کہاہاں! میں کوئی آپؐ کی نکاح میں اکیلی تو نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس امر خیر میں اگر میرے ساتھ شریک ہو تو میری بہن ہو۔ آپؐ نے فرمایا یہ جمع بین الاختین دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہایارسول اللہ! واللہ ہم تو آپس میں باتیں کرتی رہتی ہیں کہ آپؐ درۃ بنت ابی سلمہؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا وہ ام سلمہ ام المؤمنین کی بیٹیؓ! میں نے کہاہاں! آپؐ نے فرمایاواللہ اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی تب بھی میرے لئے حلال نہیں تھی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھ کو اور ابو سلمہ کو بی بی ثوبیہؓ نے دودھ پلایا تھا۔ پس اپنی بیٹیاں اور اپنی بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔

باب لَاتُنْکِحُ الْمَرْأَۃُ عَلٰی عَمَّتِھَا۔

ترجمہ۔ ایسی عورت سے نکاح نہ کیا جائے کہ اس کی پھوپھی پہلے سے نکاح میں موجود ہو۔

حدیث (۴۷۴۹) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ...... عَنِ الشَّعْبِیِّ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ نَھٰی رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تُنْکَحَ الْمَرْأَۃُ عَلٰی عَمَّتِھَا اَوْخَالَتِھَا وَقَالَ دَاؤُدُ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ ....

ترجمہ۔ حضرت شعبیؒ نے حضرت جابرؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ کے اوپر نکاح کیا جائے کیونکہ ان کے جمع کرنے سے قطع رحمی ہوگی بوجہ سوکن ہونے کے۔

حدیث (۴۶۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَعَمَّتِھَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَخَالَتِھَا ....

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت اور اسکی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو ایک کے نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

حدیث (۴۷۵۱) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ...... اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرَاى خَالَةَ اَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِاَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یاخالہ کی موجودگی میں اس سے نکاح کیاجائے۔ بیوی کے باپ کی خالہ کو بھی اسی درجہ میں رکھا گیا ہے کیونکہ حضرت عروہؓ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں انہیں کو رضاعت سے بھی حرام قرار دو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فنری خالة ابیها ۷۶۶ خالہ سے مراد عام ہے خواہ اس کا تعلق بیوی کے خاوند سے نسبی ہو یا رضائی ہو اسی طرح اب (باپ) سے بھی عام مراد ہے۔ خواہ وہ بیوی کا نسبی باپ ہو یا رضائی ہو اس سے بہت سے شقوق اور فروع نکلتے ہیں اس اعتبار سے حرموا من الرضاعۃ سے دلیل پکڑنا صحیح ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ خالۃ لھا من الرضاعۃ بتلک المنزلۃ یعنی نسبی باپ کی خالہ کے برابر ہے جس کا ذکر ضمناً آگیا ہے۔ کیونکہ خالہ اور اس کی بہنیں وہ بھی پھوپھی کی طرح حرام ہیں۔ کیونکہ خالہ کا اطلاق جیسے اپنی خالہ پر ہوتا ہے ایسے باپ کی خالہ پر بھی ہوتا ہے۔ اس طرح اوپر چلے جاؤ۔ اس لئے کہ گذر چکا کہ ابن اور بنت کا اطلاق ابن الابن (پوتے) اور بنت کا اطلاق لغت کے اعتبار سے بنت البنت (پوتی۔ نواسی) پر بھی ہوتا ہے۔ تو جب نسبی خالہ کا ذکر ضمناً آگیا تو وخالتھا کے ضمن میں اس کا حکم بھی مذکور ہو گیا۔ یعنی وہ ان کے ساتھ نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اور اسی پر خالہ الاب من الرضاعۃ کے حکم کو قیاس کر لیا جائے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قولہ نری یہ امام زہری کا کلام ہے۔ اگر بفتح النون ہو تو اعتقاد کے معنی ہیں۔ اور بالضم ہو تو گمان کے معنی ہونگے۔ اور نظن خالة ابيها مثل خالتها في الحرمة اور آخری حرف یا کے ساتھ بھی مروی ہے۔ یعنی یری جمہور ائمہ ان احادیث کی بنا پر احل لكم ماوراء ذالكم کے عموم قرآنی میں تخصیص کرتے ہیں۔ احنافؒ کے نزدیک احادیث مشہورہ سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ جمہور فرماتے ہیں کہ رضا احاد سے کتاب اللہ میں تخصیص جائز ہے۔

باب الشغار

حدیث (۴۷۵۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ......عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ نکاح شغار یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیٹی دوسرے سے اس شرط پر

عَلٰے اَنْ یُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ لَیْسَ بَیْنَهُمَا صَدَاقٌ.. نکاح کر دے کہ وہ بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے انکے درمیان اور مہر نہیں ہو گا۔وٹہ سٹہ کی شادی نکاح شغار ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور ائمہ کے نزدیک نکاح شغار باطل ہے۔لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ اس کے صحیح ہونے کا قول کرتے ہیں البتہ مہر مثل کو واجب قرار دیتے ہیں۔اور یہی اکثر ائمہ کا مسلک ہے۔البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورتیں حرام ہیں لیکن اگر اللہ تعالے کے بتائے ہوئے طریقہ سے نکاح کیا جائے تو حلال ہو جاتی ہیں۔ورنہ حرام ہیں۔تو جب آپؐ نے نکاح شغار (وٹہ سٹہ) کی شادی سے روک دیا تو حرام ہو گا۔

بَاب هَلْ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ

ترجمہ۔کیا کسی عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی کے لئے ھبہ کر دے۔

حدیث(۴۷۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّاتِیْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَمَا تَسْتَحِیِ الْمَرْأَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ رَوَاهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ..

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضرت نبی اکرم ﷺ کے لئے ھبہ کیا تھا۔جس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس عورت کو شرم نہ آئی جس نے اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے ھبہ کر دیا۔پس جب یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ کہ آپؐ ان پر سے جس کو چاہیں پیچھے کر دیں۔تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں تو دیکھ رہی ہوں کہ اب رب آپؐ کی خواہش جلدی پوری کرتے ہیں۔اس کو ابو سعید مؤدب نے روایت کیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ حضرت عائشہؓ کے کلام میں راوی نے اختصار کر دیا اول کلام یہاں مذکور نہیں ہے۔وہ یہ کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو اپنی عورتوں کے بارے میں رخصت دے دی گئی جس سے باری مقرر کرنا آپؐ پر واجب نہ رہا۔آیت اس معنی پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔جواز ھبہ پر استدلال حدیث سے ہو گا۔بشرطیکہ فی ھواک کے قول سے مراد یہی ہو۔تو پھر امرأۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی سے ہو گا۔جو اگرچہ اس جگہ مذکور نہیں ہے۔لیکن اس تقریر ثانی کی بنا پر وہ مراد ضرور ہے تو بعض آیت کے ذکر سے اس کی طرف اشارہ ہو گیا۔بس اتنا ہی احتجاج کے لئے کافی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس حدیث میں پانچ مباحث ہیں۔ ا ر ہبہ عورت کا حکم جناب نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے۔یا یہ حکم عام ہے۔اس میں اختلاف ہے جس کی طرف امام بخاریؒ اپنے قول ھل سے اشارہ کیا ہے۔دوسرا مبحث یہ ہے کہ اگر یہ حکم عام ہے تو پھر لفظ ھبہ سے نکاح منعقد ہو گا یا نہیں۔ تیسرا مبحث یہ ہے کہ جب لفظ ھبہ سے نکاح جائز ہو تو اس لفظ ھبہ کی بنا پر بغیر مہر کے نکاح جائز ہو گا کہ نہیں پھر اسکی دو صورتیں ہیں کہ آیا بغیر ذکر مہر کے نکاح جائز ہو گا۔دوسرے یہ کہ بغیر مہر کے نکاح صحیح ہو گا یا نہیں۔پانچواں مبحث یہ ہے جس کو قطب گنگوہیؒ نے اپنے قول فی کلام عائشہؓ اختصار سے بیان کیا ہے اوجز میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے میں نے لکھا ہے کہ غیر نبی کیلئے بغیر مہر کے نکاح جائز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت کو وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي الاية سے بیان کیا گیا ہے۔ اور حدیث باب سے بھی واضح ہوتا ہے۔اگر نبی اکرم ﷺ کے لئے جائز نہ ہوتا تو آپؐ انکار فرمادیتے۔اور جب ایک صحابی نے کھڑے ہو کر اس واھبہ سے نکاح کرنے کا سوال کیا تو آپؐ نے بغیر مہر کے اس کے لئے نکاح جائز قرار نہ دیا۔ حتی کہ بما معه من القرآن پر اس سے نکاح کر دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ بغیر عوض کے غیر نبی کا نکاح صحیح نہیں ہے۔ورنہ آپ بار بار اس سے معاوضہ کا مطالبہ نہ کرتے۔ حالانکہ وہ بیچارہ سخت مسکین تھا۔اب محض لفظ ھبہ اور بغیر مہر کے نکاح کو جمہور ائمہ باطل قرار دیتے ہیں۔ حضرات حنفیہؒ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں نکاح صحیح ہے۔ البتہ مہر مثل واجب ہو گا۔ انکی دلیل احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن سے ہے۔کہ بیویاں تب حلال ہونگی جب مہر ادا کریں۔اور لفظ ھبہ سے انعقاد نکاح آپؐ کی خصوصیت ہے۔کہ واہبہ مہر نہ لے خالصة لك من دون المؤمنين لكيلا يكون عليك حرج اور حرج لزوم مہر کی صورت میں ہے۔نہ کہ لفظ تزویج نکاح منعقد ہونے میں حرج ہے۔دوسری بحث اوجز میں اس طرح ہے کہ لفظ النکاح اور تزویج سے نکاح منعقد ہو گا۔اس پر تو اجماع ہے البتہ دیگر الفاظ میں اختلاف ہے۔امام شافعیؒ اور ان کے موافقین فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کے بغیر نکاح منعقد نہ ہو گا۔البتہ سفیان ثوریؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ لفظ ھبہ تملیک اور صدقہ سے بھی انعقاد نکاح ہو جائیگا۔ جبکہ مہر کا ذکر کر دیا جائے۔ان کا استدلال بخاری کی اس حدیث باب سے ہے جس میں ہے ملکتکھا بما معك من القرآن بلکہ احنافؒ اور مالکیہؒ تو یہانتک فرماتے ہیں کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جائیگا۔جو معنی نکاح پر دلالت کرے۔بشرطیکہ اس کے ساتھ مہر کا ذکر ہو۔البتہ لفظ عاریہ اجارہ اور وصیۃ سے نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ تیسری بحث یہ تھی کہ آیا بغیر ذکر مہر کے نکاح منعقد ہو جائیگا۔یا نہیں۔ تو بالاجماع یہ جائز ہے۔البتہ کمال یہ ہے کہ مہر کا ذکر کر دیا جائے۔البتہ ذکر مہر نکاح کے لئے شرط نہیں ہے۔کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے لا جناح عليكم ان طلقتمو النساء مالم تمسوهن او تفرضوا لهن فريضة چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اگرچہ مہر کا ذکر نہ کیا جائے پھر بھی نکاح صحیح ہے۔کیونکہ نکاح لغۃً انضمام اور ازدواج کا نام ہے اس لئے وہ زوجین سے تمام ہو جائیگا۔البتہ شرعاً مہر واجب ہے۔ تاکہ محل شریف منت میں نہ جائے تو ذکر مہر ضروری نہ ہوا اور جہاں ذکر نہ ہو وہاں دخول سے مہر مثل واجب ہو گا۔چوتھا مبحث یہ تھا کہ اگر سرے سے مہر کی نفی کر دی جائے تو نکاح تو جائز ہو گا خواہ مہر کا ذکر کرے یا نفی کرے بہر حال مہر مثل واجب ہو گا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ باقی سب ائمہ کے نزدیک نکاح صحیح ہے۔امام مالکؒ کا اس میں اختلاف ہے۔وہ فرماتے ہیں جیسے بیع میں کوئی ثمن کی نفی کر دے تو ثمن لازم نہیں ایسے مہر بھی

ثمن کی طرح ہے۔ لیکن ابن ھمامؒ فرماتے ہیں کہ جیسے بیع بلا ثمن جائز نہیں ایسے نکاح بھی بشرط لا مہر صحیح نہ ہوگا۔ مگر ہم نے قیاس کو حدیث کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ دوسرے بیع تو شرط فاسد سے باطل ہو جاتی ہے۔ نکاح شرط فاسد سے فاسد نہ ہوگا۔ اور شی کا وجود بغیر شرط کے محقق نہ ہوگا۔ اس لئے مہر مثل لازم ہوگا۔ اور مبحث خامس کو شیخ گنگوہیؒ نے فی کلام عائشہؓ نوع اختصار سے بیان فرمایا ہے۔ جس کا دارومدار ترجی من تشاء اور مسئلہ باری پر ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ پر اپنی بیویوں کی باری مقرر کرنا واجب نہیں رہا تھا اگر آیت کا شان نزول واھبات ہیں تو پھر فی ھواک سے استدلال ہوگا۔ جو آیت کے اس حصہ سے ثابت ہوگا۔ وان امرأۃ مؤمنۃ وھبت نفسھا...... جس کا ذکر حدیث میں نہیں ہے لیکن وہ مراد ضرور ہے۔ اور بعض آیت کے ذکر سے اس کی طرف اشارہ کافی ہے۔ واھبات میں ام شریک بھی ہے۔

بَاب نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

ترجمہ۔ احرام باندھنے والے کا نکاح کرنا کیسا ہے

حدیث (٤٧٥٤) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ...... أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍؓ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے حالت احرام میں جناب نبی اکرم ﷺ کے نکاح کرنے کی ہمیں خبر دی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ احنافؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ محرم کے لئے وطی تو حرام ہے۔ البتہ نکاح کرنا حلال ہے۔ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کا یہی قول ہے۔ امام شافعیؒ عدم جواز کا حکم دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی احنافؒ کے مسلک کی تائید کر رہے ہیں ورنہ کوئی منع کی حدیث ذکر کرتے۔ محرم اور محرمہ کا نکاح جائز ہے خواہ مزوج محرم کیوں نہ ہو خواہ احرام صحیح ہو یا فاسد ہو

بَاب نَهْىِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اَخِيْرًا۔

ترجمہ۔ آپؐ نے آخر عمر میں نکاح متعہ سے منع فرمادیا۔

حدیث (٤٧٥٥) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ .....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ خیبر کے زمانہ میں نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

حدیث (٤٧٥٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے متعہ النسا کے متعلق

عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهٗ مَوْلیً لَهٗ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِی الْحَالِ الشَّدِیْدِ وَفِی النِّسَاءِ قِلَّةٌ اَوْنَحْوَهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ ....

پوچھا گیا تو انہوں نے اجازت دے دی تو ان کے نزدیک ایک غلام نے کہا کہ یہ اجازت کسی سخت ضرورت کے وقت ہوگی۔ یا عورتوں کی قلت ہو یا کوئی اس طرح کی اور صورت ہو انہوں نے فرمایاہاں اسی طرح ہے۔

حدیث (٤٧٥٧) حَدَّثَنَا عَلِیٌّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِؓ قَالَ كُنَّا فِیْ جَیْشٍ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِیْ اِیَاسُ بْنُ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَیْنَهُمَا ثَلٰثُ لَیَالٍ فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ یَتَزَایَدَا اَوْ یَتَتَارَكَا فَمَا اَدْرِیْ اَشَیْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَیَّنَهٗ عَلِیٌّؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ ..

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ کہ ہمارے پاس جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک قاصد پہنچا جس نے کہا کہ تمھیں متع کرنے کی اجازت دی جاچکی ہے۔ پس تم لوگ متعہ کرلو۔ اور صرف حضرت سلمہ بن الاکوعؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو مرد اور عورت آپس میں اتفاق کرلیں تو وہ آپس میں تین رات گذران کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں تو مدت کو زیادہ کرلیں یا ایک دوسرے سے قطع تعلق کرلیں میں نہیں جانتا کہ یہ ہم لوگوں کی خصوصیت تھی یا یہ حکم سب لوگوں کے لئے عام تھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں حضرت علیؓ نے اخیر میں جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت فرمائی کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ان علیا قال لا بن عباسؓ ۲۷۶۷ ظاہرا حضرت علیؓ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ اوطاس میں متعہ کی اجازت حالت اضطرار پر محمول ہے اور یہ رخصت غیر قیاسی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر زمن خیبر کے ساتھ مقید کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ بلکہ اثبات مدعی میں مضر ثابت ہوگا۔ کیونکہ فعل اخیر فعل اول کے لئے ناسخ ہوتا ہے۔ تو جب متعہ اوطاس سے حرمت منسوخ ہوگئی تو ابن عباسؓ پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ شاید ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے کلام پر قناعت نہ کی ہو تو بنابریں انہوں نے متعہ کے جواز کا حکم دے دیا۔ فقال ابن عباسؓ نعم یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ابن عباسؓ حالت اضطرار کے سوا علے الاطلاق جواز متعہ کا حکم نہیں دیتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کی روایات متعہ کے بارے میں مختلفہ ہیں۔ حافظؒ نے ان کی تفصیل

بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ چھ مقامات ہیں۔ ۱ خیبر ۲ عمرۃ القضا ۳ فتح مکہ ۴ غزوۂ اوطاس ۵ غزوۂ تبوک ۶ اور حجۃ الوداع۔ حنین کا ذکر حافظؒ نے نہیں کیا۔ یا توان سے ذھول ہو گیا یا عمداً اسے ترک کر دیا۔ کیونکہ راویوں کی غلطی تھی یا یہ کہ غزوہ میں ان مواطن کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ غزوۂ خیبر اور غزوۂ فتح کے ماسوا کوئی صحیح اور صریح حدیث باقی نہیں رہی۔ اور غزوۂ خیبر کے بارے میں کلام ہو چکا ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صواب یہ ہے کہ متعہ کی تحریم اور اباحت دو مرتبہ واقع ہوئے ہیں۔ غزوۂ خیبر سے پہلے مباح تھا خیبر میں ہی حرمت کا حکم ہوا پھر فتح مکہ کے موقع پر اباحۃ کا حکم ہوا وہ اوطاس کا سال ہے۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرمت کا حکم ہوا اور اباحۃ کے تکرار میں کوئی مانع نہیں ہے۔ بلکہ بعض نے تین مرتبہ اور اس سے اکثر میں بھی حرمت کو ثابت کیا ہے۔ تو جب روایات سب صحیحہ ہیں تو جمع بین الروایات کی صورت یہ ہوگی۔ کہ ان کو تعدد پر محمول کیا جائے۔ بہتر صورت جمع کی محققین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ متعہ کی ملت حضر میں اور رفاھۃ کی حالت میں تو ہے نہیں۔ البتہ حالت سفر اور حالت اضطرار میں ہے۔ چنانچہ ابن مسعودؓ کی حدیث اس پر دال ہے۔ کنا نفرو لیس لنا نساء نا خص لنا...... تو تحریم متعہ متعدد مواطن میں ہوگا۔ اور اباحت حاجۃ و اضطرار میں واقع ہوئی۔ آخری حرمت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوئی۔ انماذلكؒ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی رخصت متعہ حالت اضطرار میں تھی اس لئے ابن عباسؓ نے نعم کہا۔ اور خاموش ہو گئے۔ اور غلام کو کوئی جواب نہیں دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پہلے فتوی سے رجوع کر چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ رجوع بعد از قصہ کے ہوگا۔ بیہقیؒ اس کی تصریح اور مسلم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ متعہ اول اسلام میں تھا وہ بھی مضطر کیلئے بعد ازاں ممنوع ہو گیا۔ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ آپؓ کے فتوی کو تو شہرت حاصل ہو گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے تو یہ فتوی نہیں دیا۔ بلکہ وہ تو اضطراری صورت میں تھا ورنہ وہ بھی حرمت کے قائل تھے۔

باب عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ ۔

ترجمہ۔ کسی نیک بخت آدمی کے لئے کسی عورت کا اپنے آپ کو ہبہ کر دینا۔

حدیث(۴۷۵۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ اَنَسٌ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَااَقَلَّ حَيَاءَ هَا وَاسَوْءَ تَاهُ وَاسَوْءَ تَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا کہنے لگی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے جس پر حضرت انسؓ کی بیٹی نے کہا کس قدر بے حیا عورت ہے۔ ہائے اس کے فعل کی قباحت ہائے اس کے فعل کی قباحت کو دیکھو تب حضرت انسؓ نے فرمایا وہ تیرے سے اچھی رہی جس نے جناب نبی اکرم ﷺ میں اپنی رغبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضور ﷺ پر پیش کیا۔

30/1

حدیث (٤٧٥٩) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ عَنْ سَهْلٍ ابْنِ امْرَأَةٌ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللهِ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَاعِنْدِي شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَرَجَعَ فَقَالَ لَاوَاللهِ مَاوَجَدْتُ شَيْئًا وَلَاخَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِي وَلَهَانِصْفُهُ قَالَ سَهْلٌ وَمَالَهُ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَاتَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى اِذَاطَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَاهُ اَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَمْلَكْنَاكَهَا بِمَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے آپ کو آنحضرت نبی اکرم ﷺ کے پیش کیا۔ تو ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! اس عورت کا میرے سے نکاح کر دیجئے آپؐ نے پوچھا تمھارے پاس کچھ مال بھی ہے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کچھ نہ کچھ تلاش کر کے لاؤ اگر چہ لوہے کی انگوٹھی بھی ہو۔ وہ چلا گیا پھر واپس آکر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! مجھے تو کوئی چیز نہیں ملی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی ہے۔ البتہ یہ میری لنگی ہے اس کا آدھا اس کا اور آدھا میرا۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ اس بیچارے کے پاس صرف یہ نیچے باندھنے والی لنگی تھی اوپر والی چادر بھی نہیں تھی۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تیری چادر کو کیا کریگی۔ اگر اسے تو باندھے گا تو اس کا کوئی حصہ اس پر نہیں ہوگا۔ اگر اس نے اسے اوڑھ لیا تو تیرے لئے کچھ نہیں بچیگا۔ تو وہ بیٹھ گیا یہانتک کہ اسکی بیٹھک لمبی ہو گئی تو وہ کھڑا ہو گیا۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنے پاس بلالیا۔ یا آپؐ کے لئے اس بلایا گیا تو آپؐ نے اس سے پوچھا تمھیں قرآن مجید کا کوئی حصہ یاد ہے اس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ انہوں نے چند سورۃ کا شمار کر دیا۔ پس آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ ہم نے اس حفظ قرآن کے سبب اس کا تجھے مالک بنادیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عرض المرأة ...... ۲۷ جب واھبہ کے قصہ سے حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت معلوم ہو گئی تو آخر حدیث سے ثابت کیا کہ اس میں آپ کی خصوصیت نہیں۔ رجل صالح بھی واہبہ سے نکاح کر سکتا ہے تو اس کی صلاحیت بھی مرغوب فیہ ہوئی کہ حفظ قرآن پر آپؐ نے مالک بنادیا۔

باب عَرْضِ الْاِنْسَانِ ابْنَتَهٗ اَوْ اُخْتَهٗ عَلٰی اَهْلِ الْخَیْرِ

ترجمہ۔ انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر پر پیش کرنا۔

حدیث (٤٧٦٠) حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَتَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ قَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ قَدْبَدَالِیْ اَنْ لَااَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْبَکْرٍ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا وَکُنْتُ اَوْجَدَ عَلَیْهِ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْكَ شَیْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْكَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ قَدْعَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْذَکَرَهَا فَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْتَرَکَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبِلْتُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے جبکہ ان کی بیٹی حضرت حفصہؓ خنیس بن حذافة سهمیؓ سے بیوہ ہوئیں جو کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے۔ اور مدینہ میں انکی وفات ہوگئی۔ تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس آکر انہیں حضرت حفصہؓ کے نکاح کی پیشکش کی تو انہوں نے فرمایا میں ذرا اپنے اس معاملہ میں غور کرلوں۔ چند دن گذر جانے کے بعد پھر ان سے میری ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے حالات آج اس سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میری حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہؓ کا تم سے نکاح کردوں۔ تو حضرت ابوبکرؓ خاموش ہوگئے۔ مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمانؓ سے زیادہ سخت غصہ آیا۔ چند دن گذرے ہونگے کہ خود جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے منگنی کا پیغام بھیجا پس میں نے حضرت حفصہؓ کا آنحضرت ﷺ سے نکاح کردیا پھر جب حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا جب آپ نے حضرت حفصہؓ کے نکاح کی مجھے پیشکش کی تھی تو میں نے آپ کو اس کا کوئی جواب نہ دیا آپ شاید اس کی وجہ سے مجھ پر ناراض ہونگے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں بات تو کچھ ایسی ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب تم نے مجھ سے نکاح کی پیشکش کی

تو مجھے جواب دینے سے اور کوئی مانع نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ سے بی بی حفصہؓ کے تذکرہ کا علم ہو چکا تھا پس میں آپؐ کے راز کو فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر آپؐ چھوڑ دیتے تو میں حضرت حفصہؓ کو قبول کر لیتا۔

حدیث (۴۷۶۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ...... اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَةَؓ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّکَ نَاکِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَؓ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعَلٰی اُمِّ سَلَمَةَؓ لَوْ لَمْ اَنْکِحْ اُمَّ سَلَمَةَؓ مَاحَلَّتْ لِیْ اِنَّ اَبَاهَا اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ ......

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ہماری تو باتیں چل رہی تھیں کہ آپؐ حضرت درۃ بنت ابی سلمہؓ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ام سلمہؓ کی موجودگی میں؟ اگر میں نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح نہ کیا ہوتا تب بھی حضرت درۃؓ میرے لئے حلال نہیں تھیں۔ کیونکہ ان کا باپ ابوسلمہ میرا رضاعی بھائی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ قسطلانیؒ نے حدیث باب کی ترجمہ سے مطابقت ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حدیث باب ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ انکح اختی تو ان الفاظ سے انہوں نے اپنی بہن کے نکاح کی پیشکش کی جس کو آپؐ نے رد فرمادیا کہ دو بہنوں کو ایک جگہ نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا۔

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَاعَرَّضْتُمْ بِهٖ اِلٰی قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ اَکْنَنْتُمْ اَضْمَرْتُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ صُنْتَهٗ فَهُوَ مَکْنُوْنٌ

ترجمہ۔ اکننتم کے معنی تم نے چھپایا اور جس چیز کو تم محفوظ کر لو وہ بھی چھپی ہوئی ہو گی

حدیث (۴۷۶۲) وَقَالَ لِیْ طَلْقٌ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِیْمَاعَرَّضْتُمْ یَقُوْلُ اِنِّیْ اُرِیْدُ التَّزْوِیْجَ وَلَوَدِدْتُ اَنَّهٗ تَیَسَّرَلِیْ امْرَاَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَاسِمُ یَقُوْلُ اِنَّکِ عَلَیَّ کَرِیْمَةٌ وَاِنِّیْ فِیْکِ لَرَاغِبٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ اِلَیْکِ خَیْرًا اَوْ نَحْوَ هٰذَا وَقَال عَطَاءٌ یُعَرِّضُ

ترجمہ۔ فیماعرضتم کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مرد یوں کہے کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اور میری تمنا ہے کہ کوئی نیک بخت عورت مل جائے اور حضرت قاسمؒ تفسیر کرتے ہیں کہ خود عورت سے مخاطب ہو کر کہے کہ آپ میرے نزدیک بڑی عزت والی ہیں۔ اور بیشک میں تیرے بارے میں رغبت رکھنے والا ہوں۔ اور بیشک اللہ تعالےٰ تیری طرف

وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ اِنَّ لِیْ حَاجَةً وَّاَبْشِرِیْ وَاَنْتَ بِحَمْدَ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَتَقُوْلَ هِیَ قَدْاَسْمَعُ مَاتَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًاوَلَايُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَاِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِیْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدَ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَاتُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّاالزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ تَنْقَضِیْ الْعِدَّةُ ......

خیر اور بھلائی چلانے والے ہیں۔ یا اس طرح کے اور الفاظ۔ اور حضرت عطاءؒ کی تفسیر یہ ہے کہ اشارہ کرے۔ صاف نہ کہے مثلاً یوں کہے کہ مجھے نکاح کرنے کی ضرورت ہے۔ اور تو بڑی خوش قسمت ہے کہ بحمد اللہ تو تو چالو مال ہے وہ عورت جواب میں کہے کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں میں اسے سن رہی ہوں لیکن کسی چیز کا وعدہ نہ کرے اور نہ ہی اس کا وارث عورت کے علم کے بغیر کسی سے وعدہ کرے اگر کسی عورت نے دوران عدت کسی مرد سے وعدہ کر لیا۔ پھر اس عدت کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو ان دونوں میں جدائی نہ کرائی جائے۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں ولاتواعدوھن سرا سے مراد زنا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے یبلغ الکتاب اجلہ کی تفسیر کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ عورت اپنی عدت ختم کرلے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ لاتواعدوھن سراً اور لاتزنوھن سراً کہ خفیہ ان سے زنا نہ کرو۔ امام بخاریؒ نے بھی حسن بصریؒ سے یہی تفسیر نقل کی ہے ورنہ ظاہر سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ مواعدۃ سے وعدہ بالنکاح مراد ہے چنانچہ جلالین میں ہے او لاتواعدوھن سراً او نکاحاً سراً ای عقداً۔ اور صاحب جمل کے نزدیک اس کو سراً اس لئے کہا گیا کہ وہ سر او طی کا سبب بنتا ہے۔ اور مواعدہ بالسر سے مراد نکاح صریح ہے یعنی صریح نکاح کا ذکر نہ کرو اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ سرا کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خفیہ معاہدہ نہ کرلو کہ ان کے سوا اور کسی سے نکاح نہ کروگی۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے جماع مراد ہے۔ جو کہ حالت عدۃ میں اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور جو لوگ زنا مراد لیتے ہیں اس میں تامل ہے۔ کیونکہ زنا کا وعدہ تو سراً و جھراً دونوں صورتوں میں ناجائز ہے۔

بَاب النَّظَرِ اِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيْجِ ۔

ترجمہ۔ نکاح کر لینے سے پہلے عورت کو دیکھنا کیسا ہے۔

حدیث (۴۷۶۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاَيْتُكِ فِی الْمَنَامِ يَجِیْئُ بِكِ الْمَلَكُ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِیْ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تجھے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے ایک خاص ٹکڑے میں تجھے لایا۔ تو میں نے تمھارے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ تمھیں تھیں۔ میں نے کہا

الثَّوْبَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اَنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ يُمْضِهٖ ......

حدیث (٤٧٦٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ..... عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ اَنَّ امْرَأَةً جَآئَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَاِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَا لنَّظَرَاِلَيْهَا وَصَوَّبَهٗ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهٗ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ اِنَّهٗ لَمْ يَقْضِ فِيْهَاشَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاوَجَدتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَاوَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاوَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَاوَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاخَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَالَهٗ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهٗ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا

کہ اگر یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالےٰ اسے ضرور چالو کر کے رہے گا۔

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یارسول اللہ! میں اس لئے آئی ہوں کہ اپنی ذات آپؐ کو ھبہ کر دوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا نظر کو اوپر لے گئے اور نیچے لے آئے۔ پھر اپنا سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ جب عورت نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ تو وہ بیٹھ گئی۔ پس آپؐ کے اصحاب میں سے ایک آدمی کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ یارسول اللہ! اگر آپؐ کو اس عورت کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا میرے سے نکاح کر دیجئے آپؐ نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس کچھ مال واسباب بھی ہے وہ کہنے لگا واللہ یارسول اللہ کوئی چیز نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا گھر جاؤ دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے وہ چلا گیا پھر واپس آکر کہنے لگا واللہ یارسول اللہ! مجھے تو کچھ نہیں ملا آپؐ نے فرمایا دیکھو! شاید لوہے کی انگوٹھی مل جائے واپس آکر کہنے لگا کہ واللہ یارسول اللہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ یہ میری چادر ہے حضرت سھل فرماتے ہیں اس کی اوپر کی چادر نہیں تھی صرف لنگی تھی۔ کہنے لگا یہ آدھی لنگی اس کی ہوگی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا وہ تیری لنگی کو کیا کریگی اگر تو نے اسے باندھ لیا تو اس پر اسکا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اگر اس نے باندھ لی تو تیرے لئے کچھ نہیں بچے گا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر کھڑا ہو جب رسول اللہ ﷺ نے سے پیٹھ پھیر نے والا دیکھا تو حکم دیا کہ اس کو بلایا جائے۔ پس جب وہ آیا تو آپؐ نے پوچھا

كَيَالِيَّ بَعْدَ اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اَنْ يَّمْتَنِعَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ اَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيُلْحَقُ بِهٖ وَلَدُهَا وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعُ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَآءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ اَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَاِذَا حَمَلَتْ اِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِيْ يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِيَ ابْنَهٗ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بَعَثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهٗ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ ......

وضع حمل کے بعد اس پر کچھ عرصہ گذر گیا۔ تو وہ عورت ان کے پاس پیغام بھیجتی کہ سب جمع ہو جاؤ ان میں سے کسی کو رک جانے کی مجال نہ تھی جب یہ سب لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے تو وہ عورت ان سے کہتی جماع کا وہ معاملہ تو تم جانتے ہو اب میں نے بچہ کو جنم دیا ہے۔ اے فلاں تیرا بیٹا ہے جس کے نام کو وہ پسند کرتی اس کا نام لے دیتی تھی۔ تو بچہ کو اس فلاں کے ساتھ لاحق کر دیا جاتا۔ کسی آدمی کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں تھی اور نہ ہی وہ اس الحاق سے رک سکتا تھا۔ چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ ایک عورت کے پاس جمع ہو گئے۔ کسی آنے والے کو وہ عورت روک نہیں سکتی یہ رنڈیاں تھیں جنہوں نے اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑ رکھے تھے جو انکی علامت و نشانی بن چکے تھے۔ جو شخص بھی ان کے پاس آنا چاہتا بلا روک ٹوک وہ آ جا سکتا تھا پس جب ان عورتوں میں سے کوئی حاملہ ہوتی پھر وضع حمل ہو جاتی تو سب لوگ اس عورت کے پاس جمع کر دئے جاتے اور ان کیلئے ایک قیافہ شناس بلایا جاتا پھر بچہ اسی کے ساتھ لاحق کر دیا جاتا جس کے متعلق وہ مناسب سمجھتے تھے تو بچہ اس کے متعلق ہو جاتا اور اسی کا بیٹا پکارا جاتا کوئی اس سے بچ نہیں سکتا تھا لیکن جب حضرت محمد مصطفی ﷺ حق لیکر مبعوث ہوئے تو جاہلیت کے دور کے سب نکاح مٹا دئے مگر لوگوں کا وہ نکاح باقی رہا جو آجکل جاری ہے۔

حديث (٤٧٦٦) حَدَّثَنَا يَحْيٰى ...... عَنْ عَائِشَةَؓ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ ...... قَالَتْ هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا اَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهٗ فِيْ مَالِهٖ وَهُوَ اَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَّنْكِحَهَا فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے و ما یتلی علیکم تفسیر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ یہ آیت اس یتیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی وارث کے پاس ہوتی تھی شاید وہ اس کے مال میں شریک ہو جائے کیونکہ جبکہ وہ اس کا قریبی رشتہ دار ہو پس وہ اس کے نکاح سے اعراض کرتا تھا پس اس کے مال کی وجہ سے اس کو روک دیتا تھا کسی دوسرے سے اس کا نکاح اس لئے

وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ اَتَقْرَءُ هُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ....

کیا تمھیں کچھ قرآن مجید بھی یاد ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ چند سورتیں اس نے گن لیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا ان کو زبانی یاد سے پڑھ سکتے ہو اس نے کہا ہاں پڑھ سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ میں نے تجھے اس عورت کا بسبب حفظ قرآن کے مالک بنا دیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فکشفت عن وجھک الثوب ۶۸۔۷۔۶۲ ان الفاظ حدیث سے ترجمہ ثابت ہوا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو اس علم ہو جانے کے بعد دیکھا کہ وہ آپؐ کی بیوی ہونے والی ہے۔ چونکہ انبیا کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے وہ کام خواب کے اندر کیوں کیا جس کو بیداری میں کرنا آپ کے لئے جائز نہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس استدلال کا دارومدار اس امر پر ہے کہ تصویر اور مصور یعنی تصویر والے کا ایک ہی حکم ہے۔ کیونکہ تصویر مصور کی نقل ہوتی ہے۔ اس لئے جیسے مصور کا دیکھنا حرام ہے ایسے تصویر کا دیکھنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس سے بھی فتنہ برپا ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ الباب کو ان دو احادیث سے ثابت کیا ہے حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں صراحۃً موجود ہے فانظر الیھا فان فی اعین الانصار شیئا یہ مسلم اور ابو داؤد کی روایت ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں اس لئے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ ہی اس سے استدلال کیا۔ قطب گنگوہیؒ نے کوکب دری میں قبل از تزوج عورت کو دیکھ لینے کی مصلحت بھی بیان فرمائی ہے۔ تاکہ اطمینان ہو جائے اور رغبت کا باعث بنے اب اکثر علماء فقہاء فرماتے ہیں کہ نظر الی المخطوبہ جائز ہے اگرچہ بعض حضرات سے کراہۃً منقول ہے۔ پھر اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے۔ داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ جمیع بدن کا دیکھنا جائز ہے۔ پھر حنفیہؒ کے نزدیک نظر بالشھوۃ بھی جائز ہے۔ جو کہ مالکیہؒ کے نزدیک حرام ہے۔ بہر حال چہرے کو دیکھ لینے پر سب کا اتفاق ہے۔ اب مصنفؒ نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ ایک حدیث عائشہؓ اور دوسری حدیث سھل بن سعدؓ۔ حضرت عائشہؓ سے استدلال دو امر پر موقوف ہے۔ ایک تو یہ کہ انبیا کا خواب وحی ہوتا ہے۔ دوسرے تصویر کا دیکھنا مصور کے دیکھنے کے حکم میں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کا وہ سن طفولیت تھا جو یقیناً عورت نہیں لیکن قبل عقد دیکھ لینا جو عقد کا باعث بنے یہ حکم حدیث سے ثابت ہوگا۔ التصویر لھا حکم المصور ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے ظاہر الفاظ حدیث پر استدلال کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ بعض روایات کے الفاظ میں ان جبرائیل اتی بصورتھا ورنہ حدیث باب میں تو اتی بعائشۃ کے الفاظ ہیں۔ اور یجیٔ بک الملک کا جملہ ہے۔ اس طرح حافظؒ نے دوسری روایات بھی نقل کی ہیں جن سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ خود حضرت عائشہؓ کو خواب میں دکھایا گیا نہ کہ ان کی تصویر دکھائی گئی خود امام بخاریؒ نے کتاب الرؤیا میں ترجمہ باندھا باب کشف المرأۃ فی المنام اور ایک روایت میں ہے اوتیت بجاریۃ فی سرقۃ من حریر

اور ترمذی میں ہے۔ان جبرائیلؑ جاء بصورتھا فی خرقۃ حریر خضراء اور کوکب دری میں اسکی وجہ شیخؒ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تصویر کی ممانعت ہمارے لئے ہے فرشتوں کے لئے نہیں۔اور بعض نے کہا کہ نہی کے حکم وارد ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے اور بعض نے کہا کہ رؤیۃ عائشہؓ کا واقعہ دو تین مرتبہ کا ہے۔شبہات اس لئے پیدا نہیں ہو سکتے کہ انبیا کا خواب وحی کا حکم رکھتا ہے۔لھذا امام بخاریؒ کا استدلال صحیح ہے۔

بابُ مَنْ قَالَ لَانِكَاحَ اِلَّابِوَلِیٍّ ترجمہ۔ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا

اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ **اذاطلقتم النساء فبلغن اجلھن فلاتعضلوا ھن** اُن کو نکاح کرنے سے نہ روکو۔ **فدخل فيه الثيب و كذلك البكر** تو اس حکم میں بیوہ اور کنواری دونوں داخل ہونگی۔اور اللہ تعالے کا ارشاد ہے **ولاتنكحو المشركين** کہ مشرکوں سے ان کے نکاح نہ کرو۔اور تیسری آیت **وانكحوا الايامى** کہ رانڈ عورتوں کے نکاح کردو۔

حديث (٤٧٦٥) قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَؒ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِؓ اَنَّ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءَ فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ اَوْ اِبْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ الْاٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِاِمْرَأَتِهِ اِذَاطَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا اَرْسِلِیْ اِلٰى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِیْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَايَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَامِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِیْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَايَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِیْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَادُوْنَ الْعَشْرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَاِذَاحَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا

ترجمہ۔حضرت عروہ بن الزبیرؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی گھر والی نے ان کو خبر دی کہ جاہلیۃ کے دور میں چار قسم کے نکاح تھے۔ایک نکاح تو یہ جو آجکل لوگوں میں جاری ہے۔کہ کوئی مرد دوسرے مرد سے اس کی موروثہ یا اس کی بیٹی کا پیغام نکاح بھیجتا ہے پس وہ اس کے لئے حق مہر دیتا ہے پھر وہ اس سے نکاح کر دیتا ہے۔دوسرا نکاح یہ تھا کہ جب کسی کی بیوی حیض سے پاک ہو جاتی تو اپنی بیوی سے کہتا کہ تو فلاں آدمی کے پاس چلی جا پس اس سے ہمبستری کر لے اس کا خاوند اس دوران اس سے بالکل الگ رہتا کبھی اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔یہانتک کہ اس آدمی سے جس سے اس نے ہمیشہ ہمبستری کی ہے اس کا حمل واضح نہ ہو جاتا۔پھر جب حمل ظاہر ہو جاتا تو اگر خاوند پسند کرتا تو اپنی بیوی سے ہمبستر ہو جاتا۔یہ اس لئے کرتے تھے کہ بچے میں عمدہ اوصاف پیدا ہوں۔یہ نکاح استبضاع کہلاتا تھا۔تیسرا نکاح یہ تھا کہ دس سے کم کچھ لوگ جمع ہو گئے پھر وہ ایک عورت کے پاس جا کر سب کے سب ہمبستر ہوئے۔پس جب وہ حاملہ ہو گئی اور اس نے بچہ جنا۔

وَلَایُنْكِحُهَاغَیْرَهٗ كَرَاهِیَةَ اَنْ یُشْرِكَهٗ اَحَدٌفِیْ مَالِهَا

نہیں کرتا تھا کہ کہیں دوسرا اس کے مال میں شریک نہ ہو جائے

حدیث (۴۷۶۷) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَؓ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَؓ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ عُمَرُؓ لَقِیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ بَدَالِیْ اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ عُمَرُؓ فَلَقِیْتُ اَبَابَكْرٍؓ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جب حفصہ بنت عمرؓ حضرت خنیس بن حذافہ سہمی سے بیوہ ہوئیں جو کہ آنحضرت ﷺ کے بدری صحابہ میں سے تھے اور انکی مدینہ میں وفات ہو چکی تھی۔ تو حضرت عمرؓ کی حضرت عثمان بن عفانؓ سے ملاقات ہوئی۔ تو میں نے انہیں پیشکش کی کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں حضرت حفصہؓ کا تم سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے کہا کہ میں ذرا اپنے معاملہ میں غور کر لوں۔ چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا میری مصلحت یہ ظاہر ہوئی ہے کہ میں آجکل شادی نہ کروں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر میں حضرت ابو بکرؓ سے ملا۔ تو میں نے کہا کہ اگر آپ کا منشا ہو تو میں حضرت حفصہؓ کا تم سے نکاح کر دوں۔

حدیث (۴۷۶۸) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍؓ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْهِ قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِیْ مِنْ رَجُلٍ وَطَلَّقَهَا حَتّٰی اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ یَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهٗ زَوَّجْتُكَ وَاَفْرَشْتُكَ وَاَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَاتَعُوْدُ اِلَیْكَ اَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَابَاْسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تُرِیْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ فَقُلْتُ الْاٰنَ اَفْعَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ.

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ آیت فلاتعضلوھن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت معقل بن یسارؓ نے حدیث بیان کی کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن جمیلہ کی شادی ایک آدمی ابو البداح سے کر دی جس نے اس کو طلاق دے دی۔ جب اس کی عدت ختم ہو گئی تو وہ بھی اس سے خطبہ کرنے کے لئے آگیا میں نے اس سے کہا کہ میں نے اسکی اور تیری شادی کر دی اسے تیرے لئے فراش بنا دیا اور میں نے تیری عزت افزائی کی کہ بغیر عوض کے نکاح کر دیا۔ پس تو نے اس کو طلاق دے دی اب پھر خطبہ کرنے کے لئے آگیا۔ واللہ میں تو اسے کبھی تیرے پاس واپس نہیں لوٹاؤ نگا۔ وہ آدمی بھلا تھا۔ عورت بھی اس کے پاس واپس جانا چاہتی تھی

تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کو نکاح کرنے سے نہ روکو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں ابھی ابھی کرتا ہوں چنانچہ انہوں نے اپنی بہن کا ان سے نکاح کر دیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ باب من قال لانکاح الابولی ۷۶۹ جسقدر روایت امام بخاریؒ اس باب میں لائے ہیں ان سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ جواز نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔اس لئے سرے سے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کوکب الدری میں قطب گنگوہیؒ نے اس فقہی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ تو ظاہر حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں کہ بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں۔لیکن علماء احنافؒ کے نزدیک اس نکاح سے وہ نکاح مراد ہے جس میں ولی کی ضرورت ہے جیسے صغیرہ اور باندی کہ ان کا بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا۔یا اس سے مراد نکاح کا نفاذ اور اس کا تمام ہونا بھی مراد ہے۔جس میں ولی کو نکاح باطل کرنے کا حق حاصل ہے۔جبکہ عورت غیر کفو میں شادی کرے۔یا مہر مثل سے کم پر شادی کرے۔یہ آیات اور روایات کو جمع کرنے کی صورتیں ہیں۔یا لا نکاح میں نفی کمال اور حسن کی ہے۔کہ وہ نکاح جس کو اولیا پسند نہ کریں وہ شرعاً وعرفاً غیر مستحسن ہے۔اور کوکب کے حاشیہ میں ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں عورت اگر خسیسہ ہے تو اس کو اپنے آپ پر اختیار ہے۔یا کسی کو وکیل کرے۔اگر شریفہ ہے تو نکاح میں ولی کا ہونا ضروری ہے۔حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ بالغہ میں ولی کی حاجت نہیں۔کیونکہ آپؐ کا ارشاد ہے الایم احق بنفسها من وليها اور آیت قرآنی ہے فلاجناح عليكم فيما فعلن في انفسهن بالمعروف اور حتى تنكح زوجا غيره وغیرہ آیات میں نکاح کی اضافت عورت کی طرف کی گئی ہے۔مصنفؒ نے بقول حافظؒ لانکاح الا بولی کے حکم کو آیات اور احادیث واردہ سے ثابت کیا ہے۔اس باب میں انہوں نے چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔لیکن ان میں سے کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نکاح ولی پر موقوف ہے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اپنی بیٹی بہن کا نکاح کر سکتا ہے۔جس کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔دوسرے حضرت عائشہؓ خود جو اس روایت کی راویہ ہیں ان کا اپنا عمل انکی روایت کے خلاف ہے کہ انہوں نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی غیوبت میں کر دیا۔حدیث عمرؓ سے بھی یہی ثابت ہے کہ انہوں نے حضرت حفصہ کا نکاح کر دیا لیکن اس سے توقف على الولى ثابت نہیں ہوتا۔چوتھی روایت بھی احادیث ثلاثہ کی طرح ہے کہ ان سے توقف على الولى ثابت نہیں ہے۔

بَاب اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَالْخَاطِبُ

ترجمہ۔جب ولی خود خطبہ کرنے والا ہو

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَؓ اِمْرَأَةً هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَاَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ لِاُمِّ حَكِيمِ بِنْتِ قَارِظٍ

ترجمہ۔چنانچہ حضرت مغرۃ بن شعبہؓ نے ایک ایسی عورت سے خطبہ کیا جس کے وہ سب سے قریبی تھے۔پس انہوں نے ایک آدمی کو وکیل بنایا جس نے ان کی شادی کرادی

اَتَجْعَلِيْنَ اَمْرَكِ اِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ اِنِّيْ قَدْ نَكَحْتُكِ اَوْلِيَاْمُرْ رَجُلًا مِنْ عَشِيْرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتْ اِمْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا ....

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت ام حکیم بنت قارظ سے فرمایا کہ کیا تم اپنا اختیار ولایت میرے سپرد کرتی ہو انہوں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا میں نے تجھ سے نکاح کر لیا۔ اور عطا تابعی فرماتے ہیں گواہ رہو کہ میں تیرے سے نکاح کر چکا۔ یا اس کے قبیلہ کے کسی آدمی کو وکیل بنا کر اسے نکاح کرنے کا حکم دے حضرت سھلؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ میں اپنی جان آپ کو ھبہ کرتی ہوں۔ تو ایک دوسرے صحابی نے کہا یارسول اللہ! اگر آپ کو اسکی ضرورت نہیں ہے تو اس کا میرے سے نکاح کر دیجئے۔

حديث (٤٧٦٩) حَدَّثَنَا اِبْنُ سَلَامٍ ...... عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهٖ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِيْ ...... قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ يستفتونك فى النسأ آیت قرآنی کی تفسیر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ایک یتیم لڑکی کسی آدمی کی پرورش میں ہوتی تھی جو اس کے مال میں شریک ہوئی۔ وہ اس سے نکاح کرنے سے تو بے رغبتی ظاہر کرتا ہے اور کسی دوسرے سے نکاح کر دینا اس لئے ناپسند کرتا ہو کہ مال میں دخیل و شریک ہو جائے گا اس لئے اس یتیمہ کو روکے رکھتا تو اللہ تعالے نے اس سے منع فرمادیا۔

حديث (٤٧٧٠) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَادِ ...... حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوْسًا فَجَاءَتْهُ اِمْرَاَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهٗ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ زَوِّجْنِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَاعِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَاخَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَاخَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ اَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَاُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَاٰخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت نے آکر اپنے آپ کو حضور نبی اکرم ﷺ پر پیش کیا۔ آپؐ نے نیچے اوپر سے اس کو دیکھا لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپؐ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ! اس کا نکاح میرے سے کر دیجئے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کوئی مال تمہارے پاس ہے اس نے کہا میرے پاس مال تو کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا لوہے کے انگوٹھی بھی نہیں ہے اس نے جواب دیا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ لیکن میں اپنی چادر کو چیرتا ہوں

مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ....

آدھا اس کو دے دو آدھے کو خود لے لونگا۔ آپؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو گا۔ بتاؤ تمھیں کچھ قرآن بھی یاد ہے۔ اس نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا جاؤ اس حفظ قرآن کے سبب تیری میں نے اس سے شادی کر دی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ یشھد انی نکحتھا مقصد یہ ہے کہ اگر چہ ولی کو اپنے سے نکاح کرانے کا اختیار ہے۔ لیکن پھر بھی دو گواہ ضروری ہیں۔ بعد ازاں چاہے تو خود آپ سے نکاح کرلے یا کسی دوسرے کو حکم دے کہ وہ اس سے عورت کا نکاح کر دے۔ اور اس وکیل کا عورت کے قبیلہ سے ہونا یہ اتفاقی قید ہے احترازی نہیں ہے۔ اھب لک نفسی اس جملہ سے ترجمہ کو اس طرح ثابت فرمایا کہ اگر حضرت نبی اکرم ﷺ خود اس عورت سے نکاح کر لیتے تو خود ولی ہی خطبہ کرنے والے ہوتے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو ولایت عام حاصل ہے تو یہ شبہ نہ ہو کہ آپؐ کیسے ولی بن گئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس باب کی غرض مؤلفؒ کے نزدیک یہ ہو کہ خاطب پیغام دینے والا۔ عادت یہ ہے کہ عموماً ناکح اور منکوحہ کے علاوہ دوسرا شخص ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی جائز ہے۔ کہ پیغام دینے والا خود ان متناکحین میں سے کوئی ایک ہو خواہ طالب خود ہی آدمی خطبہ کرے ۔ واھبہ کے ذکر سے اس کو ثابت کر دیا کہ عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ نکاح کی طلب کرے اور خود ہی نکاح کا اقدام کرے۔ واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ہدایہ میں ہے کہ جب کسی عورت نے کسی مرد کو یہ اختیار دیا کہ آپؐ اپنے ساتھ میرا نکاح کر دیں تو اس نے دو گواہوں کی موجودگی میں عقد نکاح کر دیا۔ تو یہ جائز ہے۔ امام زفرؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں اسلئے کہ ایک ہی آدمی مملک اور متملک نہیں بن سکتا۔ جیسے بیع میں ہے۔ لیکن امام شافعیؒ ولی کے بارے میں اجازت دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ضرورت ہے اس کے بغیر اس کا کوئی متولی نہیں وکیل میں یہ ضرورت نہیں ہے۔ علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ وکیل تو محض معبر اور سفیر ہوتا ہے۔ ممانعت حقوق میں ہے تعبیر میں نہیں۔ اس لئے حقوق کا اس تعبیر میں سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ بخلاف بیع کے کہ وکیل خود مباشر ہے لھذا حقوق اسی کی طرف راجع ہونگے۔ نکاح میں جب وکیل طرفین کا والی ہے تو زوّجت کا لفظ دو حصوں کو شامل ہو گا لھذا قبول کی ضرورت نہ رہیگی جس طرح آنحضرت ﷺ نے بی بی صفیہؓ کو آزاد کیا تو اسکی آزادی کو اسکا مہر قرار دے دیا۔ اگر شبہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کل نکاح لم تحضرہ اربعة فھو سناح زوج وولی وشاہدان ..... یعنی ہر وہ نکاح زنا ہے جس میں یہ چار لوگ موجود نہ ہوں۔ خاوند۔ ولی اور دو گواہ۔ تو اس کا جواب یہ ہے پہلے تو اس حدیث کی صحت کا علم نہیں ہے اگر صحیح بھی ہو تو یہ حکم ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہو گا جن کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسی نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام صغیر سے کر دیا تو ایسے محل نزاع بھی مخصوص ہو گا۔ پھر یہ کہ آیا اس صورت میں ایجاب و قبول ضروری ہے یا نہیں۔ حضرت امام مالک اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بس ایجاب ہی کافی ہے قبول کی ضرورت نہیں رہی

جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث کا تقاضا ہے۔ دوسرے یہ کہ ایجاب خود قبول کو متضمن ہے۔ حضرت امام احمدؒ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت کی بنا پر کسی شخص کو اپنے آپ سے نکاح کرانے کی اجازت نہیں دیتے۔ امام شافعیؒ ابن عم اور مولیٰ کی صورت میں فرماتے ہیں کہ ان کا نکاح حاکم کرائیگا۔ خود نہیں کر سکتے۔ ہمارا مستدل افعال صحابہ کرامؓ ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہوا۔ دلالة علی الترجمه چونکہ اس حدیث کا ترجمہ الباب سے مطابق ہونا خفی تھا اس لئے توجیہ کی ضرورت پڑی۔ قطب گنگوہیؒ نے دو توجیہیں بیان فرمائی ہیں۔ علامہ عینیؒ نے بھی اس حدیث کی مطابقت میں یہی کہا ہے کہ چونکہ آپؐ ہر اس شخص کے ولی ہیں جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ لھذا جب آپؐ نے اس رجل طالب سے نکاح کر دیا تو یہ نکاح آپؐ نے ولی ہونے کی بنا پر کیا۔ لیکن اس توجیہ میں بعد ہے۔ کیونکہ ترجمہ یہ ہے کہ ولی خود اپنے لئے خاطب ہو یہاں خاطب دوسرا ہے۔ ولی آپؐ ہیں۔ البتہ حافظؒ نے یہ فرمایا کہ جب آپؐ نے اس واھبہ سے نکاح کرنے سے اعراض فرمایا۔ اگر نکاح کرتے تو خود اپنے آپ کے ولی ہوتے یا کسی دوسرے کو نکاح کرانے کا حکم دیتے۔ تو اس اطلاق سے انہوں نے مطابقت ثابت کی۔ لیکن صحیح جواب یہ ہے کہ آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے۔ کہ اپنے سے نکاح کرائیں۔ یا بغیر ولی اور بغیر گواہوں کے یا بغیر اجازت طلب کئے یا لفظ ھبہ کے ساتھ نکاح کریں آپؐ پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

بَاب اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ

ترجمہ۔ آدمی اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کر دے اس کا کیا حکم ہے اللہ تعالے کا ارشاد ہے وہ عورتیں جن کو حیض نہیں آتا تو بلوغ سے قبل اس کی عدت تین ماہ مقرر کر دو تو معلوم ہوا اولیا قبل البلوغ اولاد صغار کا نکاح کرا سکتے ہیں

حدیث (۴۷۷۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَاُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے ان کا نکاح اس وقت ہوا جب کہ انکی عمر چھ سال کی تھی اور انکی رخصتی تب ہوئی جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی اور نو سال تک جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹھہری رہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قبل از بلوغ نکاح کرنا جائز ہے۔ یہ مصنفؒ کا استنباط حسن ہے۔ لیکن آیت میں ولد اور باقرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ حضرت امام مھلبؒ فرماتے ہیں کہ سب حضرات کا اجماعی مسئلہ ہے۔ کہ باپ اپنی چھوٹی بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے۔ اگرچہ ایسی لڑکی وطی کے قابل بھی نہ ہو امام طحاویؒ فرماتے ہیں جس سے وطی نہیں ہو سکتی اس کا نکاح کرانا جائز نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ کا صغر سنی میں نکاح

آپ کے خصائص میں سے ہے۔ اس کے مقابل حضرت حسن بصریؒ اور ابراھیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ بہر حال باپ کو ولایت کا اجبار حاصل ہے خواہ لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ۔ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔ حضرت عائشہؓ کی عمر آپ کی وفات کے وقت اٹھارہ برس کی تھی۔

باب تَزْوِيجِ الْاَبِ ابْنَتَهٗ مِنَ الْاِمَامِ

ترجمہ۔ کوئی باپ اپنی بیٹی کا نکاح حاکم وقت سے کردے۔

وَقَالَ عُمَرُؓ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيَّ حَفْصَةَؓ فَاَنْكَحْتُهٗ ....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کی بیٹی حفصہؓ کے لئے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے آپؐ سے اس کا نکاح کرادیا۔

حديث (٤٧٧٢) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ قَالَ هِشَامٌ وَّاُنْبِئْتُ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهٗ تِسْعَ سِنِيْنَ . . . .

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو وہ چھ سال کی عمر کی تھیں اور ان کا سر میل اس وقت ہوا جبکہ وہ نو سال کی عمر کی تھیں اور ھشامؒ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر دی گئی کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس نو سال تک رہیں۔

باب السُّلْطَانُ وَلِيٌّ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ بادشاہ وقت ولی ہے کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے قرآن مجید کی بدولت میں نے تیرا اس سے نکاح کردیا۔

حديث (٤٧٧٣) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ...... عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّيْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلاً فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ فَقَالَ اِنْ اَعْطَيْتَهَا

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشدی۔ پس بہت دیر کھڑی رہی پس ایک آدمی بولا کہ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تمھارے پاس کچھ مال ہے جو تم اسے حق مہر میں دے سکو اس نے کہا میرے پاس سوائے لنگی کے اور کچھ نہیں ہے۔

اِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ زَوَّجْنٰكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ .....

آپؐ نے فرمایا اگر یہ لنگی تو نے اس کو دے دی تو تو بے لنگی کے بیٹھا رہیگا۔ پس جاؤ! کوئی اور چیز تلاش کرو اس نے کہا مجھے تو کوئی چیز نہیں ملتی۔ آپؐ نے فرمایا اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو پھر بھی تلاش کر کے لاؤ۔ پس جب اس کو کچھ نہ ملا تو آپؐ نے پوچھا کیا تمھیں کچھ قرآن بھی یاد ہے اس نے کہا ہاں فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ کچھ سورتوں کا اس نے نام لیا۔ آپؐ نے فرمایا پس بدولت قرآن مجید کے میں نے اس کا نکاح تم سے کر دیا۔

باب لَا يُنْكِحُ الْاَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ اِلَّا بِرِضَاهَا۔

ترجمہ۔ باب اور دوسرا آدمی باکرہ اور بیوہ کا نکاح بغیر ان کی مرضی کے نہیں کر اسکتا۔

حديث (٤٧٧٤) حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ عورت کا اس وقت تک نکاح نہ کرایا جائے جبتک اس سے مشورہ نہ کیا جائے۔ اور کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جبتک اس سے اجازت نہ لی جائے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ! اس کی اجازت کیسے معلوم ہوگی۔ فرمایا کہ وہ پیغام نکاح سن کر چپ ہو جائے۔

حديث (٤٧٧٥) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا . . .

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ کنواری لڑکی تو حیا کریگی۔ فرمایا اس کی رضامندی اس کا چپ ہو جانا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لاینکح الاب وغیرہ ...... ۱۷ مسئلہ کی چار صورتیں ہیں۔ ۱ باپ نے باکرہ بالغہ کا نکاح کر دیا۔ ۲ غیر باپ نے اس کا نکاح کیا۔ ۳ باپ نے بیوہ کا نکاح کیا۔ ۴ غیر باپ نے بیوہ کا نکاح کیا۔ بیوہ بالغہ کا باپ اور غیر باپ بغیر اس کی رضا کے نکاح نہیں کر سکتے۔ اس میں سب علما کا اتفاق ہے۔ کنواری صغیرہ کا نکاح صرف اس کا باپ ہی کر اسکتا ہے۔ یہ بھی متفق ہے۔ بیوہ غیر بالغ میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جیسے کنواری کا نکاح باپ کر اسکتا ہے اس طرح ثیبہ کے نکاح کا بھی اسے اختیار ہے۔

امام شافعیؒ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب وطی سے اس کا پردہ بکارت زائل ہو چکا ہے۔ تو پھر باپ اس کی مرضی کے بغیر نکاح کرا سکتا۔ انکی دلیل یہ ہے کہ پردہ بکارت کے زائل ہونے کے بعد حیاء زائل ہو گئی۔ لھذا وہ خود مختار ہے۔ باپ سے مشورہ لے سکتی ہے۔ اور کنواری بالغہ کا نکاح باپ کرا سکتا ہے۔ اور اس طرح ولی ابعد بھی کرا سکتا ہے۔ البتہ اس سے مشورہ لینے میں اختلاف ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ صغر اور صغیرہ کا نکاح کرا سکتا ہے۔ خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔ اور ولی عصبہ ہے۔ امام مالکؒ غیر اب میں ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ غیر اب وجد اور ثیب صغیرہ میں بھی ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ لاتنکح الایم ۔ ایم ہر اس رانڈ عورت کو کہتے ہیں جس کو خاوند نے جدا کر دیا ہو۔ خواہ موت کی وجہ سے یا طلاق کی وجہ سے۔ اور کبھی اس عورت پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو رانڈ ہو خواہ کنواری ہو یا ثیبہ ہو۔ تستار کا مطلب ہے کہ صراحۃً اس سے عقد کرنے کا حکم لیا جائے۔ استیذان کا مطلب اجازت لینا ہے استمار میں مشاورۃ کی تاکید ہے۔ جو استیذان میں نہیں ہے۔

باب اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهٗ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهٗ مَرْدُوْدٌ۔

ترجمہ۔ جب کسی باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح اس حال میں کر دیا کہ وہ اسے ناپسند کرنے والی تھی تو اس کا نکاح رد کر دیا جائیگا۔

حدیث (٤٧٧٦) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامِ الْاَنْصَارِيَّةِؓ اَنَّ اَبَا هَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا .....

ترجمہ۔ حضرت خنساءؓ سے مروی ہے کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کرا دیا جبکہ وہ بیوہ تھیں۔ فرماتی ہیں میں نے نکاح کو پسند نہ کیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی تو آپؐ نے اس نکاح کو رد کر دیا۔

حدیث (٤٧٧٧) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ...... اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدٍ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَجُلاً يُدْعٰى خِذَامًا اَنْكَحَ ابْنَتَهٗ لَهٗ نَحْوَهٗ .....

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن یزید اور مجمع بن یزید حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جسے خذام کہا جاتا تھا اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کرا دیا مثل پہلی روایت۔

تشریح از قاسمیؒ۔ زوج ابنته ترجمہ سے عموم معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم باکرہ اور ثیبہ دونوں کو شامل ہے لیکن حدیث باب میں ثیبہ کی صراحۃ ہے غالباً امام بخاریؒ نے حدیث کی بعض طرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں ہے انکحنی ابی وانا کارھۃ وانا بکر جو ثوریؒ کی روایت میں آیا ہے۔ لیکن راجح یہ ہے کہ ثیبہ صحیح ہے البتہ باکرہ کا حکم بھی اس کے مخالف نہیں ہے۔ جس پر سب کا اتفاق ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے لایجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح کہ ولی کے لئے اپنی بالغہ کنواری لڑکی کو نکاح پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ امام شافعیؒ صغیرہ پر قیاس کرتے ہوئے ولایت اجبار ولی کو حاصل ہے کیونکہ باکرہ بالغہ امور نکاح سے جاہل ہے

اور اسے تجربہ بھی نہیں ہے لہذا ولی اسے مجبور کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہی اس کا حق مہر قبض کرتا ہے۔ ہماری طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ صغیرہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ اس کی عقل میں قصور ہے۔ بخلاف بالغہ کے بلوغ کی وجہ سے اس کی عقل کامل ہو گئی ہے۔ باقی قبض مہر بھی اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ قبض کرنے سے ولی مہر کا مالک نہیں بن جاتا۔

بَاب تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ

ترجمہ۔ یتیم لڑکی کا نکاح کرانا

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ...... وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً اَوْقَالَ مَامَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَ كَذَا اَوْلَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ...

ترجمہ ۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ اگر تمھیں خدشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے۔ تو پھر ان کے سوا جو عورتیں تمھیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو اور کسی نے ولی سے کہا کہ فلاں عورت کا نکاح میرے سے کر دو تو ولی تھوڑی دیر ٹھہر گیا یا اس نے طالب سے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ ہے بھی۔ تو اس نے کہا میرے پاس تو فلاں فلاں سورۃ ہے۔ یا ولی اور طالب دونوں نے دیر کر دی پھر ولی کہتا ہے۔ کہ میں نے اس عورت کا تیرے سے نکاح کر دیا۔ تو یہ جائز ہے اس میں حضرت سھل بن سعدؓ کی روایت جناب نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

حديث (۴۷۷۸) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ...... اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِؓ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَؓ قَالَ لَهَا يَا اُمَّتَاهُ وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّاتُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى اِلٰى مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُؓ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّاَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُؓ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ اِلٰى تَرْغَبُوْنَ .

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے سوال کرتے ہوئے کہا اے امی جان ان خفتم ان لاتقسطوا فی الیتامی کے بارے میں کچھ فرمایئے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا اے میرے بھانجے یہ ایک یتیم لڑکی اپنے وارث کی پرورش میں ہوتی تھی۔ جو اس کی خوبصورتی اور مال میں تو رغبت رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ اس کے حق مہر میں کمی کر دے تو ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے نکاح سے روک دیا گیا۔ البتہ اگر ان کے مہر کے پورا کرنے میں انصاف سے کام لیں تو پھر اجازت ہے ورنہ ان کے ماسوا دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد سوال کیا تو اللہ تعالے نے

فَانْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَامَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصِّدَاقُ وَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ تَرَكُوْهَا وَاَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ ......

یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ آیت یہ ہے کہ عورتوں کے بارے میں یہ لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں الی ترغبون تو اللہ تعالے نے حکم نازل فرمایا اس آیت میں کہ جب یتیمہ صاحب جمال اور مال ہو تم اس کے نکاح اور نسب اور حق مہر میں رغبت رکھتے ہو اور جب وہ پسندیدہ نہ ہو مال کے تھوڑے ہونے کی وجہ سے تو اس کو چھوڑ دیتے ہو اور اس کے علاوہ دوسری عورت کو لے لیتے ہو۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو جیسے ناپسندیدگی کی صورت میں اس کو چھوڑ دیتے ہو۔ تو جب پسندیدہ ہو تو انصاف کئے بغیر ان سے نکاح نہ کرو۔ انصاف یہ ہے کہ ان کو ان کا پورا حق مہر ادا کرو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ فمکث ساعة ۲۔۷۔۳ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایجاب ٹھہر جانے اور خاموش رہنے سے باطل نہیں ہوتا۔ جبتک کسی ایسے کام میں مشغول نہ ہو جائے جو اسکی روگردانی پر دلالت کرے اس سے حضرت امام مالکؒ کے اصحاب پر رد کرنا مقصد ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ جبتک ایجاب کے ساتھ قبول بغیر کسی تاخیر کے ملا ہوا نہ ہو تو ایجاب باطل ہو جائیگا۔ **قوله قد ملكتكها بمامعك من القران** یہ روایات مدعی پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں۔ کہ ان روایات میں ایجاب کے بعد فوراً قبول کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس سے احنافؒ پر بھی چوٹ کرنا ہے۔ جو اس بات کے قائل ہیں کہ پہلا کلام نہیں۔ وکیل کیلئے پھر سے قبول کا اعادہ کرنا چاہئے۔ جبکہ قبول ایجاب سے پہلے ہو۔ لیکن جواب یہ ہے کہ احنافؒ تو اس کے قائل ہیں کہ پہلے کلام پر اکتفاء کرنا جائز ہے کیونکہ ایجاب کے رد کے کوئی قرائن نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مولانا حسین علی پنجابیؒ کی تقریر میں ہے کہ زوجنی فلانة فمکث مطلب یہ ہے کہ دلالۃً وکالت کا قبول کرنا جائز ہے۔ اور نیز ! یہ تاخیر کے ساتھ قبول کرنا بھی جائز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ سرے سے ایجاب و قبول ہے نہیں بلکہ ولی کا یہ قول زوجتکھا ایجاب و قبول کیلئے کافی ہے۔ ابن النجم کے اندر ذکر کیا ہے کہ مصنفؒ نے ایجاب و قبول کے شرائط ذکر نہیں فرمائے۔ ان میں سے ایک اتحاد مجلس بھی ہے اگر جبکہ دونوں شخص حاضر ہوں۔ اگر مجلس مختلف ہو جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ پس اگر ان میں سے کوئی ایک اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوسرے کام میں مشغول ہو گیا۔ تو ایجاب باطل ہو جائیگا۔ فی الفور قبول کرنا شرط نہیں ہے۔ بس اتحاد زمان پایا جائے پس مجلس کو آسانی کیلئے جامع قرار دیا گیا۔ حضرات مالکیہؒ کے نزدیک ایجاب کے بعد فوراً قبول ہونا چاہئے۔ ورنہ ایجاب غیر مؤثر ہوگا

البتہ تھوڑی سی تاخیر مضر نہیں ہے۔ جیسے ایجاب کے بعد خطبہ دیا جائے۔ مالکیہؒ کی طرف امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ چنانچہ بدائع میں ہے قال الشافعي علي الفور ان کے نزدیک بھی فصل یسیر نقصان دہ نہیں ہے جیسے وہ حمد وصلوۃ کے بعد کہہ دے زوجتك فلانة دلالته علي المدعي ظاهرة. حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ حق مہر کی تلاش کرنا آیا قبول کے قائم مقام ہو گا یا نہیں۔ جیسے کسی نے ایجاب سے پہلے قبول کر لیا تو وہ قبول کافی ہو گا۔ یا قبول کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ تو مصنفؒ نے واھبہ کے قصہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ اعادہ قبول کی ضرورت نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کے اس قول کے بعد زوجتکھا بمامعك من القران منقول نہیں ہے۔ کہ اس آدمی نے قد قبلت کہا ہو لیکن مہلبؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ کہ یہ ضابطہ نہیں البتہ ایسا شخص جس کی رضامندی۔ طلب۔ تلاش بار بار آنا جانا یہ قرائن ہیں کہ ایسے شخص کو صراحۃً قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور جو ایسا نہ ہو۔ اس کیلئے قبول دوبارہ کرنا ہو گا۔ چنانچہ حافظؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ مصنفؒ کا استدلال تسلیم ہے۔ لیکن وہ ہر خاطب کے لئے نہیں۔ جس کی رغبت پر قرائن دال ہوں۔ اس کے لئے یہ حکم ہے دوسرے کے لئے نہیں بالحنفیه القائلین بعد م الاکتفاء۔ لیکن کتب فقہ سے یہ ظاہر ہے کہ احنافؒ اکتفاء بماتقدم کے قائل ہیں۔ چنانچہ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے جاز النکاح ولاحاجة الي القبول کیونکہ احنافؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایک ہی شخص طرفی النکاح یعنی ایجاب اور قبول دونوں کا متولی بن سکتا ہے۔ کیونکہ قوله زوجتك یہ توکیل بالنکاح ہے۔ الواحد یتولي طرفي النکاح والجواب سے قطب گنگوہیؒ نے ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے آیاقوله زوجني ایجاب ہے یا توکیل ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ توکیل ہے۔ اور والجواب سے اشارہ ہے کہ ایک ہی شخص نکاح کے دونوں جانب یعنی ایجاب اور قبول کا متولی بن سکتا ہے۔ چنانچہ شارح وقایہ فرماتے ہیں اعلم ان قوله زوجني در حقیقت ایجاب نہیں بلکہ توکیل یعنی وکیل بنانا ہے۔ پھر اس کا زوجت کہنا یہ ایجاب اور قبول ہے۔ کیونکہ ایک آدمی دونوں کا متولی بن سکتا ہے۔ بخلاف البیع۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے والجواب سے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ خلاصہ میں یہ ہے کہ الامرفي النکاح ایجاب۔

باب اِذَاقَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَاوَكَذا جَازَالنِّكَاحُ وَاِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ اَرَضِيْتَ اَمْ قَبِلْتَ۔۔

ترجمہ۔ جب کوئی خطبہ کرنے والا کسی والی وارث سے کہے کہ فلاں عورت کا میرے سے نکاح کر دو تو وہ کہے کہ میں نے اتنی حق مہر میں اسکا تیرے سے نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہے۔ اگرچہ ولی زوج سے یہ بھی نہ کہے کہ کیا تو نے پسند کیا یا تو نے قبول کیا بہر صورت نکاح ہو جائیگا

حدیث (۴۷۷۹) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَنْ سَهْلٍ اَنِ امْرَأَةً اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَالِيَ الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ مَاعِنْدَكَ قَالَ مَاعِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَاعِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ فَمَاعِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ...

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے دربار نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو نکاح کے لئے آپؐ پر پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے آجکل عورتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجلس کے آدمی نے کہا یارسول اللہ اس کا آپؐ میرے سے نکاح کر دیجئے۔ آپؐ نے پوچھا تمھارے پاس کچھ ہے بھی۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو دینا پڑیگا۔ خواہ لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو اس نے کہا میرے پاس تو وہ بھی نہیں بلکہ کچھ نہیں۔ آپؐ نے پوچھا کیا کچھ قرآن بھی یاد ہے اس نے بتلایا کہ مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے آپؐ نے فرمایا اس حفظ قرآن کے سبب میں نے تجھے اس کا مالک بنادیا

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس روایت سے امام بخاریؒ نے ثابت کر دیا۔ ملکتکھا کے بعد اور کسی قبول کے لفظ کی ضرورت نہیں ہے اور ایک شخص ایجاب وقبول دونوں کا متولی بن گیا۔

باب لَايَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَدَعَ ۔

ترجمہ۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے جبتک وہ نکاح نہ کرے یا اسے چھوڑ دے۔

حدیث (۴۷۸۰) حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَايَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْيَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ ...

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی بیع پر بیع کرنے سے منع فرمایا۔ اور یہ کہ کوئی پیغام نکاح دینے والے کے پیغام پر پیغام نکاح نہ دے یہاتک کہ خاطب اپنی بات چیت ترک کر دے۔ یا خاطب کو اس کی اجازت دے دے۔

حدیث (۴۷۸۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ. قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَاتَجَسَّسُوْا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بد گمانی سے بچتے رہو۔ کیونکہ بدگمانی بہت بڑی جھوٹی بات ہے۔ اور جاسوسی نہ ہو اور نہ ہی

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا اِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ .....

کسی کی ٹوہ میں رہو۔ اور نہ ہی ایکدوسرے سے بغض رکھو بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور کوئی آدمی اپنے بھائی کے خطبہ پر کسی سے خطبہ نہ کرے۔ یہاںتک کہ وہ بھائی نکاح کر لے یا اپنی بات

چھوڑدے۔ حتی تنکح یعنی پہلا جب نکاح کرلیگا تو دوسرے کو محض ناامیدی حاصل ہوگی۔ اگر چھوڑ دیگا تو دوسرا خطبہ کر سکتا ہے۔

باب تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخُطْبَةِ

ترجمہ۔ خطبہ چھوڑنے کی تفسیر کیا ہے۔

حدیث (۴۷۸۲) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ......

اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُؓ قَالَ عُمَرُؓ لَقِيْتُ اَبَابَكْرٍؓ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَؓ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍؓ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ اِلَّا اَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهٗ يُوْنُسُؒ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب میری بہن حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میری حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات ہوئی۔ تو میں نے کہا اگر آپ کی مرضی ہو تو میں حفصہ بنت عمرؓ کا آپ سے نکاح کردوں پس میں کئی راتیں انتظار کرتا رہا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کیا تو میں نے آپؐ سے نکاح کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے تمہاری پیشکش کے جواب دینے میں مجھے اور کوئی رکاوٹ نہیں تھی سوائے اس کے مجھے علم ہو گیا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہؓ کا تذکرہ فرمارہے تھے۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر آپ چھوڑدیتے تو میں قبول کر لیتا۔ یونس نے اس کی متابعت کی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ ترک خطبہ کی تفسیر تو صراحۃً پہلے باب سے ثابت ہو چکی ہے۔ حتی ینکح اویترک اس باب کی حدیث سے تفسیر ثابت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ یوں کہا جائے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو جناب رسول اللہ ﷺ کا رکوا وجھکاؤ حفصہؓ کی طرف معلوم ہو گیا تو انہوں نے خطبہ کا ارادہ ترک کر دیا۔ تو جب کسی کارکون اور تراضی کسی طرح سے معلوم ہو جائے تو اس وقت بھی خطبہ نہ کرنا چاہئے۔ یہ اول معنی ہیں جن کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ

ترجمہ۔ نکاح کا خطبہ کیسے ہو۔

حدیث (۴۷۸۳) حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ ...... عَنْ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مشرق۔

زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا......

دو آدمی آئے اور ان دونوں نے ایک مؤثر خطبہ پڑھا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے ان دونوں کا خطبہ نقل فرمایا ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عقد نکاح کے وقت ایسا کلام کیا جائے جس سے لوگوں کے قلوب مالوف ہوں نفرت پیدا نہ ہو۔ بلکہ اچھا کلام تو ایسے مواقع پر باعث مسرت ہوتا ہے۔ اسلئے بعد ازاں باب ضرب الدف فی النکاح لائے ہیں۔

باب ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

ترجمہ۔ نکاح اور ولیمہ کے وقت دف بجانا

حديث (٤٧٨٤) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ......

قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ........

ترجمہ۔ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ فرماتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہو چکی تھی تو جناب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے نزدیک بیٹھے ہو۔ تو ہماری کچھ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجانے لگیں اور ہمارے آباء میں جو لوگ بدر میں شہید ہو گئے تھے ان کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔ اچانک ان میں سے ایک لڑکی نے کہا ہمارے اندر ایک ایسا نبی ہے جو کل ہونے والے واقعات کو بھی جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ و وہی کہو جو کہہ رہی تھیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ضرب الدف فی النکاح والولیمہ ۷۷۳۔۱۰ الولیمہ کا عطف النکاح پر ہے جس سے بتلانا ہے کہ عقد نکاح اور ولیمہ دونوں وقت دف بجانے کی اجازت ہے۔ اب ترجمہ کے دوسرے جز ولیمہ میں دف بجانے پر حدیث کی دلالت ظاہر ہے غداۃ بنی بی کے الفاظ واضح ہیں۔ ولیمہ چونکہ متعلق نکاح میں سے ہے جب دف بجانا ولیمہ میں جائز ہوا تو عقد نکاح میں بھی جائز ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جس طرح شیخؒ نے فرمایا کہ الولیمہ کا عطف النکاح پر ہے حافظؒ بھی فرماتے ہیں والولیمہ معطوف علی النکاح۔ تو ضرب الدف فی الولیمہ جب ثابت ہوا۔ ولیمہ خاص تھا تو نکاح جو عام ہے اس میں بطریق اولی ضرب الدف کا جواز ثابت ہوگا۔

اور یہ بھی احتمال ہے ولیمۃ النکاح خاص طور پر مراد ہو کیونکہ ضرب دف عقد نکاح عند الدخول اور عند الولیمہ مشروع ہو۔ لیکن پہلا احتمال صحیح ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو بعد میں ذکر ہو رہی ہے۔ جس میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا انصار کی چند عورتوں کے پاس سے گذر ہوا۔ جو اپنی ایک شادی کی تقریب میں گا رہی تھیں جس پر مطلبؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اعلان النکاح بالدف کا جواز ثابت ہوا۔ دوسرے مباح گانا بھی ثابت ہوا۔ لیکن اس سے واضح حدیث امام ترمذی کی ہے جس میں ہے کہ آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فصل مابین الحلال والحرام الدف والصوت۔ ترجمہ کہ حلال اور حرام میں فرق کرنے والی نکاح کے اندر دو چیزیں ہیں ایک تو دف سے اعلان نکاح کرنا اور دوسرے مباح آواز سے گانا۔ اور حضرت عائشہؓ کی روایت ترمذی میں ہے کہ اعلنوا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوہ علیہ بالدفوف ترجمہ کہ اس نکاح کا اعلان کرو۔ اور نکاح کی مجلس مسجدوں میں منعقد کیا کرو اور نکاح پر دف بھی بجایا کرو۔

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصِّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ عورتوں کو ان کے حق مہر خوشدلی سے ادا کرو۔ اور حق مہر زیادہ اور کم کتنا ہے۔ اللہ تعالے تو فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ان میں سے کسی کو مال کثیر عطا کیا ہو تو طلاق کے وقت ان میں سے کچھ بھی واپس نہ لو اس سے کثرت ثابت ہوئی یا جو بھی تم ان کیلئے مقرر کر لو اس سے ادنی معلوم ہوا جس کی تفسیر حضرت سھلؓ کی روایت سے ہو گئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث (۴۷۸۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍؓ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍؓ تَزَوَّجَ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر ایک عورت سے نکاح کیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے شادی کی خوشی کے آثار ان پر دیکھے تو اس کا سبب ان سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر ایک عورت سے

اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ ..... شادی کی ہے حضرت قتادہ کی روایت جو حضرت انسؓ سے ہے اس میں نواۃ کی تمیز من ذھب موجود ہے۔ عبدالعزیز کی روایت میں نہیں ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ بشاشۃ العرس ۷۷۳۔۲۲ بشاشۃ العرس کے معنی کشادہ روئی کے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ کوئی نشانی بھی ہونی چاہئے۔ جس سے معلوم ہو کہ یہ شادی کی خوشی ہے۔ جیسے دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوشبو کی زردی تھی کیونکہ محض طلاقۃ وجہ شادی پر دلالت کرنے میں کافی نہیں ہے۔ اور یوں بھی ممکن ہے کہ اگرچہ محض کشادہ روئی یعنی صرف چہرہ کی رونق ہی نکاح کی خوشی پر دلالت کرنے والی نہیں ہے۔ مگر اس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے۔ کہ کوئی بات پیدا ہوئی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے سوال میں مبہم کا لفظ استعمال فرمایا۔ کہ یہ کیسی خوشی ہے۔ سوال میں نکاح متعین نہیں کہ کسی اور قرینہ کو چہرے کی خوشی کے ساتھ ملانے کی ضرورت پڑے جس سے نکاح کی خوشی متعین ہو جائے۔ واللہ اعلم

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ عینی میں ہے کہ وضر من صفرہ یعنی اثر من صفرہ وہ ایک خوشبو ہے۔ جو سر میل کے وقت استعمال کی جاتی ہے۔ اور اوجز میں اس اعتراض کے جوابات بھی دئے گئے ہیں۔ جو حضرت عبدالرحمٰن صحابی پر وارد ہوتا ہے۔ کہ خلوق رنگ والی خوشبو تو عورتوں کے لئے مختص ہے۔ انہوں نے کیوں استعمال کی۔ ان اجوبہ میں سے ایک جواب یہ بھی ہے کہ شادی کا موقع مستثنی ہے خصوصاً نوجوان دولہے کو اس کے استعمال کی اجازت ہے۔ اور دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اوائل اسلام مین شادی کے موقع پر ایسا رنگا کپڑا دولہے کو پہنایا جاتا تھا جو اس کے شادی کر لینے کی علامت تھی تاکہ ولیمہ میں معاون ثابت ہو سکے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے غرض یہ بتلاتے ہیں کہ کم از کم مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں بخلاف مالکیہؒ کے اور احنافؒ کے کہ ان کے نزدیک اقل مہر دس درہم سے کم نہ ہو۔ امام بخاریؒ کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقاتھن کا لفظ مطلق ہے۔ فریضہ کا لفظ بھی مطلق ہے۔ اور حضرت سھلؓ کی روایت میں لوہے کی انگوٹھی کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ اقل میں کوئی تعین نہیں ہے۔ اور کثرۃ المھر کا عطف قولہ تعالے پر ہے۔ آیت کی تلاوت سے قنطاراً کے لفظ سے استدلال کیا۔ کہ کثرۃ المھر بھی جائز ہے۔ اور اس عورت کے واقعہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ جس نے حضرت عمرؓ سے جھگڑا کیا تھا۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے فرمایا لا تغالوا فی مہر النساء کہ عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو۔ تو ایک عورت نے کہا کہ اے عمرؓ تمہیں اس کا اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالے تو قنطاراً فرماتے ہیں اور تم تحدید کرتے ہو۔ تو وہ عورت غالب آگئی تو اقل مہر میں اختلاف ہوا۔ بعض نے تین درہم بعض نے پانچ درہم اور احنافؒ نے کہا دس درہم سے کم نہ ہو۔ ان کا استدلال حضرت جابرؓ اور ابن عمرؓ کی روایات سے ہے۔ جن میں اقل المھر عشرۃ دراھم کو کہا گیا ہے۔

بَاب التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

ترجمہ۔ تعلیم قرآن پر شادی کر دینا اور بغیر مالی حق مہر کے شادی کر دینا۔

حدیث(٤٧٨٦)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَارَسُوْ لَ اللّٰهِ اِنَّهَا وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَءَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَءَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ اِنَّهَا قَدْوَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَءَ فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْنِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ قَالَ لَا قَالَ اِذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْخَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَاوَجَدْتُ شَيْئًا وَلَاخَاتَمًامِنْ حَدِيْدٍ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَاقَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَامَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ....

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ہمراہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ اچانک ایک عورت (خولہ بنت حکیم) اٹھ کر کہنے لگی کہ یارسول اللہ اس نے اپنے آپ کو آپؐ کے لئے ھبہ کر دیا ہے۔ پس آپؐ اس کے بارے میں اپنی جو رائے قائم کریں۔ تو آپؐ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا۔ پھر وہ دوسری مرتبہ اٹھ کر کہنے لگی یارسول اللہ! وہ اپنے آپ کو آپؐ کے لئے ھبہ کر چکی ہے۔! آپؐ اس کے بارے میں جو رائے قائم کریں آپؐ کی مرضی ہے۔ پھر بھی آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اس نے اٹھ کر یہی کہا یارسول اللہ! وہ اپنے آپ کو ھبہ کر چکی ہے۔ آپؐ اپنی رائے قائم فرمائیں۔ تو ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا یارسول اللہ! اس کا میرے سے نکاح کر دیں۔ آپؐ نے پوچھا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے اس نے کہا نہیں آپؐ نے فرمایا جاؤ مال تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی بھی ہو۔ وہ چلا گیا تلاش کرنے کے بعد واپس آکر کہنے لگا مجھے کوئی چیز نہیں ملی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی۔ آپؐ نے پوچھا کچھ قرآن مجید بھی یاد ہے۔ اس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ میں نے اس حفظ قرآن کی بدولت اس عورت کا تیرے سے نکاح کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر شبہ ہو کہ تعلیم القرآن تو مہر ہو گیا پھر بغیر صداق کیسے کہا گیا۔ جواب یہ ہے صداق مالی مراد ہے جسکی نفی کی گئی

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ۔

ترجمہ۔ اسباب بھی مہر میں دیا جا سکتا ہے لوہے کی انگوٹھی اور کپڑا احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث (٤٧٨٧)حَدَّثَنَا يَحْيٰى ......عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ نکاح کر لو اگرچہ

وَلَوْ بِخَاتِمٍ مِنْ حَدِيْدٍ .... لوہے کی انگوٹھی بھی حق مہر میں ادا کرو۔ خاتم من حدید تو نص حدیث سے ثابت ہوئی اور عروض کو اس کے ساتھ لاحق کیا گیا۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ یہ آٹھویں مرتبہ حدیث سہلؓ کو کتاب النکاح میں ذکر کیا گیا ہے۔

باب الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ

ترجمہ۔ نکاح میں شرطوں کا کیا حکم ہے۔

وَقَالَ عُمَرُؓ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُؓ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صِهْرًا لَهٗ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَصَدَّقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ .....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حقوق کے فیصلے شرائط کے مطابق ہونگے۔ حضرت مسورؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپؐ اپنے داماد کا ذکر فرما رہے تھے۔ اور دامادگی میں اس کی تعریف فرمائی اور خوب تعریف فرمائی۔ فرمایا کہ اس نے میرے سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا اور جو وعدہ کیا اسے پورا کر دکھایا۔ وہ حضرت ابو العاص بن الربیع تھے جو حضرت زینبؓ دختر نیک اختر کے شوہر تھے۔

حدیث (۴۷۸۸) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ..... عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ ....

ترجمہ۔ حضرت عقبہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ شرائط جن کو پورا کرنا نہایت ضروری ہے وہ ہیں جن سے تم لوگوں نے شرمگاہوں کو حلال کیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ مقاطع الحقوق ۷۷۴۔۹ مقصد یہ ہے کہ صاحب حق کا حق اس وقت ختم ہو جائیگا جب کہ اس کے نہ ہونے کی شرط لگائی جائے۔ کیونکہ مسلمان اپنے شرائط کے پابند ہیں جب اس نے اپنا حق باطل کر دیا تو اب حقدار نہیں رہے گا اور اس پر مسئلہ اختلاف مشہور ہے۔ اس مسئلہ پر تو سب علماء کا اتفاق ہے۔ کہ جو شرائط شریعت کے تقاضا کے مخالف ہونگی وہ باطلہ ہیں تو اب اختلاف ان شرائط کے بارے میں رہ گیا۔ جو شریعت کے خلاف ہیں۔ کیونکہ بہت سی شرائط ایسی ہیں جو ایک کے نزدیک اصول شرعی کے خلاف ہیں۔ دوسرے کے نزدیک نہیں ہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ یہ شرائط لگائے کہ خاوند اس کو اس کے میکے سے نہیں نکالے گا تو یہ شرائط ہمارے نزدیک باطل ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالے کے اس قول کے خلاف ہیں اسکنوھن من حیث سکنتم الایۃ جہاں تم رہتے ہو ان کو بھی وہیں رکھو۔ (گھر جوائی نہ بناؤ) اور اللہ تعالے کے اس قول کے بھی مخالف ہے الرجال قوامون علی النساء کہ مرد عورتوں پر حاکم ہے حاکم اپنے گھر میں رہا کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ نکاح میں شرائط تین طرح کی ہیں۔ پہلی قسم تو یہ ہے جس کا پورا کرنا مرد پر لازم ہے۔ یعنی جس کا نفع عورت کو پہنچتا ہے۔ جیسے شرط لگائی کہ اسے اس گھر سے یا شہر سے نہیں نکالیگا۔ یا اسے سفر میں ساتھ نہیں لے جائیگا یا اس پر سوکن نہیں ڈالیگا۔ یا کسی باندی کو ام ولد نہیں بنائیگا۔ تو مرد کو ان کا پورا کرنا لازم ہے۔ اگر نہیں کریگا تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہے۔ یہ حضرت عمرؓ سے منقول ہے۔ امام اوزاعیؒ اور راہویہؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ شرائط باطل ہیں۔ حق مہر فاسد ہو گا عقد نکاح فاسد نہیں ہو گا۔ عورت مہر مثل کی مستحق ہو گی۔ ان حضرات کی دلیل آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان کان مائۃ شرط الحدیث کہ ہر وہ شرط باطل ہے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ اگرچہ ایسی سو شرطیں بھی ہوں پھر بھی باطل ہیں۔ اور کتاب اللہ میں یہ نہیں ہے اور آپ کا ارشاد المسلمون علے شروطھم الا شرطا احل حراما او حرم حلالا یہ شرائط حلال کو حرام بنا رہے ہیں کیونکہ تزویج دوسری شادی اور ام ولد بنانا یہ مرد کا حق حلال ہے۔ اور ائمہ ثلاثہ کا مستدل یہ حدیث باب ہے احق الشروط اور اجماع صحابہ بھی اسی پر ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ شرط تو باطل ہو جائیگی لیکن عقد نکاح صحیح رہے گا۔ مثلاً مرد نے شرط لگائی کہ نکاح ہے لیکن اس کیلئے حق مہر نہیں ہو گا۔ یا یہ کہ اس پر خرچ نہیں کریگا۔ یا یہ کہ اس سے وطی نہیں کریگا۔ یا اس کی باری میں کمی بیشی کریگا۔ یا یہ کہ ہفتہ میں صرف ایک رات اس کے پاس رہیگا۔ تو یہ سب شرائط باطل ہیں۔ عقد صحیح ہو گا۔ تیسری قسم یہ ہے کہ سرے سے نکاح باطل ہو جائیگا۔ جیسے چند دن کے نکاح کی شرط لگائے۔ نکاح مؤقت یا نکاح متعہ یہ سب باطل ہیں۔ اور اجماع صحابہ کا دعوی بھی صحیح نہیں ہے اس لئے حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ شرط اللہ قبل شرطھا اور حضرت عمرؓ سے روایات مختلف ہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے تعلیقاً نقل کیا ہے مقاطع الحقوق عند الشروط اور حضرت عمرؓ نے فیصلہ دیا المراۃ مع فروجھا خلاصہ یہ ہے کہ امام احمدؒ اور اہل ظواہر کے نزدیک تو دار کی شرط مباح ہے لیکن ائمہ ثلاثہ اسکے خلاف ہیں اگر پورا نہ کرے تو امام احمدؒ کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کا حق ہے لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اسے اس فسخ نکاح کا حق نہیں ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ شرائط پورا نہ کرنے کی صورت میں عورت مہر مثل کی مستحق ہو گی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ خطابیؒ فرماتے ہیں شروط فی النکاح مختلفہ ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جن کا پورا کرنا لازم ہے۔ وہ وہ ہیں جن کا اللہ تعالے نے حکم دیا ہے امساک بمعروف و تسریح باحسان کہ دستور کے مطابق ان کو رکھو یا اچھے طریقہ سے چھوڑ دو۔ اور بعض شرائط وہ ہیں جن کو بالاتفاق پورا نہ کرنا واجب ہے جیسے سوکن کی طلاق مانگنا۔ اور بعض شرائط میں اختلاف ہے جیسے گھر سے نہ نکالنا۔ دوسری شادی نہ کرنا وغیرہ تفصیل گذر چکی ہے۔

بَاب الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَاتَحِلُّ فِی النِّکَاحِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ لَاتَشْتَرِطِ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا۔

ترجمہ۔ وہ شرطیں جو نکاح میں حلال نہیں ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی عورت اپنی بہن سوکن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔

حدیث (۴۷۸۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی ...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَايَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَفْحَتَهَا فَاِنَّمَا لَهَا مَاقُدِّرَ لَهَا ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے تو اس کا پیالہ خاوند کے لئے فارغ ہو جائے۔ حالانکہ جو اس کا مقدر ہے اس کو مل کر رہیگا۔

باب الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

ترجمہ۔ شادی کرنے والے کیلئے رنگندار خوشبو کیسی ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اسے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۴۷۹۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍؓ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ...

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے تو ان پر زرد رنگ کی خوشبو کا نشان تھا۔ تو اس کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے انصاری کی عورت سے شادی کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا حق مہر کتنا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ گٹھلی کی مقدار کا سونا دیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ ولیمہ ضرور کرو اگرچہ ایک بکری بھی ہو۔

حدیث (۴۷۹۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَوْلَمَ النَّبِیُّ ﷺ بِزَيْنَبَ فَاَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خُبْزًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ اِذَا تَزَوَّجَ فَاَتٰی حُجَرَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَاٰی رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَااَدْرِیْ اَخْبَرْتُهٗ اَوْاُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ کی شادی کے موقع پر دعوت ولیمہ کی تو مسلمانوں کو خوب روٹی کھلائی۔ پھر آپؐ باہر تشریف لائے جیساکہ شادی کے موقعہ پر آپؐ کا معمول ہوتا تھا کہ امھات المؤمنین کے حجروں پر تشریف لائے آپؐ بھی دعا کرتے تھے اور بیبیاں بھی دعا کرتی تھیں فراغت کے بعد آپؐ نے

دو آدمیوں کو دیکھا تو واپس لوٹے مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے آپ کو آکر بتلایا یا کسی اور کے ذریعہ آپ کو ان کے چلے جانے کی اطلاع دی گئی۔

بَاب كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ

ترجمہ دولہا کے لئے کیسی دعا کی جائے۔

حدیث (۴۷۹۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَاهٰذَا قَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر زرد خوشبو کا نشان دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے سونے کی ایک گٹھلی کے وزن پر ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپؐ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالے آپ کو بابرکت کرے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہو۔

بَاب الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ الّٰاتِيْ يُهْدِيْنَ الْعُرُوْسَ وَلِلْعَرُوْسِ ۔

ترجمہ۔ وہ عورتیں جو شادی کی خوشی پر ہدیہ پیش کریں ان کیلئے اور دلہن کیلئے کونسی دعا کی جائے۔

حدیث (۴۷۹۳) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَؓ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ فَاَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے میری شادی ہوئی۔ تو میرے پاس میری والدہ تشریف لائیں تو مجھے ایک حویلی کے اندر داخل کر دیا جہاں گھر کے اندر انصار کی کچھ عورتیں تھیں جنہوں نے یہ دعا دی۔ خیر و برکت پر آنا ہو اور اچھے نصیب والی ہو۔

بَاب مَنْ اَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ ۔۔

ترجمہ۔ جہاد میں جانے سے پہلے جو شخص ہمبستری کرنا چاہے اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۷۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَايَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرةؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی غالباً نوحؑ تھے جنہوں نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے جو عورت کی شرمگاہ کا مالک ہوا اور وہ اس سے

وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا ......

ہمبستر ہونا چاہتا تھا جبکہ وہ ہمبستر نہ ہوا یعنی جہاد میں جلدی شمولیت کرنی چاہئے اور اسی کی اسے فکر ہو باقی تمام امور سے اس کا دل فارغ ہو۔

باب مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو عورت سے اس وقت ہمبستری کرے جبکہ وہ نو سال کی عمر کی ہو

حدیث (۴۷۹۵) حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا......

ترجمہ۔ حضرت عروہؒ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے اس وقت نکاح کیا جبکہ وہ چھ سال کی عمر کی تھیں اور ان سے ہمبستری اس وقت کی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ اور وہ آپؐ کے پاس نو سال تک رہیں۔ گویا کہ آپؐ کی وفات کے وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔

باب الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ سفر کے اندر شب زفاف منانا کیسا ہے

حدیث (۴۷۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِيَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدَى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن قیام فرمایا دریں اثنا حضرت صفیہ بنت حییؓ سے آپؐ کا سر میل ہوا۔ میں نے آپؐ کے ولیمہ کی طرف دوسرے لوگوں کو بلایا روٹی اور گوشت تو تھا نہیں البتہ چمڑے کے دستر خوان بچھادئے گئے جن پر کھجور خشک دودھ اور گھی ڈالا گیا بس یہی آپؐ کا ولیمہ تھا۔ اب مسلمان کہنے لگے کہ یہ بی بی امہات المؤمنین میں سے ہے یا باندی ہے کہ آپؐ کا دایاں ہاتھ اس کا مالک بنا۔ چنانچہ جب آپؐ نے کوچ فرمایا تو اپنے پیچھے بی بی صفیہؓ کے لئے بیٹھنے کی جگہ بنائی ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کھینچ لیا۔

باب الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيرَانٍ۔

ترجمہ۔ رات کی خصوصیت نہیں ہے دن کو بھی عورت سے سر میل ہو سکتا ہے جو بغیر سواری اور بغیر آگ جلائے ہو۔

حدیث (۴۷۹۷) حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی میرے ساتھ شادی ہوئی تو میری ماں ام رومانؓ میرے پاس آئیں اور مجھے ایک حویلی میں داخل کر دیا۔ پس مجھے اچانک اشراق کے وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے گھبراہٹ میں ڈال دیا

تو دن کے وقت دلہن عورت سے ملنا ثابت ہوا بغیر سواری اور بغیر آگ کے کیونکہ دن کا وقت تھا روشنی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

باب الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

ترجمہ۔ چمڑے کے قالین اور اس جیسے کوئی اور سامان جو عورتوں کے لئے مہیا کیا جائے

حدیث (۴۷۹۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَأَنَّى لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے پھندنے دار قالین بھی تیار کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایسے قالین کہاں ہیں آپؐ نے فرمایا عنقریب ہونگے آپؐ کے خبر دینے سے قالینوں کا مباح ہونا ثابت ہوا ورنہ آپؐ منع فرما دیتے۔

باب النِّسْوَةِ اللَّاتِي يُهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا

ترجمہ۔ ان عورتوں کے بارے میں جو دلہن کو دولہے کے پاس بطور ھدیہ کے لے جائیں۔

حدیث (۴۷۹۹) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ ......عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت انصار کے ایک آدمی کی طرف ھدیہ کے طور پر بھیجی گئی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ! کیا تمھارے پاس کوئی شغل نہیں ہے۔ انصار کو شادی کے موقع پر شغل پسند ہوتا ہے۔ اس سے جائز شغل کی اباحت ثابت ہوئی گانا بجانا نہ ہو۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعُرُوْسِ

ترجمہ۔ دلہن کے لئے زفاف کے بعد ھدیہ لے جانا چاہئے۔

حدیث (۴۸۰۰) قَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ ...... عَنْ اَنَسٍؓ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ مَرَّ بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَامَرَّ بِجَنَبَاتِ اُمِّ سُلَيْمٍؓ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَؓ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّ سُلَيْمٍؓ لَوْ اَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا افْعَلِيْ فَعَمَدَتْ اِلٰى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيْ اِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ ضَعْهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِيْ اَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَامَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّايَلِيْهِ قَالَ حَتّٰى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ وَجَعَلْتُ اَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِيْ اِثْرِهٖ فَقُلْتُ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے ابو عثمان کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کا بنی رفاعہ کی مسجد میں ہمارے پاس سے گذر ہوا جو بصرہ کی مسجد ہے میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سنا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب بی بی ام سلیم کی جانب سے آپ کا گذر ہوتا۔ تو آپؐ ضرور اس کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو سلام کرتے۔ کیونکہ وہ آپؐ کی رضاعی یا نسبی خالہ لگتی تھیں اور حضرت انسؓ کی والدہ تھیں۔ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب حضرت زینبؓ کے دولھا بنے تو مجھے میری ماں ام سلیمؓ نے کہا کہ اگر ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی ھدیہ بھیجتے تو بہتر ہوتا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے کیجئے۔ تو انہوں نے کھجور۔ پنیر اور گھی کو ایک ہنڈیا میں ڈال کر ایک قسم کا حلوہ بنالیا۔ تو ہدیہ کے طور پر میرے ذریعہ آپؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔ میں اسے لیکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اسے رکھ دو پھر مجھے حکم دیا کہ چند آدمی جن کا آپؐ نے نام لیا انہیں میرے پاس بلالے آؤ بلکہ جو آدمی بھی تمھیں ملے اسے میر طرف سے دعوت دے دو۔ چنانچہ جو کچھ آپؐ نے حکم دیا تھا میں نے اس کی تعمیل کی۔ واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر تو لوگوں سے پر ہے۔ تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوہ پر رکھدے پھر جو اللہ تعالے نے چاہا آپؐ نے اس پر پڑھا پھر دس دس

32/1

اِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَاَرْخَى السِّتْرَ وَاِنَّهٗ لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ...... قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ اَنَسٌ اِنَّهٗ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ .....

آدمیوں کو بلاتے تھے جو اس سے کھاتے تھے۔ آپؑ ان سے فرماتے ہیں اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرو لیکن ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ بہر حال سب نے کھا کر وہاں سے فراغت حاصل کرلی جس نے جانا تھا چلا گیا کچھ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے جس سے مجھے غم ہوا۔ پس آنحضرت نبی اکرم ﷺ بیبیوں کے حجرات کی طرف چلے گئے۔ بعد میں میں نے آپؐ کے پیچھے جا کر کہا کہ حضرت! وہ سب لوگ چلے گئے ہیں۔ چنانچہ واپس آکر گھر میں داخل ہوئے۔ اور پردہ لٹکادیا۔ اور آپؐ حجرہ میں تھے تو آیت حجاب کی تلاوت کر رہے تھے ترجمہ۔ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ کہ کھانے کے پک جانے کا انتظار کرتے ہو۔ لیکن جب تمھیں بلایا جائے تو داخل ہو جب کھانا کھا چکو تو نکل کر پھیل جاؤ باتوں میں نہ لگ جاؤ۔ کہ یہ بات نبی کو تکلیف دیتی ہے۔ وہ تم سے شرم کرتے ہیں۔ اللہ تعالے تو حق بیان کرنے سے نہیں رکتے۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ انہوں نے دس سال تک جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت انجام دی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کے ولیمہ میں آپؐ نے لوگوں کو خبز ولحم سے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تھا تو ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو آپؐ نے خبز ولحم سے سیر کرایا ہو اور ادع لی من لقیت جو ہزاروں کی تعداد میں تھے ان کو حیسہ ام سلمہؓ سے سیر کرایا اس طرح جمع روایات ہو جائینگی۔

بَاب اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعُرُوْسِ وَغَيْرِهَا۔

ترجمہ کپڑے وغیرہ شادی کے لئے مانگ کر لے جانا کیسا ہے۔

حدیث (۴۸۰۱) حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلُّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن اسماء سے ایک گلے کا ہار عاریت پر لیا جو ضائع ہو گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اس کی تلاش کیلئے بھیجا جنہیں نماز نے آلیا۔ تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا شکوہ کیا جس پر آیت تیمم نازل ہوئی تو حضرت اسید بن حضیرؓ نے فرمایا اللہ تعالی تجھے جزائے خیر دے واللہ جب اللہ تعالی نے آپؐ کو کسی مصیبت میں مبتلا کیا

مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً ..... تو اللہ تعالے نے ضرور اس سے آپؓ کے لئے نکلنے کا راستہ بنادیا اور مسلمانوں کے لئے اسے برکت بنادیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث کو باب سے مطابقۃ لغوی حیثیت سے ہے۔ کہ قلادہ اور ثیاب دونوں ملبوسات میں سے ہیں جس سے دلہن وغیرہ برابر آراستہ ہوتے ہیں۔

باب مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ۔

ترجمہ۔ جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستر ہو تو کیا پڑھے۔

حدیث (۴۸۰۲) حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَمَا لَوْ اَحَدُهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِيْ اَهْلَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے ہمبستر ہو تو کہے بسم اللہ اے اللہ شیطان کو میرے سے دور رکھنا اور اس اولاد سے بھی شیطان کو دور رکھنا جو ہمیں عطا فرمائیں پھر اگر اللہ تعالے کی تقدیر میں ہوا یا ولد کا فیصلہ ہو گیا تو شیطان کبھی اس بچہ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قدر کے بارے میں اصطلاحی فرق یہ ہے کہ قضا تو وہ امر کلی اجمالی ہے جس کا ازل میں فیصلہ ہو چکا اور قدر اس کلی کی جزئیات ہیں۔ لم یضرہ..... بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس تسمیہ کی برکت سے شیطان اس پر مسلط نہیں ہو گا۔ اور بعض نے کہا کہ شیطان اس کے پہلو میں چونکا نہیں مارے گا مگر یہ بعید ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کے دین میں نقصان نہیں ڈالے گا۔ بعض حضرات نے اور معانی بھی بیان فرمائے ہیں اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ جو شخص جماع کے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے ساتھ جماع میں شریک ہو جاتا ہے۔ شاید یہ جواب اقرب ہے۔

باب الْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

ترجمہ۔ ولیمہ ثابت ہے۔

وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ولیمہ ضرور کرو اگر چہ ایک بکری کا ہو۔

حدیث (۴۸۰۳) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ خبر دیتے ہیں کہ

32/2

اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ اَنَّهٗ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِیْنَ مَقْدَمَ النَّبِیِّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ فَكَانَ اُمَّهَاتِیْ یُوَاظِبْنَنِیْ عَلٰی خِدْمَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَخَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِیْنَ وَتُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا ابْنُ عِشْرِیْنَ سَنَةً فَكُنْتُ اَعْلَمَ النَّاسِ بِشَاْنِ الْحِجَابِ حِیْنَ اُنْزِلَ وَكَانَ اَوَّلُ مَا اُنْزِلَ فِیْ مُبْتَنٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِزَیْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍؓ اَصْبَحَ النَّبِیُّ ﷺ بِهَا عُرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِیَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ لِكَیْ یَخْرُجُوْا فَمَشَی النَّبِیُّ ﷺ وَمَشَیْتُ حَتّٰی جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَؓ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰی اِذَا دَخَلَ عَلٰی زَیْنَبَؓ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ یَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِیُّ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَؓ وَظَنَّ اَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَاِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ بِالسِّتْرِ وَاَنْزَلَ الْحِجَابَ ....

جناب رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں تشریف لانے کے موقعہ پر یہ دس برس کی عمر کے تھے۔ میری مائیں اور خالائیں وغیرہ مجھے ہمیشہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لگائے رکھتی تھیں تو میں نے دس برس تک آپ کی خدمت کی جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو میں بیس برس کا تھا جب پردہ کا حکم نازل ہوا ہے تمام لوگوں میں سے اس کے حال کا زیادہ علم ہے۔ پہلے پہل جب یہ حکم حجاب نازل ہوا تو جناب نبی اکرم ﷺ حضرت زینب بنت جحشؓ سے شب زفاف گذار چکے تھے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے دولھا ہونے کی حیثیت سے صبح کی۔ قوم کو دعوت ولیمہ میں بلایا اور ان کو خوب کھانا کھلایا وہ فارغ ہو کر چلے گئے کچھ لوگ ان میں سے جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے رہے اور کافی دیر تک ٹھہرے رہے جس پر آپ نبی اکرم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ نکل گیا تاکہ یہ لوگ بھی نکل جائیں۔ چنانچہ جناب نبی اکرم ﷺ چلے تو میں بھی آپؐ کے ہمراہ چلا یہانتک کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی دہلیز تک پہنچ گئے پس آپؐ نے گمان کیا کہ شاید وہ لوگ چلے گئے ہونگے تو آپؐ واپس لوٹے میں بھی آپؐ کے ہمراہ واپس لوٹا یہانتک کہ آپؐ جب بی بی زینبؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابھی وہ لوگ بیٹھے ہیں وہاں سے اٹھے نہیں۔ آپؐ پھر واپس چلے گئے میں بھی آپؐ کے ساتھ واپس چلا گیا۔ یہانتک کہ آپؐ پھر حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی دہلیز تک پہنچ گئے آپ کو گمان تھا کہ وہ لوگ چلے گئے ہونگے۔ چنانچہ آپؐ پھر واپس لوٹے میں بھی آپؐ کے ساتھ واپس لوٹا تو دیکھا کہ وہ لوگ جا چکے تھے پس جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ الولیمہ حق ۷۷۶۔ ۱۸ کہ ولیمہ اپنی سنت ہونے پر باقی ہے منسوخ نہیں ہوا

یا مطلب یہ ہے کہ ولیمہ ان امور میں سے ہے جو شرعاً ثابت ہیں رسوم جاہلیت میں سے نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں۔ کہ ولیمہ حق ہے یعنی باطل نہیں ہے بلکہ یہ سنت فضلیہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حق وجوب کے معنی میں نہیں ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ولیمہ مستحب ہے البتہ امام احمدؒ کے نزدیک سکتہ ہے۔ اور بعض شوافعؒ نے اسے واجب کہا ہے۔ کیونکہ آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو فرمایا اولم الامر للوجوب۔ جواب یہ ہے کہ یہ خوشی کا طعام ہے۔ تو دوسرے کھانوں کی طرح اس کا امر بھی استحباب پر محمول ہوگا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے ان کو تو بشاۃ کا حکم دیا تو بالاتفاق بکری ذبح کرنا واجب نہیں ہے۔ چنانچہ عینی میں ہے الامر للاستحباب۔ عندالظاہر یہ للوجوب اور ولیمہ بناء عروس کے بعد مستحب ہے جو بطور شکر کے ہوگا اگر کسی نے پہلے کر لیا تو شرعاً ولیمہ نہ ہوگا برادری کا کھانا ہوگا۔ لیکن معتمد یہ ہے کہ اگر پہلے کر لے تو کافی ہو جائیگا۔

بَاب اَلْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہو

حديث (٤٨٠٤) حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ...... سَمِعَ اَنَسًاؓ قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍؓ اَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ كَمْ اَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًاؓ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْاَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍؓ عَلٰى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِؓ فَقَالَ اُقَاسِمُكَ مَالِيْ وَاَنْزِلُ لَكَ عَنْ اِحْدَى امْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ اِلَى السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرٰى فَاَصَابَ مِنْ اَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ سے پوچھا جبکہ انہوں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے کہ اسے کتنا حق مہر ادا کیا انہوں نے فرمایا کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونا دیا ہے۔ اور حمیدی کی روایت میں ہے جب مہاجرین مدینہ تشریف لائے تو وہ انصار کے مہمان بنے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت سعد بن الربیعؓ کے مہمان ہوئے۔ جنہوں نے ان سے فرمایا کہ میں اپنا مال تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک سے دستبردار ہو جاتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالے آپ کے اہل عیال اور مال میں برکت پیدا کرے۔ پس وہ بازار کی طرف گئے کچھ خرید و فروخت شروع کر دی جس سے کچھ خشک دودھ اور گھی حاصل ہوا۔ تو شادی کر لی جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری بھی ہو۔

حديث (٤٨٠٥) حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَا اَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی کسی بیوی پر اتنا ولیمہ نہیں کیا جتنا حضرت زینبؓ

مِنْ نِسَائِهِ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ ......

کے ولیمہ پر خرچ کیا ایک بکری کا ولیمہ کیا۔

حدیث (۴۸۰۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا اور ان کا عتق ان کا حق مہر بنایا اور ان کے ولیمہ میں ایک قسم کا حلوہ بنایا۔

حدیث (۴۸۰۷) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَاَةٍ فَاَرْسَلَنِىْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا اِلَى الطَّعَامِ ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت حضرت زینبؓ سے شب زفاف گذاری پھر مجھے بھیجا کہ میں چند آدمیوں کو کھانے کی دعوت پر بلالے آؤں۔

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ اَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ۔

ترجمہ۔ جو شخص بعض بیویوں کے ولیمہ پر زیادہ خرچ کرے اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۸۰۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيْجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ اَنَسٍ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَوْلَمَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا اَوْلَمَ عَلَيْهَا اَوْلَمَ بِشَاةٍ ......

ترجمہ۔ حضرت ثابتؓ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ کے پاس زینب بنت جحشؓ کی شادی کا تذکرہ ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے اپنی کسی بیوی کے ولیمہ پر اتنا خرچ کیا ہو جتنا حضرت زینبؓ کے ولیمہ پر خرچ کیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ من اولم ۷۷۔۱۳ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جس طرح بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنا عدل ہے۔ ولیمہ میں کمی بیشی عدل کے منافی نہیں کہ اسے منہی عنہ قرار دیا جائے۔ یہ تو گنجائش موقعہ و محل کی بات ہے اسی طرح اولاد کے ولیمہ کے خرچہ میں کمی وبیشی کرنا بھی عدل کے خلاف نہیں۔ کیونکہ باپ کو اپنے مال میں تصرف کا پورا حق حاصل ہے وہ اولاد پر خرچ کرنے میں کمی بیشی کا مختار ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ ولیمہ میں کمی وبیشی عورتوں کے ساتھ عدل کے مخالف نہیں ہے۔ اسلئے کہ ولیمہ ان حقوق میں سے نہیں ہے جو عورتوں کے ساتھ مختص ہوں۔ جن میں عدل واجب ہو۔ اور اس میں تفاوت کو مخل فی العدل قرار دیا جائے۔ اور علامہ کرمانیؒ نے حضرت زینبؓ کے ولیمہ میں زیادتی کا سبب یہ بتلایا ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کا ملی بی زینبؓ سے نکاح

بذریعہ وحی کے ہوا۔ جس کے شکریہ میں آپؐ نے ولیمہ میں زیادتی فرمائی۔ دوسرا آپؐ دنیاوی امور میں مبالغہ نہیں کیا کرتے تھے اگر ایک بکری سب کی طرف سے کر دیتے تو کوئی حرج نہیں تھا کیونکہ آپؐ تو اجود الناس تھے فقط۔ البتہ امام ثوریؒ اور اسحاقؒ اسے حرام قرار دیتے ہیں انکی دلیل لااشھد علے جور کہ میں ظلم پر گواہی نہیں دی سکتا۔ دوسرے حضرات اس حدیث کے اگلے ٹکڑا سے استدلال کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا فاشھد علے ہذا غیری کہ میرے سوا کسی اور کو اس پر گواہ بنالو۔ اگر ایسا کرنا حرام اور باطل ہوتا تو آپؐ ایسا قول نہ فرماتے۔

بَاب مَنْ اَوْلَمَ بِاَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

ترجمہ۔ جس نے ایک بکری سے بھی کم کا ولیمہ کیا۔

حدیث(۴۸۰۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ ......

ترجمہ۔ حضرت صفیہ بنت شیبہؒ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کے غالباً حضرت ام سلمہؓ کے ولیمہ پر صرف جو کے دو مد (صرف دو سیر جو) کے ستو خرچ کئے

تشریح از قاسمیؒ۔ ولو بشاۃ سے بظاہر شئی قلیل یعنی بکری کا ہونا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ کبھی یہ عبارۃ بیان تکثیر کے لئے بھی آتی ہے۔ دوسرے اس زمانہ میں بکری کا قلیل ہونا مشہور و معروف نہیں تھا۔ اس لئے کہ ولیمہ میں ستو۔ معمولی حلوہ اور دو سیر جو کا ستو بھی ثابت ہے۔ تو اولم ولو بشاۃ سے شاۃ کا کثیر ہونا معلوم ہوا۔ ویسے قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ کثیر الولیمہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے حسب گنجائش خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن قرضہ نہ لے بالخصوص سود پر قرضہ نہ لے۔

بَاب حَقِّ اِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ اَوْلَمَ بِسَبْعَةِ اَيَّامٍ وَنَحْوِهٖ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ

ترجمہ۔ شادی کے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا ثابت ہے اس طرح عام دعوت کو بھی قبول کرنا چاہئے ولیمہ سات دن تک ہو یا اس کے مثل حضرت نبی اکرم ﷺ نے اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا نہ ایک دن نہ دو دن فرمائے ہیں۔

حدیث(۴۸۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کسی کو ولیمہ کی

اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَةِ فَلْیَأْتِھَا ...

دعوت دی جائے تو اس دعوت میں ضرور آنا چاہئے۔

حدیث (۴۸۱۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ فُکُّوا الْعَانِیَ وَاَجِیْبُوا الدَّاعِیَ وَعُوْدُوْا الْمَرِیْضَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا قیدی کو چھڑاؤ۔ داعی کی دعوت قبول کرو۔ بیمار کی عیادت کرو۔

حدیث (۴۸۱۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اَمَرَنَا النَّبِیُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا بِسَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَنَھَانَا عَنْ خَوَاتِیْمِ الذَّھَبِ وَعَنْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَیَاثِرِ وَالْقَسِّیَّةِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ تَابَعَهٗ اَبُوْ عَوَانَةَ وَالشَّیْبَانِیُّ عَنْ اَشْعَثَ فِیْ اَفْشَاءِ السَّلَامِ ....

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سات کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے روکا۔ ہمیں بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا۔ جنازہ کے ساتھ جانے کا۔ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ اور کسی کی قسم کو پورا کرانا۔ اور مظلوم کی مدد کرنا۔ اور سلام کو پھیلانا اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا۔ اور ہمیں سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے اور ریشمی قالین یا ریشمی غلاف کے استعمال سے اسی طرح کتان کے ریشمی کپڑے اور جو دبیز اور باریک ریشم سے ملے جلے بنے ہوئے ہوں ان سے منع فرمایا۔ اور اشعث کی روایت میں ہے افشاء السلام ہے۔

حدیث (۴۸۱۳) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا اَبُوْ اُسَیْدِ السَّاعِدِیُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ عُرْسِهٖ وَکَانَتِ امْرَاَتُهٗ یَوْمَئِذٍ خَادِمَھُمْ وَھِیَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَھْلٌ تَدْرُوْنَ مَاسَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا اَکَلَ سَقَتْهُ اِیَّاہُ ....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسید الساعدیؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی کے موقعہ پر دعوت دی اس دن انکی دلھن بیوی انکی خدمت گار تھی۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس خادمہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کیا پلایا۔ رات کے وقت اس نے کچھ کھجوریں بھگولی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہی مشروب اس نے آپؐ کو پلایا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ دعوت ولیمہ قبول کرنا چاہئے۔ سات دن یا آٹھ دن نحوہ سے مصنفؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں اس کا ذکر ہے امام بخاریؒ ترجمہ سے یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ اس کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔ بلکہ نسائیؒ کی روایت ہے الولیمه اول یو م حق والثانی معرو ف والثالث ریاء وسمعة ولیمہ پہلے دن کو ثابت ہے۔ دوسرے دن کا دستور ہے۔ اور تیسرے دن نام نمود اور شہرت ہے۔ لیکن ابن عمر کی روایت میں کسی دن کی تخصیص نہیں ہے۔ بہر حال تکرار کو اکثر حضرات نے مکروہ فرمایا ہے۔ البتہ امام مالکؒ سات دن کا ولیمہ مستحب فرماتے ہیں۔

باب مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

ترجمہ۔ جس نے کسی کی دعوت کو چھوڑ دیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی!۔

حدیث (٤٨١٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ بدترین کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس کے لئے دولتمند لوگوں کو دعوت دی جائے اور فقیر و محتاج لوگوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت کو چھوڑ دیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ بظاہر الفاظ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اجابت دعوت واجب ہے کیونکہ عصیان کا اطلاق عموماً ترک واجب پر ہوتا ہے لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک استحباب ہے وجوب نہیں ہے۔ کبھی ترک استحباب پر بھی عصیان کا اطلاق ہوتا ہے۔

باب مَنْ اَجَابَ اِلٰى كُرَاعٍ

ترجمہ۔ جس شخص نے بکری کے کھر کی دعوت قبول کرلی۔

حدیث (٤٨١٥) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ...... عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِىَ اِلَىَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بکری کے کھر کی طرف دعوت دی جائے تو ضرور دعوت قبول کروں اگر مجھے بکری کے کھر کا ہدیہ دیا تو اسے قبول کرلونگا۔

باب اَجَابَةِ الدَّاعِىْ فِى الْعُرُوْسِ وَغَيْرِهَا۔

ترجمہ۔ شادی وغیرہ میں بلانے والی کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے۔

حدیث (۴۸۱۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا قَالَ اَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَاْتِيْ الدَّعْوَةَ فِي الْعُرُوْسِ وَغَيْرِ الْعُرُوْسِ وَهُوَ صَائِمٌ ..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ولیمہ کی دعوت کی طرف اگر تمھیں بلایا جائے تو اس کو قبول کر لو حضرت عبداللہ سے پوچھا گیا ۔راوی کہتا ہے کہ کیا عبداللہ بھی شادی یا غیر شادی کی دعوت میں آتے تھے۔ حالانکہ وہ روزے دار ہوتے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تو نفلی روزے والا دعوت میں شمولیت کرے کیونکہ کبھی کبھی شمولیت سے برکت مقصود ہوتی ہے کھانا کھلانا مقصود نہیں ہوتا

باب ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ اِلَى الْعُرُوْسِ۔

ترجمہ۔ شادی کے لئے عورتوں اور بچوں کا جانا کیسا ہے۔

حدیث (۴۸۱۷) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَبْصَرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ ......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کچھ عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپؐ بڑی دیر تک کھڑے رہے یا ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے فرمایا تم سب لوگوں میں سے مجھے محبوب ہو۔ اور بعض نے اسم فاعل پڑھا ہے کہ آپؐ سیدھے کھڑے ہو گئے۔

باب هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ ۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص دعوت میں خلاف شرع بات دیکھے تو کیا اسے واپس لوٹ جانا چاہیے

وَرَاٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَيُّوْبَ فَرَاٰى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ اَكُنْ اَخْشٰى عَلَيْكَ لَا اَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے گھر میں تصویر دیکھی تو واپس چلے گئے۔ اور ابن عمرؓ نے ابو ایوب کو دعوت پر بلایا تو گھر میں دیوار پر کپڑے کا پردہ دیکھا تو ابن عمرؓ نے فرمایا ہم پر عورتیں غالب آگئیں۔ ابو ایوب کہنے لگا اب کون ہے جس پر مجھے خطرہ ہو مجھے تو آپ پر یہ خطرہ نہیں تھا۔ واللہ اب تو میں تمھارا کھانا نہیں کھاؤنگا۔ پس وہ لوٹ گئے۔

حدیث(۴۸۱۸)حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ...... عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَابَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَاخَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَاتَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ خبر دیتی ہیں کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا تصویروں والا قالین خرید اجب اسکو جناب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر رک کر کھڑے ہو گئے۔ ناراضگی کی وجہ سے گھر میں داخل نہ ہوئے۔ تو مجھے آپؐ کے چہرہ انور میں ناپسندیدگی کے آثار محسوس ہوئے۔ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف مخالفت کی میں توبہ کرتی ہوں۔ مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قالین یا تکیہ کیسا ہے میں نے عرض کی کہ یہ تو میں نے آپؐ کے لئے خریدا ہے تاکہ کبھی آپؐ اس کو بچھا کر بیٹھیں اور کبھی اس کا تکیہ بنالیں۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب دئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائیگا جو کچھ تم نے بنایا ہے اس میں روح پھونکو وہ نہیں پھونک سکیں گے تو اللہ تعالےٰ خود ان میں روح پھونک کر عذاب کے لئے مسلط کرینگے نیز یہ بھی فرمایا ایسے گھر جن میں یہ تصویریں ہیں ان میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث کو ترجمہ الباب سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ خلاف شرع چیز کا موجود ہونا نبی اور فرشتوں کے دخول فی البیت سے مانع ہے۔ ابن بطال فرماتے ہیں کہ اگر کسی دعوت میں خلاف شرع محرم موجود ہو۔ اور داخل ہونے والے کو اس کے ازالہ کی قدرت ہو تو ازالہ کردے ورنہ واپس ہو جائے اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اگر مدعو صاحب اقتدا نہیں ہے تو وہ مجلس میں بیٹھ کر کھا سکتا ہے۔ اگر صاحب اقتداء ہے اور درعیین کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو واپس چلا جائے۔ کیونکہ اس کے بیٹھنے سے دین کی خفت ہو گی۔ اور گناہ کا دروازہ کھل جائیگا۔ لیکن یہ سب کچھ حاضری کے بعد ہے اگر قبل از حضور علم ہو جائے تو دعوت کو ہی قبول نہ کرے۔

بَاب قِيَامِ الْمَرْاَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ۔

ترجمہ۔ شادی بیاہ میں عورتوں کا مردوں کی خدمت کیلئے کھڑا ہونا اور بذات خود انکی خدمت کرنا

حدیث (۴۸۱۹) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ سَهْلٍؓ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ اَبُوْسَعِيْدِ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَ اِلَيْهِمْ اِلَّا امْرَاَتُهٗ اُمُّ اُسَيْدٍؓ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِيْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ اَمَاثَتْهُ لَهٗ فَسَقَتْهُ تُتْحِفُهٗ بِذٰلِكَ....

ترجمہ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو اسید ساعدی کا بیاہ ہوا تو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کو دعوت دی۔ توان حضرات کے لئے کھانا تیار کرنا اور ان کے سامنے رکھنا یہ سب کام ان کی بیوی ام اسیدؓ نے انجام دیا۔ اور رات کو انہوں نے پتھر کی ایک ٹھلیا میں کچھ کھجور کے دانے بھگو لئے تھے۔ جب آنحضرت نبی اکرم ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اسی دلہن نے آپؐ کے لئے ان کو پانی میں ڈالا پھر تحفہ کے طور پر آپ کو وہ مشروب پلایا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ اماثته له فسقته ۱۷۷۹ یہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ داعی مدعوین میں سے بعض حضرات کی خصوصی طور پر تعظیم و تکریم کر سکتا ہے ان کی بزرگی اور کرامت کی وجہ سے جن میں اور کوئی شریک نہ ہو۔ لیکن یاد رہے یہ تعظیم و تکریم اس طرح ہو کہ دوسروں کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ البتہ اگر کوئی ذات شریف صاحب فضل و کرم ہو تو اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ اور حافظؒ نے اس حدیث باب سے ثابت کیا کہ ولیمہ میں کبیر القوم کو اگر کسی چیز میں ترجیح دی جائے جو دوسروں کیلئے نہ ہو تو یہ جائز ہے جب مشروب کا تحفہ خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے پیش کیا گیا آنحضرت ﷺ نے ایک تو بیان جواز کیلئے اس کو اختیار کر لیا۔ دوسرے صاحب دعوت کی تالیف قلب مقصود تھی اور اکرام بھی مطلوب تھا کما اذا کان المخصص یہ عدم تحمن اذی کی مثال ہے۔ کیونکہ مخصص شخصیت آنحضرت ﷺ کی ذات تھی جس کی تعظیم و تکریم پر سب حاضرین خوش تھے۔ کسی کو تکلیف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

باب النَّقِيْعِ وَالشَّرَابِ الَّذِيْ لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرْسِ

ترجمہ۔ جوس اور ایسا مشروب شادی میں پیش کرنا جو نشہ آور نہ ہو

حدیث (۴۸۲۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ. سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَيْدِ السَّاعِدِيَّؓ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتْ امْرَاَتُهٗ خَادِمَتَهُمْ يَوْمَئِذٍ

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد سے سنا کہ حضرت ابو اسید ساعدی نے اپنی شادی کے موقع پر جناب نبی اکرم ﷺ کو مدعو کیا تو اس دن ان کی بیوی ہی ان کی خدمت گذار تھیں۔ جبکہ وہ

وَهِيَ الْعُرُوْسُ فَقَالَتْ اَوْ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.....

دلہن تھی (یہ خدمت رسولؐ ان کیلئے سعادت تھی) توانہوں نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کونسا جوس آنحضرت رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار کیا تھا میں نے رات کو ایک پتھر کی ٹھلیا میں کچھ کھجور بھگو کر رکھدئے تھے جن میں نشہ نہیں آیا تھا۔

باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ وَقَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ

ترجمہ۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ عورت تو پسلی کی ہڈی کی طرح ہے۔

حدیث (۴۸۲۱) حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ..... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمَرْأَةُ كَا لضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت پسلی کی ہڈی کی طرح ٹیڑھی ہے اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ بیٹھو گے اگر اس سے نفع حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس سے اسی حال میں نفع حاصل کرو جبکہ وہ اس میں ٹیڑھا پن ہے۔

باب الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

ترجمہ۔ عورتوں کے بارے میں خیر خواہی کرنا

حدیث (۴۸۲۲) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔

حضرت ابو ہریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر۔ آخری دن یعنی قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دینی چاہئے۔ اور عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا شدہ ہیں۔ اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ پس اگر تم اسے سیدھا کرنا شروع کرو گے تو توڑ بیٹھو گے۔ اگر چھوڑ دو گے تو وہ برابر ٹیڑھا ہی رہیگا۔ پس عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ اعلاہ سے اس کے ٹیڑھے پن کو بیان کرنا ہے۔ اور عورت کا اعلیٰ سر ہے جس میں زبان ہوتی ہے۔ اور اس کی زبان درازی سے ہی انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔

حدیث (۴۸۲۳) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ کُنَّا نَتَّقِی الْکَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰی نِسَائِنَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ هَیْبَةَ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْنَا شَیْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ تَکَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں اپنی عورتوں سے بات چیت کرنے اور کھلم کھلا دل لگی سے بچتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہمارے بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے۔ پس جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم ان سے بات چیت کرنے لگے اور خوشدلی سے کھلم کھلا پیش آنے لگے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ کنا نتقی ۹۷۷۔۱۴ گپ شپ لگانے کا لازمی نتیجہ مار پٹائی اور ادب سکھانا ہوتا ہے کیونکہ مرد جب اپنے گھر والوں سے کھلم کھلا باتیں کریگا تو پھر ناز نخرہ سے خاوند کی پاسداری ملحوظ نہیں رہتی جس سے نافرمانی نمودار ہوتی ہے۔ جس سے مار پٹائی اور تادیب تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے صحابہ کرام کو منع کیا گیا تھا۔ اس اعتبار سے حدیث ترجمہ الباب کے مطابق ہو جائیگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ والوصاۃ بالنسآ قائم کیا ہے۔ باب کی پہلی حدیث کی مطابقت تو ترجمہ سے ظاہر ہے لیکن دوسری حدیث کی مطابقت میں خفاء ہے۔ اس لئے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ انبساط سے مطابقت ثابت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ انبساط اور خوشدلی سے باتیں کرنے کی آپؐ نے صحابہ کرام کو وصیت فرمائی ہو۔ تو اب مطابقت ہو جائیگی۔ لیکن قطب گنگوہیؒ نے جو مطابقت بیان فرمائی ہے وہ بہتر اور واضح ہے۔ اور قسطلانی میں ہے کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کا مرد پر یہ حق ہے کہ دستور کے مطابق زندگی گذارے۔ اور اس سے خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ حسن خلق یہ نہیں ہے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ ایسا سلوک کرے جس سے اسے ایذار سانی کو برداشت کرے اور اس کے غصہ اور طیش کے وقت حوصلہ سے کام لے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی اقتدا ملحوظ رہے۔ کہ آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کی بات کا جواب دیتی تھیں بلکہ رات بھر آپؐ کو چھوڑ بھی دیتی تھیں۔ اور اعلیٰ سلوک یہ ہے کہ اس کے ساتھ گپ شپ اور دل لگی کی باتیں کرے۔ اور ان کے عقول کے مطابق ان سے سلوک کرے۔ آنحضرت ﷺ تو بعض ازواج کے ساتھ دوڑ لگاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ آگے بڑھ گئیں اور دوسری مرتبہ آپؐ بڑھ گئے فرمایا هذه بتلک۔

باب قوله قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا

ترجمہ۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

حدیث (۴۸۲۴) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور

مَسْئُوْلٍ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ اَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ ...

تم سب سے سوال ہوگا۔ حاکم نگران ہے اس سے حساب وسوال ہوگا۔ اور مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اس سے سوال ہوگا عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اس سے سوال ہوگا۔ غلام اپنے سردار کے مال پر نگران ہے۔ اور اس سے سوال ہوگا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے سوال ہوگا۔

باب حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ

ترجمہ۔ گھر والوں سے اچھا گذارا کرنا

حدیث (۴۸۲۵) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ...... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ اِحْدٰى عَشَرَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ اَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ اَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْاُوْلٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا اَبُثُّ خَبَرَهٗ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ لَا اَذَرَهٗ اِنْ اَذْكُرْهُ اَذْكُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ وَاِنْ اَسْكُتْ اُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قَرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَاِنْ خَرَجَ اَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ اَكَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَاِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ غَيَايَاءُ اَوْعَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهٗ دَاءٌ شَجَّكِ اَوْ فَلَّكِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ اور اقرار کر کے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوند کا پورا پورا حال سچا سچا بیان کر دیں کچھ چھپائیں نہیں۔ ایک عورت ان میں سے بولی میرا خاوند ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے۔ گوشت بھی سخت دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا۔ کہ نہ پہاڑ کا راستہ سہل ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو۔ اور نہ وہ گوشت ایسا ہے۔ کہ اسکی وجہ سے سو۱۰۰ دقت اٹھا کر اس کے اتارنے کی کوشش کی جائے اور اس کو اختیار کیا جائے۔ دوسری بولی کہ میں اپنے خاوند کی بات کہوں تو کیا کہوں یعنی کچھ نہیں کہہ سکتی۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اس کے عیب شروع کروں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو ظاہری وباطنی سب عیوب سب ہی کہوں۔ تیسری بولی کہ میرا خاوند لمڈھینگ ہے یعنی بہت زیادہ لمبے قد کا آدمی ہے۔ اگر میں کبھی کسی بات پر بول پڑوں تو فوراً طلاق۔ اگر چپ رہوں تو ادھر میں لٹکی رہوں۔ چوتھی نے کہا کہ میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح معتدل مزاج ہے۔ نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا ہے۔ نہ اس سے کسی قسم کا خوف ہے اور نہ ملال ہے۔ پانچویں نے کہا میرا خاوند جب گھر آتا ہے

اَوْجَمَعَ كُلًّالَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِیْ الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِیْ رَفِیْعُ الْعِمَادِ طَوِیْلُ النِّجَادِ وَعَظِیْمُ الرَّمَادِ قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِیْ مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَیْرٌ مِنْ ذٰلِكَ لَهٗ اِبِلٌ كَثِیْرَ اتُ الْمَبَارِكِ قَلِیْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَاِذَاسَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْمَرِ اَیْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِیَةَ عَشْرَةَ زَوْجِیْ اَبُوْزَرْعٍ فَمَااَبُوْزَرْعٍ اَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ اُذُنِیَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عُضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجَحَتْ اِلٰی نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِیْلٍ وَاطِیْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَااُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ فَاَتَقَنَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَااُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا دَ رَاحٌ وَبَیْتُهَا فَسَاحٌ اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَاابْنُ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَیُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَابِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِیْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَاءِ هَا وَغَیْظُ جَارَتِهَا جَارِیَةُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَاجَارِیَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَاتَبُثُّ حَدِیْثَنَا تَبْثِیْثًا وَلَاتُنَقِّثُ مِیْرَ تَنَا تَنْقِیْثًا وَلَاتَمْلَأُ بَیْتًا تَعْشِیْشًا قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْزَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ الْمَرْأَةَ مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَیْنِ یَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا

توچیتا بن جاتا ہے جب باہر جاتا ہے توشیر بن جاتا ہے۔اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیقات نہیں کرتا۔ چیتے کے دووصف ہیں سونا اور کودنا۔ یعنی گھر میں آکر سوجاتا ہے یا کودتا ہے۔ کہ جماع میں لگا رہتا ہے۔ چھٹی بولی کہ میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹادیتا ہے۔جب پیتا ہے توسب چڑھا جاتا ہے۔جب لیٹتا ہے تو اکیلا کپڑے میں لیٹ جاتا ہے۔ میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا جس سے میری پریشانی اور پراگندگی محسوس ہوسکے ساتویں کہنے لگی کہ میرا خاوند صحبت کرنے سے عاجز اور اتنا بے وقوف ہے کہ بات بھی نہیں کرسکتا۔ دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں بھی ہوگی وہ اس میں موجود ہوگی۔ اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑدے یا بدن زخمی کردے یا دونوں ہی کر گذرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے۔ نویں نے کہا کہ میرا خاوند رفیع الشان بڑا مہمان نواز اونچے مکان والا بڑی راکھ والا ہے دراز قد والا ہے۔اس کا مکان مجلس اور دارالمشورہ کے قریب ہے۔دسویں نے کہا کہ میرا خاوند مالک ہے مالک کا کیا حال بیان کروں وہ ان سب سے جو ابتک کسی نے تعریف کی ہے یا ان سب تعریفوں سے جو میں بیان کرونگی بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہے اس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں چراگاہ میں چرنے کے لئے کم جاتے ہیں وہ اونٹ جب سارنگی یا باجہ کی آواز سنتے ہیں تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت آگیا۔ گیارہویں عورت ام زراع نے کہا کہ میرا خاوند ابو زرع تھا ابوزرع کی کیا تعریف کروں۔ زیوروں سے میرے کان جھکادئے اور کھلا کھلا کر چربی سے میرے بازو پُر کردئے۔

بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِيْ وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَاَخَذَ خَطِيًّا وَاَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَاَعْطَانِيْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِيْ وَاُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي اَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ مَابَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِيْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ لَكِ كَاَبِيْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ...

مجھے ایسا خوش وخرم رکھا کہ میں خود پسندی اور عجب میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی۔ مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانہ میں پایا تھا جو بڑی تنگی کے ساتھ چند بکریوں پر گذارہ کرتے تھے اور وہاں ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا تھا جن کے گھوڑے اونٹ کھیتی کے بیل اور کسان (ہر قسم کی ثروت موجود تھی) اس سب کے علاوہ اس کی خوش خلقی کہ میری کسی بات پر مجھے برا نہیں کہتا تھا۔ میں دن چڑھے تک سوتی رہتی تھی تو کوئی جگا نہیں سکتا تھا کھانے پینے میں ایسی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی۔

اور ختم نہ ہوتا تھا۔ ابو زرع کی ماں (میری خوشدامن) بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے۔ اس کا مکان نہایت وسیع تھا یعنی مالدار بھی تھی۔ اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں تھی اس لئے کہ مکان کی وسعت سے مہمانوں کی کثرت مراد لی جاتی ہے۔ ابو زرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا وہ بھی نور علے نور ایسا پتلا دبلا چھریرے بدن کا کہ اس کے سونے کا حصہ یعنی پسلی ستی ہوئی تھی۔ ستی ہوئی تلوار کی طرح سے باریک بکری کے بچہ کا ایک دست ہاتھ اس کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی۔ ابو زرع کی بیٹی بھلا اس کی کیا بات! ماں کی تابعدار باپ کی فرمانبردار موٹی تازی سوکن کی جلن تھی۔ ابو زرع کی باندی کا بھی کمال کیا بتاؤں ہمارے گھر کی بات بھی باہر جا کر نہیں کہتی تھی۔ کھانے تک کی چیز بھی بے اجازت خرچ نہیں کرتی تھی۔ گھر میں کوڑا کباڑ نہیں ہونے دیتی تھی۔ مکان کو صاف شفاف رکھتی تھی۔ ہماری حالت یہ تھی کہ لطف سے زندگی کے دن گذر رہے تھے کہ ایک دن صبح کے وقت جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھے ابو زرع گھر سے نکلا راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی۔ جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے۔ پس وہ کچھ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا اس کے بعد میں نے ایک اور سردار شریف آدمی سے نکاح کر لیا۔ جو شہسوار ہے اور سپہ گر ہے۔ اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ گائے بکری وغیرہ ہر چیز میں سے ایک ایک جوڑا دیا اور یہ بھی کہا کہ ام زرع خود بھی کھاؤ اور اپنے میکہ میں جو چاہے بھیجدے لیکن بات یہ ہے کہ میں اسکی ساری عطاؤں کو جمع کروں تب بھی ابو زرع کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ قصہ سنا کر مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے واسطے تھا۔ مگر میں تجھے طلاق نہیں دونگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ عذا عائشۃؓ ۷۷۹۔۲۱ ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ زولی عم ...... ۷۷۹۔۲۲ اس میں تشبیہ ہے اور اسکی مشقت زیادہ فائدہ کم۔

33
1

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن اس کے مرفوع ہونے کی تائید حدیث کے آخر میں آپ کا یہ فرمان ہے۔ کنت لك کابی زرع تو اس حدیث سے ساری حدیث مرفوع ہوئی۔ غث کمزور اور دبلے کو کہتے ہیں یہ جمل کی صفت ہے یا لحم کا مقصد اس سے نفع نہ دینے میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور طبیعت کو نفرت دلانا ہے۔ وعر کہتے ہیں جہانتک پہنچنا مشکل ہو اس سے اسکی بد خلقی بیان کرنا ہے۔ کہ مکروہ ہونے کے باوجود متکبر ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ الی اخاف ان لا اذرہ ۷۷۹۔۲۴ یعنی اگر میں اس کے قبائح اور عیوب بیان کرنے لگوں تو اس سے پوری نفرت پیدا ہو جائیگی۔ یہانتک کہ اس سے گلہ خلاصی کرنا پڑیگی۔ وجہ یہ ہے کہ جب شکوہ شکایات پھیلتا ہے تو اس سے غم و حزن بھڑکتا ہے۔ اگر دل میں رہے تو پھر ایسا نہیں ہوتا۔ وہ بیچاری بہت غمگین تھی۔ یا معنی یہ ہے کہ اگر میں بیان کرنا شروع کردوں تو تفصیل بیان کئے بغیر ذکر نہ ہو سکیگا۔ کیونکہ قصہ سے قصہ نکلتا جائیگا۔ کلام لمبا ہو جائیگا۔ جس سے نوبت یہانتک پہنچے گی کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا۔ کیونکہ اس جیسے لمبے قصے چھپے نہیں رہتے۔ ظاہر ہوا کہ رہتے میں میرے خاوند کو ان کی اطلاع ہوئی بس اس نے مجھے طلاق دے دی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لا اذرہ ضمیر منصوب خبر کی طرف راجع ہو تو مطلب یہ ہے کہ اس کے اموال کی کثرت کی وجہ سے میں تکمیل تو نہیں کر سکتی صرف اشارہ پر اکتفا کرتی ہوں۔ اور بعض حضرت فرماتے ہیں اذرہ کی ضمیر زوجہ کی طرف ہے۔ کہ خاوند سے محبت اور اولاد کی وجہ سے اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ اس لئے اشارہ سے اس کے عیوب بیان کرتی ہوں لیکن اس کی تفسیر بیان کرنے سے معذور ہوں علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ اس نے بالاجمال خاوند کا حال بیان کر دیا۔ ڈر کے مارے تفصیل بیان نہ کی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ زوجی العشنق ۷۷۹۔۲۴ اس سے مقصد یہ ہے کہ میرا خاوند بے ڈھنگا لمبا قد آور اور قبیح خصلتوں والا جس کے سامنے کلام کرنے کی طاقت نہیں اگر اس کے سامنے کلام کر بیٹھوں خواہ وہ اچھا کلام کیوں نہ ہو پھر بھی وہ مجھے طلاق دے دے گا۔ اگر نہ بولوں تو لٹکی رہوں۔ خاوند بیوی کے تعلقات کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عشق کے معنی لمبا تڑنگا بے ڈھنگا اگر اس سے مقصد بد خلقی بیان کرنا ہے تو مابعد کا کلام اس کا بیان ہوگا اگر محض طول بیان کرنا ہے تو غالباً لمبے آدمی بے وقوف ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کی بے وقوفی کو اس طرح بیان کیا کہ اس کے پاس ٹھہرنا دشوار ہے۔ تو اس لفظ میں اس نے خاوند کے سب عیوب جمع کر دئے۔ لا یمکنني التکلم بین یدیه سے جو شیخ گنگوہیؒ نے توجیہ بیان کی ہے وہ باقی شراحؒ سے بہتر ہے۔ کہ اس کے سامنے مجھے بولنے کی مجال نہیں۔ اگر نہ بولوں تو قیدی کی طرح زندگی گذار رہی ہوں۔ حافظؒ کے کلام سے بھی کچھ اس طرح کا اشارہ ملتا ہے۔ جبکہ انہوں نے فرمایا کہ یہ عورت اپنی بد حالی کا بیان کر رہی ہے۔ کہ اتنا بد خلق ہے کہ میرا کلام سننا گوارہ نہیں کرتا۔ اگر میں کچھ بیان کرنے کا ارادہ کروں تو فوراً طلاق مل جائے۔ جس کو محبت اور اولاد کی وجہ سے میں پسند نہیں کرتی۔

بہر حال اس کے بیان سے خاوند کی مذمت واضح ہوئی۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ یہ شکایت بلیغہ ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ قالت الخامسة ...... ۷۷۹۔ ۲۶ اذا دخل فهد اور چیتے کی نیند ضرب المثل ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب گھر میں آتا ہے کہ چیتے کی طرح سو جاتا ہے نہ کسی کو تکلیف دیتا ہے اور نہ ہی ٹس سے مس ہوتا ہے۔ اور جب باہر نکلا تو پھر بہادر سردار ہوتا ہے جس کا سب کہنا مانتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ان ادخل فهد کے بارے میں شراح کا اختلاف ہے کہ آیا اس عورت نے خاوند کی مدح کی یا مذمت کی شیخ گنگوہیؒ کا کلام پہلے کو ترجیح دے رہا ہے۔ کہ اس نے مدح کی۔ اور اکثر شراح کا بھی یہی قول ہے لیکن قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ چیتے کے دونوں وصف ضرب المثل ہیں۔ کودنا اور سو جانا تو ثوب کے معنی یہ ہونگے کہ جب بھی گھر میں داخل ہوتا ہے بس جماع اس کا کام ہے۔ اپنی دیگر ذمہ واریوں سے غافل رہتا ہے۔ اگر مدح مقصود ہو تو پھر اپنی شرافت اور علم کی وجہ سے عورت کی لغزشوں سے غافل رہتا ہے۔ اگر مذمت مقصود ہو تو پھر اس کی کاہلی اور گھر کے امور سے بے پرواہی بیان کرنا ہے۔ اور شیر کا وصف شجاعت اور فضیلت ہے۔ اس میں بھی مدح وذم دونوں ہیں۔ شجاعت اور مهابة سے مدح بیان ہوئی غضب اور بیوقوفی سے اسکی مذمت کر گئی۔ اور لایسئل عما عهد کے جملہ میں بھی مدح وذم کے دونوں پہلو ہیں۔ مدح اس طرح کہ وہ نہایت ہی شریف اور سخی ہے۔ کہ جو کچھ اس کے مال میں سے چلا جائے اس کی چھان بین نہیں کرتا۔ اور جب کوئی چیز گھر میں آجائے تو بعد ازاں اس کے متعلق نہیں پوچھتا کہ وہ کہاں گئی۔ اور گھر کے عیوب پر چشم پوشی کرتا ہے۔ اور خدمت کا پہلو یہ ہے کہ میرے حال کی پرواہ نہیں کرتا۔ بیمار ہوں دکھی ہوں مسافری سے واپسی پر اہل عیال کی حالت دریافت نہیں کرتا۔ بلکہ اگر پیش بھی کرو غضبناک ہو کر کود پڑتا ہے۔ اور بعض نے یہ جملہ بھی زائد کہا ہے۔ لا یرفع الیوم لغد کہ کل کے لئے ذخیرہ نہیں کرتا۔ سب کچھ آج ہی لٹا دیتا ہے۔ تو اس سے اس کی سخاوت میں مدح ہوگی۔ اور مذمت کا پہلو یہ ہے کہ ایسا حریص ہے کہ کل کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا سب آج ہی چٹ کر جاتا ہے۔ ولین المس حافظؒ فرماتے ہیں کہ نرمی اور غفلت میں چیتے سے تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ چیتا حیاء وشرم میں اور بے ضرر اور کثر النوم ہونے میں مشہور ہے۔ اور اس سے اسکی سرداری یا شجاعت بیان کرنا ہے۔ کہ جنگ وجدال میں وہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ ابن اجارسؒ فرماتے ہیں کہ اذا دخل فهد سے مدح وذم دونوں مقصود ہو سکتے ہیں۔ مدح تو اس طرح کہ میں اسکی اسقدر محبوبہ ہوں کہ مجھے دیکھتے ہی اسے صبر نہیں آتا۔ اور مذمت اس طرح کہ ایسا سخت دل ہے کہ ہنسی مزاح دل لگی اس کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ بس وحشی جانوروں کی طرح جماع کرنا جانتا ہے اور بس۔

شجك او فلك...... ۷۸۰۔ ۲ کاف خطاب کے زائد کرنے میں خاوند کی گمراہی بیان کرنے میں لطیف مبالغہ ہے۔ کہ وہ اس قدر بھٹکا ہوا ہے کہ اجنبی عورت کی مار پٹائی سے بھی باز نہیں رہتا۔ میں تو بیوی ہوں اندازہ کر لو کہ میری کیا گت بناتا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو کاف خطاب کا نکتہ بیان کیا ہے اور کسی شارح نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔

البتہ ملا علی قاریؒ نے جمع الوسائل میں اتنا لکھا ہے کہ خطاب اپنے آپ کو ہے یا خطاب عام ہے۔ غیایاہ اس اونٹ یا آدمی کو کہتے ہیں جو جفتی سے عاجز ہو یعنی عنین اور نامرد ہے۔ اور غیایاہ نامراد اور گمراہ آدمی جو کسی راہ کو حاصل نہ کر سکے کلمہ او تنویع کے لئے ہے یا بمعنے بل کے ہے طباقاء بعض نے اس کے معنی احمق کے کئے ہیں۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وہ آدمی جو عورت کے سینے پر سینہ رکھ کر پڑا رہے۔ ضرب نہ لگائے تو عندالجماع ثقیل الصدر ہو اس سورت میں ایلاج پورا نہیں ہوگا۔ عورت کو لذت حاصل نہ ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے جماع کی احسن صورت اذاجلس بین شعبها الاربع سے بیان فرمادی ہے جس سے عورت محظوظ ہوتی ہے۔ کل داء له داء اکل عیب تفرق فی الناس موجود فیه قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اس سے لطیف اشارہ ہے اس ایک کلمہ میں کثیر کو جمع کر دیا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ قریب البیت من الناد ۲۰۔۷۸ ناد اسم فاعل جس میں اشارہ ہے کہ وہ مظلوم کی امداد و نصرت جلدی کرنے والا ہے۔ یا نادی بمعنے مجلس کے ہے تو اس سے اشارہ ہوا کہ قبیلہ میں کوئی فیصلہ اس کی حاضری کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ قبیلہ میں جہاں بھی کسی معاملہ پر کوئی اجتماع ہو اس کو ضرور طلب کرینگے۔ اگرچہ یہ دور بھی ہو گویا کہ یہ مجلس کے قریب ہے

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اس کلام کے تین معانی بیان فرمائے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ ناد اسم فاعل بمعنے منادی کے ہے۔ یہ معنی کسی شارحؒ نے بیان نہیں فرمائے۔ مشہور یہ ہے کہ منادی ندا ٔ سے مشتق ہے۔ اور اس کی تائید حدیث اذان سے ہوتی ہے بلال اندی صوتا حضرت بلال بلند آواز والے ہیں۔ امام راغبؒ نے صوت کذی بمعنے رفیع کے کیا ہے۔ اور مولانا مکیؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا۔ ان کی تقریر میں ہے من النادامن المغیث او من المجلس ناد اصل میں نادی تھا۔ گھر کو مجلس کے قریب مشورہ کے لئے یا یہ کہ مہمان اور فریادی کو زحمت نہ ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ودائس ومنق ۷۔۷۸ مقصد یہ ہے کہ جمیع مال و متاع کے باوجود وہ کھیتی باڑی والے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دائس اسم فاعل از دوس جس کے معنی گانے کے ہیں اور منق اسم فاعل تنقیہ سے ہے کہ دانے کو بھوسے سے الگ کرنے والے۔ اور بعض نے اسے انقاق سے ماخوذ مانا ہے۔ نقیق مرغی کی آواز ہے۔ بعض نے ذابح کے معنی لئے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا پرندوں کو ذبح کرنے والے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ کمسل شطبة ...... مسل ھو فصل مابین المروحه ومقبضها۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مسل کھجور کی وہ لکڑی جس میں پنکھے کے پتے بنے جاتے ہیں اور بعض نے کہا مسل مصدر بمعنے مسلول کے ہے۔ اور شطبة کھجور کے پتے جن سے پنکھا تیار کیا جاتا ہے مطلب یہ ہوگا وہ کھجور کی اس لکڑی کی طرح خفیف الحم ہے اور شطبه کے معنی تلوار کے ہیں جو نیام سے باہر ہو تو مطلب یہ ہوا کہ وہ ایسے بستر پر سوتا ہے جو اتنا چھوٹا ہے جس قدر سونتی ہوئی تلوار یا جس طرح چھلی ہوئی کھجور کی ٹہنی ہوتی ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ وغیظ جار لھا ۱۰۷۸ جارہ سے اس جگہ سوکن مراد نہیں ہے بلکہ پڑوسن مراد ہے۔ جو اس کے اندر تمام خوبیاں دیکھ رہی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے یہ توجیہ مقام کے مناسب بیان کی ہے۔ کیونکہ سوکن میں تو خوبیاں ہوں نہ ہوں وہ ویسے جلتی ہے۔ پڑوسن خوبیاں اور کمالات دیکھ کر جلتی ہیں۔ چنانچہ صاحب تیسیر کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پڑوسن اس کے کمال حسن اور کمال عفت کی وجہ سے رشک کرتی ہے۔ اور عامہ شراحؒ نے جارۃ کے معنی خرہ یعنی سوکن کے کئے ہیں۔ صاحب مظاہر حق نے بھی ہمسائی کے معنی کئے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ یلعبان من تحت خصرھا ...... ۱۲۔۷۸ جب رمانہ سے مراد پستان ہوں تو پھر من تحت خصرھا سے مراد یہ ہوگی کہ وہ دونوں بچے اس کی پیٹھ کے نیچے کھیل رہے تھے۔ یہ نہیں کہ دو انار اس کی کمر کے نیچے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ خصر سے مراد وسط ہے اور ایک روایۃ میں تحت صدرھا کے الفاظ بھی ہیں۔ ابو عبید فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہونگے کہ اس عورت کے پہلو عظیم تھے جب وہ چت لیٹ کر سوتی تھی تو اس کے پہلو زمین سے اونچے نظر آتے تھے۔ کہ ان کے درمیان اتنی کشادگی ہوتی تھی کہ انار رکھے جاسکتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ خوبصورت چھوٹے چھوٹے پستانوں والی تھی۔ جو انار کی طرح تھے۔ قاضی نے شرح مسلم کے اندر اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ عادت نہیں ہے۔ کہ بچے ماں کی پیٹھ کے نیچے انار پھینکتے ہوں اور نہ ہی یہ عرب کی عورتوں کی عادت ہے۔ کہ وہ اس طرح چت لیٹ کر سوئیں کہ مردان کا مشاہدہ کریں۔ کنت لك کابی زرع لام زرع او فی الا لفه والوفاء لافی الفرقة والجلاء یعنی یہ مشابہت الفت اور وفا میں ہے۔ جدائی اور بے وفائی میں نہیں ہے۔ جو ابوزرع نے ام زرع سے کی۔ کیونکہ روایت کے آخر میں ہے اس نے ام زرع کو طلاق دے دی۔ میں تجھے طلاق نہیں دونگا۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یارسول اللہ بل انت خیر من ابی زرع کہ آپؐ تو ابوزرع سے بہتر ہیں یہ جواب حضرت عائشہؓ کا ان کے فضل اور علم پر دلالت کرتا ہے

حدیث (۴۸۲۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ کَانَ الْحَبْشُ یَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِھِمْ فَسَتَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَنَا اَنْظُرُ فَمَازِلْتُ اَنْظُرُ حَتّٰی کُنْتُ اَنَا اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِیَۃِ الْحَدِیْثَۃِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّھْوِ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حبشی لوگ اپنے چھوٹے نیزوں سے کھیل رہے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے چھپالیا تھا اور میں ان کے کھیل کو دیکھ رہی تھی پس میں برابر اس وقت تک دیکھتی رہی یہانتک کہ میں خود تھک کر پھر آئی پس تم خود اندازہ کرلو کہ نوخیز لڑکی جو کسی شغل کو سن رہی ہو اس کی حرص کا تم خود اندازہ کرلو کہ وہ کتنی دیر ٹھہری ہوگی آپؐ بھی اس وقت تک ٹھہرے رہے

تشریح از قاسمیؒ ۔ عجرہ عجرہ کی جمع ہے۔لکڑی کی گرہ کو کہتے ہیں۔ وجرہ وہ گرہ جو پیٹ۔ چہرہ یا گردن میں پڑ جائے عجرہ وجرہ سے ظاہری اور باطنی عیوب مراد ہیں۔

بَاب مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا

ترجمہ۔ خاوند کے حال کی وجہ سے باپ کا اپنی بیٹی کو نصیحت کرنا۔

حدیث (٤٨٢٧) حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ...... عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى اَنْ اَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ...... حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهٗ بِاَدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ...... قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍؓ هُمَا عَائِشَةُؓ وَحَفْصَةُؓ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهٗ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَادَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْغَيْرِهٖ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے برابر اس بات کا حرص رہا کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے ازواج مطہرات میں سے ان دو بیبیوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالے فرماتے ہیں ترجمہ۔ آیت اگر ان دونوں نے اللہ تعالے سے توبہ کی تو ان دونوں کے دل جھک چکے ہیں۔ یہاںتک کہ آپؓ بھی حج پر گئے۔ اور میں بھی ان کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ راستہ سے الگ ہو گئے تو میں بھی لوٹا لیکر ان کے ہمراہ راستہ سے الگ ہو گیا جب وہ بول براز سے فارغ ہوئے تو میں اس لوٹے سے انکے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا۔ جس سے انہوں نے وضو بنایا تو میں نے موقعہ پاکر عرض کی یاامیر المؤمنین ازواج مطہرات میں سے وہ کونسی دو بیویاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان تتوبا فرمانے لگے اے ابن عباسؓ تیرے جیسے فہیم اور قریبی آدمی پر تعجب ہے کہ تمھیں ان کا پتہ نہ چل سکا۔ وہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ ہیں پھر انہوں نے ان کی حدیث بیان کرنی شروع کردی۔ فرمایا میں اور انصار میں سے ایک میرا ہمسایہ جو بنو امیہ بن زید کے قبیلہ سے تھا اور عوالی مدینہ میں رہتا تھا ہم باری باری

وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاءُ نَايَأْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلٰى امْرَأَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِيْ قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَاِنَّ اِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَاَفْزَعَنِيْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا اَيْ حَفْصَةُ اَتُغَاضِبُ اِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ ﷺ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ اَفَتَاْمَنِيْنَ اَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَهْلِكِيْ لَاتَسْتَكْثِرِيْ النَّبِيَّ ﷺ وَلَاتُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَلَاتَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِيْ مَابَدَالَكِ وَلَايَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَاَمِنْكِ وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ فَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنْ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَرَجَعَ اِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ اَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَاهُوَ جَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَابَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَهْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ

جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا دوسرے دن میں آتا۔ جب میں آتا تو اسکو اس دن کی سب باتیں آکر بتاتا جو وحی سے یا اور کسی معاملہ سے متعلق ہوتیں جب وہ آتا تو بھی اسی طرح کرتا۔ اور ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غلبہ رکھتے تھے وہ ہمارے سامنے بول نہیں سکتی تھیں لیکن ہم لوگ جب مدینہ میں انصار کے پاس آئے تو یہ وہ لوگ تھے کہ عورتیں ان پر غالب رہتی تھیں۔ تو ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کی عادتیں پکڑلیں۔ چنانچہ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو جھڑکا اور زور سے اس پر چیخا تو وہ مجھے جواب دینے لگی۔ جس کو میں نے برا منایا کہ یہ مجھے جواب دیتی ہے۔ وہ کہنے لگی آپ نے میرے جواب دینے کو برا منایا۔ واللہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کو واپسی جواب دیتی ہیں۔ اور ان میں سے آج ایک بی بی نے دن بھر آپؐ سے بات چیت نہیں کی یہانتک رات ہوگئی۔ میں اس سے گھبرا گیا۔ میں نے کہا جس نے بھی ان میں سے ایسا کیا ہے۔ وہ گھاٹے میں رہی میں نے اپنے کپڑے سمیٹے اور عوالی سے اتر کر اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس پہنچا میں نے اس سے پوچھا اے حفصہ کیا تم میں سے کسی نے آج جناب نبی اکرم ﷺ کو ناراض کیا ہے۔ یہانتک رات ہوگئی انہوں نے کہا ہاں! میں نے کہا تو تو گھاٹے میں پڑ گئی تیرا نقصان ہوگیا۔ کیا جناب رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی سے تمہیں اللہ تعالے کی ناراضگی کا ڈر بھی نہ آیا۔ پس تو تو ہلاک ہوگئی۔ جناب نبی اکرم ﷺ کو بہت تنگ نہ کیا کرو۔ اور نہ ہی آپؐ کو دوبدو جواب دیا کرو اور نہ ہی آپؐ سے بات چیت کرنا چھوڑ دو۔ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو میرے سے مانگو۔ باقی اس دھوکہ میں

نِسَاءَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ
أَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ ١
فَصَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ النَّبِيُّ
ﷺ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيْهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى
حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ أَلَمْ أَكُنْ
حَذَّرْتُكِ هٰذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ لَا أَدْرِيْ
هَاهُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى
الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ
مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ
فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ
لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ
فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ
فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ
الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ
اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ
فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْ عِنْدَ
الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ
اسْتَأْذِنْ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ
فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ
يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلْتُ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى

نہ رہو کہ تمہاری سوکن تیرے سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اور وہ جناب نبی اکرم ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ ان کی مراد حضرت عائشہؓ تھیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ کہ قبیلہ غسان کے لوگ اپنے گھوڑوں کو نعل لگا رہے ہیں یعنی تیاری کر رہے ہیں تاکہ ہم سے جنگ لڑیں۔ تو میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن مدینہ میں آیا اور اس دن دیر سے عشاء کے قریب واپس لوٹا اور میرے دروازے کو خوب پیٹا اور بولا کیا یہاں وہ حضرت عمرؓ ہے میں گھبرا کر نکلا تو وہ کہنے لگا کہ آج تو ایک بڑا حادثہ پیش آگیا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا بادشاہ غسان حملہ آور ہو گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور ہولناک معاملہ ہو گیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے میں نے کہا حفصہؓ نامراد ہو گئی اور جسارۃ میں پڑ گئی میرا گمان بھی یہی تھا کہ عنقریب ایسا ہو کر رہیگا۔ تو میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھی آپؐ تو فارغ ہو کر جلدی بالاخانہ میں چلے گئے اور گوشہ نشین ہو گئے میں بیٹی حفصہ کے پاس آیا تو وہ رو رہی تھی میں نے کہا اب کیوں روتی ہے کیا میں نے تمہیں اس سے ڈرایا نہیں تھا کیا نبی اکرم ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے وہ دیکھئے آپ ﷺ بالاخانہ میں الگ تھلگ بیٹھے ہیں۔ بہر حال میں وہاں سے نکلا اور منبر نبوی کے پاس آیا کیا دیکھتا ہوں کہ منبر کے ارد گرد وہاں کچھ لوگ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں بھی تھوڑی دیر کے لئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر مجھے اس غم نے مجبور کیا تو میں اس بالاخانہ کے پاس آیا جس میں جناب نبی اکرم ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ تو میں نے

رُمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ
بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَارَسُولَ اللّٰهِ
أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ
اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَارَسُولَ اللّٰهِ
لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا
قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ
النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي
وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ رضي فَقُلْتُ لَهَا لَا تَغُرَّنَّكِ أَنْ
كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ
يُرِيدُ عَائِشَةَ رضي فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ تَبَسُّمَةً أُخْرَى
فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ
فَوَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ
فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ
فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا
وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ
مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ
هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ عُجِّلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ
نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ
حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ رضي تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ

آپؐ کے ایک کالی شکل والے غلام حضرت اباحؓ سے کہا کہ عمرؓ کے لئے آپؐ سے اجازت طلب کرو۔ وہ بیچارہ گیا آپ نبی اکرم ﷺ سے بات کی اور واپس آکر کہنے لگا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے تمھارے بارے میں بات کی ہے آپ کے متعلق بتلایا جس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔ پس میں وہاں سے ہٹ کر اس جماعت کے پاس آکر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے پھر مجھے میری پریشانی نے مجبور کیا میں نے آکر پھر اس غلام سے کہا کہ عمرؓ کے لئے اجازت طلب کرو۔ وہ جاکر واپس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے تمھارا تذکرہ کیا لیکن پھر بھی آپؐ خاموش رہے میں پھر واپس آکر اسی جماعت کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ پھر میری پریشانی مجھ پر غالب آگئی میں نے پھر غلام کے پاس آکر اس سے کہا کہ میرے لئے اجازت طلب کرو چنانچہ وہ گیا اور واپس آکر کہنے لگا کہ میں نے تمھارا ذکر کیا تیسری مرتبہ پھر بھی آپؐ خاموش رہے۔ پس جب میں پیٹھ پھیر کر واپس آنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ غلام مجھے بلا رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے تمھارے لئے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کھجور کے پتوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ کہ آپؐ کے اور اس کے درمیان کوئی بستر نہیں تھا۔ اور آپؐ کے پہلو میں کھجور کے پتوں کے نشان پڑ چکے تھے۔ آپؐ چمڑے کے ایک تکیہ کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ جس کے اندر کھجور کا ریشہ بھرا ہوا تھا میں نے سلام کرنے کے بعد کھڑے کھڑے ہی پوچھا یارسول اللہ کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کے بعد فرمایا کہ نہیں۔ میں نے

قَالَ مَاأَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَءَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قَدْ اَقْسَمْتَ اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَاِنَّمَا اَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّافَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ آيةَالتَّخْيِيْرِفَبَدَءَ بِيْ اَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِّسَائِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَاقَالَتْ عَائِشَةُ ....

نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا۔اور پھر کھڑے کھڑے ہی آپ کو مانوس کرنے کے لئے میں نے کہایارسول اللہ دیکھئے ہم قریش کے لوگ تو عورتوں پر غالب رہتے تھے۔پس جب مدینہ میں آئے تو یہاں ایسے لوگ بستے ہیں جن پر ان کی عورتیں غالب رہتی ہیں۔پس آپ نبی اکرم ﷺ مسکرادئے پھر میں نے کہا یارسول اللہ میں اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس گیا تھا تواس سے میں نے کہا کہ تم اس دھوکہ میں نہ رہو کہ تمھاری سوکن تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ کی سب سے زیادہ محبوبہ ہے انکی مراد حضرت عائشہؓ تھیں۔تو جناب نبی اکرم ﷺ دوسری مرتبہ مسکرائے۔جب میں نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو میں بیٹھ گیااور آپؐ کے گھر میں چاروں طرف نظر دوڑائی تو اللہ کی قسم! تین رنگے ہوئے چمڑوں کے سوا مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جو میری نگاہ میں جچتی ہو۔تو میں نے کہایارسول اللہ !اللہ تعالے سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت پر فراخی کریں کیونکہ فارس اور روم پر تو وسعت ہوئی اورانہیں دنیادے دی گئی۔حالانکہ وہ تواللہ تعالے کی عبادت نہیں کرتے۔تو جناب نبی اکرم ﷺ تکیہ کا سہارا چھوڑ کر بیٹھ گئے۔فرمانے لگے اے ابن خطاب! کیا تم بھی اسی خیال میں ہو بیشک کافر تووہ لوگ ہیں کہ انکی دنیاکی زندگی میں انکی نعمتیں ان کو جلدی دے دی گئیں ہیں میں نے کہایارسول اللہ! آپ میرے لئے بخشش طلب فرمائیں تواس واقعہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ گوشہ تنہائی میں چلے گئے تھے۔جبکہ حضرت حفصہؓ نے ماریہ قطبیہؓ والاراز حضرت عائشہؓ کو بتلادیا۔تو آپؐ انتیس راتوں تک ان سے الگ رہے۔اور آپؐ نے فرمایا تھاجبکہ اللہ تعالے نے لم تحرم مااحل اللہ لک سے آپؐ پر عتاب فرمایا تو آپؐ نے اپنی بیویوں پر سخت ناراضگی کااظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں مہینہ بھر ان بیویوں کے پاس نہیں آوں گا۔پس جب انتیس راتیں بیت گئیں تو شروع میں آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے کہایارسول اللہ آپؐ نے تو مہینہ بھر اپنی بیویوں کے پاس نہ آنے کی قسم کھائی تھی۔آج توانتیس رات گذار کراس کی صبح ہوئی ہے میں تو انکو گنتی رہی ہوں۔آپؐ نے فرمایا کبھی مہینہ انتیس راتوں کا ہوتاہے۔تو یہ مہینہ انتیس ۲۹ راتوں کا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالے نے آیت تخییر نازل فرمائی تو آپؐ نے اپنی پہلی بیوی جس سے ابتداکی وہ میں عائشہ تھی میں نے تو آپؐ کواختیار کر لیا پھر آپؐ نے اپنی سب بیویوں کو اختیار دیا کہ اس غریبی حلیمی میں میرے ساتھ رہو یا طلاق لیکر چلی جاؤ تو سب بیویوں نے اسی طرح کہاجس طرح حضرت عائشہؓ نے کہاتھاکہ آپؐ کے ساتھ رہنے کو پسند کیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے ہر جگہ اس قصہ کو مبہم رکھا ہے جس کی بنا پر آپؐ نے بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی اور وہ راز بھی مبہم رکھا جس کو افشاء کرتے ہوئے حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بتلادیا۔ اور معاتبة الهی کس پر ہوئی جس کی بنا پر لم تحرم ما احل الله لك نازل ہوئی۔ صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شہد نہ کھانے کی قسم پر آپؐ کو عتاب ہوا اور حضرت ماریہ قبطیہ کا واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے جس باندی کو آپؐ نے حضرت حفصہؓ کی رضامندی کے لئے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور زیادہ نفقہ مانگنے پر آپؐ کا اعتزال اور آیت تخییر کا نزول یہ بھی سبب بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت زینبؓ کا کہنا کہ مجھے کم حصہ ملا ہے تو تین مرتبہ آپؐ نے اسے حصہ دیا یہ بھی سبب بتلایا جاتا ہے۔ لیکن ان سب سے راجح واقعہ حضرت ماریہ قبطیہ کا ہے کیونکہ اسی واقعہ کا حضرت حفصہؓ اور عائشہؓ کے ساتھ اختصاص ہے اور شہد کے واقعہ میں سب ازواجؓ شریک ہیں۔

بَاب صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

ترجمہ۔ عورت نفلی روزہ خاوند کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

حدیث (۴۸۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَاتَصُوْمُوا الْمَرْأَةَ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی عورت اس وقت روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا خاوند موجود ہو البتہ اس کی اجازت سے نفلی روزہ رکھ سکتی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ روزہ نہ رکھنے کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ خاوند کو بیوی سے ہر وقت نفع حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور وہ حق بھی علے الفور واجب ہے۔ جس کو نفلی روزہ کے سبب ترک نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حدیث امام مالکؒ پر حجت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر نفلی روزہ افطار کر دے تو اس پر قضا لازم ہے۔ یہ اسلئے نہیں کہ جب مرد کو جماع کے ذریعہ اس کے روزہ نفلی کو فاسد کرنے کا حق حاصل ہے تو عورت کو مرد سے اجازت لینے کی کیا ضرورت رہتی۔ اگر مرد کے لئے مباح ہے تو پھر اذن کے کیا معنی ہیں۔

بَاب اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةَ مُهَاجِرَةَ فِرَاشَ زَوْجِهَا

ترجمہ۔ جب عورت اپنے مرد کا بستر چھوڑ کر رات بسر کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۸۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا! جس عورت کو

اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْئَ لَعَنَتْھَا الْمَلَآئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ .....

اس کا خاوند اپنے بستر کی طرف بلائے تو وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

حدیث (۴۸۳۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عَرْعَرَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَۃُ مُھَاجِرَۃً فِرَاشَ زَوْجِھَا لَعَنَتْھَا الْمَلَآئِکَۃُ حَتّٰی تَرْجِعَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے کاوند کا بستر چھوڑ کر رات گذارتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں حتی کہ وہ واپس آجائے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بعض روایات میں فبات غضبان علیھا کی زیادتی موجود ہے جس سے عورت کی معصیت ثابت ہو گئی کہ مرد ساری رات اس سے ناراض رہا۔ اگر عورت کو کوئی عذر ہو یا مرد خود اپنا حق ساقط کر دے تو پھر عورت لعنت کی مستحق نہیں ہے۔

باب لَاتَأْذَنِ الْمَرْأَۃَ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا لِاَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

ترجمہ۔ کوئی عورت کسی کو اپنے خاوند کے گھر میں بغیر اسکی اجازت کے اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی

حدیث (۴۸۳۱) حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ ...... عن ابی ھریرۃؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَایَحِلُّ لِلْمَرْأَۃِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُھَا شَاھِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَلَاتَأْذَنَ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَمَااَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَۃٍ عَنْ غَیْرِ اَمْرِہٖ فَاِنَّہٗ یُؤَدّٰی اِلَیْہِ شَطْرُہٗ رَوَاہُ اَبُو الزِّنَادِ اَیْضًا.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا حلال نہیں ہے۔ جبکہ اس کا خاوند موجود ہو البتہ اس کی اجازت سے رکھ سکتی ہے۔ اسی طرح کسی کو اس کے گھر میں بغیر اس کے حکم کے آنے کی اجازت نہیں دی سکتی۔ اور اس کے حکم کے بغیر کوئی خرچہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آدھا ثواب تو اس مرد کی طرف لوٹتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کیونکہ کمائی خاوند کی ہے۔ تو خیرات کا ثواب آدھا خاوند کو اور آدھا بیوی کو ملیگا۔ جبکہ اجازت ہو۔ ورنہ مال خاوند کا ہے۔ اس کو اس کے مال میں اس قدر تصرف کی اجازت ہے۔ جس کو شرع اور عرف میں اجازت کہا جاتا ہے۔

حدیث (۴۸۳۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ اُسَامَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَکَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاکِیْنُ وَاَصْحَابُه الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَیْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْاُمِرَبِهِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُمَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ

ترجمہ۔ حضرت اسامہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں شب معراج میں جنت کے دروازے میں کھڑا تو دیکھا کہ اس میں اکثر داخل ہونے والے غربا اور مساکین لوگ ہیں اور بخت والے ابھی رکے ہوئے ہیں سوائے اسکے کہ جنمیوں کو جنم میں داخل ہونے کا حکم مل چکا ہوگا اور میں نے جنم کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث کو سابق ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی۔ کہ عورتیں اکثر منہیات الٰہی کا ارتکاب کرتی ہیں۔ اسلئے اکثریت جنمیوں کی ان سے ہے۔

باب کُفْرَانِ الْعَشِرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِیْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ خاوند کی ناشکر گذاری کرنا
عشر زوج کو بھی کہتے ہیں اور شریک کو بھی کہتے ہیں معاشرہ کے معنی اکھٹے گذران کرنا۔

حدیث (۴۸۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا نَحْوًامِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَهُوَدُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنِ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًاطَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج بے نور ہوا جس کیلئے جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف پڑھی اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ تو آپؐ نے اتنا لمبا قیام کیا جو سورۃ بقرہ کے پڑھنے کی مقدار کے برابر تھا۔ پھر آپؐ نے ایک لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر ایک لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے قدرے کم تھا پھر ایک دوسرا لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ ریز ہوئے پھر لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھا کر ایک لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھا کر سجدہ میں چلے گئے۔ پھر اسی حال میں فارغ ہو کر پھرے کہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا بیشک

رَكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَاتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَايَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَالِحَيٰوتِهٖ فَاِذَارَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَابَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَارَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ......

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جو کسی کی موت یا حیوٰۃ پر بے نور نہیں ہوتے۔ پس جب تم لوگ اس قسم کے حادثات دیکھو تو ذکر الٰہی میں لگ جاؤ۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہم نے آپؐ کو اس مقام میں دیکھا کہ آپؐ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا یا مجھے بہشت دکھلائی گئی تو میں نے اس میں سے ایک انگور کا خوشہ توڑنا چاہا۔ اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو جبتک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے اور میں نے جہنم کو بھی دیکھا۔ اور آج کے دن کی طرح میں نے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا اور اکثر اہل نار میں عورتوں کو دیکھا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیوں یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے۔ پوچھا گیا اللہ تعالے سے کفر کرتی ہیں۔ فرمایا خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں۔ اگر زمانہ بھر ان سے احسان کرتے رہو پھر وہ تم سے کوئی کوتاہی دیکھ لیں تو کہیں گی میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ہدایہ میں ہے کہ سورج کے بے نور ہونے پر امام لوگوں کو دو رکعت نفل پڑھائے جس کی ہر رکعت میں ایک رکوع ہو۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں ہر رکعت میں دو رکوع ہونے چاہئیں۔ باقی بحث کتاب الکسوف میں گذر چکی ہے۔ ان کا مستدل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ ہمارا استدلال ابن عمرؓ کی روایت ہے جن کی صف عورتوں کی صف سے آگے تھی مردوں پر حال زیادہ منکشف تھا عورتیں پیچھے تھیں۔

حدیث (۴۸۳۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ الْهَيْثَمِ عَنْ عِمْرَانَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهٗ اَيُّوْبُ ......

ترجمہ۔ حضرت عمرانؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثر فقراء نظر آئے۔ جہنم کو دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتیں دیکھیں۔ ایوب نے متابعت کی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قرطبیؒ نے اس کا سبب کفران عشیر بتلایا ہے جو باب کے مناسب ہے اور بعض نے فرمایا چونکہ انکا اکثر میلان خواہشات کی طرف رہتا ہے۔ دنیا کی زینت بہت چاہتی ہیں آخرت سے غافل رہتی ہیں۔ یہ عقل کی کمی اور جلدی دھوکے میں آجاتی ہیں۔

باب لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَ اَبُوْجُحَيْفَهؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث (۴۸۳۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنُ الْعَاصِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَاعَبْدَاللّٰهِ لَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَاتَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام میں گذارتے ہو کیا یہ سچ ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ بیشک یہ سچ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو ایک دن روزہ رکھو اور دوسرے دن افطار کرو۔ رات کو قیام بھی کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمارے بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ تمھاری روح اور آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ آخر اس کو نکاح میں لیکر آئے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ پہلے باب میں تھا کہ زوج کا زوجہ پر حق ہے یہاں اس کا برعکس ہے کہ زوجہ کا زوج پر حق ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص بغیر عذر کے بیوی کے جماع سے رک گیا تو امام کا فریضہ ہے کہ اس پر لازم قرار دے ورنہ تفریق کر دی جائے۔ امام احمدؒ اور شافعیؒ کی روایت ہے کہ جماع مرد پر واجب نہیں ہے۔ بعض نے کہا ایک مرتبہ واجب ہے۔ سلف سے منقول ہے ہر چار دن کے بعد ایک رات ضرور جماع کرے۔ بعض نے کہا ہر طہر میں ایک مرتبہ کرے۔

باب اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

ترجمہ۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔

حدیث (۴۸۳۶) حَدَّثَنَا عَبْدَانِ ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر حاکم سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ امیر حاکم ہے مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ اور اپنے خاوند کے گھر اور اسکی

فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ......

اولاد پر حاکم ہے پس ہم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائیگا۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا

ترجمہ۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں ایک تو اس وجہ سے اللہ تعالے نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت بخشی ہے۔

حدیث (۴۸۳۷) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخَلَّدٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا وَقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس جانے سے مہینہ بھر کے لئے قسم کھالی۔ اور اپنے بالاخانہ میں جاکر گوشہ نشین ہو گئے۔ پھر انتیس ۲۹ دن کے بعد اترآئے تو آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ نے تو مہینہ بھر کے لئے قسم کھائی تھی آپؐ نے فرمایا بیشک مہینہ انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ روایت کی دلالت ترجمہ باب پر اس طرح سے ہے کہ جب خاوند کو قسم کھاکر عورت کے قریب جانے سے رک جانے کا اختیار ہے جس کو ایلاء کہتے ہیں۔ اگر عورت اس طرح کرنا چاہے تو اسے اس کا اختیار نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت محکوم ہے مرد حاکم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ تو بہتر ہے دوسرے شراحؒ کی مختلف توجیہات ہیں۔ حافظؒ نے فرمایا کہ سیاق آیت سے ترجمہ کی مناسبت ثابت ہو گی۔ کیونکہ آیت میں ہے واھجر وھن فی المضاجع تو ھجران ایلاء کے مناسب ہے۔ علامہ عینیؒ نے بھی حافظؒ کی طرح مناسبت ثابت کی ہے۔ اور صاحب تیسیر نے دو طرح سے مطابقت ثابت کی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ کا ایلاء اپنی بیویوں کی تنبیہ اور تھدید کے لئے تھا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور غیر مناسب باتوں سے رک جائیں۔ دوسری وجہ جو حافظؒ نے بیان کی ہے وہ واھجروھن کی مناسبت سے ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ میں تمام آیت کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ امام بخاریؒ نے جو جزء آیت ذکر کیا ہے حدیث کی اس جزء سے مناسبت ثابت کرنی چاہئے۔ کہ جب مرد کو ایلاء کا حق ہے جو عورت کو نہیں تو معلوم ہوا مرد حاکم ہے۔ اور یہ مناسبت دقیقہ امام بخاریؒ کی شان کے لائق ہے۔ واھجروھن سے مناسبت تو ظاہر ہے اس میں کونسی باریکی پائی جاتی ہے۔

بَاب هِجْرَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نِسَائَهُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ غَيْرَ اَنْ لَاتُهْجَرَ اِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

ترجمہ۔ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو ان کے اپنے گھروں میں نہیں چھوڑا حضرت معاویہ بن حیدہ سے مرفوع روایت ہے کہ عورت کو اپنے گھر میں ہی چھوڑ دیا جائے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حدیث (۴۸۳۸) حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حَلَفَ لَايَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدًا عَلَيْهِنَّ اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ يَانَبِيَّ اللهِ حَلَفْتَ اَنْ لَاتَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا ....

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس مہینہ بھر نہیں جائیں گے۔ پس جب انتیس دن گذر چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو یا شام کے وقت ان کے پاس تشریف لائے تو آپؐ سے کہا گیا یا نبی اللہ! آپؐ نے تو مہینہ بھر نہ آنے کی قسم کھائی تھی آپؐ نے فرمایا بیشک کبھی مہینہ انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

حدیث (۴۸۳۹) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ اَهْلُهَا فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا هُوَ مَلَاٰنُ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت ہم نے دیکھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رو رہی ہیں اور ان میں سے ہر ایک بی بی کے پاس ان کے خاندان والے موجود ہیں۔ تو میں مسجد نبوی کی طرف گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ اچانک حضرت عمر بن الخطابؓ تشریف لے آئے۔ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالاخانہ کی طرف چڑھنا چاہتے تھے۔ کہ کسی نے ان کو جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے سلام کیا تو کسی نے جواب نہ دیا پھر سلام کیا تو کسی نے ان کو جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا تو وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

34
1

اوپر پہنچ گئے۔ جاتے ہی پوچھا کہ کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے آپؐ نے جواب دیا نہیں البتہ ایک مہینہ کا ایلاء کیا ہے۔ کہ ان کے قریب نہیں جاؤنگا۔ تو آپؐ انتیس ۲۹ دن ٹھہرے رہے اس کے بعد اپنی ان بیویوں کے پاس تشریف لے گئے۔

بَاب مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ۔

ترجمہ۔ عورتوں کو مارنا مکروہ ہے البتہ ایسی پٹائی کرو جو سخت نہ ہو۔

حدیث (۴۸۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي اٰخِرِ الْيَوْمِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زمعہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا تم سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے کہ آخر اس نے بیوی سے ہمبستری کرنی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی عاقل سے یہ دو امر بعید ہیں کہ ایک تو بیوی کی سخت پٹائی کرے اور پھر اس سے ہمبستری کرے کیونکہ مجامعہ میں تو نفس کا میلان اور رغبت مطلوب ہوتی ہے۔ جس کی پٹائی ہوئی ہے۔ وہ تو تکلیف کی وجہ سے نفرت کریگا۔ رغبت کہاں ہوگی۔ تو اسکی ضرب شدید کی مذمت کی طرف اشارہ ہوا۔ البتہ ادب سکھانے کے لئے ضرب خفیف کافی ہے۔ تاکہ نفرت تام پیدا نہ ہو افضل یہ ہے کہ ڈانٹ ڈپٹ پر اکتفا کرے۔ اسلئے امام بخاریؒ نے غیر مبرح کی قید لگا کر جواز ضرب نساء کی طرف اشارہ فرمایا۔ لیکن یہ ضرب ان امور میں ہے جنکی اطاعت عورت پر واجب ہے اور وہ ان کو ترک کرتی ہے۔ چنانچہ حبسیؒ نے لکھا ہے کہ ترک صلوۃ۔ ترک غسل پر مارنے کی اجازت ہے۔ جیسے کہ ترک زینۃ پر اور خروج بغیر اذن پر مار پٹائی کر سکتا ہے۔

بَاب لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ۔

ترجمہ۔ کوئی عورت گناہ کے کام میں اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے۔

حدیث (۴۸۴۱) حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لَا اِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ .

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کر دی تو اس بیچاری کے بیماری کی وجہ سے سر کے بال گر گئے تو اس نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ میرا خاوند مجھے حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملالو۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بال ملانیوالیوں پر تو لعنت کی گئی ہے

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ قدلعن المؤصلات ۷۸۴۔۱۱ اگر شبہ ہو کہ نہی کا حکم تو انسان کے بال ملانے کے بارے میں ہے اس مقام پر تو ممانعت کا حکم مطلقاً ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مطلق نہی کا حکم سد اللباب کیا ہے تاکہ فساد کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور ممکن ہے کہ مطلقاً انسان کے بالوں کے ملانے کے بارے میں سوال ہو تو آپؐ نے عام بالوں کا حکم بیان فرمادیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جمہور کے نزدیک کسی دوسری عورت کے بال اپنے بالوں کے ساتھ ملانے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ ابو داؤد میں ہے الواصلة التی تصل الشعر بشعر النساء کہ واصلہ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملانے والی ہے۔ لیکن مؤطا امام محمد میں احنافؒ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ المرأة تصل شعرها بشعر غيرها کہ کسی دوسری کے بالوں سے اپنے بال ملائے۔ چنانچہ اما الشعر من شعور الناس فلا ینبغی وقول ابی حنیفةؒ والعامه من فقهائنا۔ البتہ ریشمی تاگے یا اون کی مینڈھیاں بنائی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اوجز میں بڑی بسط سے بحث کی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً ممانعت ہے لابشعر ولابشعر غیرہ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کے بالوں سے ملانا تو مطلقاً حرام ہے۔ غیر آدمی کے بال ملانا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ بال پاک ہوں۔ چوتھا مسلک ضابطہ کا ہے کہ بال تو مطلقاً ممنوع ہیں البتہ بغیر بالوں کے اور چیز ملانا جائز ہے۔ پانچواں مسلک احنافؒ کا ہے۔ کہ آدمی کے بالوں سے ملانا حرام اور غیر آدمی کے جائز ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ مذہب احنافؒ کے مطابق ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ لعن اللہ الواصلة والمستوصلة کے مطابق آدمی کے بالوں سے انتفاع تو بالکل حرام ہے۔ اس کی کرامت کی وجہ سے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ غیر آدمی کے پاک بال کا وصل جائز ہے۔ جبکہ خاوند اور مالک حکم دے۔ اور جس عورت کا خاوند اور مالک نہیں ہے۔ اس کے لئے غیر آدمی کے بالوں سے بھی انتفاع ناجائز بلکہ حرام ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

ترجمہ۔ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بغض یا بے رخی کرنے کا خطرہ ہو۔

حدیث (۴۸۴۲) حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ ......

عَنْ عَائِشَةَؓ وَاِنِ امْرَأَةٌ قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُوْلُ اَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَاَنْتَ حِلٌّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ان امرأة ...... آیت قرآنی کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ یہ ایک عورت اپنے خاوند کے پاس اس طرح رہتی ہے جو اس کی طرف اکثر رخ نہیں کرتا بلکہ اس کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ اور دوسری عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو مجھے طلاق نہ دو بیشک تم دوسری عورت سے شادی کر لو۔ پس آپ

قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ......

میرے اوپر خرچ کرنے اور باری مقرر کرنے میں آزاد ہیں تو اس کو اللہ تعالی کے اس قول میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر دونوں خاوند بیوی آپس میں صلح کرلیں تو کوئی گناہ نہیں بلکہ صلح اچھی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام ثوریؒ یہ فرماتے ہیں کہ وہ عورت اس معاہدہ کے بعد اپنے نفقہ اور باری کا مطالبہ کرے تو مرد کی ذمہ واری ہے کہ وہ نفقہ اور باری بحال کرے۔ اگر چاہے تو اسے جدا کردے۔ امام مالکؒ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عورت کو نقض عہد کا حق نہیں ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ عورت کو اس کا حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی تک واجب نہیں ہوئی وہ ساقط نہیں ہو سکتی۔

باب الْعَزْلِ

ترجمہ۔ داخل کرنے کے بعد کھینچ لینا تاکہ عورت کے فرج میں انزال نہ ہو یہ عزل ہے۔

حدیث (۴۸۴۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ .....

ترجمہ۔ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے۔

حدیث (۴۸۴۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعَ جَابِرًاؓ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہم عزل کرتے رہتے تھے۔ جبکہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔ ممانعت نہیں اتری۔

حدیث (۴۸۴۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ اَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَوَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں کچھ جنگی قیدی عورتیں ملیں۔ جن سے ہم عزل کرتے تھے جس کے بارے میں ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا جس پر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اچھا کیا تم ایسا کیا کرتے ہو۔ سنو! کوئی جی ایسا نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہے بالآخر وہ ہو کر رہیگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بظاہر ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس عزل کی اطلاع ہوئی جس پر آپؐ نے انکار نہیں فرمایا

تو اس سے آپ کی تقریر ہو گئی۔ اب ائمہ کرام میں اختلاف ہے۔ شوافعؒ کے نزدیک حرہ سے عزل کرنا اس کی اجازت کے بغیر اس میں دو قول ہیں۔ امہ کے بارے میں صحیح قول جواز کا ہے۔ تا کہ ولد غلام نہ بنے۔ اگر باندی شادی شدہ نہیں ہے تو بلا خلاف عزل جائز ہے۔ امام مالکؒ سردار کی اجازت پر موقوف رکھتے ہیں۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ اور صاحبینؒ باندی کی اجازت کافی سمجھتے ہیں۔

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

ترجمہ۔ جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرے

حدیث (۴۸۴۶) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ...... عَنْ عَائِشَةَؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَؓ وَحَفْصَةَؓ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَؓ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُؓ أَلَا تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلَى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَؓ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُؓ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُؓ فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُولُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب کبھی سفر پر جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے۔ تو اتفاق سے قرعہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کا نکلا جب رات ہوئی تو جناب نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ سے باتیں کرتے ہوئے چلتے تھے۔ حضرت حفصہؓ نے کہا کہ کیا آج رات آپ میرے اونٹ پر سوار ہو جائیں اور میں تمھارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں میں تجھے دیکھتی رہوں اور تو مجھے دیکھتی رہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں نہیں چنانچہ حضرت حفصہؓ ان کے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ تو اس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں۔ آپؐ نے ان پر سلام پڑھا اور جھٹک پڑاؤ نہیں کیا آپؐ برابر چلتے رہے اور حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کی بات چیت کو گم پایا تو جب پڑاؤ کیا تو انہوں نے اپنے دونوں پاؤں اذخر بوٹی میں رکھ کر فرمانے لگیں اے میرے رب میرے اوپر کسی بچھو یا سانپ کو غلبہ دے دے جو مجھے ڈستا ہے میری طاقت نہیں کہ میں حضور ﷺ کو کیا جواب دوں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ افتقدته عائشةؓ ۷۸۴۔۲۶ کیونکہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ تو جناب نبی اکرم ﷺ کے قریب باندھا گیا جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے قرب میں رات بسر کی اور حضرت حفصہؓ کا اونٹ جہاں بندھا تھا اس پر حضرت عائشہؓ سوار تھیں تو وہ آپؐ سے دور ہو گئیں۔ حضور ﷺ کے فراق کی وجہ سے حضرت عائشہؓ چاہتی تھیں کہ کوئی جانور

مجھے ڈس لے تاکہ موت آجائے اور فراق نبویؐ کے درد سے نجات ملے یا میری مصیبت کا سن کر آپؐ تشریف لے آئیں جس سے غم فراق دور ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الا تر کبین...... حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کی دعوت اس لئے قبول کرلی تاکہ وہ ان مناظر کو دیکھیں جو حضرت حفصہؓ دیکھ رہی تھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حضرات سحر کے وقت قریب قریب نہیں تھے بلکہ دو قطاروں میں الگ الگ تھیں۔ کیونکہ اگر اکٹھی ہوتیں تو ایک دوسرے کے مناظر کے دیکھنے کا شوق کیسے چراتا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک دوسرے کے اونٹ کی چال ڈھال دیکھنا چاہتی ہوں اس صورت میں ایک قطار کے اندر ہونا ممنوع نہیں ہے۔ تو دلیلتھا بظاہر الفاظ حدیث میں اشکال ہے فلما نزلوا جعلت رجلیہ بین الاذخر اور ان کی دعا رب سلط علی عقربا اوحیة میں جوڑ معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ اگر یوں کہا جائے کہ ان کی خواہش اور دعا تو ساری رات رہی۔ البتہ نزول کے بعد پاؤں اذخر کے اندر ڈال دیئے۔ بایتان النبی ﷺ کیونکہ آپؐ انتظار کر رہے تھے میں کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ اس لئے موت آجائے تو فراق کا الم ختم ہو۔ یا مصیبت کی خبر سن کر مجھے مانوس کرنے کے لئے آپؐ خود تشریف لائیں تب غم غلط ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فقالت بلی ۴۸۷۔۲۵ حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کی یہ درخواست اسلئے منظور کی تاکہ جس طرح میں آپ کی طرف دیکھ رہی ہوں حضرت حفصہؓ بھی آپؐ کا دیدار کرلیں دیکھتی رہیں محروم نہ رہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ دن کے وقت حضرت حفصہؓ کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور انہیں اپنا ردیف بناتے تھے۔ اور رات کو حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر سوار ہوتے اور انہیں اپنا ردیف بناتے۔ آج رات ان کو تبادلہ کا خیال پیدا ہوا۔ افتقدته عائشةؓ کیونکہ حضرت عائشہؓ ان دونوں سے جدا ہو گئیں تھیں۔ اس لئے کثرت جیش کی وجہ سے کسی الگ مکان میں پڑاؤ کیا۔ لیکن میرے نزدیک یہ تاویل اس لئے صحیح نہیں ہے کہ یہ عرب کے عادات سفر کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ عموماً رات کو سفر کرتے اور دن کو آرام کرتے تھے۔ دوسرے الفاظ حدیث افتقدته عائشة انزلوا کا تقاضا ہے۔ کہ نزول افتقاد کے بعد ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد ہے فلما نزلوا ...... حافظؒ علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ وہ رات کی قصہ گوئی تھی۔ جس سے حضرت عائشہؓ محروم ہو گئیں جس کی شدت کا انہیں احساس ہوا۔ بایں ہمہ میں شیخ مکیؒ اور ان کے شیخ گنگوہیؒ کی جلالت شان کی قدر کرتا ہوں ممکن ہے میں اپنی کج فہمی کی وجہ سے ان کی مراد کو نہ پہنچ سکا ہوں۔

باب الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسِمُ ذٰلِكَ

ترجمہ۔ کوئی عورت اگر باری اپنی سوکن کو ھبہ کردے تو پھر تقسیم کیسے ہوگی۔

حدیث(۴۸۴۷)حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَؓ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَؓ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَؓ بِيَوْمِهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سودہؓ بنت رفعہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کے لئے ھبہ کردی اور جناب نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے لئے دودن کی باری مقرر کرتے تھے۔ ایک ان کا اپنا دن اور دوسرا حضرت سودہؓ کا دن تو اس طرح تقسیم ہوتی تھی۔

باب الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ اِلٰى قَوْلِهِ وَاسِعًا حَكِيمًا۔

ترجمہ۔ اپنی عورتوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا اللہ تعالی نے فرمایا تم عورتوں کے درمیان انصاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتے آخر آیت واسعا حکیما تک

تشریح از قاسمیؒ۔ کوئی حدیث امام بخاریؒ کو اپنی شرط کے مطابق نہیں مل سکی اور بعض نسخوں میں باب اذاتزوج البکر علی الثیب نہیں ہے تو روایت ترجمہ کے مطابق ہو جائیگی۔ تو من یستطیعوا سے نفی عدل من کل جهة کی ہو گی۔ اور حدیث سے تسویہ مناسب مراد ہو گا۔ خوراک۔ پوشاک اور ٹھکانا جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

باب اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

ترجمہ۔ جب کسی بیوہ پر کسی کنواری سے نکاح کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۸۴۸)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ اَنَسٍؓ وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَلٰكِنْ قَالَ السُّنَّةُ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا.......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں تو میں قال النبی ﷺ کہہ سکتا ہوں۔ لیکن انہوں نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کنواری سے شادی کرے تو اس کے پاس مسلسل سات دن رہے یہ اس کے مناسب ہے۔ اور جب کسی بیوہ سے شادی کرے تو اس کے پاس تین دن مسلسل رہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام شافعیؒ ظاہر حدیث کی بنا پر فرق کرتے ہیں لیکن احناف کے نزدیک قدیمہ اور حدیثہ میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ ان خفتم ان لاتعدلوا اور لن تسطیعوا ان تعدلوا مطلق ہیں ان آیات میں قدیمہ حدیثہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

باب إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

ترجمہ۔ جب کنواری پر کسی بیوہ سے نکاح کرے

حدیث (۴۸۴۹) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا ثُمَّ قَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ جب آدمی کسی بیوہ کے ہوتے ہوئے کسی کنواری سے شادی کرے تو اسے اس کے پاس سات دن قیام کرنا چاہئے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری پر بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے پھر باری مقرر کرے۔

باب مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

ترجمہ۔ جو شخص ایک ہی غسل میں اپنی بیویوں سے ہمبستر ہو۔

حدیث (۴۸۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى.... أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ........

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک ہی رات میں اپنی سب بیویوں سے ہمبستر ہوتے تھے اس دن آپ کی نو بیویاں تھیں۔

باب دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

ترجمہ۔ مرد کا دن کے وقت بیویوں کے پاس آنا

حدیث (۴۸۵۱) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لاتے اور ان میں سے ایک کے قریب ہو جاتے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو بہت دیر تک رکے رہے اسقدر رکنے کا معمول نہیں تھا معلوم ہوا کہ دن کے وقت حضرت حفصہؓ سے ہمبستر ہوئے

باب اِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَائَهٗ فِیْ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِهِنَّ فَاَذِنَّ لَهٗ

ترجمہ۔ جب کوئی خاوند اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے کہ وہ ان میں سے کسی خاص بیوی کے پاس بیماری کے ایام گذاریں گے پس وہ اسے اجازت دے دیں۔

حدیث (۴۸۵۲) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ ...... عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَسْأَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَیْنَ اَنَا غَدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا یُرِیْدُ یَوْمَ عَائِشَةَ ؓ فَاَذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ یَکُوْنُ حَیْثُ شَاءَ فَکَانَ فِیْ بَیْتِ عَائِشَةَ ؓ حَتّٰی مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ فَمَاتَ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ کَانَ یَدُوْرُ عَلَیَّ فِیْهِ فِیْ بَیْتِیْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَأْسَهٗ لَبَیْنَ نَحْرِیْ وَسَحْرِیْ وَخَالَطَ رِیْقُهٗ رِیْقِیْ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری میں پوچھتے تھے جس میں آپؐ کی وفات ہوئی کہ میں کل کہاں ہونگا میں کل کہاں ہونگا اس سے آپ کا منشا حضرت عائشہؓ کی باری کا دن معلوم کرنا تھا تو آپؐ کی ازواج مطہراتؓ نے اجازت دے دی کہ آپؐ جہاں چاہیں رہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ چنانچہ موت کے وقت تک حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہے جہاں آپؐ کی وفات ہوئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میری باری کے اس دن میں ہوئی جس دن آپؐ دورہ کرتے کرتے میرے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالے نے آپؐ کی روح ایسی حالت میں قبض فرمائی کہ آنحضرت ﷺ میرے سینے اور گردن کے درمیان تھے اور آپؐ کی تھوک سے میری تھوک مل گئی تھی۔

باب حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهٖ اَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ

ترجمہ۔ آدمی کا اپنی بیویوں میں کسی بعض کے ساتھ زیادہ محبت کرنا۔

حدیث (۴۸۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِبْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عُمَرَ ؓ دَخَلَ عُمَرُ عَلٰی حَفْصَةَ ؓ فَقَالَ یَابُنَیَّةُ لَاتَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِیْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاهَا یُرِیْدُ عَائِشَةَ ؓ فَقَصَصْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَبَسَّمَ ....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ حضرت حفصہؓ کے پاس تشریف لے گئے ان سے فرمایا پیاری بیٹی! تم اس دھوکے میں نہ رہو کہ وہ عورت جس کا حسن اسے پسند ہے اس سے جناب رسول اللہ ﷺ محبت رکھتے ہیں مقصد ان کا حضرت عائشہؓ تھیں تو فرماتے ہیں کہ میں نے اس کثرت محبت کا جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپؐ مسکرا دیئے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ حب الرجل ۸۵-۷ ۱۹ روایت کا ترجمۃ الباب پر دلالت کرنا اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے اعتراف کیا۔ اور جب حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر آپؐ سے کیا تو آپؐ نے تقریر فرمائی انکار نہیں کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت شیخ کا کلام واضح ہے دیگر شراح حضرات فرماتے ہیں کہ ترجمہ کی مطابقت حب الرسول ایاھا سے ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ باقی ازواج سے زیادہ آپؐ حضرت عائشہؓ سے محبت کرتے تھے۔ محبت میلان قلب ہے۔ یا جماع میں برابری نہ کرنا ہے۔ کیونکہ عشق پر زور نہیں اور جماع نشاط اور فرحت پر موقوف ہوتا ہے۔

بَاب الْمُتَشَبِّعِ بِمَالَمْ يَنَلْ وَمَايُنْهٰى مِنْ اِفْتِخَارِ الضَّرَّةِ

ترجمہ۔ جو چیز کسی کو حاصل نہیں اس سے آپ کو مزین کرے اور وہ امور جن سے سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث(۴۸۵۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اَسْمَاءَؓ اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَالَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ ......

ترجمہ۔ حضرت اسما بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے آکر کہا کہ یا رسول اللہؐ میری ایک سوکن ہے کیا مجھ پر گناہ تو نہیں ہوگا اگر میں اپنے خاوند سے جو چیز مجھے نہیں ملی اس کے متعلق کہوں کہ وہ مجھے حاصل ہے۔ میرا تو خوب پیٹ بھرا ہے آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کسی کو نہیں ملی اس سے اپنے آپ کو سیر حاصل ظاہر کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے ٹھگی کے کپڑے پہن رکھے ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جو عورت اپنی سوکن کو دھوکہ دینا چاہتی ہے کہ خاوند نے اسے وہ کچھ دیا ہے جو کسی کے پاس نہیں حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیا۔ تو یہ عورت اس شخص کی طرح ہے جو ریاکاری کے لئے زاہدوں جیسے کپڑے پہن لیتا ہے۔ حالانکہ وہ زاہد نہیں مقصود اس کا لوگوں کو ٹھگنا ہے۔ دو کپڑے کی قید اس لئے لگائی کہ مبالغہ کرے کہ سر سے پاؤں تک جھوٹا لباس پہن رکھا ہے۔ یا یہ بتلانا مقصود ہے کہ مشبع میں دو حالتیں ناپسندیدہ ہیں ایک تو مشبع کا فقدان۔ دوسرے اظہار باطل۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی قمیص کی آستینیں اس طرح چڑھائی ہیں کہ جس سے دو قمیص معلوم ہوں۔

بابُ الْغَيْرَةِ
ترجمہ۔ غیرت کے بارے میں

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عِبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ اَغْيَرُ مِنِّي ......

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رئیس خزرج نے فرمایا کہ میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ہمراہ بستر دیکھ لوں تو اس کو تلوار کی دھار سے قتل کر دوں تلوار کے پٹ سے نہیں مارونگا کہ اس کو ادب سکھلاؤں جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم حضرت سعدؓ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو۔ البتہ میں تو اس سے زیادہ غیرت مند ہوں۔ اور اللہ تعالی میرے سے زیادہ غیرت مند ہیں۔

حدیث (۴۸۵۵) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللهِ مِنْ اَجَلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالے سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی نے بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔ اور کوئی شخص اللہ تعالے سے زیادہ تعریف کو پسند کرنے والا نہیں ہے۔

حدیث (۴۸۵۶) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُسْلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يَااُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَااَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللهِ اَنْ يَرٰى عَبْدُهٗ وَاَمَتُهٗ يَزْنِيْ يَااُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَااَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے محمد ﷺ کی امت! اللہ تعالی سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے بندے اور باندی کو زنا کرتا دیکھتا ہے۔ اے امت محمدؐ! اگر تم ان چیزوں کو جاننے لگو جن کو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔

حدیث (۴۸۵۷) حدثنا موسى بن اسماعيل عن اسماءؓ انها سمعت رسول الله ﷺ يقول لا شئ اغير من الله وعن يحى ان اباسلمة حدثه ان اباهريرةؓ حدثه انه سمع النبى ﷺ.......

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کوئی چیز اللہ تعالی سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے۔ ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔

حدیث (۴۸۵۸) حدثنا ابو نعیم ......انه

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ.....

روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ کوئی مؤمن ان امور کا ارتکاب کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

حدیث (۴۸۵۹) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ......

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَالَهٗ فِي الْاَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَامَمْلُوْكٍ وَلَاشَيْءٍ غَيْرَنَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهٖ فَكُنْتُ اَعْلِفُ فَرَسَهٗ وَاَسْتَقِي الْمَاءَ وَاَخْرِزُ غَرْبَهٗ وَاَعْجِنُ وَلَمْ اَكُنْ اُحْسِنُ اَخْبِزُ وَكَانَ تَخْبِزُ جَارَاتٌ لِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَاْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ اِخْ اِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهٗ فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهٗ وَكَانَ اَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى رَاْسِي النَّوٰى وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَاَنَاخَ لِاَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهٗ قَالَتْ حَتّٰى اَرْسَلَ اِلَيَّ

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے میرے ساتھ شادی کی۔ تو انکی جاگیر میں نہ تو کوئی مال تھا جس سے زراعت ہوتی اور نہ کوئی غلام و نوکر چاکر تھا نہ کوئی اور چیز سوائے اونٹ کے جو پانی کھینچنے والا تھا۔ اور ایک گھوڑا تھا۔ پس میں ہی گھوڑے کو گھاس کھلاتی تھی۔ اور میں ہی گھوڑے اور اونٹ کو پانی پلاتی تھی۔ اور ان کے پھٹے ہوئے ڈول کو بھی میں ہی سی لیا کرتی تھی۔ آٹا گوندلیتی تھی لیکن روٹی اچھی طرح نہیں پکا سکتی تھی۔ قبیلہ انصار کی پڑوسن عورتیں جو نہایت ہی سچی اچھی عورتیں تھیں مجھے روٹی پکا دیتی تھیں۔ اور میں حضرت زبیرؓ کی اس زمین سے جو ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے بطور جاگیر کے دی تھی وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لاتی تھی۔ وہ جاگیر میرے مسکن سے کچھ میل کے فاصلے پر تھی پس ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھا کر آرہی تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی جن کے ہمراہ انصار کے کچھ لوگ تھے تو آپؐ نے مجھے بلایا اور اونٹنی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اخ اخ کہا تاکہ مجھے اپنے پیچھے سوار کریں۔ مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیا و شرم دامنگیر ہوئی۔ اور مجھے حضرت زبیر اور ان کی غیرت یاد آگئی۔ کیونکہ وہ تمام لوگوں میں سے زیادہ غیرت مند تھے۔ میری شرم و حیا کا جناب رسول اللہ ﷺ کو احساس ہوگیا۔ چنانچہ آپؐ چلے گئے میں نے حضرت زبیرؓ کے پاس آکر ذکر کیا کہ میری جناب رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملاقات ہوئی

اَبُوْبَکْرٍؓ بَعْدَ ذٰلِکَ بِخَادِمٍ یَکْفِیْنِیْ سِیَاسَةَ الْفَرَسِ فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَنِیْ ....

جبکہ میرے سر پر گھٹلیا تھیں اور آپؐ کے ہمراہ انصار کی ایک جماعت تھی۔ آپؐ نے مجھے سوار کرنے کے لئے اونٹنی کو بٹھلایا مگر مجھے حیاد امنگیر ہوئی اور مجھے تمھاری غیرت کا علم تھا تو انہوں نے فرمایا واللہ تیرا گٹھلیوں کو سر پر اٹھانا مجھ پر زیادہ گران ہے اس سے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ سوار ہوتیں۔ فرماتی ہیں غنیمت قیدی عورتیں آئیں جن میں سے آنحضرت ﷺ نے ایک خادمہ حضرت ابو بکرؓ کو عطا فرمائی جس نے وہ خادمہ میرے پاس بھیج دی جس نے گھوڑے کا انتظام میرے سے سنبھال لیا پس گویا کہ اس نے مجھے آزاد کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صحابہ کرامؓ جہاد میں مصروف رہتے تھے۔ لھذا ان کے گھریلو کام ان کی عورتیں انجام دیتی تھیں۔ اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ خادم رکھ لیتے۔

حدیث (۸۶۰) حَدَّثَنَا عَلِیٌّ ...... عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَةٍ فِیْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِیْ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ بَیْتِهَا یَدَا لْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ ﷺ فَلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ فِیْهَا الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَةِ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِیْحَةَ اِلَی الَّتِیْ کُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَکَ الْمَکْسُوْرَةَ فِی الْبَیْتِ الَّتِیْ کُسِرَتْ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنی کسی بیوی کے گھر میں تھے کہ امھات المؤمنین میں سے کسی بی بی نے ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ تو عائشہؓ جن کے گھر میں جناب نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ کو مارا جس سے پیالہ گرا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے پیالے کے ٹکڑے جمع کئے۔ پھر اس کے اندر کھانے کو جمع کرنے لگے۔ جو اس پیالے میں تھا اور فرماتے جاتے تھے کہ تمھاری ماں کو غیرت آگئی۔ پس غلام کو روک لیا۔ یہانتک کہ اس بی بی کے گھر سے جس میں آپؐ قیام پذیر تھے اس سے پیالہ دلوایا۔ پس آپؐ نے صحیح سالم پیالہ اس بی بی کی طرف بھجوایا جس کا پیالہ توڑ دیا گیا تھا۔ اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بی بی کے گھر رہنے دیا جس نے پیالہ توڑا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ آنحضرت ﷺ نے انصاف کے مطابق پیالہ تو واپس کر دیا لیکن غیرت والی بی بی پر مؤاخذہ نہ کیا کیونکہ شدت غضب سے ان کی عقل محجوب ہو چکی تھی۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالے نے عورتوں میں غیرت لکھدی ہے۔ جس نے انکی غیرت پر صبر کیا اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا۔

حدیث (۴۸۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ ...... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ اَوْ اَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَاَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ اِلَّا عِلْمِيْ بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اَوَعَلَيْكَ اَغَارُ ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا جنت تک پہنچا تو میں نے ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے۔ انہوں نے کہا یہ حضرت عمر بن الخطابؓ کا ہے۔ پس میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو مجھے اور تو کسی چیز نے نہ روکا چونکہ مجھے تمھاری غیرت کا علم تھا اس لئے داخل نہ ہوا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یا نبی اللہ! کیا میں آپؐ پر غیرت کرتا سب کچھ تو آپؐ کی بدولت ملا ہے۔

حدیث (۴۸۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ ...... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا لِعُمَرَؓ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُؓ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ اَوَعَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ اچانک ایک عورت تھی جو محل کے ایک کنارہ میں بیٹھی وضو بنا رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے کہا کہ یہ حضرت عمرؓ کا محل ہے۔ مجھے انکی غیرت یاد آگئی۔ تو وہاں سے پیٹھ دیکر بھاگا۔ حضرت عمرؓ جو مجلس میں موجود تھے وہ رو پڑے پھر فرمانے لگے یارسول اللہ کیا میں آپؐ پر غیرت کرتا۔ یہ وضو عادت کے طور پر تھا۔

باب غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

ترجمہ۔ عورتوں کی غیرت اور ان کا غمناک ہونا

حدیث (۴۸۶۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں جب تم میرے سے راضی ہوتی ہو یا جب تم میرے اوپر غضبناک ہوتی ہو۔ میں نے عرض کی آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو ایسا نہیں ہے۔

كُنْتُ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَإنَّكَ تَقُولِيْنَ لَاوَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإذَاكُنْتَ غَضبٰى قُلْتَ لَاوَرَبِّ إبراهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَااَهْجُرُ اِلَّااسْمُكَ..

رب محمد کی قسم ! اور جب مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لاورب ابراھیمؑ وہ فرماتی ہیں میں نے کہاہاں کچھ معاملہ ایسا ہے لیکن واللہ یارسول اللہ میں صرف آپؐ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔ دل میں تو آپؐ آباد ہیں ترک کی بجائے ھجران کا لفظ بولا کہ اس کے ترک سے مجھے درد وقلق ہوتا ہے۔

حدیث (٤٨٦٤) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ ...... عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَمَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ اُوْحِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَافِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کی اور کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں آئی جس قدر غیرت مجھے حضرت خدیجہؓ پر آئی۔ کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کثرت سے اس کا ذکر کرتے اور ان کی تعریف وثنا کرتے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی گئی کہ آپؐ ان بی بی خدیجہؓ کو جنت کے ایک ایسے گھر کی خوشخبری سنائیں جو سرکنڈے سے بنا ہوگا۔

باب ذَبِّ الرَّجُلِ عَلَى ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْاِنْصَافِ

ترجمہ۔ غیرت اور انصاف کے معاملہ میں مرد کا اپنی بیٹی کی طرف سے مدافعہ کرنا۔

حدیث (٤٨٦٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْنِيْ فِيْ اَنْ يُنْكِحُوْا اِبْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ يُرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيُنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِيَ بِضْعَةٌ مِنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا هٰكَذَا قَالَ ......

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپؐ منبر پر تھے کہ بیشک بنو ھشام بن المغیرہ مجھ سے اس بات کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا حضرت علی بن ابی طالب سے نکاح کر دینا چاہتے ہیں پس میں اجازت نہیں دونگا۔ سن لو میں اجازت نہیں دونگا۔ میں ہرگز اجازت نہیں دونگاہاں! علیؓ میری بیٹی کو طلاق دے دے اور انکی بیٹی سے نکاح کرلے کیونکہ وہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو چیز اس کیلئے تکلیف دہ ہے وہ میرے لئے تکلیف دہ ہے

تشریح از قاسمیؒ۔ اگرچہ حضرت خدیجہؓ موجود نہیں تھیں لیکن آپؐ کا کثرت سے ان کا ذکر کرنا اور ان کی تعریف کرنا یہ حضرت عائشہؓ کی غیرت کا موجب تھا جس سے ان کو غصہ آجاتا جو غیرت کو بھڑکاتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگرچہ حضرت علیؓ کے لئے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا مباح تھا لیکن نبی اکرم ﷺ کا فرمان رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے اس کو آپؐ کے خصائص میں سے شمار کیا جائیگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی خصوصیت ہو۔

باب يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

ترجمہ۔ مرد تھوڑے ہو جائیں گے عورتیں بہت ہو جائیں گی۔

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰیؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَتَرَی الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتْبَعُهٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ پس ایک آدمی کو دیکھا جائیگا کہ اس کے پیچھے چالیس عورتیں لگی ہیں جو اس کے ساتھ پناہ پکڑ رہی ہونگی مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے

حدیث (۴۸۶۶) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرِیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ الزِّنَاءُ وَيَكْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں تمھیں ضرور ایک ایسی حدیث سناؤں گا جو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اسے میرے سوا تمھیں کوئی نہیں بیان کریگا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین اٹھ جائیگا۔ جہالت بہت ہوگی۔ زنا کی کثرت ہوگی۔ شراب کثرت سے پی جائیگی۔ آدمی تھوڑے ہو جائیں گے۔ عورتیں بہت ہو جائیں گی۔ یہاںتک پچاس عورتوں کے لئے ایک ہی منتظم ہوگا۔

باب لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا ذُوْمَحْرَمٍ وَالدُّخُولُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ

ترجمہ۔ کوئی آدمی کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں نہ ملے البتہ قریبی رشتہ دار ذو محرم مل سکتا ہے۔ اور خاوند کو غائب کرنے والی پر بھی داخلہ ممنوع ہے۔

حدیث (۴۸۶۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں پر داخل ہونے سے بچو تو انصار کے ایک آدمی نے پوچھا کہ دیور جیٹھ کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا دیور تو موت ہے۔ یعنی جیسے موت سے ڈرتے ہو ایسے دیور سے بھی بچو کیونکہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کا مصداق ہوتا ہے لیکن لوگ اس میں سستی برتتے ہیں جس کے خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں۔

حدیث (۴۸۶۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا كَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں نہ ملے۔ مگر اس کا قریبی رشتہ دار محرم موجود ہو ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا یا رسول اللہ ! میری بیوی حج کے ارادہ سے سفر پر جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں لڑائی میں لکھا جا چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا واپس جاؤ اور اپنی بیوی کے ہمراہ حج ادا کرو کیونکہ غزوہ میں اور رقائم مقام ہو جائیگا حج میں محرم اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔

باب مَايَجُوْزُ اَنْ يَّخْلُوَا الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ ۔

ترجمہ۔ کیا کوئی آدمی لوگوں کی موجودگی میں کسی عورت سے تنہائی میں ملاقات کر سکتا ہے

حدیث (۴۸۶۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللهِ إِنَّكُنَّ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ....

جس سے آپؐ نے خلوت میں بات کی۔ پس آپؐ نے فرمایا بیشک تم تو تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

امام بخاریؒ نے عند الناس کی قید لگا کر بتلادیا کہ اجنبی عورت سے لوگوں کے سامنے الگ بات کرنا جائز ہے۔لوگوں سے چھپ کر بات نہ کرے

بَاب مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

ترجمہ۔جولوگ عورتوں کے ہم مثل بنتے ہیں ان کا عورتوں پر داخلہ ممنوع ہے۔

حدیث (٤٨٧٠) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ......عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ ...

ترجمہ۔حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تھے اور گھر میں ایک ہیجڑا جو عورتوں کے مشابہ ہوتے ہیں موجود تھا حضرت ام سلمہؓ کے بھائی ابی امیہ سے کہنے لگا کہ اگر اللہ تعالے کل کو طائف تمھارے لئے فتح کر دے تو میں تمھیں غیلان کی بیٹی کی نشاندہی کروں گا۔ جو پیٹ کی چار سلوٹوں میں آتی ہے۔اور آٹھ سلوٹوں میں پیچھے جاتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ بہت موٹی تازی ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آئندہ یہ لوگ تم عورتوں کے پاس نہ آیا کریں۔ خلقی طور پر جو مخنث ہیں وہ عورتوں کے حکم میں ہیں۔ اسلئے آپؐ نے اولاً انکار نہ فرمایا۔ دوسرے وہ جو بتکلف مخنث ہیں یہ مذموم ہے اس کا داخلہ منع ہے۔

بَاب نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ

ترجمہ۔بغیر تہمت کے عورت کا حبشیوں کو دیکھنا۔

حدیث (٤٨٧١) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ......عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسْأَمُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ ....

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ مجھے اپنی چادر سے چھپا رہے تھے۔اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں جنگی مظاہرہ کر رہے تھے یہاںتک کہ میں تھک گئی تم خود ہی اندازہ کر لو اس لڑکی کے متعلق جو نوخیز ہو اور لھو لعب کی حریص ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ فی الغیرة والانصاف ۷۸۷ انصاف کے معنی ہیں اپنے حق کو پورا لینے کے لئے کھڑا ہونا تو اگر حضرت عائشہؓ نے کسی معاملہ میں غیرت کا اظہار کیا تو اس میں کوئی شک اور شبہ نہ ہونا چاہئے۔ جبکہ غیرت کا ظاہر نہ کرنا دینی ابتلاء کا باعث بنتا ہو۔ تو اس صورت میں ان کا حق فوت ہو جاتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ الفاظ ترجمہ کی تشریح میں شراح کا اختلاف ہے۔ حافظؒ تو فرماتے ہیں ذب الرجل عن ابنته او فی دفع الغیرة عنها وطلب الانصاف لها یعنی بیٹی سے غیرت دفع کر کے اس کیلئے انصاف طلب کیا جائے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا ذب الرجل اودفعه عن ابنته الغیرة و فی بیان الانصاف لها یعنی اپنی بیٹی سے غیرت دفع کرنا اور اس کے لئے عدل کرنے کے بارے میں گویا کہ فی الغیرة میں کلمہ فی زائد ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ جو چیز اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ میں لانے والی ہیں ان کو دور کرنا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی بمعنی لام ہو یعنی غیرت کی وجہ سے۔ والانصاف یعنی اس کے لئے عدالت کے بیان میں ہے۔

باب خُرُوْجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ

ترجمہ۔ عورتوں کا اپنی ضرورت کیلئے باہر نکلنا کیسا ہے۔

حدیث (۴۸۷۲) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَؓ لَيْلًا فَرَاٰهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفِيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ وَهُوَ فِيْ حُجْرَتِيْ يَتَعَشّٰى وَاِنَّ فِيْ يَدِهٖ لَعَرْقًا فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ اَذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بی بی سودہ بنت زمعہؓ رات کے وقت کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں تو انہیں حضرت عمرؓ نے دیکھ کر پہچان لیا۔ فرمانے لگے واللہ اے سودہ! تو ہم پر چھپ نہیں سکتی تو واپس جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور یہ واقعہ ذکر کیا۔ جبکہ آپؐ میرے حجرہ میں تھے اور شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ اور آپؐ کے ہاتھ میں ایک گوشت والی ہڈی تھی جسے آپؐ نوچ رہے تھے پس آپؐ پر وحی کا نزول ہوا۔ جب وہ کیفیت آپؐ سے دور ہوئی تو آپؐ یہ فرما رہے تھے اللہ تعالٰی نے تم عورتوں کو اپنی ضروریات کے لئے گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دے دی ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ یاسودة ماتخفین علینا ۷۸۸۔۸ اس طرح پکارنے کا مقصد حضرت عمرؓ کا یہ تھا کہ اس طرح کے خطاب سے ان کو تکلیف پہنچے۔ جس کا اظہار وہ جناب نبی اکرم ﷺ سے کریں تا کہ آپ کو غیرت آئے اور حجاب کا حکم نازل ہو۔

35/2

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس روایت اور کتاب الطہارت کی روایت میں تصریح ہے۔ کہ نزول حجاب سے قبل عورتیں بول براز کے لئے باہر جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کی اس تنبیہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ لیکن اشکال ہے کہ سورہ احزاب کی تفسیر میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضرت سودہ کا یہ نکلنا نزول حجاب کے بعد تھا۔ جو کسی اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلیں چونکہ جسیمہ اور لمبے قد کی تھیں پہچانی گئیں۔ تو اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں پکارا۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حجاب اول اور تھا اور حجاب ثانی اور ہے۔ حضرت عمرؓ کے دل میں یہ بات آئی کہ حرم نبوی پر اجنبی کو کسی طرح اطلاع نہ ہو سکے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا احجب نسائک مقصد یہ تھا کہ اگرچہ ازواج مطہرات چھپی ہوئی بھی ہوں پھر بھی انکے بدن اور ذات کسی پر ظاہر نہ ہو سکے۔ اس لئے وہ روکنا چاہتے تھے۔ لیکن ضروریات کے لئے ان کو باہر نکلنے کی اجازت دے دی گئی۔ تاکہ حرج نہ ہو اور بیبیاں مشقت میں نہ پڑ جائیں۔ لیکن حدیث میں حجاب ثانی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی شارح تعدد حجاب کا قائل ہے۔ میرے نزدیک حدیث میں جو بعد الحجاب واقع ہوا ہے اس سے وہ آیت حجاب مراد ہے جو مشہور ہے۔ یاایھاالذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الایۃ یہ آیت آیت حجاب کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ بنابریں امام بخاریؒ نے کتاب الاستیذان میں باب آیت الحجاب کا ترجمہ قائم کیا ہے۔ اور حدیث کے اندر جو فانزل اللہ الحجاب ہے اس سے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی ہے۔ تو ظاہراً اس آیت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ بیبیاں بالکل گھر سے باہر نہ نکلیں جس میں سخت تنگی تھی اس لئے خروج للحاجۃ کے لئے اجازت دی گئی۔ اس تقریر سے دونوں روایتیں قبل الحجاب و بعد الحجاب والی جمع ہو جائینگی۔ ان میں کوئی تضاد نہیں رہیگا۔ یہ جمع بین الروایتین کی صورت ہے۔ لیکن علامہ ابن کثیرؒ نے بعد الحجاب والی روایت کو ترجیح دی ہے۔

بَاب اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

ترجمہ۔ عورت اپنے خاوند سے مسجد یا غیر مسجد کی طرف جانے کیلئے اجازت طلب کرے تو کیا حکم ہے

حدیث (۴۸۷۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد کی طرف جانے کی اجازت طلب کرے تو خاوند اسے نہ روکے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ نہی کراہت تنزیہ پر محمول ہے۔ لیکن اکثر علماء فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں مساجد کی طرف عورتوں کا جانا مکروہ ہے فتنہ کی وجہ سے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ ہمارے زمانہ کے حالات دیکھ لیتے تو عورتوں کو مساجد میں جانے سے روک دیتے۔ جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ اِلَى النِّسَاءِ فِى الرَّضَاعِ

ترجمہ۔ رضاعت یعنی دودھ پینے کی وجہ سے عورتوں کے پاس آنا اور انہیں دیکھنا کہاںتک حلال ہے

حدیث (۴۸۷۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَىَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَأْذَنِىْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضَعَتْنِى الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُؓ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ وَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ..........

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا آکر میرے سے داخلہ کی اجازت مانگنے لگا میں نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ جبتک کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے اس کے متعلق سوال کیا آپؐ نے فرمایا وہ تمھارا چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ وہ فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! دودھ تو مجھے عورت نے پلایا ہے مرد نے تو نہیں پلایا آپ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے اسے لائق ہے کہ وہ تمھارے گھر داخل ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ہمارے اوپر پردہ مقرر ہونے کے بعد کا ہے فرماتی ہیں کہ رضاعۃ سے بھی وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ رضاعت کا حکم بھی نسب کا ہے کہ عورتوں پر داخلہ انہیں دیکھنا رضاعت والوں کیلئے جائز ہے کما مرّ

بَابُ لَاتُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا

ترجمہ۔ کوئی عورت اپنے بدن کو دوسری عورت کے بدن سے نہ ملائے کہ کہیں وہ اس کے حالات اپنے خاوند کو بیان نہ کر دے

حدیث (۴۸۷۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ لَاتُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنا بدن کسی دوسری عورت سے نہ ملائے کہ کہیں وہ عورت اپنے خاوند کو اس کے کوائف نہ بیان کرنے لگے۔ بیان کرے گی تو گویا کہ مرد اس غیر محرم عورت کو دیکھ رہا ہے۔

حدیث (٤٨٧٦) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَاتُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنا بدن ننگا کسی دوسری عورت کے ننگے بدن سے نہ ملائے کہ وہ اپنے خاوند کو اس کے حال بیان کرنے لگے گویا کہ وہ اس اجنبی عورت کو دیکھ رہا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لاتباشرو ۱ ۸۸۷۔ مباشرۃ شرمگاہ کے ملانے کے علاوہ بھی حرام ہے۔ جبکہ کوئی عورت اس کے حال اجنبی سے بیان کرے۔ لیکن شرمگاہ کا شرمگاہ سے ملانا بغیر کسی حائل کے اس کی حرمت حالات بیان کرنے پر موقوف نہیں ہے کیونکہ جس چیز کا دیکھنا حرام ہے اس کو چھونا بھی حرام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی وضاحت بالکل بہتر ہے۔ کہ جو مباشرۃ ممنوعہ ہے وہ اس قید سے مقید ہے کہ عورت اپنے خاوند کو جا کر اس کے حالات بتائے۔ وہ مباشرۃ مادون عورت یعنی شرمگاہ کے علاوہ ہے لیکن شرمگاہ اور شرمگاہ سے ملانا جسے مساحقت کہتے ہیں وہ تو بالکل حرام ہے خواہ اس کی کیفیت بیان کرے یا نہ کرے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں لاتباشر میں لا نافیہ اور ناہیہ دونوں ہو سکتے ہیں کہ مباشرۃ ملامسۃ کو کہتے ہیں۔ اصل میں بشرہ ظاہر انسان کے چمڑے کو کہا جاتا ہے۔ تو عورت کا ظاہر چمڑا دوسری عورت کے ظاہر چمڑہ سے نہ چھوئے کہ کہیں یہ عورت اس کے بدن کی نرمی اور تعومۃ خاوند سے بیان نہ کردے۔ کانہ ینظر الیھا تو اس سے خاوند کا دل لٹک جائیگا اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ مباشر العورۃ کے بارے میں مسلم کی روایت ہے لاینظر الرجل الی عورۃ الرجل و لاتنظر المرأۃ الی عورۃ المرأۃ کہ کوئی مرد کسی دوسرے کے ننگ کو نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ننگ کو دیکھے۔ درمختار میں ہے ماحل نظر ماحل مسہ یعنی جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے اس کو چھونا بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن جبکہ شہوۃ کا خطرہ نہ ہو چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کا سر چھوتے تھے۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنی ماں کا پاؤں چوم لیا گویا کہ اس نے جنت کی دہلیز کو چوم لیا اگر شہوت کا خطرہ ہو تو نہ دیکھنا جائز ہے نہ ہاتھ لگانا جائز ہے۔ من اجنبۃ اجنبہ کے چہرہ اس کی ہتھیلیاں ان کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اگرچہ شہوۃ کا خطرہ نہ بھی ہو کیونکہ یہ زیادہ غلیظ ہے۔

باب قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِهِ

ترجمہ۔ آدمی کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی تمام بیویوں سے ہمبستر ہونگا

حدیث (٤٨٧٧) حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّیْلَۃَ لِمَائَتِہٖ امْرَاَۃٍ تَلِدُ کُلُّ امْرَاَۃٍ غُلَامًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَہُ الْمَلَکُ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَاَطَافَ بِھِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْھُنَّ اِلَّا امْرَاَۃٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَمْ یَحْنَثْ وَکَانَ اَرْجٰی لِحَاجَتِہٖ ....

حضرت سلمان بن داؤد علیہا السلام نے فرمایا کہ میں آج رات اپنی تمام سو بیویوں سے ہمبستر ہونگا ان میں سے ہر ایک ایک ایک لڑکا جنے گی جو فی سبیل اللہ جہاد کریگا۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ انشاء اللہ ضرور کہنا لیکن وہ نہ کہہ سکے اور بھول گئے ان سب سے ہمبستر ہوئے لیکن ان میں سے کسی نے بچہ نہ جنا سوائے ایک بیوی کے جس نے صرف آدھے انسان کو جنم دیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر وہ نبی انشاء اللہ کہہ دیتے تو قسم میں حانث نہ ہوتے اور ان کی ضرورت کے لئے زیادہ آرزو مند ہوتا۔

باب لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلًا اِذَا طَالَ الْغَیْبَۃَ مَخَافَۃَ اَنْ یُخَوِّنَھُمْ اَوْ یَلْتَمِسَ عَثَرَاتِھِمْ

ترجمہ۔ جب کوئی مرد لمبی غیر حاضری کرے تو رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے اس ڈر سے کہ کہیں ان کی خیانت نہ پکڑ لے یا ان کی غلطیاں تلاش کرے۔

حدیث (۴۸۷۸) حَدَّثَنَا اٰدَمُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰہِؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَکْرَہُ اَنْ یَّاْتِیَ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ طُرُوْقًا ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ اس کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی آدمی رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔

حدیث (۴۸۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ...... اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰہِؓ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا طَالَ اَحَدُکُمُ الْغَیْبَۃَ فَلَا یَطْرُقْ اَھْلَہٗ لَیْلًا........

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص لمبی غیر حاضری کرے تو وہ رات کے وقت اچانک گھر والوں کے پاس نہ پہنچ جائے۔

اگلی حدیث میں اس کی تشریح ہے تاکہ مغیبہ تنظیف و تزیین کرے کہیں میلی کچیلی دیکھ کر نفرت نہ کرلے جو جدائی کا باعث بن جائے نہی کی علت دوسری حدیث میں بیان ہو گئی کہ جب طول غیوبت ہو کہیں خیانات اور زلات نہ پکڑی جائیں جس سے گھر کا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔

باب طَلَبِ الْوَلَدِ

ترجمہ۔ بچے طلب کرنا کیسا ہے

حدیث (۴۸۸۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَايُعْجِلُكَ قُلْتُ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرُوْسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ الثِّقَةُ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَلْكَيْسَ اَلْكَيْسَ يَاجَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ ....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا جب ہم لوگ واپس ہوئے تو میں ایک تھکے ہوئے کمزور اونٹ پر جلدی جارہا تھا کہ پیچھے سے ایک سوار آکر مجھے ملا مڑ کر دیکھتا ہوں کہ وہ جناب رسول اللہ صلعم تھے۔ آپؐ نے پوچھا جلدی چلنے پر تجھے کس چیز نے مجبور کیا میں نے کہا حضرت میری نئی نئی شادی تھی آپؐ نے پوچھا کنواری سے شادی کی یا بیوہ سے میں نے کہا بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نوجوان لڑکی سے کیوں نہیں کی وہ تم سے دل لگی کرتی تم اس سے دل لگی کرتے فرماتے ہیں کہ ہم جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہم جلدی میں گھروں میں داخل ہونا شروع ہوئے تو آپؐ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ یہانتک کہ رات کو یعنی شام کے وقت گھر میں داخل ہو تاکہ بکھرے بالوں والی کنگھا کرلے اور غائب کرنے والی بال صاف کرلے۔

اور فرماتے ہیں مجھے اس ثقہ راوی نے اس حدیث میں یہ الفاظ زائد بتلائے الکیس الکیس یعنی اے جابر بچہ طلب کرو۔ مطلب یہ ہے کہ محض لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو بلکہ جماع سے غرض طلب اولاد ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگرچہ یہ حکم صراحۃً حدیث باب میں نہیں ہے لیکن الکیس کی تفسیر الولد سے کر کے امام بخاریؒ نے اس مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ البتہ حدیث محارب میں ہے اطلبوا لولد والتمسوه فانه ثمرة القلوب وقرة الاعين اياكم والعاقر کہ اولاد کی طلب اور اس کی تلاش میں رہو کہ ولد دلوں کا پھل اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور بانجھ عورت سے بچتے رہو۔

حدیث (۴۸۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَيْكَ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تو رات کے وقت آئے۔ تو اس وقت تک گھر والوں کے پاس نہ آؤ جبتک غائب کرنے والی بال صاف نہ کرلے اور بکھرے بالوں والی کنگھا نہ کرلے

بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُاللهِ ...... فِيْ الْكَيْسِ . فرماتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بچہ طلب کرو

تشریح از قاسمیؒ۔ لیلاً کی تفسیر عشاء سے کر کے امام بخاریؒ نے دوروایتوں کو جمع کر دیا کہ امر بالدخول رات کے اول حصہ میں ہے اور طروق اللیل کی ممانعت درمیان رات کے لئے ہے۔

باب تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةَ وَتَمْتَشِطُ

ترجمہ۔ خاوند کو غائب کرنے والی بال صاف کرلے استرے سے نہیں بلکہ پوڈر سے کیونکہ عورت کیلئے شرمگاہ کے بال استرے سے مونڈنا حرام ہے اور کنگھا کرے۔

حدیث (۴۸۸۲) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ...... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَاَحْسَنِ مَااَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَااَنَابِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ اَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْاحَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَيْ عِشَاءٍ لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہی کہ ایک غزوہ میں ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جب ہم واپس لوٹے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو میں ایک اپنے سست کمزور اونٹ پر جلدی جارہا تھا کہ پیچھے سے ایک سوار آکر مجھے ملا جس نے اپنے چھوٹے نیزے سے جوان کے پاس تھا میرے اونٹ کو چونک دی تو میرا اونٹ ایسے چلنے لگا جیسے عمدہ اونٹ تم نے چلتے دیکھے ہوں میں نے مڑکر دیکھا تو وہ جناب رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے کہا یارسول اللہ میں نے نئی نئی شادی کی تھی اس لئے جلدی کر رہا تھا آپؐ نے پوچھا اچھا تم نے شادی کرلی ہے۔ میں نے کہا ہاں کرلی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے کہا بیوہ سے آپؐ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں کی تم اس سے دل لگی کرتے وہ تم سے دل لگی کرتی۔ بیوہ سے یہ توقع نہیں ہوسکتی پس جب ہم نے مدینہ کے قریب پہنچ کر گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو آپؐ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ رات کے وقت یعنی شام کو رات کے اول حصہ میں داخل ہو تاکہ پراگندہ بال والی کنگھا کرلے اور خاوند کو غائب کرنے والی بال صاف کرلے

باب لَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّالِبُعُوْلَتِهِنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ۔

حدیث (۴۸۸۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍؒ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِاَیِّ شَیْءٍ دُوْوِیَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ فَسَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِیَّؓ وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مِنْ مَنْ بَقِیَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ وَمَابَقِیَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِیٌّؓ یَاْتِیْ بِالْمَاءِ عَلٰی تُرْسِهٖ فَاَخَذَ حَصِیْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِیَ بِهٖ جُرْحُهٗ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اختلاف ہو گیا کہ احد کی لڑائی میں جو رسول اللہ ﷺ کو زخم آیا تھا اس کا کس چیز سے علاج کیا گیا۔ تو انہوں نے حضرت سھل بن سعد الساعدیؓ سے پوچھا کیونکہ اصحاب نبی اکرم ﷺ میں وہی آخری مدینہ میں رہ گئے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا آج روئے زمین پر کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا جو میرے سے زیادہ اس کو جاننے والا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپؐ کے چہرہ سے خون دھوتی تھیں۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال کے اندر پانی لاتے تھے۔ جب خون بند ہوا تو کھجور کی چٹائی لیکر اسے جلایا گیا اور اس کی راکھ سے زخم بھر گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابنت سے سینہ پنڈلی وغیرہ مراد ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہؓ نے علاج معالجہ کیا تو بیٹی نے اپنے باپ کے لئے مقام زینت کو ظاہر کیا۔ اگر چہ یہ واقعہ نزول حجاب سے قبل کا ہے لیکن استصحاباً ترجمہ ثابت ہوا چچا اور ماموں بھی باپ کے حکم میں ہیں۔

باب وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ

ترجمہ۔ وہ بچے جو ابھی بلوغ کو نہ پہنچے ہوں

حدیث (۴۸۸۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ سَاَلَهٗ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَضْحًی اَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِیْ مِنْهُ مَاشَهِدْتُهٗ یَعْنِیْ مِنْ صِغَرِهٖ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ یَذْكُرْ اَذَانًا وَلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَیْتُهُنَّ یَهْوِیْنَ اِلٰی اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ یَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰی بَیْتِهٖ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے کسی آدمی نے پوچھا کیا آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید الضحیٰ یا عید الفطر میں حاضر تھے انہوں نے فرمایا ہاں! اگر میرا کوئی مرتبہ ومقام جناب نبی اکرم ﷺ سے نہ ہوتا تو میں اپنے چھوٹے ہونے کی وجہ سے حاضر نہ ہوتا۔ تو فرماتے ہیں آپ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ اس میں انہوں نے نہ تو آذان کا ذکر کیا اور نہ اقامت کا کیونکہ یہ فرائض کے ساتھ مختص ہے۔ پھر آپؐ عورتوں کے مجمع میں تشریف لائے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کو

صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا۔ تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور گلے کی طرف جھکیں۔ زیورات نکالے اور حضرت بلالؓ کے سپرد کئے پھر آنحضرت ﷺ اور حضرت بلالؓ اپنے گھر واپس لوٹے اس حدیث سے ثابت کرنا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ صغیر سن تھے انہوں نے عورتوں اور ان کے فعل کا مشاہدہ کیا حضرت بلالؓ اگرچہ آزاد کردہ غلام تھے ممکن ہے عورتوں کے چہرے ان کے سامنے کھلے ہوئے نہ ہوں۔

باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنَ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

ترجمہ۔ کسی آدمی کا اپنے ساتھی سے یہ پوچھنا کہ کیا تم نے آج رات ہمبستری کی۔ اور آدمی کا اپنی بیٹی کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے وقت اسکی کمر میں چوک مارنا

حدیث (۴۸۸۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍؓ وَجَعَلَ يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکرؓ نے مجھے ڈانٹا اور میری کمر میں اپنے ہاتھ سے چوک مارنے لگے میں اس لئے نہ ہل جل سکی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ اعرستم الليلة ۸۹۔۷۔۲۶ حدیث باب میں ترجمہ کے پہلے جزء اعراس کا ذکر نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کو قیاس سے ثابت کیا ہے کہ۔ ابوبکرؓ حضرت نبی اکرم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے پاس اس وقت تشریف لائے۔ جبکہ آپؐ نے اپنا سر مبارک حضرت عائشہؓ کی ران پر رکھا ہوا تھا۔ تو جب اس حالت نے حضرت صدیق اکبرؓ کو داخلہ سے نہ روکا تو یقیناً انہوں نے اعراس (آخری رات کے آرام کے متعلق) سوال کیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو اس سے ادنی اور ایسر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ ترجمہ ثابت کرنے میں دوسرے شراح کی توجیہ سے عمدہ ہے۔ مولانا مکیؒ اپنی تقریر میں لکھتے ہیں کہ راسه على فخذى کے قول میں سے ترجمہ ثابت ہے۔ کیونکہ جب عورت اور مرد کی اس حالت کذائی کو دیکھنا جائز ہے۔ تو ان کا یہ پوچھنا بھی جائز ہے کہ کیا تم آج رات ہم بستر ہوئے۔ کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میرے نزدیک ہے کہ مصنفؒ نے بیان چھوڑ دیا ہے تاکہ اس کے اندر وہ حدیث لکھ دی جائے جس کی طرف هل اعرستم ...... سے اشارہ کیا ہے۔ اور یہ حدیث هل اعرستم الليلة کے الفاظ کے ساتھ کتاب العقیقہ کے ساتھ اوائل میں عنقریب آجائیگی۔ جہاں حضرت ام سلیم کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے

اپنے بیٹے کی موت پر اپنے خاوند سے کیا سلوک کیا۔ اور بعض حضرات نے نسخہ بخاری میں صرف جزء ثانی کا ذکر کیا ہے۔ جزء اول کا نہیں۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اکثر بخاری کے نسخوں میں جزء اول کا ذکر نہیں ہے۔ اگر موجود ہو تو پھر جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کو اپنی شرط کے مطابق حدیث نہیں مل سکی۔ اور صاحب تیسیر بھی فرماتے ہیں کہ اس باب کے جزء اول پر کوئی حدیث مصنفؒ کی شرط کے مطابق نہیں ملی۔ اس لئے اسے نہیں لائے۔ اور جن حضرات نے ترجمہ کی توجیہات ذکر فرمائی ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ بسااوقات امام بخاریؒ تشحیذ اذھان کے لئے حدیث ذکر نہیں کرتے تاکہ قارئین خود ذھن پر زور دیکر ترجمہ کے مطابق حدیث تلاش کرلیں۔ ابن منیر فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہؓ جزء اول کے لئے مثبت ہے کیونکہ آدمی کا اپنی بیٹی کی کمر کو تادیب کے بغیر پکڑنا ممنوع ہے۔ اس طرح حالت جماع کے متعلق خوشدلی۔ یا بشارہ کے بغیر سوال کرنا بھی ممنوع ہے۔ یہ چیز دونوں کے درمیان جامع ہے۔ اس لئے جزء اول اس حدیث عائشہؓ سے قیاساً ثابت ہوا۔

کِتَابُ الطَّلَاقِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَوْلَ اللهِ تَعَالٰى يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ .....

ترجمہ۔ اے اللہ کے نبیؐ! جب آپؐ اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہیں تو ان کی عدت کے وقت ان کو طلاق دیں اور عدت کو شمار کریں۔

اَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ وَطَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَّيُشْهِدُ شَاهِدَيْنِ

ترجمہ۔ طلاق کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اسے جماع کے بغیر حالت طہر میں طلاق دی جائے اور دو گواہ بنائے جائیں۔

حدیث (۴۸۸۶) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللهِ ...... عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی یہ زمانہ حضور رسول اللہ ﷺ کا تھا جو حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ جس پر آپؐ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُرُوْہُ فَلْیُرَاجِعْھَا ثُمَّ لِیُمْسِکْھَا حَتّٰی تَطْھُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ ثُمَّ تَطْھُرَ ثُمَّ اِنْ شَاءَ اَمْسَکَ بَعْدُ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّ فَتِلْکَ الْعِدَّۃُ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ اَنْ تُطَلَّقَ لَھَا النِّسَاءَ ....

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں حکم دو وہ بیوی سے رجوع کرلیں پھر پاک ہونے تک انہیں روکے رکھیں پھر اسے جب ماہواری آئے اور پاک ہو جائے۔اگر چاہے تو بیوی کو اپنے پاس روک رکھے۔اگر چاہے تو ہمبستری سے پہلے اسے طلاق دے دے۔یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالے نے حکم دیا ہے کہ عدت کے وقت عورتوں کو طلاق دی جائے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ امام مالک ؒ فرماتے ہیں طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طہر میں طلاق دے جس میں اس سے جماع نہ کیا ہو۔اور طلاق بھی ایک مرتبہ ہو پھر عدت گذرنے تک چھوڑ دے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے یہانتک کہ تیسرے حیض کے اوائل میں خون دیکھنے سے عدت ختم ہو جائیگی۔امام ابو حنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ یہ احسن الطلاق ہے۔اور ایک قول حضرت ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ جب عورت کو تین طلاق دو دفعۃً ایک مرتبہ دینا چاہئے۔تو اسے ہر طہر کے اندر بغیر جماع کے ایک طلاق دے۔امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ تین طلاق ایک ہی مرتبہ دینا حرام تو نہیں ہے۔لیکن افضل یہ ہے کہ الگ الگ طلاق دے۔دیگر حضرات اسے بدعۃ کہتے ہیں۔

بَابُ اِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ یُعْتَدُّ بِذٰلِکَ الطَّلَاقِ۔

ترجمہ۔جب عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی جائے تو اس کا اعتبار کیا جائیگا۔

حدیث(۴۸۸۷)حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَؓ امْرَأَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَذَکَرَ عُمَرُؓ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لِیُرَاجِعْھَا فَقُلْتُ اَتُحْتَسَبُ قَالَ فَمَہْ وَعَنْ قَتَادَۃَؒ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ مُرْہُ فَلْیُرَاجِعْھَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ رَأَیْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍؒ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ حُسِبَتْ عَلَیَّ بِتَطْلِیْقَۃٍ........

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس کا حضرت عمرؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے رجوع کرنا چاہئے۔میں نے کہا یہ طلاق شمار ہوگی۔آپؐ نے فرمایا شمار نہ ہوگی تو کیا ہوگا۔قتادہ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اس کو حکم دو کہ وہ رجوع کرلے۔میں نے پوچھا اس طلاق کا شمار ہوگا یا نہیں۔آپؐ نے فرمایا میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ عاجز ہو گیا۔اور بے وقوفی کی۔ابو معمر کی روایت میں ہے کہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ وہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔

بَاب مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ

ترجمہ۔ جس شخص نے طلاق دی تو کیا طلاق دیتے وقت وہ اپنی بیوی کے سامنے ہو۔

حدیث (۴۸۸۸) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ......

عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا اُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اَلْحَقِي بِاَهْلِكِ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب جون کی بیٹی کو جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا گیا۔ اور آپؐ اس کے قریب ہوئے تو کہنے لگی کہ میں تو اللہ کے ساتھ تیرے سے پناہ پکڑتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو نے ایک عظیم ذات کے ساتھ پناہ پکڑلی ہے۔ لهذا اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے حدیث باب سے جواز مشروعیت طلاق کو ثابت کیا اور ابغض الحلال الی الطلاق وہ طلاق ہے جو بلا سبب ہو۔ اور مواجہ کے خلاف اولی ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ ویسے جواز ثابت ہے۔ آپؐ نے فرمایا الحقی اھلک۔

حدیث (۴۸۸۹) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ......

عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ ؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى انْطَلَقَا اِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْط حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِجْلِسُوْا هٰهُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ اُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَاُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتِ اُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ هَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا اَبَا اُسَيْدٍ اكْسُهَا

ترجمہ۔ حضرت ابو اسیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ باہر نکلے یہاں تک چلتے چلتے ہم ایک ایسے باغ تک پہنچ گئے جسے شوط کہا جاتا ہے وہاں سے ہم دو باغوں کے پاس پہنچکر ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہم لوگوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھ جاؤ۔ اور آپؐ اندر داخل ہوئے جبکہ جونیہ آپؐ کے پاس لائی گئی۔ جسے مقام نخل کے ایک گھر میں اتار اگیا تھا اور گھر کے اندر امیمہ بنت النعمان بن شراحیل بھی تھی اور اس کے ہمراہ دودھ پلانے والی پرورش کنندہ بھی تھی پس جب نبی اکرم ﷺ اس کے پاس جاکر فرمانے لگے کہ تو اپنے آپ کو میرے لئے ھبہ کر دے۔ تو وہ کہنے لگی کیا ایک ملکہ اپنے آپ کو ایک باری کے ھبہ کر سکتی ہے۔ آپؐ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس پر ہاتھ رکھا تا کہ اسے سکون حاصل ہو غرور نخوت نکل جائے۔ تو اس نے کہا کہ میں تو اللہ تعالی

زِقَتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُّجَهِّزَهَا وَيَكْسُوْهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ ....

کے ساتھ تیرے سے پناہ پکڑتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے ایک ایسی ذات کے ساتھ پناہ پکڑلی ہے جو پناہ پکڑنے کی جگہ ہے پھر ہمارے پاس تشریف لاکر فرمانے لگے اے ابو اسیدؓ اس کو کتان کی دو سفید چادریں پوشاک دے دو اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس پہنچادو کیونکہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے اور حسین بن الولید کی روایت میں ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے شادی کی جب وہ آپؐ کے پاس لائی گئی اور آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف پھیلایا تو گویا اس نے اس کو ناپسند کیا آپؐ نے حضرت ابو اسیدؓ سے فرمایا اس کو تیار کرو اور دو رازقی لمبی ریشمی چادریں اس کو دیکر اسے اس کے گھر پہنچادو حضرت سہل بن سعدؓ بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ فی بیت فی نخل ۷۶۰۔۱۹ جب مقصود اس گھر کا بیان کرنا تھا جس میں جونیہ نے پڑاؤ کیا تھا۔ اور وہ گھر مقام نخل میں تھا جس پر فی بیت کا لفظ دلالت کرنے میں کافی نہیں تھا اس لئے فی نخل کا لفظ زائد کیا گیا۔ بعض نے وہم کیا کہ یہ بدل تعط کے طور پر ہے یا مقصود نخل کے نزول کو بیان کرنا تھا۔ بیت کا ذکر تشبیہاً یا مجازاً لایا گیا۔ اس لئے فی بیت کا لفظ دوبارہ لایا گیا تاکہ ان احتمالات کو دفع کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے فی بیت فی نخل سب تنوین کے ساتھ ہیں اور امیمہ مرفوع یا تو جونیہ سے بدل ہے یا اس کا عطف بیان ہے اور بعض شراح نے اضافۃ سے لکھا ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ جونیہ کے نام کے بارے میں مختلف روایات ہیں شاید اس کا نام اسما تھا اور امیمہ اس کا لقب تھا۔ شراح نے جونیہ کے نکاح اور عدم نکاح میں بحث کی ہے۔ یہانتک کہا ہے کہ پہلے نکاح تو نہیں ہوا تھا البتہ آپؐ کو بغیر اذن ولی اور بغیر ھبہ کے نکاح کرنے کا حق حاصل ہے النبی اولی المؤمنین۔ لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ شراحیل کی پیشکش پر کہ میں اجمل عرب سے آپ کا نکاح کرتا ہوں۔ آپ کا نکاح ہو چکا تھا پھر آپؐ نے اس کی کراہۃ پر اسے طلاق دی اسلئے کتاب الطلاق میں اس قصہ کا لانا صحیح ہو گیا چنانچہ مولاناگنگوہیؒ اپنی تقریر میں لکھتے ہیں کہ ھبی نفسک کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ نفس نکاح پہلے سے موجود تھا۔ حسین بن رشید کی روایت میں اسکی تصریح ہے۔ کہ تزوجھا النبی ﷺ اس بنا پر الحقی باھلک سے طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور مولانا حسین علی پنجابیؒ کی تقریر میں ہے کہ اس عورت کا پناہ پکڑنا اس بنا پر تھا کہ اسے جناب نبی اکرم ﷺ کے نبی ہونے کا علم نہیں تھا اسلئے سوقہ کا لفظ استعمال کیا چنانچہ جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو اللہ کے رسول تھے تو وہ پشیمان ہو کر کہنے لگی کہ یہ میری کتنی بد بختی تھی کہ میں نے ان سے پناہ پکڑلی۔ اور ابن سعید نے لقمان بن عون کندی کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے اجمل عرب کا آپؐ سے نکاح کر دیا۔

حدیث(۴۸۹۰)حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دے تو اس کا کیا حکم ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم ابن عمر کو پہچانتے ہو۔ ابن عمرؓ نے حالت حیض میں بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ تو حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ ابن عمرؓ رجوع کر لے۔ پس جب وہ پاک ہو جائے۔ اور یہ طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو پھر طلاق دے سکتا ہے۔ میں نے پوچھا کیا ایسی حالت میں یہ طلاق شمار ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو اگر یہ عاجز ہو گیا یا بے وقوفی کی تو طلاق تو واقع ہو جائیگی۔ اس حدیث میں اگر چہ صراحۃ موجھہ کے الفاظ نہیں ہیں لیکن بظاہر ابن عمرؓ کے رویہ سے مواجہۃ ہی معلوم ہوتی ہے۔

بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو تین طلاق کو جائز قرار دیتا ہے۔

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ......وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي مَرِيضٍ طَلَّقَ لَا أَرَى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوتَةٌ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ.........

ترجمہ۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ طلاق دو مرتبہ ہے پھر دستور مشہور کے مطابق روک رکھنا ہے۔ یا اچھے طریقہ سے چھوڑ دینا ہے۔ حضرت ابن الزبیرؓ اس مریض کے بارے میں فرماتے ہیں جس نے بیوی کو طلاق دے دی میں نہیں سمجھتا کہ اسکی مبتوتہ جس کو طلاق مبتی مل چکی ہو اس کی وارث بنیگی۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ وہ مطلقہ وارث ہو گی۔ ابن شبرمہ کا قول اچھا ہے کہ جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو کیا وہ نکاح کر سکتی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو اگر دوسرا خاوند مر جائے تو نکاح کر سکتی ہے۔ پھر امام شعبیؒ نے اس قول سے رجوع کر لیا۔ فرمایا کہ جبتک عورت مطلقہ ثلاث عدت میں ہے وہ خاوند کی جائداد کی وارث ہو گی۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ اگر خاوند عدت گذرنے کے بعد مر گیا۔ تو اس کے لئے میراث نہیں ہے۔ امام شافعی دونوں صورتوں میں وارث نہیں بناتے۔

حدیث(۴۸۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ...... اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُوَيْمِرً الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهٗ يَاعَاصِمُ اَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَاعَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَاسَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهٖ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَاعَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهٗ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْأَلَهٗ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَأْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعد ساعدیؓ خبر دیتے ہیں کہ عویمر العجلانیؓ حضرت عاصم بن عدی انصاریؓ کے پاس آکر کہنے لگا اے عاصم! بتلاؤ۔ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو اپنی بیوی کے ہمراہ مشغول پائے تو کیا وہ اس کو غیرت کی بنا پر قتل کر سکتا ہے۔ کہ پھر تم لوگ اسے قصاص میں قتل کر دوگے۔ یا وہ کیا کرے اے عاصم! اس کے بارے میں تم رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو تو حضرت عاصمؓ نے اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے مسائل پوچھنے کو ناپسند فرمایا۔ بلکہ عیبناک سمجھا۔ تو حضرت عاصمؓ نے جو کچھ جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ ان پر گراں گذرا پس جب وہ اپنے گھر واپس آئے تو حضرت عویمرؓ نے ان سے آکر پوچھا کہ اے عاصمؓ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں تجھے کیا فرمایا۔ حضرت عاصمؓ نے فرمایا کہ تم میرے پاس کوئی اچھی بات نہیں لائے اس مسئلہ کو جو تم نے پوچھا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے۔ حضرت عویمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! کہ میں اس وقت تک نہیں رکوں گا جبتک آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں دریافت نہ کرلوں چنانچہ حضرت عویمرؓ اس وقت آنحضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبکہ آپؐ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے توانہوں نے کہا یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں بتلایئے جس نے کسی شخص کو اپنی بیوی کے ہمراہ مشغول پایا ہو۔ اگر وہ اسے قتل کر دیتا تو آپ لوگ اسے قصاص میں قتل کر دینگے اب وہ کیا کرے۔ تو اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں حکم الٰہی نازل ہو چکا ہے۔

اِبْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ ...... جاؤ اسے لے آؤ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ ان دونوں میاں بیوی نے لعان کیا میں بھی دوسرے لوگوں کے ہمراہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا پس جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو حضرت عویمرؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! کہ اب اگر میں نے اس عورت کو اپنے پاس رکھا تو میں اس پر جھوٹ بولنے والا ہونگا۔ اس لئے اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی۔ ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ لعان کروالے خاوند بیوی کا یہی جدائی کا طریقہ رائج ہے۔

حدیث (٤٨٦٢) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَائَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ وَاِنِّيْ نَكَحْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ وَاِنَّمَا مَعَهٗ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَاحَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں۔ کہ رفاعہ قرظیؓ کی بیوی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یارسول اللہ حضرت رفاعہ نے مجھے طلاق دے کر میری طلاق کو پکا کر دیا۔ ان کے بعد میں نے عبدالرحمن بن الزبیر قرظیؓ کے ساتھ نکاح کیا جس کے پاس تو پھند نے جیسا آلہ تناسل ہے جو کمزور ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ شاید تو رفاعہؓ کے واپس جانا چاہتی ہے۔ اس وقت تک نہیں جاسکتی جبتک کہ وہ تیری مٹھاس نہ چکھ لے اور تو اس کی مٹھاس نہ چکھے یعنی جبتک وہ جماع نہ کرے۔

حدیث (٤٨٩٣) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَاحَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی جس نے دوسرے آدمی سے شادی کرلی پھر اس نے بھی طلاق دے دی پس جناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہوسکتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جبتک کہ دوسرا خاوند اس کی مٹھاس نہ چکھ لے جیسا کہ پہلے نے چکھی ہے کہ اس نے اس سے جماع کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ طلاق ثلاث کے بارے میں شیخ گنگوہیؒ نے دو مفضود علی سنن ابی داؤد میں کافی بحث کی ہے۔ امقدمہ لامع الدراری سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ آخر زمانہ میں شیخ گنگوہیؒ کی آنکھ میں پانی اتر آیا تھا۔ جس کی وجہ سے شیخؒ اختصار سے تقریر فرماتے ابحاث کی وضاحت نہیں کرتے تھے حاشیہ بخاری میں مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے اشارہ فرمایا ہے کہ

اس مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ ظاہر یہ کا مسلک ہے کہ تین طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک طلاق شمار ہو گی۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ سرے سے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ لیکن جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ تین طلاق واقع ہو گی۔ البتہ ایسا شخص گناہگار ضرور ہو گا۔ اور فرمایا جو اس کا مخالف ہے وہ اہل السنۃ کا مخالف ہے۔ اگر اس سے ایک طلاق کی نیت کرے تب بھی تین طلاق ہو گی۔ کیونکہ نیت صریح لفظ سے معارض نہیں ہو سکتی۔ اور شیخ مکی ؒ کی تقریر میں ہے لااری ان ترث مبتوتہ یعنی خاوند اگر اسکی عدت میں مر جائے تو وارث نہیں ہو گی۔ امام شعبیؒ نے فرمایا کہ وارث ہو گی۔ اگرچہ خاوند کی بعد گذر جانے عدت کے بھی وفات ہو جائے۔ جس پر ابن شبرمہ نے اعتراض کیا کہ اگر زوج ثانی مر جائے تو کیا وہ اس سے بھی وارث ہو گی۔ پھر تو وہ دو میراث کی مالک بن گئی۔ حالانکہ میراث تو نکاح کی فرع ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں کی منکوحہ ہے جس پر شعبیؒ حیران ہو گئے۔ اور اپنے قول سے رجوع کر لیا۔ طلاق مریض کے بارے میں اوجز میں بسط سے کلام کیا ہے۔ جس پر بارہ مذاہب نقل کئے گئے ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے امام احمدؒ فرماتے ہیں مطلقہ ثلاث خاوند کی وارث ہو گی۔ اگرچہ اس کی وہ عدت ختم ہو جائے۔ جبتک کہ دوسرے خاوند سے نکاح نہیں کرتی۔ دوسرا مسلک امام مالکؒ کا ہے۔ کہ وہ وارث ہو گی اگرچہ دس خاوندوں سے نکاح کر لے۔ ظاہر یہ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ وہ سرے سے وارث نہیں ہو گی۔ خواہ قبل الدخول ہو یا بعد الدخول ہو۔ اور چوتھا قول حنفیہؒ کا ہے۔ کہ جبتک عدت میں ہے وارث ہو گی بعد ازاں نہیں ہو گی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لاطلاق مرتان سے امام بخاریؒ نے اس طرح استدلال کیا ہے۔ کہ جب دو طلاق کو جمع کرنا جائز ہے تو تین طلاق کو جمع کرنے میں کوئی قباحت نہ ہو گی۔ اور اچھی اور عمدہ توجیہ یہ ہے کہ تشریح باحسان عام ہے جو القاع طلاق ثلاث دفعۃً واحدۃً کو بھی شامل ہے۔ یہ علامہ عینیؒ اور کرمانیؒ کی توجیہ ہے۔ ابن شبرمۃ کے قول کے مطابق صورت مسئلہ یوں ہو گی کہ جب کسی مریض نے بیوی کو طلاق دی۔ اور عدت ختم ہونے کے بعد اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا۔ اتفاق سے زوج ثانی اور زوج اول ایک ہی دن میں مر گئے۔ تو اس صورت میں شعبیؒ کے قول پر عورت دونوں خاوندوں سے وارث بنی جو صحیح نہیں ہے۔ تب امام شعبیؒ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔ اور فرمایا کہ جبتک عدت میں ہے وارث ہو گی۔ بعد ازاں نہیں ہو گی۔ **فطلقھا ثلاثا** اگرچہ متلاعنین میں نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے سامنے جب حضرت عویمرؓ نے تین طلاق دی تو آپؐ نے انکار نہیں فرمایا تو آپؐ کی تقریر سے جواز طلاق ثلاث ثابت ہوا۔ اگر ممنوع ہوتا تو آپؐ انکار فرما دیتے۔ **فبت طلاقی** اس سے ترجمہ ثابت ہوتا ہے کہ خواہ طلاق ثلاث مجموعہ ہوں یا متفرقہ بہر حال طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ **وتذوقی عسیلتہ** امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ غیوبۃ حشفہ ضروری ہے خواہ انزال نہ بھی ہو اس پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ حضرت حسن بصریؒ انزال کو شرط گردانتے ہیں لیکن تذوقی کے لفظ ذکر کرنے سے اشارہ ہے کہ انزال شرط نہیں ہے کیونکہ وہ توسیر الی ہے۔ نیز! جماع اختیاری ہے۔ انزال اختیاری نہیں ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ دخول کے شرط ہونے میں کسی اہل السنۃ کا خلاف نہیں ہے۔

باب مَنْ خَيَّرَ نِسَائَهُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ الاية .

حديث (٤٨٩٤) حَدَّثَنَا اَبُوْالْيَمَانِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لماامررسول الله ﷺ بتخيير ازواجه بدء بى فقال انى ذاكر لك امرافلاعليك ان لاتعجلى حتى تستأمرى ابويك قالت وقد علم ان ابوى لم يكونا يأمرانى بفراقه قالت ثم قال ان الله قال جل ثناؤه ياايهاالنبى الى قوله اجرا عظيماقال فقلت ففى اى هذا استأمرابوى فانى اريدالله ورسوله والدار الاخرة قالت ثم فعل ازواج رسول الله ﷺ مثل مافعلت .

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپؐ نے میرے سے ابتداء فرمائی۔ ارشاد ہوا کہ میں ایک بات تم سے ذکر کرنے والا ہوں۔ اس کے جواب دینے میں جلدی سے کام نہ لینا جبتک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کر لیں۔ فرماتی ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا کہ میرے ماں باپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہونے کا مشورہ یا حکم نہیں دے سکتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ پھر آپؐ نے آیت تخییر تلاوت فرمائی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا ان میں سے کس کے بارے میں میں اپنے ماں باپ سے مشورہ طلب کروں میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں۔ فرماتی ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیویوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح میں نے کہا تھا۔

حديث (٤٨٩٥) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَااللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَمْ يُعَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا ...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کر لیا اس خیار کو آپؐ نے ہم پر کوئی طلاق وغیرہ شمار نہ کیا۔

حديث (٤٨٩٦) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٍ لَااُبَالِيْ خَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً اَوْمِائَةً بَعْدَ اَنْ تَخْتَارَنِيْ ..

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے خیار کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ہمیں جناب نبی اکرم ﷺ نے اختیار دیا تھا۔ کیا یہ طلاق ہو گیا تھا حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ جب عورت نے مجھے اختیار کر لیا تو پھر اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں نے اس کو ایک طلاق کا اختیار دیا تھا یا سو طلاق کا

تشریح از قاسمیؒ۔ لا ابالی یعنی جب عورت نے خاوند کو اختیار کر لیا تو اب تخییر سے کوئی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کا مسلک ہے کہ اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی اس سے فرقت واقع ہو گی حضرت علیؓ وغیرہ حضرات سے منقول ہے۔ کہ نفس تخییر سے ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائیگی۔ خواہ وہ خاوند کو اختیار کر لے۔ لیکن یہ احادیث صحیحہ صریحہ ان کے مسلک کی تردید کرتی ہیں۔ شاید یہ احادیث ان تک نہیں پہنچیں۔

باب اِذَاقَالَ فَارَقْتُكِ

اَوْسَرَّحْتُكِ اَوِالْخَلِيَّةُ اَوِالْبَرِيَّةُ اَوْ مَاعُنِيَ بِهٖ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْتَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ وَقَالَ اَوْفَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَتْ عَائِشَةُؓ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ ﷺ ان ابوى لم يكونا يامرانى بفراقه ---------

ترجمہ۔ جس شخص نے فارقتک میں نے تجھے جدا کر دیا تو خلیہ آزاد ہے۔ بریہ اور دوسرے بری ہے یا ایسے الفاظ جن سے طلاق مراد لی جاسکتی ہے۔ تو وہ بولنے والے کی نیت پر موقوف ہے کیونکہ یہ الفاظ کفائی ہیں۔ جو نیت پر موقوف ہیں سرحوھن میں تسریح کے معنی سے چھوڑ دینا کے ہیں طلاق کے نہیں ہیں۔ اس طرح دوسرے الفاظ بھی ذو معنی ہیں طلاق متعین نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ لفظ صریح طلاق کے لئے ضروری ہے۔ فراق اور تسریح کے الفاظ قرآن مجید میں اور معانی کے لئے بھی وارد ہوئے ہیں۔ اور طلاق کا لفظ صرف طلاق کے لئے وارد ہوا ہے اور کسی معنی کے لئے وارد نہیں ہوا۔

باب مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ

اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ قَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهٗ وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِذَاطَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِاَنَّهٗ لَايُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی نیت کا اعتبار ہو گا اور دیگر اہل علم نے فرمایا کہ جب اس نے تین طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو گئی تو اس کو حرام طلاق فراق کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

ثَلَاثَ لَاتَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِيْ بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا حُرِّمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ .....

اور یہ قول اس شخص کی طرح نہیں ہے جس نے کھانے کو اپنے اوپر حرام قرار دیا۔ کیونکہ حلال کھانے کو حرام نہیں کہا جا سکتا۔ اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے۔ کہ وہ حرام ہو گئی۔ اور تین طلاق کے بارے میں فرمایا کہ جبتک کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور لیثؒ حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرؓ سے جب اس شخص کے متعلق دریافت کیا جاتا جس نے تین طلاق دی تو فرماتے کاش تو ایک یا دو مرتبہ طلاق دیتا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے اسی کا حکم دیا پس اگر اس نے بیوی کو تین مرتبہ طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو جائیگی جبتک حلالہ کرنے کے لئے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے۔

حدیث (۴۸۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ...... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلٰى شَيْءٍ تُرِيْدُهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ وَإِنِّيْ تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِيْ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِيْ إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَصِلْ مِنِّيْ إِلٰى شَيْئًا فَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا پس اس نے بھی طلاق دیدی اور اس کے پاس پھندنے جیسا آلۂ تناسل تھا جس کی وجہ سے وہ اس کام تک نہ پہنچ سکا جو عورت اس سے چاہتی تھی۔ پس بغیر دیر کئے اس نے اسے طلاق دے دی۔ تو وہ عورت جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہنے لگی یا رسول اللہ مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی اور میں نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا پس وہ میرے سے ہمبستری کرنے لگا لیکن اس کے پاس تو پھندنے جیسا آلۂ تناسل تھا۔ پس وہ ایک مرتبہ ہی میرے قریب آسکا اور میرے سے وہ چیز حاصل نہ کر سکا جس سے میں پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جاتی۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اپنے پہلے خاوند کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جبتک کہ دوسرا خاوند تیری تھوڑی سی شہد نہ چکھ لے۔ اور تو بھی اس کی تھوڑی سی شہد چکھ لے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ انت علی حرام ۷۹۲-۱۰ احنافؒ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر انت علی حرام سے قسم مراد لے تو قسم ہو گی۔ اگر تین طلاق مراد لے تو تین طلاق پڑ جائیگی۔ اگر ایک بائنہ مراد لے تو بائنہ واقع ہو گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے۔ قرطبیؒ نے اٹھارہ قول نقل کئے ہیں۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اور نہ ہی سنت نبوی میں کوئی صریح نص وارد ہوئی ہے جس پر اعتماد کیا جائے۔ اسلئے علماء میں کھینچا تانی ہو گئی۔ جس نے حرام سے بیزاری مراد لے لی اس کے نزدیک تو کچھ نہیں ہے۔ اور جس نے کہا کہ یہ قسم ہے اس نے آیت کا ظاہری مفہوم لیا۔ تحلۃ ایمانکم اور جس نے کہا کہ کفارہ واجب ہے یہ یمین نہیں ہے۔ کیونکہ یمین تو حرام قرار دینا ہے۔ تو کفارہ معنی یمین پر ہوا اور جس نے اس سے ایک طلاق رجعی مراد لی وہ اقل وجوب پر محمول کرتا ہے۔ اور بائنہ کا قائل وہ تحریم کو ہمیشگی پر محمول کرتا ہے۔ اور جو تین طلاق کا قائل ہے وہ لفظ وجوب کے مقتضی پر محمول کرتا ہے اور جو ظہار کا قائل ہے وہ اسکی تحریم کے معنی کی طرف ہے۔ میں نے اوجز میں پندرہ مذاہب کی تفصیل بیان کی ہے بہر حال صاحب ہدایہ نے اسے الفاظ کنایات میں سے شمار کیا ہے جب طلاق کی نیت کریگا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اگر تین کی نیت کریگا تو تین واقع ہو نگی اگر تحریم کا ارادہ ہو تو پھر یمین ہے۔ اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ مدخول بھا کے بارے میں تو تین طلاق ہو نگی خواہ ایک کی نیت کرے یا تین کی کرے اگر وہ کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی۔ اور غیر **مدخول بھا** کے بارے میں امام مالکؒ نیت کا اعتبار کرتے ہیں۔ لیکن اس ساری بحث میں میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان اس مسئلہ میں امام مالکؒ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ روایات واردہ سے ظاہر ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں علماؑ کے مختلفہ اقوال نقل کئے ہیں۔ چنانچہ شیخ محمد حسن مکیؒ بھی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ حرام کے لفظ کہنے سے تین طلاق واقع ہو نگی اس میں نیت کا اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ اہل علم کے ہاں مشہور یہ ہے کہ لفظ حرام کا اطلاق مطلقہ ثلاث پر ہوتا ہے۔ تو جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ تو لا محالہ اس سے تین طلاق واقع ہو نگی۔ ایک اور دو کی نیت صحیح نہیں ہے۔ یہی امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ **لانہ لایقال او فی عرف اھل العلم** اور انکی دوسری تقریر میں ہے کہ **قال اھل العلم** سے حضرت حسن بصریؒ کے قول کی تائید کرنا مقصود ہے۔ اور سموہ حراماً سے بھی ثابت کرنا ہے کہ طلاق پر ہی حرام کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ پس اگر اس نے نیت کر لی تو بھی طلاق ہو گی اور تحریم الطعام سے ایک اعتراض کا دفعیہ کرنا ہے۔ کہ تحریم طعام تو طعام کو حرام نہیں بنا دیتی۔ اگرچہ نیت بھی کرے۔ بلکہ وہ یمین بن جاتا ہے۔ اس طرح تحریم مراۃ بھی یمین ہو نیت کی صورت میں طلاق نہ بن جائے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کھانے کو حرام قرار دینا یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالے کے اختیار میں ہے۔ لیکن عورت کو حرام قرار دینا یہ بندے کے اختیار میں ہے۔ کیونکہ وہ اس کی طلاق کا مالک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر باندی کو اپنے اوپر حرام کر دے تو وہ یمین ہو گی۔ طلاق نہیں ہو گی۔ کیونکہ باندی کو طلاق دینا اس کی قدرت میں نہیں ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ قال اهل العلم ۷۹۲۔۱۱ اس سے استدلال کرنا ہے کہ جب لفظ حرام سے طلاق کی نیت کرلے تواس سے تین طلاق واقع ہونگی۔ تواس سے غیر ثلاث کا حکم بھی نکال لیاجائیگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جب امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کہا من قال لامرأته انت علی حرام تو جواب ذکر نہیں کیا۔بلکہ قال اہل العمل سے اس طرف اشارہ کیا کہ تحریم الحلال علے اطلاقہ نہیں ہے۔بلکہ اگر اس نے اس سے تین طلاق کی نیت کرلی تووہ عورت اس پر حرام ہو جائیگی۔ تو سموہ حراما او سموہ العلماء حراما بالطلاق اور علامہ قسطلانیؒ کا کہنا ہے کہ قال الحسن نیتہ کامطلب یہ ہے کہ اگر طلاق کی نیت ہے تو طلاق واقع ہو گی۔اگرچہ متعدد ہو۔اگر ظہار مراد ہے۔فھو کما قال تو جیسے اس نے کہاویسے ہو گا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک تحریم کا مقتضی ہے۔ کیونکہ اہل عرب کے نزدیک حرام کالفظ شدت اور غلظت پر دلالت کرتا ہے۔جو تین طلاق میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ تحریم مطلق ہو اگر مقید ہو تو تین طلاق سے کم ہو سکتی ہے۔اور ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ تحریم تین طلاق کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تووہ اس پر حرام ہو جائیگی کیونکہ جب تین طلاق عورت کو مرد پر حرام کر دیتی ہیں اور تحریم سے بھی تین طلاق واقع ہو نگی۔اس لئے وہ حدیث رفاعہؓ کولائے ہیں۔جو ان کی حجۃ ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہے کہ لفظ حرام کو قائل کی نیت کی طرف پھیرا جائیگا۔اور یہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ موضع اختلاف میں ابتداء کسی صحابی یا تابعی کے قول سے کرتے ہیں جو ان کے نزدیک مختار اقوال ہو تا ہے تو حضرت حسن بصریؒ کے قول سے اپنا مذہب بیان کر رہے ہیں یہ نہیں کہ ہر تحریم کا حکم ان کے نزدیک تین طلاق کا ہو۔ کیونکہ غیر مدخول بھا ایک ہی طلاق سے حرام ہو جاتی ہے۔اور مدخول بھا بائنہ حرام ہو جاتی ہے۔ البتہ عقد جدید سے وہ حلال ہو جائیگی۔اس طرح طلاق رجعی بھی عدت گذر جانے کے بعد حرام ہو جاتی ہے۔ تو تحریم ثلاث میں منحصر نہ ہوئی۔ نیز ! تحریم تطلیق ثلاث سے عام ہے۔ تو اعم سے اخص پر کیسے دلیل قائم ہو سکتی ہے پہلے میری رائے بھی یہی تھی کہ امام بخاریؒ کا میلان قول الحسن کی طرف ہے لیکن نظر دقیق سے ثابت ہوا کہ ان کا میلان امام ملکؒ کے مذہب کی طرف ہے جیسا کہ روایات واردہ سے ظاہر ہے۔ تو واضح ہوا کہ امام بخاریؒ نے محض قول الحسن پر انحصار نہیں کیا بلکہ ترجمہ میں دوسرے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لانه لایقال لطعام الحل حرام ۷۹۲۔۱۴ طعام پر حرام کے اطلاق سے سوائے یمین کے اور کوئی احتمال نہیں بخلاف عورت کے کہ مرد کے اپنے اوپر حرام کردینے سے وہ اس پر حرام ہو جائیگی۔ تو اس جگہ حرام کے لفظ میں طلاق اور یمین دونوں کا احتمال ہوا تو اس صورت میں فیصلہ نیت پر ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام مھلبؒ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس امت محمدیہ پر انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے تخفیف فرمائی ہے کہ اگر وہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیں تو وہ حرام نہیں ہوتی۔ جیسا کہ یعقوبؑ نے

لحم جمل کو اپنے اوپر حرام کر دیا تو وہ پوری امت پر حرام رہا۔ امت محمدیہ علیھا السلام کو اللہ تعالے نے اس قسم کی تحریم سے منع فرمادیا۔ لا تحرمو اطیبات ما احل اللہ لکم میرا گمان یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اصبغ وغیرہ کے قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو زوجہ طعام شراب اور دیگر اشیاء میں برابری کا دعوی کرتے ہیں تو امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ اشیاء ایک حیثیت سے برابر ہیں تو دوسری حیثیت سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ پس زوجہ کو جس نے اپنے اوپر حرام کیا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ طعام اور شراب کو حرام کیا تو وہ حلال رہینگی۔ البتہ کفارہ یمین ادا کرنا ہوگا چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنے اوپر زوجہ یا باندی کو حرام کر دیا تو اس سے اس کا مقصد نہ طلاق ہے نہ ظہار ہے۔ نہ عتق ہے تو اس پر کفارہ یمین واجب ہوگا۔ اگر طعام اور شراب کو حرام کیا تو کلام لغو ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ تمام صورتوں میں کفارہ یمین واجب ہوگا۔ اکلیل شرح مدارک میں ہے کہ اختلاف امتی رحمۃ ائمہ کا اختلاف نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے اوپر طعام شراب یا امہ کو حرام کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایسا شخص حالف یعنی قسم اٹھانے والا ہے۔ قسم توڑنے کی صورت میں اس پر کفارہ یمین ہوگا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جس نے طعام شراب اور کسی ملبوس کو حرام کیا تو یہ کلام لغو ہے۔ اس پر کوئی کفارہ نہیں امہ کے بارے میں دو قول ہیں۔ راجح یہ ہے کہ کفارہ یمین واجب ہوگا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ علے الا طلاق کوئی چیز حرام نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی کوئی کفارہ واجب ہوگا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ اذاحرم امرأته ليس بشئ ۷۹۲۔۲۲ یعنی جب عورت بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے تو یہ لغو ہے۔ کوئی چیز نہیں لیکن جبکہ طلاق کی نیت نہ ہو۔ استدلال یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شہد کو اور اپنی باندی ماریہ قبطیہؓ کو اپنے اوپر حرام کر دیا لیکن دونوں حرام نہیں ہوئے۔ لیکن جب طلاق کی نیت کرتے تو دوسری نص کی وجہ سے بیوی حرام ہو جاتی۔ ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے طلاق اور غیر طلاق مراد ہو سکتے ہیں۔ تو ان سے طلاق واقع ہو جائیگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ فليس بشئ میں احتمال ہے کہ تطلیق کی نفی مراد ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے عام معنی مراد ہوں۔ پہلا احتمال اقرب ہے جسکی تائید سابقہ تفسیر سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے کہ حرام میں کفارہ ادا کرے الفاظ یہ ہیں اذاحرم الرجل امرأته خاصاً هي يمين يكفر تو اس سے معلوم ہوا کہ ليس بشئ سے ليس بطلاق مراد ہے۔

باب لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

حدیث(۴۸۹۸) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِذَا حَرَّمَ امْرَاَتَهٗ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر دے تو یہ کچھ نہیں ہے۔

حدیث (۴۸۹۹) حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ ......سَمِعْتُ عَائِشَةَؓ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍؓ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُؓ اَنْ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِیُّ ﷺ فَلْتَقُلْ اِنِّیْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍؓ وَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ فَنَزَلَتْ يَا اَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اِلٰى اَنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَؓ وَحَفْصَةَؓ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا لِقَوْلِهٖ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْمَغَافِيْرُ شِبْهُ بالصمغ يكون فی الرمث فيه حلاوة اغفر الرمث اذا ظهر فيه واحدها مغفور يقال مغاثير.....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے سنا گیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس کچھ دیر رک جایا کرتے تھے کہ ان کے پاس شہد کا شربت پیتے تھے۔ تو میں نے اور حضرت حفصہؓ نے آپس میں معاہدہ کر لیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہدے کہ مجھے تو آپؐ سے مغافیر کی بدبو آ رہی ہے کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ چنانچہ آپؐ ان میں سے ایک کے پاس تشریف لائے تو حسب معاہدہ اس نے یہی بات کہدی آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے تو حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس شہد کا شربت پیا ہے آئندہ ایسا نہیں کرونگا یعنی نہیں پیونگا جس پر آیت نازل ہوئی ترجمہ اے نبی! جو چیز اللہ تعالی نے آپؐ کیلئے حلال کی ہے آپؐ اسے حرام کیوں کرتے ہیں ان تتوبا الی اللہ اس سے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ مراد ہیں۔ اذا اسر النبی سے آپؐ کا بل شربت عسلاً کہنا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ لمغافیر ایک قسم کا پھل ہے جو جنگلی درختوں پر لگتا ہے جس میں میٹھاس ہوتا ہے اور بدبو بھی ہوتی ہے۔ اغفرا لرمث جبکہ اس درخت سے مغافیر ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا واحد مغفور ہے اور مغاثیر بھی کہتے ہیں۔

حدیث (۴۹۰۰) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْعَسَلَ اَوِ الْحَلْوَاءَ وَكَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْ اِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَؓ بِنْتِ عُمَرَؓ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِیْ اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِیَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ شہد کو یا مٹھائی کو پسند کرتے تھے۔ اور آپ کی عادت تھی کہ جب آپؐ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آتے تو اپنی بیویوں کے پاس جایا کرتے تھے۔ اور ان میں سے ایک کا قرب حاصل کرتے اس کے مطابق آپؐ حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ تو پہلے کی بنسبت اس مرتبہ زیادہ رک گئے۔ جس پر مجھے غیرت آگئی۔ تو میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے بتلایا گیا۔ کہ انکی قوم کی ایک عورت نے شہد کی ایک کپی ہدیہ کے طور پر دی تو انہوں نے اس سے جناب نبی اکرم ﷺ کو

فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَؓ اِنَّهٗ سَيَدْنُو مِنْكِ فَاِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُوْلِيْ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذَا الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُؓ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَخْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِيْ اَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنَادِيَهٗ بِمَا اَمَرْتِنِيْ فَرَقًا مِّنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُؓ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى صَفِيَّةَؓ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى حَفْصَةَؓ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُؓ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِيْ ....

شربت پلایا۔ تو میں نے کہا کہ واللہ وہ آپؐ کے لئے حیلہ بناتی ہے پس میں نے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے کہا کہ جب آنحضرت ﷺ تمھارے قریب ہوں تو تم آپؐ سے صاف کہنا کہ کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے آپؐ فرمائینگے نہیں تو آپؐ سے کہنا کہ تو یہ بدبو کیسی ہے۔ جسکو میں محسوس کر رہی ہوں۔ پس آپؐ فرمائینگے مجھے حفصہؓ نے شہد کا شربت پلایا ہے۔ پس تم آپؐ سے کہنا کہ شہد کی مکھی نے عرفط بوٹی کو چوس لیا ہوگا۔ اور میں بھی آپؐ سے یہی کہونگی۔ اور اے صفیہؓ! تو بھی یہی کہنا حضرت سودہؓ فرماتی ہیں واللہ جناب رسول اللہ ﷺ آکر دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ تو میرا ارادہ ہوا کہ جس چیز کا تم نے مجھے حکم دیا تھا کہ تیرے سے ڈرتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے پکار کر کہدوں۔ چنانچہ جب آپؐ ان کے قریب ہوئے تو حضرت سودہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ بدبو کیسی ہے۔ جو مجھے آپؐ کی طرف سے محسوس ہو رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت حفصہؓ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ کہ شہد کی مکھی نے عرفط بوٹی کو چوسا ہوگا پس آپؐ گھومتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی اسی طرح کہا جب حضرت صفیہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب آپؐ حضرت حفصہؓ کے پاس دوبارہ تشریف لائے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت سودہؓ فرماتی ہیں واللہ ہم نے اسے حرام کر دیا تو میں نے ان سے کہا کہ چپ رہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شرب عسل کا واقعہ حضرت حفصہؓ کے پاس ہوا پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت زینبؓ کے پاس پیش آیا۔ جواب یہ ہے کہ یہ تعدد واقعات پر محمول ہے۔ اگر ترجیح کی صورت ہو تو پہلی روایت کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ حضرت حفصہؓ تو حضرت عائشہؓ کے گروہ کی ہیں۔ ان پر غیرت کیسے ہوتی۔ البتہ حضرت زینبؓ دوسری پارٹی کی لیڈر تھی جن پر حضرت عائشہؓ کو غیرت آئی۔

باب لَاطَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

ترجمہ۔ نکاح سے پہلے کی طلاق واقع نہیں ہوگی

وَقَوْلَ اللهِ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ جَعَلَ اللهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ وَيُرْوَى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّؓ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبَانَ بْنِ عُثْمَانَؓ وَعَلِيِّ بْن حُسَيْنٍؒ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاؤُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرَمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَعَمْرِ وبْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ اَنَّهَا لَاتَطْلُقُ........

ترجمہ۔ اللہ تعالی کے ارشاد میں اذانکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن ...... ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے نکاح کے بعد طلاق کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے اقوال ہیں کہ نکاح کے بعد وہ عورت مطلقہ نہیں ہوگی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لاطلاق قبل النکاح ۷۹۳۔۱۳ آپ خوب جانتے ہیں کہ احنافؒ بھی قبل النکاح طلاق واقع ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ لہذا جو دلائل مصنفؒ نے پیش کئے ہیں وہ ہم پر وارد نہیں ہونگے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مشہور اختلافی مسئلہ ہے اس پر تو سب علماء کا اجماع ہے۔ کہ اجنبی عورت پر کبھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہدے کہ فلاں عورت پر طلاق ہے یا یہ عورت مطلقہ ہے۔ اگر چہ بعد میں اس سے نکاح کرلے تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ البتہ اگر کسی نے طلاق کو معلق کر دیا مثلاً اگر میں نے اس عورت سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہے۔ اس میں اختلاف ہے علماء احنافؒ کا مسلک یہ ہے کہ جب طلاق اور عتق کو ملک یا سبب ملک سے معلق کر دیا جائے تو یہ تعلیق صحیح ہوگی۔ طلاق و عتق کا ملک اور سبب ملک کے بعد نفاذ ہوگا۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ جب میں نے اس عورت سے نکاح کیا۔ یا ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کرونگا وہ طلاق ہے یا اگر میں اس غلام کا مالک بنا تو وہ آزاد ہے یا ہر وہ غلام جو میرے ملک میں آئیگا وہ آزاد ہے۔ تو ان تمام صورتوں میں طلاق اور عتق کا نفاذ ہو جائیگا۔

شوافعؒ کے نزدیک طلاق اور عتق نہ تعلیقاً صحیح ہے نہ تحیزاً صحیح ہے نہ تعمیم کی صورت میں اور نہ تخصیص کی صورت میں صحیح ہے۔ امام احمدؒ کی تین روایات میں پہلی حنفیہؒ کی طرح دوسری شوافعؒ کی طرح اور تیسری میں طلاق اور عتق میں فرق کرتے ہیں طلاق کے مسئلہ میں تو شوافعؒ کی طرح ہیں اور عتق کے مسئلہ میں حنفیہؒ کی طرح ہیں۔ مقابلہ میں ترجیح میں اختلاف ہے بعض روایت ثانیہ کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض نے روایت ثالثہ کو اختیار کیا ہے۔ اور امام مالکؒ سے بھی تین روایات ہیں روایۃ مرجوحہ عدم وقوع ہے۔ مطلقاً دوسری توقف کی اور تیسری راجحہ ہے۔ جو مشہور اور مختار کہ اگر کسی غلام اور عورت کو متعین کر کے کہا تو طلاق اور عتق لازم ہوگا اور تعمیم کی صورت میں طلاق اور عتاق نافذ نہ ہونگے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس باب کے انعقاد سے احنافؒ پر رد کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ احنافؒ نے کبھی نہیں کہا۔ وجود نکاح سے قبل طلاق واقع ہوگی۔ اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔ البتہ تعلیق کی صورت میں کلام کو لغو نہیں کہتے۔ بعد نکاح وقوع طلاق ہوگا۔ ان حضرات کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ہے۔ جو ابن ماجہ میں ہے **لاطلاق لابن آدم فی مالایملك** علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ تعلیق بالشرط یمین ہے۔ جسکی صحت ملک پر موقوف نہیں ہے جیسے کوئی اللہ کی قسم اٹھالے ایسے وجود شرط کے وقت طلاق واقع ہوجائیگی۔ وہ شرط نکاح ہے تو قبل النکاح کیسے طلاق واقع ہوئی یہ تو بعد النکاح ہوئی۔ اور حدیث ابن عباسؓ کے بارے میں ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ **لیس لها اصل فی الصحة** تو استدلال صحیح نہ ہوا یا حدیث کو تحیز پر محمول کیا جائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے **ردی فی ذلك** کہہ کر کلمہ تمریض سے بیان کیا ہے۔ کوئی حدیث مرفوع موجود نہیں ہے اور ان تئیس ۲۳ میں سے سوائے حضرت علیؓ کے باقی سب تابعین ہیں جن کا قول احنافؒ پر حجۃ نہیں ہے۔ ابن ھرم تبع تابعین میں سے ہیں۔ اور حضرت علیؓ سے تفصیل منقول ہے فقط۔

باب اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ اُخْتِیْ فَلَاشَیْءَ عَلَیْهِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اُخْتِیْ وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔۔

ترجمہ۔ جب کسی شخص نے مجبور ہو کر اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری بہن ہے جیسے حضرت نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراھیمؑ نے بی بی سارہؓ کے بارے میں فرمایا یہ میری بہن ہے اور

یہ قول محض اللہ تعالے کی رضاء کے لئے تھا طلاق مکرہ کے بارے میں امام بخاریؒ نے حصہ ابراھیم سے استدلال کیا ہے۔ کہ حالت اکراہ میں اگر کوئی شخص بیوی کو بہن کہدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسے حضرت ابراھیمؑ نے ملک جبار کے غلبہ کے خوف سے بی بی سارہ کے بارے میں کہدیا کہ یہ میری بہن ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی رضا کے لئے تھا اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی۔

باب الطلاق فی الاغلاق والمكره

ترجمہ۔ طلاق مجبوری کی حالت میں

وَالسَّکْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرُھُمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْیَانِ فِی الطَّلَاقِ وَالشِّرْکِ وَغَیْرِہٖ لِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰی وَتَلَا الشَّعْبِیُّ لَاتُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَمَالَایَجُوْزُ مِنْ اِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِلَّذِیْ اَقَرَّ عَلٰی نَفْسِہٖ اَبِکَ جُنُوْنٌ وَقَالَ عَلِیٌّ بَقَرَحَمْزَۃُ خَوَاصِرَ شَارِفَیَّ فَطَفِقَ النَّبِیُّ ﷺ یَلُوْمُ حَمْزَۃَ فَاِذَا حَمْزَۃُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّۃً عَیْنَاہُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَۃُ وَھَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِیْدٌ لِاَبِیْ فَعَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَّہٗ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَہٗ وَقَالَ عُثْمَانُ لَیْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَکْرَانَ طَلَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّکْرَانِ وَالْمُسْتَکْرَہِ لَیْسَ بِجَائِزٍ وَقَالَ عُقْبَۃُ بْنُ عَامِرٍ لَایَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا بَدَءَ بِالطَّلَاقِ فَلَہٗ شَرْطُہٗ قَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَاَتَہُ الْبَتَّۃَ اِنْ خَرَجَتْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بَتَّتْ مِنْہُ وَاِنْ لَّمْ تَخْرُجْ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ وَقَالَ الزُّھْرِیُّ فِیْمَنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَفْعَلْ کَذَا وَکَذَا فَامْرَاَتِیْ طَالِقٌ ثَلَاثًا یُسْاَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَیْہِ قَلْبُہٗ حِیْنَ حَلَفَ بِتِلْکَ الْیَمِیْنِ فَاِنْ سَمّٰی اَجَلًا اَرَادَہٗ وَعَقَدَ عَلَیْہِ قَلْبُہٗ حِیْنَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِکَ فِیْ دِیْنِہٖ وَاَمَانَتِہٖ وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ اِنْ قَالَ لَاحَاجَۃَ لِیْ فِیْکِ نِیَّتُہٗ

نشہ والے اور جنون والے کی اور ان دونوں کے حکم کے بارے میں طلاق میں غلطی کر جانا۔ بھول جانا اس طرح شرک وغیرہ میں غلطی اور نسیان ہو جائے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے اعمال کا اعتبار نیت پر ہے۔ اور ہر آدمی کے لئے وہ کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ اور امام شعبیؒ نے یہ آیت تلاوت کی اے اللہ! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر جائیں تو ہم پر پکڑ نہ کرنا اور وہ جو وسوسے والے کے اقرار میں سے جائز نہیں ہے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے لئے فرمایا جس نے اپنے اوپر زنا کا اقرار کیا تھا کہ کیا تجھے جنون ہے۔ اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے چچا حضرت حمزہؓ نے ان کی بن رسیدہ اونٹنیوں کی کوکھیں کاٹ لی تھیں۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو اس پر ملامت کرنی شروع کی۔ دیکھا تو وہ نشے میں تھے انکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ پھر حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ تو میرے باپ عبد المطلب کے غلام ہو۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ جان گئے۔ کہ وہ نشہ میں ہیں لھذا آپؐ بھی باہر نکل آئے اور ہم لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ باہر نکل آئے۔ اور حضرت عثمان بن عفانؓ کا ارشاد ہے کہ پاگل اور نشہ والے کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نشہ والے اور مجبور کئے ہوئے انسان کی طلاق جائز نہیں ہے۔ اور حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ وسوسہ کرنے والے کی طلاق بھی جائز نہیں ہے اور حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب ابتداء میں طلاق کا ذکر کیا تو اس کی شرط معتبر ہو گی۔ اور حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو قطعی طلاق دے دی اگر وہ گھر سے باہر نکلی تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اگر شرط کے مطابق باہر نکلی تو وہ اس

وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا لِغِشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الحقى بِأَهْلِكَ نِيَّتَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعِتَاقُ مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِي نِيَّتُهُ وَإِنْ نَوَى طَلَاقًا فَهُوَ مَانَوَى وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَقَالَ عَلِيٌّ كُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ ....

خاوند پر مطلقہ ہو جائیگی اگر نہ نکلی تو کچھ نہیں ہو گا اور امام زھریؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کہا اگر میں نے یہ کام نہ کیا تو میری بیوی پر تین طلاق ہے۔ تو جو کچھ اس نے کہا اور جس پر اس کے دل کا جماؤ ہے اس کے متعلق پوچھا جائیگا جبکہ اس نے قسم اٹھائی تھی پس اگر اس نے کچھ مدت مقرر کر لی جبکہ اس نے قسم اٹھائی تھی۔ جس مدت کا اس نے ارادہ کیا اور اس کے دل کا اس پر جماؤ ہوا۔ تو اس کے دین اور امانت کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اور ابراھیم نخعیؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس کی نیت کا اعتبار ہو گا۔ اور ہر قوم کی طلاق ان کی زبان کے اعتبار سے ہو گی۔ حضرت قتادہؒ نے فرمایا جب کسی شخص نے بیوی کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تو حاملہ ہو گی تو تجھ پر تین طلاق ہیں اور ہر طہر کے وقت اس سے جماع کرتا رہا پس اگر حمل ظاہر ہو گیا تو عورت جدا ہو جائیگی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا جب کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہا کہ اپنے میکے چلی جا تو اس کی نیت کے مطابق حکم لگایا جائیگا۔ اور ابن عباسؓ کا ارشاد ہے کہ طلاق ضرورت اور حاجت کے وقت ہونی چاہئے۔ بلا ضرورت طلاق نہ دے اور آزاد کرنے سے غرض اللہ تعالے کی رضامندی ہوتی ہے۔ وہ تو ہر حال مطلوب ہے۔ امام زھریؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو میری بیوی نہیں ہے۔ تو اس کی نیت کا اعتبار ہو گا۔ اگر اس نے اس سے طلاق کی نیت کی تو جو کچھ اس نے ارادہ کیا وہی ہو گا۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں جن سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو گا۔ پاگل سے جب تک اسے افاقہ نہ ہو۔ بچے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو۔ اور نیند کرنے والے سے جبتک وہ بیدار نہ ہو۔ اور حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر طلاق جائز ہے۔ مگر فاطر العقل کی طلاق جائز نہیں ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ اذا بدء بالطلاق فلہ شرطہ ۷۹۳۔۲۵ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ لفظ طلاق وقوع طلاق کا اس وقت تک سبب نہیں بنتا جبتک کہ اس کی نیت اس کے ساتھ جمع نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے انت طالق کہا اور اس کی نیت شرط کے ساتھ مقید کرنے کی تھی کہ بعد میں اس نے شرط کو ذکر بھی کر دیا کہ اس نے ان دخلت الدار کہدیا۔ تو عورت پر اس وقت طلاق واقع نہ ہو گی جبتک وہ دار میں داخل نہ ہو۔ پس اگر طلاق محض لفظ طلاق کے ذکر کرنے سے واقع ہو جاتی تو پھر شرط سے مقید کرنے کا

کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ طلاق تو پہلے ذکر ہونے کی وجہ سے واقع ہوچکی حالانکہ اس کی نیت مقید بالشرط کرنے کی تھی۔ اس طرح اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تو مطلقہ ہے اگر گھر سے باہر نکلی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے اثر کی ترجمہ سے مناسبت کو عمدہ طور سے بیان فرمایا جس کی طرف کسی شارحؒ نے توجہ نہیں فرمائی۔ اور یہ امام بخاریؒ کے اٹھارہ اصول موضوعہ میں سے ایک کی طرف اشارہ ہے کہ ترجمہ خاص سے عام کا ارادہ کیا جائے۔ چنانچہ شیخ مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ان شمار کردہ افراد کی طلاق بالکل واقع نہیں ہوگی نہ قضاءً اور نہ ہی دیانۃً کیونکہ نیت نہیں ہے۔ اس طرح احنافؒ کے نزدیک بھی ان کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر اگر قاضی فیصلہ دے دے تو تہمت سے بچنے کے لئے طلاق واقع ہوجائیگی۔ یہ نہیں کہ لفظ طلاق سے طلاق واقع ہوئی۔ قال عطاء سے عطاء بن ابی رباح تابعی مراد ہیں۔ بدء بالطلاق مقصد یہ ہے کہ جس طرح شرط کے پہلے ذکر ہونے سے طلاق معلق ہوجاتی ہے اس طرح شرط کے طلاق کے بعد ذکر ہونے سے بھی معلق ہوجائیگی فی الفور واقع نہیں ہوگی۔ اگر اول آخر شرط کا ذکر نہیں کیا صرف انت طالق کہدیا۔ پھر کہتا ہے کہ میرا منشا شرط ذکر کرنے کا تھا تو تہمت سے بچنے کے لئے دیانۃً قاضی یہی حکم دیگا۔ کہ طلاق واقع ہوگئی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ یسأل عماقال وعقدعلیه قلبه ۷۹۳-۲۷ جب نفی طلاق کو مطلق رکھے اور ارادہ مدت کا ہے۔ اگر مدت معلومہ کا قصد ہے تو نیت کا اعتبار کرتے ہوئے وہ مدت مراد لی جاسکتی ہے۔ اور اس الطلاق عن وطر کا اس جگہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بھی نیت کے شرط ہونے پر دال ہے۔ کیونکہ جب طلاق کا حاجۃ پر دارومدار ہے۔ تو اس کا بھی نیت پر دارومدار ہوا۔ کیونکہ اگر بغیر نیت کے طلاق واقع ہو تو بلاضرورت طلاق واقع ہوئی اور حضرت علیؓ نے اس کے خلاف کی تصریح فرمائی ہے پھر معلوم رہے کہ ترجمہ میں جسقدر احادیث اور آثار ذکر ہوئے ہیں ان سے امام بخاریؒ کی غرض نیت کا شرط ہونا ثابت کرنا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ یسأل عماقال عن اجل شرطه کہ شرط کی مدت کب تک ہے۔ خلاصہ یہ بتلانا ہے کہ حرف ان شرط کے لئے موضوع ہے۔ جو کسی زمانہ کا مقتضی نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیز ضرورت کی بنا پر حاصل ہو۔ وہ نہ تو کسی زمانہ معین سے مقید ہوتی ہے۔ اور نہ ہی جلدی کو تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے فعل معلق تراخی پر محمول ہوگا۔ خواہ فعل اثبات ہو یا نفی۔ پس اگر اس نے کوئی وقت قسم میں مقرر نہیں کیا تو تراخی پر محمول ہوگا۔ تاخیر سے حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر وقت فعل ممکن ہے۔ البتہ اگر کسی زمانہ کی تعیین کردی ہے۔ لفظ سے یا نیت سے تو پھر اس سے قسم معلق ہوجائیگی۔ یہی امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔ ہمیں اور کسی کا خلاف معلوم نہیں ہوسکا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ طلاق مکروہ کے بارے میں علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ واقع ہوگی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مجبور کئے ہوئے مرد کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب شرک طلاق سے بڑا جرم ہے اس کو اللہ تعالےٰ نے مکرہ سے معاف کردیا تو طلاق

تو اس سے کم درجہ کی ہے۔ وہ کیسے واقع ہو گی۔ اس لئے امام بخاریؒ نے والشرک کو عطف کے ذریعہ ذکر کیا۔ کہ طلاق بھی شرک کی طرح قابل معافی ہے۔ اس طرح غلط۔ نسیان طلاق کے اندر اور شرک وغیرہ پر کوئی حکم لاگو نہیں ہو گا۔ کیونکہ اصل اعتبار نیت کا ہے۔ جس میں اختیار ہوتا ہے۔ سکران۔ مجنون۔ ناسی ۔ مخطی۔ مکرہ میں اختیار مسلوب ہے لھذا حکم بھی غیر مختار پر نافذ نہ ہو گا۔ اغلاق کا معنی اکراہ ہے اس کے بعد مکرہ کا ذکر بطور تفسیر کے ہے۔

حدیث (۴۹۰۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ اِذَا طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میری امت کی ان باتوں کو در گذر اور معاف کر دیا ہے جن سے ان کے دل باتیں کرتے ہیں جبتک کہ عمل نہ کرے یا زبان سے کلام نہ کرے۔ قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے دل میں بیوی کو طلاق دی تو وہ کچھ نہیں ہے اس پر حکم چالو نہ ہو گا۔

حدیث (۴۹۰۲) حَدَّثَنَا اَصْبَغُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمْ اَذْ لَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ ....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے زنا کا اقرار کیا ۔آپؐ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ اس طرف کو پہنچا جس جانب نے آپؐ نے منہ موڑا تھا اسی جانب الگ ہو گیا۔ اور اس نے چار مرتبہ گواہیاں اپنے نفس کے خلاف دے دیں۔ تو آپؐ نے اس کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ کیا تمھیں جنون تو نہیں تھا۔ کیا تو شادی شدہ ہے۔ اس نے کہا ہاں آپؐ نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جب تابڑ توڑ اس پر پتھر برسنے لگے تو وہ جلدی بھاگ کھڑا ہوا جسے مقام حرہ میں پکڑ لیا گیا پس قتل کر دیا گیا۔

حدیث (۴۹۰۳) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ ...... اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَؓ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ مِنْ اَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی حضرت ماعزؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؐ مسجد میں تھے اور آپ کو پکار کر کہا کہ آخر یہ شخص زنا کر چکا ہے اس سے اسکی اپنی ذات مراد تھی

37/1

إِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِىْ نَفْسَهٗ فَاَعْرَضَ عنه فَتَنَحّٰى بِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِىْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِىْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ ذٰلِكَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ وَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِىَّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ .....

پس آپؐ نے اس سے منہ پھیر لیا پس اس نے آپؐ کے چہرہ انور کے اس حصہ کی طرف قصد کیا جس کی طرف آپؐ نے منہ پھیرا تھا کہنے لگا یارسولؐ اللہ! بیشک وہ زنا کر چکا ہے۔ آپؐ نے اس سے منہ پھیر لیا اس نے آپؐ کے چہرہ انور کی اس جانب کا قصد کیا جس کی طرف آپؐ نے منہ پھیرا تھا پھر بھی اس نے یہی کچھ کہا۔ پس آپؐ نے رخ پھیر لیا تو اس نے چوتھی مرتبہ آپؐ کا قصد کیا۔ جب وہ اپنی ذات پر چار مرتبہ گواہی دے چکا تو آپؐ نے اسے بلایا پس پوچھا کہ تمھیں جنون ہے۔ اس نے جواب میں کہا نہیں۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کردو اور وہ شادی شدہ تھا۔ امام زہری سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا تھا جو فرماتے تھے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ماعز اسلمیؓ کو سنگسار کیا۔ ہم نے اسے مدینہ کی عیدگاہ میں سنگسار کیا۔ جب اس پر تابڑ توڑ پتھر پڑنے لگے تو وہ سرپٹ بھاگا۔ یہانتک کہ اسے حرہ کی سرخ پتھروں والی زمین میں ہم نے پکڑ لیا۔ پس اسے اسقدر پتھر مارے کہ وہ بیچارا مر گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ میں طلاق کے مختلف اقسام جمع فرمائے ہیں۔ جن کا دارومدار نیۃ پر ہے۔ شیخ مکیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ اغلاق مشترک ہے۔ کبھی یہ اکراہ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور کبھی بیہوشی کے معنی میں آتا ہے۔ خواہ وہ نشہ کی وجہ کی سے ہو یا بہت پٹائی کی صورت میں ہو۔ یا کوئی آسمانی آفت اس کا سبب ہو۔ بہر حال اغلاق بے ہوشی کی صورت میں علماء احنافؒ کے نزدیک بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ البتہ اگر نشہ کسی حرام چیز کی وجہ سے ہے تو ردک پیدا کرنے کے لئے طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور قولہ الکرہ اگر زبردستی کرنے سے اس کی عقل چلی جائے تو بھی ہمارے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوگی۔ قولہ لقول النبی ﷺ سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ان لوگوں کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ نہ قضاءً اور نہ دیانۃً کیونکہ ان لوگوں کی نیت طلاق دینے کی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا اختیار سلب ہے۔ اس طرح غلطی اور بھول چوک کی صورت میں شرک متحقق نہیں ہوگا۔ کیونکہ نیت نہیں ہے۔ اور اقرار الموسوس سے مجنون کا طلاق کا اقرار کرنا مراد ہے۔ قال علیؓ سے غرض یہ ہے کہ نشہ والے کا شرک بھی معتبر نہیں کیونکہ حضرت حمزہؓ نے نشہ کی حالت میں

ہل انتم الا عبد لابی کلمہ شرک کہا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ اور قول نافعؒ سے حضرت عتبہ بن عامر کے قول کی دلیل بیان کی ہے کیونکہ نافعؒ نے ان خرجت شرط کو مؤخر کر دیا اور قولہ یسئل عما قال کہ اس کی شرط کی مدت دریافت کی جائیگی۔ کہ وہ کبتک ہے۔

حافظؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کئی احکام پر مشتمل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ طلاق وغیرہ کے حکم کا دارومدار عاقل مختار جان بوجھ کر کہنے والا اور یاد رکھنے والے پر ہے۔ غیر عاقل غیر مختار کی نیت نہیں ہوتی۔ جو کچھ وہ کہتا ہے یا کرتا ہے۔ اسی طرح غلطی کرنے والا بھولنے والا اور جس کو کسی کام پر مجبور کیا جائے۔ انکی نیت نہیں ہوتی۔ لھذا حکم نہ ہوگا۔ اور اغلاق کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ کوئی عمل حالت غضب میں کیا جائے تو اس کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ حالانکہ طلاق تو حالت غضب میں دی جاتی ہے۔ تو مقصد یہ ہوگا۔ کہ طلاق بدعی نہ دی جائے۔ تو نفی فعل سے ہوئی حکم سے نہ ہوگی۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حالت غضب کی طلاق واقع ہوگی۔ بعض حنابلہ کا قول ہے کہ واقع نہیں ہوگی۔ لیکن میری تحقیق یہ ہے کہ حنابلہ کے نزدیک حالت غضب میں کنایات سے بھی طلاق واقع ہوگی۔ چہ جائیکہ صریح الفاظ ہوں۔ چنانچہ نیل المآرب میں ہے کہ حالت خصومۃ اور غضب میں طلاق کے لئے نیت شرط نہیں ہے۔ اور ابن القیم حنبلیؒ نے طلاق حالت غضب کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ اور اس پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ طلاق مکرہ کے بارے میں ابراھیم نخعیؒ تو فرماتے ہیں کہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ امام شعبیؒ نے نصوص اور سلطان کی تفریق کی ہے۔ سلطان کے اکراہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ نصوص کے اکراہ سے واقع ہوگی جمہور کا قول یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ سکران اور مجنون میں یہ فرق ہے کہ نشہ والے کی عقل نشہ کی وجہ سے چلی جاتی ہے۔ اور مجنون کی عقل بے نشہ کے فاتر العقل ہوتا ہے۔ طلاق ناسیا میں سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اس کو عمد کی طرح سمجھتے ہیں۔ جمہور اسے مؤثر نہیں سمجھتے۔ طلاق مخطی کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ جمہور کا کہنا ہے کہ خطأ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ احنافؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سبقت لسانی سے طلاق کہدی تو وہ واقع ہوگی۔ پھر اس کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ فیض الباری میں نسیان کی یہ صورت بیان کی ہے۔ کہ اگر میں نے تجھے فلاں کے گھر جانے کی اجازت دی تو تو مطلقہ ہے۔ پھر بھول کر اجازت دے دی۔ مزاحیہ طور پر طلاق دینے والے کے بارے میں ملا علی قاریؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔ کہ طلاق ھازل واقع ہو جائیگی۔

اقرار الموسوس وسوسہ حدیث النفس ہے جس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ البتہ ابن سیرین ابن شھاب وقوع طلاق کے قائل ہیں۔ لمغنی میں ہے الطلاق لایقع الا بلفظ مالم تعمل عملیات میں اور مالم تتکلم قولیات میں اور کلام سے کلام لسان مراد ہے۔ اور طلاق نفس مؤثر نہیں ہوگی۔ بعد ازاں امام بخاریؒ نے الفاظ کنایات ذکر فرمائے ہیں۔ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ الفاظ صریح نیت کے محتاج نہیں ہیں۔ البتہ کنایات نیۃ اور دلالۃ حال کے محتاج ہیں۔ لیکن الفاظ صریح اور کنایات کی تعیین میں اختلاف ہے۔

وطلاق کل قوم بلسانہم جیسے عربی کی طلاق جائز ہے۔ اس طرح عجمی کی طلاق اپنی زبان میں جائز ہے۔ اس میں بھی الفاظ صریحہ نیت کے محتاج نہیں ہیں۔ کنایات نیت کے محتاج ہیں۔ قال علی الم تعلم ...... اس سے خطاب حضرت عمر بن الخطابؓ کو ہے۔ جن کے پاس ایک مجنونہ کو لایا گیا جس نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی تھی۔ حضرت عمرؓ اسے رجم کرنا چاہتے تھے جس پر حضرت علیؓ نے ان کو یہ حدیث سنائی۔

37
2

چنانچہ ہدایہ میں بھی ہے لایقطع طلاق الصبی والمجنون والنائم وجہ یہ ہے کہ اہلیت عقل ممیز سے ہوتی ہے۔ جوان دو میں مفقود ہے اور قائم عدیم الاختیار ہے۔ فلماشهد علی نفسه حدیث سے واضح ہوا کہ زنا میں تکرار اقرار ضروری ہے۔ البتہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک مرتبہ اقرار کر لیا اس پر بھی حد واجب ہوگی کیونکہ حدیث میں ہے اغد یاانیس علی امرأة هذافان اعترفت فارجمها ترجمہ کہ اے انیس! صبح کو اس کی عورت کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کر لے تو اسے رجم کر دو اس میں عدد کو شرط نہیں قرار دیا۔

بَابُ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ

ترجمہ۔ مال لیکر عورت کو طلاق دینا اور اس میں طلاق کیسے ہوگی۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلٰى قَوْلِهٖ الظّٰلِمُوْنَ وَاَجَازَ عُمَرُؓ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ وَاَجَازَ عُثْمَانُؓ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا وَقَالَ طَاؤُسٌ اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِيْمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ لَا يَحِلُّ حَتّٰى تَقُوْلَ لَا اَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَتِهٖ .....

ترجمہ۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے جو کچھ تم نے عورتوں کو مہر وغیرہ دیا ہے اس میں سے لینا تمھارے لئے حلال نہیں ہے ظالمون تک۔ حضرت عمرؓ نے بغیر اجازت قاضی کے بھی خلع کو جائز کہا ہے۔ اور حضرت عثمانؓ نے ہر قسم کے مال سے خلع کی اجازت دی۔ سوائے عورت کے سر کے بالوں کے۔ وہ خلع میں نہ لئے جائیں۔ اور طاوسؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ ترجمہ اگر تمھیں خدشہ ہو کہ خاوند بیوی حدود کو قائم نہیں رکھ سکینگے۔ یعنی جو اللہ تعالے نے ہر ایک کے لئے گذران اور صحبت کے بارے میں حقوق مقرر کئے ہیں ان میں کمی کا خطرہ ہو تو خلع کر لی جائے۔ اور بعض بے وقوفوں کے قول کی طرح نہیں کہا کہ خلع جائز نہیں جبتک کہ عورت یہ نہ کہے کہ میں تیرے سے غسل جنابۃ یعنی جماع نہیں کراؤنگی۔ مطلب یہ ہے کہ وطی سے روک دے۔

حدیث (۴۹۰۴) حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتُبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْبَلِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ثابت بن قیسؓ کی بیوی جمیلہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں حضرت ثابت بن قیسؓ کی کسی بد خلقی یا دینی نقصان پر ناراض نہیں ہوں۔ لیکن مجھے طبعی کراہت ہے۔ اس لئے اسلام کے مقتضیات میں منافی اسلام یعنی کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس کا وہ باغ واپس کر دیگی جو اس نے

اَلْحَدِیْقَةُ وَطَلِّقْهَا تَطْلِیْقَةً .....

تم کو دیا تھا اس نے کہا ہاں! تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت سے فرمایا کہ اپنا باغ قبول کرلو۔ اور اسے ایک طلاق دے دو

حدیث (٤٩٠٥) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ ...... عَنْ خَالِدٍ حَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ اُخْتَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَیّ بِهٰذَا وَقَالَ تُرَدِّیْنَ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَاَمَرَهٗ اَنْ یُّطَلِّقَهَا وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَطَلِّقْهَا وَعَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ ؓ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَعْتِبُ عَلٰی ثَابِتٍ ؓ فِیْ دِیْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰكِنِّیْ لَا اُطِیْقُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ ......

ترجمہ۔ عکرمہؒ کی روایت میں عبداللہ بن ابی کی بہن کا ذکر ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو اس کا باغ واپس کردیگی اس نے جواباً کہا ہاں! پس اس نے باغ واپس کردیا اور آپؐ نے انکو حکم دیا کہ اس کو طلاقؑ دے دو۔ اور ابراہیمؒ کی سند میں روایت مرسل ہے۔ جس میں طلقھا کے الفاظ ہیں اور عکرمہ کی ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ثابت بن قیسؓ کی بیوی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا یارسول اللہ! میں ثابت کے دین میں کوئی ناراضگی ظاہر نہیں کرتی اور نہ ہی اسکے خلق کا گلہ کرتی ہوں لیکن میں اس کے ساتھ نباہ کی طاقت نہیں رکھتی۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس کا باغ واپس کردیگی۔ اس نے کہا ہاں واپس کردونگی۔

حدیث (٤٩٠٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ ؓ بْنِ شَمَّاسٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنْقِمُ عَلٰی ثَابِتٍ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَلَا خُلُقٍ اِلَّا اِنِّیْ اَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهٗ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَیْهِ وَاَمَرَهٗ فَفَارَقَهَا ..

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماسؓ کی بیوی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یارسول اللہ! میں حضرت ثابتؓ کے کسی دین عمل کو نشانہ نہیں بناتی اور نہ ہی اس کے کسی خلق کو ناپسند کرتی ہوں مگر یہ کہ مجھے کفر کا خطرہ ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے اس کا باغ واپس کردیگی اس نے جواباً کہا ہاں! پس اس نے باغ واپس کردیا۔ اور آپؐ نے انہیں حکم دیا پس انہوں نے بیوی کو اپنے سے جدا کردیا۔ حدثنا سلیمان اس سند میں اس عورت کا نام جمیلہ ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ لکنی اکرہ الکفر فی الاسلام ۹۴۷۔۲۴ یعنی میں اسے طبعاً پسند نہیں کرتی کیونکہ وہ چھوٹے قد کے بدصورت ہیں جس سے اختلاف اور نفاق کا خطرہ ہے۔ اور یہ مقتضی اسلام کے خلاف ہے کہ عورت ایسے خاوند کے ساتھ نباہ کرے

جس کو وہ پسند نہیں کرتی۔ اس سے اور مفاسد کے کھڑے ہونے کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ طبعی کراہت اسلئے تھی یا تو وہ اس کو مطمئن نہیں کر سکتا تھا۔ یا اس کی بد صورتی کی وجہ سے کراہت تھی۔ جس سے اسے خدشہ تھا کہ کہیں تقاضائے اسلام کے خلاف کوئی بات سر زد نہ ہو جائے۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے اذا دخل علی لبصقت فی وجھہ کہ جب وہ آئے تو اس کے منہ پر تھوک دوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ یا حضرت! میری خوبصورتی بھی دیکھئے۔ اور اس کی بد صورتی بھی ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ یہ پہلا خلع ہے جو اسلام میں واقع ہوا اکرہ الکفر سے یا تو حقیقی کفر مراد ہے کہ کہیں میں سخت بغض میں مبتلا نہ ہو جاؤں یا کفر سے کفران عشیر مراد ہو کہ حقوق زوجیت ادا کرنے میں کوتاہی ہو گی۔ یا لوازم کفر۔ دشمنی خصومۃ اور شقاق مراد ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ اقبل الحدیقۃ وطلقھا اس قول سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ خلع سے طلاق واقع نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو طلاق کے ذکر کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق علے مال کی صورت میں طلاق کے لفظ ذکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کہ اگر یہ طلاق خلع ہے تو پھر خلع کا ذکر بھی ضروری ہوتا لیکن جب خلع اور طلاق علے المال ایک حکم میں ہیں۔ تو کسی دوسری علۃ یا دلیل لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ خلع طلاق ہے فسخ نہیں ہے۔ کیونکہ یہی روایت دلیل کافی ہے۔ پس اگر خلع فسخ ہوتا جیسا کہ شوافعؒ فرماتے ہیں تو طلاق کا واقع کرانا ممکن نہ ہوتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ خلع کا لفظ جب طلاق کے ذکر سے الگ ہو۔ تو اس میں علماء کی تین رائیں ہیں۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ خلع طلاق ہے فسخ نہیں ہے۔ دوسرا قول امام شافعیؒ کا قدیم یہ ہے کہ یہ خلع فسخ ہے طلاق نہیں ہے۔ یہی امام احمدؒ کا مشہور مذہب ہے۔ اور تیسرا قول امام شافعیؒ کا جدید یہ ہے کہ جب خلع کے لفظ سے طلاق کی نیت نہ ہو تو بالکل ان میں جدائی واقع نہیں ہو گی۔ کتاب ام میں اس کی تصریح ہے۔ اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ خلع سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ اور یہی اصحاب الرائی کا مسلک ہے۔ وکان خلعا لکان لفظہ مذکوراً۔ در مختار میں ہے کہ خلع ملک نکاح کو خلع کے لفظ یا اس کے ہم معنی الفاظ سے زائل کرنے کا نام ہے۔ اور الفاظ خلع تین قسم ہیں۔ صریح اور کنایہ۔ صریح الفاظ تین ہیں۔ خالعتک۔ فادیتک۔ فسخت نکاحک۔ اور باراً۔ ابرأتک وابنتک کنایا ہیں۔ فی حکم واحد...... دوجز میں ہے الخلع طلاق لیس بفسخ۔ اور ہدایہ میں ہے کہ خلع ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی جس پر شوہر کو مال ادا کرنا لازمی ہو گا۔ اور حنابلہ کے نزدیک خلع سے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ بلکہ یہ فسخ ہے بشرطیکہ طلاق کی نیت نہ ہو۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ انی اخاف الکفر ۷۹۵-۲ کفر سے خاوند کی نافرمانی مراد ہے۔ اور ہر طرح کی ناراضگی خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ اور حقیقی کفر بھی مراد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ گذر چکا۔ طلقھا کے لفظ سے استدلال ہے کہ خلع سے طلاق نہیں ہوتی۔ مگر حدیث باب نفیاً یا اثباتاً کسی امر پر دلالت نہیں کرتی۔ اختلاف تو اس میں ہے کہ لفظ خلع یا اس کے ہم معنی الفاظ کا کیا حکم ہے۔

کہ خلع طلاق ہے یا فسخ ہے۔ اس میں لفظ طلاق سے کوئی بحث نہیں۔ اور اس میں یہ بھی تصریح نہیں کہ آیا خلع قبل الطلاق ہو گی یا بعد الطلاق ہو گی۔ واللہ اعلم

بَاب الشِّقَاقُ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا۔

ترجمہ۔ زوجین میں مخالفت کا ہو جانا کیا حکم نقصان کے وقت خلع کا مشورہ دے سکتا ہے۔ ترجمہ آیت اگر تمھیں زوجین کے درمیان مخالفت کا خطرہ ہو تو ایک نمائندہ خاوند کے قبیلہ سے اور دوسرا بیوی کے قبیلہ سے بھیجا جائے۔ اگر اصلاح مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ توفیق دے دیں گے۔

حدیث (۴۹۰۷) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ...... عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ بَنِي الْمُغِيْرَةِ اسْتَاْذَنُوْا فِيْ اَنْ يَّنْكِحَ عَلِيٌّؓ اِبْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ ....

ترجمہ۔ مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بنو مغیرہ مجھ سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی نکاح حضرت علیؓ سے کر دیں۔ پس میں تو اجازت نہیں دونگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان بني المغيرة ۷۹۵ پہلے گذر چکا ہے کہ بنو ھشام کہتے ہیں اور کتاب الجہاد میں آیا کہ وہ ابو جہل کی بیٹی تھی تو ان میں منافات نہیں کیونکہ ابو جہل عمرو بن ھشام بن مغیرہ ہے۔ تو تینوں روایات میں مطابقت ہو گئی اب حدیث کا ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر چہ حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے مقدمہ پیش نہیں کیا لیکن دوسرے نکاح کی صورت میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان اختلاف متوقع تھا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو نکاح کرنے سے روک کر اس شقاق کو اشارہ سے دفع فرمادیا تو اس طرح مناسبت باب عمدہ ثابت ہوئی۔

بَاب لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلَاقًا

ترجمہ۔ باندی کو بیچ دینا طلاق شمار نہیں ہو گا

حدیث (۴۹۰۸) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ... عَنْ عَائِشَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ فِيْ بُرَيْرَةَؓ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ کے بارے میں تین احکام ثابت ہوتے ہیں ایک حکم تو یہ ہے کہ جب وہ آزاد ہوئی تو اسے اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ دوسرے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالْبُرْمَۃُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَیْہِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَیْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَۃً فِیْہَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ ذٰلِکَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِہٖ عَلٰی بُرَیْرَۃَؓ اَنْتَ لَاتَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ قَالَ عَلَیْہَا صَدَقَۃٌ وَّلَنَا ھَدِیَّۃٌ ....

ولاء اسی کا ہوگا۔ جس نے اسے آزاد کیا۔ تیسرا یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو ہنڈیا میں گوشت کا پانی جوش مار رہا تھا۔ تو آپؐ کے سامنے روٹی اور گھر کے سالن میں سے سالن پیش کیا گیا جس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں نے ہنڈیا نہیں دیکھی تھی جس میں گوشت پک رہا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ ہاں کیوں نہیں۔ لیکن وہ تو ایسا گوشت تھا جس کو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ اور آپؐ مالی صدقہ کھایا نہیں کرتے آپؐ نے فرمایا اس پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ سلفؒ کا اختلاف ہے۔ کہ آیا باندی کی بیع طلاق شمار ہوگی۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ بیع الامۃ طلاق نہیں ہے۔ ابن المسیبؒ اور حسن بصریؒ کے نزدیک طلاق شمار ہوگی۔ جمہور کی حجت حدیث باب ہے کہ جب حضرت بریرہؓ آزاد ہوئی تو اسے خاوند مغیثؓ کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ اگر محض بیع سے طلاق واقع ہوتی تو پھر اختیار دینے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اور ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب عتق طلاق نہیں تو بیع بطریق اولیٰ طلاق نہیں ہوگی ورنہ آنحضرت ﷺ ان کو اختیار نہ دیتے

باب خِیَارِ الْاَمَۃِ تَحْتَ الْعَبْدِ

ترجمہ۔ جو باندی کسی غلام کے نکاح میں ہو تو آیا اسے آزادی کے وقت اختیار ہے۔

حدیث (۴۹۰۹) حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ رَاَیْتُہٗ عَبْدًا یَعْنِیْ زَوْجَ بُرَیْرَۃَؓ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں انہیں یعنی حضرت بریرہؓ کے خاوند کو غلام سمجھتا ہوں۔

حدیث (۴۹۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰی ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ ذَاکَ مُغِیْثٌ عَبْدُ بَنِیْ فُلَانٍ یَعْنِیْ زَوْجَ بُرَیْرَۃَؓ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ یَتْبَعُھَا فِیْ سِکَکِ المدینۃ یبکی علیھا ......

ترجمہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ مغیث فلاں قبیلہ کے غلام تھے یعنی حضرت بریرہؓ کے خاوند گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں حضرت بریرہؓ کے پیچھے لگے رہتے اور ان پر روتے تھے۔

حدیث (۴۹۱۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍؒ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ زَوْجُ بُرَیْرَۃَؓ عَبْدًا اَسْوَدَ

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت بریرہؓ کے خاوند کالے حبشی غلام تھے۔ جنہیں مغیثؓ

يُقَالُ لَهٗ مُغِيْثٌ عَبْدًا لِبَنِىْ فُلَانٍ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَائَهَا فِىْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ ....

کہا جاتا تھا جو بنو مغیرہ کے غلام تھے گویا میں ابھی انکو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ کے راستوں میں حضرت بریرہؓ کے پیچھے گھومتے پھرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جب باندی آزاد ہو اور اس کا خاوند عبد ہو تو اسے نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ اگر خاوند آزاد ہو تو پھر اختیار نہیں ہے جمہور ائمہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خاوند کے حر ہونے کی صورت میں بھی اسے فسخ کا اختیار حاصل ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ جو صاحب واقعہ ہیں انکی روایت ہے کہ حضرت بریرہؓ کا خاوند آزاد تھا۔ تو روایات مختلفہ ہو گئیں۔ تو حضرت عائشہؓ کا مقصد یہ ہو گا کہ پہلے غلام تھے بعد میں آزاد ہو گئے۔ اس میں روایات جمع ہو جائیں گی۔ حضرت ابن عباسؓ کو انکے آزاد ہونے کی اطلاع نہ ہو سکی ہو۔ اور ترمذی میں حضرت اسود سے روایت ہے کہ کان زوج بریرۃ اور امام ترمذیؒ نے فرمایا ھذا حدیث حسن صحیح۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِىْ زَوْجِ بُرَيْرَةَ۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا بریرہؓ کے خاوند کے بارے میں سفارش کرنا۔

حدیث (۴۹۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بُرَيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهٗ مُغِيْثٌ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِىْ وَ دُمُوْعُهٗ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بُرَيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بُرَيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لَوْ رَاجَعْتِيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِىْ قَالَ اِنَّمَا اَنَا اَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِىْ فِيْهِ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت بریرہؓ کا خاوند غلام تھا جسے مغیثؓ کہہ کر پکارا جاتا تھا گویا کہ میں ابھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان کے پیچھے گھومتے ہوئے رو رہے ہیں۔ جن کے آنسو انکی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا اے عباس! کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ حضرت مغیث حضرت بریرہؓ سے کس قدر محبت کرتے ہیں اور حضرت بریرہؓ ان سے کس قدر بغض رکھتی ہے پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کاش تو اسکے پاس واپس لوٹ جاتی۔ جس پر حضرت بریرہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا آپؐ مجھے حکم دے رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں سفارش کر رہا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ انما انا اشفع ۷۹۵۔۲٦ حضرت بریرہؓ نے آنحضرت ﷺ کی سفارش اور امر استحبابی پر اسلئے عمل نہ کیا کہ کہیں وہ حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں خاوند کی نافرمانی ہو یا اس کی ناشکری ہو۔ خواہ ہر معاملہ میں انکی حقارت کرنا ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اتأمرنی او بمراجعة وجوباً یعنی وجوبی امر ہے یا استحبابی ہے۔ توجواباً کہا کہ مجھے نہ کوئی غرض ہے اور نہ ہی ان سے رجوع کرنے میں میری کوئی بھلائی ہے۔ تو اس سے عدم قبول شفاعت کا عذر بیان کر دیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت بریرہؓ نے امر النبیؐ اور شفاعت النبیؐ میں فرق بتلا دیا اور انہیں یہ بھی علم تھا کہ امر وجوب کیلئے ہوتا ہے شفاعت قبول کرنا واجب نہیں ہے۔

حدیث (۴۹۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ رَجَاءٍ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیْ بُرَیْرَةَ فَاَبٰی مَوَالِیْهَا اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطُوْا لَوْلَاءَ فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اشْتَرِیْهَا وَاَعْتِقِیْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَقِیْلَ اِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بُرَیْرَةَ فَقَالَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِیَّةٌ

ترجمہ۔ حضرت اسود سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت بریرہؓ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو ان کے آقاؤں نے براہر انکار کیا۔ وہ ولاء کی اپنے لئے شرط لگاتے تھے پس اس کا جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا گیا پس تو آپؐ نے فرمایا تم اس کو خرید لو اور اس کو آزاد کر دو ولاء اسی کا ہوگا جو آزاد کرے اور جناب نبی اکرم ﷺ کے لئے گوشت لایا گیا جس کے بارے میں آپؐ سے کہا گیا کہ یہ تو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا وہ گوشت اس کے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے

حدیث (۴۹۱۴) حَدَّثَنَا اٰدَمُ ...... قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةَ وَزَادَ فَخُیِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا ......

ترجمہ۔ کہ شعبہ نے یہ الفاظ زائد کئے کہ اسے اپنے خاوند سے فسخ نکاح کا اختیار دیا گیا۔

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ۔

ترجمہ۔ مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو جبتک وہ ایمان نہ لے آئیں البتہ مومن باندی مشرکہ سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمھیں پسند آجائیں

حدیث (۴۹۱۵) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِکَاحِ النَّصْرَانِیَّةِ وَالْیَهُوْدِیَّةِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِکَاتِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَیْئًا اَکْبَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِیْسٰی وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے جس وقت نصرانی اور یہودی عورت کے نکاح کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ فرماتے کہ اللہ تعالے نے مومنین پر مشرک عورتوں کو حرام کیا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑا کوئی شرک ہو کہ عورت یہ کہے کہ اس کا رب عیسیٰؑ ہے حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ولااعلم من الاشراک شیئا ۷۹۶۔۵ مشہور یہ ہے کہ ابن عمرؓ کا مذہب جمہور کے مذہب کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کتابیات سے نکاح بلکل جائز نہیں ہے۔ اور یہی ظاہر ہے جو یہاں مذکور ہوا البتہ ایسی تاویل ممکن ہے جس سے ان کی رائے جمہور کے موافق ہو جائے تو اب مخالفت جمہور نہیں ہو گی۔ اگر چہ اس کو کسی نے علماء میں سے نقل کیا وہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ انہوں نے اس جگہ اپنا فتوی بیان نہیں کیا۔ کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے۔ البتہ اس سے ان کی مراد مسلمان کو عار دلانا ہے کہ وہ ایسی عورت سے نکاح کر رہا ہے جو مشرکہ ہے۔ تو ان کا منشا یہ ہے کہ خاوند بیوی کی عادات میں کب اتفاق ہو گا۔ اور ان میں الفت و محبت کیسے حاصل ہو گی۔ تو لااعلم من الاشراک شیئا کا مطلب یہ ہو گا کہ اگر چہ وہ کتابیات سے نکاح کرنے کو حرام نہیں کہتے مگر مشرکات سے نکاح کرنے کو حرام سمجھتے ہیں اب اہل کتاب کے شرک سے بڑا شرک اور کیا ہو گا کہ وہ عیسیٰؑ کو اپنا رب کہتے ہیں۔ پس لائق یہ ہے کہ ان کے ساتھ مشرکوں والا معاملہ کیا جائے کہ انکی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ جصاصؒ فرماتے ہیں کہ سلف فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں کہ اہل کتاب کی حرہ عورتوں سے نکاح جائز ہے جبکہ وہ ذمیہ ہوں۔ مگر ابن عمرؓ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ نیز ! علامہ جصاصؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ کتابیات کے نکاح میں اور وجہ سے بھی اختلاف ہے۔ کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب حربی کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ لیکن دیگر صحابہ کرامؓ حربیات اور ذمیات میں فرق نہیں کرتے۔ ابن الھمامؒ نے فرمایا ہے کہ کتابیہ حربیہ سے نکاح کرنا اجماعاً مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے۔ کیونکہ اس سے دارالحرب میں بیوی کے ساتھ قیام کرنا ہو گا۔ پھر اولاد اہل کفر کے اخلاق اختیار کر لیگی۔ اس طرح کے دوسرے مفاسد کتب میں بیان کئے گئے ہیں۔ عینی شرح بخاری میں ہے کہ اہل علم کے نزدیک کتابیات سے نکاح کرنا حلال ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی مسلک ہے۔ ابن عمرؓ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ بہر حال ائمہ اربعہ کے نزدیک کتابیہ حرہ سے نکاح حلال ہے۔ حتی یتفقان یعنی ان دونوں میں عادات و خصائص میں اتفاق ممکن نہیں۔ یہ توجیہ کلام ابن عمرؓ کی شیخ گنگوہیؒ نے عمدہ فرمائی ہے۔ تاکہ جمہور سے موافقت ہو جائے۔ صحابہ کرام سے کسی طرف شذوذ کی نسبت نہ ہو گی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بعض سلف نے مشرکات سے بت پرست اور مجوسی عورتیں مراد لی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اس باب میں لا کر اشارہ کیا ہے کہ مشرکات میں سے اہل کتاب مستثنی ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نصاری عورتوں سے نکاح کیا ہے۔ اور سورہ مائدہ میں ہے والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب امام بخاریؒ نے مسئلہ کا حکم ثابت نہیں کیا کیونکہ آیت میں تاویل کا احتمال ہے۔

بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ ـ

ترجمہ۔ مشرک عورتوں سے جو مسلمان ہو جائے اس سے نکاح کا کیا حکم ہے اور انکی عدت کیا ہو گی

حدیث(٤٩١٦) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَىٰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ كَانَ الْمُشْرِكُونَ عَلَىٰ مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُؤْمِنِينَ كَانُوا مُشْرِكِي أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُونَهُ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتَّىٰ تَحِيضَ وَتَطْهُرَ فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوا وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ كَانَتْ قَرِيبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مشرکین جناب نبی اکرم ﷺ اور مومنین کے نزدیک دو قسم کے تھے کچھ مشرک تو اہل حرب تھے کہ آپؐ ان سے جنگ کرتے تھے وہ آپؐ سے لڑائی مول لیتے تھے۔ اور دوسرے معاہدے کرنے والے مشرک تھے جن سے نہ آپؐ لڑتے اور نہ ہی وہ آپؐ سے لڑتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت ہجرت کر کے آتی تھی تو اس سے خطبہ نہیں کیا جاتا تھا جب تک اسے ایک حیض نہ آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائے۔ جب وہ پاک وصاف ہو جاتی تھی تو اس سے نکاح کرنا حلال ہو جاتا تھا اگر اس کے نکاح کرنے سے پہلے اس کا خاوند مسلمان ہو جاتا تو وہ عورت اسے واپس کر دی جاتی اگر اہل حرب مشرکین کا کوئی غلام یا باندی بھاگ آتا تو وہ آزاد سمجھا جاتا اور دوسرے آزاد مہاجرین کے برابر ہوتا اگر ذمی معاہدہ والے مشرکوں میں سے کوئی غلام یا باندی ہجرت کر کے آتے تو ان کو واپس نہیں کیا جاتا تھا البتہ انکی قیمت واپس کر دی جاتی تھی اور حضرت عطاءؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قریبہ بنت ابی امیہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے نکاح میں تھی جس کو انہوں نے طلاق دے دی اور اس مشرکہ سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور ام الحکم ابو سفیان کی بیٹی جو حضرت عیاض بن غنم فہری کے نکاح میں تھی انہوں نے اس کو طلاق دے دی تو اس سے عبداللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کر لیا۔

نکاح من اسلم ۷۹۶۔ ۴ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مشرک زوجین میں سے جب ایک مسلمان ہو جائے تو اسکی کئی صورتیں ہیں۔ ا ر یہ کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد دار الکفر میں رہ جائے دار الاسلام میں منتقل نہ ہو۔ ۲ ر کہ اسلام کے بعد میاں بیوی میں سے کوئی ایک ہجرت کر کے

دار الاسلام میں پہنچ جائے تو علماء احناف ؒ کے نزدیک تباین دارین کے بغیر ان میں جدائی نہ کی جائیگی۔ اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔ اور جب کوئی مسلمان ہو کر وہاں دار الکفر میں رہ جائے تو نفس اسلام کی وجہ سے ان میں تفریق نہیں کی جائیگی۔ جبتک کوئی ایسا کام سر زد نہ ہو جائے جو تفریق کا موجب بنے۔ مثلاً وہ اسلام لانے سے انکار کر دے۔ چونکہ اسلام جامع ہے متفرق نہیں ہے۔ اس لئے تفریق نہ کی جائیگی۔ حضرت زینب ؓ کا واقعہ اس کی واضح دلیل ہے۔ اور حاشیہ میں ہے کہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ جب نصرانیہ خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے خواہ ایک گھڑی بھی پہلے اسلام لے آئے تو کافر خاوند پر حرام ہو جائیگی۔ یہی حضرت عطاء ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ امام بخاری ؒ کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اہل کوفہ یہ شرط ضرور بیان کرتے ہیں کہ اس کے خاوند پر اسلام پیش کیا جائیگا اگر رک جائے تو اکھٹے دار الاسلام میں رہ سکتے ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ جب وہ عدت میں مسلمان ہو جائے تو بدون عقد جدید کے اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اوجز میں اس مسئلہ کی کئی اور صورتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ جن میں بعض وفاقی ہیں اور بعض اختلافی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب فرقت اختلاف دارین کی وجہ سے واقع ہو تو اس سے نکاح فسخ ہو جائیگا۔ یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ اور امام محمد ؒ کے نزدیک تفصیل ہے۔

تشریح از قاسمی ؒ ۔ **لم تخطب حتی تحیض وتطھر** اس حدیث کے ظاہر پر احناف ؒ عمل کرتے ہیں۔ جمہور فرماتے ہیں کہ اس سے تین حیض مراد ہیں کیونکہ وہ مسلمان ہونے اور ہجرت کرنے کی وجہ سے حرائر میں سے ہو گئی جس کی عدت تین حیض ہیں بخلاف قیدی عورتوں کے کہ اس کے لئے ایک حیض کا استبراء رحم کافی ہے۔ لیکن اگر حاملہ ہو تو اب وضع حمل کا انتظار عدت کے طور پر نہیں ہو گا بلکہ وضع حمل سے مانع ختم ہو جائیگا۔ صاحبین ؒ کے نزدیک پھر بھی عدت واجب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ عدت اس لئے واجب تھی تاکہ نکاح متقدم کا مانع ظاہر ہو جائے اب حربی کے ملک سے وہ احترام ختم ہو گیا اور آیت قرآنی ہے **لاتمسکوا بعصم الکوافر** تو اگر ہم عدت واجب کریں تو حالت کفر کے نکاح کا احترام لازم آئیگا۔ **وھو ممنوع** قریبہ بنت ابی امیہ حضرت ام سلمہ ؓ کی بہن تھی۔ جو عمرہ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی اوقات میں مسلمان نہ ہوئی تھی۔ اور ام الحکم ؓ حضرت معاویہ ؓ کی بہن تھی جو فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئی ان کے خاوند عیاض بن غنم فھری حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے انہیں طلاق دے دی۔

بَاب اِذَا اَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ اَوِالنَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ اَوِالْحَرْبِيِّ

ترجمہ۔ جب کوئی مشرکہ یا نصرانیہ عورت جو کسی ذمی یا حربی کے نکاح میں تھی مسلمان ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

وَقَالَ عَبْدُالْوَارِثِ ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حُرِّمَتْ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ جب نصرانیہ خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے خواہ ایک گھڑی بھی پہلے ہو تو

عَلَيْهِ وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ اَسْلَمَتْ ثُمَّ اَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ اَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِذَا اَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِي مَجُوْسِيَّيْنِ اَسْلَمَاهُمَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا وَاِذَا سَبَقَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ وَاَبَى الْاٰخَرُ بَانَتْ لَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَيْهَا وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَاءَتْ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاٰتُوْهُمْ مَا اَنْفَقُوْا قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهٗ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ .....

وہ خاوند پر حرام ہو جائیگی۔ اور حضرت عطاءؒ سے معاہدہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو مسلمان ہو گئی پھر عدت کے اندر اس کا خاوند مسلمان ہو گیا تو کیا یہ اس کی عورت رہیگی۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ ہاں مگر اس صورت میں جبکہ وہ عورت اس سے نیا نکاح اور نیا مہر مقرر کرے۔ مجاہدؒ کا فرمان ہے کہ خاوند بیوی کی عدت کے دوران مسلمان ہو جائے تو وہ بدون تجدید نکاح کے اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے نہ تو یہ مشرک عورتیں مسلمانوں کے لئے حلال ہیں اور نہ ہی وہ مسلمان ان مشرکات کے لئے حلال ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ اور حضرت قتادہؒ ان دو میاں بیوی مجوسیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر وہ دونوں مسلمان ہو جائیں تو وہ دونوں اپنے نکاح پر باقی رہیں گے اور جب ان دو میں سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائے اور دوسرا اسلام لانے سے انکار کر دے تو عورت اس سے جدا ہو جائیگی۔ اس خاوند کا اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہو گا۔ اور ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ مشرکین عورت جب مسلمانوں کے پاس آئے تو کیا اس کے خاوند کو اس عورت کے مہر میں سے کچھ معاوضہ دیا جائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو کچھ ان مشرکین نے خرچ کیا وہ ان کو دے دو۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ معاہدہ تھا جو نبی اکرم ﷺ اور اہل عہد میں طے پایا تھا اس کے مطابق حکم ہوا چنانچہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ سب احکام اس صلح میں وارد ہوئے۔ جو جناب نبی اکرم ﷺ اور قریش میں حدیبیہ کے مقام پر ہوئی تھی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ ایعارض زوجها ۷۹۶۔۲۰ یہ سب احکام منسوخ ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ جلالین شریف میں ہے ثم ارتفع هذا الحكم اور صاحب جملؒ فرماتے ہیں کہ دونوں شقیں منسوخ ہیں کہ نہ تو مسلمہ کا حق مہر کافروں کو دیا جائیگا اور نہ ہی مرتدہ کا حق مہر اس کے خاوند کو واپس ہو گا۔ خواہ یہ ارتداد قبل الدخول ہو یا بعد الدخول ہو۔ البتہ مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے۔ اس میں تفصیل ہے۔ قبل الدخول تو تمام حق مہر کا رجوع کریگا اور بعد الدخول کچھ بھی رجوع نہیں کریگا۔ وہ معاہدہ فتح مکہ کے بعد ختم ہو گیا۔

حدیث (۴۹۱۷) حَدَّثَنَا ابْنُ بُکَیْرٍ ......

اَنَّ عَائِشَةَؓ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ کَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا هَاجَرْنَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآئَکُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ الاية قَالَتْ عَائِشَةُؓ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِکَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَایَعْتُکُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَیْرَ اَنَّهٗ بَایَعَهُنَّ بِالْکَلَامِ وَاللّٰهِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی النِّسَاءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ یَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَیْهِنَّ قَدْ بَایَعْتُکُنَّ کَلَامًا ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتیں جب ہجرت کر کے نبی اکرم ﷺ کی طرف آتی تھیں تو آپؐ ان کا امتحان لیتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے ترجمہ آیت اے ایمان والو! جب مؤمنین عورتیں تمھارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب مؤمن عورتیں اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو انہوں نے ایک امتحان کا اقرار کر لیا کیونکہ اس میں توحید رسالۃ او عدم اشراک کا اقرار ہو تا تھا تو جب وہ اپنے قول سے اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو جناب رسول اللہ ﷺ انہیں فرماتے تھے چلی جاؤ میں نے تمھاری طرف بیعت لے لی۔ واللہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو بالکل نہ چھوا سوائے اسکے آپ کلام سے ان سے بیعت لے لیتے تھے واللہ! جناب رسول اللہ ﷺ نے سوائے ان چیزوں کے جن کا اللہ تعالے نے حکم دیا اور کسی چیز کا عہد نہ لیا اور ان سے فرماتے جبکہ ان سے اقرار لے لیا کہ میں نے کلام کے ذریعہ تم سے بیعت لے لی۔ وہ شرط لایشرکن باللہ شیئاً ولایسرقن ولایزنین الایة ہے۔

باب قَوْلِهٖ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ فَاِذَا رَجَعُوْا۔

حدیث (۴۹۱۸) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ ...... اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ یَقُوْلُ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِّسَائِهٖ وَکَانَتْ انْفَکَّتْ رِجْلُهٗ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھالی جبکہ آپؐ کے پاؤں مبارک میں موچ آگئی تھی۔ پس آپؐ اپنے

فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَةٍ لَہٗ تِسْعًا وَعِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اٰلَیْتَ شَھْرًا قَالَ الشَّھْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ

بالاخانہ میں انتیس ۲۹ دن تک قیام پذیر رہے پھر نیچے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ! آپؐ نے تو ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی۔ فرمایا مہینہ کبھی انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

حدیث(۴۹۱۹) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ فِی الْاِیْلَاءِ الَّذِیْ سَمَّی اللّٰہُ تَعَالٰی لَایَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدَ الْاَجَلِ اِلَّا اَنْ یُّمْسِکَ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ یَعْزِمُ بِالطَّلَاقِ کَمَا اَمَرَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ لِیْ اِسْمَاعِیْلُ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْھُرٍ یُوْقَفُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَلَایَقَعُ عَلَیْہِ الطَّلَاقُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَیُذْکَرُ ذٰلِکَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ اس ایلاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم مقرر کیا ہے کہ ایلاء کی مدت گذرنے کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ یا تو مشہور طریقہ سے بیوی کو روک رکھے یا اس کی طلاق کو قطعی کردے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اسماعیل کی سند میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب چار مہینے گذر جائیں تو مولی رُک جائے یہانتک کہ طلاق دیدے اور بغیر طلاق دئے طلاق محض ایلاء کی مدت گذرنے سے واقع نہیں ہوگی۔ یہی حضرت عثمانؓ علیؓ ابوالدرداءؓ حضرت عائشہؓ اور بارہ حضرات اصحاب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ اثنا عشر رجلا ۷۹۷ اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ ان بارہ حضرات کے بعد ان صحابہ کرام میں سے باقی رہنے والے ہزاروں افراد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے بہت ہی لطیف فائدہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ میں مختلف فیہا رہا ہے اوجز میں مؤطا امام محمدؒ کے حوالہ سے ان حضرات میں حضرت عمر بن الخطابؓ عثمان بن عفانؓ عبداللہ بن مسعودؓ زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جو آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور رجوع کرنے سے پہلے چار ماہ گذر جائیں تو عورت ایک طلاق بائنہ سے خاوند سے جدا ہو جائیگی۔ اس کا خاوند دوسرے خطبہ کرنے والوں کے ہمراہ ہوگا۔ اور یہ سب حضرات چار ماہ گذرنے کے بعد توقف کے قائل نہیں۔ اور ابن عباسؓ ان فاؤا میں فئی سے چار ماہ کے دوران جماع مراد لیتے ہیں۔ فان عزموا الطلاق سے مراد چار ماہ کی مدت کا ختم ہو جانا مراد لیتے ہیں۔ پس جب چار ماہ گذر گئے تو عورت پر بائنہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ اس کے بعد کسی بات کا انتظار نہ ہوگا۔ اور ابن عباسؓ کو دیگر حضرات کی بنسبة قرآن مجید کی تفسیر کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور دیگر احنافؒ کا ہے۔ اور تعلیق مجد میں ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کا اضافہ ہے۔ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ ایلاء طلاق بائنہ ہے۔ جبکہ رجوع سے پہلے چار ماہ گذر جائیں۔ تو اب عورت خود مختار ہوگی۔ جہاں چاہے نکاح

کر سکتی ہے۔اور کوکب دری میں قطب گنگوہیؒ نے مجمل کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امام ترمذیؒ کے قول کے مطابق ایلاء طلاق بائنہ ہے اور آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر یہ لوگ ایام تربص میں رجوع کرلیں توفبھا اگر طلاق کا عزم ہو اور رجوع نہ کریں تو طلاق واقع ہوگی اور یہی فان اللہ غفور رحیم کے مناسب ہے۔ کیونکہ اس میں محلوف کو توڑنا ہے کہ وہ چار ماہ تک بیوی کے پاس نہ جائیگا۔اس حلف کو توڑا اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ نفس مدت گذرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ طلاق دینے پر موقوف ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ایلاء کے معنی لغت میں کئی قسم کے ہیں۔اور جو ایلاء للذین یؤلون آیت قرآنیہ میں ہے اس سے وہ حلف مراد ہے جو اپنی بیوی کے پاس چار ماہ تک نہ جانے پر قسم اٹھائے۔یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔اور اکثر اہل علم یہی کہتے ہیں کہ چار ماہ کی مدت سے کم پر ایلاء نہیں ہوگا۔اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار ماہ سے زیادہ پر قسم کھانے والا مولی ہوگا۔چار ماہ یا کم پر قسم کھائے تو وہ ان حضرات کے نزدیک مولی نہیں بنیگا۔اسلئے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آیت قرآنیہ میں ایلاء سے ایلاء شرعی مراد ہے۔ اور حدیث میں ایلاء لغوی مراد ہے۔جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں۔جو شرعی معنی سے جدا نہیں ہو سکتے اس حیثیت سے حدیث باب سے مطابق ہو جائیگی۔اور ادنی مطابقت کافی ہوتی ہے۔

بَاب حُكْمِ الْمَفْقُودِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ

ترجمہ۔جو شخص گھر والوں اور مال سے گم ہو جائے اس کا کیا حکم ہے۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ فَاَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ اَوِالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَاِنْ اَتٰى فلي وعلي وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ نَحْوَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَسِيْرِ يُعْلَمُ مَكَانُهٗ لَاتَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهٗ وَلَايُقْسَمُ مَالُهٗ فَاِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهٗ فَسُنَّتُهٗ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ......

ترجمہ۔ابن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی جنگ کی قطار میں سے گم ہو جائے تو اسکی بیوی سال بھر انتظار کرے۔ابن مسعودؓ نے ایک باندی کو خرید کیا۔اور اس کے مالک کو سال بھر تلاش کرتے رہے۔پس وہ نہ ملا۔اور گم ہو گیا۔تو انہوں نے درہم دو درہم لیکر فقراء کو دینے شروع کئے فرماتے تھے اے اللہ! یہ فلاں کی طرف سے صدقہ ہے۔پس اگر وہ آگیا تو ثواب میرا اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہوگی۔اور فرماتے تھے کہ تم بھی گری پڑی چیز کے ساتھ اسی طرح سلوک کرو۔ابن عباسؓ بھی اسی طرح فرماتے ہیں اور امام زہریؒ اس قیدی کے متعلق جس کا پتہ معلوم ہو فرماتے ہیں کہ اسکی بیوی سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے پس جب اسکی خبر و پتہ ختم ہو جائے تو اس کا حکم مفقود الخبر کا حکم ہے۔

حدیث (۴۹۲۰) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ یَزِیْدِ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ ضَالَّۃِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْھَا فَاِنَّمَا ھِیَ لَکَ اَوْ لِاَخِیْکَ اَوْ لِلذِّئْبِ سُئِلَ عَنْ ضَالَّۃِ الْاِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاہُ فَقَالَ مَالَکَ وَمَعَھَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَاْکُلُ الشَّجَرَ حَتّٰی یَلْقَاھَا رَبُّھَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَۃِ فَقَالَ اَعْرِفْ وِکَاءَھَا وَعِفَاصَھَا وَعَرِّفْھَا سَنَۃً فَاِنْ جَاءَ مَنْ یَعْرِفُھَا وَاِلَّا فَاخْلِطْھَا بِمَالِکَ قَالَ سُفْیَانُ فَلَقِیْتُ رَبِیْعَۃَ بْنَ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ وَلَمْ اَحْفَظْ عَنْہُ شَیْئًا غَیْرَ ھٰذَا فَقُلْتُ اَرَاَیْتَ حَدِیْثَ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ فِیْ اَمْرِ الضَّالَّۃِ ھُوَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَحْیٰی وَیَقُوْلُ رَبِیْعَۃُ عَنْ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْیَانُ فَلَقِیْتُ رَبِیْعَۃَ فَقُلْتُ لَہٗ ....

ترجمہ۔ یزید مولی المنبعث کے غلام سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے گم شدہ بکری کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو پکڑ لو۔ کیونکہ یا تو وہ تمہارے لئے ہوگی یا تمہارے بھائی تک پہنچ جائیگی یا بھیڑیے کے سپرد ہوگی اور جب آپؐ سے گم شدہ اونٹ کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ غضبناک ہوئے اور آپؐ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے۔ اور فرمایا تمہیں اس سے کیا کام ہے اس کے پاس اس کا جوتا ہے اور پانی کا مشکیزہ ہے پانی پیتا رہیگا اور درختوں کو چرتا رہے گا۔ یہانتک کہ اس کا مالک اسے مل جائیگا۔ گری پڑی رقم کے متعلق جب پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کی قسم اور تھیلی کی تعریف کرتے رہو اور یہ سال بھر تک جاری رکھو پس اگر اس کے پہچاننے والا آجائے تو فبھا اس کو دے دو ورنہ اس کو اپنے مال کے ساتھ ملا دو۔ سفیان فرماتے ہیں کہ ربیعہ ابن ابی عبدالرحمٰن سے میری ملاقات تو ہوئی ہے۔ مگر ان سے سوائے اس حدیث کے مجھے اور کچھ یاد نہیں رہا پس میں نے پوچھا کہ مجھے بتلاؤ کہ یزید مولی المنبعث کی حدیث گم شدہ مال کے بارے میں زید بن خالد سے ہے تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا اور یحیی فرماتے ہیں کہ ربیعہ بن یزید مولی المنبعث سے روایت کرتے تھے اور وہ زید بن خالد سے۔ سفیان فرماتے ہیں کہ میری ربیعہ راوی سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ خلاصہ یہ ہے کہ یحیی بن سعید نے اس حدیث کو یزید مولی المنبعث سے مرسل روایت کی پھر سفیان سے ذکر کیا۔ کہ ربیعہ تو اس حدیث کو یزید مولی المنبعث عن زید بن خالد سے موصلاً روایت کرتے ہیں تو سفیان نے کہا انکی ربیعہ سے ملاقات ہوئی اور اس بارے میں ان سے سوال کیا تو ان دونوں نے اس کا اعتراف کیا شاید انہوں نے ربیعہ سے موصولاً سنا ہو۔ جیسا کہ حدیث تعطہ سے واضح ہے کہ پھر ربیعہ کو ساقط کر کے مرسلاً روایت کیا۔ اور امام مسلمہؒ نے بھی موصولاً ذکر کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فی اہلہ ومالہ اہل کا حکم تو ابواب الطلاق سے رکھتا ہے لیکن مال کا حکم استطراداً آگیا ہے۔ مفقود الخبر کے

بارے میں امام مالکؒ چار سال کی مدت مقرر کرتے ہیں۔اور فقہاء کوفہ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے قول کے مطابق زندگی بھر انتظار کرتی رہے۔ جبتک کہ اس کا معاملہ ظاہر نہ ہو جائے۔اور مال کے بارے میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے۔ جبتک کہ اس کے ہم عصر ختم نہ ہو جائیں۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں جبتک اسکی وفات کا علم نہ ہو جائے۔فاخلطھا بمالک داؤد ظاہریؒ تو ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اسے مالک بنا دیتے ہیں۔لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اپنے مال کے ساتھ ملالے اس شرط پر کہ جب اس کا مالک مل گیا تو یہ اس کا ضامن ہو گا۔ کیونکہ دوسری روایت ہے ان جاء صاحبھا فادھا الیہ۔

باب الظِّھَارِ

(۴۹۲۱) وَقَوْلِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا اِلٰى قَوْلِهٖ فَطَعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَقَالَ لِىْ اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ اَنَّهٗ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ وَقَالَ الْحَسَنُ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ سَوَاءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِنْ ظَاهَرَ مِنْ اَمَتِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ اِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَاءِ وَفِى الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوْا اَىْ فِيْمَا قَالُوْا وَفِىْ بَعْضِ مَا قَالُوْا وَهٰذَا اَوْلٰى لِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ.

ترجمہ۔ حضرت امام مالکؒ نے ابن شہاب زہریؒ سے غلام کی ظہار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ بھی حر کے ظہار کی طرح ہے۔اور امام مالکؒ نے فرمایا غلام کا روزہ دو ماہ کا ہو گا۔اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں غلام اور آزاد کا ظہار حرہ عورت سے اور باندی سے برابر ہے۔اور عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ اگر باندی سے ظہار کیا تو وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ ظہار تو حرہ عورتوں سے ہوتا ہے۔اور عربیہ کے بارے میں ہے یعودون لماقالو افیماقالو ا یعنی جو کچھ کہا تھا اس کے توڑنے میں رجوع کیا اور یہ یعنی جو کچھ کہا ہے اس کو توڑ دیتے ہیں یہ اولی ہے اس معنی سے کہ عود کے معنی تکرار لفظ ظہار کے ہیں یہ داؤد ظاہری کا مسلک ہے۔ جس پر امام بخاریؒ رد فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اگر تکرار لفظ ظہار مراد ہوتا تو اللہ تعالی کا منکر اور زور پر دلالت کرنا لازم آتا ہے جس سے اللہ تعالی بلند و برتر ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ مجھ پر حرام ہے۔جب ماں کا ذکر نہ کرے دیگر محرمات کا ذکر کرے تو جمہور کا قول ہے کہ یہ بھی ظہار ہو گا۔البتہ امام شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ ظہار ام کے ساتھ خاص ہے۔ تو یہ ظہار نہ ہو گا۔ آیت کریمہ سے مصنفؒ نے استدلال کیا ہے کہ ظہار حرام ہے۔ پھر باب کے اندر آثار ذکر کئے ہیں۔اور آیت کے ذکر سے حدیث مرفوع جو سبب نزول ہے اس کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے۔اور اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ تھا جس سے ظہار ہوا اور یہ اسلام میں پہلا ظہار تھا۔

38/2

باب الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُورِ

ترجمہ۔ طلاق اور دیگر امور میں اشارہ کرنے کا کیا حکم ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍؓ اَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيَّ اَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ اَسْمَاءُ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَؓ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَاَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا اِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا اَيْ نَعَمْ وَقَالَ اَنَسٌؓ اَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍؓ اَنْ يَّتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ لَا حَرَجَ وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَؓ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا ...

ترجمہ۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ میت پر رونے سے آنکھ کے آنسو پر اللہ تعالے عذاب نہیں دینگے۔ لیکن اس کی وجہ سے عذاب دینگے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے میری طرف اشارہ فرمایا یعنی آدھا لے لو۔ اور حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے سورج کے بے نور ہونے پر نماز پڑھائی تو میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا جبکہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ تو اس نے اپنے سر کے ساتھ سورج کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے۔ انہوں نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہاں! اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آگے بڑھو۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے محرم کے شکار کے بارے میں فرمایا کہ کسی نے تم میں سے اس کو حکم دیا ہو کہ اس پر حملہ کرو۔ یا شکاری کی طرف اشارہ کیا ہو تو سب نے کہا کہ نہیں تو آپؐ نے فرمایا پس سب اسے کھاؤ۔ ان آثار سے امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ شریعت میں سب امور کے اندر اشارہ معتبر ہوتا ہے۔ تو طلاق میں بھی معتبر ہوگا۔

حدیث (۴۹۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُؓ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اونٹ پر طواف کعبہ کیا اور آپؐ جب بھی رکن پر پہنچتے تھے تو اسکی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے اور حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج اس طرح کھولے جائیں گے۔ اور نوے کا عدد بنایا

حدیث (۴۹۲۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فِی الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فَیَسْأَلُ اللّٰهَ خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ وَقَالَ بِیَدِهٖ وَوَضَعَ اَنْمِلَتَهٗ عَلَی الْبَطْنِ الْوُسْطٰی وَالْخِنْصَرِ قُلْنَا یُزَهِّدُهَا ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جو جس مسلمان کو اتفاق ہوا کہ اس نے کھڑا ہو کر نماز پڑھی اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی بھی مانگ لے گا مگر اللہ تعالے وہ اس کو دے دینگے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنے پورے درمیانی اور چھوٹی انگلی پر رکھ دئے ہم سمجھ گئے کہ آپؐ اس گھڑی کو قلیل بیان کر رہے تھے۔

حدیث (۴۹۲۴) وَقَالَ الْاُوَیْسِیُّ ...... عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَدَا الْیَهُوْدِیُّ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی جَارِیَةٍ فَاَخَذَ اَوْ ضَاحًا كَانَتْ عَلَیْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا فَاَتٰی بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ فِیْ اٰخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ اُصْمِتَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ بِغَیْرِ الَّذِیْ قَتَلَهَا فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ لَا قَالَ فَفُلَانٌ لِرَجُلٍ اٰخَرَ غَیْرِ الَّذِیْ قَتَلَهَا فَاَشَارَتْ اَنْ لَا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهٗ بَیْنَ حَجَرَیْنِ ....

ترجمہ۔ الاویسی فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک باندی پر زیادتی کی کہ اس کے سفید چاندی کے زیور لے لئے جو اس نے پہن رکھے تھے جس کا اس نے سر پھوڑ دیا تھا۔ تو اس لڑکی کے ورثاء اس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے جبکہ ابھی اسکی کچھ زندگی باقی تھی۔ جبکہ وہ چپ کرا دی گئی تھی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تجھے کس نے قتل کیا۔ کیا فلاں نے جو قتل کرنے والے کے غیر کا نام تھا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر کسی دوسرے آدمی کا نام لیا جس نے قتل نہیں کیا تھا تو اس نے اشارہ کیا کہ نہیں پھر اس کے قاتل کا نام لیکر کہا کہ فلاں نے۔ تو اس نے اشارہ کیا کہ ہاں! تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ دو پتھروں کے درمیان رکھ کر اس کا سر کچل دیا جائے۔

حدیث (۴۹۲۵) حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ ..... عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلَی الْمَشْرِقِ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ فتنہ وفساد اس طرف سے ہوگا اور مشرق کی طرف سے آپؐ نے اشارہ فرمایا۔

حدیث (۴۹۲۶) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰیؓ قَالَ كُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ پس جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا۔ تو آپؐ نے

اَنْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمْسَیْتَ ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمْسَیْتَ اِنَّ عَلَیْکَ نَهَارًا ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فِی الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ اَوْمَاَ بِیَدِهٖ اِلَی الْمَشْرِقِ فَقَالَ اِذَا رَأَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ .....

ایک آدمی سے فرمایا کہ اتر کر ستو کو پانی میں بھگولو۔ اس نے کہا یارسول اللہ کاش آپؐ شام کر لیتے۔ پھر فرمایا اترو اور ستو بھگودو اس نے کہا یارسول اللہ کاش آپؐ شام کر لیتے ابھی تو دن کھڑا ہے پھر آپؐ نے فرمایا اتر کر ستو بھگودو تو وہ اترا اور تیسری مرتبہ میں اس نے ستو بھگو دئے۔ آپؐ نے ستو پی لئے تو اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جب تم لوگ دیکھ لو کہ رات اس طرف سے آگئی ہے تو روزے دار روزہ افطار کر دے

حدیث (۴۹۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَایَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْکُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ اَوْ قَالَ اَذَانُهٗ مِنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّمَا یُنَادِیْ اَوْ قَالَ یُؤَذِّنُ لِیَرْجِعَ قَائِمَکُمْ وَلَیْسَ اَنْ یَقُوْلَ کَاَنَّهٗ یَعْنِی الصُّبْحَ اَوِ الْفَجْرَ وَاَظْهَرَ یَزِیْدُ یَدَیْهِ ثُمَّ مَدَّ اِحْدٰهُمَا مِنَ الْاُخْرٰی ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو حضرت بلالؓ کی ندا یا فرمایا انکی آذان سحور کھانے سے نہ روکے وہ تو اس لئے آذان دیتے ہیں تاکہ تم میں سے رات کو قیام کرنے والا سحور کے لئے لوٹ آئے اور یہ نہیں فرماتے تھے گویا یہ صبح یا فجر ہے۔ یزید نے اپنے دونوں ہاتھ ظاہر کئے اور ایک کو دوسرے سے دراز کر لیا۔

حدیث (۴۹۲۸) وَقَالَ اللَّیْثُ سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِنْ لَّدُنْ ثُدِیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا یُنْفِقُ شَیْئًا اِلَّا مَادَّتْ عَلٰی جِلْدِهٖ حَتّٰی تُجِنَّ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ وَاَمَّا الْبَخِیْلُ فَلَا یُرِیْدُ یُنْفِقُ اِلَّا لَزِمَتْ کُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ یُوْسِعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ وَیُشِیْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِلٰی حَلْقِهٖ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن کے اوپر لوہے کے دو جبے ہوں پستان سے لیکر ان دونوں کی ہنسلیوں تلک۔ پس خرچ کرنے والا جو کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو وہ جبہ اس کے چمڑہ پر دراز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پوروں کو چھپا لیتا ہے اور اس کے نشانات مٹا دیتا ہے۔ اور بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس جبہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے۔ وہ اسے فراخ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ فراخ نہیں ہوتا اور اپنی انگلی سے اپنے حلقہ کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ عقد تسعین سے ثابت کرنا ہے۔ کہ عقد صفۃ مخصوصہ سے عدد معلوم کے ارادہ کے لئے یہ قائم مقام اشارہ مفہمہ کے ہے۔ نطق پر قدرت کے باوجود اس پر اکتفاء کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ جو شخص نطق پر قادر ہو جب اس کا اشارہ معتبر ہے تو جو نطق پر قادر نہ ہو اس کا اشارہ بطریق اولی معتبر ہوگا۔ انملہ انگلیوں کے پوروں کو درمیانی انگلی پر رکھنا اشارہ ہے کہ وہ گھڑی دن کے درمیانہ حصہ میں ہے۔ اور چھوٹی انگلی پر رکھنے سے اشارہ ہے کہ وہ گھڑی دن کے آخری حصہ میں ہے۔ اور تزہید کے معنی تقلیل کے ہیں۔

قد اصمتت سے اشارہ ہے کہ باوجود ذہنی حضور کے اسکی زبان گونگی تھی۔ اضخ رأسہ ائمہ ثلاثہ کا اس سے استدلال۔ قاتل کو اس ہتھیار سے قتل کیا جائے جس سے اس نے قتل کیا ہے۔ احناف ؒ فرماتے ہیں کہ **لایقتل الابالسیف** کیونکہ آپ کا ارشاد ہے **لاقود الابالسیف** کہ قصاص تلوار کے ذریعہ لیا جائیگا۔ اور حدیث باب کو ابتداء اسلام پر محمول کیا جائیگا۔ **کانہ یعنی الصبح** اس سے غرض یہ ہے کہ لیس کا اسم الصبح ہے۔ تو صبح مستطیل معتبر نہیں بلکہ صبح معترض یعنی صبح صادق معتبر ہے۔ تو یہ اشارہ سے واضح ہوا۔ **یشیر باصبعہ الی حلقہ** موضع الترجمہ ہے امام بخاری ؒ نے جسقدر احادیث ذکر فرمائی ہیں ان میں سے کوئی حدیث بھی ترجمہ کے جزء اول پر دلالت نہیں کرتی۔ گویا کہ ان امور پر طلاق کو قیاس کیا ہے ان امور میں سے ایک قصاص ہے جو طلاق سے اعظم ہے جب وہ اشارہ سے ثابت ہوتا ہے تو طلاق بطریق اولی اشارہ سے ثابت ہوگی۔ ابن بطال ؒ فرماتے ہیں کہ جمہور فرماتے ہیں جب اشارہ مفہومہ ہو تو وہ نطق کے قائم مقام ہوگا۔ حنفیہ ؒ بعض امور میں مخالفت کرتے ہیں اس لئے امام بخاری ؒ نے ان احادیث نبویہ سے ان پر رد کیا ہے جن میں آپ ؐ نے اشارہ کو نطق کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ تو جب دیانت کے مختلف احکام میں اشارہ جائز ہے تو جو بولنے پر قادر نہیں ہے اس کے لئے تو بطریق اولی جائز ہوگا۔ مگر میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ ترجمہ اور احادیث توطئہ اور تمہید میں اگلے باب کیلئے جس میں گونگے کی لعان اور طلاق میں فرق کیا گیا ہے۔ امام بخاری ؒ اس میں بحث کرنا چاہتے ہیں۔

بَابُ اللِّعَانِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ ...... قَوْلِهٖ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ امْرَاَتَهٗ بِكِتَابَةٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِيْمَاءٍ مَّعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَدْ اَجَازَ الْاِشَارَةَ فِى الْفَرَائِضِ وَهُوَ

ترجمہ۔ اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے جو لوگ اپنی بیوی پر تہمت لگائیں اور اپنے سوا ان کے اور گواہ نہ ہوں من الصادقین پس جب گونگا آدمی اپنی بیوی کو اپنے خط کے ذریعہ یا ہاتھ کے اشارہ۔ یا سر اور ابرو کے اشارہ سے طلاق دے دے تو وہ بھی بولنے والے کی طرح ہے کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے

قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا .وَقَالَ الضَّحَّاكُ اِلَّارَمْزًا اِشَارَةً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَاحَدَّ وَلَالِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ اَنَّ الطَّلَاقَ بِكِتَابٍ اَوْاِشَارَةٍ اَوْ اِيْمَاءٍ جَائِزٌ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَايَكُوْنُ اِلَّابِكَلَامٍ قِيْلَ لَهٗ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَايَجُوْزُ اِلَّابِكَلَامٍ وَاِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ فَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ تَبِيْنُ مِنْهُ بِاِشَارَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْاَخْرَسُ اِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ .وَقَالَ حَمَّادٌ الْاَخْرَسُ وَالْاَصَمُّ اِنْ قَالَ بِرَأْسِهٖ جَازَ ....

فرائض کے اندر اشارہ کو جائز رکھا ہے۔ جیسے عاجز اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے یہی بعض اہل حجاز اور اہل علم کا قول ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بی بی مریم نے عیسیٰ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو لوگ کہنے لگے ہم اس شخص سے کیسے کلام کریں جو ابھی گھوارے میں بچہ ہے۔ اور ضحاکؒ نے الا رمزا کی تفسیر اشارہ سے کی ہے۔ اور بعض لوگ یعنی احنافؒ کہتے ہیں کہ اشارہ سے نہ حد واقع ہوگی اور نہ ہی لعان واقع ہوگا۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں نے خط ہاتھ کے اشارہ یا سر کے اشارہ سے طلاق دی تو جائز ہے حالانکہ طلاق اور تہمت لگانے میں کوئی فرق نہیں ہے پس اگر وہ کہیں کہ قذف تو کلام کے بغیر ہوتا نہیں تو کہا جائیگا کہ اس طرح طلاق بھی بغیر کلام کے نہیں ہوتا۔ ورنہ طلاق اور قذف کا حکم باطل ہو جائیگا۔ آزاد کرنا بھی اسی طرح ہے۔ اور اس طرح بہرا آدمی لعان کر سکتا ہے۔ شافعیؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی نے بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے پس اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو وہ خاوند سے اس اشارہ کی وجہ سے جدا ہو جائیگی۔ اور ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا جب خاوند اپنے ہاتھ سے طلاق لکھدے تو وہ اسے لازم ہو جائیگی۔ اور حمادؒ نے فرمایا گونگا اور بہرا اپنے سر سے اشارہ کریں تو جائز ہے۔

حديث (٤٩٢٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْعَبْدِالْاَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْسَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمھیں انصار کی بہترین حویلیاں نہ بتلاؤں انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا پہلے تو بنو النجار ہیں۔ پھر ان کے متصل جو ہیں۔ بنو عبدالاشھل پھر جو ان کے متصل ہیں۔ بنو الحارث بن الخزرج پھر ان سے جو متصل ہیں بنو ساعدہ پھر اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا کہ پہلے اپنی انگلیوں کو بند کر لیا پھر انہیں اس طرح کھول دیا جیسے کوئی اپنے ہاتھ سے پھینکنے والا ہو۔ پھر فرمایا انصار کے تمام قبائل اور

بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ فِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ ......

اوران کے محلوں مین خیر ہی خیر ہے۔

حدیث(۴۹۳۰)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ اَوْ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى ......

ترجمہ ۔ حضرت سھل بن سعد الساعدی صاحب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور قیامت مثل اس انگلی کے اس انگلی سے یاان دوانگلیوں کی طرح ہیں اور آپؐ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملادیا

حدیث(۴۹۳۱)حَدَّثَنَا اٰدَمُ ...... سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلٰثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ ....

ترجمہ ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح ہے اور اس طرح ہے یعنی تیس دن پھر فرمایا اس طرح ہے اس طرح اور اس طرح ہے یعنی انتیس دن یعنی کبھی فرماتے تیس دن اور کبھی انتیس دن فرماتے تھے۔

حدیث(۴۹۳۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ الْاِيْمَانُ هٰهُنَا مَرَّتَيْنِ اَلَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ ......

ترجمہ ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو وہاں ہی ہے ۔ دو مرتبہ فرمایا خبردار ! سخت دلی اور دلوں کی سختی ان اونٹوں کے پیچھے سخت آواز کرنے والوں میں ہے جہاں سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں یعنی قبیلہ ربیعہ اور مضر ہیں ۔

حدیث (۴۹۳۳)حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ زُرَارَةَ عَنْ سَهْلٍ ...... قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ......

ترجمہ ۔ حضرت سھلؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم بچے کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے ۔ آپؐ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں میں کچھ کشادگی کردی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ ۔ فاذاقذف الاخرس ۷۹۸ ۔ ۲۳ باب لعان کے ذکر کے بعد اشارہ سے بحث کرنا ہے کہ اشارہ ان تمام ابواب میں معتبر ہے۔ خواہ لعان ہو یا طلاق ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور ہے۔ اس لئے باب اول کے ترجمہ میں تعمیم کرتے ہوئے لفظ الامور کہا تھا تاکہ ہر باب کو شامل ہو جائے۔ حضرت امام اعظمؒ پر حد اور لعان سے اعتراض کرنا اس لئے صحیح نہیں ہے۔ کہ ہمارے نزدیک حدود کو دفع کرنا آنحضرت ﷺ کے اس اشارہ پر مبنی ہے **ادر ؤا الحدود بالشبھات** کہ حدود وقصاص کو شبہات سے دفع کرو پس جو روایات اور آثار امام بخاریؒ نے ذکر کئے ہیں۔ وہ ہمیں مضر نہیں ہیں اس لئے کہ ہم اشارہ سے حکم ثابت کرنے کے منکر نہیں ہیں تاکہ ہمیں اس کے ثبوت کی ضرورت پڑے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اشارہ اپنے مقصد پر دلالت کرنے میں صریح نہیں ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں پس جب شبہ پیدا ہو گیا تو قاذف سے حد دفع ہو جائیگی۔ اسی طرح دیگر حدود میں بھی یہی حکم ہو گا اور لعان اسلئے ساقط ہو جاتا ہے کہ وہ حد کے قائم مقام ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ موفق فرماتے ہیں کہ گونگا اور گونگی اگر ان کا اشارہ اور خط معلوم نہ ہو تو وہ مجنون کی طرح ہیں جن سے لعان مقصود نہیں ہو سکتا۔ اگر ان کا اشارہ اور کتابت معلوم ہے۔ تو امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب عورت گونگی ہو تو وہ لعان نہ کرے۔ کیونکہ اس کا مطالبہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور گونگا میں بھی یہی حکم ہو گا۔ قاضی اور ابو الخطاب نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے قذف اور لعان میں ناطق کی طرح ہیں۔ یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ قذف الاخرس سے لعان کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ لعان کا تعلق لفظ صریح سے ہے۔ جیسے کہ حد قذف میں ہے۔ اس میں امام شافعیؒ کا خلاف ہے۔ کیونکہ یہ شبہ سے خالی نہیں۔ اور حدود شہادت سے دفع ہو جاتے ہیں اوطلاقا عینی میں ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ گونگا جب طلاق کا اشارہ کرے تو طلاق اسے لازم ہو گی۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس مریض کی زبان لڑکھڑاتی ہو وہ طلاق اور رجعہ کے معاملہ میں گونگے کی طرح ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپؒ کے اصحاب فرماتے ہیں کہ اگر اشارہ طلاق۔ نکاح۔ اور بیع میں عرف میں مشہور ہے تو وہ جائز ہے۔ اگر شک ہو تو باطل ہے۔ یہ قیاس نہیں بلکہ استحسان ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہو گی۔ جبکہ اشارہ مفہمہ ہو۔ تو وہ عبارت کے قائم مقام ہو جائیگا۔ یہ دفع حاجۃ کیلئے ہے۔ اس طرح اگر لکھ کر دے اور اس سے طلاق کی نیت ہو تو زوجہ مطلقہ ہو جائیگی بعض نے اختلاف کیا ہے۔ الشبھۃ درأت الحد مشکوۃ شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہانتک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو۔ اگر کوئی گنجائش ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ کیونکہ امام کا معافی دینے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔ یہ ترمذی کی روایت کا ترجمہ ہے۔ اور مسند ابو حنیفہؒ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حدود کو شبہات سے دفع کرو اور فقہاء اور علماء نے اس حدیث کو معمول بنایا ہے۔ حضرت ماعز اسلمیؓ اور فاطمہ غامدیہ کے واقعات سے اسی کا اشارہ ملتا ہے۔ کہ شاید تم نے بوسہ دیا ہو شاید چٹکی کاٹی ہو۔ یا ہاتھ لگایا ہو اور یہ سب اقرار زنا کے بعد کے اقوال ہیں۔ سقط اللعان صاحب ہدایہ کے کلام میں گذر چکا۔ کہ قذف اخرس سے لعان متعلق نہ ہو گا۔ کیونکہ لعان کا

تعلق صریح کلام سے ہوتا ہے جیسے حد قذف میں اور حد قذف صریح کلام سے ثابت ہوتا ہے تو لعان بھی صریح کلام سے ثابت ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے احنافؒ پر نقض وارد کیا ہے کہ طلاق تو اشارہ سے صحیح ہو لیکن قذف اشارہ سے صحیح نہیں ہے تو کہا جائیگا کہ ان دونوں میں فرق ہے۔ کیونکہ قذف تو حدود میں سے ہے۔ جو شبہات سے دور ہو جاتے ہیں لیکن طلاق تو ان امور میں سے ہے جن کا ٹھیک بھی ٹھیک ہے اور مزاح بھی ٹھیک ہے۔ اسی طرح لعان لفظ شہادت سے اور ہوتا ہے۔ حتی کہ کوئی احلف کہدے تو جائز نہیں ہے تو اشارہ کیسے شہادت بن جائیگا۔ اور گونگی عورت کا قذف حد کو واجب نہیں کرتا ممکن ہے اگر وہ بول سکتی تو اس کی تصدیق کرتی اور اس تصدیق پر اس کا اشارہ قادر نہیں ہے۔ اس شبہ کے ہوتے حد قائم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اس کے بعد امام بخاریؒ نے پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن کا تعلق بھی اشارہ سے ہے۔

بَاب اِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

ترجمہ۔ جب بچے کے انکار کا اشارہ کرے

حدیث (۴۹۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ. عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ اِبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهٗ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ میرے کالا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آپؐ نے پوچھا تمھارے اونٹ ہیں۔ اس نے جواب ہاں سے دیا پوچھا ان کے کیا کیا رنگ ہیں۔ بولا سب سرخ ہیں فرمایا کیا ان میں سے کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے بولا ہاں! آپؐ نے پوچھا یہ کیسے آگیا اس نے کہا شاید کسی رنگ نے اسے کھینچا ہو۔ آپؐ نے فرمایا شاید تیرے اس بیٹے کو بھی رنگ نے کھینچا ہو۔

بَاب اِحْلَافُ الْمُلَاعِنِ

ترجمہ۔ لعان کرنے والے سے قسم اٹھوانا

حدیث (۴۹۳۵) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ فَاَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو آپ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے قسم اٹھوائی پھر دونوں کے درمیان جدائی کرادی

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ آیا لعان قسم ہے یا شہادۃ ہے جمہور ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان ایمان مؤکدات بلفظ شہادۃ۔ اور علماء احنافؒ فرماتے ہیں شہادات مؤکدات بالایمان

مقرونہ باللعن تو ان حضرات کے نزدیک لعان کے لئے اہلیت یمین شرط ہے۔ تو ان کے نزدیک لعان مسلم اور کافرہ بیوی کے درمیان بھی چالو ہوگا۔ احناف کے نزدیک اہلیۃ شھادت شرط ہے۔ بنابریں لعان سے مسلمان حر عاقل بالغ غیر محدود میاں بیوی کے درمیان ہوگا۔ امام بخاری نے ترجمہ باندھ کر قول جمہور کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا ہے۔

باب يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

ترجمہ۔ لعان کرنے میں مرد پہل کرے

حدیث (۴۹۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت ھلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی۔ پس اس نے آکر شھادت دی۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ فرماتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ تعالے جانتاہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پس کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے پھر عورت اٹھی اور اس نے شھادت دی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یبدأ بالرجل سے امام بخاری نے ایک اور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہیں کہ لعان میں پہل مرد کو کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث ھلال بن امیہ سے واضح ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت ابتدا کردے تو صحیح ہے اس کا اعتبار کیا جائیگا۔ کیونکہ واو حرف عطف ہے جو جمع کے لئے موضوع ہے۔ ترتیب اس کا مقتضی نہیں ہے شوافع نے لفظ ثم قامت سے استدلال کیا ہے اور کلام بدائع سے ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ غایۃ میں ہے کہ اعادت واجب نہیں ہے۔ سنۃ کی خلاف ورزی ضرور ہے۔

باب اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

ترجمہ۔ لعان اور جو لعان کے بعد طلاق دے

حدیث (۴۹۳۷) حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ...... أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ وَتَقْتُلُوْنَهُ أَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعد ساعدی خبر دیتے ہیں کہ حضرت عویمر العجلانی حضرت عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا اے عاصم! بتلایئے اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مشغول دیکھے تو کیا وہ اس کو قتل کر سکتا ہے۔ کہ پھر تو قصاصا تم لوگ اسے قتل کردو گے یا وہ کیا کرے اس بارے میں اے عاصم آپ دریافت کریں۔ چنانچہ حضرت عاصم نے اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا

عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهٖ جَاءَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْئَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْأَلَهٗ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّأْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ ....

تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے مسائل کے بارے میں سوال کرنا ناپسند کیا۔ بلکہ عیب ناک سمجھا یہاں تک کہ جو کچھ حضرت عاصمؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ان پر وہ گراں گذرا۔ جب حضرت عاصمؓ گھر واپس آئے تو حضرت عویمرؓ ان کے پاس آکر پوچھنے لگے اے عاصم! جناب رسول اللہ ﷺ نے تجھے کیا فرمایا ہے۔ حضرت عاصمؓ نے حضرت عویمرؓ سے فرمایا تو میرے پاس کوئی اچھی بات نہیں لایا۔ جس کے متعلق سوال کرنے کو جناب رسول اللہ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا جس پر حضرت عویمرؓ نے فرمایا۔ واللہ! میں اس وقت تک باز نہیں آؤنگا جبتک کہ اس کے متعلق دریافت نہ کرلوں۔ تو حضرت عویمرؓ جب جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ آتے ہی کہنے لگے یا رسول اللہ! بتلایئے جس آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مشغول پایا کیا وہ اسے قتل کرسکتا ہے جس کو آپ لوگ قصاصاً قتل کردینگے یا وہ کیسے کرے جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں قرآنی حکم نازل ہو چکا ہے۔ پس جاؤ اس کو لے آؤ۔ حضرت سھلؓ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے لعان کیا۔ اور میں دوسرے لوگوں کے ہمراہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو حضرت عویمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! کہ میں جھوٹا ہونگا اگر میں نے اس کو اپنے پاس روک رکھا پس اس نے اسے تین طلاق دے دی حالانکہ ابھی جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ ابن شھاب فرماتے ہیں کہ یہی لعان کرنے والوں کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ مسجد کے اندر لعان کرنا

حدیث (۴۹۳۸) حَدَّثَنَا يَحْيٰى ...... اَخْبَرَنِيْ

ترجمہ۔ ابن شھاب زہریؒ ملاعنہ اور جو کچھ اس کے

ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ اَخِي بَنِي سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ اَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِي شَانِهِ مَاذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْقَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِي امْرَاَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ذٰلِكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا اَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِاُمِّهِ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيْرَاثِهَا اَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَافَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَحْمَرَ قَصِيْرًا كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَااُرَاهَا اِلَّاقَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْوَدَ اَعْيَنَ ذَاالْيَتَيْنِ فَلَااُرَاهُ اِلَّاقَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ ....

بارے میں طریقہ مسنونہ ہے یہ سب حضرت سھل بن سعد ساعدی کی حدیث سے ثابت ہے کہ انصار کا ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پس کہنے لگا یارسول اللہ بتلایئے اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ مشغول پائے تو کیا اس کو قتل کر دے یا کیا کرے تو اللہ تعالے نے اس کے بارے میں وہ کچھ نازل فرمایا جو تلاعن کے بارے میں قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے اور تمھاری بیوی کے بارے میں اللہ تعالے نے فیصلہ فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا! اور میں موجود تھا۔ پس جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا اگر میں نے اس کو اپنے پاس روک لیا تو یارسول اللہ میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق سنادیں۔ لعان سے فارغ ہوتے ہی۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ہی اسے جدا کردیا تو یہی دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق ہوگئی قضا قاضی کی ضرورت نہ رہی۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ ابن شہابؒ نے فرمایا ان کے بعد یہی طریقہ رائج ہوا۔ کہ دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کردی جائے۔ وہ عورت حاملہ تھی اس کے بیٹے کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔ فرماتے ہیں پھر اسکی میراث کے بارے میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ وہ عورت اس ملاعن سے وارث ہوگی۔ وہ اس ملاعنہ کا وارث ہوگا جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے ان کا حصہ مقرر فرمایا ہے۔ ابن جریج ابن شہابؒ سے حضرت سھل بن سعد ساعدی کی حدیث میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا

کہ اگر وہ عورت سرخ رنگ اور چھوٹے قد کا بچہ جنے گویا کہ وہ سرخ کرلا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ عورت نے سچ کہا اور مرد نے اس پر جھوٹ باندھا۔ اگر اس نے ایسا بچہ جنا جو سیاہ رنگ کی آنکھوں والا موٹے موٹے چوتڑوں والا تو میں سمجھتا ہوں کہ مرد نے اس کے بارے میں سچ کہا۔ پس وہ عورت اسی طرح بچہ جنی جو ان میں سے مکروہ ناپسند تھا۔ یعنی کالے رنگ کا جس سے زنا کا تحقق ہو گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ من طلق بعداللعان سے امام بخاریؒ نے ایک اور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا نفس لعان سے عورت پر طلاق پڑ جائیگی یا قضاً قاضی اور ایتاع زوج سے طلاق پڑیگی امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ نفس لعان سے طلاق پڑ جائیگی قضاً قاضی کی ضرورت نہیں ہے امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ لعان کے بعد حاکم کی تفریق سے طلاق واقع ہو گی انما طلقها ثلاثا سے معلوم ہوا کہ نفس لعان سے طلاق واقع نہیں ہوئی ورنہ آنحضرت ﷺ کے سامنے تین طلاق دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور ہدایہ میں ہے الفرقة بتطليقة بائنة عند ابى حنيفة و محمد کیونکہ قاضی کا فعل بھی ملاعن کی طرف منسوب ہو گا۔ جیسا کہ عنین کے فعل کے بارے میں قاضی کا فعل اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہی کہ اس سے تحریم ابدی ثابت ہو گی کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے المتلاعنان لايجتمعان ابدا . طرفینؒ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو جھوٹا قرار دینا یہ رجوع ہے۔ اور شہادت بعد الرجوع کا کوئی حکم نہیں جبتک تلاعن ہے جمع نہیں ہونگے۔ اکذاب کے بعد جمع ہو جائینگے۔ اور ملاعنہ حاملہ تھی جس کے حمل سے ملاعن نے انکار کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ حمل سے بھی لعان جائز ہے۔ امام احمدؒ کی روایت ہے کہ حمل سے لعان جائز نہ ہو گا۔

باب قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ ۔

ترجمہ۔ اگر گواہوں کے بغیر رجم کرنے والا ہوتا تو میں اسے رجم کرتا۔

حدیث (۴۹۳۹) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس لعان کرنے کا ذکر ہوا پس عاصم بن عدیؓ نے اس بارے میں ایک بات کہی تھی (وہی زانی کو قتل کرنا) پس جب وہ وہاں سے لوٹے تو ان کی قوم کا ایک آدمی ان کے پاس آکر شکوہ کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو مشغول پایا تو حضرت عاصمؓ نے فرمایا کہ میں تو اپنے قول کی وجہ سے اس واقعہ میں مبتلاء ہوں کہ میرے خاندان میں میرے کہنے کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آگیا تو وہ فرماتے ہیں کہ میں ان کو لیکر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آدمی کے

وَجَدَهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ خَدِلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ خَدِلًا.

متعلق خبر دی جس کے ساتھ اپنی بیوی کو مشغول پایا تھا۔ یہ آدمی خود زرد رنگ کا تھا جو کمزور تھوڑے گوشت والا تھا جو کھلے بالوں والا تھا گھونگھرالے بال نہیں تھے۔ اور جس کے ساتھ اپنی بیوی کو مشغول پایا تھا وہ موٹی پنڈلیوں والا گندمی رنگت پر گوشت تھا پس جناب نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ اس معاملہ کو واضح کر دے۔ چنانچہ وہ عورت ایسا بچہ لائی جو اس آدمی کے مشابہ تھا جس کے متعلق اس کے خاوند نے ذکر کیا تھا۔ کہ اس نے اس کو مشغول پایا ہے۔ تو آپؐ نے ان دونوں میاں بیوی میں لعان کرا یا تو ابن عباسؓ سے ایک آدمی نے کہا جو مجلس میں موجود تھا کہ یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے رجم کرتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباسؓ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ وہ عورت تھی جس نے اسلام کے زمانہ میں زنا کا ارتکاب کیا۔ ابو صالح اور ابو یوسف خدلا نقل کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ خدلاً بسکون الدال بفتح الخاءٔ وکسر الدال ہے۔

باب صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

ترجمہ۔ لعان کرنے والے کا مہر کے بیان میں

حدیث (۴۹۴۰) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍؓ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَؓ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَاَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ اَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اِنَّ فِي الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا اَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقٌ فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ اَبْعَدُ مِنْكَ ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنو عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کرا دی اور آپؐ نے فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے کہ بیشک تم میں ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پس کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے۔ تو دونوں نے انکار کیا تو آپؐ نے ان دونوں میں تفریق کر دی۔ ایوب فرماتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا۔ کہ حدیث کا ایک حصہ رہ گیا ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے بیان نہیں کرتے۔ فرماتے ہیں کہ آدمی نے کہا میرا مال مہر تو کہتے ہیں کہ اس سے کہا گیا کہ اگر تو سچا ہے تو بھی مال کا حقدار نہیں ہے اسلئے کہ

تو اس سے ہمبستری کر چکا ہے۔ اگر تو جھوٹا ہے تو پھر اس کا مطالبہ کرنا تم سے زیادہ بعید ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مدخول بھا کے بارے میں تو اجماع ہے کہ جمیع مال مہر کی مستحق ہے۔ غیر مدخول بھا میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ دوسری مطلقہ عورتوں کی طرح یہ بھی نصف حق مہر کی مستحق ہوگی۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں بلکل کسی چیز کی مستحق نہیں ہے۔ چور بھی چتر بھی۔ بوجہ قرابت کے زوجین کو اخوی بنی عجلان کہا گیا کیونکہ تغلیباً اخت کو اخ کی طرح کہا جاتا ہے۔

باب قَوْلَ الْاِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ۔

ترجمہ۔ امام پر لازم ہے کہ لعان سے قبل ترغیباً یا لعان کے بعد یہ کلمات کہے۔

حدیث (۴۹۴۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعْتُ سَعِيْدَبْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَؓ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَاسَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِي قَالَ لَامَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذٰلِكَ اَبْعَدُ لَكَ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اَيُّوْبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَؓ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ بِاِصْبَعَيْهِ وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَاَيُّوْبَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ ....

ترجمہ۔ سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے متلاعنین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے متلاعنین سے فرمایا کہ تمھارا حساب تو اللہ تعالے کے ذمہ ہے تم میں کوئی ضرور جھوٹا ہے۔ اب تیرا تیری بیوی پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا میرا حق مہر والا مال کہاں جائیگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھے مال کا کوئی حق نہیں اگر تم نے اس پر سچ کہا تھا تو وہ مال اسکی شرمگاہ کے حلال ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اگر تو نے اس پر جھوٹا افتراء کیا ہے۔ تو پھر مال کا مطالبہ تم سے بہت بعید ہے سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے اسے عمرو بن دینار سے یاد رکھا ہے۔ اور ایوب فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؓ سے یوں سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ کسی آدمی نے اپنی بیوی سے لعان کیا تو انہوں نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا سفیان اپنی دو انگلیوں شہادت والی اور درمیانی میں جدائی پیدا کی۔ فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنو العجلان کے دو بھائیوں کے درمیان تفریق کر دی اور فرمایا اللہ تعالی جانتا ہے کہ ان میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے پس تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے یہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا سفیان کہتے ہیں کہ عمروؒ اور ایوبؒ سے میں نے اسی طرح یاد رکھا جس طرح میں نے تجھ کو خبر دی ہے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ یہ امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین کی دلیل ہے کہ لعان اس وقت تمام نہیں ہو گا جبتک حاکم تفریق نہ کردے

باب التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

حدیث (۴۹۴۲) حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ قَذَفَهَا فَأَحْلَفَهَا ....

ترجمہ۔ ابن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کردی جس نے اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور اس سے قسم اٹھوائی۔

حدیث (۴۹۴۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ لَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے انصار کے ایک آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور ان کے درمیان تفرق کردی۔

باب يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعَنَةِ

ترجمہ۔ بچہ لعان کرنے والی کے پیچھے لگایا جائیگا

حدیث (۴۹۴۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ. عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک مرد اور اسکی عورت کے درمیان لعان کرایا اور اس کے بچے کی باپ سے نفی کردی پھر ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور بچے کو عورت کے پیچھے لگادیا گیا۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ بچے اور زوج کے درمیان تو توارث نہیں ہو گا۔ البتہ ماں اس کی وارث بنیگی۔ جس طرح اللہ تعالے نے حصہ مقرر فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ولد اور اس کے ذوالفروض جوماں کی طرف سے ہیں ان میں وراثت چالو ہو گی۔ اگر کچھ ذوالفروض سے بچ جائیگا۔ تو وہ بیت المال کا ہو گا۔ یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ صرف والدہ رہ گئی ہے تو وہ جمیع ثلث کو حاصل کریگی۔ فریضہ میراث کی وجہ سے اور باقی قاعدہ کے مطابق اس پر رد ہو گا۔

باب قَوْلِ الْإِمَامِ اللَّهُمَّ بَيِّنْ

ترجمہ۔ امام کا کہنا کہ اے اللہ حکم واضح کردے

حدیث (۴۹۴۵) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرًا اللَّحْمِ جَعْدًا قَطِطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِي الْاِسْلَامِ ....

رسول اللہ ﷺ کے پاس دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں بات کہی پھر وہ لوٹے۔ تو انکی قوم کا آدمی ان کے پاس آیا۔ تو اس نے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مشغول پایا۔ تو عاصمؓ فرماتے ہیں کہ اس معاملہ میں اپنے قول کی وجہ سے مبتلا ہوا تو وہ اس کو لیکر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس آدمی کی خبر دی جس نے اپنی بیوی کو مشغول پایا تھا۔ یہ آدمی خاوند زرد رنگ کا نحیف تھوڑے گوشت والا کھلے بالوں والا تھا۔ اور جس کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا وہ گندمی رنگ موٹی پنڈلیوں والا بہت گوشت والا سخت گھونگھرالے بالوں والا تھا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! واضح کر دے۔ پس اس نے ایسے بچے کو جنم دیا جو اس آدمی کے مشابہ تھا جس کا ذکر اس کے خاوند نے کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی بیوی کے پاس مشغول پایا تھا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ پس ابن عباسؓ سے ایک آدمی نے کہا جو مجلس میں موجود تھا کہ کیا یہ وہ عورت تھی جس کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا۔ جس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نہیں یہ وہ عورت تھی جس نے اسلام کے بعد برائی یعنی زنا کو ظاہر کیا۔

بَاب اِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَلَمْ يَمَسَّهَا

ترجمہ۔ جب کوئی شخص بیوی کو تین طلاق دے پھر وہ عدت کے بعد کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے پس اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۹۴۶) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَائِشَةَؓ عن النبی ﷺ وحدثنا عثمان بن

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظیؓ نے ایک عورت سے شادی کی پھر اسے طلاق دے دی جس نے

اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ رِفَاعَۃَ الْقُرَظِیِّ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً ثُمَّ طَلَّقَھَا فَتَزَوَّجَتْ اٰخَرَ فَاَتَتَ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَتْ لَہٗ اَنَّہٗ لَایَاْتِیْھَا وَاَنَّہٗ لَیْسَ مَعَہٗ اِلَّامِثْلَ ھُدْبَۃٍ فَقَالَ لَا تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ ....

دوسرے خاوند سے جاکر نکاح کر لیا پس وہ عورت جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ وہ تو اس سے ہمبستری نہیں کر سکا اور اس کے پاس تو پھندنے جیسے ذکر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا جبتک کہ تو اس کا شھد نہ چکھ لے اور وہ تیرا شھد نہ چکھے۔ یعنی جب تک جماع نہ ہوگا حلالہ تمام نہیں ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عسیلہ سے مجامعۃ مراد ہے۔ کہ مرد کا حشفہ عورت کے فرج میں غائب ہو جائے یعنی حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ انزال کا حاصل ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن وہ تو نشاط پر موقوف ہے۔

باب قولہ وَالّٰٓـئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَاۤئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ الایۃ ۔ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا یَحِضْنَ اَوْلَا یَحِضْنَ وَاللَّائِیْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَیْضِ وَالّٰٓـئِیْ لَمْ یَحِضْنَ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلَاثَۃُ اَشْھُرٍ ...

ترجمہ۔ تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہوں مجاہد فرماتے ہیں آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں معلوم نہ ہو سکے کہ تمہاری عورتوں کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور وہ عورتیں جو حیض سے بیٹھ گئی ہوں اور وہ جنہیں حیض نہیں آتا ان کی عدت تین ماہ ہے۔ یعنی جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اور جن کو حیض سرے سے آتا نہیں ان قسم کی دو عورتوں کی عدت تین ماہ ہے تو ان ارتبتم کا تعلق حکم سے ہوگا یا اس سے نہیں ہوگا

باب اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ

ترجمہ۔ حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔

حدیث (۴۹۴۷) حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ بُکَیْرٍ. عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ امْرَأَۃً مِّنْ اَسْلَمَ

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ زوج النبی ﷺ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کی عورت جسے سبیعہ کہا جاتا تھا وہ ایسے خاوند کے نکاح میں تھی جو اس سے اس وقت وفات پا گیا جبکہ یہ حاملہ تھی

يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةَ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَتْ وَاللهِ مَايَصْلُحُ اَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّى اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ فَمَكَثَتْ قَرِيْباً مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَ تِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اَنْكِحِيْ ......

تو ابو سنابل بن بعکک نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا جس نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا کہنے لگی واللہ وہ اس سے نکاح کرنے کے لائق نہیں ہے جبتک کہ دونوں عدتوں (وضع اور اشھر) میں سے آخر کی عدت پوری نہ کرے تو وہ قریباً دس راتیں رکی ہو گی کہ وضع حمل ہو گئی پھر وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اب نکاح کر سکتی ہے۔

حدیث (۴۹۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِاللهِؓ اَنَّهُ كَتَبَ اِلَى ابْنِ الْاَرْقَمِ اَنْ يَسْئَلَ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ كَيْفَ اَفْتَاهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ اَفْتَانِيْ اِذَا وَضَعْتَ اَنْ اَنْكِحَ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت ابن الارقم کی طرف لکھا کہ آپ سبیعہ اسلمیہ سے پوچھیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے کیسے فتوی دیا تھا پس اس نے جواب دیا کہ مجھے آپؐ نے فتوی دیا کہ جب میں وضع حمل کر لوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔

حدیث (۴۹۴۹) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ. عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَؓ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَائَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ ...

ترجمہ۔ حضرت مسعود بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد چند راتیں نفاس میں مبتلا رہی۔ پس اس نے آکر آنحضرت نبی اکرم ﷺ سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اسے اجازت دے دی پس اس نے نکاح کر لیا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ وان لم تعلموا...... ۸۰۱۔۲۴ یعنی جب تم پر اشتباہ ہو جائے کہ آیا یہ جاری ہونے والا خون استحاضہ کا یا کوئی اور ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ مجاہد کی تفسیر تو یہ ہے کہ ارتبتم بمعنے ان لم تعلموا کے ہے لیکن ابن کثیرؒ فرماتے ہیں ان ارتبتم میں دو قول ہیں کہ مجاہد اور زھری تو کہتے ہیں کہ اگر عورتیں خون دیکھیں لیکن انہیں اس کے حیض اور استحاضہ ہونے میں شک ہو اور دوسرا قول یہ ہے کہ تمھیں ان کی عدت کے حکم کے بارے میں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور بعض نے کہا کہ اگر تمھیں ان عورتوں کے خون میں شک ہو۔ جو سن ایاس کو پہنچ چکی ہیں جس کا تخمینہ ساٹھ یا پچپن سال کی عمر تک لگایا گیا ہے کہ آیا یہ دم حیض ہے

یادم استحاضہ ہے توانکی عدت تین ماہ ہوگی۔اب متحاضہ کی عدت میں اختلاف ہے۔امام مالکؒ کی ایک روایت سال کی ہے۔دوسری روایت میں ہے کہ اگروہ ممیزہ ہے تو اس کی عدت تین حیض ہیں۔ورنہ سال ہے۔امام احمدؒ سے بھی اسی طرح دوروایتیں ہیں علماء احناف کے نزدیک اس کی عدت ان اقراء کے مطابق ہوگی جو زمانہ ماضی میں اسکی عادت تھی۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ

ترجمہ۔مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهٗ ثَلٰثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْاَوَّلِ وَلَا يَحْتَسِبُ بِهٖ لِمَنْ بَعْدَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يَحْتَسِبُ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلٰى سُفْيَانَ يَعْنِيْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ اَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ اِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَاَقْرَأَتْ اِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَاقَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ اِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا ....

ترجمہ۔ابراہیم نخعیؒ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جس نے عدت کے اندر کسی عورت سے نکاح فاسد کرلیا تو اسے اس خاوند کے پاس تین حیض کا زمانہ گذر گیا۔تو وہ پہلے حیض سے بائنہ ہو جائیگی۔اور اس حیض کا بعد والوں کے لئے شمار نہیں ہوگا۔بلکہ وہ دوسری عدت گذار یگی۔اور زہریؒ فرماتے ہیں کہ بعد والوں کے لئے بھی اس حیض کو شمار کیا جائیگا۔یہ زہری کا قول سفیان ثوریؒ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔معمر فرماتے ہیں کہ اقرأت المرأۃ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ عورت کا حیض کا زمانہ قریب ہو۔اور اقرأت المرأۃ اس وقت بھی کہتے ہیں جبکہ طہر قریب ہو۔گویا کہ قرء حیض اور طہر دونوں اضداد کے لئے بولا جاتا ہے۔ او فاقرء ت بسلیٰ قط کہ اپنی جھلی میں کچھ جمع نہیں کیا یہ اس وقت بولتے ہیں جبکہ عورت اپنے پیٹ میں کوئی بچہ جمع کرنے نہ پائے تو یہاں قرء بمعنے جمع کے ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فیمن تزوج فی العدۃ ۸۰۲۔۷ شیخ گنگوہیؒ نے تو شہرت کی وجہ سے اس مسئلہ کا تعرض نہیں کیا۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتماع العدتین کا ہے۔اس پر تو سب علماء کا اتفاق ہے کہ ناکح فی العدۃ کا نکاح فاسد ہوگا۔فوراً زوجین میں تفریق کرادی جائے۔لیکن جب اس نے عدت میں نکاح کر کے تین حیض کا زمانہ اس کے پاس گذار لیا تو پہلے حیض سے ہی بائنہ ہو جائیگی کیونکہ اس کے پاس اس عورت کی عدت یہی کافی ہے۔البتہ بعد زوج اول کے دوسروں کے لئے اس حیض کو عدت میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ زوج ثانی کے لئے دوسری عدت ہوگی۔یہ قول ابراہیم نخعیؒ کا ہے۔اور امام مالکؒ سے مروی ہے کہ اگر پہلے خاوند کے پاس اسے ایک یادو حیض آئے تو بقیہ عدت اس سے پوری کرے۔پھر دوسرے خاوند سے دوسری عدت نئے سرے سے شروع کرے۔یہی امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا قول ہے ۔اور ایک قول امام مالکؒ کا یہ ہے کہ ایک عدت دونوں کے لئے کافی ہوگی۔یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا ہے۔

اقراء جو مطلقہ عورت میں ہیں اس کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا وہ اطہار ہیں یا حیض۔ احناف کے نزدیک تین اطہار ہیں اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تین حیض ہیں لیکن اس صورت میں جبکہ طلاق حیض کی حالت میں ہو اگر اس حیض کو شمار کریں گے تو ثلثہ قروء کی تکمیل نہیں ہوگی۔

باب قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ وَقَوْلِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اِلٰى قَوْلِهِ اَسْكِنُوْا هُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ ۔

حدیث (۴۹۵۰) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ...... عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا اِلٰى بَيْتِهَا قَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَان اِنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَوَمَابَلَغَكَ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَايَضُرُّكَ اَلَّا تَذْكُرَ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ فَقَالَ الْمَرْوَانُ اِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكَ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ ..

ترجمہ۔ یحیٰ بن سعید بن العاص نے عبدالرحمن بن الحکم کی بیٹی کو طلاق دے دی جسے عبدالرحمٰن منتقل کر کے اپنے گھر لے گئے۔ تو حضرت عائشہؓ ام المؤمنین نے مروان حاکم مدینہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالے سے ڈرو۔ اور اس کو اپنے طلاق والے گھر واپس کرو۔ سلیمان کی حدیث میں تو ہے کہ مروان نے کہلا بھیجا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب آگیا ہے۔ لیکن قاسم بن محمد کی روایت میں ہے کہ کیا تجھے فاطمہ بنت قیس کا حال نہیں پہنچا جس نے کہا لاسکنی ولانفقۃ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر تو فاطمہ بنت قیس کی حدیث ذکر نہ کرے تو تجھے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ جس پر مروان نے کہا کہ اگر آپ کے پاس اس کے نکلنے کے سبب کوئی شر ہے تو ان دو میں سے ایک شر اس میں بھی ہے۔ فاطمہ بنت قیسؓ کا ایک سبب تو یہ تھا کہ اس کا مکان وحشت ناک اور ڈرونا تھا اور دوسرا یہ کہ وہ زبان دراز تھی دیوروں کے بارے میں۔

حدیث (۴۹۵۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ...... عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَالِفَاطِمَةَ اَلَاتَتَّقِى اللّٰهَ يَعْنِىْ فِىْ قَوْلِهَا لَاسُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا فاطمہ بنت قیس کو کیا ہو گیا ہے اللہ تعالے سے نہیں ڈرتی جو کہتی پھرتی ہے کہ مطلقہ کے لئے نہ رہائش ہے اور نہ خوراک ہے۔ حالانکہ یہ صریح قرآن مجید کے خلاف ہے۔

حدیث (۴۹۵۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ اَلَمْ تَرَىٰ اِلٰى فُلَانَةَ

ترجمہ۔ حضرت عروہ ابن الزبیرؓ نے اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے کہا فلانہ عمرہ بنت الحکم کو نہیں دیکھتیں جس کو

بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَاصَنَعَتْ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَمَااِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَاالْحَدِيْثِ .

اس کے خاوند نے قطعی طلاق دے دی پھر وہ اس مکان سے نکل آئی پس حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو کچھ اس نے کیا برا کیا۔ عروہ نے کہا کہ آپ نے دلیل میں فاطمہؓ کے قول کو نہیں سنا۔ فرمایا اس حدیث کے ذکر کرنے میں اسے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فاطمہ بنت قیس اولین مہاجرین میں سے تھیں جو صاحب حسن وجمال اور عقل ودانش والی تھیں جس سے ابو عمرو بن حفصؓ نے نکاح کیا تھا جو حضرت علیؓ کے ہمراہ یمن کی طرف چلا گیا وہاں سے اس نے اس کی طرف تیسری طلاق بھی لکھ کر بھیج دی اور اپنے رشتہ داروں کو لکھا کہ اس کو کھجور اور جو دے دو جس کو فاطمہ نے قلیل سمجھا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا تیرے لئے نہ تو رہائش کی جگہ ان کے ذمہ ہے اور نہ ہی تیرا نان نفقہ ان پر لازم ہے۔ امام مسلمؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے صرف ترجمہ باندھا ہے۔ اور مختلف طرق سے اس کے قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان کان بک شر یعنی اگر فاطمہ کے خروج کا باعث کوئی علۃ تھی تو یہاں بھی وہ علۃ موجود ہے۔ وہ مکان کا وحشتناک ہونا ہے۔ یا بقول حضرت عائشہؓ اخرجک ھذ اللسان اب ائمہ کرام میں اختلاف ہے۔ امام احمدؒ اور ابن عباسؓ تو حدیث فاطمہ کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ مطلقہ کے لئے لاسکنی ولانفقۃ لیکن حضرت عمر بن الخطابؓ اور امام ابو حنیفہؒ و دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے سکنی بھی ہے اور نفقہ بھی۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ اسکنوھن من حیث سکنتم ترجمہ جہاں تم سکونت پذیر ہو وہاں پر ان کو بھی ٹھہراؤ اور نفقہ اس لئے کہ عدت کی وجہ سے وہ محبوسہ ہے۔ اور حضرت عمرؓ فرما چکے ہیں لاندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا ﷺ بقول امرأۃ جھلت او نسیت ۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے سکنی تو ہے لیکن نفقہ نہیں ہے۔ صرف اولات الاحمال کے لئے نفقہ ہے۔ اولات الاحمال فانفقوا علیھن ۔

بَاب الْمُطَلَّقَةِ اِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا اَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا اَوْتَبْذُوَ عَلٰى اَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ ۔

ترجمہ۔ مطلقہ کو جب خاوند کے گھر میں کسی کے اچانک داخل ہونے کا خطرہ ہو یا وہ گھر والوں سے بد گوئی سے پیش آتی ہو۔

حدیث(۴۹۵۳)حَدَّثَنَا حِبَّانُ ...... عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَؓ اَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنِ اَبِى الزناد ...... عابت عائشةؓ اشد العيب وقالت ان فاطمةؓ كانت فى مكان وحش فخيف

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہ پر نکیر کیا۔ ابن ابی الزناد کے زائد الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اس پر سخت عیب لگایا کہ وہ بڑی طرار اور زبان دراز تھی۔ خاوند کے بھائیوں کو فحش گالیاں دیتی تھی۔ اور فرماتی تھیں کہ فاطمہ ایک وحشتناک مکان میں رہتی تھیں

علے ناحیتها فلذلك ارخص لها النبی ﷺ ... جہاں اور کوئی آبادی نہیں تھی جس کے گرد نواح میں اس پر خطرہ تھا۔اس لئے جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کو رخصت دے دی تھی۔اس لئے شارح تراجم نے ترجمہ میں والخوف علیها والخوف منها ذکر کیاہے۔حدیث سے پہلے جزو کو ثابت کیادوسرے جزء کو اس پر قیاس کیا۔

باب قَوْلِ اللهِ تَعَالیٰ وَلَایَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَکْتُمْنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ فِیْ اَرْحَامِهِنَّ مِنَ الْحَیْضِ وَالْحَمَلِ۔

ترجمہ۔اللہ تعالے کا ارشاد ہے عورتوں کیلئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی بچہ دانیوں میں پیدا کیا ہے خواہ وہ حیض ہو یا حمل ہو اس کا چھپانا ان کیلئے حلال نہیں ہے۔

حدیث(۴۹۵۴) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّااَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ یَنْفِرَ اِذَاصَفِیَّةُ عَلٰی خِبَائِهَا کَئِیْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرَی اَوْحَلْقَی اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا اَکُنْتِ اَفَضْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ اِذَنْ .....

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بی بی صفیہ زوج النبی ﷺ اپنے خیمہ کے دروازہ پر غمگین کھڑی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا او ہلاک ہونے والی یا بال منڈوانے والی یہ کلمات کسی ڈراونی کے خبر کے وقت بولے جاتے ہیں۔بیشک تو تو ہمیں روکنے والی ہے۔کیا تو نے دسویں کے دن طواف زیارۃ کیا تھا اس نے جواب میں ہاں کہا تو آپؐ نے فرمایا اب کوچ کرو کیونکہ حائضہ پر طواف وداع واجب نہیں رہتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کئیبة کے لفظ سے ترجمہ ثابت کیا ہے کہ وہ حیض کے خون کے ظاہر ہونے سے غمگین ہو گئی تھیں۔

باب قوله وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِی الْعِدَّةِ وَکَیْفَ یُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ اِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَیْنِ

ترجمہ۔ان عورتوں کے خاوند عدۃ کے اندر رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں اور مرد نے جب عورتوں کو ایک یا دو طلاق دی ہو تو کیسے رجوع کرے

حدیث(۴۹۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ...... عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ اُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِیْقَةً

ترجمہ۔حضرت معقل بن یسارؓ کی بہن جمیلہؓ ایک آدمی ابوالبداح کے نکاح میں تھیں جس نے اس کو ایک طلاق دیدی

وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ...... حَدَّثَنَا الْحَسَنُ اَنَّ مَعْقِلَ بْنِ یَسَارٍؓ کَانَتْ اُخْتُهٗ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلّٰی عَنْهَا حَتّٰی انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِیَ مَعْقِلٌؓ مِنْ ذٰلِكَ اَنِفًا فَقَالَ خَلّٰی عَنْهَا وَهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهَا ثُمَّ یَخْطُبُهَا فَحَالَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ ...... فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَءَ عَلَیْهِ فَتَرَكَ الْحَمِیَّةَ وَاسْتَعَادَ لِاَمْرِ اللّٰهِ الحدیث ......

پھر اس سے الگ رہ گئے کہ رجوع نہ کیا یہانتک اس کی عدت ختم ہو گئی۔ پھر وہ خطبہ کرنے لگا۔ تو حضرت معقلؓ نے اس سے ناک چڑھائی یعنی گھن کی۔ فرمایا کہ اس سے الگ رہے حالانکہ رجوع پر قدرت تھی۔ پھر اب خطبہ کرنے آگئے ہیں تو وہ خاوند اور بیوی کے درمیان حائل ہو گئے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ آیت جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو تم انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا یہ آیت ان پر تلاوت کی۔ تو انہوں نے اپنی قومی غیرت چھوڑ دی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق واپس طلب کرلیا۔

حدیث (۴۹۵۶) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ...... عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ تَطْلِیْقَةً وَّاحِدَةً فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّرَاجِعَهَا ثُمَّ یُمْسِكَهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ عِنْدَهٗ حَیْضَةً اُخْرٰی ثُمَّ یُمْهِلَهَا حَتّٰی تَطْهُرَ مِنْ حَیْضَتِهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یُّطَلِّقَهَا فَلْیُطَلِّقْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ یُّطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِاَحَدِهِمْ اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَیْكَ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَكَ وَزَادَ فِیْهِ غَیْرُهٗ ...... قَالَ ابْنُ عُمَرَؓ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَنِیْ بِهٰذَا الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو ایک طلاق اس وقت دی جبکہ وہ حیض والی تھی جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرلیں پھر اس وقت تک اسے روکے رکھیں یہانتک کہ وہ پاک ہو جائے پھر اس کے پاس اسے دوسری مرتبہ حیض آئے پھر اسے مہلت دے یہانتک کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہو جائے پس جب اسے طلاق دینا چاہے تو اسے جماع کرنے سے پہلے طلاق دے یہانتک کہ وہ پاک ہو جائے۔ پس یہ وہ عدت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے اور حضرت عبداللہؓ سے جس وقت ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا جاتا تھا تو وہ ہر ایک سے یہی کہتے تھے کہ اگر تو نے بیوی کو تین طلاق دے دی وہ تم پر اس وقت تک حرام رہیگی یہانتک کہ وہ تیرے سوا کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرلے اور اس حدیث میں غیر قتیبہ نے یہ زیادتی کی ہے کہ ابن عمرؓ نے فرمایا

اگر تو ایک یا دو مرتبہ طلاق دے جس میں رجعت ہو سکتی ہے اس کا مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے۔

باب مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

ترجمہ۔ حائضہ سے رجوع کرنا

حدیث (۴۹۵۷) حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ......

سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَؓ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَؓ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُؓ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهٗ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قَبْلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ أَفَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دی تو حضرت عمرؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رجوع کر لیں پھر اس کی عدت کے شروع ہونے کے وقت اسے طلاق دیں۔ میں نے کہا اس طلاق کے لئے عدت گذارے گی فرمایا بتلاؤ اگر ابن عمرؓ عاجز اور احمق ہو جائے تو پھر حالت حیض میں طلاق دے گا۔ اور بعض نے کہا ان نافیہ ہے۔ کہ ابن عمرؓ نہ عاجز ہے اور نہ احمق ہے کیونکہ نہ وہ بچہ ہے اور نہ پاگل ہے کہ پھر دہرائے۔

باب تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرٰى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ ۔

ترجمہ۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو گیا وہ چار ماہ اور دس دن سوگ منائے امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹی بچی جس کا خاوند فوت ہو گیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی خوشبو کے قریب نہ جائے کیونکہ اس پر بھی عدت ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ ان تقرب الصبية ...... ۸۰۳۔۱۳ مقصد یہ ہے کہ اگرچہ چھوٹی بچی اس سوگ منانے کی مکلّف نہیں ہے لیکن ورثاء پر لازم ہے کہ وہ اسے ایسے کپڑے نہ پہنائیں جو عدت گذارنے والی پر پہننے حرام ہوتے ہیں۔ پس وہ اسے زعفران کا رنگا ہوا سرخ کپڑا اور دیگر خوشبو والے کپڑے نہ پہنائیں جنکی معتدہ کو ممانعت آئی ہے۔ اگر وہ خود بخود پہن لے یا خشبو لگا لے تو اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ اس تقریر سے یہ مذہب احنافؒ کے مذہب کے مخالف نہیں ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے امام زہریؒ کے قول کی بہترین توجیہ بیان فرمائی ہے۔ مسئلہ اختلافی ہے جس کی تفصیل اوجز میں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا یہ قول لان علیھا العدة یہ ایجاد بندہ ہے۔ کیونکہ ابن وہب نے بغیر اس قول کے امام زھری کا مقولہ نقل کیا ہے اور عینی میں ہے کہ صبیة کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں فقہا کا اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

اس پر سوگ کرنا لازم نہیں ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس پر بھی سوگ لازم ہے۔ احناف کا مستدل وہ حدیث ہے جس میں ہے لا تحل لامرأۃ اور صبیہ کو امرأۃ نہیں کہا جاتا۔ اور ہدایہ میں ہے۔ لاحداد علی الصغیرۃ لان الخطاب موضوع عنھا چنانچہ ابن ہمام فرماتے ہیں لاحداد عندنا علی کافرۃ ولا صغیرۃ ولا مجنونۃ خلافاً للشافعیؒ ومالک لانہ یجب لموت الزوج فیعم النساء کالعدۃ ہماری احناف کی دلیل یہ ہے کہ موت زوج کے وقت حداد حقوق شرع میں سے ایک حق ہے۔ اور حق شرع کو عورت خاوند کے حکم کے باوجود نہیں چھوڑ سکتی۔ تو یہ لوگ مخاطبہ نہ ہونگے

حدیث (۴۹۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍؓ فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَؓ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خُلُوْقٌ اَوْ غَيْرُهٗ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللهِ مَالِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُؓ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَؓ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَمَا وَاللهِ مَالِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ ان آنے والی تینوں حدیثوں کی خبر دیتی ہیں۔ زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت ام حبیبہؓ زوج النبی ﷺ کے پاس گئی جبکہ ان کے والد ابو سفیان حربؓ وفات پا گئے۔ تو حضرت ام حبیبہؓ نے ایک خوشبو منگوائی جس میں زردی تھی اس میں زعفران وغیرہ ملی ہوئی تھی۔ پس اس سے ایک لڑکی کو تیل لگایا پھر اسے اپنے دونوں رخساروں پر ملا پھر فرمانے لگیں کہ واللہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مگر میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ مگر اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ منا سکتی ہے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں کہ پھر میں حضرت زینبؓ بنت جحشؓ کے پاس گئی جبکہ ان کا بھائی فوت ہو گیا۔ تو انہوں نے بھی خوشبو منگا کر ملی۔ پھر فرمایا خبر دار اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے منبر پر کھڑے ہو کر کہتے سنا کہ کسی عورت کیلئے حلال نہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ کسی میت پر تین رات سے زیادہ سوگ منائے۔ البتہ اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منا سکتی ہے۔ اس پر زینب بنت ابی سلمہؓ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِیْ تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا اَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا هِیَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ فِی الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِیْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰی رَاْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ مَاتَرْمِیْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰی رَاْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰی تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰی بِدَابَّةٍ حِمَارٍ اَوْشَاةٍ اَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّ مَاتَفْتَضُّ بِشَیْءٍ اِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰی بَعْرَةً فَتَرْمِیْ ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَاشَاءَ تْ مِنْ طِيْبٍ اَوْ غَيْرِهٖ سُئِلَ مَالِكٌ مَاتَفْتَضُّ بِهٖ قَالَ تَمْسَحُ بِهٖ جِلْدَهَا الحديث ....

فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے سنا جو فرماتی تھیں کہ ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہنے لگی یارسول اللہ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا جبکہ لڑکی کی آنکھیں دکھتی تھیں کہ ہم اسے سرمہ لگا سکتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ ہر مرتبہ یہی فرماتے تھے کہ نہیں۔ پھر جناب رسو اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو چار ماہ دس دن ہیں زمانہ جاہلیت میں تو سال کے آخر میں وہ لید کو پھینکتی تھی۔ حمید کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے زینب یہ ترمی بالبعرہ کیا چیز ہے تو زینبؓ نے بتلایا کہ جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ایک تنگ مکان میں داخل ہو جاتی اور اپنے بدترین کپڑے پہن لیتی اور جبتک سال ختم نہ ہو تا وہ خوشبو نہیں لگاتی تھی پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا بکری یا کوئی پرندہ لایا جاتا جس کی پیٹھ کو وہ چھو لیتی ہاتھ لگاتی۔ اور بہت ہی کم اتفاق ہوتا کہ جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتی مگر وہ مرجاتی۔ پھر وہ مکان سے باہر نکلتی تو اسے ایک لید دی جاتی جسے وہ پھینک دیتی تھی پھر اس کے بعد خشبو وغیرہ جس کی طرف چاہتی رجوع کرتی۔ امام مالکؒ سے پوچھا گیا ماتفتض به کیا چیز ہے کہ اس سے وہ اپنے چمڑے کو یا فرج کو ملتی تھی۔

باب الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

ترجمہ۔ سوگ منانے والی کے لئے سرمہ لگانا کیسا ہے

حديث (٤٩٥٩) حَدَّثَنَا اٰدَمُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَؓ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ امْرَاَةً تُوُفِّیَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَيْنَيْهَا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَاْذَنُوْهُ فِی الْكُحْلِ فَقَالَ لَاتَكْحَلُ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو گھر والوں کو اس عورت کی آنکھ کے متعلق خطرہ پیدا ہوا تو وہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سرمہ لگانے کے بارے میں اجازت مانگنے لگے

تَمْكُثُ فِيْ شَرِّ اَحْلَاسِهَا اَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلَاحَتّٰى تَمْضِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَايَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا الحديث ....

آپؐ نے فرمایاوہ سرمہ نہیں لگاسکتی۔ زمانہ جاہلیت میں تمھاری ایک عورت بدترین ٹاٹ اوربدترین گھر میں ٹھہرتی تھی۔ جب سال ہوجاتا توکسی کتے کا گذر ہوتا تووہ اونٹ کی لید کو پھینکتی تھی پس وہ سرمہ نہ لگائے یہانتک کہ چارماہ اور دس دن گزرجائیں۔ اور زینب بنت ابی سلمہ حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان عورت کے لئے جواللہ اور آخری دن پرایمان رکھتی ہے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی پر سوگ منائے مگر اپنے خاوند پر چارماہ اور دس دن سوگ منائے۔

حدیث (۴۹۶۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ...... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا اَنْ نُحِدَّ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا بِزَوْجٍ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا ہمیں روک دیا گیا ہے کہ ہم تین دن سے زیادہ سوگ منائیں مگر خاوند پر اس سے زیادہ سوگ مناسکتی ہے۔

باب الْقِسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

ترجمہ۔ طہر کے وقت سوگ منانے والی خودھندی کی خوشبو حاصل کرسکتی ہے۔

حدیث (۴۹۶۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ...... عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَانَكْتَحِلَ وَلَانَتَطَيَّبَ وَلَانَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّاثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْرُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدٰنَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ اَبُوْ عَبْدُاللّٰهِ كِلَاهُمَا يُقَالُ الْكِسْتِ وَالْقُسْطِ وَالْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے ہمیں منع کیا گیا تھا۔ مگر خاوند پر چارماہ دس دن سوگ مناتے ہم سرمہ نہیں لگاتے تھے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی خوشبو لگاتے اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا پہنتے جورنگا ہوا ہوتا۔ البتہ عصب کا کپڑا پہن لیتے۔ عصب ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جسے خوب سخت کیا جاتا ہے رنگ کر پھر بنا جاتا تھا۔ تووہ خوبصورت ہوجاتا تھا۔ گویا کہ کپڑے کو بننے کے بعد جورنگا جائے اس کپڑے پہننے کی ممانعت ہے۔ احنافؒ کے نزدیک پہلے رنگے ہوئے کپڑے کی بھی ممانعت ہے۔ صحیح یہ کہ عصب یمن میں

ایک بوٹی ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے تھے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صحیح ہمارے شوافعؒ کے نزدیک بھی ممانعت مطلقاً ہے۔ اور ہمیں طہر کے وقت اجازت دی گئی کہ جب کوئی عورت حیض سے غسل کرے تو اظفار کی خشبو کا کچھ ٹکڑا فرج پر رکھ لے۔ اور ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کست اور قسط ایک چیز ہیں جیسے کہ کافور اور قافور ایک ہی چیز ہے۔

باب تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ ۔

ترجمہ۔ سوگ منانے والی عصب کے کپڑے پہن سکتی ہے۔

حدیث (۴۹۶۲) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ...... عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَؓ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ ....

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر اس عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے۔ حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر خاوند پر زیادہ کریگی۔ پس نہ تو وہ سرمہ لگائے اور نہ ایسا کپڑا اپہنے جو رنگا ہوا ہو مگر عصب کا کپڑا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ یمن کی چادر تھی جس میں سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں۔

حدیث (۴۹۶۳) قَالَ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ وَلَا تَمَسَّ طِيْبًا اِلَّا اَدْنٰى طُهْرِهَا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَاَظْفَارٍ الحديث

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہ حدیث بیان کرتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ عدت گذرانے والی خوشبو کو نہیں لگا سکتی۔ مگر طہر کے قریب جب پاک ہونے لگے تو قسط اور اظفار خشبو استعمال کر سکتی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ قسط اور اظفار دو قسم کی خشبو ہے۔ پاک ہونے والی کو بدبو دور کرنے کے لئے اسکے استعمال کی اجازت ہے۔ خوشبو کے طور پر استعمال کی اجازت نہیں ہے۔ اظفار ساحل عدن پر ایک جگہ کا نام ہے۔

باب وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

حدیث (۴۹۶۴) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِيْنَ مَتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں والذین یتوفون یہ عدت تین حیض تو عورت اپنے خاوند کے ورثاء کے پاس گذارتی تھی یہ تو واجب تھی اور متاعا الی الحول غیر اخراج تو اللہ تعالے نے باقی سات ماہ اور بیس دن سال کو پورا کرنے کیلئے

تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةٍ وَصِيَّةً اِنْ شَاءَ تْ سَكَنَتْ فِىْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَاءَ تْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُم فَالْعِدَّةُ كَمَاهِىَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَاَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَ تْ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَ جَلَّ غَيْرَ اِخْرَاجٍ قَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَاءَ تْ اِعْتَدَّتْ عِنْدَاَهْلِهٖ وَسَكَنَتْ فِىْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَاءَ تْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَافَعَلْنَ فِىْ اَنْفُسِهِنَّ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ سُكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَ تْ وَلَاسُكْنٰى لَهَا .

وصیت کے طور پر فرمایا ہے اگر چاہے تو وصیت کے مطابق سکونت اختیات کرے اگر چاہے تو چلی جائے۔ یہی غیر اخراج کا مطلب ہے۔ بہر حال عدت جیسے بھی ہو وہ عورت پر واجب ہے یہ تفسیر ابونجیح نے مجاہد سے نقل کی ہے۔ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پہلی آیت نے اس کی عدت زوج کے ورثاء کے پاس گذارنے کو منسوخ کر دیا۔ پس جہاں چاہے عدت گذارے اور اللہ تعالی کا قول غیر اخراج عطاءؒ فرماتے ہیں کہ چاہے عدت ورثاء زوج کے پاس گذارے اور وصیت کے مطابق سکونت پذیر رہے۔ اگر چاہے تو چلی جائے لوجہ قول اللہ تعالی کے **فلاجناح علیکم فیمافعلن** ...... جو کچھ وہ اپنے بارے میں رویہ اختیار کریں کوئی گناہ نہیں ہے عطاءؒ فرماتے ہیں پھر عورت کے لئے میراث آگیا تو سکنی منسوخ ہو گیا پس جہاں چاہے عدت گذار دے سکنی نہیں ہے۔

حدیث (۴۹۶۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَؓ بِنْتِ اَبِىْ سُفْيَانٍ لَمَّاجَاءَ هَا نَعِىُّ اَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَالِىَ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا اِنِّىْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ لَايَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّاعَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا ....

ترجمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ سے مروی ہے کہ جب انہیں اپنے باپ کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے خوشبو منگا کر اپنے دونوں بازو کو مل لی اور فرمایا کہ مجھے تو خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی اگر میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا۔ کہ آپؐ فرماتے تھے کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالی پر اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر اپنے خاوند پر چار ماہ اور دس دن سوگ منائے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت مجاہد نے جو آیت کی تفسیر کی ہے کوئی مفسر اور فقیہ سوائے ان کے اس کا قائل نہیں ہے۔ بلکہ

سب کا کہنا ہے کہ آیۃ الحول منسوخ ہے۔اور سکنی عدت کے تابع ہے۔ جو سال والی عدت منسوخ ہو گئی تو سکنی بھی منسوخ ہو گا۔ اور ابن جریج نے مجاہد سے رجوع نقل کیا ہے تو اب کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اب غیر اخراج رہ گیا۔ جمہور اسکو بھی منسوخ مانتے ہیں۔ یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ متوفی عنھا زوجھا کے لئے سکنی نہیں ہے۔ جیسے کہ نفقہ نہیں البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر میت کا اپنا مکان ہو تو بیوہ کے لئے سکنی ہے۔ لقی لنھا ترجمہ میں عدت کا ذکر ہے اور حدیث میں ہے کہ معتدہ اس طرح عدت گذارے تو اسطرح مطابقت پائی گئی۔

باب مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

ترجمہ۔ زانیہ اور نکاح فاسد کا حق مہر

قَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لَايَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا اَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ يُعْطِيْهَا صَدَاقَهَا ......

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی نے محرمہ عورت سے نکاح کر لیا جس کا اسے علم نہیں تھا تو ان دونوں میں تفریق کی جائیگی۔ اور عورت جو کچھ لے چکی ہے پس وہی اس کے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اس کا حق مہر اسے ادا کر دے

حدیث (۴۹۶۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت اور نجومی کی مٹھائی اور زنا کی خرچی سے منع فرمایا۔

حدیث (۴۹۶۷) حَدَّثَنَا اٰدَمُ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَؓ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْكِلَهٗ وَنَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی اور سود کھانے والا اور سود کھلانے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے اور کتے کی قیمت رقم۔ سے اور زنا کی کمائی سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔

حدیث (۴۹۶۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْاِمَاءِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے باندیوں کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ وھو لایشعر کی قید اور اس کے مفہوم کے ترجمہ سے مطابقت ہو گی یعنی اگر جان بوجھ کر محرمہ سے شادی تا ہے تو حسن بصریؒ نے پہلے تو فرمایا کہ بس جو کچھ لے چکی ہے اس کے لئے کافی ہے اور بعد میں جمہور علماء کی موافقت کرتے ہوئے کہا کہ

وہ مہر مثل کی مستحق ہو گی۔اور جس نے جان بوجھ سے محرمہ سے نکاح کیا ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ انہی پر حد واجب ہے۔اور اس میں حق مہر نہیں ہے۔امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اس پر حد نہیں ہے۔زنا کی خرچی کی حرمت کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ واشمہ سوئی وغیرہ کے ذریعہ بدن پر نقش و نگار بنائے جائیں۔

باب الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُولُ اَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيْسِ۔

ترجمہ۔ مدخول علیھا کا مہر کیا ہو گا اور دخول کی کیفیت کیا ہے۔یا قبل الدخول اور جماع سے پہلے اسے طلاق دے دے تو کیا حکم ہے۔

حدیث (۴۹۶۹) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍؒ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَؓ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَ كُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ اَيُّوْبُ قَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فِي الْحَدِيْثِ شَيْئٌ لَا اَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ اَبْعَدُ مِنْكَ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ سے کہا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی تو فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنو العجلان کے دو بھائیوں کے درمیان تفریق کر دی اور فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے کہ بیشک تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے۔ تو دونوں نے انکار کر دیا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پس تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے۔ پس دونوں نے انکار کر دیا تو آپؐ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی۔ ایوب فرماتے ہیں کہ مجھے عمرو بن دینار نے کہا کہ اس حدیث میں کوئی ایسی چیز ہے میں نہیں سمجھتا کہ تو اسے بیان کرے۔ تو آدمی نے کہا کہ میرا مال کہاں گیا۔ آپؐ نے فرمایا تجھے مال نہیں ملے گا۔ اسلئے کہ اگر تو سچا ہے تو اس سے ہمبستری کر چکا ہے اگر جھوٹا ہے تو یہ تجھ سے زیادہ بعید ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ دخول کی کیفیت میں اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں جب دروازہ بند کرے اور عورت پر پردہ لٹکا دے تو مہر کامل واجب ہو جائیگا۔اور عدت بھی واجب ہو گی۔ یہ امام اوزاعی اور امام احمدؒ وغیرہ کا مسلک ہے۔ اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ جبتک جماع نہ کرے یا مسیس نہ ہو۔ مہر واجب نہیں ہوتا۔ قد دخلت بھا سے مال مہر مفہوم ہوا اور قرآن مجید سے قبل الدخول مطلقہ کے لئے

نصف مہر ثابت ہوا۔ بعض نے کہا کہ بلکل نہیں۔ اور بعض فرماتے ہیں سارا مہر مسمی دینا پڑیگا۔ ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی مہر کے قائل ہیں۔

باب الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا

ترجمہ۔ متعہ یعنی کپڑوں کا ایک جوڑا اس مطلقہ عورت کیلئے جس کا حق مہر مقرر نہ ہو

لِقَوْلِهٖ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ الاية وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حَتّٰى طَلَّقَهَا زَوْجُهَا ...

ترجمہ۔ اللہ تعالے کے اس قول کے مطابق جس میں ہے کہ ان کا متعہ دو اور مطلقہ عورتوں کے لئے دستور کے مطابق متعہ ہے۔ لعان کرنے والی کے بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ نے متعہ کا ذکر نہیں کیا یہاںتک کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دیدی۔

حديث (٤٩٧٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا تمھارا حساب تو اللہ کے ذمہ ہے۔ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے اب اس عورت پر تمھارا کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ وہ میرا مہر کا مال کیا ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اب تیرے لئے کوئی مال نہیں ہے اس لئے کہ اگر تو نے اس پر تہمت لگانے میں سچ بولا تو وہ مہر بوجہ اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھنے کے ہے اگر تو نے اس پر جھوٹ بولا ہے تو یہ تیرے لئے اس سے بہت بعید ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ کو تفرضوا لھن فریضۃ میں او تنویع کے لئے ہے۔ جس کو جماع سے پہلے طلاق مل گئی اس کے لئے متعہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو مہر مسمی سے کم ہوتا ہے۔ تو مقدار مفروض سے کیسے زیادہ لے سکتی ہے۔ اور مدخول بھا کیلئے مقدار معلوم ہے۔ یہ امام شافعیؒ اور دیگر حضرات کا قول ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ متعہ اس مطلقہ کے لئے مختص ہے جس کو

40
2

قبل الدخول طلاق ملی ہو۔ اور اس کے لئے حق مہر مقرر نہ ہو لیثؒ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے متعہ بالکل نہیں ہے۔ امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہر مطلقہ کے لئے متعہ ہے بلا استثناء اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر فرقہ میں متعہ واجب ہے سوائے لعان والی کی۔ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں اس کی مقدار حاکم کی رائے پر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں ایک قمیص لمبی چادر اور دوپٹہ حسب حال مرد کے واجب ہے جو نصف مہر مثل سے بڑھ نہ جائے۔ اور پانچ درہم سے کم نہ ہو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث باب میں ملاعنہ کے لئے متعہ کا ذکر نہیں ہے۔ اگر واجب ہوتا تو اسے چھوڑا نہ جاتا اسی کی طرف امام بخاریؒ نے لم یذکر النبی ﷺ سے اشارہ کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

باب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَقَوْلِهٖ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اِلٰى قَوْلِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوُ الْفَضْلُ ---

ترجمہ۔ اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت کے بیان میں اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ ترجمہ کہ آپؐ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپؐ نے فرمایا زائد مال حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ العفو سے زائد مال مراد ہے

حدیث (۴۹۷۱) حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِىْ اَيَاسٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىِّؓ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ فَقَالَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے مروی ہے تو شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا یہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں جناب نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا جو مسلمان اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔ اور وہ اسے ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ تو یہ خرچہ اس کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

حديث (٤٩٧٢) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ ...... عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَاابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا۔

حديث (٤٩٧٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ السَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ وَالصَّائِمِ النَّهَارِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بیوگان اور مسکینوں کا خدمتگار ہے وہ مجاہد فی سبیل اللہ اور رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ارمل اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خاوند نہ ہو۔ خواہ وہ بیوہ ہو یا مطلقہ ہو۔ اور حدیث کی مطابقۃ ترجمہ الباب سے یہ ہے کہ جب یہ فضیلت اس شخص کے لئے ہے جو اجنبیوں سے بہتر سلوک کرتا ہے تو جو اقرباء سے بہتر سلوک کریگا وہ تو بطریق اولی اس دوہرے ثواب کا مستحق ہوگا۔

حديث (٤٩٧٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَعُوْدُنِىْ وَاَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِىْ مَالٌ اُوْصِىْ بِمَالِىْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِىْ اَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا اَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِىْ فِىِّ امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ النَّاسُ وَيُضَرُّ بِكَ اٰخَرُوْنَ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ جب وہ مکہ معظمہ میں بیمار تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ انکی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے۔ میں نے کہا حضرت میرے پاس مال ہے کیا میں سارے مال کی وصیت کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں بولا آدھے مال کی آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پھر کہا کہ تیسرے حصہ کی آپؐ نے فرمایا ہاں تیسرے حصہ کی وصیت کرو۔ تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔ اپنے ورثاء کو غنی بنا کر چھوڑ جاؤ یہ بہتر ہے۔ کہ وہ محتاج ہو کر لوگوں کے سامنے ہتھیلی پھیلاتے رہیں۔ اور جب جو کچھ بھی تم خرچ کروگے وہ تمھارے لئے صدقہ ہوگا۔ یہانتک کہ روٹی کا وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر ڈالوگے وہ بھی صدقہ ہے اور شاید اللہ تعالے تمھیں عمر نصیب کریں تو کچھ لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا اور کچھ دوسروں کو تجھ سے نقصان ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حتی اللقمة سے ثابت ہے۔ اور مباح سے جب اللہ کی رضامندی مقصود ہو تو وہ طاعت بن جاتا ہے یو فعك اویطیل عمرك واقعی وہ زندہ رہے اور عراق فتح کیا جس سے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی مفاد ہوئے اور کفار کو نقصان پہنچا۔

بَاب وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَالْعِيَالِ

ترجمہ۔ اہل عیال پر خرچ کرنا واجب ہے

حدیث (٤٩٧٥) حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَاتَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِيْ وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ اَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ اَطْعِمْنِيْ اِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ قَالُوْا يَااَبَا هُرَيْرَةَؓ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ لَاهٰذَا مِنْ كِيْسِ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو غنی کو چھوڑدے یعنی سارا مال خرچ نہ کرو بلکہ اتنا رہ جائے جو تمہاری ضروریات پوری کر سکے۔ اور پر ڈالا ہاتھ دینے والا نیچے والے سائل کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو لوگ تیرے عیال میں ہیں ان سے ابتداء کرو۔ عورت کہے گی یا تو مجھے کھلاؤ یا مجھے طلاق دیدو غلام کہیگا مجھے کھلاؤ پھر مجھ سے کام طلب کرو۔ بیٹا کہے گا مجھے کھلاؤ یا مجھے کسی شخص کے پاس چھوڑ آؤ۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ کیا آپ نے اس آخری حصہ کو جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا انہوں نے جواب دیا نہیں یہ تو ابو ہریرہؓ کی قیاس آرائی ہے۔

حدیث (٤٩٧٦) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَاكَانَ عَنْ ظُهْرِ غِنًى وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو غنی کی بدولت زائد مال سے ہو۔ اور ابتداء صدقہ ان لوگوں سے کرو جن کا خرچہ تمہارے ذمہ ہے جو فرض ہے۔ یقینی بات ہے کہ فرض نفل سے افضل ہوگا۔

بَاب حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ

ترجمہ۔ گھر والوں کیلئے سال بھر کا خرچہ جمع کر کے رکھنا جائز ہے اور اہل عیال کے خرچے کیسے ہیں۔

حدیث (٤٩٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ...... قَالَ لِيْ مَعْمَرٌ قَالَ لِيَ الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِاَهْلِهِ قُوتَ سَنَةٍ اَوْ بَعْضَ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ لَمْ يَحْضُرْنِيْ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَبِيْعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَيَحْبِسُ لِاَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ الحديث ....

ترجمہ۔ معمرؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ نے میرے سے پوچھا کہ کیا تو نے ایسے آدمی کے متعلق سنا ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے سال یا اس کے کچھ حصہ کے لئے غذا جمع کر کے رکھے معمر نے کہا مجھے اس وقت کوئی شئی یاد نہیں ہے پھر مجھے ایک حدیث یاد آگئی جو ہمیں ابن شھاب زھری نے بیان کی۔ مالک ابن اوس سے اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو النضیر کے کھجور کے باغ کو بیچتے تھے اور اپنے گھر والوں کے سال بھر کا خرچہ روک رکھتے تھے۔

حدیث (٤٩٧٨) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِذْ اَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ وَالزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَاْذَنْ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَعَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَعَمْ فَاْذَنْ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ رضی اللہ عنہ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَاَصْحَابُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اتَّئِدُوْا اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالَّذِيْ بِاِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَعَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ مالک بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں چل کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو اچانک انکا دربان یرفاءؒ آکر کہنے لگا کہ کیا آپ سے حضرت عثمانؓ عبدالرحمٰنؓ زبیرؓ اور سعدؓ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ فرمایا ہاں! ان کو آنے کی اجازت ہے۔ پس انہوں نے داخل ہو کر سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر یرفا تھوڑی دیر ٹھہرا ہوگا۔ کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کرنے لگا۔ تو حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو بھی اجازت دے دی۔ جو وہ داخل ہوئے تو سلام کہا اور بیٹھ گئے تو حضرت عباسؓ نے فرمایا اے امیر المؤمنین میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمایئے تو اس جماعت نے کہا حضرت عثمانؓ اور انکے ساتھیوں نے کہا اے امیر المؤمنین ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیجئے اور ان میں سے ایک کو دوسرے سے راحت پہنچایئے پس حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری وراثت نہیں چلتی ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب

قَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَاِنِّىْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِىْ هٰذَا الْمَالِ بِشَىْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ اِلٰى قَدِيْرٍ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَا اخْتَارَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّ فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِىَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِىَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيَاتَهٗ وَاَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِىٍّ وَعَبَّاسٍ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ ﷺ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا وَلِىُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِىٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِىُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِىْ وَكَلِمَتُكُمَا

صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے مراد آپؐ اور دیگر انبیاء علیھم السلام ہیں اس جماعت نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمھیں بھی اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ کیا تم بھی جانتے ہو کہ یہ بات جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ان دونوں نے کہا کہ بیشک فرمائی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تمھیں اس بارے میں حدیث بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے یہ مال فئی رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص کیا اس میں سے کوئی شئی سوائے اپنے کسی کو نہیں دی۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں ماافاء اللہ علی رسولہ ...... قدیر تو یہ مال فئی خالص جناب رسول اللہ ﷺ کیلئے ہوا اللہ کی قسم! نہ تو تمھیں چھوڑ کر اس مال میں کسی کو اختیار دیا اور نہ ہی کسی کو اس مال کے بارے میں تم پر ترجیح دی تحقیق مال اللہ تعالی نے تمھیں دیا اور تمھارے اندر اسے پھیلایا اگر اس میں سے کوئی مال باقی رہ گیا ہوتا تو تم مطالبہ کر سکتے تھے پس جناب رسول اللہ ﷺ اپنے اہل عیال پر سال بھر کا خرچہ اس مال میں سے خرچ کرتے تھے۔ پھر جو بچ جاتا اسے مصالح المسلمین میں خرچ کرتے تھے۔ پس زندگی بھر آپ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول رہا۔ اور میں تمھیں اللہ تعالی کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم اس کو جانتے ہو۔ سب نے کہا ہاں حضرت علیؓ اور عباسؓ سے بھی فرمایا کہ میں تمھیں اللہ تعالی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم بھی اس کو جانتے ہو دونوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں پھر اللہ تعالی نے اپنے نبی کو وفات دے دی تو ابو بکرؓ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ ﷺ کا وارث ہوں تو حضرت ابو بکرؓ نے اسے قبضہ میں لے لیا۔ اور اس میں اسی طرح

وَاحِدَةٌ وَاَمْرٌ كَمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ وَاِنَّ هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ اَبِيْهَا فَقُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ اِلَيْكُمَا عَلٰى اَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لِتَعْمَلَانِ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ ؓ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهٖ فِيْهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ ؓ وَعَبَّاسٍ ؓ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاِنِّيْ اَكْفِيْكُمَاهَا الحديث ......

عمل کیا جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ عمل کرتے تھے۔ پھر حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اس وقت تم دونوں کہتے ہو کہ ابو بکرؓ ایسا ویسا تھا ہمیں میراث نہیں دیتا حالانکہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ وہ اس میں سچا ہے نیکو کار ہے ٹھیک ہے حق کا پیروکار ہے پھر اللہ تعالی نے ابو بکرؓ کو وفات دی تو میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ کا جانشین ہوں تو دو سال تک میں نے اسکو اپنے قبضہ میں رکھا اور اس میں اسی طرح عمل پیرا رہا جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ عمل کرتے تھے۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے تو تمھاری بات ایک تھی اور تمھارا معاملہ طلب میراث میں اکٹھا تھا۔ اے عباسؓ تو میرے پاس آکر اپنے بھتیجے کی جانب سے اپنا حصہ مانگتا تھا اور علیؓ اپنے حصہ کا جو انکے باپ کی طرف سے تھا وہ طلب کرتا ہے پس میں نے کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو یہ مال فیٔ میں تمھیں اس شرط پر واپس کرتا ہوں کہ تم پر اللہ کا عہد پیان ہے۔ کہ تم اس میں اسی طرح عمل کرو گے جس طرح جناب نبی اکرم ﷺ نے کیا اور جس طرح ابو بکر صدیقؓ نے کیا اور جس طرح میں نے اس پر عمل کیا ہے جب سے میں والی بنا ہوں اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر اس بارے میں میرے سے بات نہ کرو تم دونوں نے کہا کہ آپؐ اسی شرط پر ہمیں واپس کریں۔ تو میں نے اسی شرط پر تمھیں واپس کیا۔ پس میں تمھیں اللہ تعالی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اسی شرط پر میں نے تمھیں انکی طرف واپس کیا تھا تو جماعت نے کہا کہ ہاں اسی شرط پر پھر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں تمھیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میں نے اسی شرط پر تمھیں اس کا قبضہ دیا تھا ان دونوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں اس شرط پر فرمایا اب تم مجھ سے اس کے سوا کوئی فیصلہ چاہتے ہو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے حکم سے آسمان زمین قائم ہیں میں اس کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کرونگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو جائے پس اگر تم اس سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو میں تمھاری طرف سے اس کی کفایت کر دونگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حبس الرجل قوت سنة ۸۰٦۔۱۵ شیخ گنگوہیؒ نے تو شہرت کی بنا پر اس مسئلہ سے تعرض نہیں کیا

میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کل کیلئے طعام کا ذخیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ توکل کے خلاف ہے۔ تو امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے ان پر رد کرنا ہے۔ کہ جب جناب رسول اللہ علیہ السلام سید المتوکلین اپنے اہل عیال کے لئے سال بھر کا نفقہ رکھتے تھے تو جواز ہے۔ معلوم ہوا کہ توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ آنحضرت علیہ السلام نے اس پر مداومت فرمائی ہے۔ کہ بنی النضیر کے مال کی آمدنی سے سال بھر کا اہل عیال کا خرچہ نکال لیتے تھے۔ البتہ اپنی ذات شریفہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ تو جس روایت میں ہے لایدخر بعدوہ اپنی ذات ہے غیر کیلئے ذخیرہ کرتے تھے۔ اشکال یہ ہے کہ جب لا نورث ماترکنا صدقة کی حدیث ان حضرات کو معلوم تھی تو پھر مطالبہ میراث کے کیا معنی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے انتظام کیلئے تقسیم کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے تقسیم کا نام ہی ناپسند کیا کہ کہیں پھر میراث کی تقسیم کا مطالبہ نہ اٹھ کھڑا ہو چنانچہ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ کی خلافت کا دور آیا تو انہوں نے بھی اس کے صدقہ ہونے میں کوئی تبدیلی نہ کی۔

باب قوله وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ماں اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائے۔

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ اَنْ تَقُولَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَةً وَهِيَ اَمْثَلُ لَهٗ غِذَاءً وَاَشْفَقُ عَلَيْهِ وَاَرْفَقُ بِهٖ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا اَنْ تَأْبٰى بَعْدَ اَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهٗ اَنْ يُضَارَّ بِوَلَدِهٖ وَالِدَتَهٗ فَيَمْنَعُهَا اَنْ تُرْضِعَهٗ ضِرَارًا لَهَا اِلٰى غَيْرِهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فِصَالُهٗ فِطَامُهٗ ....

ترجمہ۔ یونس زہریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ ماں کو بیٹے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جائے مثلاً والدہ کہے کہ میں تو بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی۔ حالانکہ وہ غذا کے بارے میں بچے کے لئے بہتر ہے۔ اس پر شفیق ہے۔ اور دوسری کی بنسبت اس پر زیادہ مہربان ہے۔ تو اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ دودھ پلانے سے انکار کرے۔ جب خاوند اس کو اپنی طرف سے وہ وظیفہ عطا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرد پر مقرر کیا ہے۔ اس طرح باپ کو بیٹے کی وجہ سے اس کی ماں کو نقصان نہ پہنچائے کہ اس کو دودھ پلانے سے روک دے۔ ماں کو نقصان ہوگا۔ غیر کو فائدہ پہنچے گا۔ پس والد اور والدہ خوشدلی سے بچے کو دودھ پلوائیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی طرح باہمی رضامندی اور مشورہ سے اس کو دودھ چھڑوا دیں تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ فصال کے معنی فطام دودھ چھڑانے کے ہیں۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ مدت رضاع حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اڑھائی سال ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک دو سال اور امام زفرؒ کے نزدیک تین سال ہے۔

باب نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ اِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ۔

ترجمہ۔ بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا خاوند غائب ہو جائے اور اسکے بیٹے کا خرچہ کون دیگا۔

حدیث (۴۹۷۹) حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبَاسُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ .الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ہندؓ بنت عتبہ آکر کہنے لگی یارسول اللہ ابوسفیانؓ ایک کنجوس آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ تو نہیں اگر میں اپنے اہل عیال کو اس کے اس مال سے کھلاؤں جو میرے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن مشہور طریقہ سے ہو۔

حدیث (۴۹۸۰) حَدَّثَنَا يَحْيٰى سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ الحديث

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرے تو اس کو آدھا ثواب ملے گا۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ حضرت ابوسفیانؓ مدینہ میں موجود تھے ان کے عیال پر خرچ کرنے سے نفقہ الولد ثابت ہو گیا اس طرح حدیث کی ترجمہ سے مطابقت ثابت ہوئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث کو اس باب میں لانے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں ہے۔ لیکن جب عورت کو بغیر اذن خاوند کے مال سے صدقہ کرنے کی اجازت ہے تو جو چیز واجب ہے یعنی نفقة الاولاد وہ تو بطریق اولی جائز ہوگا۔ اس طرح دونوں احادیث کی ترجمہ سے مطابقت واضح ہو جائیگی۔

باب عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا۔

ترجمہ۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کیا خدمت انجام دے سکتی ہے۔

حدیث (۴۹۸۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْكُوْا اِلَيْهِ مَاتَلْقٰى

ترجمہ۔ حضرت علیؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں

فِیْ یَدِهَا مِنَ الرَّحٰی وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ قَدْ جَاءَهٗ رَقِیْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَؓ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُؓ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰی مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَیْهِ عَلٰی بَطْنِیْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا وَاَوَیْتُمَا اِلٰی فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ الحدیث

جو ان چھالوں کی شکایت کرتی تھیں جو ان کے ہاتھوں کو چکی پینے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھیں اور انہیں اطلاع ملی تھی کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس قیدی عورتیں آئی ہوئی ہیں۔ پس آپؐ سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ توانہوں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا پس جب آپؐ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کو خبر دی فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ ہم اپنے اپنے بستر پکڑ چکے تھے پس ہم اٹھنے لگے تو آپؐ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ پر قائم رہو حرکت نہ کرو پس آپؐ آکر میرے اور فاطمہؓ کے درمیان آکر بیٹھ گئے کہ میں نے اپنے پیٹ میں آپؐ کی ٹھنڈک کو محسوس کیا پس آپؐ نے فرمایا کہ میں تمھیں ایسی بات نہ بتلاؤں جو تمھاری طلب کردہ چیز سے بہتر ہو۔ جبکہ تم اپنے اپنے آرام کرنے کی جگہ پر اور اپنے اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑلو تو تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھو اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمدللہ پڑھو اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو تو یہ تمھارے لئے خادمہ سے بہتر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کیونکہ تسبیح فاطمی کا فائدہ آخرت کے لئے مختص ہے او خادمہ کا فائدہ دار دنیا کے ساتھ خاص ہے۔ والاخرة خیر وابقی مناقب علی میں یہ روایت گذر چکی ہے۔

باب خَادِمِ الْمَرْأَةِ

حدیث (۴۹۸۲) حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ اَنَّ فَاطِمَةَؓ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَیْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتُكَبِّرِیْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ ثُمَّ قَالَ سُفْیَانُ اِحْدَاهُنَّ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِیْلَ وَلَا لَیْلَةَ صِفِّیْنَ قَالَ وَلَا لَیْلَةَ صِفِّیْنَ الحدیث ....

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے آکر جناب نبی اکرم ﷺ سے ایک خادمہ حاصل کرنے کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمھیں اس سے بہتر بات کی خبر نہ دوں وہ یہ ہے کہ تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ کی تسبیح بیان کرو تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ کی حمد بیان کرو اور چونتیس مرتبہ ۳۴ اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ سفیان فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک چونتیس ۳۴ مرتبہ ہے۔ تو حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد ان تسبیحات کو کبھی نہیں چھوڑا کہا گیا کیا صفین والی رات بھی آپ نے اسے نہیں چھوڑا فرمایا صفین والی رات بھی نہیں چھوڑا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے شہرت کی وجہ سے اس اختلافی مسئلہ کو بیان نہیں کیا۔ ابن ارسلان نے حدیث عائشہؓ سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ دھونے کے لئے اپنے مسواک دیا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ زوجہ پر خاوند کی خدمت ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ مطالبہ کرے جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بیوی پر خاوند کی خدمت ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ وہ نفع اٹھانے کی چیز ہے۔ خدمت کے لئے نہیں ہے۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عورت پر حسب حال خدمت واجب ہے۔ اگر شریف خاندان کی ہے۔ تو صرف گھر کا نظام اس کے سپرد ہے۔ اگر متوسطہ ہے تو بستر وغیرہ بچھانا پانی پلانا اس کے ذمہ ہے۔ اگر ادنی درجہ کی ہے تو اسے جھاڑو بھی دینا ہوگا۔ اور کھانا بھی پکانا ہوگا۔ ولھن مثل الذی علیھن سے ان کا استدلال ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے ذمہ آٹا گوندھنا روٹی پکانا ضروری نہیں ہے۔ جوزجانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور فاطمۃ الزہراؓ کے واقعہ سے ثابت ہے کہ گھر کے باہر کی خدمات خاوند کے ذمہ اور داخلی امور بیوی کے ذمہ ہیں۔ ہمارا استدلال یہ ہے کہ عورت کی طرف سے معقود علیہ تو استمتاع ہے۔ اس کے علاوہ اس کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں جیسے جانوروں کو پانی پلانا کھیتی کاٹنا۔ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے درمیان جو آپؐ نے تقسیم فرمائی وہ اخلاق پر مبنی تھی علے سبیل الوجوب نہیں تھی۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اخلاقی طور پر وہ گھریلو خدمات انجام دے سکتی ہے۔ صفین عراق اور شام کے درمیان ایک مقام ہے۔ جہاں امیر معاویہؓ سے حضرت علیؓ کی جنگ ہوئی حضرت علیؓ ایسی اہم اور عظیم رات میں بھی تسبیحات نہ بھولے۔

باب خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ

ترجمہ۔ آدمی اپنے گھر والوں کیلئے خدمت کرے

حدیث (۴۹۸۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَاكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ خَرَجَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ گھر والوں کی خدمت میں رہتے تھے۔ جب اذان سن لیتے تو باہر چلے جاتے

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ گھر اور گھر والوں کی خدمت نیک بندوں کی سنت ہے اور اس سے جماعت کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہوئی۔

باب اِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ اَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ۔ جب خاوند خرچ نہ کرے تو بیوی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ خاوند کی اطلاع کے بغیر اتنا خرچہ لے سکتی ہے جو اسکی اولاد کو دستور کے مطابق کافی ہو جائے

حدیث (٤٩٨٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَبَاسُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَايَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّامَااَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَلَايَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَايَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ الحديث ...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ھندہ بنت عتبہؓ نے کہایارسول اللہ بیشک ابوسفیانؓ بخیل آدمی ہے مجھے اتنامال نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو۔ مگر وہ مال جو میں اسکی لاعلمی میں اس سے لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا دستور کے مطابق اتنامال لے لو جو تمھیں اور تمھاری اولاد کو کافی ہو جائے۔

باب حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ بیوی اپنے خاوند پر خرچ کرنے کیلئے اسکے بارے میں اپنے خاوند کی نگرانی کرے

حدیث (٤٩٨٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْاٰخَرُ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں یعنی عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں ہیں۔ اور دوسرے ابن طاؤس نے کہا کہ قریش کی نیک اور بھلی عورتیں اپنے بچے پر اسکے بچپن میں اس پر زیادہ شفقت کرنے والی اور خاوند کے مال کی زیادہ نگرانی والی ہوتی ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ اور ابن عباسؓ سے بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے اس طرح ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ولد کے لفظ سے اشارہ ہے کہ صرف اپنا نہیں کسی کا بچہ ہو۔ خواہ سوتیلا بیٹا بھی کیوں نہ ہو وہ اس پر بہت شفیق ہوتی ہے۔ اور صغر شفقت کا باعث ہے۔

باب كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ۔ مشہور طریقہ سے عورت کی پوشاک ہو

حدیث (٤٩٨٦) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خالص ریشمی جوڑا آیا جسے میں نے زیب تن کرلیا۔ پس میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور میں غصہ کے آثار دیکھے تو میں نے اس کو اپنی عورتوں کے درمیان چیر کر تقسیم کر دیا

تشریح از قاسمیؒ۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے اس حلہ کو فواطم میں تقسیم کر دیا۔ ا فاطمہ بنت اسد زوجہ ابی طالب ۲ فاطمہ ام اسماء بنت حمزہ اور بعض نے فاطمہ بنت عتبہ مراد لی ہے۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ حضرت فاطمہؓ زوجہ علیؓ کو بھی حلہ میں سے ایک ٹکڑا دستیاب ہوا۔

باب عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ وَلَدِهٖ۔

ترجمہ۔ عورت کا خاوند کی اولاد کے بارے میں خاوند کی مدد کرنا۔

حدیث (۴۹۸۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ هَلَكَ اَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّباً فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجْتَ يَاجَابِرُؓ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا اَوْ ثَيِّباً قُلْتُ بَلْ ثَيِّباً قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ اَوْ قَالَ خَيْرًا الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ شہید ہو گئے۔ اور اپنے پیچھے سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے تو میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی پس جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے سے پوچھا کہ اے جابر! کیا تو نے شادی کر لی میں نے کہا ہاں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے شادی کی میں نے کہا بلکہ بیوہ سے شادی کی ہے آپؐ نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے دل لگی کرتے وہ تم سے دل لگی کرتی۔ تم اسے ہنساتے وہ تمھیں ہنساتی میں نے آپؐ سے عرض کی حضرت عبداللہ شہید ہو گئے اور کچھ بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑ گئے۔ تو میں نے پسند نہ کیا کہ میں ان کے پاس ان جیسی نا تجربہ کار کو لاؤں۔ اس لئے میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان پر کنٹرول کرے اور ان کی اصلاح احوال کرے۔ پس آپؐ نے فرمایا اللہ تمھیں برکت دے یا اللہ تمھیں بھلائی نصیب کرے تصلحھن سے ترجمہ ثابت ہوا۔

باب نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى اَهْلِهٖ

ترجمہ۔ تنگدست کا اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا

حدیث (۴۹۸۸) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اَهْلِيْ

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے پوچھا کیوں۔ اس نے کہا میں نے تو

فِیْ رَمَضَانَ قَالَ فَاَعْتِقْ رَقَبَۃً قَالَ لَیْسَ عِنْدِیْ فَقَالَ صُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْہِ تَمْرٌ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ قَالَ ھَا اَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِھٰذَا اَنَا قَالَ عَلٰی اَحْوَجَ مِنَّا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَابَیْنَ لَابَتَیْھَا اَھْلُ بَیْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ وسلم حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُہٗ قَالَ فَاَنْتُمْ اِذَنْ الحدیث ....

رمضان شریف میں بیوی سے ہمبستری کر لی ہے فرمایا ایک غلام کی گردن آزاد کرو اس نے کہا وہ تو میرے پاس ہے نہیں۔ آپ نے فرمایا دو ماہ مسلسل روزے رکھو۔ اس نے کہا اسکی بھی مجھے طاقت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس نے کہا یہ بھی موجود نہیں۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک زنبیل لائی گئی جس میں پندرہ صاع کھجور تھی آپ نے پوچھا وہ سائل کہاں گیا۔ وہ بولا کہ میں وہ کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا جا اس کا صدقہ کر دے وہ بولا یارسول اللہ! اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ مدینہ کی ان سیاہ پہاڑیوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے نوکیلے دانت ظاہر ہو گئے۔ فرمایا پس تم ہی اس وقت زیادہ حقدار ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ تنگدست کا خرچہ اپنے اہل و عیال پر صدقہ کرنے سے مقدم ہے۔

باب وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ وَھَلْ عَلَی الْمَرْاَۃِ مِنْہُ شَیْءٌ وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا اَبْکَمُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّھُوَ کَلٌّ عَلٰی مَوْلَاہُ الایۃ

ترجمہ۔ وارث کے ذمہ بھی اسی طرح خرچہ ہے۔ کیا بچے کے دودھ پلانے میں عورت پر بھی کوئی چیز ہے۔ ترجمہ آیت اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی مثال بیان فرماتے ہیں ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر قادر نہیں بلکہ وہ اپنے سردار پر بوجھ ہے۔

حدیث (۴۹۸۹) حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَؓ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِیْ مِنْ اَجْرٍ فِیْ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَۃَؓ اَنْ اُنْفِقَ عَلَیْھِمْ وَلَسْتُ

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ حضرت ابو سلمہؓ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے مجھے کچھ ثواب ملے گا۔ کیونکہ میں ان کو اس طرح محتاج نہیں دیکھ سکتی

بِتَارِكِيهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكَ اَجْرِ مَااَنْفَقْتَ عَلَيْهِمْ الحديث .....

آخر وہ بھی تو میرے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا ہاں جو کچھ تو ان پر خرچ کرے گی اس کا تجھے ثواب ملے گا۔ ثابت ہوا کہ عورت پر اولاد کے خرچہ میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہے جو خرچہ کرے گی اس کا اسے ثواب ملے گا۔

حدیث(۴۹۹۰)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَاسُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِهٖ مَايَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ قَالَ خُذِي بِالْمَعْرُوْفِ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہندؓ نے کہا یارسول اللہ بیشک ابوسفیانؓ ایک بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے اگر میں اس کے مال میں سے اتنا مال لے لوں جو مجھے اور میرے بیٹوں کو کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا دستور کے مطابق لے لو۔ ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جب عورت کو خاوند کے مال میں سے اولاد کے لئے خرچہ لینے کی اجازت ہے تو معلوم ہوا اولاد کا خرچہ باپ کے ذمہ ہے ماں کے ذمہ نہیں ہے۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْضِيَاعًا فَإِلَيَّ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جو شخص قرضہ چھوڑ کر مرے یا اولاد چھوڑ کر مرے تو وہ میرے ذمہ ہے۔

حدیث(۴۹۹۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ فَضْلًا فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ وَفَاءً صَلّٰى وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی ایسا فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس پر قرضہ ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کہ کیا اس نے اپنے قرضہ کے لئے کوئی زائد مال چھوڑا ہے۔ پس اگر بیان کیا جاتا کہ اس نے اپنے قرضہ کی ادائیگی کیلئے مال چھوڑا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کا نماز جنازہ پڑھو پھر جب اللہ تعالےٰ نے آپ پر فتوحات کا دروازہ کھولا تو فرمایا میں مؤمنین کے نفوس سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ پس مومنین میں سے جو فوت ہو جائے اور قرضہ چھوڑ کر مرے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور جو مال چھوڑ مرے وہ اس کے ورثہ کا حق ہے۔ مصنفؒ نے اس حدیث کو باب النفقات میں

داخل کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جو شخص محتاج اولاد چھوڑ کر مرے تو اولاد کا خرچہ بیت المال میں سے ادا کیا جائیگا۔

بَابُ الْمُرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ۔

ترجمہ۔ باندیاں وغیرھا دودھ پلانے والی ہوسکتی ہیں اہل عرب نجابت ولد کے لئے باندیوں سے دودھ پلانا مناسب نہیں سمجھتے تھے آپؐ نے اس حقارت کو دور فرمایا۔

حدیث (۴۹۹۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اَنْكِحْ اُخْتِيْ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكَ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ مُخْلِيَةٍ وَاَحَبَّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ اُخْتِيْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَاتَحِلُّ لِيْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ فَوَاللهِ اَنَا نَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَاللهِ لَوْلَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حِجْرِيْ مَاحَلَّتْ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَاتَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ اَعْتَقَهَا اَبُوْ لَهَبٍ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ زوج النبی ﷺ نے فرمایا میں نے کہا یارسول اللہ آپؐ میری بہن غرۃ بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو اسے پسند کرتی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میں کوئی تنہا تو آپؐ کے پاس نہیں ہوں میں چاہتی ہوں کہ اگر بھلائی میں میرا کوئی شریک ہو تو وہ میری بہن ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! واللہ ہم تو آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ کہ آپؐ درہ بنت ابی سلمہؓ سے نکاح کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ام سلمہ کی بیٹی سے میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا واللہ اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو پھر بھی میرے لئے حلال نہیں تھی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو حضرت ثوبیہؓ نے دودھ پلایا تھا۔ پس اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو میرے پیش نہ کیا کرو۔ عروہ فرماتے ہیں کہ ثوبیہ کو ابولھب نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ جبکہ اس نے جاکر اسے بشارت دی تھی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شارح التراجم فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے استنباط کیا کہ رضاعۃ جیسے حرائر سے صحیح ہے ایسے اس میں کوئی عار نہیں اس لئے بی بی ثوبیہؓ نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا جو ابولھب کی باندی تھی۔ اور اس حدیث کو باب النفقات میں لاکر اشارہ کیا کہ ماں کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ ولی اور باپ کے ذمہ ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلانے کا انتظام کرے خواہ وہ اجنبیہ حرہ ہو یا باندی ہو احسان مندی کی طور پر پلائے خواہ اجرت پر پلائے تو اجرت بھی نفقہ میں داخل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ:۔ وارث کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اور نخعیؒ فرماتے ہیں جو عورت ومرد بھی باپ کا ترکہ لیگا وہ وارث ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وارث مولود کا ذی رحم محرم مراد ہے امام بخاریؒ هل على المرأة منه شئ کے بعد ربکم لایقدر علی شئ سے اشارہ کیا کہ عورت بھی وارث کی طرف سے مثل رہجم کے ہے۔ جس پر کوئی چیز واجب نہیں اور قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ وارث سے وارث اب مراد ہے یعنی صبی اگر اس کا مال ہے۔ اور بعض نے کہا ماں باپ میں سے باقی رہ جانے والا مراد ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مال الصبی پھر مال الاب بعد ازاں مال الام سے رضاعت کا خرچہ دیا جائیگا۔ چنانچہ شیخ مکیؒ کی تقریر میں ہے هل يجب على المرأة من مالها شئ جواب محذوف ہے لایجب یعنی واجب نہیں ہے کیونکہ عورت بھی بوجھ ہے۔ اور کل پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ تو حدیث ام سلمہؓ اور ھند بنت عتبہؓ کے قصوں سے امام بخاریؒ نے ثابت کیا کہ جب ماؤں پر اولاد کا خرچہ واجب نہیں ہے تو باپ پر واجب ہو گا جبتک وہ زندہ ہے۔ بعد اس کے اس کے ورثاء پر ہے۔ تو شارح تراجم فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس سے ان لوگوں پر رڈ کرنا چاہتے ہیں جو نفقہ اور ارضاع باپ کے بعد والدہ پر واجب کرتے ہیں کیونکہ ام تو خود باپ کی ذمہ واری میں ہے۔ جب اپنا خرچہ اس کے ذمہ نہیں تو دوسرے کا خرچہ کیسے اس پر واجب ہو گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

باب قَوْلَ اللهُ تَعَالٰى كُلُوامِنْ طَيِّبَاتِ مَارَزَقْنَاكُمْ وَقَوْلِهٖ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَاكَسَبْتُمْ وَقَوْلِهٖ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

حدیث (۴۹۹۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّؓ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ اَطْعِمُوْا لْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ. وَفُكُّوْا الْعَانِىَ قَالَ سُفْيَانُ وَ الْعَانِى الْاَسِيْرُ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی تیمار داری کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔ سفیان فرماتے ہیں کہ عانی کے معنی قیدی کے ہے۔

41
2

حدیث (٤٩٩٤) حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کے خاندان نے کبھی تین دن تک کھانے سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاںتک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

حدیث (٤٩٩٥) عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ اَصَابَنِىْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ فَاسْتَقْرَأْتُهٗ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَدَخَلَ دَارَهٗ وَفَتَحَهَا عَلَىَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِىْ مِنَ الْجُهْدِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِىْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَاَخَذَ بِيَدِىْ فَاَقَامَنِىْ وَعَرَفَ الَّذِىْ بِىْ فَانْطَلَقَ لِىْ اِلٰى رَحْلِهٖ فَاَمَرَلِىْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَؓ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوٰى بَطْنِىْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَؓ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِىْ كَانَ مِنْ اَمْرِىْ وَقُلْتُ لَهٗ تَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْكَ يَا عُمَرُؓ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُكَ الْاٰيَةَ وَلَاَنَا اَقْرَءُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُؓ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَكُوْنَ اَدْخَلْتُكَ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لِىْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے سخت بھوک نے ستایا تو میری ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی جن سے میں نے کتاب اللہ عزوجل کی ایک آیت پڑھوانے کی فرمائش کی وہ گھر میں گئے اور وہ آیت مجھ پر آکر صحیح پڑھ دی۔ میں تھوڑی دیر چلا ہونگا کہ بھوک کی سختی کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا ہوش آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ میرے سرھانے کھڑے ہیں فرما رہے ہیں اے ابو ھریرہ میں نے کہا لبیک وسعدیک یارسول اللہ! پس آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور میری بھوک کی بیماری کو بھانپ گئے۔ مجھے اپنے ٹھکانا پر لے گئے۔ اور میرے لئے ایک بہت بڑے دودھ کے پیالے کا حکم دیا جس کو میں نے پیا پھر آپؐ نے فرمایا اے ابو ھریرہ اور پیو میں نے پھر پیا پھر آپؐ نے فرمایا پیو میں نے پھر پیا یہاںتک کہ میرا پیٹ تیر کی طرح برابر ہو گیا۔ فرماتے ہیں بعد ازاں میری حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو میں نے اپنا سارا قصہ انہیں بیان کیا اور میں نے اس سے کہا کہ جو تم سے زیادہ اس کا حقدار تھا اللہ تعالیٰ کو اس کے سپرد کر دیا اے عمرؓ میں نے تم سے آیت پڑھنے کی فرمائش کی تھی حالانکہ میں اس کو تم سے زیادہ پڑھنے والا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا واللہ اگر میں تجھے اپنے گھر لے جاکر سیراب کر دیتا تو یہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے جو عرب کے نزدیک عمدہ مال شمار ہوتا ہے بہت بہتر ہوتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان تینوں حدیثوں میں اگرچہ انواع طعام کا ذکر نہیں ہے لیکن طعام کے احوال اور اس کی صفات کا ذکر ضرور ہے جس سے احادیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہوگئیں۔

باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِيْنِ۔

ترجمہ۔ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا۔

حدیث (۴۹۹۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ اِنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ يَقُوْلُ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاغُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَازَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں لڑکا تھا جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی پرورش وتربیت میں تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف حرکت کرتا رہتا تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے لڑکے اللہ کا نام لو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ پھر تو اس کے بعد میرا کھانے کا یہی طریقہ رہا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ جو مجمع علیہ ہے۔ اس طرح پینا اور ہر کام میں ابتداء بسم اللہ سے کی جائے۔ اور دائیں ہاتھ سے کھانا یہ بھی مستحب ہے۔ اسی طرح اپنے سامنے سے کھانے کے مستحب ہونے پر بھی اتفاق ہے۔ البتہ کھجور کے بارے میں مختلف انواع ہونے کی وجہ سے اختیار ہے جہاں سے چاہے کھائے۔

باب اَلْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ الحديث

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لو اور ہر شخص کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیئے۔

حدیث (۴۹۹۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ

ترجمہ۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ جو حضرت ام سلمہ زوج النبی ﷺ

اَبِیْ سَلَمَۃَ وَھُوَابْنُ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَکَلْتُ یَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ طَعَامًا فَجَعَلْتُ اٰکُلُ مِنْ نَوَاحِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلْ مِمَّایَلِیْکَ الحدیث ......

کے بیٹے تھے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کھانا کھایا تو میں پیالے کے کناروں سے چن چن کر کھاتا تھا۔ تو مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سامنے سے کھاؤ۔

حدیث (۴۹۹۸) حَدَّثَنَاعَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ الخ عَنْ وَھْبِ بْنِ کَیْسَانَ اَبِیْ نُعَیْمٍؒ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِطَعَامٍ وَمَعَہٗ رَبِیْبُہٗ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَؓ فَقَالَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ مِمَّایَلِیْکَ الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت وہب بن کیسان ابو نعیمؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا آپؐ کے ہمراہ آپ کا سوتیلا بیٹا عمر بن ابی سلمہؓ تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ کا نام لو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

باب مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالِی الْقَصْعَۃِ مَعَ صَاحِبِہٖ اِذَالَمْ یَعْرِفْ مِنْہُ کَرَاھِیَۃً

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ساتھی کے ساتھ پیالے کے ارد گرد تلاش کرتا ہے جبکہ اس کے ساتھی کو اس سے کراہت محسوس نہ ہو۔

حدیث (۴۹۹۹) حَدَّثَنَاقُتَیْبَۃُ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ یَقُوْلُ اِنَّ خَیَاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ قَالَ اَنَسٌؓ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَرَأَیْتُہٗ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَی الْقَصْعَۃِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے جناب رسول اللہ کو ایک کھانے کی دعوت پر بلایا جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا تھا۔ تو میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے کناروں میں کدو کو تلاش کرتے تھے اس دن سے میں بھی کدو کو ہمیشہ کے لئے پسند کرنے لگا۔

باب التَّیَمُّنِ فِی الْاَکْلِ وَغَیْرِہٖ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَؓ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلْ بِیَمِیْنِکَ ...

ترجمہ۔ کھانے وغیرہ میں دائیں طرف سے شروع کرنا۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

حدیث(۵۰۰۰)حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِيْ شَانِهٖ كُلِّهٖ الخ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ جہانتک ممکن ہو تا دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ وضو کرنے میں جو تا پہننے میں اور کنگھا کرنے میں اور شعبہ راوی واسط شہر میں اس سے پہلے ہر تکریم والے معاملہ میں متیمن کو پسند فرماتے ۔

حدیث(۵۰۰۱)حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَؓ لِاُمِّ سُلَيْمٍؓ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَؓ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِطَعَامٍ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَؓ يَا اُمَّ سُلَيْمٍؓ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَؓ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَخَلَا

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے سوتیلے باپ حضرت ابوطلحہؓ نے میری والدہ ام سلیمؓ سے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی آواز کو کمزور سنا ہے جس سے مجھے آپؐ میں بھوک محسوس ہوتی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو انہوں نے کچھ جو کی روٹیا نکالیں پھر ان کیلئے ایک دوپٹہ نکالا جس کے بعض حصہ سے تو روٹیوں کو لپیٹا پھر ان کو میرے کپڑوں کے نیچے زور سے دبادیا۔ اور بعض حصہ کی میری چادر بنادی پھر مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا میں ان کو لے کر روانہ ہو گیا تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ہمراہ مسجد میں پایا تو میں ان کے پاس جاکر کھڑا ہو گیا آپ رسول اللہ ﷺ نے میرے سے پوچھا کہ کیا تجھے ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہاں ہاں! آپؐ نے فرمایا کھانے کے لئے میں نے کہاہاں! تو آپؐ کے ساتھ جو لوگ تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو بھائی! پس آپؐ بھی چل پڑے اور میں ان کے آگے چل کر ابوطلحہؓ کے پاس آیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا اے ام سلیم! جناب رسول اللہ ﷺ تو لوگوں کو لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم ان سب کو کھلا سکیں۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جاننے والا ہے۔ پس حضرت ابوطلحہؓ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّی یَااُمَّ سُلَیْمٍؓ مَاعِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَبِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَیْمٍؓ عُكَّةً لَهَافَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍفَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ اَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا الحدیث ......

چل پڑے۔ یہانتک کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا تو حضرت ابو طلحہؓ اور جناب رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے گھر میں داخل ہو گئے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیمؓ! جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے لے آؤ تو وہ وہی روٹیاں لے آئیں آپؐ نے حکم دیا کہ ان روٹیوں کے ٹکڑے بناؤ اور حضرت ام سلیمؓ نے گھی کی کپی کو نچوڑا تو انہوں نے اس کا سالن بنادیا۔ پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپؐ نے اس کے اندر پڑھا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ تو ان کو اجازت ملی تو انہوں نے اسقدر کھایا کہ سیر ہو گئے۔ پھر وہ چلے گئے تو فرمایا دوسرے دس کو بھیجو تو ان کو اجازت ملی۔ پس انہوں نے یہاں تک کھایا کہ وہ بھی سیر ہو گئے پھر وہ چلے گئے پھر تیسرے دس آدمیوں کو اجازت ملی تو سارے لوگ سیر ہو کر کھا گئے۔ اور یہ لوگ اسّی ۸۰ کی تعداد میں تھے۔

حدیث (۵۰۰۲) حَدَّثَنَا مُوْسٰی الخ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ثَلٰثِیْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْنَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِیْلٌ بِغَنَمٍ یَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَبَیْعٌ اَمْ عَطِیَّةٌ اَوْقَالَ هِبَةٌ قَالَ لَابَلْ بَیْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰی مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ یُشْوٰی وَاَیْمُ اللّٰهِ مَامِنَ الثَّلٰثِیْنَ وَمِائَةٍ اِلَّاقَدْ حُزَّلَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهُ اِیَّاهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاهَا لَهٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَیْنِ فَاَكَلْنَا اَجْمَعُوْنَ

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے پس اچانک ایک آدمی کے پاس چار صاع یا اسکے برابر آٹا تھا جس کو گوندھا گیا۔ پھر ایک لمبے قدوالا مشرک بکریاں ہانکتے ہوئے آیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا یہ بیچنے کیلئے ہیں یا عطیہ ہیں یا کہا ھبہ ہیں اس نے کہا نہیں بلکہ بیچنے کیلئے ہیں تو آپؐ نے اس شخص سے ایک بکری خریدی تو پس وہ بکری ذبح کی گئی اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسکے پیٹ کے اندر جو سیاہ گوشت ہے یعنی جگر تلی دل وغیرہ ان سب کو بھونا جائے اللہ کی قسم! ایک سو تیس ۱۳۰ آدمی میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا کہ جس کیلئے اس سیاہ گوشت یعنی تلی اور جگر میں سے اس کا حصہ نہ کاٹا گیا ہو

وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيرِ اَوْ كَمَاقَالَ الحديث ....

اگر کوئی حاضر تھا تو اسے وہ حصہ دے دیا گیا۔ اگر غائب تھا تو اس کے لئے چھپا کر رکھ دیا پھر اس میں سے گوشت کے دو پیالے بنائے گئے۔ پس ہم سب لوگوں نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ اور ان دو پیالوں میں سے جو کچھ بچ گیا میں نے اسے اونٹ پر اٹھا لیا یا جس طرح انہوں نے فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وحدث ابو عثمان ایضا صفحہ ۸۱۰/۲۶ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ایضا کا لفظ کا فائدہ یہ ہے کہ حدثنی غیر عثمان وحدثنی ابو عثمان ایضا۔ مگر حافظؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ پھر ایضا کے لفظ کی کوئی ضرورت نہیں تھی تو خود جواب دیا کہ ابو عثمانؒ نے سابق حدیث بیان کی اور یہ حدیث بھی بیان کی۔ تو اب مطلب یہ ہوگا حضرت بحدیث بعد حدیث اگرچہ علامہ عینیؒ نے اس پر بھی اعتراض کیا ہے لیکن میرے نزدیک دونوں معنی کا احتمال ہے۔

حدیث (۵۰۰۳) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی جب وفات ہوئی تو ہم اسودین یعنی کھجور اور پانی سے پیٹ بھرنے والے تھے۔

باب لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اِلٰى اٰخِرِ الاية وَالنَّهْدِ وَالْاِجْتِمَاعِ فِي الطَّعَامِ ۔ یعنی نھد کا معنی رفقاء کا برابر مقدار میں کھانے پر جمع کرنا۔

حدیث (۵۰۰۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ الخ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى الرَّوْحَةِ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ وَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْأً الحديث

ترجمہ۔ حضرت سوید بن النعمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے پس جب ہم لوگ صہباء مقام پر پہنچے یحییٰ فرماتے ہیں کہ صہباء خیبر سے ایک شام کے سفر پر ہے تو آپ رسول اللہ ﷺ نے کھانا منگوایا تو ستو کے سوا اور کچھ نہ لایا گیا۔ جسے ہم نے پانی میں بھگویا اور اس سے ہم نے کھایا۔ پھر آپؐ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی ہم نے بھی کلی کی تو آپؐ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا سفیان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے یحییٰ بن سعید سے آتے جاتے ہوئے سنی۔

تشریح از قاسمی۔ شارح التراجم فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان یاکلوا جمیعا او اشتاتا والی آیت سے مطابقت ثابت کرنا ہے۔ اس لئے ترجمہ میں النہد کا لفظ لائے جس کے معنی کھانے پر اکٹھے ہونا ہے۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الْخُوَانِ وَالسُّفْرَةِ۔

ترجمہ۔ پتلی روٹی (چپاتی) میز اور دستر خوان پر کھانا کھانا کیسا ہے۔

حدیث (۵۰۰۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانٍ الخ عَنْ قَتَادَةَؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍؓ وَعِنْدَهٗ خَبَّازٌ لَهٗ وَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِیُّ ﷺ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوْطَةً حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ہم حضرت انسؓ کے پاس تھے جبکہ آپ کے پاس ان کا باورچی بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے جناب نبی اکرم ﷺ نے چپاتی کبھی نہیں کھائی۔ اور نہ ہی بھونی ہوئی بکری کھائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

حدیث (۵۰۰۶) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَكَلَ عَلٰی سُكُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَكَلَ عَلٰی خُوَانٍ قَطُّ قِیْلَ لِقَتَادَةَؓ فَعَلٰی مَا كَانُوْا یَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ کے متعلق علم نہیں ہے کہ آپؐ نے کبھی تشتری اور پلیٹ میں کھانا کھایا یا کبھی آپؐ کے لئے چپاتی پکائی گئی ہو۔ اور نہ ہی آپؐ نے میز پر کھانا کھایا ہے۔ تو قتادہؓ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے۔ فرمایا چمڑے کے دستر خوان پر کھاتے تھے۔

حدیث (۵۰۰۷) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ الخ اِنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًاؓ یَقُوْلُ اَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ یَبْنِیْ بِصَفِیَّةَؓ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَةٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِیَ عَلَیْهَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ اَنَسٍ بَنٰی بِهَا النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ صَنَعَ حَیْسًا فِیْ نِطَعٍ الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے قیام فرمایا کہ بی بی صفیہؓ سے ہمبستری کرتے تھے پس میں نے مسلمانوں کو آپؐ کے ولیمہ کی طرف بلایا تو آپؐ نے چمڑے کے دستر خواں کے بچھانے کا حکم دیا جس کی تعمیل ہوئی کہ ان پر کھجور خشک اور پنیر اور گھی ڈالا گیا اور عمرو کی روایت حضرت انسؓ سے ہے کہ آپؐ نے شب زفاف کے بعد ایک قسم کا حلوہ بنایا جو چمڑے کے دستر خواں میں رکھا گیا۔

حدیث(۵۰۰۸) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ الخ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُوْنَ يَاابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهُ اَسْمَاءُ يَابُنَيَّ اِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِيْ مَاكَانَ النِّطَاقَانِ اِنَّمَاكَانَ نِطَاقِيْ شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَاَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِيْ سُفْرَتِهِ اٰخَرَ قَالَ فَكَانَ اَهْلُ الشَّامِ اِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ اِيْهًاوَالْاِلٰهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت وھب بن کیسانؒ فرماتے ہیں کہ شام والے حضرت عبداللہ ابن الزبیرؓ کو عار دلاتے تھے کہ تو ذات النطاقین یعنی باندی کا بیٹا ہے۔ تو حضرت اسماءؓ نے ان سے فرمایا اے بیٹے! وہ لوگ تمہیں نطاقین سے عار دلاتے ہیں۔ تم جانتے ہو نطاقین کیا چیز ہے۔ میرا کمر بند تھا جسے میں نے دو برابر ٹکڑوں میں چیر دیا ان میں سے ایک کے ساتھ تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے مشکیزہ کو باندھا اور دوسرے کو میں نے آپؐ کے دستر خواں میں لگایا۔ چنانچہ جب اھل شام آپ کو نطاقین سے عار دلاتے تھے تو فرماتے ہیں ہاں ٹھیک ہے۔ اللہ کی قسم یہ ایک ایسی شکایت ہے جس کی عار تجھ سے زائل ہونے والی ہے۔ یعنی اس قول میں کوئی عار و عیب نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ليس على الاعمى حرج الخ صفحہ ۸/۸۱۱ شیخ گنگوہیؒ نے تو اس سے بحث نہیں کی البتہ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ میرے نزدیک امام بخاریؒ کی اس ترجمہ سے غرض اس آیت کے سبب نزول کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اور بتلانا ہے عطاء بن یزید لیثی کا قول راجح ہے۔ حدیث سوید کی مناسبت آیت سے اہل تفسیر کے قول کے مطابق یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جب اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے تھے تو نابینا۔ لنگڑا اور بیمار کو الگ الگ بٹھاتے تھے۔ کیونکہ تندرست آدمیوں کے ساتھ کھانا حرج کا باعث تھا۔ عطاء بن یزید لیثیؒ فرماتے ہیں کہ نابینا تو غیر جگہ میں ہاتھ ڈالتا تھا۔ لنگڑے کو بھی کھانے کی جگہ کی وسعت تھی اور مریض کی بدبو کی وجہ سے تو آیت نازل ہوئی کہ یہ معذورین دوسرے کے ہمراہ کھانا کھا سکتے ہیں۔ کمی بیشی مباح ہے۔ اور شیخ مکیؒ نے نہد کو آیت مذکورہ سے ثابت کیا ہے کہ بعض تھوڑا لاتے بعض بہت لاتے سب نے مل کر کھالیا۔ تو نہد ثابت ہو گیا۔ اجتماعی صورت نکل آئی۔ اس میں اعمیٰ مریض اور اعرج وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ تلك شكاة ظاهر عنك عارها یہ ھندی کا شعر ہے۔ جس کا پہلا مصرعہ یوں ہے۔

عير الواشون انى احبها تلك شكاة ظاهر عنك عارها

حدیث (۵۰۰۹) حَدَّثَنَااَبُوالنُّعْمَانِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَهْدَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَمْنًا وَاَقِطًا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام حفیدؓ جو حضرت ابن عباسؓ کی خالہ لگتی ہیں انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف گھی پنیر اور گوہ (سوسمار) ھدیہ بھیجیں

وَاَضُبًّا فَدَعَابِهِنَّ فَاُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا اُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا اَمَرَ بِاَكْلِهِنَّ الحديث..

پس آپؐ نے ان اشیاء کو منگوایا اور آپؐ کے دستر خواں پر ان کو کھایا آپؐ نے ان کو اس طرح چھوڑ دیا جیسے کوئی ان سے نفرت کرنے والا ہو۔ اگر یہ اشیاء حرام ہوتیں تو آپؐ کے دستر خواں پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ہی آپؐ ان کو کھانے کا حکم دیتے۔

باب السَّوِيق بمعنی ستو

حديث (۵۰۱۰) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ اِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ فَلُكْنَا مَعَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ الحديث.......

ترجمہ۔ حضرت سوید بن النعمانؓ خبر دیتے ہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے صہباء کے مقام پر جو خیبر سے کچھ فاصلہ پر ہے پس نماز کا وقت ہو گیا۔ آپؐ نے کھانا منگوایا سوائے ستو کے اور کچھ نہ ملا۔ آپؐ نے بھی اسے پیا اور ہم نے بھی پیا پھر پانی منگوایا کہ آپؐ نے کلی کی پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی پڑھی اور آپؐ نے وضو نہ کیا۔

باب مَاكَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَاْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهٗ فَيَعْلَمَ مَاهُوَ۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جبتک اس کا نام نہ لیا جاتا پس آپؐ جان لیتے کہ وہ کیا ہے

حديث (۵۰۱۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدِمَتْ بِهٖ اُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهٗ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جنہیں سیف اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حضرت میمونہؓ کے پاس گئے جو ان کی بھی خالہ لگتی تھیں اور حضرت ابن عباسؓ کی بھی خالہ ہوتی تھیں تو انہوں نے ان کے پاس بھونی ہوئی گوہ کو پایا جو ان کی بہن حفیدہ بنت الحارث نجد سے لائی تھیں۔ تو انہوں نے گوہ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھایا اور بہت تھوڑا ہی ایسا ہوا ہے کہ آپؐ کسی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوں یہانتک کہ

وَيُسَمّٰى لَهٗ فَاَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ اِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ اَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهٗ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَيَّ الحديث..

آپ کو بتلایا جاتا اور اس کا نام لیا جاتا۔ تو آپؐ نے اپنا ہاتھ گوہ کی طرف جھکایا تو حاضرین عورتوں میں سے کسی عورت نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بتلاؤ تو سہی کہ تم نے کیا چیز آپؐ کی طرف بڑھائی ہے۔ یارسول اللہ یہ تو گوہ ہے۔ تو آپؐ نے گوہ سے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ جس پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا گوہ حرام ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ لیکن میری قوم کے ملک میں نہیں ہوتی اس لئے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اس سے گھن کرتا ہوں حضرت خالدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کھینچ لیا۔ اور سے کھالیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

باب طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ

ترجمہ۔ ایک کا کھانا دو کو کافی ہوتا ہے۔

حدیث (۵۰۱۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہے۔ اور تین کا چار کو کافی ہے۔ اس حدیث میں اگرچہ طعام الواحد کا لفظ نہیں لیکن امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق مسلم کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے طعام الواحد کافی الاثنین۔

باب اَلْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ

ترجمہ۔ مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

حدیث (۵۰۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَؓ لَا يَاْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَاْكُلُ مَعَهٗ فَاَدْخَلْتُ رَجُلًا يَاْكُلُ مَعَهٗ فَاَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ الحديث

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جبتک کہ کوئی مسکین ان کے ہمراہ کھانا نہ کھاتا تو میں ایک ایسا آدمی اندر لے گیا جس نے بہت کھانا کھایا آپ نے فرمایا اے نافع آئندہ اس شخص کو میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں کھاتا ہے

باب الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مَعًى وَاحِدٍ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث (۵۰۱۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الخ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مَعًى وَاحِدٍ وَاِنَّ الْكَافِرَ اَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن تو ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق عبید اللہ کو شک ہے کہ وہ سات انتڑیوں میں کھاتا ہے قال ابن بکیر بمثله ۔

حدیث (۵۰۱۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَبُوْنَهِيْكٍ رَجُلًا اَكُوْلًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ فَقَالَ فَاَنَا اُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﷺ الحديث.

ترجمہ۔ حضرت عمرو فرماتے ہیں کہ ابو نھیک بہت کھانے والا آدمی تھا تو حضرت ابن عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیشک کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ ہیں تو ابھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔

حدیث (۵۰۱۶) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مَعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

حدیث (۵۰۱۷) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مَعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ الحديث ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد بہت زیادہ کھاتا تھا پھر مسلمان ہو گیا پھر اس کے بعد تھوڑا کھانا کھاتا تھا۔ پس یہ بات جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ المؤمن یأکل فی معی واحد صفحہ ۸۱۲/۱۷ یہ ترجمہ ہندی اور مصری نسخوں میں مکرر آیا ہے۔ جس کا

کوئی فائدہ نہیں۔ البتہ اس ترجمہ کی حدیث ابن کو مختلف طرق سے بیان کیا گیا ہے۔ اور حدیث ابو ہریرہؓ کے دو طریق بیان ہوئے ہیں۔ اور اس ترجمہ میں کوئی تعلیق ذکر نہیں کی۔ لیکن میرے نزدیک جب سوائے کرمانیؒ کے باقی کے سب نسخوں میں مکرر ہے۔ تو پہلے ترجمہ کی غرض یہ ہوگی کہ مؤمن کو کھانا کم کھانے کی رغبت دی گئی ہے۔ اور دوسرے ترجمہ سے اس پر تنبیہ کرنا ہے کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ بھوک دفع کرنے کے لئے کھانا کھائے۔ اور حدیث کے معنی میں دس اقوال نقل کئے گئے ہیں جن کو تفصیل سے اوجز میں بیان کیا گیا ہے۔ جن میں سے ساتواں قول قرطبیؒ کا ہے کہ شھوات طعام سات ہیں۔ شھوۃ الطبع. والنفس. والعین. والفم. والاذن. والانف وشھوۃ الجوع جو ضروری ہے۔ مؤمن تو اسی کی وجہ سے کھاتا ہے۔ لیکن کافر جمیع شھوات کے ساتھ کھاتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ مؤمن حلال کھاتا ہے کافر حلال وحرام دونوں کھاتا ہے۔ اور حلال حرام سے تھوڑا ہوتا ہے۔ یا یہ کہ کثرۃ اکل کافر کی صفت ہے۔ قرآن مجید میں ہے والذین کفرو یتمتعون ویأکلون مماتأکل الانعام والنار مثوی لھم الایة ...

بَاب اَلْاَکْلِ مُتَّکِئًا

ترجمہ۔ تکیہ لگا کر کھانا کھانا

حدیث(۵۰۱۸) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاجُحَیْفَةَؓ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَاٰ اٰکُلُ مُتَّکِئًا الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو حجیفہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تکیہ کا سہارا لیکر کھانا نہیں کھاؤنگا۔

حدیث(۵۰۱۹) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ الخ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَؓ قَالَ کُنْتُ عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ لَاٰ اٰکُلُ وَاَنَا مُتَّکِیٌٔ الحدیث ......

ترجمہ۔ ابو جحیفہؓ فرماتے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپؐ نے ایک آدمی سے فرمایا جو آپؐ کے پاس تھا کہ میں اس حال میں کھانا نہیں کھاؤنگا کہ میں تکیہ کا سہارا لئے ہوئے ہوں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اتکاء کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔ معتمد علیہ قول یہ ہے کہ بیٹھنے میں کسی چیز کا سہارا لے۔ بعض نے کہا زمین پر بائیں ہاتھ کا سہارا لے۔ اس کے چھوڑنے میں حکمت یہ ہے کہ ایک تو یہ عجمی بادشاہوں کا فعل ہے۔ دوسرے بہت کھانے کا باعث بنتا ہے۔

بَاب الشِّوَاءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ شَوِیٍّ

ترجمہ۔ گوشت کو بھوننا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم مہمانوں کیلئے بھونا ہو بچھڑا لے آئے

حدیث(۵۰۲۰)حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الخ

عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِؓ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِضَبٍّ مَشْوِیٍّ فَاَھْوٰی اِلَیْہِ لِیَاْکُلَ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّہٗ ضَبٌّ فَاَمْسَکَ یَدَہٗ قَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ ھُوَ قَالَ لَا وَلٰکِنَّہٗ لَایَکُوْنُ بِاَرْضِ قَوْمِیْ فَاَجِدُنِیْ اَعَافُہٗ فَاَکَلَ خَالِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْظُرُوْنَ قَالَ مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ الحدیث.......

ترجمہ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بھونی ہوئی گوہ لائی گئی آپؐ اس کے کھانے کے لئے جھکے تو آپؐ سے کہا گیا کہ یہ تو گوہ ہے۔ پس آپؐ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ تو حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ یہ حرام ہے آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن یہ میری قوم کے ملک میں نہیں ہوتی پس میں اس سے گھن کرتا ہوں۔ پس حضرت خالدؓ نے تو اسے کھایا اور جناب رسول اللہ ﷺ دیکھتے رہے۔ امام مالکؒ ابن شہاب سے ضب مجنوذ الفاظ نقل کرتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث سے بھونی ہوئی چیز کا کھانا تو ثابت ہوا۔ آپؐ کے ہاتھ بڑھانے اور حضرت خالدؓ کے کھانے سے لیکن ضب کے متعلق جہاں جواز کی دو روایات آتی ہیں وہاں نہی کی روایات بھی ہیں جو احناف کا مستدل ہیں۔ اور نہی متاخر اباحت متقدم کو نسخ کر دیتی ہیں۔

بَابُ الْخَزِیْرَۃِ۔ قَالَ النَّضْرُ الْخَزِیْرَۃُ مِنَ النُّخَالَۃِ وَالْحَرِیْرَۃُ مِنَ اللَّبَنِ۔

ترجمہ۔ نضر فرماتے ہیں خزیرہ آٹے دودھ اور چربی سے بنایا جاتا ہے۔

حدیث(۵۰۲۱)حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ الخ

عَنْ عُتْبَانَ بْنِ مَالِکٍؓ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مِمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّہٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَنْکَرْتُ بَصَرِیْ وَاَنَا اُصَلِّیْ لِقَوْمِیْ فَاِذَا کَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِیْ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰتِیَ مَسْجِدَھُمْ فَاُصَلِّیْ لَھُمْ فَوَدِدْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّکَ تَاْتِیْ فَتُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی فَقَالَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ

ترجمہ۔ حضرت عتبان بن مالک جو ان اصحاب النبی ﷺ میں سے تھے جو انصار میں سے بدر کی لڑائی میں حاضر ہوئے۔ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگے یا رسول اللہ میری بصارت میں کمزوری آگئی ہے۔ میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں پس بارشیں ہو جاتی ہیں اور وادی چالو ہو جاتی ہے تو میں ان کی مسجد تک نہیں پہنچ سکتا کہ میں ان کو نماز پڑھا سکوں پس میں چاہتا ہوں کہ آپؐ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسے جائے نماز بنالوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر اللہ نے چاہا تو میں عنقریب ایسا کروں گا حضرت عتبانؓ فرماتے ہیں

قَالَ عُتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْعَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَايُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﷺ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَاتَقُلْ اَلَاتَرَاهُ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قُلْنَا فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ اَحَدَبَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهٗ الحديث ....

کہ ایک دن چڑھے جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق ؓ صبح سویرے آگئے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت دے دی پس جب آپؑ گھر میں داخل ہوئے تو بیٹھے ہی نہیں تھے کہ فرمایا کہ تم گھر کے کون سے حصہ میں نماز پڑھنا پسند کرتے ہو۔ میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو آپ نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی ہم نے آپؑ کے پیچھے صف باندھی۔ آپؑ نے دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا تو ہم نے آپ کو ایک کھیرنی پر روک لیا جو ہم نے بنائی تھی۔ محلہ کے کچھ لوگ میرے گھر میں ٹوٹ کر کود پڑے تو ایک اچھی خاصی جماعت اکٹھی ہوئی۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ مالک بن دخشن کہاں ہے۔ کسی نے کہا وہ تو منافق ہے وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو دیکھتے نہیں ہو کہ وہ لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہتا ہے۔ جس سے اس کی غرض اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ بیشک ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقین کی طرف ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جہنم پر حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہتا ہے۔ جس سے اس کی آرزو اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ ابن شہاب فرماتے ہیں میں بنی سالم کے ایک آدمی حصین بن محمد انصاری سے جو ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

بَابُ الْاَقِطِ وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِصَفِيَّةَ فَاَلْقَى التَّمْرَ وَالْاَقِطَ السَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُوبْنُ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ حيسا۔

ترجمہ۔ پنیر کے بارے میں حمید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ سے سنا فرماتے تھے کہ بی بی صفیہ ؓ کے ولیمہ کے موقع پر آپؑ نے کھجور۔ خشک دودھ اور گھی کو دستر خوان پر ڈالا۔ عمرو بن ابی عمرو کی روایت حضرت انس ؓ سے یوں ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک قسم کا حلوہ بنایا تھا۔

حدیث(۵۰۲۲)حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الخ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ضِبَابًا وَّاَقِطًا وَّلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰی مَائِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ یُوْضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَاَكَلَ الْاَقِطَ الحدیث .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میری خالہ نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوہ۔ پنیر اور دودھ کا ہدیہ بھیجا۔ گوہ آپؐ کے دستر خواں پر رکھا گیا۔ پس اگر حرام ہوتا تو اسے نہ رکھا جاتا۔ دودھ کو آپؐ نے پیااور پنیر کو کھایا۔

باب السِّلْقِ وَالشَّعِیْرِ

ترجمہ۔ چکندر اور جو کے بارے میں

حدیث(۵۰۲۳)حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ الخ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ لَّهَا فَتَجْعَلُ فِیْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِیْرٍ اِذَا صَلَّیْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ اِلَیْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰی وَلَا نَقِیْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِیْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت سھل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ بیشک جمعہ کے دن ہم خوش ہوتے تھے ہماری ایک بوڑھیا تھی جو چقندر لیکر اپنی ہنڈیا میں ڈال لیتی تھی اور اس میں کچھ جو کے دانے ڈال لیتی جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو اس سے ملنے جاتے تھے تو وہ یہ طعام ہمارے سامنے پیش کرتی۔ اس وجہ سے ہم جمعہ کے دن خوشی مناتے تھے ہم صبح کا کھانا اور قیلولہ جمعہ کی نماز کے بعد ہی کیا کرتے تھے۔ واللہ اس طعام میں نہ تو چربی ہوتی تھی اور نہ ہی چکناہٹ ہوتی تھی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام احمدؒ نے کنا نتغدی سے قبل از زوال نماز جمعہ جائز کہتے ہیں لیکن عامۃ العلماء بعد زوال کے جمعہ کی نماز کے قائل ہیں۔ اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ صبح کا کھانا اور قیلولہ بعد الجمعہ ہوتے تھے۔ جو صراحۃً حدیث میں موجود ہے۔

باب النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

ترجمہ۔ گوشت کا نکالنا اور اسے نوچنا

حدیث(۵۰۲۴)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ الخ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ وَعَنْ اَیُّوْبَ الخ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کندھے کی ہڈی کا گوشت تناول فرمایا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ بنائی۔ ایوب کی روایت ہے کہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ الحديث .....

جناب نبی اکرم ﷺ نے ہنڈیا سے گوشت والی ہڈی نکالی پس اسے کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ بنائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث کو ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء سے تو مناسبت ظاہر ہے لیکن پہلا جز نہش کی تعرق سے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں گوشت والی ہڈی سے گوشت کو دانتوں سے نوچنا۔

باب تَعَرُّقِ الْعَضُدِ

ترجمہ۔ بازو کی ہڈی سے گوشت کھانا

حدیث (۵۰۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَؓ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ مَكَّةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِؒ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَازِلٌ اَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَاَبْصَرُوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا وَاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ وَاَحَبُّوْا لَوْ اَنِّيْ اَبْصَرْتُهٗ فَالْتَفَتُّ فَاَبْصَرْتُهٗ فَقُمْتُ اِلَى الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهٗ ثُمَّ جِئْتُ بِهٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَاْكُلُوْنَهٗ ثُمَّ اِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ اَكْلِهِمْ اِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَاْتُ الْعَضُدَ مَعِيْ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں ایک منزل پر میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے کچھ آدمیوں کے ساتھ ایک دن بیٹھا ہوا تھا جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے آگے پڑاؤ کئے ہوتے۔ دوسرے لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے میں احرام میں نہیں تھا۔ ان حضرات نے گورخر کو دیکھا میں چونکہ جوتا گانٹھ رہا تھا میں مشغول تھا ان حضرات نے اس کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہ دی اور وہ چاہتے ضرور تھے کہ کاش میں اس کو دیکھ لیتا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ مجھے نظر آگیا تو میں گھوڑے کی طرف اٹھا اس پر زین کسی پھر سوار ہوا لیکن مجھے چابک اور نیزہ بھول گیا تھا۔ میں نے ان سے کہا بھی کہ مجھے چابک اور نیزہ دے دو انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ واللہ! اس کے شکار کرنے میں ہم تمہاری کسی طرح مدد نہیں کریں گے۔ میں ناراض ہو کر خود نیچے اترا چابک اور نیزے کو اٹھا لیا پھر میں نے سوار ہو کر گورخر کے پیچھے دوڑ کر حملہ کر دیا اور اسے زخمی کر دیا۔ پھر جب میں اس کو لایا ہوں تو وہ مر چکا تھا پس پکانے کے بعد یہ حضرات اس کے کھانے پر ٹوٹ پڑے پھر ان کو احرام کی حالت میں گورخر کے گوشت کھانے میں شک پیدا ہوا

ﷺفَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدٌ الخ عَنْ زَيْدٌ الخ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ الخ ....

تو ہم لوگ چل پڑے۔ میں نے بازو کا گوشت چھپا لیا تھا جو آنحضرت ﷺ کی مرغوب غذا تھی تو ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر اس کے بارے میں سوال کیا آپؐ نے پوچھا اس کا کچھ تمہارے پاس موجود ہے۔ میں نے وہ چوڑی آپؐ کو دے دی جس کو آپؐ نے کھانا شروع کیا۔ یہاں تک گوشت والی ہڈی سے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے تھے جبکہ آپؐ احرام کی حالت میں تھے۔ ابن جعفر نے اپنی سند سے اسی طرح ابو قتادہؓ سے روایت کی ہے

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ انزرہ من انخالہ صفحہ ۶/۸۱۳ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خالص چھان تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ آٹا چھنا ہوا نہیں تھا۔ اور حریرہ من اللبن صفحہ ۶/۸۱۳ کہتے ہیں کہ آٹے میں حقیقتاً دودھ ڈالا جاتا ہے۔ اور بعض حضرات یہ بھی فرماتے ہیں کہ لبن سے خود آٹا مراد ہے۔ کیونکہ باریک آٹے کی شکل دودھ کے مشابہ ہو جاتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ خزیرہ اور حریرہ کی تفسیر میں شراح کرام کے اقوال مختلفہ ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ خزیرہ ایک قسم کا حلوہ ہے جسے آٹا ڈال کر بنایا جاتا ہے۔ ابن فارسؒ فرماتے ہیں کہ آٹے کو چربی کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ جوہریؒ فرماتے ہیں کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس پر بہت سا پانی ڈالا جاتا ہے جب وہ پک جاتا ہے تو اس پر آٹا چھڑک دیا جاتا ہے۔ اگر اس میں گوشت نہ ہو تو وہ عصیدہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں خزیرہ ایک قسم کا شوربا ہے جسے چھان کی تری سے صاف کر کے پکایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم کا حلوہ ہے جو آٹے اور چربی سے تیار ہوتا ہے۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ خزیرہ چھان اور سوکھے گوشت سے بنایا جاتا ہے اور حریرہ کے بارے میں مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ آٹا اور دودھ ملا کر ایک کھیر سی تیار کی جاتی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ باریک آٹا جو دودھ کے مشابہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سخت صفائی آجاتی ہے۔

النہش صفحہ ۲۶/۸۱۳ قطب گنگوہیؒ نے تو اس سے بحث نہیں کی لیکن دیگر شراح کے نزدیک اس باب کی اور قطع اللحم بالسکین کی غرض میں خلط ملط ہو گیا ہے۔ میرے نزدیک اس باب النہش کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ دانتوں سے ہڈی کے گوشت کو نوچنا مستحب ہے۔ جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے انہشو اللحم نہشا کہ گوشت کو خوب دانتوں سے نوچا کرو۔ کیونکہ کھانا اس طرح اچھی طرح رچتا پچتا ہے۔ اور آنے والے باب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو گوشت کو چھری کانٹے سے کاٹنے کو منع کرتے ہیں۔ لیکن دونوں احادیث میں اس طرح بھی ممکن ہے کہ بہتر تو یہ ہے کہ گوشت کو چھری کانٹے سے کاٹ کر ہاتھ سے کھایا جائے۔ جیسے اصحاب سنن کی روایت اس پر دال ہے کہ آنحضرت ﷺ پہلو کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاتے تھے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ممانعت اس طرح کھانے سے ہے جیسے عجمی لوگ کھاتے ہیں کہ چھری کانٹے سے کھایا جائے۔ اور ہاتھ سے نہ اٹھایا جائے۔

باب قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

ترجمہ۔ چھری سے گوشت کو کاٹنا

حدیث(۵۰۲۶) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ عَمْرُو بْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ الحديث

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن امیہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ بکری کے کتیف کا گوشت جو آپؐ کے ہاتھ میں تھا اسے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے پس جب آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو آپؐ نے اس کتیف کو پھینک دیا اور جس چھری سے کاٹ رہے تھے اسے بھی پھینک دیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ بنائی۔

باب مَاعَابَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم طَعَامًا قَطُّ ۔

ترجمہ۔ آپ نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔

حدیث(۵۰۲۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَاعَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر خواہش ہوتی تو اسے کھا لیتے اگر ناپسند ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔

باب النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ

ترجمہ۔ جو کے اندر پھونک مارنا کیسا ہے

حدیث (۵۰۲۸) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ الخ اَنَّهٗ سَاَلَ سَهْلًا هَلْ رَاَيْتُمْ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُوْنَ الشَّعِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهٗ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو حازمؒ نے حضرت سہلؓ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں میدہ بھی دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ پس میں نے پوچھا کہ کیا تم لوگ جو کے آٹے کو چھانتے تھے انہوں نے کہ نہیں بلکہ اس میں پھونک مار دیتے تھے جو اڑ گیا باقی کو پکا لیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نفخ فی الطعام کی ممانعت صرف طعام مطبوخ سے مختص ہے۔ لیکن ترجمہ کا مقصد صحیح یہ ہے کہ جو کا آٹا جب گوندھا جائے تو اس کے چھلکے پھونک مار کر دور کر دیے جائیں۔ چھلنی سے چھاننے کی ضرورت نہیں ہے۔

باب مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَصْحَابُهٗ يَأْكُلُوْنَ۔

ترجمہ۔ عام طور پر جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کیا کھاتے تھے

حدیث(۵۰۲۹)حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةؓ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَعْطٰى كُلَّ اِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ الحديث...

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں کھجور تقسیم فرمائیں تو ہر آدمی کو سات کھجوریں عطا فرمائیں۔ میرے حصہ میں جو سات کھجور آئیں ان میں ایک بالکل ردی تھی۔ لیکن ان میں سے سب سے زیادہ مجھے یہی پسند تھی۔ کیونکہ اس کے چبانے میں شدت اور قوت کی ضرورت تھی جسے دیر تک چباتا تھا۔

حدیث(۵۰۳۰)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ سَعْدٍؓ قَالَ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ اَوِالْحَبَلَةِ حَتّٰى يَضَعَ اَحَدُنَا مَاتَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْاَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ خَسِرْتُ اِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات آدمیوں میں ساتواں آدمی تھا۔ ہمارا کھانا کیکر کی پھلیاں ہوتی تھیں جس کی بنا پر ہمارا ایک اس طرح مینگنی کرتا تھا جس طرح بکری کرتی ہے۔ پھر آج قبیلہ بنو اسد مجھے اسلام پر ڈانٹا ہے۔ اس وقت میں تو کھانے میں رہا اور میری ساری کوشش ضائع ہو گئی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ قدیم الاسلام تھے بنو اسد نے ان کے متعلق حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے۔ اس پر ان کو غصہ آیا کہ قدیم الاسلام احکام شرعیہ سے کیسے غافل ہو سکتا ہے۔ خصوصاً نماز جو ستون اسلام ہے۔ اس حدیث سے اپنی مدح سرائی کا جواز ثابت ہوا۔ جبکہ انسان اس کی طرف مجبور کر دیا جائے۔

حدیث(۵۰۳۱)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الخ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍؒ قَالَ سَاَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍؓ فَقُلْتُ هَلْ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌؓ مَارَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى

ترجمہ۔ حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے میدہ کو دیکھا تھا حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا تو مرتے دم تک آپؐ نے میدہ کو نہیں دیکھا

قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ كَانَ لَكُمْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنَاخِلُ قَالَ مَارَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخَلًا مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ وَغَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَاطَارَ وَمَابَقِیَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ ....

پھر میں نے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چھانیاں ہوتی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ بعثت کے زمانہ سے لے کر مرتے دم تک آپؐ نے چھانی نہیں دیکھی تو پھر میں نے پوچھا کہ آپ لوگ بغیر چھنے جو کا آٹا کیسے کھاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم جو کو پیس لیتے اور اس میں پھونک مار دیتے جو کچھ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو کچھ بچ رہتا ہم اسے پانی میں بھگو لیتے پھر پکا کر کھا لیتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بعثت سے قبل تو آپؐ نے شام تک سفر کیا۔ شام اور روم میں میدہ کی روٹی بہت ہوتی تھی۔ اور مناحل بھی تھے جن کو آپؐ نے دیکھا۔ بعد میں تو آپ کی رہائش مکہ۔ مدینہ۔ طائف میں رہی۔ جہاں نہ میدہ ملتا تھا اور نہ مناحل تھے۔

حدیث (۵۰۳۲) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا جن کے سامنے بھونی ہوئی بکری تھی۔ انہوں نے ان کو دعوت دی تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ وجہ پوچھنے پر بتایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی سے بھی پیٹ بھر کر نہ کھایا۔

حدیث (۵۰۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نہ تو میز پر رکھ کر کھانا کھایا نہ کسی پلیٹ وتشتری پر کھایا۔ اور نہ ہی آپؐ کے لئے پتلی چپاتی پکائی گئی میں نے قتادہؓ سے پوچھا پھر کس چیز پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے اس نے کہا کہ چمڑے کے دستر خواں پر رکھ کر کھاتے تھے۔

حدیث (۵۰۳۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ سے تشریف لائے تو آپؐ کے کنبہ نے

اَلْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعً حَتّٰى قُبِضَ ﷺ الحديث ....

کبھی تین راتیں مسلسل گندم کی روٹی نہیں کھائی۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دے دی۔

باب التَّلْبِيْنَةِ

ترجمہ۔ نرم حلوہ جو آٹے اور چھان کو ملا کر بناتے تھے۔

حدیث (۵۰۳۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الخ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ اَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تُذْهِبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ان کے خاندان کے کسی آدمی کی وفات ہوتی اور اس کیلئے عورتیں جمع ہوتیں پھر دوسری عورتیں تو چلی جاتیں ان کے گھر کے لوگ اور خاص عورتیں رہ جاتیں تو وہ ان کے لئے ہنڈیا میں ایک قسم کا شہد کا حلوہ پکانے کا حکم دیتیں جب وہ پک جاتا پھر ثرید بنائی جاتی اور اس پر یہ شہد کا حلوہ ڈال دیا جاتا۔ فرماتی ہیں کہ ان سے کہا جاتا کہ اس سے کھاؤ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ یہ حلوہ مریض کے دل کو راحت پہنچانے والا ہے۔ اور اس کے کچھ غم کو لے جاتا ہے۔ ثرید روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے میں تر کئے جائیں۔

باب الثَّرِيْدِ

حدیث (۵۰۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الخ

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت سے آدمی کامل اکمل ہوئے لیکن عورتوں میں سوائے بی بی مریم بنت عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی کے کوئی کامل نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کی فضیلت عورتوں میں اس طرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ چونکہ حضرت عائشہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہیں۔اور بی بی مریم حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ہیں اور محمد ﷺ کا درجہ عیسیٰ علیہ السلام کے درجہ سے فوق ہے۔ تو اس اعتبار سے حضرت عائشہؓ کا درجہ اعلیٰ ہوگا۔ یہی معنی افضل کے ہیں۔

حدیث (۵۰۳۷) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَؓ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ الحديث

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔

حدیث (۵۰۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُنِيْرٍ الخ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى غُلَامٍ لَهٗ خَيَّاطٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ قَصْعَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ قَالَ وَاَقْبَلَ عَلٰى عَمَلِهٖ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ وَاَضَعُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَمَازِلْتُ بَعْدُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ آپؐ کے ایک درزی غلام کے پاس حاضر ہوا جس نے آپؐ کی طرف ثرید کا پیالہ بڑھایا کہ وہ تو اپنے کام میں لگ گیا اور جناب نبی اکرم ﷺ کدو تلاش کرنے لگے پس میں نے بھی کدو تلاش کر کے آپؐ کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے اس کے بعد میں ہمیشہ کدو کو پسند کرنے لگا۔

بَاب شَاةٍ مَسْمُوْطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

ترجمہ۔ بھونی ہوئی بکری کندھے اور پہلو کا گوشت

حدیث (۵۰۳۹) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الخ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَاْتِيْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ وَخَبَّازُهٗ قَائِمٌ قَالَ كُلُوْا فَمَا اَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللهِ وَلَا رَاٰى شَاةً مَسْمُوْطَةً بِعَيْنِهٖ قَطُّ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آتے تھے جبکہ اس کا روٹی پکانے والا کھڑا ہوتا تھا حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ کھاؤ پس میں نہیں جانتا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کبھی پتلی روٹی دیکھی ہو یہانتک کہ اللہ میاں سے جا ملے اور نہ ہی کبھی آپؐ نے اپنی آنکھ سے ایسی بھونی ہوئی بکری دیکھی جس کے بال گرم پانی سے اتار کر پھر اس کا چمڑا بھونا جاتا تھا

حدیث (۵۰۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت عمرو ابن امیہ ضمریؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ بکری کے کتیف

يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ الحديث.

کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے پس آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے چھری پھینک دی پس نماز پڑھی اور وضو نہ بنائی

تشریح از قاسمی"۔ ماعلم الخ نفی علم سے نفی رؤیۃ مراد ہے۔ پھر اس سے نفی اکل مراد لی جائے گی۔ شارح تراجم" فرماتے ہیں کہ مقصود حدیث جواز اکل المسموطة ثابت کرنا ہے۔ آپؐ کے نہ دیکھنے سے لازم نہیں آتا کہ آپؐ نے کوئی عضو مسموطہ نہ دیکھا۔ کیونکہ بکری کے پائے تو اسی طرح بھون کر کھائے جاتے ہیں اور ان کو آپؐ نے کھایا ہے۔ حضرت انسؓ کے پاس بھی مرقق اور مسموط موجود تھے۔ جس سے ان کے کھانے کا جائز ہونا معلوم ہوا بہر حال یہ مترفہ الحال لوگوں کا وطیرہ ہے۔ عوام کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔

باب مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَاَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهٖ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاَسْمَاءُ ابْنَتَا اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً ...

ترجمہ۔ سلف صالحین گھروں میں اور سفروں کے اندر گوشت وغیرہ کا ذخیرہ نہیں بناتے تھے۔ اور حضرت عائشہؓ اور اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادیاں فرماتی ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ اور ابوبکرؓ کے لئے ایک دستر خوان تیار کیا۔

حدیث (۵۰۴۱) حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى الخ عَنْ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَاَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَاْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشَرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ اِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزٍ مَاْدُوْمٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ الخ ....

ترجمہ۔ حضرت عابسؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ پر کھانے سے جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا آپؐ نے یہ صرف اس سال حکم دیا تھا جس سال میں لوگ بھوکے تھے تو آپؐ نے چاہا کہ غنی لوگ فقیروں کو کھلائیں اور ہم ان جانوروں کے کھر اٹھا کر رکھتے تھے جن کو پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے۔ تو آپؐ سے کہا گیا آپ لوگوں کو کس چیز نے مجبور کیا تھا پس وہ ہنس پڑیں فرمایا کہ جناب محمد ﷺ کے کنبہ نے تو تین دن تک سالن والی تلی روٹی سے پیٹ بھر کر یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا کر ملے۔

تشریح از قطب گنگوہی"۔ فضحکت صفحہ ۳/۸۱۶ حضرت عائشہؓ کے ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ ہمارا ذخیرہ بنانا احتیاج کیلئے تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت عائشہؓ کو حضرت عابسؒ کے سوال کرنے پر تعجب ہوا کہ جب تمہیں معلوم ہے کہ حضور ﷺ کا خاندان ہمیشہ تنگی وترشی میں وقت پاس کرتا تھا پھر ذخیرہ بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس تقلیل اور ضیق عیش کو حضرت عائشہؓ نے ماشبع آل محمد الخ سے بیان کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صوفیاء کرام کل کیلئے ذخیرہ بنانے کو توکل کے خلاف سمجھتے ہیں امام بخاریؒ نے تعلیق سے ثابت کیا کہ مسافری کیلئے ذخیرہ بنانا جائز ہے جیسے ہجرت کی رات صاحبزادیوں نے کھانا تیار کر کے دیا تھا اور نہی ادخار مخصوص حالات کے پیش نظر تھی

حدیث (۵۰۴۲) حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ کُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْیِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ اِلَی الْمَدِیْنَةِ تَابَعَهٗ اَبُوْمُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ قَالَ حَتّٰی جِئْنَا الْمَدِیْنَةَ قَالَ لَا الحدیث...

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہم لوگ قربانی کے جانوروں کا گوشت مدینہ کی طرف توشہ کے طور پر لے جاتے تھے۔ حضرت جابر نے فی جئنا المدینة نہیں فرمایا۔

باب الْحَیْسِ

ترجمہ۔ حلوہ جو کھجور پنیر اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے

حدیث (۵۰۴۳) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِاَبِیْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ لِیْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِکُمْ یَخْدُمُنِیْ فَخَرَجَ بِیْ اَبُوْطَلْحَةَ یُرْدِفُنِیْ وَرَاءَهٗ فَکُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کُلَّمَا نَزَلَ فَکُنْتُ اَسْمَعُهٗ یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ اَزَلْ اَخْدُمُهٗ حَتّٰی اَقْبَلْنَا مِنْ خَیْبَرَ وَاَقْبَلَ بِصَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ قَدْ حَازَهَا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ مجھے اپنے لڑکوں سے کوئی لڑکا تلاش کر دو جو میری خدمت کرے تو مجھے حضرت ابو طلحہؓ اپنے پیچھے ردیف بٹھا کر لے گئے۔ جہاں پر بھی آنحضرت ﷺ پڑاؤ کرتے میں ان کی خدمت کرتا تھا۔ میں اکثر آپؐ سے یہ دعا سنتا تھا۔ فرماتے تھے اے اللہ! مجھے اپنی پناہ میں رکھیو۔ فکرمندی اور غمگینی سے۔ عاجزی اور بے بسی اور سستی سے۔ کنجوسی اور بزدلی سے۔ قرض کے بوجھ اور مردوں کے غلبہ سے۔ پس میں برابر آپ کی خدمت کرتا رہا۔ یہانتک کہ ہم جب خیبر سے واپس ہوئے اور آپؐ بی بی صفیہؓ بنت حیی بن اخطب کہ آپؐ نے

فَكُنْتُ اَرَاهُ يُحَوِّىْ وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ اَوْبِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتّٰى اِذَاكُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِىْ نِطَعٍ ثُمَّ اَرْسَلَنِىْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَاَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَابَدَالَهُ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحَرِّمُ مَابَيْنَ جَبَلَيْهَامِثْلَ مَاحَرَّمَ بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِىْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ الحديث ....

ان کو غنیمت کے مال سے حاصل کیا تھا پس آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ اسے اپنی عباء یا گرم چادر سے اپنے پیچھے تھامے ہوئے ہیں۔ پس اس کو اپنے پیچھے ردیف بنایا یہاں تک ہم جب صہباء مقام تک پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے ایک چمڑے کے قالین پر حلوہ تیار کر کے رکھا۔ پھر مجھے کچھ آدمیوں کو بلانے کے لئے بھیجا پس انہوں نے کھایا تو یہی ان کی شب زفاف کے بعد دعوت ولیمہ تھی۔ وہاں سے چلے یہاں تک کہ احد پہاڑ نمودار ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس جب آپؐ کو مدینہ نظر آنے لگا تو فرمایا اے اللہ میں اس کی دو پہاڑیوں کے درمیان جو حصہ ہے اسے حرام بناتا ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ اس کے ایک سیر اور چار سیر کے سانچے میں برکت دے۔

بَابُ الْاَكْلِ فِىْ اِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

ترجمہ۔ چاندی چڑھے ہوئے برتن میں کھانا کیسا ہے

حدیث (۵۰۴۴) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ. حَدَّثَنِىْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ لَيْلٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَؓ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِىٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِىْ يَدِهٖ رَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ لَوْ لَا اِنِّىْ نَهَيْتُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّىْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ لَاتَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِىْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَاتَاْكُلُوْا فِىْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِى الدُّنْيَا وَلَنَا فِى الْاٰخِرَةِ الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت حذیفہؓ صحابی رسول کے پاس تھے کہ انہوں نے پانی مانگا تو آپ کو ایک مجوسی نے پانی پلانا چاہا۔ تو جب اس نے پانی کا پیالہ آپ کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے اسکو ایک بار دوبار نہیں بلکہ کئی بار روکا ہے گویا کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایسا نہیں کروں گا کہ سونے چاندی کے برتن میں پانی پیوں۔ لیکن میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے ریشم کا لباس نہ پہنو اور نہ ہی ابریشم کا لباس پہنو اور نہ ہی سونے چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں ان کفار کیلئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہوں گی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایسا برتن ہو جس پر چاندی کا پانی پھرا ہوا ہو یا جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو تو ایسے پیالے میں پانی پینا جائز ہے۔ جبکہ منہ اور ہاتھ کو چاندی کی جگہ سے بچایا جائے۔ اور جو برتن خالص چاندی کا ہے اس کا استعمال حرام ہے۔ نہ اس میں کھانا کھایا جائے نہ پانی پیا جائے اور نہ ہی تیل ڈالا جائے۔ مرد عورت سب کے لئے ایک حکم ہے۔ البتہ چاندی چڑھے ہوئے برتن میں اختلاف ہے۔ صاحبین پھر بھی مکروہ سمجھتے ہیں۔ امام صاحب اجازت باشرط دیتے ہیں۔

باب ذِكْرُ الطَّعَامِ

حديث (٥٠٤٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ الخ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِىْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِىْ لَايَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مِثْلُ التَّمْرَةِ لَارِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ لَايَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس مؤمن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے سیب کی طرح ہے جس کی خوشبو عمدہ اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہے۔ اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے جس کی خوشبو تو نہیں ہے لیکن ذائقہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کوڑ تمے کی طرح ہے جس کی نہ تو خوشبو ہے اور ذائقہ اس کا کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا نیازبوٹی کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی لیکن ذائقہ کڑوا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے اچھا کھانا کھانے کی اباحت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ زہد کھانا نہ کھانے میں نہیں ہے۔ مؤمن کو تشبیہ عمدہ کھانے سے دی گئی۔ اور کافر کو کڑوے سے تو اس سے طعام طیب کھانے کی ترغیب ہوئی۔ اور صوفیہ جو کراہت کہتے ہیں وہ ہمیشہ کی عادت کو پسند نہیں کرتے کہ کہیں ان کے گمراہی میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ طعم کے لفظ سے طعام کی طرف اشارہ ہوا۔

حديث (٥٠٤٦) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا حضرت عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر اسطرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے

حدیث(۵۰۴۷)حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ الخ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ نَوْمَہٗ وَطَعَامَہٗ فَاِذَاقَضٰی نَھْمَتَہٗ مِنْ وَّجْھِہٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ الحدیث ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے تو تمھاری نیند اور کھانے کو روک دیتا ہے۔ پس جب تم اس سفر سے جو ضرورت ہے پوری کر چکو تو جلدی اپنے گھر کو واپس آؤ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خطابی فرماتے ہیں حدیث سے مقیم رہنے کی ترغیب ثابت ہوئی۔ کیونکہ سفر میں انسان مؤمن جمعہ جماعات۔ حقوق واجبہ اہل و قرابات سے محروم ہوتا ہے۔

باب الْاُدُمِ

ترجمہ۔ سالن

حدیث(۵۰۴۸)حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ الخ اَنَّہٗ سَمِعَ الْقَاسِمِ بْنُ مُحَمَّدٍ یَقُوْلُ کَانَ فِیْ بُرَیْرَۃَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اَرَادَتْ عَائِشَۃُ اَنْ تَشْتَرِیَھَافَتُعْتِقَھَا فَقَالَ اَھْلُھَا وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لَوْشِئْتَ شَرَطِیْہِ لَھُمْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ وَاُعْتِقَتْ فَخُیِّرَتْ فِیْ اَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِھَا اَوْتُفَارِقَہٗ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا بَیْتَ عَائِشَۃَ وَعَلَی النَّارِ بُرْمَۃٌ تَفُوْرُ فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَاُتِیَ بِخُبْزٍ وَّاُدُمٍ مِّنْ اُدُمِ الْبَیْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَلَحْمًا قَالُوْابَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّہٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِہٖ عَلٰی بَرِیْرَۃَ فَاَھْدَتْہُ لَنَا فَقَالَ ھُوَصَدَقَۃٌ عَلَیْھَاوَھَدِیَّۃٌ لَنَاالحدیث .

ترجمہ۔ حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ حضرت بریرہؓ میں تین طریقے مسنون ہیں۔ایک تو یہ کہ حضرت عائشہؓ نے اسے خرید کر کے آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالکان نے کہا کہ ولاء ہمارا ہوگا۔ اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کی شرط قبول کرلیں۔ ورنہ ولاء تو اس کا ہوتا ہے جو اسے آزاد کرے۔ اور دوسرے جب وہ آزاد ہوئیں تو انہیں اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو اپنے خاوند کے نکاح میں برقرار رہیں۔ اور چاہیں تو اس سے الگ ہو جائیں تیسرے یہ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرت عائشہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو آگ پر ہنڈیا ابل رہی تھی آپؐ نے صبح کا کھانا طلب فرمایا تو آپؐ کو روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے گوشت نہیں دیکھا تھا انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ لیکن وہ تو گوشت تھا جو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا جو اس نے ہمیں ھدیہ کے طور پر دیا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ وہ اس پر صدقہ ہے ہمارے لئے ھدیہ ہے۔ یہ حدیث بیس مرتبہ سے زیادہ گذری ہے۔

باب الحَلْوَاءِ وَالعَسَلِ

ترجمہ۔ میٹھا اور شہد

حدیث (۵۰۴۹) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ مٹھائی اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

حدیث (۵۰۵۰) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنُ بْنُ شَيْبَةَ الخ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ كُنْتُ اَلْزَمُ النَّبِيَّ ﷺ لِشِبَعِ بَطْنِيْ حِيْنَ لَا اٰكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِيْ فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةُ وَاُلْصِقُ بَطْنِيْ بِالْحَصْبَاءِ وَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰيَةَ وَهِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمُنِيْ وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍؓ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهِ حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ اِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَيَنْشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ سے چمٹا رہتا تھا صرف پیٹ کی پرائی کے لئے یہاں تک کہ نہ تو میں خمیری روٹی کھاتا تھا اور نہ ہی ریشمی لباس پہنتا تھا اور نہ ہی کوئی مرد اور عورت میری خدمت کرتے تھے اور میں اپنے پیٹ سے کنکریوں کو چمٹا لیتا تھا۔ اور کسی آدمی سے کسی آیت کے پڑھنے کی فرمائش کرتا حالانکہ وہ آیت میرے پاس ہوتی تھی۔ مقصد یہ تھا تاکہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جاکر کھانا کھلادے۔ مسکینوں کے لئے بہترین آدمی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ تھے جو ہمیں ساتھ لے جاکر جو کچھ ان کے گھر میں ہوتا تھا وہ ہمیں کھلا دیتے تھے۔ حتی کہ وہ گھی کی کپی ہمارے لئے نکال کر لے آتے حالانکہ اس میں کچھ نہیں ہوتا تھا۔ پس وہ اس کو چیر دیتے اور ہم جو کچھ اس کے اندر ہوتا اسے چاٹ لیتے تھے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لاالبس الحریر الخ صفحہ ۸۱۷/۷ حریر سے مراد وہ کپڑا ہے جس میں ریشم جیسی نرمی ہو اور یہ بھی ممکن کہ اس سے مراد وہ کپڑا ہو جس کا بانا ریشم کا ہو۔ تو اس طرح جزء کا کل پر اطلاق ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لاالبس الحریر بظاہر اعتراض ہوتا تھا کہ جب ریشم مرد کے لئے حرام ہے تو لاالبس الحریر کے کیا معنی۔ تو قطب گنگوہیؒ نے دو جواب دے کر اس کی عمدہ توجیہ فرمائی ہے۔ اور مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ ریشم سے حلال ریشم جس کو مرد استعمال کر سکتا ہے وہ مراد ہے۔ اس سے شیخ کی دوسری توجیہ کی تائید ہوگی۔ اور مناقب میں حریر کی بجائے حبیر کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی مزین اور رنگدار کے ہیں۔ تو اس صورت میں حریر کی روایت مرجوح ہوگی۔ کیونکہ سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ

پہلے تو ایسا کپڑا نہیں پہنتے تھے بعدازاں پہننے لگے۔ حالانکہ نہ اوّلاً اور نہ ہی آخراً ان سے ثابت ہے۔ ہاں اکل خمیر اور لباس حبیر پہن لیتے تھے جب کوئی اور چیز نہ ملتی۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ۔ لیس فیھا شیئ فیشقھا صفحہ ۸۱۷/۱۰ اگر وہم کیا جائے کہ کپی کو چیر دینا تو اضاعۃ مال ہے چاہیئے تھا کہ اس کو استعمال میں لایا جاتا۔ لیکن جواب یہ ہے کہ چونکہ اس چیرنے میں ایک مسلمان کے دل کو خوش کرنا اور اسے تسلی دینا ہے اس لئے اضاعت مال نہ ہوگی۔ کیونکہ جو کچھ ان حضرات کو کپی کے چیرنے سے حاصل ہوتا تھا وہ ان کے لئے کافی تھا نیز! چیرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کپی سے بالکل فائدہ حاصل نہ ہو سکے۔ تو پھر اضاعت مال نہ ہوگی۔ جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کپی کو الٹ دیا گیا ہو اور جو کچھ اس کے اندر تھا اسے چاٹ لیا گیا۔ پھر چاٹنے کے بعد اسے سی دیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ فیشقھا کا مقصد یہ ہے کہ عکہ کو کاٹ کر جو کچھ اس کے اندر ہوتا اسے چاٹ لیا جاتا۔ قطیب قلب مسلم پر یہ شعر صادق ہے۔ کشند برائے از گلے خارہا برند از برائے دلے بارہا حوص کے معنی سینے کے ہیں۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت عکہ سے ہوگی۔ کیونکہ عموماً اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ عکہ میں شہد ڈالا کرتے تھے۔

بَاب الدُّبَّاءِ

ترجمہ۔ کدّو کے بارے میں

حدیث (۵۰۵۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الخ

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَتٰی مَوْلًی لَهٗ خَيَّاطًا فَاُتِيَ بِدُبَّاءٍ فَجَعَلَ يَاْكُلُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَاْكُلُهٗ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے ایک غلام درزی کے پاس تشریف لائے۔ تو آپ ؐ کے لئے کدو لایا گیا جسے آپ ؐ نے کھانا شروع کیا پس جب سے میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو کدو کھاتے دیکھا ہے میں برابر اس سے محبت کرنے لگا ہوں۔

بَاب الرَّجُلُ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِاِخْوَانِهٖ

ترجمہ۔ آدمی اپنے بھائیوں کیلئے کھانے میں تکلف کرے

حدیث (۵۰۵۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ كَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاری ؓ فرماتے ہیں انصار میں سے ایک آدمی تھا جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا۔ اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا جس سے اس نے کہا کہ میرے لئے کھانا

اِصْنَعْ لِیْ طَعَامًا اَدْعُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَۃٍ فَدَعَا النَّبِیَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَۃٍ فَتَبِعَھُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّکَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَۃٍ وَھٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَہٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَکْتَہٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَہٗ ....

تیار کرو میں جناب رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کو دعوت دیتا ہوں۔ تو اس نے نبی اکرم ﷺ سمیت پانچ آمیوں کو دعوت دی پس ایک آدمی ان کے پیچھے لگ گیا تو آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے وہاں پہنچ کر فرمایا کہ بھائی تو نے ہمارے پانچ آدمیوں کو دعوت دی تھی اور یہ آدمی ہمارے پیچھے لگ گیا پس اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اگر چاہو تو اسے چھوڑ دو اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اس کو بھی اجازت دے دی۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ یتکلف الطعام لاخوانہ صفحہ ۸۱۷/۱۳ حدیث کی دلالت ترجمہ پر اس حیثیت سے ہے کہ اس داعی نے کھانے میں گوشت پیش کیا جو انتہائی تکلف کی بات ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ بہترین ہے۔ کیونکہ احادیث مشہورہ میں ہے سید طعام اھل الدنیا والاخرہ اللحم ترجمہ کہ دنیا اور آخرت والوں کے لئے کھانے کا سردار گوشت ہے۔ یہ بہتر توجیہ ہے۔ البتہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث باب میں تکلف عدد میں ہے کہ دینے کی وجہ سے ہے۔ اگر تکلف نہ ہوتا تو حصر نہ کرتے۔ اور بعض نے اصنع کا طعاما سے اطیب اللحم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور صاحب تیسیر نے کہا ہے کہ چھٹے آمی کو اجازت دینے میں تکلف ہے۔ بہر حال مہمانوں اور بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلف کرنا جائز ہے۔ آپ کا ارشاد ہے فلیکرم ضیفہ۔

بَابُ مَنْ اَضَافَ رَجُلًا اِلٰی طَعَامٍ وَاَقْبَلَ ھُوَ عَلٰی عَمَلِہٖ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے کسی دوسرے کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کام میں مشغول رہا۔

حدیث (۵۰۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی غُلَامٍ لَہٗ خَیَّاطٌ فَاَتَاہُ بِقَصْعَۃٍ فِیْھَا طَعَامٌ وَعَلَیْہِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ جَعَلْتُ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں لڑکا تھا جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا پس جناب رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے جو آپؐ کے پاس ایک ایسا کھانے کا پیالہ لے آیا جس میں کدو تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ کدو تلاش کرنے لگے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں

اَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰى عَمَلِهٖ قَالَ اَنَسٌ لَااَزَالُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ مَاصَنَعَ الحديث ....

کدو جمع کر کر کے آپؐ کے سامنے رکھنے لگا۔ فرماتے ہیں کہ وہ غلام اپنے کام میں لگا رہا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں برابر کدو سے محبت کرنے لگا۔ جب سے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو وہ کچھ کرتے دیکھا جو آپؐ نے کیا تھا۔

باب الْمَرَقِ

ترجمہ۔ شوربا کے بارے میں

حدیث (٥٠٥٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَاالنَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًافِيْهِ دُبَّاءٌوَقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَمِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِفَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے جناب رسول اللہ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آپؐ کے لئے تیار کیا تھا۔ پس میں بھی آپ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ چلا تو اس نے جو کی روٹی شوربا جس میں کدو اور سوکھا گوشت تھا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے کناروں سے کدو کو تلاش کر رہے ہیں۔ اس دن کے بعد میں برابر کدو کو پسند کرنے لگا۔

باب الْقَدِيْدِ

ترجمہ۔ سوکھا گوشت

حدیث (٥٠٥٥) حَدَّثَنَااَبُوْنُعَيْمٍ الخ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُهٗ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَاْكُلُهٗ الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ کے پاس شوربا لایا گیا جس میں کدو اور سوکھا گوشت تھا۔ پس میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ کدو کو تلاش کر رہے تھے۔

حدیث (٥٠٥٦) حَدَّثَنَاقَبِيْصَةُ الخ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَافَعَلَهٗ اِلَّافِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ اَرَادَاَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشَرَةَ وَمَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِبُرٍّمَادُوْمٍ ثَلٰثًا...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت آپؐ نے صرف اس سال کی تھی جس سال لوگ بھوک کا شکار ہوئے آپؐ کا ارادہ ہوا کہ غنی لوگ فقیر اور محتاجوں کو کھلائیں اور بیشک ہم لوگ بکری کے کھر کو پندرہ دن کے بعد اٹھایا کرتے تھے حالانکہ محمد ﷺ کے کنبہ نے گندم کی روٹی سالن کیساتھ تین دن پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

باب مَنْ نَاوَلَ اَوْقَدَّمَ اِلٰی صَاحِبِه عَلٰی الْمَائِدَةِ شَيْئًا قَالَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَابَأْسَ اَنْ يُّنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَايُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ اِلٰی مَائِدَةٍ اُخْرٰی۔

ترجمہ۔ کسی ایک دستر خواں سے کوئی چیز خود لے لے یا کسی ساتھی کی طرف بڑھادے یہ توجائز ہے چنانچہ ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کو ایک دستر خواں سے لینا دینا جائز ہے۔لیکن ایک دستر خواں سے دوسرے دستر خواں تک پہنچانا جائز نہیں ہے۔

حدیث (۵۰۵۷) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ الخ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ اَنَسٌؓ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌؓ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَیِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ اَنَسٍؓ فَجَعَلْتُ اَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے آنحضرت نبی اکرم ﷺ کو ایک کھانے کی طرف دعوت دی جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس کھانے کی طرف گیا۔ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور سوکھا گوشت تھا پیش کیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ پیالے کے کناروں میں کدو تلاش کر رہے ہیں۔ بس اس دن سے میں کدو کو پسند کرنے لگا۔ اور ثمامہ کی روایت میں حضرت انسؓ کے یہ الفاظ زائد ہیں کہ کدو کو جمع کر کے آپؐ کے سامنے رکھتا تھا۔ اس زیادتی سے حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہو جائے گی۔

باب الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ

ترجمہ۔ ککڑی کے ساتھ تر کھجور کو ملانا

حدیث (۵۰۵۸) حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ الخ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ والحديث ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ ککڑی کے ساتھ کھجور کو کھا رہے تھے۔

4/2

باب الحشف

ترجمہ۔ردّی کھجور

حدیث(۵۰۵۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ تَضَیَّفْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهٗ وَخَادِمُهٗ یَعْتَقِبُوْنَ اللَّیْلَ اَثْلَاثًا یُصَلِّیْ هٰذَا ثُمَّ یُوْقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ قَسَمَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَصَابَنِیْ سَبْعُ تَمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ حَشَفَةٌ ....

ترجمہ۔حضرت ابو عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں سات راتیں حضرت ابو ہریرہؓ کا مہمان رہا۔پس وہ اور اس کی بیوی اور اس کا خادم باری باری رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے ایک ثلث یہ نماز پڑھ لیتا۔پھر دوسرے کو بیدار کر دیتا تھا اور میں نے ان سے سنا فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان کھجور تقسیم کی تو ان کو بھی سات کھجور کے دانے ملے جن میں سے ایک ردّی دانہ تھا۔

حدیث(۵۰۶۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَسَمَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَنَا تَمْرًا فَاَصَابَنِیْ مِنْهُ خَمْسٌ اَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَاَیْتُ الْحَشَفَةَ هِیَ اَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِیْ الحدیث ...

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان کھجور کو بانٹا تو میرے حصہ میں پانچ دانے آئے چار تو اچھی کھجور کے اور ایک ردّی کھجور کا تھا پھر میں نے ردّی دانے کو دیکھا کہ وہ میرے داڑھ پر ان میں سے زیادہ سخت ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ لایناول من هذه المائدة صفحہ ۸۱۸ / ۵ لیکن اس صورت میں ہے جبکہ مالک طعام صراحۃً یا دلالۃً اس کی اجازت نہ دے۔اور دلالۃً اجازت اس وقت موجود ہوتی ہے جب کہ دو کھانے دو دستر خوانوں پر رکھے ہوں۔اور ان میں کوئی فرق نہ ہو۔اور صاحب طعام نے ذمہ لیا ہو کہ ان سب کو پیٹ بھر کر کھانا ہے۔تو اس صورت میں ایک دوسرے دستر خواں سے لینے کی اجازت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ نے بھی یہی تقریر کی ہے کہ جب میزبان کی رضا معلوم ہو جائے تو دوسرے دستر خواں سے لینا جائز ہے۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ باب الحشف صفحہ ۸۱۸ / ۱۲ باب التکلف سے وہم ہوتا تھا کہ مہمان کے لئے تکلف کرنا ضروری ہے۔اس حدیث کو لا کر دفع وہم کرتے ہوئے ثابت کیا کہ حضر پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے۔اگرچہ وہ ردّی کھجور بھی کیوں نہ ہو تو معلوم ہوا کہ تکلفات مہمانی امر ضروری نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ التقابالحافو الخ چنانچہ احادیث میں ہے کہ جب کوئی مہمان آجاتا تو پہلے ازواج مطہرات سے اس کی مہمانی کراتے اگر وہاں کوئی چیز نہ ہوتی تو فرماتے کوئی اس مہمان کو لے جانے والا ہے۔ جیسا کہ حدیث ابوطلحہؓ سے واضح ہے۔ نیز! حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی روایت میں ہے کہ اصحاب صفہ کے فقراؑ کو صحابہ کرامؓ اپنے پاس لے جایا کرتے تھے۔ لابدله اور بسااوقات آنحضرت ﷺ اس تکلف کے وہم کو دور فرمایا کرتے تھے جیسا کہ لقیط بن جبرہؓ کی روایت میں ہے کہ لا تحسبن انالاجلك ذبحنا ھا کہ ہم نے اس بکری کو تمہارے لئے ذبح نہیں کیا یہ گمان نہ کرنا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ منه خمس پہلی روایت سے سات کا عدد معلوم ہوتا ہے تو جمع کی صورت یہ ہوگی کہ اوّلاً آپؐ نے پانچ دانے دئے۔ دودو بعد میں بانٹے اس طرح دونوں حدیثیں جمع ہوگئیں۔

بَاب الرُّطَبِ وَالتَّمرِ

ترجمہ۔ تر کھجور اور خشک کھجور کا بیان ہے

وَقَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُزِّىْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ....

ترجمہ۔ درخت کے تنے کو ہلا وہ تمہارے اوپر تازہ بتازہ چنی ہوئی کھجور گرائیگا۔

حدیث (۵۰۶۱) وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ ہم اسودین یعنی کھجور اور پانی سے پیٹ بھر چکے تھے۔

حدیث (۵۰۶۲) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ كَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِىْ فِىْ تَمْرِىْ اِلَى الْجِذَاذِ كَانَتْ لِجَابِرٍؓ الْاَرْضُ الَّتِىْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَاءَ نِى الْيَهُوْدِيُّ عِنْدَ الْجُذَاذِ وَلَمْ اَجِدْ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ اَسْتَنْظِرُهٗ اِلٰى قَابِلٍ فَيَاْبٰى فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ امْشُوْا نَسْتَنْظِرْ

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا اور وہ مجھے میری کھجوروں کی کٹائی تک قرضہ دیا کرتا تھا۔ اور حضرت جابرؓ کی کچھ زمین رومہ کے راستہ میں تھی پس ایک سال میں قرضہ ادا کرنے سے پیچھے رہ گیا۔ کٹائی کے وقت یہودی آیا حالانکہ میں نے اپنی کھجوروں میں سے کچھ بھی نہیں کاٹا تھا تو میں اس سے آئندہ سال تک کیلئے مہلت مانگنے لگا اس نے انکار کیا جس کی جناب نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ چلو حضرت جابرؓ کو

لِجَابِرٍؓ مِنَ الْيَهُوْدِيِّ فَجَاؤُنِيْ فِيْ نَخْلِيْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِيَّ فَيَقُوْلُ اَبَاالْقَاسِمِ لَااَنْظِرُهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِيُّ ﷺ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهٗ فَكَلَّمَهٗ فَاَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهٗ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ عَرِيْشُكَ يَاجَابِرُؓ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَفْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهٗ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهٗ بِقَبْضَةٍ اُخْرٰى فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ يَاجَابِرُ جُدُّوْا وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجَدَادِ فَجَدَدْتُ مَاقَضَيْتُهٗ وَفَضَلَ مِثْلُهٗ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهٗ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عُرُشٌ وَعَرِيْشٌ بِنَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مَعْرُوْشَاتٍ مَايُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِذٰلِكَ يُقَالُ عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا الحديث ......

یہودی سے مہلت دلوادیں۔ تو آپؐ میرے باغ میں تشریف لے آئے۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ یہودی سے اس بارے میں بات چیت کرنے لگے تو یہودی کہنے لگا اے ابوالقاسمؐ میں اس کو مہلت نہیں دوں گا۔ جب آپ نبی اکرم ﷺ نے اس کا یہ حال دیکھا تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور باغ کا چکر لگایا پھر آکر اس سے اس بارے میں بات چیت کی۔ یہودی نے پھر بھی انکار کر دیا پھر آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے تو میں تھوڑی سی تازہ کھجور لاکر جناب نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دی۔ پس آپؐ نے اسے کھایا پھر فرمایا کہ جابر! تمہاری وہ جھونپڑی کہاں ہے جہاں تم آرام کرتے ہو۔ میں نے اس کے بارے میں آپ کو بتلایا تو آپؐ نے فرمایا وہاں میرے لئے بستر بچھاؤ۔ تو میں نے بستر بچھایا آپؐ اندر آکر سو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے۔ تو میں آپؐ کے پاس مٹھی بھر کھجور اور لے گیا جس کو آپؐ نے تناول فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے پھر بات کی۔ لیکن اس نے پھر بھی انکار کیا اب آپؐ دوسری مرتبہ میرے باغ کی تازہ کھجوروں میں کھڑے ہو گئے پھر فرمایا اے جابر! ان کو خوشوں سے الگ کر کے قرضہ ادا کرو۔ چنانچہ آپؐ باڑے میں کھڑے ہو گئے اور میں نے جو کچھ قرضہ ادا کرنا تھا اس کو کاٹ دیا۔ اور اتنی مقدار بچ بھی رہا۔ پس میں نے وہاں سے نکل کر جناب نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی تو آپؐ نے فرمایا کہ کثیر نخل وتمر میرا معجزہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عرش اور عریش عمارت کو کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے معروشات کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ انگور وغیرہ کے لئے جو چھتیں عمارت کی بنائی جاتی ہیں وہ مراد ہیں اور عرشا جو فادیہ عروشہا میں ہے اس سے بھی ان کی عمارتیں مراد ہیں۔

باب اَكْلِ الْجُمَّارِ

ترجمہ۔ کھجور کی گری کا کھانا

حديث (٥٠٦٣) حَدَّثَنَا عُمَرُوبْنُ حَفْصٍ الخ عَنْ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ہم

عَبْدِاللّٰہِ بْنُ عُمَرَؓ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ جُلُوْسٌ اِذْاُتِیَ بِجُمَّارِ نَخْلَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرْکَتُہٗ کَبَرَکَۃِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَعْنِیْ النَّخْلَۃَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ ھِیَ النَّخْلَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَاَنَاعَاشِرُعَشَرَۃٍ اَنَااَحْدَثُھُمْ فَکَسَتُّ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ھِیَ النَّخْلَۃُ الحدیث..

جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپؐ کے پاس کھجور کی گری لائی گئی۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کی برکت مسلمان کی طرح ہے۔ کہ اس کا ہر جز کام کرتا ہے۔ تو میں نے گمان کیا کہ آپؐ کی مراد کھجور ہے۔ میں نے ارادہ بھی کیا کہ کہہ دوں یارسول اللہ وہ کھجور ہے۔ پھر میں نے ادھر ادھر دیکھا تو میں دس آدمیوں میں دسواں سب سے چھوٹا آدمی تھا۔ اس لئے میں چپ رہا۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے کہ جس کا ہر ہر جز نفع بخش ہے۔ اس طرح مسلمان کی ذات صفات افعال اقوال سب نافع ہیں۔

باب الْعَجْوَۃِ

حدیث(۵۰۶۴) حَدَّثَنَا جُمْعَۃُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ الخ عَنْ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَصَبَّحَ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَۃٍ لَمْ یَضُرَّہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ الحدیث ....

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہر روز صبح صبح عجوہ کھجور کے سات دانے کھالئے تو اسے اس دن اس کی وجہ سے نہ تو کوئی زہر نقصان دے گا اور نہ ہی کوئی جادو نقصان پہنچائے گا یہ آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔

باب الْقِرَانِ فِی التَّمْرِ

ترجمہ۔ کھجور کے دانے ملا کر کھانا

حدیث(۵۰۶۵) حَدَّثَنَا اٰدَمُ الخ حَدَّثَنَا جَبَلَۃُ بْنُ سُحَیْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَۃٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَیْرِ رُزِقْنَا تَمْرًا فَکَانَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَؓ یَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاْکُلُ وَیَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنِ الْاِقْرَانِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِلَّا اَنْ یَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاہُ قَالَ شُعْبَۃُ الْاِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَؓ الحدیث ....

ترجمہ۔ حضرت جبلہ بن سحیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے ہمراہ ہمیں قحط سالی نے آگھیرا تو وہ ہمیں کھجور کے پتے کھانے کیلئے دیتے تھے نقید نہیں تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گذرتے جبکہ ہم وہ کھجور کھارہے ہوتے تھے تو وہ فرماتے کہ دو دو ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ملا کر کھانیسے منع فرمایا ہے پھر فرماتے کہ مگر یہ کہ آدمی اپنے بھائی سے اس کی اجازت طلب کرے شعبہ راوی فرماتے ہیں کہ یہ اجازت والی بات حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے

باب بَرَكَةِ النَّخْلِ

حديث (٥٠٦٦) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الخ سَمِعْتُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُوْنُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةِ الحديث .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جو مسلمانوں کی طرح نفع بخش ہے وہ کھجور کا درخت ہے

بَابُ الْقِثَاءِ

ترجمہ۔ ککڑی کے بارے میں ہے

حديث (٥٠٦٧) حَدَّثَنَا اسْمَاعِيْلُ الخ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَاءِ ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو ککڑی کے ساتھ کھجور تازہ کھاتے ہوئے دیکھا۔

باب جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ اَوِالطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

ترجمہ۔ ایک ہی مرتبہ دو قسم کے رنگوں کو اور دو کھانوں کو جمع کرنا۔

حديث (٥٠٦٨) حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ الخ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَاءِ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ککڑی کے ساتھ تازہ کھجور کھاتے دیکھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں ان احادیث سے دو رنگ اور دو قسم کے کھانوں کو اکٹھے کھانے کا جواز ثابت ہوا

باب مَنْ اَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً ---

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو دس دس مہمانوں کو داخل کرے قلت مکان کی وجہ سے اور اس طرح کھانے پر دس دس آدمیوں کو بٹھائے قلت طعام کی وجہ سے۔

حديث (٥٠٦٩) حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیمؓ نے جو کا

عَنْ اَنَسٍؓ القاانَّ اُمَّ سُلَیْمٍ اُمَّهٗ عَمَدَتْ اِلٰی مُدٍّ مِنْ شَعِیْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِیْفَةً وَعَصَرَتْ عُکَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَتَیْتُهٗ وَهُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهٗ قَالَ وَمَنْ مَعِیَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ اِنَّهٗ یَقُوْلُ وَمَنْ مَعِیَ فَخَرَجَ اِلَیْهِ اَبُوْ طَلْحَةَؓ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُوَشَیْءٌ صَنَعَتْهُ اُمُّ سُلَیْمٍؓ فَدَخَلَ فَجِیْءَ بِهٖ وَقَالَ اَدْخِلْ عَلٰی عَشَرَةً حَتّٰی عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَکَلَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهُ شَیْءٌ الحدیث ....

ایک سیر لے کر اسے پیسا اور اس کا خطیفہ ایک قسم کی کھیر بنائی اور اپنے پاس سے اس پر گھی کی یا شہد کی کپی کو نچوڑا پھر مجھے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا میں جب آپؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ اپنے اصحابؓ کے بیچ میں بیٹھے تھے میں نے آپ کو دعوت دی۔ آپؐ نے فرمایا میں اپنے ان ساتھیوں کے ہمراہ آرہا ہوں میں نے جلدی آکر گھر والوں کو بتایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آرہا ہوں۔ حضرت ابوطلحہؓ نے جاکر کہا یارسول اللہ یہ تو ایک تھوڑی سی چیز ہے جسے ام سلیمؓ نے تیار کیا ہے۔ بہر حال آپؐ تشریف لائے۔ پس ماحضر آپؐ کے سامنے لایا گیا آپؐ نے فرمایا دس آدمی میرے پاس بھیجو چنانچہ وہ آئے اور پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ پھر فرمایا دس اور بھیجو چنانچہ انہوں نے بھی داخل ہو کر سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا دس اور بھیجو یہاں تک کہ چالیس آدمی گنے پھر جناب نبی اکرم ﷺ نے کھایا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس میں دیکھنے لگا کہ کوئی چیز کم تو نہیں ہوئی۔ سب مہمان کھا گئے جو کھانا بچ رہا یہ آپؐ کا معجزہ تھا۔

بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ فِیْهِ ابْنُ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ لہسن اور دیگر وہ سبزیاں جن کا استعمال کرنا مکروہ ہے اس بارے میں ابن عمرؓ کی روایت جناب نبی اکرم ﷺ سے ہے

حدیث (۵۰۷۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ قِیْلَ لِاَنَسٍؓ مَاسَمِعْتَ النَّبِیَّ ﷺ فِی الثُّوْمِ فَقَالَ مَنْ اَکَلَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا الحدیث ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے پوچھا کہ تھوم لہسن کے بارے میں تم نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کیا سنا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اس بدبو دار چیز کو کھا کر آئے وہ مسجد کے قریب نہ جائے

حدیث (۵۰۷۱) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِؓ زَعَمَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ لِیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا الحدیث

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص لہسن اور پیاز کھا کر آئے تو ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے۔ اس لئے اس کی بدبو پڑوسی اور فرشتوں کی ایذا رسانی کا باعث بنتی ہے۔

باب الْكَبَاثِ وَهُوَ ثَمَرُ الْاِرَاكِ

ترجمہ۔ پیلو کے بارے میں جو پیلو کے درخت کا پھل ہوتا ہے۔

حدیث (۵۰۷۲) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ الخ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمَرِّالظَّهْرَانِ اَنْ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَيْطَبُ فَقَالَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مرالظہران میں پیلو چن رہے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ان میں سے کالے کالے اختیار کرنے چاہئیں کیونکہ وہ اچھے ہوتے ہیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا آپؐ بکریاں چراتے رہے ہیں۔ فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

باب الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ

ترجمہ۔ کھانے کے بعد کلی کرنا

حدیث (۵۰۷۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ الخ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَكَلْنَا فَقَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌؓ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى هِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَلُكْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيَانُ كَاَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيٰى الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت سوید بن النعمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے پس جب ہم لوگ صہباء مقام پر پہنچے تو آپؐ نے کھانا منگایا تو آپؐ کے پاس صرف ستو ہی لایا گیا جس کو ہم نے کھایا پھر آپؐ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو آپؐ نے بھی کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی یحییٰ فرماتے ہیں ہم نے بشیر سے یوں سنا کہ حضرت سویدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم صہباء مقام پر پہنچے تو یحییٰ فرماتے ہیں کہ یہ مقام خیبر سے ایک شام کے سفر پر ہے۔ آپؐ نے کھانا منگوایا تو آپؐ کے پاس صرف ستو ہی لایا گیا۔ پس ہم نے اس کو منہ میں گمایا اور اس سے کھایا پھر آپؐ نے پانی منگایا آپؐ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی۔ پس آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ بنائی۔ اور سفیان نے کہا گویا کہ تم نے اس کو یحییٰ سے سنا ہے۔

باب لَعِقَ الْاَصَابِعَ وَمَصِّهَا قَبْلَ اَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

ترجمہ۔ رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا اور چوسنا کیسا ہے۔

حدیث (۵۰۷۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الخ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک کھانے سے فارغ ہو جائے تو اس وقت تک ہاتھ کو نہ پونچھے جبتک اسے خود نہ چاٹ لے یا کسی دوسرے سے چٹوالے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس حدیث سے چاٹنے کا استحباب ثابت ہوا جس سے طعام کی حفاظت بھی ہو گئی اور صفائی بھی ہو گئی البتہ علامہ قسطلانیؒ نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ حدیث ترجمہ الباب کے مطابق نہیں۔ کیونکہ حدیث میں نہ تو انگلیوں کا ذکر ہے اور نہ ہی رومال کا ذکر ہے۔ جواب یہ ہے کہ غالباً امام بخاریؒ نے مسلم کی حدیث جابرؓ کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے لا يمسح يده بالمنديل حتى يلعق باصابعه الحديث۔ کہ جبتک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے رومال سے اپنے ہاتھ کو نہ پونچھے۔ اور بعض طرق میں مص یعنی چوسنے کے الفاظ بھی بعض طرق حدیث جابرؓ میں پائے جاتے ہیں۔

باب الْمِنْدِيْلِ

حدیث (۵۰۷۵) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الخ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ اَنَّهٗ سَاَلَهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَاَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جن چیزوں کو آگ نے چھولیا ہو ان سے وضو کرنا کیسا ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایسا کھانا ہمیں بہت کم ہی دستیاب ہوتا اگر مل بھی جاتا تو ہمارے پاس رومال نہیں ہوتے تھے صرف ہتھیلیوں کلائیوں اور اپنے قدموں سے کام لیتے تھے۔ یعنی بجائے رومال کے ان سے پونچھ لیتے تھے۔ پھر نماز پڑھتے وضو نہیں کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مفہوم حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر رومال ہوتے تو ہاتھوں کو ان سے پونچھتے اس کا مفہوم مخالف نہیں ہے۔

باب مَا يَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ

ترجمہ۔ جب اپنے کھانے سے فارغ ہو تو کیا پڑھے

حديث (۵۰۷۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو فرماتے ترجمہ دعا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں بہت سی حمد جو عمدہ اور برکت والی ہے جو سب کو کافی ہے۔ کسی دوسرے کا محتاج نہیں نہ وہ متروک ہے اور نہ ہی اس سے غنا اور بے پرواہی برتی جاسکتی ہے۔ اے ہمارے رب۔

حديث (۵۰۷۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الخ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ وَقَالَ مَرَّةً اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَاَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّةً لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے۔ اور کبھی فرمایا جب آپؐ کے سامنے دستر خوان اٹھالیا جاتا تو آپؐ یہ دعا فرماتے ترجمہ اے ہمارے رب تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ہمیں کافی ہے۔ جس نے ہمیں سیراب کیا نہ وہ کسی دوسرے کا محتاج ہے اور نہ ہی وہ غیر مشکور ہے۔ اور کبھی یوں فرماتے اے ہمارے رب تیرے لئے حمد ہے جو نہ تو کسی دوسرے کا محتاج ہے اور نہ ہی اسے چھوڑا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس سے بے پرواہی برتی جاسکتی ہے۔ اے ہمارے رب۔

باب الْاَكْلُ مَعَ الْخَادِمِ

ترجمہ۔ نوکر کے ہمراہ کھانا کھانا تواضع کیلئے

حديث (۵۰۷۸) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَؓ الخ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ اَوْ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ جب تمہارا حاجت گذار تمہارا کھانا تمہارے پاس لائے پس اگر اسے پاس بٹھا کر کھلا نہیں سکتے تو اس کو ایک دو لقمے دے دو۔ کیونکہ اس نے اس کی گرمی برداشت کی ہے اور اس کے پکانے کا ذمہ لیا ہے۔

باب الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔

ترجمہ۔ کھانا کھا کر شکریہ ادا کرنے والا اس روزے دار کی طرح ہے جو صبر کرنے والا ہے اس بارے میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جناب نبی اکرم ﷺ سے ہے

باب الرَّجُلَ يُدْعَى إِلَى طَعَامٍ فَيَقُولُ هٰذَا مَعِي قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مُسْلِمٍ لَا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ

ترجمہ۔ جس کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی جائے وہ کہے یہ فلاں بھی میرے ساتھ ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی ایسے مسلمان کے پاس جائے جو دین و دیانت میں متہم نہیں ہے تو اس کا کھانا کھاؤ اور اس کے مشروبات کو پیو۔

حدیث (۵۰۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ الخ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَهَبَ إِلَى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهُ الحديث ......

ترجمہ۔ حضرت ابومسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا جس کی کنیت ابوشعیب تھی اور اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جبکہ آپؐ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے تو اس نے جناب نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور میں بھوک کو محسوس کیا تو وہ اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گیا پس اس سے کہا کہ تم کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کو کافی ہو جائے شاید میں نبی اکرم ﷺ سمیت پانچ آمیوں کو دعوت پر بلالوں۔ پس اس نے کچھ کھانا تیار کیا پھر آپؐ کے پاس آکر آپ کو دعوت دی تو ایک آدمی آپؐ کے پیچھے ہو لیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوشعیب۔ یہ آدمی ہمارے پیچھے لگ گیا ہے اگر چاہو تو اسے اجازت دے دو چاہے تو اسے چھوڑ دو اس نے کہا نہیں بلکہ اسکو اجازت دے دی

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے حضرت انس کی روایت کو چھوڑ کر ابومسعود انصاریؓ کی روایت کو بیان کیا ہے۔ اس سے دو قصوں اور دو حالات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

بَاب اِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ عِشَائِهٖ ـ

ترجمہ۔ جب مغرب کی نماز کا وقت ہو جائے تو شام کے کھانے میں جلدی نہ کرو۔

حدیث (۵۰۸۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الخ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرُو بْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن امیہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو بکری کے کتیف کا گوشت کاٹ کر کھاتے دیکھا جو آپؐ کے ہاتھ میں تھا۔ پس آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو آپؐ نے اس ہڈی کو اور اس چھری کو پھینک دیا جس سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر کھڑے ہو گئے نماز پڑھی وضو نہ بنائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فدعی الی الصلوة الخ صفحہ ۹/۸۲۱ اس روایت کو پہلے ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا کہ جب فاقہ نہ ہو تو کھانے میں جلدی نہ کرے۔ اگر کھانے کی مجبور ہو تو پھر پہلے کھانا کھائے پھر نماز پڑھے۔ جیسا کہ بعد کی روایات سے ثابت ہوتا ہے تو یہ ترجمہ مخصوص ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ مولانا مکیؒ کی تقریر میں ہے کہ فالقاھا سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کھانے کے لئے مضطر نہ تھے۔ اور فابدؤا بالعشاء کا حکم مضطر کے بارے میں ہے۔

حدیث (۵۰۸۱) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ تَعَشّٰى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا تمہارے سامنے رکھا جائے اور ادھر نماز کیلئے تکبیر کہی جا رہی ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ اور ایوب کی سند سے ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ ایک مرتبہ شام کا کھانا کھا رہے تھے جبکہ وہ امام کی قرأت کی آواز سن رہے تھے۔

حدیث (۵۰۸۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب نماز کے لئے تکبیر کہی جائے

وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ قَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ الحديث ..

اور کھانا حاضر ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ وھیب کی روایت میں اذاوضع العشاء۔

باب قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا۔

ترجمہ۔جب کھانا کھاچکو تو زمین میں پھیل جاؤ۔

حدیث(۵۰۸۳)حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الخ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍؓ يَسْئَلُنِي عَنْهُ اَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍؓ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَاقَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَؓ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَاِذَاهُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَاِذَاهُمْ قَدْقَامُوْا فَضَرَبَ يَعْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَاُنْزِلَ الْحِجَابُ الحديث..

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں پردے کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں۔ حضرت ابی بن کعب بھی اس کے متعلق میرے سے سوال کرتے رہتے تھے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ جب حضرت زینب بنت جحشؓ کے دولھا بنے اور آپؐ کی ان سے مدینہ میں شادی ہوئی تھی تو آپؐ نے دن چڑھے لوگوں کو دعوت ولیمہ کے لئے بلایا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ بھی بیٹھ گئے اور آپؐ کے ہمراہ کچھ لوگ بھی بیٹھے رہے۔ جبکہ قوم کے اکثر افراد اٹھ کر چلے گئے تھے یہاں تک کہ آپؐ بھی کھڑے ہوئے پس چلدیئے میں بھی آپؐ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ آپؐ بی بی عائشہؓ کے حجرہ کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ پھر آپؐ کا گمان یہ تھا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے پس میں بھی آپؐ کے ہمراہ واپس آگیا کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی وہ لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پس آپؐ دوسری مرتبہ واپس ہوئے تو میں بھی آپؐ کے ہمراہ واپس ہوا۔ یہاں تک کہ ہم پھر حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے دروازے تک پہنچ گئے پھر آپؐ واپس لوٹے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ واپس لوٹا تو وہ لوگ اٹھ کر جاچکے تھے پس آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا۔ جبکہ پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ آیت کریمہ کا مقتضی یہ ہے کہ کھانا کھاچکنے کے بعد اس مکان کو جلد چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ صاحب خانہ پر تخفیف ہو۔اس سے حدیث ترجمہ کے مطابق ہو جائی گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ العَقِيقَةِ

عقیقہ کے بارے میں

باب تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَّمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيْكِهٖ۔

ترجمہ۔ اگر چہ بچہ کا عقیقہ نہ بھی ہو تب بھی جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اس کی صبح کو بچہ نو مولود کا نام رکھنا اور اس کو لب دے کر گھٹی ڈالنا مستحب ہے

حديث (٥٠٨٤) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ الخ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ وُلِدَلِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ وَدَعَالَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهٗ اِلَیَّ وَكَانَ اَكْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا تو آپؐ نے اس کا ابراہیم نام رکھا اور کھجور سے لب لگائی گھٹی ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ اور مجھے واپس دے دیا اور وہ ابو موسیٰؓ کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔

حديث (٥٠٨٥) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الخ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِصَبِیٍّ يُحَنِّكُهٗ فَبَالَ عَلَيْهِ فَاَتْبَعَهُ الْمَاءَ الحديث .....

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا جس کو آپؐ نے گھٹی لگائی یعنی لعاب لگا کر کھجور کو تالو پر چپکا دیا یہ تحنیک ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کھجور ہو ورنہ شہد وغیرہ سے بھی تحنیک کی جاتی ہے۔ پس اس بچے نے آپؐ پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے اس کے پیچھے پانی بہا دیا۔

حدیث(۵۰۸۶)حَدَّثَنَااِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ الخ

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِؓ بِمَکَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَیْتُ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَیْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهٗ فِیْ حُجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِیْ فِیْهِ فَکَانَ اَوَّلَ شَیْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِیْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَنَّکَهٗ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَالَهٗ وَبَرَّکَ عَلَیْهِ وَکَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرْحًا شَدِیْدًا لِاَنَّهُمْ قِیْلَ لَهُمْ اِنَّ الْیَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْکُمْ وَلَا یُوْلَدُ لَکُمْ الحدیث ....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ ان کے پیٹ میں آیا فرماتی ہیں جب میں نے مکہ سے ہجرت کی تو میں حمل کی مدت کو پورا کرنے والی تھی۔ پس میں مدینہ میں آئی تو قباء کے مقام پر قیام کیا۔ اور وہاں قباء میں ہی وضع حمل ہوا اور میں نے بچہ جنا تو میں اس کو لیکر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کو آپؐ کی جھولی میں رکھ دیا۔ آپؐ نے کھجور کا دانہ منگایا اسے چبایا اور اسے بچہ کے منہ میں تھوک دیا۔ تو پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا پھر آپؐ نے کھجور کے دانے کو چبا کر لعاب لگا کر تالو میں چپکایا اس کیلئے برکت کی دعا فرمائی یہ بچہ تھا جو اسلام میں پیدا ہوا جس پر مسلمان بہت خوش ہوئے کیونکہ ان سے کہا گیا تھا کہ یہود نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ اس لئے تمہارے بچہ پیدا نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عقیقہ میں دس بحثیں ہیں جن کو تفصیل سے اوجز المسالک میں بیان کیا گیا۔ یہاں اختصاراً بیان ہے کہ عقیقہ اس جانور کا نام ہے جو نو مولود کی طرف ذبح کیا جائے۔ بعض نے کہا عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو نو مولود کے سر پر جم آتے ہیں۔ اور بکری کو اس لئے کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت اس کے یہ بال مونڈے جاتے ہیں۔ اور عق کے معنی چیرنے اور قطع کرنے کے ہیں۔ اور وہ بال عند الذبح دور کئے جاتے ہیں۔ اس کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ اہل الظاہر کا مذہب یہ ہے کہ عقیقہ واجب ہے۔ شوافعؒ فرماتے ہیں سنۃ مؤکدہ ہے۔ اور تیسرا مذہب امام مالکؒ کا ہے جسے وہ مستحب فرماتے ہیں۔ احناف سے مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت مندوب کی ہے دوسری مباح کی ہے تیسری بدعۃ کی ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ نے اس کا انکار کیا ہے۔ دلائل سے اس کا استحباب ثابت کیا ہے۔ تسمیہ اور تحنیک ساتویں دن مستحب نہیں ہے پہلے دن ہی آپؐ نے نام رکھ دیئے اور تحنیک کی۔ ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لیکن یہ اس شخص کے لئے ہے جو عقیقہ نہ کرے۔ اور جو عقیقہ کا ارادہ رکھتا ہو وہ ساتویں دن تک مؤخر کر سکتا ہے۔ جیسے امام حسنؓ کا عقیقہ اور تسمیہ ساتویں دن ہوا۔ تو امام بخاریؒ نے لمن لم یعق عنه کہہ کر دونوں قسم کی روایات کو جمع کر دیا کہ عقیقہ کے ارادہ والا ساتویں دن اور عقیقہ نہ کرنے والا پہلے دن نام رکھے۔

حدیث(۵۰۸۷)حَدَّثَنَامَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ الخ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِىْ طَلْحَةَؓ يَشْتَكِىْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَةَؓ فَقُبِضَ الصَّبِىُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَةَؓ قَالَ مَافَعَلَ ابْنِىْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍؓ هُوَاَسْكَنُ مَاكَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِىَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَةَؓ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِىْ اَبُوْطَلْحَةَؓ اِحْفَظْهُ حَتّٰى تَاْتِىَ بِهِ النَّبِىَّ ﷺ فَاَتٰى بِهِ النَّبِىَّ ﷺ اَرْسَلَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِىُّ ﷺ فَقَالَ اَمَعَهٗ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَهَا النَّبِىُّ ﷺ فَمَضَغَهَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِىْ فِى الصَّبِىِّ حَنَّكَهٗ بِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ الحديث . .

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار رہتا تھا ایک دن حضرت ابو طلحہؓ باہر چلے گئے تو لڑکا فوت ہو گیا۔ پس جب ابو طلحہؓ واپس آئے تو پوچھا میرے بچہ کا کیا ہوا۔ حضرت ام سلیمؓ نے جواب دیا کہ اب وہ بڑے آرام سے ہے پس اس نے ان کے آگے شام کا کھانا رکھا جسے انہوں نے کھایا اور رات کو بیوی سے ہمبستر ہوئے جب فارغ ہو گئے تو کہنے لگی کہ بچے کو چھپا کر آ ؤ یعنی دفن کرو جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی خبر دی تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا آج رات تم ہمبستر ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں آپؐ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما پس اس نے بچہ جنا حضرت ابو طلحہؓ نے مجھے فرمایا کہ اس کی خوب نگرانی کرو یہاں تک کہ اسے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ پس حضرت انسؓ اس کو جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور ان کے ہمراہ کچھ کھجوریں بھی بھیجیں تو بچے کو جناب نبی اکرم ﷺ نے لے لیا پوچھا کوئی اور چیز بھی اس کے ساتھ ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہاں کھجوریں ہیں۔ آپؐ نے ان کو لے کر چبایا۔ پھر اپنے منہ میں ڈال کر ان کو بچے کے منہ میں ڈالا جس سے تحنیک کی۔ اور اس بچہ کا نام عبداللہ رکھا۔

تشریح از قطب گنگوہیؒ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی تقریر اور حضرت ابو طلحہؓ کے انکار نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ میت کے دفن ہونے سے پہلے کھانا جائز ہے۔ جب یہ گھر والوں کے لئے جائز ہے تو محلہ والوں کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہوگا البتہ تجہیز و تکفین سے پہلے ایسے امور میں مشغول ہونا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ احادیث میں وارد ہے کہ میت کو جلدی کفن دے کر دفن کرنا چاہیئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ تھانویؒ نے اپنے رسالہ اغلاط العوام میں اس سند کو بیان کیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے **عجلوا فانه لا ينبغى جيفة مسلم ان تحبس بين ظهر ان الحديث** کہ جلدی کرو کسی مسلمان کی لاش گھر والوں کے درمیان رکھی نہ رہے۔ **وساق الحديث الخ** سے پہلے حدیث مروی نہیں بلکہ دو حدیثیں ہیں ایک انس بن سیرینؒ سے ہے اور دوسری ان کے بھائی محمد بن سرین سے ہے۔ جس کو امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یہاں ساتویں دن کی قید نہیں ہے اور صالحین کو نام رکھنے کا اختیار ہے۔ اور اس سے حضرت ام سلیمؓ کی عظیم منقبت ثابت ہوتی ہے کہ اس نے بچہ کی ولادت پر صبر کیا۔ اور اس کی موت کو اول لیل چھپا کر خاوند کو پریشان نہیں کیا۔ روٹی کھلائی ہمبستر ہوئی۔ آپؐ نے دونوں کے لئے دعا فرمائی۔ تو عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی اولاد میں سے دس علماء صالحین پیدا ہوئے۔ حدیث حدثنا محمد بن المثنی الخ عن انس وساق الحدیث ۔

باب اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الصَّبِیِّ فِی الْعَقِیْقَةِ

ترجمہ۔ عقیقہ میں بچہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا

حدیث (۵۰۸۸) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانَ الخ عَنْ سَلْمٰنِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ وَمَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ الخ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمٰنُ بْنُ عَامِرِ الضَّبِّیِّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ فَاهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی الحدیث۔

ترجمہ۔ حضرت سلمان بن عامرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے ہر لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ پس اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے ایذا کو دور کرو۔ یعنی بال دور کرو یا ختنہ کر کے خون فاسد دور کرو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اماطة الاذی صفحہ ۱۳/۸۲۲ اذی کے مصداق میں وسیع اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا مصداق بالوں کو قرار دیا۔ بعض نے خون کو اور بعض نے ختنہ کو کہا۔ بعض نے کہا اذی سے وہ بال مراد ہیں جن سے رحم کا خون چمٹ جاتا ہے جس کو حلق کر کے دور کیا جاتا ہے۔ اور بعض لوگ عقیقہ کے خون کو بچے کے سر پر ملتے تھے۔ یہ تکلیف دہ امر تھا جس سے منع کیا گیا۔ اور میرے نزدیک اذی سے وہ بلائیں اور آفتیں مراد ہیں جو نو مولود سے وابستہ ہوئی ہیں۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے جس میں ہے الغلام مرتھن بعقیقته یعنی محبوس وہ ہے جو آفات سے عقیقہ کے ذریعہ سالم رہ سکتا ہے۔ اور کوکب کے حاشیہ میں ہے کہ مرتہن کا مطلب یہ ہے کہ اس سے نفع اٹھانا اس وقت تک ممکن نہیں جبتک عقیقہ کر کے اس کو نہ چھڑا یا جائے۔

حدیث (۵۰۸۹) حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ الخ قَالَ اَمَرَنِیْ ابْنُ سِیْرِیْنَ اَنْ اَسْئَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَةِ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ

ترجمہ۔ ابن سیرینؒ نے حبیب بن شھید کو حکم دیا کہ میں حضرت حسن بصریؒ سے دریافت کروں کہ انہوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی تھی تو جب میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضرت سمرۃ بن جندبؓ صحابی رسول سے اس حدیث عقیقہ کو سنا

تشریح از قاسمیؒ۔ بخاری شریف میں تو یہ حدیث مذکور نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کی شہرت پر اکتفا کیا البتہ اصحاب السنن نے اس کی تخریج کی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے الغلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يو م السابع ويحلق راسه ويسمى ترجمہ کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اس کا سر مونڈا جائے۔ اور نام رکھا جائے قال الترمذی حسن صحيح اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس کے معنی یہ بیان فرمائے ہیں کہ جس بچہ کا عقیقہ نہ ہو وہ اپنے والدین کی شفاعت نہیں کرے گا۔ قتادہؒ فرماتے ہیں ان کی شفاعت کرنے سے محروم ہوگا۔

بَابُ الْفَرَعِ

حدیث (۵۰۹۰) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ الحديث ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی چیز نہیں ہے فرع تو یہ ہے کہ جانور کے جو پہلا بچہ ہوتا تھا اسے بتوں کے نام پر ذبح کر دیتے تھے۔ اور عتیرہ رجب کے مہینہ میں جو جانور ذبح کرے اسے عتیرہ کہا جاتا آپؐ نے دونوں کی ممانعت فرمادی

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

حدیث (۵۰۹۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ الخ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا فرع اور عتیرہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ فرع وہ پہلا بچہ جو جانور کے ہاں پیدا ہوتا ہے وہ اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تھے۔ اور عتیرہ رجبی کو کہتے ہیں یعنی جو جانور بکری رجب کے احترام میں ذبح کیا جائے وہ عتیرہ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں فرع اونٹنی کا وہ پہلا بچہ جو بتوں کی خوشنودی کے لئے ذبح کیا جائے تاکہ بعد کے بچے محفوظ رہیں۔ اور دوسری حدیث میں ہے الفرع حق تو جمع بین الحدیثین کی صورت یہ ہوگی جو جانور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذبح کیا جائے وہ جائز ہے۔ جو بتوں کے نام پر ہو وہ حرام ہے۔ اور امام شافعیؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ فرع اور عتیرہ واجب نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں مستحب ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوں۔ اور بعض نے کہا صدر اسلام میں مسلمانوں کو حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہوگیا۔

بائیسواں پارہ ختم ہوا ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ